

از شاخ طبع غنچه تاریخ چین گشت | ای نقشته سخن و جوهری فکر | نقش حسین کشید و در نظم غنچه است

بی روی انتظار عیسیویش | رشک بکار خانم عین فرنگ گشت

قطعه تاریخ طبع زاد استاد زین جلدند حدیقه شعر و سخن آسمان نازک خیالی را ماه دوهفته نشی کوپال

کتابی در آورده اخبار شد طبع | کزونی قند به فی انگبین به | در آداب و تاب او چه پرسی

نه هرگز پیش او در زمین به | همه تن آنکه به باشد همین است | نیکویم چنان به یا چنین به

گواه گفتن من یک سال بس | جز او چیزی نباشد بر زمین به | چه من در حسن و صفت این صحیفه

بر آید از لب روح الایین به | عروسین معنی او در طنز با | چو گرد و خبلوه گراز و عین به

برانی معنیش در لفظ چو هست | چنین شاه بزلت عین به | جز او دیگر که یار نازنین است

اگر صحبت بسیار نازنین به | نکاتش را بین از چشم دیگر | که از هر چشم چشم دور بین به

بسیه بگفتم اکنون گویم این بس | بنه بر اهل طبع آفرین به | و گر جز آفرین هر خط به دوم

از کلفت دور و با عشرت قرین به | تو خواهی نقده از تاریخ طبعش | بس ناگویمت تاریخ چین به

قطعه تاریخ از طبع رسامی گوید رشا و فضا

ز سه منشی و الا و تنگاسه | که روشن مثل خورشید شدن حسینت | بود در دهر روشن نام پاکش

که بجز خاتم و لست نگینست | بودند نشین جا و اقبال | مکان لطف حسان به کنیت

ز داتش علم را باشد فروغ | از فیاضش است حکام و دست | از جوشش باشد این قول زمانه

که رشک حاتم طائی به نیست | چو شد مطبوع از حکمش کتابی | که از تاریخ حسانه خوشتر نیست

فضای زار سال عیسیویش | یکی رشک نگارستان حسینت

قطعه تاریخ از نتایج طبع کشف موزجلی و خفی میر محمد حسین التخلص به صنف

چو خوش آمده تاریخ عیسیویش | کز حیان شده ننگ کاخ عین | بگو به در قش بن کارخانه عین

بیا و از پی تاریخ عیسیویش | بگو به در قش بن کارخانه عین

ایہات کو لکھو

حق سے امید ہے کہ تا دم انے ہے نو بہار باغ سخن لاکھ عینون کو جی سے دھوئے	قدروان سخن رہیں مسرور ہیں بھرے وصف نیکوئی سے اک ہزار پکے شاد ہوئے رہیں	کہ یہ ہیں آسپار باغ سخن پاک ہرین عجیب عجیب جوئی سے اس جہان کو تیاہم ہو جیتا
رہیں قائم جہانین یہ تہ تک		

خاتمہ

لاالی متلائی آباد از شر خاتمہ برآمدہ دست و قلم دریای فکر ز خار معرکہ سخن را مقدر و کجکش مولوی فدا علی		
وہ چہ رنگین برآند از قلمش	اگل بستان عیش با دید	

اندون معشوقہ و لفریب و شاہد با حسن و زیب غیرت لعبان خلق و چین غار تگر متاع دل و دین یعنی کتاب لاجواب
تاریخ چین کہ سابق ازین بدستاری قلم ہزار درقم معنی آفرین ہر علم و فن میں شائق صاحب الاشان چھکار کا
مصنف جوہر اخلاق زبان انگریزی سے عبارت اردو عام فہم کمال فصاحت و بلاغت موافق روزمرہ اردو
نصحاے ہند ترجمہ ہوئی تھی اب نیاو طبع سے ہر ہفت ہو کر زیب آغوش شائقان فن تاریخ ہوئی سبحان اللہ
عجیب کتاب نایاب ہے ہر فقرہ و لفریب میں لاجواب ہے آئین حال شاہان و حکما اس حسن کے ساتھ لکھا
کہ دیکھنا نہ سنا ہے سواد حروف کو مشک ختن کہنا سہرا خطا ہے ہاں اگر نگار خانہ چین کہنے زیبا ہے
ہر ورق اسکا قدر شکن چینی پرند ہے اور ہر صفحہ چادر از رنگ سے ہم پیوند ہے مطبع بمبئی اشمال آف فضل و کمال
معروف نزدیک و دور منشی نول کشور صاحب سلمہ اللہ الواہب میں جلیط طبع سے آراستہ ہو کر مشہور یار و مصار ہو
تہہ وجوہ زیور شخطی سے محلی ہو کر طیار ہوئی از باب فن تاریخ کہ ہر ہرین جلد تشریف لائیں اس متاع گر ہذا کو
دست بہت بجا و ضہ نقد جان خرید فرمائیں اصحاب شعر و سخن نے جو تاریخین لکھیں ہیں ذیل میں تحریر کریں

ولہ قطعہ تاریخ طبع

منشی نول کشور امیری کہ مثل او	چشم کسی ندید و نہ گوش کسی شنفت	از بسکہ بہت مطبع او غیرت چمن
-------------------------------	--------------------------------	------------------------------

بھیجا اور اس نے وہاں جا کر اپنے خاوند کا پیغام اس خوبی سے ادا کیا کہ کوچ کا بادشاہ نہایت خوش
 ہوا اور فغفور کو خراج بھیجا چنانچہ اب تک نذرانہ ادا نہ کیا جو خاتون کی بابت وہاں سے آیا کرتا ہے
 اور پانچو تیار کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے مہر اور لقب شاہ باجگرا کا وہاں کے والی کو دیا
 ان جزیروں کے باشندے بہت پرست ہیں اور نوسو برس سے بودہ کا بھی مذہب چھین کے ویسے
 سے وہاں پہنچا ہے چنانچہ تہنیر و تکفین کے باب میں مثل خاتون کے بہت دھوم دھام
 ہوتی ہے لیکن لاش کو یہ لوگ جلاتے ہیں علاوہ اسکے کہ کئی دستورات ختم کے مثل کثیر الازد و
 وغیرہ کے جاری ہیں اور چونکہ جاپان کی بادشاہت کے قریب کئی جزیرے متعلق اسکے واقع
 ہیں وہاں کی زبان اور رسومات میں باقیں اس مملکت کی ملتی ہیں غرض علوم اور فنون کی کتابیں
 ختمی زبان میں جاری ہیں اور اسکے سلطان کی آمدنی بہت اچھی ہے کیونکہ معدنیات گندھک
 اور تانبے اور کانگے کے اوسکی عملداری میں موجود ہیں اور اجناس تجارت کے حصول سے اسے
 فائدہ کثیر ہے کیونکہ کئی اقلیم کے سوداگر وہاں آن کر خرید و فروخت کرتے ہیں ان جزیروں
 کے رہنے والے خوش طبع اور نچ رنگ کے شائق ہیں اور چونکہ مصیبت کے صدر سے کو
 بسبب خلقت بشاش کے بخوبی برداشت کرتے ہیں قتل نفس کے امر سے وہاں کوئی وقف ہی نہیں
 الفقیہ یہ سب ملک جنکا احوال اس ذکر میں لکھا گیا ہے مابعد اور باج گرا فغفور کے ہیں
 اور اس تذکرہ مختصر کے ملاحظے سے بھی سب پر یہ ظاہر ہو دیگا کہ کس پایہ کا وہ بادشاہ ہے
 جسکا فرمان اتنے دور میں جاری ہے و واضح ہو کہ تاریخ مملکت چین بالوج و ٹیکن نامور برد
 زمین اس قدر ہے جو اس ہنچوان خوشہ چین مورخان مقلد اردو و انان ناواقف لطائف سخن
 جہس کار کرن بعد نہایت کوشش و محنت کے اب خدمت میں جمیع ارباب فضل و کمال کے
 پیش کرتا ہے اور اس خون جگر کے عوض میں اسے یہی چاہتا ہے کہ جو نقص و قصور ہا

تاریخ ختایہ خطا اسم با سمی میں پایا جاے وہ نظر عطا

جلد حاصل کرتے ہیں لیکن حیف ہے کہ اتنے نیکو یونین ایک عیب ایسا دینے جو کہ ساری
صفتیں اونکی خاک میں بلجاوین چنانچہ ٹائون مزاج میں استدر ہے کہ دوستی کی امید اونسے نہیں
کی جاسکتی ہے اور غصے میں جب آتے ہیں تو اپنے عزیزوں کے سر کاٹ لیتے ہیں تاہل
نہیں کرتے ہیں ؟ اس ملک میں فقط ایک شہر پائے تخت سلطان ہے لیکن قصبے اور موضع
مثل شہروں کے بہت ہیں اور تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۹۹ھ میں قبل حضرت عیسیٰ
اس ملک کے بادشاہ نے تحائف اور سفیر فغفور کے حضور میں بھیجا اور تلوار پیش کیا اعمی شہنشاہ
تھائی کی تابعداری کا طوق گلے میں ڈالا مگر جب وقت چوکا گھرانہ کم زور ہوا اور سلاطین نے چاروں
طرف سے بلوایا حامی کے ملک پر اقوام ہن کے ایک فرسے کا دور ہوا غرض اسطرح سے ہمیشہ
رہا ہے اور جب فغفور کی حکومت میں زلزل واقع ہوتا تھا حامی کا ملک پھر چھپن جاتا تھا اور جب اونکے
بازو میں زور ہوتا تھا اونکا عمل بدستور سابق ہوتا تھا اور جب اسلام کا نشان ایران اور ترکستان وغیرہ
میں بلند کیا گیا گوبی کا صحرا اونکے دخل میں آیا اور حامی کا ملک بھی اونکے قبضے میں گیا مگر جب
قبلا خان نے ختا کے تاج کو اپنے سر پر رکھا یہ ملک داخل صوبجات چین کے ہوا مگر ۱۳۸۶ء میں
مملکت ختا سے جدا ہو کر وہاں ایک سردار بقیہ بادشاہ فغفور کی طرف سے مقرر ہو کر ختا کے باجگزار
داخل کیا گیا لیکن ۱۳۸۶ء سے ایسی بد انتظامی شروع ہوئی کہ آخر کوتا کی ایک قوم اوس ملک پر
قالبض ہوئی حاصل کلام ۱۶۹۶ء سے فغفور کا ختنی کے وقت میں جو یہ ملک ختا کے باجگزار
میں شامل کیا گیا تو اب تک وہی علاقہ باقی ہے فقط

لوان باب

لوچو کے جزائر کا احوال

چھتیس جزیرے جو کوریا اور فارموسا اور جاپان کے جزائر کے درمیان واقع ہیں لوچو کہلاتے
ہیں اور ۱۳۸۶ء میں اونکا بادشاہ خود بخود فغفور ختا کا تابعدار اور باج گزار ہوا مگر ۱۳۸۶ء سے
طبعے کا حال ختا میں معلوم تھا لیکن مینگ کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے ایسا سفیر باتدبیر

دو پہلو پر کوبی کا صحرا۔ رتین لقی ووق ہے ۱۔ سبز زمین میں تمام دنیا
 خوبان جمع ہیں یہاں تک کہ غنوز ارم ہے اور اس سے زیادہ نہ اس سے کم ہے اور ایسی
 جگہ پر فضا جو دشت کف و ست کے قریب واقع ہے تو گویا اسکی سیر حاصل کرنے کے
 لیے پرو روگ کرنے آس پاس کے طبقوں کے اغلاط صالح کو نکال لیا اور امین داخل کیا ہے
 اس جہت سے وہ سب بگستان ہو گئے اور یہ بہشت شداد کو شرمندہ کرنے کے لیے
 پیدا ہوا الغرض اس ملک میں اناج اور میو جات کے اقسام افراط سے ہیں اور جو چیز وہاں پیدا
 ہوتی ہے لذت اور تنگی کی جوابت چاہیے اور زمین پانی جاتی ہے چنانچہ انار اور انگور
 اور کشمیری مشہور ہیں اور شنبلاوا اور خربوزے ہندوستان کے اور کوئے سلط کے اور بیڑنگا
 کے یکتا اور بے ہمتا کھلائے ہیں لیکن جزائقا انھیں میوؤں میں حامی کے ملک میں ملتا
 وہاں نہیں پایا جاتا ہے جس خطے میں کہ مخصوص یہ میو جات پیدا ہوتے ہیں اور غفور کے
 خاصہ کے لیے یہاں کا چاول اور خربوزہ ہمیشہ جاتا ہے اور خربوزے میں یہ شکاف ہے کہ
 اس سے خشک کر کے لوگ رکھتے ہیں اور جارتوں میں مثل خشک مرتے کے کھاتے
 ہیں اور آب و ہوا میں یہ کیفیت ہے کہ شبنم اور کوہا سا کبھی دیکھنے میں نہیں آتا ہے اور
 برسات فقط نام کے لیے ہوتا ہے اور اس پر بھی درختی شدت ہے اور بارہ مہینے ایک
 جو ان خشکوار رہتی رہتی ہے اور آندھی طوفان اور زلزلہ و سیلابی کی صورت کبھی دیکھنے میں نہیں
 آتی ہے اور جانور ہر طرح کے چرندے اور پرندے اور پشیم بکری اور دنبے کثرت سے
 ہیں اور معدنیات اور جواہرات کے اقسام ہیں خصوصاً ہونا بہت کھرا اور آب و تاب کا ہوا
 اور زیم رنگین اور قیمتی بلبل ہے حالانکہ کتر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو زمین نباتات میں سیر حاصل
 ہوتی ہے وہ معدنیات میں افراط کامل رکھتی ہے خلاصہ کلام ہے کہ حیوانات اور نباتات
 اور معدنیات کی برکت اور آب و ہوا کی لطافت اور ساری جہاں کی کیفیت یہاں موجود ہے
 اس ملک کے بہادر اور شہ زور اور محنت کش ہوتے اور سیاہگری کے فن

کہ موافق وصیت کے یہ امر وقوع میں آتا ہے اور سب چیلون میں جو گر کا عزیز ہوتا ہے
 اوی کو یہ درجہ ملتا ہے جب نعل تاتار کا دور ختام میں ہوا تب لاسون کو بڑا دخل ہوا
 اور قبلا خان کا گھر انہیں تک کہ ختام میں رہا کسی طرح کا منزل انکے رستے میں نہ آیا لیکن جب
 نعل کے خاندان سے ختام چن گیا اور ملکی بادشاہوں کا حکم پھر جاری ہوا تب بودہ کے
 پوجار کو پیر بھیخت سایون کا غضب نازل ہوا اور مغلوں کے ساتھی انکو بھی جان لیکر بھاگنا
 پڑا غرض جب ہانچو تاتاریوں نے ملکی مغفوروں کا تخت چھین لیا تب پھر لاسون نے چین
 میں چین کرنا شروع کیا اور اب بہت غرت کے ساتھ اونکی اوقات گنتی ہے اور باوجودیکہ لاسون
 کو ہر طرح کے عیش اور لذت دنیوی سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور اچھا کھانا اور پہنا اور جوڑ
 کرنا حرام ہے اور فقط نماز و روزی سے اونہیں کام ہے لیکن ناموری کا شوق اور خلعت
 کو اپنے روبرو ہرقت سرسبز دو کیٹنے کی آرزو ایسی ہے کہ فقط اسکی یاد نہیں مقصود اور ترک
 لذات ظاہر منظور ہوتی ہے اگرچہ مغفور مذہب سے سبب سے لاشہ گروہ کا مطیع ہے لیکن
 اپنے معتمدوں اور جاسوسوں کو ہمیشہ اس کے دربار میں متعین رکھتا ہے اور جب کوئی امر خلاف
 طبیعت کے واقع ہوتا ہے فوراً اوسکا تدارک اور امور دینی اور دنیوی میں فرق کیا جاتا ہے
 اور لاشہ گروہ ہر سال مغفور کو باج اور شیش کے طور سے سونے اور تانبے کے پوتے بودہ
 کی صورت کے اور مشک اور عنبر اور مونگا اور جواہر اور پشمینہ اور عمدہ تلواریں بھیجتا ہے
 اور ان تحائف کے ساتھ گنگا پانی بھی تانبے کے گھڑوں میں مغفور خٹا کو خطا دین سے
 پاک کرنے کے لیے ارسال ہوتا ہے فقط

انحصوان باب

عامی کی بادشاہت کا احوال

ولایت خٹا سے ایکسپیشین کو س رخ باب پر یہ طبقہ لذت دنیوی سے بھرا واقع ہے اور اکثر
 مہول و عرض اسکی زیادہ نہیں ہے لیکن جس قدر سے باغ و بوستان پر شجر و ثمر ہے اور باوجودیکہ

لگاتار کرو کے تابعدار اور باجگزار سمجھے جاتے ہیں اور انکی لاشوں میں مخفییت کے جیسے مصالح بجا
 جاتا ہے اور جب نقد و رچاندی یا سونے کے تانوت میں بند ہو کر ذائقہ نہ کھانڈے نہ کھاں اس صفت
 کے لیے رہتا ہے اور بڑا معبد کہلاتا ہے وہاں پر بہت تکلف کے ساتھ اور دن کی بے بندش کے
 لیے وہ رکھ دی جاتی ہے اور دوسرے درجے کے جولاہے ہیں اور انکی لاش کبھی کبھار کھانڈ کر تے
 ہیں اور بوجہ کی اسی موافق میں اوسے بھر کر معین رکھ دیتے ہیں بے تبت کے باشندوں کی
 دو قسمیں ہیں ایک وہ جولاہے کہلاتے ہیں اور بچہ بچہ اور بکر کر کے اور غذا پر لطیف کھانے اور
 سو رہنے کے اور کام میں جاتے ہیں اور دوسرے قسم کے عوام الناس جو کھیتی کرتے اور
 بھیری بکری پالتے ہیں اور تجارت اور نوکری چاکری کرتے ہیں بڑے شہر لاہر کے قریب ایک مقام
 پر بہت عالیشان خانقاہ ہے جنہیں لامہ گر بہت شان و شوکت کے ساتھ رہتا ہے اور اوسے
 دربار کی یہ صورت ہے کہ ایک منہ کلفت پر رہنے کے ساتھ میں عصا لیے لامہ گر ملتی ہے اسے
 تمام روز اور نصف رات تک ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے اور چار طرف کے لوگ دور دور ملکوں سے
 آتے ہیں اور یہ سمجھ کر اوسکو سجدہ کرتے ہیں کہ بودہ کا وہ اوتار ہے اعمی وہ دیوتا اوسی روپے
 بالفعل جلوہ گر ہے عرض تعظیم کیسے لامہ گر وہیں کرتا اور شاہ و گدا کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے
 اور غفور کو بھی مثل اور دن کے باخیر سمجھتا ہے عرض اتنا فرق کرتا ہے کہ جب غفور یا پرہے
 رہتے کے لامہ یا اقوام تار کے سردار عالی وقار آنکر سجدہ کرتے ہیں تب انکے سر پر ہاتھ رکھ
 دیا جاتا ہے عرض ان لوگوں کے سوا اور دن کے سر سے سجدے کے وقت صرف عصا
 نوک چھلا دیتا ہے ۔ لاءہ گرو کے مرنے پر یہ بات مشہور ہوتی ہے کہ بودہ نے ایک چولا
 چھوڑ دیا اور کسی دوسرے کو اختیار کیا تب ہو نو کوٹو اعمی بڑے لامہ سب جمع ہو کر لامہ گرو کے
 چیلوں سے ایک لڑکے کو انتخاب کرتے اور قائم مقام بناتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں
 کہ اوسیں چند علامتیں ملی ہیں جسے معلوم ہوا کہ بودہ نے اس بچے کے تن کو اپنے انص سے
 مشرف کیا ہے عرض یہ فقرہ عوام کے مجھلانے کے لیے طیار ہوتا ہے لیکن بحقیقت یہ ہے

ہوتا ہے بڑے بھائی کا جنا کھلتا ہے اور دوسرا لڑکا دوسرے بڑے بھائی کے لئے کرتا ہے
 جاتا ہے اور غیر اقسیم کے سر پر تپا ہے غرض اسی صاحب سے لڑکوں کی تقسیم ہو جاتی ہے
 اور اس شرکت میں کمال بے تکلفی ہوتی ہے اور سب اس دستور کا یہ ہے کہ بخت کی سز میں
 میں انات کی قسم کم ہوتی ہے اور اس سبب سے ہر مرد کے حصہ میں ایک عورت نہیں آ سکتی ہے
 اور حالانکہ یہ امر واقعی ہے کہ جہاں پانچ بیٹے پیدا ہوتے وہاں ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے لیکن
 تاتار کے اکثر طبقوں میں بھی زن و مرد کی پیدائش کا حال سیلو پر ہے مگر ایسا دستور بجز بڑے
 اور ملک بھوٹ کے شمالی پرگنوں کے جہاں سبب بخت کی قربت کے یہ گندہ بوجا پونجی ہے
 کسی دوسری جا پر جائز نہیں ہے اس سبب سے غالب ہے کہ اونکی جبلت میں عدم نفسانیت ہے
 تبتی غراب کے مردوں کی بڑی خرابی ہوتی اور لاشوں کی یہ بڑی لوبت پہنچتی ہے کہ اسکی
 یاد پر طبیعت نفرت کرتی ہے چنانچہ جناب نر صاحب نے ٹیشو لومبو کے خانقاہ کے قریب
 اس جگہ کو دیکھا ہے جہاں غراب کے مردے ڈال دیے جاتے ہیں اور اونکا بیان ہے
 کہ وہ ایک گڑھا بہت گہرا اور چڑا ہے اور اسکی ایک پہلو پر ٹیلہ اور تین طرف اونچی دیواریں
 ہیں اور منہ غار کا کھلا رہتا ہے تاکہ مردہ خور پرندے اور درندے سہولت اور ملین جاویں اور
 مردوں کو کھاویں اور جب کوئی عزیز مر جاتا ہے اس کے دوست آشنا بھائی برادر اور سیطرہ سے
 بے ہمتانے کفنائے یا اور کچھ تکلف کیے اسی غار میں لاش کو پھینک کر چلے آتی ہیں اور صرف
 اسی شخص کی لاش کو جو بہت عزیز ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اس غار میں ڈال دیتے ہیں
 تاکہ فوراً کئی قسم کے جانوروں میں وہ تقسیم ہو جاوے اور کسی عھنو کو پرندہ اور کسی کو درندہ کھا جاوے
 تاکہ مردے کو ثواب ہووے اور عالم ناسخ میں کسی اچھی چیز کا چولا او سے ملے غرض لااؤن
 کے لئے یہ ذلت نہیں ہے مگر اونیں بھی جو دو تفریق ہیں اونکی لاشیں دو طرح سے سنتی سنوار کی
 جاتی ہیں چنانچہ جو لامہ سب کہ ہو ٹوکٹو اعمی بودھ کے اوتار کہلاتے ہیں اور جیسے ہندوستان
 راجے رجواڑے ہوتے ہیں سی ہی یہ لوگ صاحب ملک اور خزانہ مثل چادشاہ کے ہوتے مگر

دوسرے عزیزین " مادر زاد ہوجاتی ہیں غرض وقت جدا جدا خانہ اور دوسرے
 بہشت پھیر کر توالی کوئی بہن یہاں تک کہ دو بجائی یا دو بہن یا ماں بی بھی کبھی ایک خانہ میں
 نہیں کھاتی۔ بہن اور ایک قوم امریکہ میں صاحب خانہ ضیافت کے وقت برابر اپنے دوستوں کو بھی کتا
 رہتا ہے کہ آپ سب کھانے جائیے کھائے جائیے مگر خود ایک نوالہ نہ پر نہیں رکھتا ہے اور
 ایک اور ملک میں دای طعمام کے وقت بیٹھا گایا کرتا ہے اور اگر کسی تاناکا دوست شراب پیئے
 انکار کرے اور پہلے انکار کرنے کا گویا وہین قاعدہ کلیہ ہے تو داعی اور سکا کان پر کر جب تک
 نہ پیئے نہ شگفت ملتا ہے اور جب وہ پینا شروع کرتا ہے تو وہ اسے پیالہ حوالہ کر کے مدعو
 سامنے ناچنا شروع کرتا ہے اور اس کے قریب کے ایک ملک میں داعی بڑا انکار گوشت کا
 ٹ کے مدعو کے منہ میں بھرتا ہے اور جو کچھ منہ کے باہر رہتا ہے اسکو خود کاٹ کر
 تاسے مگر سب سے ہیودہ دستور دنیا کے پردے پر پھین لوگوں میں جاری ہے چاچہ باب
 داعی اور مدعو ایک کو ٹھہری میں جہاں غذار کھی رہتی ہے جاتے ہیں تو داعی کے گھر کے لوگ
 باہر سے آج لگا کر اس کو ٹھہری کو مثل تنور کے گرم کرتے ہیں اور جیون جیون وہ بیچارہ کھائے
 جاتا ہے تیون تیون داعی اس کے منہ میں ٹھونسا چلا جاتا ہے اور باہر کی آج بھی رفتہ رفتہ زیادہ
 جاتی ہے آخرش مارے حرارت کے مدعو کو تو ہو جاتی ہے اور وہ امان مانگنا شروع کرتا ہے
 اس سے کچھ فائدہ اسے نہیں ہوتا ہے کیونکہ داعی با اینہ کھلائے چلا جاتا ہے
 الحاصل جب تین چار دفعہ اسطرح سے اس سے تھے ہو جاتی ہے تو یہ اور تحفہ داعی کو قبول
 کے اپنی جان چھوڑا تا نہ ہے + الغرض ظاہر ہے کہ ہر ملک و ہر سے مگر ایک دستور
 تینوں میں عجیب و غریب قابل نفیر کے ہے کہ اٹلان میں تو کیا اکثر حیوانوں میں بھی وہ
 روا نہیں ہے چنانچہ قبت میں پانچ سات بلکہ کبھی کبھی دس بارہ مردوں کے حصے میں آتی
 عورت رہتی ہے اور وہ نہ کہ سب کی جو روکھلاتی ہے اور اکثر ہی ہے کہ پانچ سات سگے
 وہی ایک عورت سب کو حلال ہوتی ہے اور اسی سبب میں جو لوگ پہلے پیدا

ساتھ پیدا ہوئے خدا اور پھر صبح و سلاطین و باغ و چمن کے کیونکہ وہ میانِ نیت اور ملک سرکار کے
کے لیے تیار ہوئے تھے۔ بات یہ ہے کہ باشندے سلیم اور حلیہ اور صفا و فخر و عزت و شرف و بزرگی کے لیے
لے آئے ہیں۔ یہاں کو ایسا جتنی بنا رکھا ہے کہ جو صفتیں متعلق علم سے ہیں ان میں نہیں پائی جاتی ہیں
ہر ملک میں جدا جدا دستور آپس کے سلام علیک کا ہر علیٰ ہذا القیاس نیت میں بھی یہ دستور ہے کہ جب
کوئی کسی کے یہاں جاتا ہے یا خط بھیجتا یا راہ گھاٹ میں ملتا ہے تو ایک سفید ریشی رومال کی تھانچ
کرتا ہے فی اشل خط و طر و مال میں لغافہ کے عوض لپٹ کر بھیجے جاتے ہیں اور جواب دہ کے
اور صلیح پر آتے ہیں اور مکان پر یا راہ گھاٹ پر ملاقات ہونے سے رومالوں کا عوض ملتا ہے
وہ رومال میں ہو جاتا ہے اور یہاں تک اس رسم کی اور کاجیاں خاص و عام کو رہتا ہے کہ اگر کبھی
اسکا سہو ہوئے تو نوبت لڑائی کی پہنچے غرض اس رسم کے حال پر ہنسنے چاہیے کیونکہ قاعدہ
ہے کہ کہیں کی صفتیں اپنے یہاں معیوب ہوتی ہیں اور اپنے یہاں کی نیک باتیں اور ملکوں میں
قابلِ تفرین کے ہوتی ہیں چنانچہ اسکی دو ایک نقلیں اس مقام پر درج کرنی بجا نہیں معلوم ہوتی
بجائے شمال میں اہل جزائر کا قاعدہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک شخص جسے سری کے پانٹوں کو
اٹھا کے اپنے منہ میں رکھتا ہے اور کسی جگہ پر لوگ ناک لڑاتے ہیں اور افریقیہ میں بزرگ اپنے
خرد کے کپڑے کو اپنی کمر میں لپیٹنا شروع کرتا ہے اور ایک جزیرے کی عورتیں بزرگ کو سلام کرتی
الف ننگے ہو جاتی ہیں گویا بے ستری علامتِ خردیت کی ہے اور قدیم الایام میں فنک کے
لوگ اپنے سر کاٹھی بھر بال نوچ کے سلام علیک کے وقت دوست کے رویہ و بطور نذر رکھ دیتے
علیٰ ہذا القیاس جہڑے قواعد صاحبِ سلامت کے سب جگہ جدا جدا ہوتے ہیں اور سیطرے
طریق کھانے پینے کے بھی اکثر جگہ جدا ہوتے ہیں چنانچہ بحرِ ہند میں ایک قطار جزائر کی ہے
جہاں کے لوگ جب ارادہ کھانا کھانے کا کرتے ہیں تو گھر کے تمام دروازے بند کر کے کسی
اندھیری کو گھر ہی کے کونے میں جا بیٹھتے ہیں اور ایسا اتفاق برسوں میں ایک دفعہ ہونا
ہوگا کہ دو تین دوست ملکر ہم طعام ہوئیں اور سیطرے اور جزیرے کے لوگ جو کذا ذکر صدر میں

اور شجرت پیدا ہوتا ہے اور سماگا افراط سے ملتا ہے مگر سب معدنوں سے زیادہ مناسب
 کے معدن بہت کھودے جاتے ہیں کیونکہ مناسب کا خرچ دیواروں میں واسطے سطوح پوجا
 پتر کے بہت ہے اور عوام انکس بھی مثل ہندوؤں کے انکو سب معدنیات پر یادہ پاک سمجھتی ہیں
 + ٹیٹو کو مٹی سے پندرہ روز کی راہ پر ایک بہت بڑی جھیل دس بارہ کوس کے عرصے میں ہے
 اور اس جھیل میں یہ بات عجیب ہے کہ تھوڑے پانی میں کناروں کے قریب افراط سے سماگا ملتا
 مگر گہرے پانی میں ایک قسم کا نمک اس افراط سے ہوتا ہے کہ تمام قبیلہ اور اطراف کے ملکوں
 میں خرچ کیا جاتا ہے اور کبھی کم نہیں ہوتا ہے بلکہ سالہا سال کے خرچ پر بھی ظاہر ہی ہوتا ہے
 کہ دن بھر میں جقدر ذخیرہ سماگا اور نمک کا خالی ہو جاتا ہے اور سیدقدر شب بھر میں آنکر موجود ہوتا
 اور روایت کہستان نر نر صاحب کی جو کہنی بہادر کی طرف سے سفیر ہو کر تبت میں گئے تھے یہ ہے
 کہ یہ دونوں چیزیں کسی اور جگہ پر تبت میں نہیں پیدا ہوتی ہیں + انگریزوں نے اکثر قصد کیا ہے
 کہ لامہ گرو سے رابطہ برہا کر اور اس ملک میں اپنی کوٹھیاں بنا دیں اور تجارت کی راہ پیدا کریں اور اس
 ارادے سے سنہ ۱۷۷۷ء اور سنہ ۱۷۸۳ء میں انہوں نے سفیر بھیجا لیکن نیپالیوں کی یورش سے
 پیچ ٹپ گیا با ایتھمہ جب لامہ گرو پاچہ تخت چیم میں فغور کین لونگ کی ملاقات کو گیا اور وہیں سینتوں میں
 مرکیا جینا کہ اس جلد میں ذکر ہوا ہے تب انگریزی سفیر خباب بوگل صاحب نے لامہ گرو کو ایسا
 باغ سبز انگریزوں سے محبت رکھنے میں دکھایا کہ جب فغور نے اپنے گرو سے پوچھا کہ آپ کی جو
 خواہش ہے فدوی حاضر کرے گا صرف حکم کا متوقع ہے تب لامہ نے کہا کہ انگریزوں سے اور
 آپ سے اگر دوستی ہووے تو بہتر ہے اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ ہندوستان کے گورنر
 جنرل کو شفقہ لکھیے اور وہاں کے سفیر کو جبکہ ہم نے کانٹان کی راہ سے بلوایا ہے اسکی آپ
 عزت کریں اور باب محبت کو داکرین چنانچہ فغور نے اپنے دین کے مرشد کی بات کو قبول کیا
 لیکن بوگل صاحب کے پہنچنے پہنچے لامہ گرو نے جو ادھر انتقال کیا تو وہ بات دہی ہی رہ گئی
 انفرن بافضل دو تین انگریز گئے ہوئے ہیں کہ لامہ گرو سے دوستی کر کے راہ و رسم انگریزوں کے

نیکی طرح رہتا ہے جس طرح سے پرندوں کی بڑے پر و نکلے نیچے قریب جلد کے روم ہوتا ہے اور بعض انگریزوں
 نے قصداً جانور کو انگلستان میں لیجانے کا اور ہندوستان میں پالنے کا کیا لیکن سمندر کی ہوا اور ہندوستان
 موسم گرما اور سکی طبیعت سے ناموافق ہوا اور بعض کا پیٹ کم کر پڑا اور بعض کو بخار شستہ نے مار ڈالا اور
 سکے روئیں کی تجارت سے اہل تبت کو بڑا فائدہ ہوتا ہے مگر اون بہت زیادہ کشمیر کے پشمین
 لون کے ہاتھ پڑھ رہتا ہے یہ مشک بھی افرات سے یہاں پیشہ ہوتا ہے اور حالانکہ خاص
 ملک تھا کہ بعض صوبوں میں وہ ہرن ہاتھ آتا ہے جس سے مشک ملتا ہے لیکن تبت بزرگ کے
 پناہوں میں اس جانور کی سکونت اصلی معلوم ہوتی ہے کہ نیکو یہاں پر مشک فراط سے اور سب جگہ
 سے بہتر ملتی ہے غرض اس جانور کا احوال چونکہ پہلی جلد کو دوسرے قدر میں رقم فی تفصیل ذکر لکھا ہے اس
 لحاظ سے دوبارہ صرف اس قدر اشارہ کافی ہے کہ اس ملک میں ہی وہ پیدا ہوتا ہے اور مشک کی
 فروخت سے تبت کا بازار گرم رہتا ہے یہ خداوند مطلق کی حکمت اور کرمی ہر مقام پر سطح سے
 دیدہ عقل پر چاہو گے کہ کیسی ہی کور باطن کیوں نہ ہو وے تو کیا معنی کہ اس کے کارخانے کے
 ایک درے کو دیکھ کر جل جلالہ وجل شانہ نہ پکارے اور راقم کو اکثر اوقات فقط اسی خیال میں گھومتا
 حیرت رہی ہے کہ وہ کون انسان بدتر از حیوان ہیں جو عالم اور فاضل کہلاتے ہیں مگر نہ زبان پاک
 کر پاس تہے ہیں کہ دہر کو قائم کریں اور اس جہان نوی شایان اور بے پایاں کی بنیاد کو افتاد اور مگان
 اور حسن اتفاق پر مبنی کرتے ہیں اور ہر طرح سے بہت سا کفر بکتے پھرتے ہیں اور چونکہ محض بے شعور
 شہکاسے اور عبید القیاس باقین کرتے ہیں جہاں کے نزدیک عاقل اور فاضل با جتنے ہیں کہ نیک
 قاعدہ عوام کا ہے کہ جوابات اونکی سمجھ میں نہیں آتی ہے نہایت معقول بھرائی جاتی ہے غرض
 اس مقام پر یہ جملہ معترضہ راقم کو اسلئے سوچا کہ تبت کی سرزمین میں قابلیت زراعت کی جب قدر کم ہے
 اور سب سے عوام میں جانوروں اور معدنیات کی افراط ہے اور ہر طرح سے ہر ملک کے لوگوں کو پروردگار
 نے اگر بعض شخصوں سے محروم رکھا تو اونکی جگہ میں اور کچھ ایسا عنایت کیا ہے کہ عوام
 معاوضہ ہو گیا ہے چنانچہ تبت میں نمک معدنی اور سونا و چاندی اور لوہا اور تانبہ اور سیسہ اور پارہ

غرض اناج کی قلت کا غرض پروردگار عالم نے جانوروں کی کثرت میں کر دیا ہے اور باوجودیکہ گھاس تپاؤ
 ہر طرح کا سبزہ گویا نہیں ہے لیکن گاسے پیل پھیری بکری دنبہ وغیرہ اس حال پر بھی علی الحساب ہیں اور وحشی
 جانور خوردنی چیز پر بند کی قسم سے بہت ہیں اس جہت سے خوراک کی مطلق تکلیف دو دھہ اور گوشت کی
 زیادتی سے نہیں ہے چہمت بزرگ میں ساڑھے بہت خوبصورت ہوتا ہے اور شکل او کی یہ ہے کہ گلا
 وٹھ پچھلے سے کچھ بلند اور زیادہ فرو ہے اور سارا بدن پشم سے بھرا رہتا ہے خصوصاً انون کے نیچے
 اتنا لمبا ہوتا ہے کہ زمین تک ٹکلتا ہے اور میان تک گرا نہا اور پسندیدہ ہوتا ہے کہ او کی دم کا چنور
 پادشاہوں پر چھلا جاتا ہے اور اگرچہ او کی مادہ بھی خوبصورت ہوتی ہے لیکن نر کی طرح پشم نہیں کہتی جو
 غرض دو دھاس افراط سے دیتی ہے کہ ہندوستان کی چار گائیوں کا مقابلہ وہ کرتی ہے اور مایہ
 دہ دھمیں اتنا ہوتا ہے کہ اس سے بہت کھن نکلتا ہے اور لذیذ ہونے کے سوا برہمنوں میں بگڑتا
 ہے اور اہل تبت برف سے اکسو سخت کر کے دور دور ملکوں میں لیا جا کر او کو بیچتے ہیں غرض سب جانوروں
 سے زیادہ اہل تبت کی خوراک اور پوشاک بھیڑ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکا گوشت نہایت لذیذ
 اور فریختا ہے اور او کو سو کھلا کے کھانے سے زیادہ نرم و خوب طبع ہوتا ہے لیکن خشک
 کرنے کی ترکیب تبت میں سب جگہ سے علیحدہ ہے اور اوس میں نہ نمک آگ نہ دھوپ کا کچھ دخل
 ہے فقط ٹھنڈی ہوا میں مکڑیوں کو دے لٹکاتے اور سوکھلاتے ہیں اور یہ اثر اس ترکیب کو کہ
 کہ برہمنوں گوشت نہیں بگڑتا اور جب پکایا جاتا ہے تازے گوشت سے زیادہ مزہ دار ہوتا ہے +
 پشم اس جانور کا نہایت مایک و نرم اور آب و تاب و چمک و مک کا ہوتا ہے اور گرمیوں کی
 پوشاک بتوں کی او کی بنتی ہے اور جباروں میں او کیکا چمرا پشم سے بھرا ہوا ملبوسات میں خچ ہوتا
 غرض تبت کی کبریوں کے پشم سے شال و شالہ اور کشیر کا عمدہ پشمینہ سب بنتا ہے اور بڑے
 داموں کو کہتا ہے اور ہندوستان کی کبریوں سے اور ان سے قد و قامت شکل و صورت میں بہت
 فرق ہے کہ تبتی کبریوں کا پشم مثل ریشم کے لچھے کے سارے بدن میں افراط سے ہوتا ہے غرض وہ
 پشم جس سے کشیر کا دوشالہ بنتا ہے وہ مثل پیل کی روئی کے پھالے کے بڑے بڑے بالوں کی طرح

حق کی طرف سرسری رہی اور نیپالیوں کو شکست ملی جوین جوین قہر م اور نکاحیچھے ہٹا ختا یوں کا اگر چہ
 آخر میں دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیوں کو یہی کامل شکست ملی کہ وہ التجا لائے اور ہزار ہفتوں کے
 ساتھ چانچشی چاہنے لگے تب ختائی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اور ختین بجایا نا پڑا یہاں تک کہ اکثر مال
 و متاع جو لوٹا گیا تھا لا ماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ غفور کے آستانے پر
 نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالیشان محل بننے
 اور سے کچھ بھروسہ دیا اور کپتان کرک پائریک صاحب کو اپنا سفیر کر کے شہر کاٹ ٹاٹا دیا پخت نیپال
 میں بھیجا اور حالانکہ کچھ بند و بست ہوا لیکن ختا یوں کے دل میں انگریزی کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اس کے
 سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لا ماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور رد
 مانگی اور ختوں نے توجہ کی غرض اس انکار اور اس اقرار کی یاد غفور کو رہی اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب
 بعد اس کے انگلستان کا سفیر ختا میں گیا تو مقصد یاب ہوا جیسا کہ اس جلد میں نظر سے گذرا ہوگا
 القصد اس وقت سے لاسہ کرو کے ملک میں اس ہے اور بدستور غفور کے حضور میں دنیوی مقدمات میں
 تابع داری کا مجرا اسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لاسہ کے آستانے پر
 غفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چھین کے آنکھ بودھ کے پوجاری کے روبرو رہ جاتی ہے
 بت کے ملک کی تین تقسیمیں ہیں یعنی بت بزرگ اور بت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
 ہے جسکو کانٹیل کہتے ہیں اور اس کے چھ پر بت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور عریت
 والی کشمیر کے ہیں اور اس پہاڑ کے پورب پر بت بزرگ یعنی لاسہ کرو کا ملک ہے اور بھوٹ کا
 ملک بت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب وراشام کے اتر پر واقع ہے غرض اس تاریخ چین
 صرف بت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ باجگذا رختا کا ہے اور اس طبقے کی زمین مطلق قابل زراعت
 کے نہیں ہے کیونکہ فقط کمین کمین پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہے وہاں پر البتہ کچھ سنبھ
 دکھائی دیتا ہے ورنہ بحر الود اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے اور چانول کو وہاں کہی کوئی خواب میں
 بھی نہیں دیکھتا ہے اور گیوں بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہے اور اسی پر سب کی اوقات ہے

سال میں قلمانی تاناز کے سردار نے افواج کثیرہ اور قہارہ لیکر تبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بری شکست دی یہاں تک کہ لامہ سب فقط جان لے لیکر بھاگے اور ان کے خانقاہ لٹ گئے اور ہانکی دوت بے انتہا قلمانی کے ہاتھ چڑھتی تبت دن کو گون نے فقور کا منی کی دہائی دی اور اکثر دن نے او کے دہن دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اس فرشتہ شیر زن و شیر ننگ نے او کو ایسی داد دی کہ لامہ گرد اپنے سخت پر پھر خامیھا اور نہت سال بھی غارت گردن سے بازیافت ہوا او کے بعد ۱۷۹۲ء تک ہر طرح پر تبت میں امن و امان رہی کیونکہ زور سے فتنے سے بلوے جاوے میں مثل شر کے پیدا ہو اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی اپنی بڑی تاریخ میں نہیں ہیں لیکن اس سال میں اہل خیال ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے تبت میں وقفہ جا پڑے تبت بیچارے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے غول میں جب باز گرنا اور ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہے اور چونکہ عیش و کسب کے خانقاہ کی دولت بے انتہا کی افواہ اور لوٹیر دن کو طمع دیکر پہاڑوں سے اوتار لائی تھی اسی مقام پر یہ سیدھے چاہنے اور ہتھ نقد و جنس اور چٹائی لگئے کہ اگر اس کو تاروں دیکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹپ پونچھے صراف کی پوچھی جھٹا اور اس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اس کی چار دیواری کے اندر چار پانو مکان فقط گوشائیوں کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لامہ گرد کی دولت سرکاری ہزار گری او کے اندر واقع ہے اور اس کی آرائش میں جو تکلفات بیہنات اور جواہرات افراط سے خرچ ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اور چیزوں کی اہم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی ہی جلد بے طیار ہووے اسکے سوا اور امار اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور مقبرے چھوٹے بڑے کتنے ہیں اور کا حساب نہیں آتا خانقاہ کو جب نیلے سب لوٹ کر چلے گئے تبت فقور کا سپہ سالار جبار فتح قہار لیکر لامہ کی بدد کو لاہر میں داخل ہوا اور جب ہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غمگین ہو کر فوراً اور لوٹیر دن کے تعاقب میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب ٹینگرے کے میدان پر گیا تھا اندر قلعے سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی سپاہیں ایسی جلی اور اتنی خونریزی ہوئی کہ نہ دیکر نہ شہید تھی

حق کی طرف سرسری رہی اور نیپالیوں کو شکست ملی جوین جوین قہر م اور نجاتیچھے ہٹا خانیوں کا اگر چہ
 آخر میں دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیوں کو یہی کامل شکست ملی کہ وہ التجا لائے اور ہزار ہفتوں کے
 ساتھ چانچی چاہنے لگے تب خانی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اور بھین بجالا تا پڑا یہاں تک کہ اکثر مال
 و متاع جو لوٹا گیا تھا لا ماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستانے پر
 نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالی شان معتمد
 اسے کچھ بھروسہ دیا اور کپتان کرک پائریک صاحب کو اپنا سفیر کر کے شہر کاٹ ٹاٹا دیا پھر تخت نیپال
 میں بھیجا اور حالانکہ کچھ بندوبست ہوا لیکن خانیوں کے دل میں انگڑی کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اس کے
 سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لا ماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور رد
 مانگی اور بھون نے توجہ کی غرض اس انکار اور اس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب
 بعد اس کے انگلستان کا سفیر ختامین گیا تو مقصد یاب ہوا جیسا کہ اس جلد میں نظر سے گذرا ہوگا
 القصہ و ہر وقت سے لامہ گرو کے ملک میں امن ہے اور بدستور فغفور کے حضور میں دنیوی مقدمات میں
 تابع داری کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لامہ کے آستانے پر
 فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چھین کے انکھ بودھ کے پوجاری کے روبرو دب جاتی ہے
 بت کے ملک کی تین تقسیمیں ہیں یعنی بت بزرگ اور بت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
 ہے جسکو کانٹیل کہتے ہیں اور اس کے چھ پر بت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور عریت
 والی کشمیر کے ہیں اور اس پہاڑ کے پورب پر بت بزرگ یعنی لامہ گرو کا ملک ہے اور بھوٹ کا
 ملک بت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب و آسام کے اتر پر واقع ہے غرض اس تاریخ میں
 صرف بت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ بالکل ازخاکا ہے اور اس طبقے کی زمین مطلقاً قابل زراعت
 کے نہیں ہے کیونکہ فقط کمین کمین پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہے وہاں پر البتہ کچھ سبز
 دکھائی دیتا ہے ورنہ بجز بالو اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے اور چانول کو وہاں کبھی کوئی خواب میں
 بھی نہیں دیکھتا ہے اور گہیوں بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہے اور اسی پر سب کی اوقات ہے

سال میں قلماق تاناز کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاہرہ لیکر قبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بڑی
 شکست دی یہاں تک کہ لامہ سب قحط جان لے لیکر بھاگے اور ان کے خانقاہ لٹ گئے اور ہانکی روت
 بے انتہا قلماق کے ہاتھ چڑھی تب دن لوگوں نے فقور کا سنی کی دہائی دی اور اکثر دن نے اس کے
 وہن دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اس مرد شمشیر زن و شمشیر شکن نے اس کو ایسی نادری کہ لامہ گرد اپنے
 سخت پر پھر جھپٹا اور بہت سال بھی غارت گردن سے بازیافت ہوا اس کے بعد ۹۲۷ء تک ہر طرح پر
 قبت میں امن و امان رہی کیونکہ زمرے فرار سے بلوے جو اس عرصے میں مثل شر کے پیدا ہوئے
 اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی نہیں بڑی تاریخ میں نہیں ہیں اس سال میں اہل خیال
 ناحق بے وجہ قحط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے قبت میں دفعہ جا پڑے
 تب سچا رہے لامہ سب گھر دروازے اور بال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے
 غول میں جب باز گرا اور مرد فرد کو پریشان کر دیا تو اور چونکہ مٹھو کو بسو کے خانقاہ کی دولت بے انتہائی
 افزاہ اولن لوٹیر دن کو طمع دیکر پہاڑوں سے اوتار لائی تھی اسی مقام پر یہ سیدھے چاٹنے اور سہار
 نقد و جنس لٹھا لگے کہ اگر اس کو قمار دن دکھاتا تو اپنے گنج کو ایک ٹپوٹ پیچھے صراف کی پوٹھی جھٹا
 اور اس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اس کی چار دیواری کے اندر چار پانچ
 مکان فقط گوشائوں کے سہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لامہ گرد کی دولت سرکاری خزانہ کر مئی
 اس کے اندر واقع ہے اور اس کی آرائش میں جو تکلفات بیجا یاات اور جواہرات افراط سے خرچ
 ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد قحط اولن چیزوں کی احم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی ہی جلد بے
 طیار ہووے اسکے سوا اور زامرا اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور قبرے چھوٹے بڑے کتنے
 ہیں اس کا حساب نہیں آفریں خانقاہ کو جب نیلایے سب لوٹ کر چلے گئے تب فقور کا سپہ سالار جزا
 فوج تیار لیکر لامہ کی مدد کو لاہ میں داخل ہوا اور جب ہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غم و غم
 ہو کر فوراً اولن لوٹیر دن کے تعاقب میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب ٹینگرے کے میدان پر آیا تو
 نیپالی اور قتال سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی سپاہیں اپنی جلی دار اتنی خوریزی ہوئی کہ نہ دیکر شہید تھی نہ

حق کی طرف سرسری رہی اور نیپالیوں کو شکست دے کر پہلی جہون جہون و قزم اور نکا تیچھے ہٹا خٹائیوں کا آگ بڑھا
 آخرش دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیوں کو یہی کامل شکست ملی کہ وہے التجالا لے اور ہزار ہزاروں کے
 ساتھ چانچی چاہنے لگے تب خٹائی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اور بخین بجایا نیا پڑا یہاں تک کہ اکثر
 و متاع جو لوٹا گیا تھا لا ماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ غفور کے آستانے پر
 نذرانہ سالیانہ بھیجے گا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالی شان مہدیج
 اوسے کچھ بھروسہ دیا اور کپتان کرک پائریک صاحب کو اپنا سفیر کر کے شہر کاتماندو پور تھیں نیپال
 میں بھیجا اور حالانکہ کچھ بندوبست ہوا لیکن خٹائیوں کے دل میں انگریز کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اوس
 سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لا ماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور مدد
 مانگی اور بخون نے توجہ کی غرض اس انکار اور اوس اقرار کی یاد غفور کو رہی اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جب
 بعد اوسکے انگلستان کا سفیر خٹا میں گیا تو مقصد یہاں ہوا جیسا کہ اس جلد میں نظر سے گذرا ہو گا
 القصد اسوقت سے لاسہ کر وہ کے ملک میں اس ہے اور بدستور غفور کے حضور میں دنیوی مقدمات منہ
 تا بعداری کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لاسہ کے آستانے پر
 غفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چھین کے آنکھ بوجھ کے پوجاری کے روبرو دب جاتی ہے
 بت کے ملک کی تین تہیں ہیں عینی بت بزرگ اور بت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
 ہے جسکو کانٹیل کہتے ہیں اور اوسکے چھ پر بت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور عریت
 والی کشمیر کے ہیں اور اوس پہاڑ کے پورب پر بت بزرگ عینی لاسہ کر وہ کا ملک ہے اور بھوٹ کا
 ملک بت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب اور آسام کے اوپر واقع ہے غرض اس تاریخ میں
 صرف بت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ باجگذا رختا کا ہے اور اوس طبقے کی زمین مطلق قابل زراعت
 کے نہیں ہے کیونکہ فقط کہیں کہیں پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہے وہاں پر البتہ کچھ نہر
 دکھائی دیتا ہے در نہ بجز بار اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے اور چانول کو وہاں کہی کوئی خواب میں
 بھی نہیں دیکھتا ہے اور گیون بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہے اور اوس پر سب کی اوقات ہے

سال میں قلمناق تاناز کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاہرہ لیکر قبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بری
 شکست دی یہاں تک کہ لامہ سب فقط جان لے لیکر بھاگے اور ان کے خاندان لٹ گئے اور ہانکی دوت
 بے انتہا قلمناق کے ہاتھ چڑھی تب اولن لوگوں نے فقور کاہنی کی دہائی دوی اور اکثر دن نے اس کے
 وہن دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اس فرد و شمشیر زن و دشمن شکن نے اس کو ایسی داد دی کہ لامہ گرد اپنے
 سخت پر پھر جا بیٹھا اور بہت سال بھی غارتگر دن سے بازیافت ہوا اس کے بعد ۱۶۹۷ء تک ہر طرح پر
 قبت میں امن و امان رہی کیونکہ زرنے فرے سے بلوے جو اس عرصے میں مثل شر کے پیدا ہوئے
 اور غور و غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی اپنی بڑی تاریخ میں نہیں ہیں لیکن اس سال میں اہل خیال
 ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے قبت میں دفعہ جا پڑے
 تب سچا رہے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے
 غول میں جب باز گرنا اور ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہو اور چونکہ عینو لوہو کے خاندان کی دولت بے انتہائی
 افواہ اولن لوٹیر دن کو طمع دیکر پھاڑوں سے اوتار لائی تھی اسی مقام پر یہ سیدھے چاہنے اور ہر قدر
 نقد و جنس لٹھا لگے کہ اگر اس کو قار دن دکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹپ پونچھے صراف کی پونجی چھٹا
 اور اس خاندان کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اس کی چار دیواری کے اندر چار پانچ
 مکان فقط گوشائیوں کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لامہ گرد کی دولت سرکاری ہزار کمری
 اس کے اندر واقع ہے اور اس کی آرائش میں جو تکلفات بیغیاات اور جواہرات افراط سے خرچ
 ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اولن چیزوں کی اسم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی سی جلد بے
 طیار ہووے اسکے سوا اور نام اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور قبرے چھوٹے بڑے کتنے
 ہیں اس کا حساب نہیں آفرض خاندان کو جب نیلے سب لوٹ کر چلے گئے تب فقور کاہنی سے لاجر ہوا
 فوج قہار لیکر لامہ کی مدد کو لاہر میں داخل ہوا اور جب ہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غمگین
 ہو کر فوراً اولن لوٹیر دن کے تعاقب میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب ٹینگرے کے میدان پر آیا تو
 نیپال اور جتا ہے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی سپاہیں اپنی جلی اور اتنی غوریزی ہوئی کہ نہ دیکر شہید تھی نہ

حق کی طرف سرسبزی رہی اور نیپالیوں کو شکست ملی جوین جوان توڑم اونکا پیچھے ہٹا خانیوں کا اگر ہوا
 آخر شہر دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیوں کو یہی کامل شکست ملی کہ وہ التجالا کے اور ہزار شہروں کے
 ساتھ چانچشی چاہنے لگے تب خانی سب سے لارنے جو جو فرمایا اور بھین بجالا تا پڑا یہاں تک کہ اکثر
 و متاع جو لوٹا گیا تھا لا ماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستانے پر
 نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالی شان مہدوج
 اوسے کچھ بھروسہ دیا اور پکستان کرک پاتریک صاحب کو اپنا سفیر کر کے شہر کاٹنا نڈو پاتریک تخت نیپال
 میں بھیجا اور حالانکہ کچھ بندوبست ہوا لیکن خانیوں کے دل میں انگریز کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اوس
 سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لا ماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور مدد
 مانگی اور بھون نے توجہ نکی غرض اس انکار اور اوس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جب
 بعد اوسکے انگلستان کا سفیر ختامین گیا تو مقصد یاب ہوا جیسا کہ اس جلد میں نظر سے گذرا ہوگا
 القصد اسوقت سے لامہ گرو کے ملک میں امن ہے اور بدستور فغفور کے حضور میں ونوی مقدموں
 تا بعد اسی کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لامہ کے آستانے پر
 فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چین کے آنکھ بوجھ کے پوجاری کے روبرو دب جاتی ہے
 تبت کے ملک کی تین تقسیمیں ہیں یعنی تبت بزرگ اور تبت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
 ہے جسکو کانٹیل کہتے ہیں اور اوسکے کچھ پر تبت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور عیت
 والی کشمیر کے ہیں اور اوس پہاڑ کے پورب پر تبت بزرگ یعنی لامہ گرو کا ملک ہے اور بھوٹ کا
 ملک تبت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب درآشام کے اقدیر پر واقع ہے غرض اس تاریخ چین
 صرف تبت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ بالکل زرخشا کا ہے اور اوس طبع کی زمین مطلق قابل زراعت
 کے نہیں ہے کیونکہ فقط کہیں کہیں پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہی وہاں پر البتہ کچھ سبزہ
 دکھائی دیتا ہے ورنہ بجز بالو اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہی اور چانول کو وہاں کہی کوئی خواب
 بھی نہیں دیکھتا ہی اور گیوں بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہی اور اوس پر سب کی اوقات ہے

سال میں قلمناق تاناز کے سردار نے افواج کثیرہ اور قہارہ لیکر تبت پر تاخت کیا اور لامہ گز کو بری
 شکست دی یہاں تک کہ لامہ سب فقط جان لے لیکر بھاگے اور انکے خانقاہ لٹ گئے اور ہانکی لٹ
 بے انتہا قلمناق کے ہاتھ پڑھی تبت دن لوگوں نے فقور کا سنی کی دہائی دی اور اکثر دن نے اس کے
 دہن دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اس فرشتہ ناز و شرف گن نے ان کو ایسی نادوی کہ لامہ گرد اپنے
 سخت پر پھر خامیٹھا اور بہت سال بھی غارت گزروں سے بازیافت ہوا اس کے بعد ۱۹۲۷ء تک ہر طرح پر
 تبت میں امن و امان رہی کیونکہ ذرے ذرے سے بلوے جواوٹ عرصے میں مثل شر کے پیدا ہو
 اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی پوسی بڑی تاریخ میں نہیں ہیں لیکن اس سال میں اہل خیال
 ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے تبت میں دفعہ چارٹے
 تبت بیچارے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے
 غول میں جب باز گرنا اور ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہے اور چونکہ میٹو کو موبو کے خانقاہ کی دولت بے انتہا کی
 افواہ اولن لوٹروں کو طمع دیکر بہاڑوں سے اوتار لائی تھی اسی مقام پر یہ سیدھے چاہنے اور ہر قدر
 نقد و جنس اور مٹھا لگئے کہ اگر اس کو قاروں دیکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹپو بچنے صراف کی پوچھی جھٹا
 اور اس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اس کی چار دیواری کے اندر چار پانچ
 مکان فقط گوشائوں کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لامہ گرد کی دولت سرکاری ہزار کم کی
 اس کے اندر واقع ہے اور اس کی آرائش میں جو تکلفات بنیاد اور جواہرات افراط سے خرچ
 ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اولن چیزوں کی اہم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی سی جلد بے
 طیار ہووے اسکے سوا اور نام اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور مقبرے چھوٹے بڑے کتنے
 ہیں اس کا حساب نہیں آتا خانقاہ کو جب بنیادیں سب لوٹ کر چلے گئے تبت فقور کا سپہ سالار جبار
 فوج قہار لیکر لامہ کی مدد کو لاہر میں داخل ہوا اور جب ہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غمگین
 ہو کر فوراً اولن لوٹروں کے تعاقب میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب ٹینگڑے کے میدان پر آیا
 ۱۳۰۱

اس ملک کا کتابی تاریخون میں مندرج ہے اور اوسى کے اعتبار سے ہم لوگوں کو بھی کچھ معلوم ہے لیکن اس کے قبل کے جو تذکرے ہیں بعض میں اس قدر اختلافات واقع ہیں کہ بالکل پرصداقت نہیں ہوتی اور بعض کی روایتوں میں یہاں تک مبالغہ ہے کہ پرنس قیاس کو وہاں تک رسائی نہیں ہوتی ہے الغرض اس قدر تحقیق ہے کہ اوس ملک کا ایک بادشاہ تھا تمام ملک کا مالک اور طوفان کے لقب سے مشہور لیکن سنہ ۱۳۴۴ مسیحی تک اوس سے اور فغفوران چین کے راہ و رسم کی کوئی صورت نہیں ہوئی تھی غرض اوس سال میں سی لاون کان تبت کے طوفان عینی بادشاہ نے پہلے اپنے ایلچی کی معرفت فغفور کے حضور میں مجرا اور کورنش کیا کہ اوس سرکار عالی میں وہ قبول ہوا اور جب وہ واپس سے واپس آئی راہ موافقت کی گئی اور بعد سات برس کے فغفور نے اپنی بی بی کو نکاح میں دی اور اوس سب سے طوفان کے بازو میں یہ قوت آئی کہ رفتہ رفتہ اوس نے اپنی حکومت کے دائرے کو چڑھا دیا اور خاکی کچھ طرف جتنے سردار تھے سب سے بچ لیا اور دوسو برس تک اوس کے گھرانے کا وہی زور و شور رہا لیکن اوس کے بعد وہ معمر نہ آیا اور سنہ ۱۳۵۰ مسیحی میں اتنا ضعف طوفان کی حکومت میں آیا کہ کئی سردار خود بخود رہ گئے اور کئی شخص لامہ عینی بودہ کے پوجاریوں کے زمین سے اتنے قوی اور دولت مند اور صاحب زمین اور رعایا ہونے کے مثل بادشاہ ہونے کے راج رہنے لگے غرض پھر بھی فغفور کی تابعداری میں رہے آخر کار جب قبلا خان خاں خاں کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اوس نے تبت کی طرف آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو بے انتظام پایا ت اوس بدر بے نظیر صاحب قلم و شمشیر تھے اوس ملک کا اسطرح پر بندوبست کیا کہ ایک شخص لامہ کو اوس نے مالک کل بنایا اور خطاب کر دیا اور انواع و اقسام کے مرتبہ اور خطاب اور شاہی عمدہ عطا کیا غرض اوسى تاریخ سے لقب لامہ کر دیا والی تبت کو ملا ہے اور اوس فغفور نے اپنے دین کا معلم اوس سے بنایا اور شاہ گرفتہ میں خود بھی ہوا اور چونکہ باقی لامہ سب بھی اہل جاہ واد اور حکومت تھے سب کو خطاب سلطان کا سنہ ۱۳۵۴ میں چین کی سرکار سے عنایت ہوا لیکن سب نے مانبر و لامہ گرو کے تھے الغرض سنہ ۱۳۵۷ء تک بجز دو چار بلوے کے تبت میں امن رہا لیکن اوس

نہایت بول اوس کے اوس عرصے تک گلی گلی سن بریدہ کوگون کی تلاش میں دوڑا پھر تار
 نکھڑا سانسے پاتا ہے جنم میں گھسیٹ لیا تا ہے غرض نوروز کے دن اگر کوئی چنبی ساغر
 بزم کے شہر وں یا بستون میں چلا آؤئے تو راہوں میں یہ سنا پاؤئے کہ گمان محسد
 نان کا اوسے ہو دے اور دوسرا سب اس کا یہ ہے کہ اوس دزد کوئی شخص اپنے گھر کے
 بندوق کے خوف سے نہیں نکلتا ہے اور سب کو یہی وہم رہتا ہے کہ اگر نوروز کو کوئی
 مارا دے یا لشکون بد کی طرح سے ہو دے تو سال کے سب دن صیبت میں کیٹینگے اور
 یہ بات مضحکہ کے قابل ہے لیکن اسکے سوا ایک اور شوشہ شیطان نے اوس کو
 میں ڈال دیا ہے کہ نوروز کے عرسے کو یا ایک اور ہر روز کے قبل یا بعد اگر کسی آدمی
 جان سے مار ڈالے تو قاتل کو اوس سال میں بھیدی اور ترقی جمیع امور دنیوی میں ہو
 اس باعث سے عوام الناس اور جہاں کو فکر کسی کے مارنے کی اوس ایام میں ایسی ہوتی
 کہ مارے دے کسی ہونک خاندان نشین رہتے ہیں اور بادشاہ کی طرف سے بھی پھر
 جا بجا متعین ہوتی ہیں تاکہ خون نہونے پاوے لیکن اوپر بھی صد ہا آدمی ہلاک
 کیے جاتے ہیں فقط

سائوان باب

ملک تخت کا احوال

قبا کے دو صوبے سیسی چوہین اورین نان اور ملک برمہ اور ملک تانا قوم سنل
 سب بت کے چاروں طرف واقع ہیں اور طول میں شرقاً و جنوباً چھ سو نوے کو سن
 ہے اور عرض میں شمالاً و جنوباً دو سو پتر کو سن ہے اور اگرچہ لاسہ کے نام سے بت
 چرسی کو معلوم ہے لیکن واضح ہو کہ لاسہ فقط اسی صوبے کا نام ہے جس میں لامہ گرد کا
 پائے تخت ہے اور سب طرح سے عوام ان اس ہند تمام انگلستان کو لندن کے کہتے ہیں
 یا تخت ملک ہے + سہ سیسی سے اور کا کچھ احوال

ٹھکنا ہنر جانتے ہیں اور دروغ گوئی اگر ساتھ لطف و وفاداری کے ہو وے تو اس سے
 عقل کی دلیل سمجھتے ہیں + بیماریاں جو ہر جگہ کم و بیش ہوتی ہیں لیکن جذام اس
 کثرت سے ہوتا ہے کہ ہر صوبے میں دو ایک موضع فقط کوڑھیوں سے بھا ہوا ہے اور
 اس جگہ جو اس مرض میں گرفتار ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے اور آئین ملک سے کہ اگر وہاں
 سکلر کوئی جذامی شہر میں آوے تو جب کاجی چاہے بے تامل مار ڈالے اور اس کی نہ دانہ
 ہوتی ہے اور وہاں پر جذامی مردوں اور عورتوں میں بیاہ ہوتا ہے اور ان کے لڑکے بالے
 والدین کے مرض کی لیے جہان میں ایذا میں اٹھانے آتے ہیں اور سرکار نے پچھوڑی
 اس امر میں اجازت دی ہے کیونکہ خاصہ اس مرض کا شدت باہ ہے اور اون لوگوں کو
 خواہش مقاربت کی اس شدت سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ اگر مباشرت ہو تو اس سے تو یہ باو
 بجاوین اور اپنے کو یا اوروں کو ہلاک کر ڈالیں + کو رازی یا ہاتھ پاؤں کے معذور بیان کم
 ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی سال میں دو ایک دفعہ شب کو ایک مہلک موت کی پیدا
 اس ملک پر سے بہہ جاتی ہے اور جو اس کے سامنے پڑتا ہے یا تو دفعہ ہلاک ہی ہو جاتا
 ہے یا لقمہ و فالج میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ باقی عمر جو ہوتی ہے سخت مصیبت کی گنتی ہر
 اہل بان لکین کے کئی مذہب ہیں چنانچہ بعض شخص دنیا کو قدیم اور خدا کو واحد جانتے ہیں
 اور نیک کردار کی روح کی بقا اور بد اطوار کی روح کی فنا کے قائل ہیں مگر بعض بودھ کو بوجتے
 ہیں اور تناسخ کو درست کہتے ہیں لیکن وہاں کی عوام الناس تمام دنیا کی بلا کو پرستش کرتی ہیں
 اور ایسے وسواسی اور وہمی اور بے وقوف ہیں کہ بعض بعض زمین اون کی قابل مضحکہ کے
 ہیں اور بعض پر شدت سے کراہت آتی ہے فی اشل جب دو تین دن اس کے نور فرور
 رہتے ہیں جتنے بڑے اور بڑھیاں ہوتی ہیں سب اپنے اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کے
 مندروں میں جمع ہوتے ہیں اور جب تک نور فرور کا دن پھر دو پھر نہیں گذرتا ہے خوف جان
 سے اپنی بیاہ کو وہ نہیں چھوڑتے ہیں اور باعث اس چھپ رہے کا یہ ہے

پرندے جو ہند میں ہین ماچین میں بھی ہین بجز گیدڑ اور کوٹھی اور خرگوش اور گدھے اور بکری
 کے جنگی پیدائش نہ اس ملک میں نہ سیام میں ہوتی ہے اور بیل سفید جتنے ملتے ہین
 پرستش کے لیے معبد شاہی میں بڑے کھلتے رہتے ہین + دودھ کسی جانور کا
 اس ملک کے باشندے استعمال میں نہیں لاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ دیوتوں نے دودھ
 بچے کی پرورش کے لیے مان کی چھاتی میں اتارا ہے اور اسکو پناہ چون کا حق تلف کرنا
 اور گناہ کبیر کا مرتکب ہونا ہے + ملک مان کینگ میں جواب ماتحت مملکت ماچین کے
 ہے آٹھ صوبے ہین اور کچھ کا شہر پانے تخت سابق آباد اور دلکشا جگہ ہے اور نہایت
 فضایت کے ساتھ اجناس تجارت سے معمور اور کثرت خلق کے لیے مشہور ہے اور
 لکڑی کے مکانات کھیریل سے چھائے ہوئے ہین اور مقدور والوں کے گھر انواع
 نقشکاری اور تکلفات سے آراستہ اور پیراستہ ہین چنانچہ کسی کا مکان سرخ رنگا ہوا سبز کھیریل
 سے چھایا ہوا ہے اور کیکنی دیواریں زرد یا سبز ہین اور چھاونی سرخ یا سیاہ ہے اور امرا کے
 بعض حیدر گاہ بالکل صندل کے بنے ہوئے ہین اور دیواروں سے زمین اسقدر شاداب
 رہتی ہے کہ ہر فصل وہاں کی چوتھے مہینے میں کٹی ہے اور پانچ رنگ کے چانول اس
 ملک میں پیدا ہوتے ہین یعنی سفید مثل ذرہ بلور اور سیاہ یا تاب مثل چشم یار و زرد مثل لاجورد
 اور سرخ مثل مایوت کے ہوتے ہین اور ایک قسم خوشبودار ہے جو امر کے دسترخوان پر
 چنا جاتا ہے اور ان پانچوں قسم چانول کو ملا کے اگر کوئی لکھنؤ کا بادورچی پلاؤ کھاوے تو
 راقم کا اگر اختیار چلے تو ناظرین تانچہ چین کے خوب کھلاوے + اس ملک کے لوگ سیاہ
 اور گندم رنگ ہوتے اور کسی ترکیب سے دانتوں کو سیاہ رنگتے ہین اور ایسے بہاؤ ہین
 کہ دندان سفید کو دندان سنگ کہتے ہین حالانکہ قول شاعر کا صحیح ہے جب بہ عاشق کی طفت
 خطاب کر کے کہتا ہے سہ ملکہ مستی رتبہ دانتوں کا بہت کم کر دیا + کیا غضب تہن کیا
 کو نیکم کر دیا + سوا اس عیب کے بہرہ لوگ زبردست اور کج باطن ہین اور غیر دن کو

وہ یہاں موجود ہیں یعنی آب و سبزہ و وسعت اس سبب سے ہوئی گا شہر بہت خوب اور قابل انسان کے رہنے کے ہے اور پادشاہ اسی میں رہتا ہے اور اگرچہ وہ دوسرا لیکن فغفور کا تا بعد از کمالات ہے اور تحائف نذرانے کے طور پر ہمیشہ بھیجتا ہے اور چونکہ مدت تک یہ ملک ختا کی عملداری میں تھا اس سبب سے اکثر قاعدے اور دستور العمل وہاں سے اس ملک میں بھی جاری ہیں اور بعض رسمیں جو فرقہ سے جو خاصیت ملک اور جلی خلق سحر سے قلعے اس ملک میں کم ہیں مگر آٹھ سو جنگی ہاتھی اور دو سو کشتی ایک ایک توپ گولی پر لیے اور چھ سو چھوٹی بڑی ناوین واسطے جنگ کے اور پچاس ہزار سپاہ ہمیشہ مہیا رہتے ہیں اور دولت سرا کے گرد بارہ سو توپیں جوتی ہوئی ہیں اور نقل ہے کہ ایک شخص اہل یرتگیز کسی ایام میں اس دیار پر جہاز کی تباہی کا مارا ہوا جا پہنچا تھا اور توپ ڈھالنا اون لوگوں کو اسی نے سکھایا بلکہ کہتے ہیں کہ قریب ہزار توپ کے اونے خود طیا کہیں اور فوج لے آئے اور اہل ماچین کو بتلایا کہ اس ملک کے لوگ بہت خلیق اور سلیم الطبع اور مسافر پرور ہیں نہایت شہوت پرست اور زن مرد اور نچ رنگ کے عاشق ہوتے ہیں اور ایک رسم ان کے یہاں عجیب و غریب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی عادت کا گویا کڑا ہے اور طبیعت اوسکی ہمیشہ اوٹھنیں چیزوں کو نیک یا بد سمجھتی ہے جسکو پھینکے سے مہر یا قہر کی آنکھ سے دیکھتا آیا ہے چنانچہ مان باپ اپنی بیٹی کو اور شوہر اپنی جورو کو خواہشمند کے دعوے چندے کے لیے حوالہ کر دینے میں تامل نہیں کرتے ہیں اور زیادہ تر حیرت کی جا ہے کہ اوس ملک میں یگانوں سے اعیان مسافروں کی زیادہ تر خاطر ایسے امر میں کی جاتی ہے اور اگرچہ مسافر پروری صفت اعظم ہے لیکن یہ البتہ اوسکی تفریط مایل بعیب ہے کہ ایک طرح کا درخت مخصوص اس ملک میں پیدا ہوتا ہے جسکے پتوں سے ایک مہنرنگ چڑیا جاتا ہے اور مثل نیل کے ٹکیوں میں جا کر بیجا جاتا ہے اور رنگ اوسکا زمرہ گول اور طوطے کے پر کو شرمندہ کرتا ہے کہ اکثر جا لوز درندے چرندے اور

تاجپنڈا مروں کی طرف خیال فرماوین کیونکہ ہم لوگ آخرش کس دن کے لیے ہیں الغرض
 اس اسطرح سے فقیرے و دیگر بادشاہ کو مجلس امین اوسنے داخل کیا اور آپ اسجام سلطنت
 میں مصروف ہوا بلکہ اپنے خاندان کی ترقی اور بہبودی کو دوام کے لیے قائم رکھنے کی یہ
 صورت اوسنے نکالی ہے کہ عہدہ سپہ سالار کا موروثی ہووے مگر نہ ۴۴ء، اسی میں جہل بادشاہ
 زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لی اور وہ ایسا مدبر تھا کہ اہل مہاجرین کو باج گزار کیا غرض نہ ۴۴ء، اسی میں
 بلوچ ملک میں ہوا اور تین بجائی بنام مسین نے علم بغاوت کا ایسا دہ کیا اور اگرچہ اوٹین ایک شخص
 اور دو کشتکار تھے لیکن ایسے مدبر اور بہادر کہ شاہی فوج اور ختا اور مہاجرین کی فوجوں کو جوہر کے
 لیے آئی تھیں سب کو ان قیون نے موت و آتش کی آغواں لڑتے بھڑتے تباہ کر دیں
 میں اون باغیوں کو جو اوس عربیہ میں خود بادشاہ ملک مان گینگ کے موٹے تھو شاہ مہاجرین کو کیا
 برس کے بعد ونگا تمام ملک مہاجرین کے قبضے میں آیا اور اسی میں کام بوج میں اوسکا دخل ہوا اور آج تک ملک
 مہاجرین کے شامل یہ دونوں ملک ہیں جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا الغرض خاص ملک مہاجرین کے
 کیا رہ صوبے ہیں اور سونا اور لوہا اور دندان فیل و صندل اور قسام طرح کی قیمتی لکڑی اور روم
 اور گول مرچ اور دال چینی اور ریشم اور روئی اور چینی اور کئی طرح کے چالول کی پیدائش یہاں
 افراط سے ہوتی ہے اور اس دیار میں بارش کا ایام کانک مہینے میں شروع اور چیت میں
 تمام ہوتا ہے اور جیٹھ بیا کھ میں جب ہندوستان کی چل اپنا انڈا چھوڑ دیتی ہے پھر اٹھ
 آفتاب کو بیٹھنے کی پرورش کے لیے کافی سمجھتی ہے اوسوقت مہاجرین کے دانت مثل
 پانے کے سچہ قمار باز سزا میں بجا کرتے ہیں + جوئی کا شہر مہاجرین تحت مہاجرین سات کوں
 کے دائرے میں ہے اور سوائے شاہی مکانات کے باقی گھر سب لکڑی کے ہیں اور
 کھیرل کی چھاؤنی ہے اور اکثر کے گرد خانہ باغ ہونے سے کیفیت یہ دکھائی دیتی ہے
 کو یا ایک باغ وسیع میں ہزار ہا عیش گاہ بنے ہوئے ہیں اور دیا کے کنارے ہزار ہا
 واقعہ بہت سی نہریں شہر میں بہتی ہیں اور جو مکہ حسن شہر کے لیے جو مینوں خیر ضر ہیں

بلوچ و عام شروع کیا اور اونکی جرات اور عقل نے مدت تک خٹائیوں کو عاجز رکھا اور اسنے
 مارے جانے سے مٹاؤنے لعل نہ کھینچا ورنہ جیلج یہہ فتنہ شروع ہوا تھا اگر اختتام تک
 اوسکے جیتے جی نہ پہنچتا تو اسی ایام میں خٹاکا دوراوس ملک میں باقی نہ رہتا غرض کہی سو
 برس تک یہل چل اس ملک میں برابر تھی کہ اگر تمام دنیا کے سب اقلیموں کا بھیڑا ایک جگہ
 جمع ہوتا تو مقابل میں نہ آتا چنانچہ کبھی فغفور کی حکومت تھی اور کبھی بلوچ کی صورت نظر آئی
 گمان ہے دو عویدار تخت کے درمیان آپس ہی میں جلتی تھی گمان ہے اور ملکوں میں اولن کا
 یورش ہوتی تھی اور گمان ہے اوس طرف سے عوجن کی بنا پڑتی تھی آخر الامر حسب فغفور
 نے دیکھا کہ ان لوگوں کو غیروں کی حکومت ناگوار ہے لڑائی سے دست بردار ہوئے
 اور ایک شخص کو شاہ ٹان کینگ کا خطاب دے کے اور اوس سے بلج قبولہ اسکے
 سنہ ۲۶۳ مسیحی میں الگ ہو گئے غرض سنہ ۱۲۶۶ مسیحی میں ملک میں بن چل ڈیسر
 پھر اپنا دخل کیا لیکن بائیں برس کے بعد دوبارہ ایک ملکی سردار کے حوالہ کر کے
 اوس ملک سے کنارہ کش ہوئے غرض سنہ ۵۵۵ مسیحی میں شاہ ٹان کینگ کے
 طوق اطاعت کو اہل ماچین نے گلے سے اتار ڈالا اور اوسکے سردار نے شاہ ٹان
 کا لقب اختیار کیا اور محض سر خود ہو گیا اور اوھر تو اوس ملک کا شاہ ٹان کینگ کے ہاتھ
 سے نکل جانا تھا اوھر اوسکے سپہ سالار نے اوسکا ویسا قبضہ کر لیا کہ اوس تاریخ سے
 سنہ ۵۵۵ مسیحی تک ملک ٹان کینگ میں یہ حال تھا کہ بادشاہ صرف براے نام
 نمود تھا اور اس سپہ سالار کی آل و اولاد کے ہاتھ میں کل اختیار تھا اور جس شخص نے
 اس نیابت کی بنا کی اگر چاہتا تو خود بادشاہ ہو کر صاحب تلج کو تخت پر سے اتار دیتا
 لیکن پڑا حکمران اور دور اندیش تھا کیونکہ صرف نام بھراؤ کو چھوڑ دیا اور سب امور جسے غالب
 ہر ملکی خود ہوا اور بادشاہ کو اوسنے کہہ کیا کہ پیر و مرشد کو دربار سے سلطنت حاصل آرام کے لئے
 دیا ہے اور بندگان شایر کے مضیہ میں وہ دس لکھ اس ہے پس جتنی عیش کریں اور

عزیزوں کا تین مہینے تک یہ لوگ کرتے ہیں اور اس عرصے میں کسی طرح کی شادی نہ اپنے گھر میں کرتے اور نہ اور دن کے مدعو ہوتے ہیں * علوم اور مذہب اور بعض دستورات اور پوشاک ان لوگوں کی خاتمیوں سے اخذ کیے جاتے ہیں مگر بعض باتوں میں غرض ہے چنانچہ انکی مسودہ شدہ پرورش میں ہیں اور مردوں کی صحبت میں بیہوشی نہیں آتا۔ اسکے مان باپ کو اختیار اپنی اولاد کو بیاہ دینے کا ہے اور طرفین میں محبت جب ہوتی ہے تب اہل فارموسا کی طرح انکے یہاں بھی صورت بنتی ہے * اجناس اقسام بیان بافرط سے پیدا ہوتے ہیں اور معدن سونا اور چاندی اور لوہہ کے پہاڑوں میں موجود ہیں اور ایک قسم کا کاغذ کپاس کا بنا ہوا خٹا کے مصور بہت جو اس سے منگواتے ہیں کیونکہ تصویریں اس کاغذ پر بہت جلوہ پاتی ہیں اور چونکہ فغفور کو اسکی حاجت دولتجانے کی آراشکی کے واسطے ہوتی ہے اس لیے باج کی چیزوں میں رقم و دخل ہے *

چھٹا باب

احوال مملکت ماچین کا جو باغداد ارتحا کی ہے

مملکت ماچین کی بافضل تین تقسیمیں ہیں یعنی ملک کام بوج اور ملک ٹان کینگ جنہیں صوبہ مقرر ہیں اور خاص طبقہ ماچین جہاں بادشاہ خود رہتا ہے اور دوسرے چودہ برس قبل حضرت عیسیٰ کے فغفور چینگ وائی بہادر و مدبر و مہمانی دیوار خٹا نے پہلی دفعہ ملک ٹان کینگ مذکورہ بالا پر جو اس وقت تینوں تقسیموں میں بہتر تھا بزرگ مشیر دخل کیا اور صوبہ مگر وہ خاتمیوں کے وہاں بھیجے اور ان لوگوں کے درمیان تخم آدمیت کا بویا کیونکہ قبل اس انام کے مہائیم سے بدتر وہاں کے لوگ تھے اور نہ علم نہ مذہب نہ ریاست کی صورت اور نہ بیاہ وغیرہ کا کچھ سہرشتہ جاری تھا تب یہ تینوں ملک جواب سلطنت ماچین کے صوبہ کہلاتے ہیں داخل صوبیات خٹا کے تھے * سنہ ۱۱۴۴ مسیحی میں اس ملک کی دو عورتوں نے

اہل فرنگ کے جغرافیہ میں یہ ملک کو ریا کہلاتا ہے لیکن حتمی سب اس کو کاولی
 کہتے ہیں + اوتر کی طرف زمین اس کی حتمی ترکستان سے ملی ہوئی ہے اس سبب
 اطلاق جزیرے کا اوسپر نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ تینوں طرف بحر محیط کر دے + اہل
 یہان کے باشندوں کی کسی قوم تاتار سے ہے لیکن یہ لوگ مثل مانچو تاتار کے اپنے کو
 دیوتوں کی اولاد قرار دیتے ہیں اور نوع آدم سے اپنے زعم میں فضیلت رکھتے ہیں اس
 ملک کا بادشاہ باج گزار اور تابعدار فغفور کا ہے لیکن اپنے ملک و رعیت پر فخر مطلق ہے
 غرض جب صاحب تخت فوت کرتا ہے فغفور کی طرف سے دو تین امیر عالی رتبہ شاہزاد
 ولیعہد کو باپ کا قائم مقام کرنے کے لیے روانہ کیے جاتے ہیں اور جب تک
 وہ نہیں پہنچتے ہیں امور سلطنت کے ملتوی رہتے ہیں + جاپان کے جزیرے
 والوں نے سنہ ۱۸۵۴ء میں اس ملک میں اپنا دخل اور تصرف کیا غرض جب مانچو تاتار کا
 دور تھا میں ہوا اہل کو ریا نے اسے مدد لیکر ظالموں کو اپنے ملک سے نکال دیا اور
 فغفور کی اطاعت کو قبول کیا + ملک ان لوگوں کا وسیع اور زرخیز ہے اور آٹھ صوبے
 اور چالیس پرگنہ میں تقسیم ہے اور اوسمیں تینتیس شہر بڑے اور سو سے زیادہ چھوٹے ہیں
 اہل کو ریا اکثر نیک نہاد اور جرج اور سلیم الطبع ہیں اور تحصیل علوم اور فنون میں زور دے
 اور علم کے ایسے قدردان کہ جب کوئی سوداگر کسی کے یہاں کتاب فروشی کو جاتا ہے
 تب خریدار پاک و صاف ہو کر اوجھے کپڑے پہنتا ہے اور لوہان جلا کر سجدہ کر لیتا ہے
 بعد اوسکے کتابوں کو دیکھتا اور ان کی قیمت کرتا ہے + مردے کو تین برس تک یہ لوگ
 دفن نہیں کرتے ہیں اور صندوق میں بند کر کے اپنے مکان میں رہنے دیتے ہیں
 اور جب زمین کو اوسکی امانت سونپتے ہیں تو جتنی چیزیں گزرے ہوئے شخص کو زندگی
 میں عزیز تھیں سب قبر کو چاروں طرف رکھ دی جاتی ہیں اور مائتی لوگ اگر چاہتے ہیں
 تو اوٹھا لیجاتے ہیں + باپ مان کا غم تین برس تک اور بھائی بہن اور دوسرے

بلد شیات کی یہی خواص ہے غرض جو اصلی باشندے ہیں اوکے حق میں
 حیات ہے اور طرفہ تریہ ہے کہ جان پانی ایسا مفید ہے وہاں ہوا بہت
 صحت اور صحت آور ہے اور بیماری کی صورت کمتر نظر آتی ہے غرض ہو اگر اور جو اغیار
 وہاں رہتے ہیں دوسری جگہوں سے پانی منگوا کر پیتے ہیں + اس جزیرے کے اصلی
 باشندوں کے درمیان بیاہ طرفین کے عشق سے ہوتا ہے اور صورت او کی یہ ہے
 کہ جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو پان سات روز تک او کے پیچھے ہٹتی
 سجاتا چلا جاتا ہے اگر جذب عشق بنے چھو کری کے دل کو کھینچا اور اغیان کا کل کو او
 لطیف بابے نے رجھایا اور انکھوں میں عاشق بجایا تو فوراً اپنے والد کے یہاں او کو
 وہ لیجاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میں اس سے رہنی ہوں مجھے بیاہ دو غرض بعد ہوتا
 کے اوسی تاریخ سے دولہہ اپنی سسرال میں سکونت اختیار کرتا اور اپنے باپ مان کے
 گھر پھر نہیں جاتا ہے اور اسی سبب سے یہاں کے باشندے بیٹی کی بہت تمنا
 رکھتے ہیں کیونکہ او کا شوہر بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے + ۱۲۷۱ء میں ایک ایسا
 طوفان اور زلزلہ اس جزیرے میں ہوا اور سمندر کا پانی ایسا بڑھا کہ لکھا آدمی بہگئے اور
 مارے گئے اور جو بچے خانہ ویران رہے اس واردات کا حال شکر فقہور نے اپنی
 ستم رسیدہ رعیتوں کی بہت دلجوئیان کیں اور غلہ اور روپیہ افراط سے بخشا بلکہ ہر ایک
 گھر بنوایا لیکن منسلحت ایزدی کے تباہ کیے ہوئے کو انسان کیا فروغ دے سکتا ہے
 اور وہ بات جو قبل تھی ابھی مٹ گئی کہ امید او کے عود کرنے کی باقی نہ رہی بائیس
 فقہور کو اس علاقے سے محال کثیر ہے اور اگرچہ چھ برس بعد اس طوفان کے
 بلوا عظیم اس جا پر مائڈرینوں کی بدکاری سے ہوا لیکن اب امن ہے فقط

پانچواں باب

احوال کوئیائی سلطنت کا جہان گزاز خاک ہے

یہی جواب اوس بہادر نے دیا کہ مرد کی بات ہائی کا واثق ہے جو منہ سے نکلا سو نکلا اور خیر و شر
 کی زندگی اگر دروغ گوئی سے ملی بھی تو کیا لطف ہے آخر شکر گیت کے پاس پھر گیا اور جو کچھ خود
 اوسے کہا تھا اور ولندیزیوں نے جواب دیا تھا سب موبو اوس کا فریاد کیش کے روبرو دہر دہر دہر دہر
 کہ تھہرے انہی جگہ سے ٹپکڑا اوس بدکردار نے پادری صاحب کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا
 تارچون کی سیر کرنے کے لئے اس قتل کی مثال اوس ماجرے میں پاؤں کے جو تارچ روم قدیم سے ظاہر
 کہ گولیس سپہ سالار روم اسی طرح سے جب کار تھج یعنی غرقہ کی فوج نے اوسے اسیر کیا
 ایسے ہی وعدے لیکر روم کو بھیجا تو اوسے بھی ایسی ہی صلاح صلح نہ کرنے کی دی اور
 اپنے قول کے ایفا میں دشمن کے قبضے میں خلاف سب کی امتناع کے اپنے کو
 پونچایا اور اسطرح سے اون کو گون نے بھی اوسے مار ڈالا + فغفور کا کھٹی کے عہد دولت
 میں یہ جزیرہ مملکت تھا کے تحت میں آیا اور دارالامارتہ اوس کا ٹانگی وان کہلاتا ہے اور
 آباد اور اجناس سوداگری سے معمور ہے کہ تھا کے اکثر چھوٹے شہروں سے بدرجہ اولیٰ
 ہے اور بہت آراستہ اور دونوں پٹی پر دکانیں اس افراط سے ہیں اور غل بیچنے اور
 والوں کا ایسا رہتا ہے کہ کاشان کے شہر میں بھی ایسا مجمع کم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ
 کہ بندر عظیم الشان ہے اور دنیا کی چیزیں وہاں میسر ہوتی ہیں + یہ جزیرہ ایسا زرخیز ہے
 کہ علاوہ افراط تمامی اقسام اجناس کے عجیب بات ہے کہ جتنے میوے کہ بعض قلیون
 میں مخصوص ہوتے اور دوسرے میں میسر نہیں آتے ہیں وہ سب یہاں پر پیدا ہیں
 اور ایک ہی سرزمین سب کو موافق ہے + اس سے عجیب تو یہ ماجرا ہے کہ اکثر اجنبی
 کے حق میں پانی اوس شہر اور اسکے اطراف کا ہلال کی خاصیت رکھتا ہے اور جسے
 ڈھائی سے پیا کو یا شربت موت چکھا اور کسی ملک کا باشندہ کیوں نہ ہو اس جزیرہ کے
 پانی پینے پندرہ دن میں یا اوسے ہلاک کرتا ہے یا ایسا موافق ہوتا ہے کہ مرض اوس
 نزدیک جلد نہیں آتا ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ راقم نے جو اوسے ہلالی تحریر کیا

وہاں پہنچنا سہل ہے لیکن خانیون کو وطن سے جسے بخش کرنا سقدنا گوار ہے کہ اس کے ملک و ملک و ملک
مطلق اور کسی جزیرہ تھی جسے جب سے فتح کی تحت حکومت میں داخل ہوا اور کیننگ کا صوبہ دار ہر بھی
حکومت کرتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں شمالی اور جنوبی اور دو ٹکڑے درمیان ایک قطار پہاڑوں
کی اسی کے گونڈاہ جزیرہ تقسیم ہے اور صرف اسی قطار کی کچھ طرف باشندے سب مغور کرنا بعد میں
اور ان کے تین حصہ بڑا داخل شمالی دوسرے کیونکہ جب چوتھا تھا میں داخل کیا تیسرے میں راجینی اپنا رکھا بالائیکہ
اور یہاں ان کے تقسیم ہوئے لیکن بڑب طرف اصلی باشندے ہے میں جو محض وحشی ہیں اور ان کا حال
مطلقاً معلوم نہیں کیونکہ وہاں کسی اہل فرنگ کا گذر نہیں ہوا اور سوا ولایتوں کے کسی قوم کو یہ جرات
نہیں کہ دفعہ تین تہا ملک غیر میں جاوے اور کسی حال کو دریافت کرے۔ ۱۲۲۷ء میں ولندیزیوں
نے اس جزیرے میں قدم رکھا اور وہاں قلعہ تعمیر کئے اور سے اپنا پایہ تخت بناتے پلاٹیا بنایا لیکن
قریب تیس برس کے بعد کاکرنگا دریائی دیکھتے اور کاشتر و قلعہ تعمیر لیا بلکہ اس پر پارے دیکھ
نکل کے خود وہاں پر مقیم ہوا جیسا کہ اسی جلد کے ۱۵ صفحہ میں ذکر کیا گیا ہے غرض انہیں نے وہاں
میں سے جو ولندیزی اور کاکرنگا سے ہوئیں ایک کی یہ نقل ہے کہ جب اس دیکھتے نے زیلا دنیا
کے قلعہ کو محاصرہ کیا تو پادری عام بروکاک صاحب کو جو سپہ سالار جنگ سے تھے اس نے ولندیزی
حاکم قلعہ کے پاس پیغام اس مقام کے جلد خالی کرنے اور ملک سے نکل جانے کا بھیجا اور
رضت کرتے وقت یہ وعدہ لیا کہ جو غرض پھر نہ آوے اور سوال کا جواب خود پوچھا دے چنانچہ
وہ شخص باخدا قلعہ میں آیا اور ولندیزیوں سے کہا کہ تم ہرگز ایسے بدکردار مردم آزار دیکھتے کو یہاں
داخل نہ دو اور چندے اور بجائی محاصرہ کو گوارہ کر دو کیونکہ پورے غیب سے کما ظہور میں آتا ہے اور
ان کفار کا تا بعد از ہوا میں نامردی ہے غرض اس طرح کے بہت سے کلمے کہہ کر پادری صاحب
اور ان کے پیچھے اور دیکھتے کی اسیری میں جانیکو موافق وعدے کے جو میں چلے ولندیزیوں نے
منت اور التجائی کہ دجا کو دیکھتے ہی مائے جاؤ گے اور اس کی دونوں ہواں بیٹوں نے باپ کے کلمے
کناشہ دے گا کہ محمد نے فارغون سرحد کو دارالمنی جان مفت میں نکلے لیکن کو

خانیوں پر اوس ماجرے کو ثابت کر دیا تب صدائی واد کی ہر فرد بشر کی زبان سے بلند ہوئی اور
 سپہ سالار کو جو خبر پہنچی اوسے جرات اور استقلال اور شعور کی داد دی اور شاہ نے بھی اوسے بڑی جاگیر
 عنایت کی الغرض سند مذکور سے غفور کی اطاعت ان پہاڑیوں نے قبول کی ہے اور مثل تاتاریوں
 کے جانور پالنے کا بڑا شوق ان کو سپہانیوں کو ہے اور غلیظ بھی اونہیں کی طرح یہ ہیں لیکن زراعت
 کرتے ہیں اور خدشہ کاموٹا کپڑے بناتے ہیں اور اون کا غالیچہ لپسا تھفہ بناتے ہیں کہ خانی سواد گرسب اوسے
 بہت خرید کرتے ہیں۔ انکی عورتیں عجیب طرح سے بالوں کا سنگار کرتی ہیں چنانچہ جوڑا چاندی پر باندھ کر
 موم سے تمام سر کے بالوں کو چکپاتی ہیں جس طرح سے اور بیسے کی گھانیاں اور چھوٹے ٹانگے پور
 کی دھانگڑیاں سامنے کی ٹانگوں سے لٹھیرتی ہیں اور اگرچہ مستورات کا سنگار تمام دنیا میں
 ایک نہ ایک طرح کی مصیبت سے متعلق ہے لیکن یہ عذاب اونکو کس طور سے پسند ہے اور سرسری
 ٹری بلا بٹور کے کیونکر زندگی کرتی ہیں معلوم نہیں اور ساتھ اسکے برس میں چار دفعہ اوس موم کو چھوڑا
 کر نیا چڑھایا بھی واجب ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ بڑا الاؤ جا کے ساتھی بیٹھتی اور موم کو کھلا
 چھوڑا لی میں گویا آخر کار سنگار چلے میں پڑتا ہے۔ اسی جلد کے پہلے قطر کے چوتھے صفحے کے ملا
 سے معلوم ہو گا جو راقم نے اس قوم کے باب میں لکھا ہے کہ گوگ سبب کھری ناکاف ربری کھم
 اور ریش رکھنے کے کچھ نسبت تاتاریوں اور خٹائیوں سے جو بنی آدم کی قسم بے ریشے سے نہیں
 رکھتے ہیں اور معلوم نہیں ہے کہ اوس دیار کے اصلی باشندے یہ ہیں یا اونکا فرقہ اقوام رشیدار سے
 دیار سے باد یہ پمانی کرتا چین میں آکر رہا ہے الغرض خانی کہتے ہیں کہ یہ پہاڑیے بدبھنا اور چو
 ہوتے ہیں لیکن بعض یاروں کا جو اتفاق اونکے سچ میں جانے کا ہوا تو اونہوں نے نہایت رست معاملہ
 اور صاف باطن اون لوگوں کو پایا فقط :

چوتھا باب

احوال خبریہ بانی وان کا جسکو ان فرنگ فارموس کہتے ہیں ۔

حالانکہ صوبہ قوئنگ کے بندر اور شہر ایمانی سے یہ جزیرہ لپسا قریب ہے کہ دن بھر میں

مقام بر مغالطہ دیکھ بھینسایا اور نکلنے کی راہ بند کر کے فوج کو فاقوں سے ضعیف کر کے ایسا قتل کیا کہ ایک متنفذ نہ بچاؤ فوج یہ سب حال سنکر فغفور بھوکا ہو گیا اور سپہ سالار کوئی کو جو کہ ان بہاڑیوں کو نیست نابود کرنا واجب تھا اس لیے اختیار کل فوج و خزانے پر خلاف قواعد سلطنت کے دیا گیا یہ شخص بہت سپاہدار و مرد بہر تھا اور اس نے چیدہ چیدہ سپاہ اور توپخانہ اور غلہ فراط سے ساتھ اپنے لیا اور بڑی جرأت اور فکر خرج کر کے آخر کار اونکو روہ کیا اور ایک بادشاہ کو پانچ فغفور کے حضور میں بھیجا اور جب دوسرے کی لاش کو میدان جنگ پر دیکھ کر سمجھا کہ شجر قتلے کا بیج و بنیاد سے اوکھڑ گیا تب وہاں سے پھر آیا اور شہنشاہ کا زیادہ مقرب اور متحد ہوا الغرض اس لڑائی میں ایک عورت نے ایسا کام کیا کہ اونکا ہمیشہ رہیگا۔ حال یہ کہ ایک چھوٹا سا قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور دو مہینے سے فغفور کی محاصرہ کئے حیران تھی لیکن دخل نہ پاتی تھی ایک روز صبح کا دس بجے قوت آہٹ کسی شخص کی آمد و رفت کی بہرے والوں کو جو ملی تو دو چار شخص آہستہ آہستہ چڑھ گئے اور دیکھا کہ ایک عورت پانی بھر کے قلعہ کے اندر لیے جاتی ہے تو فوراً اوسکو اون لوگوں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کتنے لوگ اس قلعہ کے اندر ہیں جو دو مہینے سے ایسے بند و بست سے لڑتے ہیں کہ شہنشاہی فوج عاجز ہو گئی اور سو جواب دہ کہ اتنے روزوں سے میں اکیلی تنہا تملوگوں کو عاجز کر رہی ہوں اور اگر آج پانی نہ کم نہو جاتا تو جیتے دم تک ہمتیں حیران کر دیتی یہ بات قریب قیاس کے نہ ٹھہری اور سپاہی جمعیت کثیر کے ساتھ قلعہ میں چوڑے تو دیکھا کہ فی الواقع ایک متنفذ اس میں نہیں ہے آخر جب اس ماجرے کا انتشار ہوا تو عورت قلعہ لگی کہ اتفاق سے میں اس قلعہ میں رہ گئی جب تملوگوں نے محاصرہ کر لیا اور گزیر کی راہ سد و دو نظر آئی تو دروازہ کو بند کر کے فضیلوں پر چند بندوقین لیکر مین جا بیٹھی اور اوس تاریخ سے جس طرف سے دیکھتی تھی کہ تملوگوں نے قصد اوپر چڑھنے کا کیا اوسی طرف جا کر پتھر کے چٹان اوپر سے لوڑھکا دیتی تھی اور جو سنگ سے پچھا تھا اوسے گولی سے مار دیتی تھی اور بار بار یہی کرتی رہی اور اس طرح سے ہمتیں شکست ملی اور اگر دو روز سے پانی قلعہ کا نہ چک جاتا اور پیاس سے مجبور نہ ہوتی تو سرگراں ہی جان رہے تملوگوں قلعہ میں دخل نہ دیتی یہ کہتی ہوئی اوس نے اپنی بات کی صداقت کہی

اور بعض اہل حق میں سے کائنات بنا کر تھے ہیں مذہب ان کا لاسکر وکاسے اور عادات اور رسومات
اہل تبت سے مشابہت رکھتے ہیں اور اسی باعث سے قیاس مقتضی ہے کہ اسی ملک کی کوئی
قوم ان پہاڑوں میں نکل آئی اور جگہ پسند کر کے رہ گئی وہاں کی سرحد سے جو دریا بہہ ہیں
سوئے کے دریا سے اور یہ لوگ اس ریت کو گلانا اور ظروف اور پتلا بنانا جانتے ہیں اور عایا
اور تحائف جو ہمیشہ فقور کے حضور میں بھیجتے ہیں سوئے نے ان کی خیروں کی قسم سے ہوتی ہیں

لوگوں کی قوم کا بیان

یہ لوگ صوبہ بین نان میں رہتے ہیں لیکن عادات اور رسومات میں ختایوں سے مطلق مشابہت
نہیں رکھتے ہیں قدیم الایام میں ان کے حکام خود مختار تھے لیکن جب خا کو اوج زیادہ ہوا اور فقور کی اور
راج طلب کیا ان لوگوں نے بھیج دیا اور طوق بندگی کا پہن لیا عرض فقور سے یہ اقرار کر دیا کہ ان
خاندانی امر کو اپنے اپنے علاقے میں عہدہ اور رتبہ ختائی نائڈریوں کا ملے اور وہ مرتبہ موروٹی ہو کر
فوج پیادہ اور سوار کی اون کے پاس ہے اور تیر و گمان درجہ میں باندھے ہیں پوشاک ان کی ایک کرتا
سے بے عین کا گٹھن تک لہنا اور سر پر گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی اور پائوں میں چرے کی فعلیں ٹری
رہتی ہے اور پاجامہ یا دھونی کی قدر نہیں جانتے عورتوں کا بھی وہی پہنا دے ہے لیکن کرتا پائوں
کشتار پہنا ہے اور اگرچہ تحریر و تقریر اس قوم کی ختایوں سے علیحدہ ہے لیکن مذہب میں تو نہیں

میاوسی کی قوم کا بیان

اور یہ لوگ پہاڑیہ میں اور ختاکے گہی صوبوں میں کوہستان کو آباد کرتے ہیں اور شمس میں سب
تا بعد از فقور کے بہت مشکلوں سے کیے گئے اور اسکی صورت یہ ہے کہ صوبہ سی چوانگ
میں ان کے دو بادشاہ آپس میں لڑنے بھڑنے لگے اور جب اس صوبے کے ناظم نے دونوں کو
جنگ موقوف کر دیا تو ان کے لیے کھانا بھیجا اس کے ایلچی کو ادھون نے بغت کر کے اپنی حد سے
کھانا لیا اور چیدہ سخت کلمے فقور کی شان کے خلاف کہلائے اور ان کے گستاخ یہو نیکا باعث
یہ تھا کہ تھوڑے دن پیشتر دس ہزار فوج ختاکہ اور پلا کر کے گئی تھی لیکن پہاڑیوں نے ایک

و پہلے اس قدر افراط ہے کہ مغلون نے ان میں فقط اور اعتبار نہیں فقہو برابر لی
 شخص صاحب مائین ہے اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان اسی شے کی قدر کرتا ہے جس کی حاجت
 اپنے کو زیادہ ہوتی ہے اس باعث سے مغلون کے نزدیک خٹا کے خزانے بے انتہا اور
 رعیت اور فوج اور ملک کا والی ہونا کچھ چیز نہیں مگر وہ تین کام دہ اور اس قدر رکائے وہیل اور لاکھ
 سوا لاکھ گھوڑوں کا مالک ہونا نہایت فخر اور وقار کی بات ہے یہ کہ سرتوں کو غفور نے ان جانوروں
 پر و فروخت کا اجارہ دیا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں واللہ علم باصواب کہ جو آمدنی اس طور سے
 ہوتی ہے اسی قدر فقور اپنے خرچ ذات میں لاتا ہے اور می اصل ملک خٹا سے ایک حصہ اپنی خور و پنج
 وعیش و عشرت میں بتین صرف کرتا ہے چنانچہ شہر میں کہ بعد از حاجات مدائی اور اتغانی کے
 پس انداز مملکت کے محاصل کا سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے اور فقور اپنے کو شل خرچہ کے
 سمجھتا ہے بلکہ انراض سوا خاص قوم مغل کے تین چار تو میں اور اس طبقے میں بود و باش کرتی ہیں
 جس کے حالات کو نصیری لکھنا راقم نے فضول سمجھا بلکہ اس قدر جو لکھا گیا غالب ہے کہ واسطے علم ناظرین تاریخ
 چین کے نسبت حال ترکستان کے کافی ہوا اور کسٹن جگر سے راقم نے ان جبار کو جمع کیا ہے اس کی
 داد سوا علیہ کے جو اس وقت سے واقف ہیں کون سے سکنتا ہے فقط

سیرایان

احوال اور قوم کا ہونا تاروں اور خٹانوں سے تو ہیں لیکن خاتین بود و باش کہتے ہیں میان سینان کا
 رتھا کے کچھ کو نے پریشی اور سی چو تین کے صوبوں کے قریب اور حواگ حوا اور یانگ وی کیا
 دریاؤں کے درمیان میں یہ قوم سیفان کی سکونت کرتی ہے اور ایام قدیم میں یہ لوگ ایسے زبرد
 تھے کہ خٹائیوں کو تنگ کیا کرتے تھے لیکن آپس کے اتفاق نے اب یہ حال ان لوگوں کا
 بنایا ہے کہ اسی مملکت کے یہ ادنی اور حقیر رعیت میں غرض پھر بھی جلی کی نہیں بدلی اور گاہ گاہ فقور
 ناظرین سے یہ لوگ بے اعتنائی کر رہے ہیں بد ان میں تو میں ہیں ایک کی قاتلون کا سیاہ
 ہر تلسے اور ایک کا زرد اور سیفان سیاہ محض بہا نہیں لیکن زبرد تنبو والے گھبراہٹ رکھتے ہیں

ہیں اور میت جب اونہیں ہوتی ہے تو لاش کو جلا کر خاکستر کو کسی ٹیلے پر دفناتے ہیں وہاں
 زمین کو کچھ بلند کر کے ایک نشان اوس تووے پر گاڑ دیتے ہیں ۔ لامہ گرو کا مذہب اون لوگوں
 کا ہے اور بودہ کے پوجاریوں کو وی سب اوتنا ہی مانتے ہیں جتنا ہنود و جاہل برہمنوں کو دیتا
 کہتے ہیں ۔ چاروں قبیلے کا ایک ایک خان اعلیٰ سردار علیحدہ ہے اور جب سے ہاتھ پاتے
 خٹاکے مالک ہوئے ہیں فقہورون نے نسب خوانین مغل وغیرہ کو محکوم کر کے منصب اور جاگیر دے
 دی اور انواع طرح سے تالیف قلوب کر کے اپنا کر لیا ہے لیکن اون خانوں کا اختیار اپنی اپنی قوم پر
 بہت ہے مگر قوانین صرف فقہور ہی کے مروج ہیں اور قتل و قحاص اور جینی نامہ مال و بدنی جو
 سخت شدید ہیں بے فقہور کی اجازت کے نہیں دی جاتی ہیں ۔ اگرچہ ترکستان ختائی کی مغربی
 تقسیم منجینی توہین میں سب بلقب مغل مشہور ہیں لیکن ایک خاص قوم مغل کی ہے جس میں چنگیز خان کی
 پیدائش ہوئی تھی اور اوس میں ننانوے قبیلے جدا گانہ ہیں چنانچہ ہر قبیلے کا ایک جدا نشان ہے
 اور ہر ایک میں صد باطنیہ ہیں جنکی پھر گروہیں ہیں اور تقسیم و تقسیم اس کی رشتہ داری بہت سی ہوئی
 ہے پس اگر سب کا شمار کیا جاوے تو لکھو کہا کا حساب ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اگر چنگیز یا تیمور یا داؤ
 کا سا شخص پھر پیدا ہووے تو مملکت چین کو یہ لوگ پھر اپنے قبضہ میں لاوین ۔ انہیں لوگوں کو ملک
 میں فقہورون نے جہیول کے شہر میں اپنے اپنے کے لیے بہت عمدہ مکانات اور شہر
 باغات بنوائے ہیں کہ اونکے دیکھنے سے غم ہل جاتا ہے اور جن صاحبوں نے اس تیارخ کی پہلی
 جلد کے صفحہ کو شرف ملاحظہ بخشا ہے وہاں پر خٹاکے باغات اور فن باغبانی کا حال راقم نے
 لکھا ہے وہی تصور کر سکیں گے کہ اس جگہ کی کیا کیفیت ہوگی جسکو فقہورون نے اپنی تصریح سے ک
 لیے آ رہا ہے ۔ دیوار خٹاکے قریب عیش گاہ واقع ہے اور شروع گرام سے آدھرا
 تک فقہور بہ سبب دھوپ کی طیش اور گرمی کی شدت کے دارالامارتہ چین میں نہیں رہتے اور جہیول
 میں بود و باش کرتے ہیں اور اسی شہر کی نواحی میں اور دوسری جگہوں میں دیوار خٹاکے قریب
 فقہور کے راج کی میراثی زمینداری آباد و احداث کے وقت کی ہے اور کھوڑے اور بٹے اور گارے

اگلے وقتوں میں وہ دھوم دھام مچائی تھی از بسکہ صاف باطن اور رہت معاملہ اور دوسری
ہوتے ہیں اور سخاوت اور سافروزی اور نیکی مثل کہاوت کے مشورے پڑے پڑے کا اول
میں رواج نہیں اور خرید و فروخت اشیاء کے عوض و معاوضے سے عمل میں آتی ہے اور کھیتی کرتے
نہ باغ لگاتے ہیں بلکہ سو اگہ بٹے پر چڑھنے اور تیر لگانے اور سکار کرنے اور دنبہ چرانے کے اور بکا
کچھ کام نہیں ہے اور جب بعض سیاحوں نے اون سے گفتگاری کرنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے
یہ جواب دیا کہ اناج اور ترکاری وغیرہ بہائم کی خوراک ہے اور آدمی کی غذا کے لیے گوشت جانے ورنہ
خدا تعالیٰ نے بہائم کو کیوں پیدا کیا اس سبب سے ہر طرح کا گوشت اور مکھلاں سے لیکن گھوڑے
کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اوسکے ٹکڑوں کو سوکھا کر رکھتے ہیں اور جب کوئی مہم
در پیش آتی ہے شہنشاہ سینہ بھر کھانے کے لیے سوکھا گوشت رکھ لیتا ہے اور جہاں مقام
ہوتا ہے پانی دیکے گوشت کو اوبال کے کھاتا اور بخنی کو پلپتا ہے اس غذا میں بعض بیشک ہے
لیکن قوت بخش اور مولد خون ہے مگر جانوروں میں مغلوں کی غذا کمین اور پیر اور دودھ کی اکثر مولیٰ ہے
کیونکہ اس ایام میں برف کے باعث سے چرائی کم ملتی ہے اور جانوروں پر پیاری نہیں آتی ہے
سوائے اسکے دودھ کو شرف کے کسی ترکیب ایک عرق نشی یہ لوگ کھینچتے ہیں اور جبے کی بخنی اوس میں
ٹاکنے مار لہم پاتے اور استعمال میں لگتے ہیں اور اوسکی تعریف پینے والوں نے یہ کی ہے کہ ہاضم اور قوی
اور نشی یہ بوزہ ایسا ہوتا ہے کہ ہزار و پیر کا مچون اوس کے مقابلے میں ہیچ ہے نہ غلات
مغلوں میں بہت ہے اور چھوٹے بڑے آدمی بے تکلف گھوڑے کی لید پر غذا بچھا کے پٹے
رہتے ہیں بلکہ اپنے جانوروں کی اونہیں یہ محبت ہے کہ جس خیمے میں آپ رہتے ہیں اوس میں
اونہیں بھی رکھتے ہیں سوائے اسکے دینے کے روٹن بھری پوشاک یہ لوگ پہنتے ہیں اور اگرچہ یہ
کو خوب صاف کرتے ہیں لیکن پھر بھی ایسی بدبو اوس سے ہمیشہ نکلتی ہے کہ سوا اسکے دوسرے
کو نہیں برداشت ہو سکتی ہے حاصل کلام پاکیزگی کا وجود ان کے درمیان میں پایا نہیں جاتا ہے نہ
آیہ کثر الاذواجی کی متناع مغلوں میں نہیں ہے لیکن سوائے ایک جو روس کے دو سی نہیں

کہلاتی ہے اور دوسرے اقوام تار پرست تار لیجانے کے سوا یہ لوگ مالک ملک و تخت
 خا کے ہیں اور جب سے خدا نے انکو اس طرح سے بڑھایا تو اپنی کم چلی کوچیا نے کے لئے
 اول لوگوں نے وہ فقرہ اپنی جد و آبا کے باب میں طیار کیا جو اس جلد کے پہلو و قمرین بیان کیا گیا اور
 ختامین جا کر بت پرستی کی خطا اوسوں نے کی ہے لیکن قبل اوسکے یہ لوگ موحدا اور خدا پرست تھے
 اور ایک قادر حاضر و ناظر مطلق کی پرستش میدان میں جمع ہو کر کرتے تھے الغرض تینا لیس شہر اور قبے
 خانی ترکستان کی مشرقی تقسیم کینوں صوبوں میں ہیں اور خٹاپوں سے زیادہ ترقیت ہوئے اور
 راہ و رسم کھنے کی حجت سے مکان بنا کے رہتے ہیں اور باد یہ بیانی کی عادت رفتہ رفتہ بھولتے جاتے
 ہیں حالانکہ مغربی تقسیم والے تار یون میں وہی حال دشت گردی کا ہے جو ہمیشہ سے طرق اقوام ترکستان
 کا مشہور ہے۔ خانی ترکستان کی مغربی تقسیم کا حال یہ ہے کہ یہاں کے تار سب حملہ میں مغل کہلاتے
 ہیں اگرچہ انکو آل خلیفہ سے نہ سمجھا جائے کیونکہ اوسکے گھر میں خدا نے جو ریاست دی تو ایک نہ ایک مقام
 پر انکی حکومت ہمیشہ رہی ہے لیکن یہ لوگ بیشک انہیں اقوام سے ہیں جنہوں نے خلیفہ اور اوسکے بیٹوں
 اور پوتوں کی پارکابی میں نصف جہان سے زیادہ کو تہ و بالا کر ڈالا تھا اور انہیں مغلوں کے آباد اجداد
 جب قبل خان کی اولاد سے تخت خلیفہ میں گیا تو ادھر ادھر پریشان ہو کر سرحد چین کے قریب چھپ گئے
 مانچو تاروں کے نابعدار ہو کر رہے جب باقی فرقے انہیں اقوام کے آگے بڑھ گئے اور سرحد ماوراء النہر
 میں جا رہے۔ اندون چار قبیلے اس قوم کے علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن اکثر عادات اور رسومات میں
 مشابہت ہے چنانچہ سب کے سب میدانوں میں تیو و قنات کے نیچے پڑے رہتے ہیں اور گرمیوں
 میں دریا کے کنارے پر اسلئے مقیم ہوتے ہیں کہ یہاں کی ہوا پانی سے مس کرتی ہوئی خشک آتی ہے
 اور چرائی بھی اچھی ہوتی ہے اور دونوں کے لیے سوا ساحل آب کے میسر نہیں ہوتی ہے کیونکہ
 یہاں کھدست مثل بدھ کی مثل کے خشک ہوتا ہے اور جازوں میں مان کوہ اور پہاڑ تلوں میں
 یہ لوگ رہتے ہیں تاکہ باد شمال چوٹل تیر کے سر میں چلتی ہے اوس سے بچاؤ ہوئے
 اور جانوروں کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ قبائل مغلوں کے مثل اوسکے آباد اجداد کے جنہوں نے

عین صوبے میں پہلے کا نام چینان ہے اور موگڈن کا شہر اس کا پای تخت ہے لیکن خالی شہر
 کی آرائشگی اور تکلف کمان میسر باوصیفہ کئی عمارتیں عالیشان اور سلاح خانہ وغیرہ قابل دیکھنے کے ہیں
 اس صوبے میں کوہستان بہت ہے اور چند پہاڑوں میں معدنیات کے اقسام ملتے ہیں وہیں کوہ
 زمین قابل زراعت کے ہے اور اگرچہ چانول کمتر ہوتا ہے لیکن اوجاس افراط سے پیدا ہونے والی
 دوسرے صوبے میں تین یا چار شہر چھوٹے اور کثیف ہیں لیکن یہاں کچھ گڑھ اور پہاڑ تلیوں میں وہی جڑ
 ہوتی ہے جو جن سنگ کھلاتی ہے جسکا حال اسی تاریخ میں مندرج ہے اور خواص کثیر عظم کا
 رکھتی ہے اور غفور کو جو کچھ کہ آمدنی اور فائدہ ترکستان سے ہے فقط اسی جڑی کی فروخت سے ہر
 اور اسی دیار میں ایک قوم تانار کی ہے جو بہایم سے بدتر ہے اور بوجھیلی کے کچھ نہیں کھا
 اور کسی قسم کے اناج کو نہیں پختے اور فقط مٹا کو کے گیت لکھتے ہیں اور نہ علم نہ سن نہ مذہب و عقل
 رکھتے ہیں اور بھیلی کا گوشت کھاتے اور اس کا تیل جلاتے اور اس کے چمکے چرے کی پوشاک بناتے ہیں
 غرض ایسی غذا کے لئے گولی و ہنیں دو کھانا ہے کیونکہ اس سرزمین میں عجب ایکبات شیا جو ان کے
 تجربے میں آئی ہے کہ سیوا بھلی کے کوئی جانور چند روزہ کے اقسام سے قابل کھانے کے نہیں
 ہوتا ہے اور سب کا گوشت ایسا کڑوا اور متعفن ہوتا ہے کہ حلق سے نہیں اترتا ہے چنانچہ کسی
 صاحب نے ایک مرغ کو بہت تکلف سے پکایا اور انواع ترکیبوں سے لعفن اور کڑواہٹ کو
 دور کیا اور کھایا لیکن مقبول نہ ہوا اور دوسرے ہضم میں نہ ہو گیا بد خالی ترکستان کے
 تیسرے صوبے میں تین قوم تانار و کی رہتی ہیں ایک کو ٹاگورس کہتے ہیں جو اس دیار کے اصلی
 رہنے والے معلوم ہوتے ہیں اور قد آورا و روجیہ اور محنت کش ہیں اور باوصیفہ اونکے چاروں طرف
 وحشی تانار بہایم کی ہم شمار باد یہاں کرتے پھرے ہیں لیکن ان کے قربت سے اثر بدان لوگوں
 کے عادات میں پیدا ہوا چنانچہ یہ مکانوں میں سے اور کشکاری کرتے ہیں دوسری
 قوم کا مال بخر اسکے ٹکڑے نہ چاہتے کہ انکی عورتیں مردوں کی طرح گھوڑوں پر چڑھتی اور تین تہا
 بندہ خانہ زرخیزی اور تیر و کمان سے بے تکلف کرتے ہیں تیسری قوم باخوکی

کو اوسی حال پر رکھتا لیکن بہنیں اور لوگوں کے لیے غذا اور پوشاک اور کروفر شاہانہ حد سے
 تھا اور امر ارد دولت اور خیر خواہان سلطنت ہر طرح کے ترک سے دربار میں حاضر ہوتے تھے
 اس سجادہ نشین کے گرد مودت بیٹھتے تھے الغرض بہنیں باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ تہذیب
 نہ تھا اور مثل اس وضع کے اکثر شخصوں کے یہ زالی طرزاوسکی محض بناوٹ تھی مگر اپنے
 تک پونچا اور اقوام اذہب میں اپنی حکمت کی حجت سے ایسا اتفاق پیدا کیا کہ اکثر ملک میان
 اور سیحون دریاؤں کے اوسکے زیر فرمان آئے ہذا خراسان میں ایک دفعہ ہر سال نوہ یوشا
 تھا اور ایران میں باوجود خاندان کجبر کے وہیں کے ہمیشہ اندیشاوسکی تاخت کا لوگوں کو زہر
 اور آغا محمد خان کجبر سے شخص کی شان میں ایک دفعہ اسے شہر ان خراسان کو لکھا کہ تمہیں
 کہ آغا خان تمہارے ملک میں آیا ہے اگر اوسے پکڑ کے میرے پاس بھیج دے سکو تو بہتر ورنہ گھوٹو تو
 اوس خواجہ ہر اہمیت شہر صورت و شہر خیمیت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کروں ہذا باوجود
 لعن طعن کی سماعت کے شہنشاہ ایران نے قصد مقام اس سخت دشمن سے تنہا لینے میں
 اور شاہ زمان شاہ کابل کی شرکت میں نجارے پر تاخت کر نیکی لے حضرت پیرجاخان شاہ افغان
 قبول کیا اور اگر مقابلہ اوس سجادہ نشین اور دونوں شاہوں میں ہوتا تو فتح کسکی ہوتی کہنا دشوار
 لیکن اوسے حسین میں ملکہ کا تھیرن ثانی بادشاہ روس نے ایران پر ہخت کیا اور آغا محمد خان
 تبرہ دست کے جواب دینے میں مصروف ہو گیا تو یہی جان سے معرکہ ہونے پایا اللہ تعالیٰ
 کو یہ بزرگی جو مکی جان کی بدولت حاصل ہوئی ہنوز موجود ہے اور اوس کے سفر اور بازخا اور
 میں صاحب قدر اور منزلت سمجھے جاتے ہیں اور نصف ترکستان اسی اکثر اقوام مسلم تاتار کے اور
 سمرقند بخشان اور فرغانہ میں اپنی حکومت ہے اور میرنجار کی فوج عیسائی نہیں ہزار سوار اور
 ہزار پیادہ اور اکتالیس ضرب توپچا نہ ہیشہ مناسب مگر کام پڑنے سے پچاس ہزار سوار موجود
 جاسکتے ہیں الغرض اندیم بر سر طلب چنانچہ خانی ترکستان آغی اوستد ترکستان چنانچہ
 اوسکی دوستی میں مشرقی اور مغربی ہیں اور مشرقی وہ جو قریب تر سرحد ملک کے ہے اور

بیگی جان کو لیجا کر قسم کھلائی کہ امور سلطنت میں صلاح اور مشورہ دیوے گا تب ظاہر ہوئی مجبوری سے
 اور نئے نیابت کا عہدہ قبول کیا اور عبدالغازی خان کی مسند کے نیچے ایک مرگ چھالا بچھا اور دوسرا
 اور ہلکے بیٹھا اور ہنوز اپنی جگہ پر اس گرم خیمین ہوا تھا کہ خبر ایک سردار تیار علی کے بلوے کی ملی تیش میں
 بیگی جان اوٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے کی پیٹھی پر بیٹھ چھ سواری چیدہ لے کر اندھی کے سرکش پر جا پونچھا
 اور دشمن کی سپاہ و اس صاحب کرامات کو مخالف دیکھ کر ایسی بھاگی اور اذہک کی فوج ایک فی کو ہٹا
 سردار جانکر ایسی لڑی کہ تیار علی کی پوری خرابی ہوئی عرض اوس فتح نے بیگی جان کی سپاہی
 کو اوس مرتبہ پر پونچھا جو اسکی بزرگی اور مددبری کو حاصل ہو چکا تھا اور اوس روز سے تا بزدگی حقیقت
 و ہر صورت جمیع اقوام اذہک کا وہ مالک کل رہا اور خواجہ زادہ محض شیر قالمین بمقابلہ اوس شیر نیستان کے
 رہا لیکن بناظر قیام رویشاہ اوس پتہ عقل نے برابر رکھا اور ایک باورچی اور ایک خدمتگارا اور اپنے
 استاد کے خراج کے لئے فی نفر چار آنے سے کچھ کم روزانہ تحویل سرکار سے لیتا تھا اور بی بی
 بارہ آنے روزانہ نصیحت کے ساتھ دیتا تھا کہ تو محض فضول خرچ ہے اگرچہ خاتون کو کچھ حاجت
 اول پیوں کی ہین تھی کیونکہ دولت انوہ اپنے نیتیر سے لائی تھی لیکن شوہر کو راضی نہ کرنے کے لئے
 چوبیس ٹکے مسکا کرتی تھی اور حضرت کے کھانے کا یہ حال تھا کہ اوسی پٹے پرانے قابل جاروب
 کش کے رہنے کے خیمین جہاں وہ مہتر بزرگ خود بوریر پر بیٹھا دربار کرتا رہتا تھا باورچی انکرتین اونٹ
 کے چولہے پر کالی سی ہانڈی میں کچھ خشک گوشت اور دو چار مو بھی چاول یا گیہوں یا دال کی حوا
 جی میں آتا تھا تھوڑے سے پانی میں ال کر دو چار خشک ڈالیاں بیچے جلا کر پان سات کٹھڑا دھو دھال کر حرکت
 دے سرخان پر رکھ کر اوسی کھانا بننے کو جو کونکے آتب کی شکل اور بوباس کا ہوتا تھا سخطہ ہر بعد اول میں اچھل
 دیتا تھا اور صباں اور استاد اور خدمتگارا اور باورچی اور دو ایک بٹے مغز راکھوں لبت العیش کھانے
 نما میں دن سے کر کے باری باری سے آنے پاتے تھے بیٹھ جاتے تھے اور کھاتے اور
 کے انجور سے پانی پی کے اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اگر سطر کلی اوقات کو سیگی جان
 یقیناً سمجھتا کہ ہر شخص کو باصرف بادشاہ و سردار قوم کے لئے زیبا ہے تو بے شک اپنے بیٹوں

انکار کیا ایک یہ کہ اپنے صوفیوں میں داخل کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہ اسکے باپ نے لوگوں پر برا
 ظلم کیا تھا اور بیگی جان کو خوف ہوا کہ گھر میں مل جل دیکھ کر مظلوم سب انتقام پرستعد ہوئے انگریز
 اس عقل کے سبب سے جو عین وقت پر صرف شخص زمین کو صورت بہتر انجام کار کی برق کی آزد
 سوچا دیتی ہے بیگی جان کو وہی طریق سوچہ کیا جو مناسب حال تھا چنانچہ فوراً مسجد میں جا بیٹھا اور اپنے
 ترکہ دولت پذیری کے باب میں کہہ دیا کہ اوسے لے جاؤ اور اون مظلوموں کو واپس کر دو جسے میرے
 باپ نے جبراً لیا ہے بعد اسکے اپنے گلے سے سنگی تلوار لٹکائے نجائے کی گلی گلی میں پھرنے اور
 یہ پکارنے لگا کہ لوگو جنکو میرے باپ نے ستایا ہے بے تامل آؤ اور یا مجھے انتقام کی راہ سے
 مار ڈالو یا اوسکی مصیبتوں کو معاف کر کے جناب باری کے غضب سے اوسکو نجات بخشو۔
 اسکے قبل خواص شہر اور علما اور فضلا میں بیگی جان کا بڑا رتبہ علم اور عبادت کے سبب سے تھا اور فقہ
 میں کئی رسالے اسکے تصنیف کیے ہوئے مشہور تھے اور اب بھی باقی تھا کہ عوام الناس پر اسکی زبردستی
 ظاہر ہوئے تاکہ خاص و عام اطاعت میں آجاوین چنانچہ ان دو چرکتوں سے چھوٹے بڑے گرد
 آئے اور بھون نے اسکے باپ کی برائیوں کو دل سے بھلایا اور معاف کیا بجز ایک شخص کے
 جو کہنے لگا کہ تیرے باپ نے میرا لکھون روپیہ لوٹا اور میرے فقیر کر دیا میں نے اپنا پیسہ پائے
 ہرگز اس ظلم کو نہیں معاف کروں گا یہ سنتے ہی تمام لوگوں نے کچھ غصہ کیا اور جب مبلغ کثیر اسکے ہاتھ لگا کر
 واپس لائے کے قصور کو اسنے معاف کیا جب چاروں طرف کی گشت تمام ہوئی اور ساری خلق اللہ کو
 ولی جانے لگی بیگی جان ایک نے مسجد میں جا بیٹھا اور دروازہ بند کر دیا اور کئی مہینے تک مراقبہ میں مشغول
 رہا بعد اسکے حکم دیا کہ نجائے میں ایک قمار یا شراب خانہ باقی رہے ہات کے کہتے ہی خاص و
 عام نے اون شیطانی مکانوں کو خرابہ بنا دیا۔ اس عرصے میں خواجہ عبدالغازی کی حکومت میں
 جو برصغیر و انبال کی مدبری سے آگے سرسبز تھی اسی نے سر و سامانی آئی کہ خواجہ اور جمیع ارباب
 دولت نے دیکھا کہ بجز بیگی جان کے دوسرے سے باریا بت اوٹھنے والا نہیں ہے آخر
 مسجد کے دروازے پر سب آن کے جمع ہوئے اور بالتجارت تمام اوسکے باپ کی قبر پر

ہوتا ہے کہ امام قلیخان اوزبک کو جب آپس کی نزاع سے شاہ عباس ثانی کے پاس ایران میں
 پناہ لینے کی نوبت آئی تو پندرہ ہزار سوار ایرانی کا شان سے ہمدان تک لے آئے اور خود شاہ
 عباس مع جمیع امرا اور خیر خواہان سلطنت سات میل جا کر استقبال کر کے لے آیا اور جب تک خان
 اوزبک ایران میں رہا ہمدان داری اور قدردانی اور کسی کشتی کی دوسری تاسیخ و ظاہر ہوا و سب طرح حسب
 پیر و خان و سرخان اوزبک کو شاہ جہان شاہشاہ دہلی نے بلخ سے بھگایا تو ایران میں مدد کے لیے
 پونچھا اور ہمدان داری بخوبی کر سیکے علاوہ شاہ عباس نے لشکر قاہرہ دیا کہ اپنی مملکت کو حاصل کر
 اور قریب تھا کہ شاہان ہندوستان اور ایران میں بگڑے القرض نادر شاہ کے وقت تک اوزبک
 تاتاریوں کا نام بہت بڑا تھا لیکن اس بہادر بے مثل نے اونکی ساری بزرگی خاک میں ملا دی
 حالانکہ اپنے لوہے میں کے سبب موقع پانے سے وہ نہیں چوکتے تھے غرض جب رحیم
 کے مرنے سے چنگیز کی آل ذکر سے کوئی باقی نہ رہا کہ جمیع اقوام اوزبک کا خان ہوئے تو دستور
 اونہیں یہ ایجاد ہوا کہ خواجہ ناد و نکو فانی ملا کرے اور یہ لوگ بیٹے اون سادات کے تھے جنکو
 چنگیز کے گھر کی صاحب زادیاں ملی تھیں اور اسی طور سے قصد کیا گیا کہ چنگیز کی نسل کا کچھ علاوہ
 اور یہ عین حکمت تھی ورنہ تمام خونیں آپس کے علانیہ لڑ پڑتے اور حالانکہ ظاہر اسجنوں میں اتفاق
 تھا لیکن ملی اتفاق کا معمولی نتیجہ نمایان تھا اور ضعف سلطنت اوزبکیہ میں ظاہر ہوا اور عین ایسے
 وقت پر اگر میر منصوم عرف بگی جان نہ پیدا ہوتا آغا محمد خان قاجار موسس سل و س خاندان عالی
 جسکے کہ مملکت ایران کا تاج پہنوز ہے اون تاتار و نکو بیشک زیر فرمان لاتا لیکن سگی جان نے
 اقوام اوزبک میں ایسا اتفاق کروایا کہ خود ایران میں اون لوگوں کا خوف سابق کی طرح پیدا ہوا
 جب خواجہ زادہ عبدالغازی اقوام اوزبک کا خان ہوا پاسے تخت کے اور اسے ایک شخص
 امیر و انال نے خواجہ کو ایسا محیط کر لیا گویا خود بادشاہ ہوا اور جمیع اقوام اوزبک پر چہنچار اس کے گرد
 تھے اپنا حکم جاری کرتا تھا اس نیابت کے عہدے میں اس امیر نے بڑی دولت حاصل کی
 غرض جب اس نے انتقال کمالے بٹے سگی جان کو انیا حاشین مقرر کر گیا لیکن اسے دو بیٹے

اوس گھر میں پیدا ہوا وہ کسی اور بہادر سی نے آپس کے فرقوں کا تہلکہ مٹایا اور بدستور قیام
 سب اقوام نے جو بہنیں فرمان برداری میں نام لکھایا صاحب بیگ غیر ملکیوں کی پورش کی طر
 متوجہ ہوا اور اگرچہ ماوراء النہر کی زمام ریاست ایک شخص بڑے درجہ کے ہاتھ میں تھی لیکن لشکر
 قمار لیکر غنیمت ایسا ان پڑا کہ اوس ملک کو سالکان میں مزل سے چھین لیا اور بعد اُس کے خراسان
 میں تاخت کرتا ہوا اکل تمیور کی بھی بچانی حکومت کو اوس دیار میں اسے غیبت کیا اور غوارزم
 کو بھی زیر فرمان لایا یہ حال دیکھ کر شاہ اسمعیل صفوی شاہ ایران نے مقابلہ اوس سے کیا اور
 ایسی شکست اوس سے خراسان میں دی کہ خان اوزبک صاحب بیگ کی جان گئی الغرض اوسکی
 آل نے خجندیہ بزرگ میں اپنی سلطنت کی بنیاد لی اور جب کبھی ایران میں کچھ مل جل مچتی تھی
 فوراً یہ قوم پورش کرتی تھی اور چونکہ خاندان صفوی اور سات توہین قتل باش کی خجندیہ نے
 اوس گھر کو تخت پر شیخ صدر الدین صفوی کے احسان کی یاد سے بٹھایا اور سچا رکھا تھا سب بند
 شیعہ کہتے تھے اور اوزبک تاتار سب اہل تسنن تھے تو تعصب مذہب نے آپس کی دشمنی کو ایسا
 کیا تھا کہ دونوں میں سے کوئی موقع پانے سے چوٹ دوسرے پر کرنے میں نہیں چوکتا تھا چنانچہ
 جب شاہ طہماسپ کے وقت میں سلطنت ایران میں رخنہ سرداران قتل باش کے آپس کی
 ترائی سے پڑا خان اوزبک نے خراسان میں تاخت کیے کہ ہرات کو اٹھارہ مہینے تک محاصرہ
 کیا کہ اوس قلعے کے لوگوں نے مجبور سی سے کتے بلی کا گوشت کھایا اور اگر شاہ طہماسپ
 کو نہ پونچتا تو خان اوزبک اس مقام کا دوبارہ وہی حال کرتا جو بخارا نے چنگیز کے وقت میں
 کیا تھا جیسا کہ اسی جلد کے ۳۰ صفحہ میں لکھا گیا ہے لیکن شاہ عباس کے وقت میں انہوں نے
 کچھ زوال کیا اور نو مہینے کے محاصرے کے بعد ہرات میں آٹھ ہزار علی علی خان کم قلعہ اور چند امرا
 مار ڈالا اور اس کے بعد تمام خراسان کو اون موذیوں نے لوٹ و تاراج کر کے اپنی حد کی طرف
 تھکے ہوئے واپس لوٹے آخر کو ایسا مذہبیت کیا کہ اون کو شیروان کا زور و شور بہت کم ہو گیا
 بلکہ آپس میں صلح ہوئی چنانچہ زبدۃ الساریج اور تاورنیر صاحب کی فراموشی تاہیج سے معلوم

برحمتی سے اوس سرجم مردم ازار نے خواہ مخواہ مار کے دہلی اور میرٹھ اور دوسرے شہروں اور
 گڑھیوں کو قلعہ اور قتل عام اور خدا مکان تک باہمال کرتا سہر قذو کو پھر گیا اور اہل بغداد کو غنیمت میں
 کشتی کی سرکے معمولی دیتا نیچے قتل عام کرتا والی گرجستان کو سہ بارہ زیر اطاعت لایا اور مصر
 شام اور ولایت روم جدید کے مالک بننے کے لیے ایڈرم بازر بد عثمانی کو کسی شکست دوس نے وی
 اور ان سب جنگوں اور فتحوں سے اوسکی طبیعت سیر نہر کو تخت خاچین لینے کے غم ثالث کی عین
 تیاری کے وقت شہر تاراب میں اوسکی موت آئی اور جہان کے سر کرنے کی خواہش اور سہ
 کو منقطع کیا ان سب مرون کی تصریح میں بڑی بڑی تاریخیں لکھی گئیں ہیں اور یہاں اوس کا بیکار
 درکار نہیں ہوا القوم اقوام شمالی اور جنوبی اور مشرقی اور مغربی اتراک میں سے جو سب ایک ہی قسم
 بنی آدم کے ہیں ہی کئی شخص اگلے زمانے میں اور وں سے زیادہ نامور ہوئے اور بالفعل یہ قذو
 میں سکی جان اور تبار کا خان بڑا بڑا شخص ہوا اور چونکہ مغربی اتراک کا ایک قبیلہ ملک خود
 چنگیز کا گھرانہ یہ فرقہ تارون کا ہے اور ملک تاریران میں ہمیشہ اوسکی پورشون سے خونریزی ہوا
 خوف سے بے چینی سبھوں کو اکثر موٹی ہے اس لیے رات میں دو چار حملہ اوس کو گولوں
 حال میں لکھنا مناسب سمجھا اگرچہ چین سے اوس میں کچھ علاقہ کہنیں تھا چسوقت کہ باتو خان
 چنگیز نے اپنے نے اور اوس کے سردار بابا ارخان نے قدیم دار السلطنت ملک روس کو لوٹ
 و تاراج کیا جیسا کہ اسی جلد کے ایک سورت صفحہ میں مذکور ہوا ہے تو اوس اطراف کی سرزمین کو
 باتو خان نے اپنے ایک اقر باشیانی خان کو عطا کیا چنانچہ زود جا ایک کے کنائے پر اوس نے بود
 اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اوس کے گھر کا ایسا آج ہوا کہ روسیوں سے بہت سال ملک و سکی آل
 چین لیا لیکن وال بھی بدترج اوس خاندان پر کیا ہیا شک کہ روسیوں نے اپنے ہاتھ
 گئے ہوئے اٹلاک کو باز لینے کے سہوا اوسھیں خوب تنگ رکھا اور تیمور لنگ نے اور
 میرزا حاکم زری سی زریگی جو باقی تھی خاک میں ملا دی غرض قسمت کا چرخ موافق دستور
 کا آرمینجے کی طرف جھکا اور زریگی کا اردو اور چرخا تو سلطان صاحب

سے جب قبا خان کے گھرانے سے تخت چاچن گیا تو تیمور لنگ نے تین دفعہ ولایت چین کی فتح کی آرزو کو جو ہمیشہ سے اوسے تھی قصد ہتمام آل چنگیز قرار دیا اور یہ حکمت عملی اور اطوار خاندان سیتی کی راہ سے اوسے یہ فقرہ ہمیشہ زبان پر رکھا کیونکہ اوسکے آبا و اجداد سے ایک شخص چنگیز خان کا وزیر تھا الغرض اوس وقت سے جب تیمور لنگ نے تعلق تیمور خان الی کا شغریا اور بدخشان کو جو دشمن ہو کے آیا تھا حکمت عملی سے دوست بنالیا یہاں تک کہ اپنے کو والی ماوراء النہر مقرر کروایا تا وقتیکہ سلطان ایدرم بائزید فتح پا کر اور اوسے گرفتار کر کے مملکت چین پر یورش کے نتیجہ میں دست قضا نے اوسکے قدم غرم کو پکڑ لیا اس پچاس برس سے زیادہ کے عرصے میں جو جو کام اوسے کیے شرف الدین علی یزدی کی تاریخ اور خود نزو کات تیموری سے ظاہر ہے اور اول کتابوں کی سیر سے معلوم ہو گیا کہ کس جرأت اور حکمت سے قلعہ کارشی کو اوس نے نہیں لیا اور کاشغریا اور خوارزم اور خراسان اور کابل و قندھار اور سیستان اور ماثرندراں کو فتح کر کے چوڑے کے پار لشکر تھار لیکر گیا اور آل ہلاکو کی بچی بچائی حکومت کو پایمال کیا اور والیان گرجستان اور ترکستان اور قوم لاشغری کے خان کے گلے میں طوق فرمان برداری کا ڈال دیا اور صفہان کو دوبار فتح کر کے وقت کس طرح سے قتل عام اوس نے کیا اور والیان یزد اور کرمان و لارستان سے باج اور عراق اور فارس میں یورش کر کے قلعہ سفید کو جس کا نام رستم کے کارناموں میں مندرج ہے فتح کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور جس طور سے شاہ منصور ابن زین العابدین والی فارس کو بڑی ہمسائیگی کے بعد شکست دیا اوس شہر میں پونچھا اور تمام آل منظر کو قتل کیا اور بعد اوسکے بغداد کو لیا اور غلجہ ترکیست میں کس محنتوں سے داخل ہو کر کئی فوجوں کو گروہوں کی فتح کو کچھ کس طرح سے قیام کے درمیان سے یورش کرتا ملک وں میں جا پونچھا اور پائے تخت ملک کو ٹوٹا حاجی ترخان کو پایمال کرتا گرجستان اور سرخریس میں ہر کچھ قابل لینے کے تھا یعنی حسینان دیار کو لیتا دیتا اور جس جس نے اندک بھی مقابلہ کیا اپنی شمشیر قضا کی ہمشیر کی کیفیت دکھاتا ترکستان میں پھر آیا اور ہندوستان کے سر کرنے کو مستعد ہوا اور کیا کیا خزانہ ہندوؤں کی اوس یورش میں ہوئی اور لاکھ اسیر زیادہ کس

تھا ایسا افسوس مارا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور سات ہی اوس کے بقول خدا حبیب الہیہ کے لقب
 لاکھ تاتار کے اوس روز مسلمان ہو گئے اور یہی ابتدا اسلام کی معلومین نمود ہوئی بعد اسکے اسی
 امیر کے کہنے سے اور کافر کی فرمان برداری ٹی شرم دینے سے غازی خان نے خاقان تاتا
 کا نام سے سے موقوف کے کلمہ اسلام چل کیا جو نہیں اس طرح سے طوق اطاعت کو اوس سے گئے
 سے اوتار خاقان نے فوج قبا رجیون کے پا بھیجی لیکن فخر و ز نے اوہین میں شکست دی کہ بھا
 ہی بن آئی بد سلطان محمد خدا بندہ اپنے بھائی غازی خان کے مرنے سے جاشین ہوا اور
 سلطانہ کو اوس نے آباد کیا اور اپنا پابے تخت بنایا عرض اسکے مرنے اور اسکے بیٹے ابو سعید
 سہار خان کے بارہویں برس کی عمر میں قائم مقام ہونے سے آثار زوال حکومت کے خاندان
 ہلا کو خان میں جو لگے سے کچھ کچھ نمایان اگرچہ پنهان تھے سلطنت کے اندر بخوبی باہر اور کو عقل
 پر بھی ظاہر ہے چنانچہ امیر جو پان نایب سلطنت نے اپنے منیب کی بہن کو جو اپنے عقد میں لایا
 خاص عام نے دیکھا کہ بساط سلطنت پر بادشاہ کو فرزند نے خانہ لاچار سی مین بند کیا اور
 بعد اسکے جب اوس امیر کی بھی بعد کو خاتون پر جو امیر حسین سے بیاسی ہوئی تھی ابو سعید ایسا عا
 ہوا کہ شوہر سے حیران طلاق دلو کے اپنی نکاح میں لایا امیر جو پان کے خاندان کی سروری میں
 پونہ چنانچہ جب سال ۳۳۰ میں ابو سعید فوت ہوا کیا صرف لقب و تاج شاہ ایران کا خاندان ہلا کو
 کسی شخص کو ملا والا اختیار کل امر سے ملک کے ماتھے میں تھا اور خاندان ہلا کو کا ایک امیر
 بزرگ بغداد اور گرد و نواح کے املاک پر قابض ہو کر خاندان ایلخان نے آل چنگیزی کا بانی ہوا اور
 فارس امیر مبارز الدین کے اختیار میں آیا الغرض یہی حال رہا کہ اسی عرصے میں تیمور لنگ چنگیز
 ثانی کا دور ہوا اور اس نے چنگیز کے سلاطین اور خواتین کی حکومت کو خاک میں ملا دیا اگرچہ ہمیشہ ظاہر
 اوس گھر کی بزرگی اور اپنی کمرہ بنی کو پیر بار لانا تھا چنانچہ جب خان چغتائی پر جو آل چغتائی نے
 چنگیز کے دور سے بیٹے سے تھا شہزادہ میں غفر باب ہوا اپنے کو صرف نائب سلطنت اوس
 شخص خانی کی حکم میں بے اوکا احازت کے مین بحال ہوتا تھا اور اس کے

کہ ایسی ہیاری جو سکر قمار کر کر پونہ پانچ یا گنی تادوس مجمع العلماء کا سرگروہ مقرر کیا گیا اور تاریخ حبیب السیر کی سیرت و سوانح میں
 کہ مہاراجہ اخلاق ناصری نے ایک ہندو شیلیے پر مہر دینا یا اور چونکہ حملے سے اور فضائل سے
 خصوصاً ہیئت اور ہندو سے مین وہ اکمل انجمن تھا اوس بزرگ نے وہ زریچہ طیار کیا جو زریچہ
 ایلخانی کے لقب سے مشہور عرب اور عجم میں ہوا اور مہر ہیئت و انان مشرق تھا النہر میں
 بزرگوں کی صحبت میں بلا کو جان کی میعاد حیات پوری ہوئی اور ساتویں ربیع الثانی ۱۱۳۳ ہجری
 کو اوس نے نہان سے رحلت کی بد پندرہ لڑکے ملا کو کے تھے لیکن ابا کا خان کو اپنا
 جانشین مقرر کر کے ایران اور خراسان اور عراق عرب و عجم اور آذربایجان اور خوارستان
 اور دیار بکر اور سرزمین روم اور آرمین اور گرجستان وغیرہ کا مالک مقرر کیا بد اگرچہ ایسے بڑے
 ملکوں اور کروہار عیتوں کا مالک ابا کا خان تھا لیکن سب سے زیادہ فخر اوس کا یہی تھا اور ہند
 کی ولایت میں خاتمہ خوش نصیبی کا اوس پر اس وجہ سے ہوا کہ شیخ جلال الدین مولانا روم اور
 شیخ سعدی شیرازی کی صحبت سے مستفید ہوتا تھا غرض سترہ برس تخت پر بیٹھا اور بعد اسکے
 ۱۱۴۱ھ میں اوس کا بھائی نیکو دار قائم مقام ہوا چونکہ ماؤسکی مذہب عیسائی رکھتی تھی اوس طریق
 یہ بھی رہا لیکن جب تخت پر بیٹھا مسلمان ہو گیا اور احمد کہلا یا اور موافق قاعدہ کلیہ کے کہ جو شخص
 ایک مذہب اور مقلد دوسرے کا ہوتا ہے اوسکے برابر دشمن دین متروکہ کا کوئی نہیں ہوتا ہے احمد
 گرجوں کو توڑ ڈالا اور پادریوں کو مروا ڈالا اور عیسائیوں کو نیست و نابود کرنے کا قصد کیا لیکن یہی
 ظلم باعث اوسکی جان جانے کا ہوا اور ارغون خان ابن ابا کا خان اوسے مار کے موافق خود نہیں
 کی آرزو اور قبیلہ خان کی مرضی کے تحت نشین ہوا غرض اوسے احمد کا طور نقص مذہب کا دوسری
 وضع سے اختیار کیا یعنی اہل اسلام کو ستلے لگا رہا تاکہ کہ قبول موع کے مسلمان خائف ہوئے
 کہ مسجد کے غلط کو کوئی روز گرجہ عیسائی نہ وہ نباڈاے غرض ساتویں برس بعد وہ مر گیا اور اوسکے کنشیز
 کزاتوا اور بایز خان ایک بعد دوسرے کے ہوئے تب غاڈان خان سپہ ارغون خان تخت پر بیٹھا
 اور امیر نوروز اوسکے وزیر نے جو اوس زمانے میں مدبری اور سپہ گری اور علم و دانش میں

اپنے سر پر نہ کیا سلاک سب

سیف الدین شاہ مصر فوج سے مدد پا دفعتہ اوجھڑ
 ہوئے اور انیس کا چھڑا بھول کے مغلوں پر چھاو کیے اور اتفاق اور تعصب نہیب دو ایسے ہو
 اسباب جمع ہو گئے کہ اپنے دشمنوں کو اوہنوں نے خوب ہی شکست دی یہاں تک کہ فوج مغلیہ نام
 ملک شام کو چھوڑ چھاڑا رس کی طرف بھاگی غرض چند ہی بعد پلٹے دیکے ہلاکو کے ساتھ آئی اور ملک
 جو خراسان ہوئے اور سیکڑوں شہر کو جس طرح سے ویسب خرابہ بنائے بیان کرنے سے
 اوسے شخص کے بعد القیاس نہیں ہوگا جس نے تاریخوں کی سیر کی ہے لیکن عوام الناس باوجود
 داتی اور مدامی سریع الاعتقاد کی فسانہ عجائب سمجھ گئی چنانچہ دیار بکر کے قلعے میا قوین کے
 دروازے کو جب ملک کمال نے جسے اشرف بھی کہتے تھے کھلا دیا اور منسلب حصار کرا اور اہل
 قلعے کو باقون سے مار کر آخرش اوس میں داخل ہوئے تو بیکر ملک کمال کے جسکو زیادہ اذیت سے
 کے لیے اس وقت صرف گرفتار کر لیے باقی ایک تنفس کو زندہ بچھوڑے اور اشرف کو تیرہوں کے
 لاد کے دانا پانی بند کر دیے اور جب بھوک سے وہ بیتاب ہوتا تھا اوسکے گوشت کو چھری سے
 ٹکے اوسے کو کھلاتے تھے پچنگیر خان تمام ایران کو فتح کر ہی چکا تھا اور جب مراہ نے چوتھے
 بیٹے تولی خان کے حصے میں ایران اور خراسان اور کابل وغیرہ چھوڑ گیا لیکن جب باہ خود بھٹو سے
 عرصہ میں انتقال کر گیا تو اوسکا بیٹا منگو خان خاقان تانا رہوا اور ایران وغیرہ دوسرے بیٹے ہلاکو
 حصے میں آیا الفرض جب سب طرف امن ہوا اور بیجان کے شہر مراغہ الطیعت آب و ہوا خوش وضع
 میں جو بجز تیرہ پائے تخت ملک کے اور سب شہروں سے بہتر تھا ہلاکو خان نے اقامت کی اور
 چونکہ طبیعت ہمیشہ علم کی طرف راجع تھی اگرچہ خون خرابی میں اکثر اوقات کچھ بھوری اور کچھ عادت کی
 باعث سے کٹی تھی اس لیے جب اوس مقام دلکش پر فصحت فصیح ہو اعلیٰ اور فضلا اور شعر اور
 حکما و بلغاء ہزار ہا کوس کی کرد و فواج کے بعض مطابق فرمان قضا تو اماں کے اور اکثر خبر و درانی
 اور غلامی عنایت و شفقت کی جہت سے حاضر ہوئے اور خواجہ بغیر الدین طوسی جسکو ہلاکو خان نے
 ملحد کو ہستان کے بادشاہ کے دربار تھا رو دبار سے چھوڑا تھا جہاں اترتے و

اور قبائل ترکمان سکے و رومن بلخانی اور ختانی اور مچانی اور بخارا اور کاشان اور جامی کا
اور قلماق اور مغل و رافربک و تیموریہ و گنیشیہ سب مغربی اترک تھے اور راقم نہیں ہیں جو نامزد
اخیر ہیں انکا ایک ایک شہر بیان لکھتا ہے تاکہ اوہیں جو لوگ انسبک نامی ہوئے انکا ذکر اس مجمع التاج
میں نچھوٹے بہ چنگیز خان کی سلطنت کس طرح سے بڑھی اور اوسکی اولاد نے کس طرح سے چین
بادشاہت کی اس میں محمدان خوشہ چین مورخان نے اپنی دست میں اسی جلد کے سولہویں باب میں
تصریح سے لکھا ہے اور بحث رشتہ علاقہ کو جو قوم مغل اور ملک ختا سے ایک وقت میں تھا او
اوس قبیلے کے سرداروں نے سوا چین کے اور ملکوں میں کیا کیا کیا معلوم کرنے کے لیے اس
مقام کو بادیہ نظر سے دیکھنا چاہئے بہ باتو خان نے تمام فرنگ کو اپنے زیر نگین لانے کے ارادے
سے ملک و س کو کس طرح سے پامال کیا لکھا جا چکا ہے اور ہلاکو خان نے محمد وین کو
کیونکر فی النار واستقر کیا اور خلفای آل عباس کی بزرگی کو خاک میں ملا دیا تحریر میں آیا ہے غرض جب
سنگو خان نے انتقال کیا قبلہ خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان اور اوسکی نسل کو تمام املاک مغربی
بخشید یا اور صرف اتنے ہی قول کر لیا کہ جب کوئی نیا خان اوسکے تخت پر بیٹھنا چاہے تو خاقان
تاتار اعنی اولاد قبلہ خان سے اجازت لیوے بہ اس عرصے میں خلیفہ مستعصم باللہ مارا جا چکا
تھا جیسا کہ اسی جلد کی ایک سے اٹھارہ صفحہ میں مسین ہے اور ہلاکو بغداد کی فتح کے بعد جب تہو
شام کی طرف ہوا تو بدرالدین لولی شاہ موصل اور نصیر یوسف شاہ دمشق اور نصیر شاہ حلب وغیرہ
اکثر اسے خوف کے اور بعض نے بعد لڑائی کے فرمان برداری میں اپنا نام لکھایا اور بہتین شاہ
ہلاکو کے دوست جانی اور دختر خاتون ہلاکو کی بی بی جو دونوں عیسائی تھے تعصب مذہب کے باعث
سے خان کو مسلمانوں کی تباہی کو جو خلیفہ کے مارے جانے سے شروع ہوئی تھی حد نہ تھا کہ پوچھا
دیشے کے لیے جو کہ ہمیشہ و رغلا تھے تھے اوسنے قہار فوجیں چاروں طرف بھیجیں اور فوجوں کو
میں تھا نیا وہ باعث اونکی سرخودی کے تمام ہونے کا سوا غرض جب تک خود ہلاکو لشکر میں موجود
تھا ہر حکمہ فوجیاب ہوا لیکن جب وہ مشرق کی طرف کارا باغ کے اردو میں خاقانی کے تاج کو

اور بلاؤں کو اپنے ملک کی سرحد سے دفع کرنے کا ہوا اور چونکہ اتفاق حد سے زائد ہو گیا
 اور یعنی اوہنن تاتار میں چندے آگے سے تھا ہی تھا شاہنشاہ فرانس بخوبی مقصد
 ہوا اور متواتر بخین شکست و تیا حد فرنگ سے نکال باہر کر دیا۔ اس طرح سے اوہنن فرقے
 تاتار کے ایک بعد دوسرے کے مشرقی اتراک کے زمرے سے جدا ہو کر ترکستان
 اور چین کے شمالی صوبوں میں سو سو اور دو دو تین تین سو برس کی ریاست کے اوہنن
 میں سے اقوام کیساں اور نیوچی تھے جنکا ذکر اسی جلد میں آچکا ہے چنانچہ غفوران چین میں ہم بخو
 تاتار کے ہیں اور وہی فرقہ جو آگے نیوچی کہلاتا تھا جب چنگیز خان اور اوغٹائی خان نے انکو
 تباہ کیا اب مشہور باجو کے لقب سے ہے جسکا ذکر اول کے اٹھارویں باب کی شروع
 میں بیان ہوا ہے الغرض جس طرح مشرقی اتراک کی یہ قومیں جو صدر میں مذکور ہوئیں حد
 ختم پر پہننے کے سبب سے اوس ملک اور اوسکی گرد و نواحی میں رولہ مچایا کرتے تھے
 بخیر قوم اور اذ کے جو فرنگ کی طرف نکل گئے اس طرح سے مغربی اتراک کے بہت سے قبیلے
 ایران اور ماوراء النہر اور ہند اور روس اور دوسرے ملکوں میں بسبب قریب کے جا پونہے
 اور کہیں نامور سی کہیں شہنشاہی کے ہاٹھاؤں فرقے ہیں اتراک کے اونکی ترکستانی
 سلطنت کے بجا رہنے اور تباہ ہونے کے بعد بہت مشہور ہوئے چنانچہ سبکتگین اور اوسکی بیٹے
 محمود نے غزنین کی سلطنت کو قائم کیا اور ہند اور ایران اور ماوراء النہر میں جو جو کام اونہوں
 نے کیا ادنیٰ اسی تاریخوں میں ظاہر ہے اور قبیلہ تاتار سلجوقی نے سیوا کرمان اور حلب اور
 دمشق وغیرہ کے خود ایران میں اٹھاؤں برس حبسی بادشاہت کی کہ طفیل بیگ اور الپ
 ارسلان اور ملک شاہ اور سلطان سبخر اوس خاندان کے پادشاہوں نے ایران کی کئی
 نیون اور نوشیروان کے وقت کے برابر کردی تواریخ عجم سے ظاہر ہے ہوا اسکے
 آتا بیگ سب عراق عجم اور آذربائیجان اور ایران اور ارستان کے بڑے مشہور شخص ہوئے
 ابو الفدا اور ابوالفاح اور دوسری تاریخوں میں مبین ہے اور سلاطین خوارزم

بہت سی شاخیں قبل اور بعد ہر دو سلطنت کی تباہی کے تکلیف دہ معنی کہتی تھیں اور سردار
 لوگوں میں سے دور و دراز ملکوں میں نامور ہوئے اور بادشاہ کھلائی چنانچہ مشرقی اقوام میں ایک
 ٹو پاتا مار نے خاکی نواحی میں تاج شاہی سر پہ رکھا اور اسی سے تین خاندان گوئی کے سنگے
 جو فقور ان خانوادہ سنگ کی برابر ہی چین میں کرتے رہے اور خاب کے شمالی صوبوں پر ایک بعد
 دوسرے کے ساٹھ تین سو برس سے کچھ زیادہ قاصر رہے انہیں ٹو پاتا مار کے ایک سردار
 ٹولان شخص بہادر اور مدبر نے اپنے فریق کو جدا کر کے کوچین کا لقب دیا اور پہلے خطاب
 خاقان کا تاتاریوں میں اسی شخص نے لیا یہ شاہ سیجی میں سکازور شروع ہوا اور پانچ سو
 رہا جب خاقان مشرقی ترک بنے کئی شکستیں انہیں اسی دین کہ انکی سر خودی تمام سوئی لیکن
 چند فرقے اوسمیں سے بچے بعضے ملک سرکاش اور گرختان کے پہاڑوں میں جا چکے اور
 اور انکی اولاد وہاں اب تک موجود اور مذہب سنت جماعت کا رکھتی ہے اور اکثر فرنگستان کی
 طرف جانے اور چندے بعد اپنی یورشون سے اہل فرنگ خصوص شاہ فرانس اور سینیسی
 روم کو بغیر قسطنطنیہ کوستانے لکے اور انکے سردار بایان خان نے فرنگ میں تہلکہ ڈال دیا اور
 لوگ بھی سمجھے کہ مثل شاہ اٹھیل کے دوبارہ قہر مجسم ہو کر نازل ہوا چنانچہ اوسے سالاران و
 کوئی وقع شکست دیکر نہ رانہ شاہنشاہ قسطنطنیہ سے قبول کر دیا اور اپنے کو ایسا قومی اور روم
 والے کو ایسا ضعیف اور ناپختہ تھا کہ ادنیٰ اسی بات کے لیے لڑ پڑتا تھا یہ جتنے شہر کو ان
 کفار بے پر صاحبان نبرہ و شیر تختستان اور ملک گیر نے نیست و نابود کیا اور درباری و بیرونی
 کے اس پار کے باشندوں کو اور پانچویں کے لوگوں کو اپنی تہجداری کے پیالہ زہر کس
 سے انہوں نے پلایا اگر لکھا جاوے تو دشمن کا بیان داستان مطلق ہو جائے غرض مختصر یہ کہ
 مشرق کی سرحد پر شاہنشاہ روم کا ایسا قومی کوئی دشمن و سرانہ تھا اور فرانس و اٹالی کے
 ملکوں میں لوگوں کو ان کے نام دراتے تھے انھیں ۹۷۰ مسیحی میں شارلی میں شاہنشاہ
 فرانس جو یادگار روزگار بادری اور مدبری اور طاقت جہانی اور قوت روحانی میں تھا

کہ بیچ پڑنا غرض تمام جی ہو خان بنیا مقتول خاقان کا اپنے باپ کی جگہ میں جب قائم ہوا
 سواروں کا لشکر کیے عمر قند اور ایران کے کئی صوبوں کو اپنے قبضے کیا اور وہاں
 جو ملک و سرحد پر پونچا تو اس ممالک کے بعض ریگنوں کو چھین لیا غرض بزرگی مغربی
 اتراک کی اسی شخص کے ساتھ خصمت ہوئی اور اگرچہ اوسکے جیسے ہی تفرقہ آپس میں شروع ہوا
 تھا لیکن اوسکے رعب سے بڑھنے نہ پایا غرض جو زمین وہ مرزا خانی میں بگاڑ علانیہ شروع ہوا اور
 رفتہ رفتہ معمولی نتیجہ آپس کے جھگڑے کا ظہور میں آیا اور ایک فرقے نے مغفور کی مدد مانگی جتنا
 خدائی فوج آئی اور دوسرے قبیلے کو اپنی طرف سے شکست دی اور بعض جو زمین نے بخوشی
 مغفور کے تابع داروں میں اپنا نام لکھا یا ان غرض ایک طرف سے تو اہل خدائے عوج کی بنیاد اور
 کے اطراف میں مغربی اتراک کی سلطنت کی خرابی پر قائم ہوئی تھی دوسری طرف سے عربوں نے
 خاندان ساسان سے تاج ایران کو چھین کر مشرقی املاک کی طرف بگاڑ حسرت سے دیکھا شروع
 کیا اور خطبہ سپہ سالار خلیفہ عبدالملک بن مردان اکل معاویہ نے اتراک کو قریب بخارے کے
 شکست دیکر اوس شہر کو دخل کیا اور رفتہ رفتہ ماوراء النہر میں فتح کرتا ہوا پونچا اور دولا کھڑا
 کو جو ایک ہی لڑائی میں اوسے شکست دی اوس قوم کی گویا کر ٹوٹ گئی اور دسویں برس اوس
 عرب بے شل و ہمال نے خوارزم اور مرغاب کے ملکوں کو اتراک سے بعد بڑی بڑی لڑائی کے
 چھین لیا چنانچہ خلیفہ کا نشان اطراف و جوانب کے شہر و زمین بلکہ فرغانہ میں بھی بلند ہوا اور
 شہرہ سیحی میں سالار عرب یعنی اسد بن عبداللہ نے ترکستان میں یورش کر کے اتراک کو ہار
 کیا ان غرض اسے مغربی اتراک کی سلطنت بسبب آپس کے تفرقے اور خدائیوں اور عربوں
 ہاتھوں سے دہخون طرف سے شکست کھانے غیبت و نابود ہو گئی اگرچہ بھی احوال جو
 راقم نے نہایت اختصار سے لکھا اتراک کی مشرقی اور مغربی سلطنتوں کا ہے یعنی اوست
 کا جب نصف اقوام ترک ایک خان کے تابع اور نصف دوسری کے فرمان بردار تھے اور
 اوست مغربی سلطنتوں کے لقب سے نامزد نہیں کیا لیکن بخیر و دونوں کی

ہوئے بلکہ ٹوہنجان جسکو مل خان بھی کہتے ہیں خاقان کرستان ہوا اور ماوراء النہر اور چین
 ایران اور روم قدیم تک ایک طرف اور سرحد چین اور روس تک دوسری طرف اوسکا فرمان
 جاری ہوا بدگمتی قوموں کو کس کس طرح سے اوس نے فتح کیا اور کسکا حال کیا ہوا اگر ایک
 شمشہ بھی لکھا جاوے تو ایسی دس جلدیں ہووین غرض اتنا کہنا کافی ہے کہ اوسکی سلطنت
 ایسی لمبی چوڑی ہوئی کہ ایک شخص کو تمام ملک کی گنجبانی دشوار ہوئی تب خاقان ٹوہنجان
 مل خان کے پوتے نے تقسیمین کر کے ایک کو مشرقی اتراک اور دوسرے کو مغربی اتراک
 کے لقب سے نامزد کیا غرض چونکہ ابوالغازی خان بہادر نے نہایت فصاحت اور طوالت
 کے ساتھ اتراک کا حال بیان کیا ہے راقم کو اتنا ہی لکھنا چاہیے کہ مشرقی اتراک سے اور
 فغفوران چین سے کوئی دو سے برس تک اکثر مقابلہ رہا اور ختائیوں نے رفتہ رفتہ بہت
 اونکو تنگ کر ڈالا اور کوئی چالیس برس قبل ونکی سرخودی کی معدومی کے آپس میں بھی ایسی
 جنگ وجدل اور سرکٹول کی تھی کہ نفاق کے سبب سے فغفورین کی تاخت کا جواب اوسکے
 مطلق نہ ہو سکا چنانچہ شمشہ جی میں آخری خاقان اقوام مشرقی اتراک کا قوم ہوئی کی کہی ہاتھ سے
 مارا گیا اور تمام قومیں جو اوسکے تابع تھیں فغفور کو خراج دینے لگیں یہ تو حال مشرقی ملک ترک
 کا ہوا اور مغربی اتراک ایرانوں اور رومیوں سے برابر لڑتے رہے چنانچہ نوشیروان شاہ ایران
 نے جب ماوراء النہر تک پنا فرمان جاری کیا تو مغربی اتراک سے خراج لیا لیکن اوسکے بیٹے فر
 ثالث کے وقت میں اگر بہرام چوہین سپہ سالار ایران نے نہیں شکست نہ دیا تب خاقان مغربی
 اتراک کا سائی شاہ نے جو ہر فرما کا موٹھا فوج تہا جمع کر کے حیون کے پار ہو کر شاہ ایران کو کھینچا
 کہ میں تمہارے ملک کے اندر سے راستہ چاہتا ہوں تاکہ شاہنشاہ مسططنطہ پرورش کروں اور
 ہر فرما کو قوت سے خائف ہو کر اجازت دینی چاہتا تھا کہ فرما نے منع کیا اور بہرام چوہین نے
 بارہ ہزار چیدہ سپاہ کو لے کے مازندران اور خراسان کے درمیان کے پہاڑوں میں پناہ
 روکا اور اتراک کو ایسی شکست دی کہ خاقان کی جان اوس لڑائی میں گئی تو اخطاب سے

پانی کا نام نہ تھا اور جب بے آب و دانہ لوگ تڑپنے لگے اور دفعۃً چاروں طرف سے تاناکا
 ان پڑے تب ظاہر ہوا کہ ایس بہادر اور جان نثار تاناکا نے دغا دی اور زمین گاہ میں پھنسایا
 غرض وہ کسی طور سے بیدار کے قریب گیا گیا غرض وہ حصہ لشکر ایران قتل ہوا اور فیروز نے تاناکا
 مانگی خوشنواز نے اپنی خوشنوازی سے اسے اسے مخلصی دی اور اس سے قسم کھلا کے اور با
 ویر لڑائی نکرینیا قول لیکر ایران میں بہت تیز رفتاری کے ساتھ بھیج دیا اور خود عہد کیا کہ کھانا پینا دست
 جانوا اور جب کبھی دشمن میں تاناکا سے ہم آواز کو حاضر میں غرض موافق قاعدہ کلیہ کے یعنی جہاں کو
 پر قبضہ احسان کیا جاتا ہے اسی قدر وہ زیادہ دشمن جان ہوتا ہے فیروز اپنے ملک میں پہنچ کر
 چندے کے بعد خوشنواز سے پھر اپنے گیا اور جس طرح سے لشکر ایران کو پھر شکست ملی اور
 فیروز کی جان گئی اور اس کے بیٹے قباد کی گرفتاری ہوئی تو ایچ عجم سے ظاہر ہی ہے بلکہ دوسرا
 ملک شاہ ایران نے نذرانہ سالانہ خوشنواز کو بھیجا لیکن بعد اس کے اس قوم تاناکا پر رفتہ رفتہ تباہی دو
 سیدوں سے آئی ایک یہ کہ قوم ترک کی قوت زیادہ ہوئی چنانچہ پشت تاناکا میں اونکی جو حکومت
 پڑ ہی رفتہ رفتہ ماوراء النہر کے قریب مالک ہوئے اور قوم ہن کو دوبانے لگے اور دوسرے یہ کہ
 نوشیروان اول قباد کا بیٹا کہ ایک سردار تاناکا کی مٹی کی طرف سے تاناکا تاناکا ایران پر بھاڑا
 جیون کے اس پار فرغانہ تک جو اس نے اپنے قبضے کیا تو اس قوم تاناکا کا ان دنوں طرف
 کی کشمکش میں تاناکا لگا غرض اغلب ہے کہ اتراک نے اونکی سرخودی کو تمام کیا جب وقت
 شمالی ہن کی سلطنت کو جنوبی ہن نے تباہ کیا جیسا کہ مذکور ہے تب خیر بادشاہ مملکت کی
 کا ایک بیٹا اور ایک بھتیجہ پہلے کانام کا شان اور دوسرے کانام ناگوس کسی فکر سے ایچی رو
 اور لڑکوں کو لیکے جنوبی ہن کے ہاتھوں سے بچ کر وے سب بیابان کی طرف بھاگے اور
 کوستان میں جا چھپے رفتہ رفتہ اونکی اولاد بھی اور ابو العازی خان بہادر مورخ اقوام تاناکا
 ہیں کہ پانسو برس میں ان لوگوں نے ایسا قومی اپنے کو سمجھا کہ ان بہاروں سے اتر کے
 اپنی قدیم سلطنت ترکستان حاصل کر لے کو چلے اور چند روزوں میں اکثر اقوام تاناکا پر ظفر

اپنی حد سے قدم نکالا عرض جب میر غر حوٹا بلیا نیر و گرد کا اپنے باپ کا جواب نہیں ہوا اور فیروز اور
 بڑا بھائی محروم کیا گیا وہ جیون کے پار فرار کر کے شاد تار کے پاس باوراء انہر میں پناہ گزین ہوا
 اور اپنا ایسا دکھار دیا کہ خان جب کام قبول فرموسی نکاش تھا لیکن چونکہ درمور خان مجھ سے
 اوسکو خوشنوار کہا ہے اور وہ اسم ہاسی تھا اس لیے راقم کو بھی اوسی لقب سے اوشکا ذکر کرنا
 چاہئے لشکر قہار اوسکی مدد کو لیکر ملک ایران میں چلا آیا اور فیروز کی فوج ایرانی اور حمایت کی فوج
 تاتاری نے ہرگز کے لشکر کو ایسی شکست دی کہ وہ گرفتار اور فیروز تخت نشین ہوئے چونکہ اوس وقت
 ہوشنوار ہی نے اوسکو باپ کی مسند پر اپنے ہاتھوں سے بٹھایا تھا اور فوج قاہرہ کو مہلے پر
 میں موجود تھا فیروز نے عہد و پیمان کیا کہ اپنی بہن کو خان سے شادی کر دیا لیکن جب خوشنوار
 اپنی حد میں پھر گیا فیروز خسان فراموش ہو کر اسی فکر میں مستعد ہوا کہ اپنے محسن کو تباہ کیجیے چنانچہ
 فوج قہار لیکر شاد تار کی طرف روانہ ہوا اور جب اس تاخت کا قبول صاحب وقتہ الصفا کے یہ بیان کیا
 گیا ہے کہ خوشنوار اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اس جہت سے فیروز اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوا خان تاتار
 اپنے کو عہدہ براندیکہ اس ارادے سے پس پا ہوا کہ موقع پر پہنچ کر سامنا کیا جائے کہ اتنے میں ایک
 سردار تاتار نے خاوند پر سے اپنے کو نشاندار اور ایرانیوں کو شکست کامل سے ذلیل و خوار
 کرنے کے ارادے جسم کو خود زخمیوں سے چور بلکہ ایک ہاتھ اور پائوں اور کان اونیٹا کوٹوا
 راہ پر اپنے کو ڈلوادیا جب لشکر ایرانی پونچھا فیروز نے پوچھا کہ تو کون سے او کیوں ایسے بے
 حال میں یہاں پڑا ہے تاتار نے جواب دیا کہ کیا پوچھتے ہو میرے ظالم بد اطوار خاوند کو
 میری ایسی سزا کروانی اس لیے کہ میں نے صلاح دی اور رست بات کہی تھی کہ تو لشکر ایران
 سے نہ لڑ اور فیروز سے بہادر بی مثل کا مقابلہ نہ کر عرض میرا بدلہ لینے کو تم پونچے ہو مجھے اٹھوا
 میں اسی راہ سے تمہیں اوس مودی کی پشت پر سے لے جاتا ہوں کہ لے کر دو تم سب کو مار
 لو گے اوسکی بری حالت نے مہر صداقت اوسکے بیان کذب پر کی فیروز کو اعتماد ہوا اور
 اوسکے کہنے کے مطابق چلا لیکن تاتار ایسے وقت میں لشکر ایران کو لے گیا کہ وہاں کو سون

مین جیس نہر اتا تار و فتنہ آن پوچھے اور قتل اور لوٹ اور تاراج حسب خواہ کرنے لگا اس
 ناگمانی بلا سے لوگ گھبرائے ہوئے تو تھے ہی تھے کہ اتنے میں خبر جو پہیلی کہ بہرام گور نے
 پائی تخت کو چھوڑ کر ملک آرمین پناہ لی بد جو اسی سب کے دشمنیکر حال ہوئی اور خان تاتا
 یہ بات سمجھی کہ مثل افراسیاب کے ایرانیوں کی سر خودی اوسکے ہاتھوں میں تمام ہوئی کہ
 ناگاہ ایک اندھیری رات کو مسکرتا تار پر جب بخوف و خطر وے فتنے میں ٹرایدھرا و دھڑے
 تھو بہرام نے سات نہرا چیدہ سپاہ سے بلکہ کیا غل جو پڑا کہ دشمن آیا تاتلا اوس تاریکی میں
 کے خواب سے گھبرائے ہوئے جو اوٹھے تو ایک دوسرے کو دشمن جانکر قتل کرنا شروع
 کیا اور کچھ آپس کی سرکٹولی اور باقی بہرام کی چوٹوں نے چند لمحے میں اگرچہ اندھیری تھی لیکن
 مطلع صاف کر دیا اور تاتایوں نے گرتے پڑتے تھجوں کی طرف فرار کیا و بہرام مثل جن کے
 ساتھ لپٹا گیا اور راہ میں ایسا تھل اون موزیوں کو کیا کہ دوچار نہرا کے سوا جو بے گنوں
 کی باو پائی کے سب کچھ باقی سب باری گئے بد جب دشمن اس طرح سے دفعہ ہو چکا معلوم
 ہوا کہ بہرام جو تاتایوں کی پورش کے وقت غائب ہو گیا تھا تو کچھ خوف زدہ ہیں کے فجاگا
 نہیں تھا کیونکہ اوسنے ویسے وقت پر جب تاتار خون خوار سارے سماں سے تیار برق کی شبنام
 اور ہلاکی سے اک ٹہرے اور ایرانیوں کو خوشی میں غل جے پروا پانکے مقابلہ دشوار بلکہ
 نہایت نامناسب سمجھ کر چلے سے سات نہرا چیدہ سوار تاجان تیار لیکر شہر سے بھل گیا اور درندہ
 کی راہ سے شبنامہ روز دعا و امارتا ہوا سمندر کا سپین بکے کنارے کنایے کا و اورتا ہوا مسک
 تاتار کی پشت پر سے چلے جا پونچھا اور دو ہیر رات کو جب وہ موزی سب موافق حادث کے
 حلق بکھ ادہ کچا گوشت کھائے اور ناک تک گھجوری کے دودھ کی نمی ہوئی شراب سے بہت
 سوئے ہوئے تھے اوپر مثل غضب خدا کے جا پڑا جیسا کہ بیان اوسکا گذرا ہے اس شب خون
 مین خان تاتار خیمے میں خود بہرام کے ہاتھ مارا گیا اور اون لوٹروں پر ایسا عجب شاہ ایران کی
 حرا... اگر کسی کا ہر گاہا دسکے اور اوسکے سے بڑا درگوشانی کے عہد دولت میں اوتھلا

کیا گیا جس میں شاہ ایران کے بہائی شاہ توران کے بیٹے نے مارا اور
 اسے ہندیا رگشاپ کے بیٹے کے ہاتھ آپ قتل کیا جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش
 کر کے گشاپ کو شکست دی اور اوسکی بیٹی کو اسیر کر کے لے گیا جسکے بدلے اسفندیار دیا
 اور مغالطہ دیکر شہر دوندیامین چند جو انون کو لیے گھس گیا اور ارجاسپ کو مارا اور اسکے تخت کو
 اپنے باپ پاس بھیج اور اپنی بہن کو خلاص اور تورانی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد
 اگر اریٹ کو بخش کر کے اپنے ملک میں چلا گیا ان سب مرون کا بھی حال اگرچہ تہااری تاریخیوں میں
 نہیں معلوم ہوتا لیکن سچ ہونے میں کچھ تعجب نہیں شاہ اسفندیار نے تہااریوں کو جو اس طرح
 سے توڑا اور انہیں یونان پس کے جھگڑے بھی اونھوں نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے
 بادشاہوں کو ستانے کی فرصت انہیں نہیں ملی چونکہ انکے آپس کے سرکٹوں کے احوال
 راقم کو مطلب نہیں اسلیے بہرام گورسا سانی کے وقت میں جو ایرانیوں اور تہااریوں سے
 بگڑی اون لڑائیوں کی طرف مخاطب ہونا چاہیے یہ جب کہ ہن کی بادشاہت میں تفرقہ ہو کر
 اوس سے دو ملطقتیں ہن شمالی اور ہن جنوبی کی پیدا ہوئیں اور ایک نے دوسرے کو تباہ
 کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار فرقے ہو کر جدا ہو گئے
 جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومیں طبقہ فرنگ کی سرحد کے قریب بادید پجالی
 میں مشغول ہوئیں اور رفتہ رفتہ اتفاق کر کے اتحاد کے وقت روم نوا اور قدیم اور فرنگ
 ملکوں کے تہاا جیسا کہ لکھا گیا ہے اور بعض قومیں طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور بحر کاہن کے
 مشرقی کنارے پر اور ختن اور سرحد ایران پر جا رہیں بدین سوہن سے زیادہ اون لوگوں
 کو بادید پجالی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے میں گزرے بعد اوسکے اپنے کو قومی جانکر
 ممالک ایران پر وی تاخت کر بیٹھے اور یورش کا وہی وقت مناسب سمجھے جب ان میں بہرام
 کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہو چکی تھی اور نچ و رنگ کے چرچے نے پرو
 غفلت کو چشم بیدار و ہشیار پڑا ل دیا تھا بدتور دریا سے جھون کے پار ہو صوبہ خراسان

تیار کیا جس میں شاہ ایران کے سب فی شاہ توران کے بیٹے نے مارا اور
اس ہندیا رگشتا پ کے بیٹے کے ہاتھ آپ قتل ہو جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش
کر کے گشتا سپ کو شکست دی اور اوسکی بیٹی کو اسیر کر کے لے گیا جسکے بدلے اسفندیار جو
اور مغالطہ دیکر شہر دوندیا میں چند جو الفون کو لے گھس گیا اور ارجاسپ کو مارا اور اسکے تخت کو
اپنے باپ پاس بھیج اور اپنی بہن کو خلاص اور تورانی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد
اگر اریٹ کو بخش کر کے اپنے ملک میں چلا گیا ان سب امروں کا بھی حال اگرچہ بتا ماری تاریخوں میں
نہیں معلوم ہوتا لیکن سچ ہوئے میں کچھ تعجب نہیں شاہ اسفندیار نے تمار یوں کو جو اس طرح
سے توڑا اور اوندیں دلوں آپس کے جھگڑے بھی اوندھوں نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے
بادشاہوں کو ستانے کی فرصت اوندیں نہیں ملی چونکہ اوندکے آپس کے سرکٹوں کے احوال
راقم کو مطلب نہیں اسلیے بہرام گورسا سانی کے وقت میں جو ایرانیوں اور تمار یوں سے
بگڑی اون لڑائیوں کی طرف مخاطب ہونا چاہیے یہ جب کہ حسن کی بادشاہت میں تفرقہ ہو کر
اوسی سے دو سلطنتیں حسن شمالی اور حسن جنوبی کی پیدا ہوئیں اور ایک نے دوسرے کو تباہ
کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار فرقے ہو کر جدا ہو گئے
جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومیں طبقہ فرنگ کی سرحد کے قریب بادیاں پھیلی
میں مشغول ہوئیں اور رفتہ رفتہ اتفاق کر کے اتحاد کے وقت روم نو اور قدیم اور فرنگ
ملکوں ستا یا جیسا کہ لکھا گیا ہے اور بعض قومیں طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور بحر کا سین
مشرقی کنارے پر اور حسن اور سرحد ایران پر جا رہیں بدین سو برس سے زیادہ ادن لوگوں
کو بادیاں پھیلی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے میں گزرے بعد اوسکے اپنے کو قومی جان کر
ممالک ایران پر وی تاخت کر بیٹھے اور یورش کا وہی وقت مناسب سمجھے جب ان میں بہرام
کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہو رہی تھی اور نالج و رنگ کے چرچے نے پرو
غفلت کو چشم سیدار و ہشیار پر ڈال دیا تھا بدستور دریائے جیحون کے پار ہو صوبہ خراسان

تھا جنہوں نے کئی دفعہ فقہورون کو ضعیف پاکر صوبجات چین پر قابض ہو کر خود بادشاہ
 ہو گئے اور بعض دفعہ جو زیادہ توانا ہوئے تو آپ ہی آپ فقہور کھلائے جیسا کہ ذکر اول کی جلد
 دوم میں موقع پر مذکور ہے ہوا اسکے وہ بیان کہ شاہ لہر اسپ بائیں چینسرو نے شاہان ا
 اور چین سے خراج لیا اسی قدر نادرست ہے کہ اس مقام پر طلب کسی ایک سلطان ملوک
 طوائف سے ہے نہ کہ فقہور سے بلکہ ایک نکتہ ناظرین تاریخ ایران کو یاد رکھنا چاہیے کہ چین کا
 جب لفظ شاہنامے یا اور تاریخوں میں ملے تو اسکو ملک ختازہ سمجھیں اور ان ملکوں سے
 جانیں جو کہ سرحد ترکستان اور ختار واقع ہے اسطرح سے صاحب زیت تاریخ جو لکھتے ہیں
 کہ سکندر نے شاہ فور ہندی کو فتح کر کے شہنشاہ چین پر چڑھائی کی اور اس نے صلح چاہی تو
 یہ ماجرا فقہور ختازہ کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ قید کے ساتھ جو بادشاہ ختازہ کا تھا اور اس
 امر کا فقہور سے کچھ سروکار اس ماورے میں نہ رکھنا تھا اور یونان کی تاریخوں سے ثابت ہی
 کیونکہ ختازی تذکرہ میں اس نے سا بھی اشارہ ایسے امر کا نہیں پایا جاتا اور یونان کے مؤرخوں
 نے بالاتفاق تاخت سکندر کو ناکسلس یعنی قید شاہ سہیاس یعنی ترکستان پر قرار دیا ہے +
 یاد رکھنا چاہیے کہ وہ طبقہ جو دریائے جیون اور جیون کے درمیان میں واقع تھا توران کہلاتا تھا
 اور اس کے مشرق پر اور شمال و مشرق یعنی سرخ باب پر جتنے الماک تھے سبھی مورخ اور لکھنے اور
 ختازہ کے لقب سے نامزد کرتے ہیں حالانکہ وہ تمام دیار ترکستان یعنی بود و بائیں اقوام تیار کا تھا
 اور اسی سبب سے غلط و مغلط اور غلط انکی روایتوں میں لکھا ہے اور ختازی تاریخوں سے جس
 میں سے اکثر کی صحت کا کچھ شک نہیں قطابق نہیں دیا جاتا ہے اور یہی جہت ہے کہ جب کوئی
 براسر دارا قوام تیار کا مارا جاتا یا اگر قدر تو اتنا شہنشاہ چین اسے کہلا کر اس ماجرے کا بیان کرتے ہیں
 الفرض خبر انہی سے لوگوں کو اس زمان میں واقفیت تم تھی اور دور و دراز ملکوں اور قوموں اور
 شاہوں کے ناموں میں فرق کرنا کچھ تعجب نہ تھا بگشتا سپ شاہ ایران نے جو مذہب ز رشت
 یعنی آتش پرست کا اختیار کیا اور جا سپ شاہ توران نے جو اس مذہب سامان لڑائی کا اس کے

کو اپنا فرزند جانتا تھا اور دشمن کے حق میں تازیانہ قہر خدا تھا اور قلم خون میں زلزلہ اسکے خوف سے
 پڑا تھا بد مولف نے جو کہا کہ اشک خون رورو کے اون تاناریوں نے اپنے بادشاہ کے گرد
 پھر پھر کے اسکے اوصاف کو پڑھا تو یہ اشک خون کچھ شہرا کے اشک خون نہ تھے کہ صرف
 چشم گمان کو نظر آوین کیونکہ اون جشیون کا دستور تھا کہ جب کوئی سردار عالی وقار اور غریزہ نمایاں تھا
 تو اوسکی لاش کے گرد جمیع سپاہی گھوڑوں کو چکروں دے کر چھری کی ضرب اپنی پیشانی اور گالوں
 میں مارتے تھے اور اس دستور یہودہ کا رواج اون وجہ بہادر وں میں اس سبب سے تھا کہ بھول
 اونکے طبعی اشک صرف رگوں اور غورتوں کے لیے چاہیے اور مردوں کو گریہ اشک خون زیبائے
 سیدوں کے اس دستور ناستودہ کے ایک اور اس سے زیادہ بدیہ تھا کہ ہر سردار غریزہ کی قبر کے گھونڈ
 اور کھنڈنے اور دفنانے میں غلاموں اور سیران جنگ کو شریک کر کے بعد اختتام کے اون بیچارے
 کو دین فوج کر کے بادشاہ کی قبر کی پائنتی میں گاڑ دیتے تھے اور اوسکی دو وجہ بیان کرتے تھے
 ایک یہ کہ عالم ارواح میں سرداروں کی خدمتگداری کے لیے وہ لوگ مارے جاتے تھے اور
 دوسرا سبب یہ کہ چونکہ تانار سب بادیہ پیماتھے اور اونکے اقوام میں ہمیشہ جنگ و جدل رہتا تھا
 اور اغلب تھا کہ اگر کسی قوم مخالف کو دوسرے فریق کے سردار کے دفن کی جگہ سے اگا ہی تھی
 تو اُنکے اوس مقام پر سے دوسرے علف گاہ کی طرف جاتے ہی اوس لاش کو دشمن اُکھا
 کے اوسکی خرابی ضرور کرتے اور زندوں کا انتقام مردوں سے لیتے اس جہت سے جتنے غیا
 کفن دفن کے شریک رہتے تھے مارے جاتے تھے یہ وجہ کچھ ضعیف سی ہے غرض اصل
 وہ تھی جسکو مولف نے وجہ اول اس دستور کی قرار دی ہے: القصد تھیل جب مرا تو زمینیں
 سے گرا اور شب کے وقت لاش پہلے سوئے گئے صندوق میں بند ہوئی بعد اوسکے چاندی
 تابوت میں وہ رکھا گیا اور وہ لوہے کے صندوق میں بند ہو کر اوسی زمین کی گود میں سپرد کیا
 گیا جسکو ہر وقت زلزلہ اسکے گھوڑوں کے ٹاپوں سے رہتا تھا اور جیسے جتنے جی دشمن کے
 خون میں گویا نہانے رہتا تھا نسل موت بھی دشمن ہی کے خون سے ہوا کیونکہ صد ہا سیران

اور اسٹنڈرڈی موافق وغیرہ صحیح و سالم نہیں پونچاؤ تو روم غا سیاه و بھنا
 اور تھیں تو معلوم ہی ہے کہ میرے گھوڑے نے جس سرزمین پر پاپ ماری وہاں پھر گھاس
 نہیں اوی کی جب اپنے قصر شاہی میں جو لڑکے کھانا ہوا وسیع اور عالی شان دریائے دانیوب کے
 اوس کنارے پر میدان میں واقع تھا وہ پونچا جی اوسکا چاہا کہ ہر بار جو روان اگر تھیں لیکن ایک
 دوسری جہیز چھوڑ کر ازواج شاہ کے شامل کیاے بہ غرض اوسیطح کی دھوم دھام سے جو
 خون خوار و تشیون میں دستور تھا انھیں کا بیاہ اوس حسینہ سے ہوا اور شب کو خوب ہی چچا کشیف
 شراون و نیم تختہ کیا یون کا پھیل اسکے شریک بادشاہ ویر تک رہا آخر شب سے اوشا اور بی بی
 کے محل میں شب باش ہونے لگے لیے گیا صبح کو عرصے تک جو محل سے نہ نکلا گان ہوا
 بی بی کی صحبت اور عشق تازہ کے جوش میں دربار دستور کرنا بھول گیا غرض ان دو مہر جو ہوا
 سرداروں نے محل کے دروازے پر هجوم کیا اور ان میں سب سے جو نہہ پڑھا تھا دسک دوبارہ
 اونسے دیا جب کچھ جواب نہ آیا شور بھون نے کیا آخر شب دروازہ توڑ کے اندر جو گئے تو
 یہ سن کہ وہیں بیٹھی رو رہی ہوا اور تھیل چت بیدم پڑا ہے دریافت ہوا کہ زیادہ کھاپی سکے جو بی
 کے ساتھ سویا خون نے ایسا جوش کیا کہ شریا یون کو تاب اوسکے صلبے کی برداشت کی نہیں
 ہوئی اور ایک جو سب میں ضعیف تھی بھٹ گئی اور خون کو تھنوں کی طرف سے سبب چت پڑے
 رہنے کے راہ جو نہ ملی بھی پڑے اور معدے میں بے تماشہ جو پٹ گیا دم خفا ہوا اور بی بی
 اچیل کا جسکا نام قہرا لہی تھا ہوا اوامھن کو بڑا غم ہوا اور میدان میں شامیانی کے نیچے آتش
 نہایت توڑک سے رک کر چیدہ رسالے تار یون کے اسکے اوصاف کو بطور مرثیہ کے قرأت
 کے ساتھ بیان کر کے گرد پھرنے لگے مضمون اوس مرثیہ کا چونکہ مروقی کا بیان تھا اس لیے
 مولف اسکو لکھتا ہے اور مختصار کے ساتھ جمیع فضائل اور زرائع اس شخص عجیب کے اوس سے
 اہل ادراک معلوم کر لیں گے جس کے شک خون رور و کے دے کئے لگے کہ ہم لوگوں کا
 بادشاہ جب تک جیا کرتاے زمانہ رہا اور مرتے دم تک کیسے اپنے مقابل میں نہ کھارنا

اٹالی میں جب کاپا سے تخت روم قدیم تھا اور مہنور سے یورش کرتا شہر اکوئی لیا کو محاصرہ کر لیا اور وہ
 شہر ایسا مضبوط تھا اور باشندے ایسے جڑی تھے اور قوم ہن کے تیر و تلوار اور برق و ش
 گھوڑوں سے جو صرف میدان کے کام کرتے تھے مضبوط قلعہ بندی پر اثر کرنا ایسا دشوار تھا کہ تین مہینے
 حصار کے گزر گئے اور ہن سب پریشانک عاجز ہوئے کہ وہاں سے بہت جانے کی صلاح کرنے
 لگے کہ ایک روز انھیں نے اتفاق سے دیکھا کہ ایک لگ لگ اپنے بچوں کو لیے شہر کو چھوڑ کر جنگل
 کی طرف اوڑا جاتا ہے فوراً اسی طرح کا ایک فقرہ اسے سوچھ گیا جو عوام الناس کے دلوں میں
 شل سنوں کے تاثیر کرتا ہے اور پکار کے اوس نے کہا کہ دیکھو یا رو لگ لگ شہر کی تباہی ہو گئی
 بلکہ جنگل کو چلا در نہ ممکن نہیں کہ ایسا جانور کہ جس کو اس انسان سے ہے خود بخود اوسکی صحبت کو
 ترک کرے اور بیابان کی راہ لیوے یہ فقرہ سنتے ہی امید تازہ سب کے دلوں میں پیدا ہوئی اور
 ملے کے بعد ہلا اوس مقام کی دیوار پر چبان سے لگ لگ نے پرواز کیا تہاں تو اتر کے ساتھ
 گیا گیا کہ ہن سب ہو دخل ملا اور اوانہوں نے شہر کا جو حال کیا مورخ روم کے اسی فقرے سے ظاہر
 ہے کہ دوسری پشت کے لوگوں کو آگ کوئی کیا کے خرابی کے آثار تک نہ ملے بلکہ اس طرح
 سے چھ شہر ملک اٹالی کے اور بھی برباد کیے گئے اور کئی شہر کے لوگوں نے جان بخشی
 اپنی تمام دولت دیکے کروائی بہ تمام ملک میں یہ تہلکہ مچ گیا کہ ولسن سنی این ایک شہر سے دوسرے
 میں حفاظت کے لیے بھاگا بلکہ مستعد تھا کہ اگر انھیں زیادہ تنگ ہو تو چلا سے وطن اختیار کیجے
 آخر جب کچھ نہ آئی ایچی کو پیغام صلح لیکر حقیقت میں درخواست امان کی تھی بھیجنے کی صلاح
 ٹھہری اور تین شخص بزرگان قوم اور دین سفیر ہو کر انھیں کی حضور میں گئے اوس نے بہت
 غرت کے ساتھ ملاقات کی اور آخر بات یہی ٹھہری کہ شانہ راوی ہو تو ریا کے حصے کی بخشی
 املاک سے سب فوراً شاہ ہن کے حوالے ہو اور خود شانہ راوی بعد چند ہی اوسکو
 سفیرون کے سپرد کی جاوے اس مضمون سے عہد و پیمان ہو کر انھیں اپنے لشکر کو لے کر
 شاہ روم کی حد سے باہر چلا گیا لیکن یہ دھمکی دیکر سفرا و والن سنی میں کو حیرت کیا

لیے موجود ہوا اس عرصے میں سپاہ سالار ایشیائے شہنشاہ روم کی فوج کا اور بھی اوڈورک شاہ
 قوم گاتھ کا جو ملک جرمن کے اصلی باشندوں کی قوم تھی اور اٹھیل کی تابعدار شل اور بعض قوم
 جرمن کے تھی اور شہنشاہ روم سے موافقت اور عہد و پیمان کرتی تھی یہ دونوں شخص کثیر لیے اٹھیل
 کے مقابلے کو پہنچے اور سوقت شہر آری آنز کو جو واقعہ دریائے لوآر پر ہے محاصرہ کیے شاہ
 اٹھیل بھیجا غرض جب دشمن قریب پہنچا اٹھیل نے ہٹ کے دریائے سین جسکے کنارے پر
 شہر پارس دارالابارت ملک فرانس اب ہے پارہو کے شاہوں کے میدان پر چو نہایت
 وسیع اور اپنے رسالے سے لڑائی کرنے کے لیے نہایت مناسب تھا مستعد جنگ ہوا
 طرفین کی سپاہ اور سرداروں اور علی الخصوص اٹھیل اور سپہ سالار روم اور شاہ گاتھ اور اس کے
 بڑے بیٹے ٹارس منڈ نے بڑا بڑا کام کیا اور بعض روایت ہے کہ ڈیڑھ لاکھ اور بعض یہ کہ تین لاکھ
 آدمی دونوں طرف کے نقصان ہوئے جسمیں تھی اوڈورک مارا گیا، آخر میں اٹھیل جسکا قدم
 تک نہ دشمن کے مقابلے میں آگے ہی بڑھا تھا کچھ پیچھے ہٹا اور اپنے لشکر کی گاریوں سے جسکا
 بیان ہوا ہے کہ اقوام تاراج باد یہ پیمانی کرتے عورت اور لڑکے اور ضعیف اور مرخص اور
 سوار رتے ہیں اور باقی کھوڑوں کی پیچھے پر ہوتے ہیں قلعہ بندی کر کے اس حصار میں ناگیر
 ہوا اور اگرچہ اس طرح کی چال قدری شکست کامل قواعد جنگ کے رو سے نہیں کہلاتی ہے
 لیکن ایسے شخص کی نسبت اس طرح سے حفاظت ڈھونڈتی بیشک نہایت اچھی تھی غرض
 طرف ثانی کو اسکی جرأت اور قوت اور سپاہیگری کا اتنا تجربہ ہو چکا تھا کہ اس حصار میں اٹھیل
 اور بخون نے زیادہ دیر نہیں اگرچہ دو ایک حملہ بطور آزمائش کے کیا جسمیں تاراریوں نے بارے
 تیروں کے اندھا بنا دیا آخر کار روم اور گاتھ کی فوجیں اس مقام سے روانہ ہو گئیں اور
 اٹھیل لوٹ و تاراج کرتا اپنی سلطنت کی حد میں پھر گیا غرض اس نہایت سے وہ کچھ خائف ہو گیا
 سال آئندہ موسم بہار میں دوبارہ اس نے وہی پیغام نکاح اور دہنیر پانے کا والہن مہینی
 کے دربار میں بھیجا اور پھر چلے اور بہانے سے اس نے ٹال دیا یہ خبر سننے ہی اٹھیل

لینے کی خواہش سے جو نو دیا نے یہ پیغام دیا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ تھیل جب اہل نئی بن
 کے دربار میں یہ نکاح کی خواہش کا پیغام بھیجے گا و پیش میں آگے ایک آدھ بات آج میں اسے
 سخت لگی جسکو تھیل وجہ لڑائی کی قرار دیکر فوراً یورش کریگا اور عشق کا کچھ لگاؤ اس میں نہ تھا کیونکہ اسی
 صاحب طبیعت اور جمیلہ عورت کا عشق ایسے مرد میمون شکل پر ہونا جسکے مذہب اور نباتات اور
 حرکات اور غذا اور وضع کوئی ایک بات قابل پسند کے نہ تھی بعید العقل ہے غرض جب نگہبندی
 اور پیغام تھیل کو پہنچا اور تمام حال سے واقف ہوا خاموش رہا لیکن جنگ کا حیلہ اپنے ہاتھ آنے
 سے دل ہی دل میں خوش ہوا کہ داشتہ آید بکار غرض چونکہ اسوقت اوہ ملکوں سے لڑائی منظور تھی
 شاہ تمار نے اس نکاح کی جھڑپ نہ نکالی غرض جب یورش گال کے ملک پر جسکو اب فرانس کہتے
 ہیں اور جو اسوقت مثل اور ملک ونگستان کے روم قدیم کی تخت میں تھا اسکو منظور ہوا اپنا سفیر
 والن ٹینی بن کے دربار میں اسے بھیجا اور پیغام اسکی بہن سے نکاح کرنے اور ہانے منیر قابل آ
 بادشاہ کے اپنی ہمیشہ کے ساتھ دینے اور ویسے بادشاہ کے اپنی جورو کے ساتھ لینے کے
 جو مناسب حال تھا اس ایلچی سے کہلایا اس خبر کے سنتے ہی تملکہ ملک روم میں پڑ گیا اور سب کی
 عقل چرخ ہو گئی کہ یہ کیا بلا آئی آخر یہی صلاح سوچھی کہ جو فوراً کو کسی قعر سے برائے نام چکے پناہ
 کر کے کہلایا بھیجے کہ چونکہ اسکا شوہر موجود ہے ویسا اور خلاف مذہب اور دین عیسائی بلکہ عکس
 عدل اور انصاف کے ناممکن ہے چنانچہ یہی ہوا اور اگرچہ غصہ مال و رہائی کو جو فوراً کی حرکت لپٹا
 ہوا کہ حرارت قہر صرف اس کے خون کے گھونٹ سے دفع ہو سکتی تھی لیکن تھیل کے غضب کو
 خدا کے غضب سے زیادہ ڈر کے اس بیماری کی جان کو تو نہیں مارا لیکن ایک پوچھنے
 ساتھ جھوٹا نوٹ کہ نکاح پڑھوا کے قید شدہ بدین دال کر دائم بحبس رکھا۔ سفیر کا پھر جانا اور
 اس عذر مہودہ والن ٹینی بن کی طرف سے کرنا تھیل کی عین مرضی کے لئے تھا کہ فوراً اسکا
 لشکر جو ہر وقت پابریکاب رہتا تھا مثل طوفان شمال کے ملک گال یعنی فرانس کی طرف
 روانہ ہوا شہر بعد شہر کے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند ڈالا گویا سور قیامت اہل فرانس کے

بعد اس صلح کے اقوام تاتار اور مرگی اقوام چین اور شمال کے ملکوں اور قوموں کو تباہ کرنے میں
 دونوں بھائی مشغول ہوئے اور گوجین تاتاروں کو سر کیا چندے بعد تحصیل نے اپنے بھائی
 کو کسی جیلے سے مروا ڈالا اور مالک کلن ہوا بلکہ ثابت ہے کہ بلتک اور شک سے اوس نے قتل
 کیا۔ اہل تاسخ پر ظاہر ہے کہ اس ایام میں روم قدیم کی سلطنت عظیم کی تقسیم تھیں اور ممالک مشرق
 و مغرب کے ایک قبے مشہور تھیں اور تقسیم کا بادشاہ اسی سرحد میں خود مختار رہتا چنانچہ پھر تخت
 ممالک مشرق کا مشرقی سلطنت تھا اور ممالک مغرب کا پارس تخت و ہی شہر روم کا تھا جو ہمیشہ سے
 دار السلطنت تھا الغرض اس نئی آہن بنیاد ممالک مغرب کی بہن جو نوریا اسی صاحب عقل اور سن
 تھی کہ اوسکے بھائی بلکہ بالکل کو جو حقیقت میں سلطنت مغرب پر فرمان روا بننے کے نام سے نئی
 اور قاتل بے پایاں ام انجامیث تھی یہ خوف ہوا کہ اگر اسکی شادی ہووے گی تو اسکی اولاد ویشک ^{سلطنت} ^{مشرق}
 میں ڈالے گی اس شہر سے خطاب آگئے یعنی عالیجاہ دختر شاہ کا اوسے دیا گیا تاکہ طاقت کسی
 امیر کی نہوے کہ پیغام شادی کا کرے بلکہ سو کسی بادشاہ مساوی درجہ والے کے بیاہ کی
 نوبت کسی اور سے نہ آوے اور چونکہ اس پاسے کا شخص اہل روم کے زعم میں وی نہیں پر
 نہ تھا کہ اسکے شاہ کی دختر سے عقد کرے اس لیے یہ خطاب کیا عذاب تھا بلکہ ساری عی
 ناکہ خدائی کا گویا یہ تراب تھا عرض جو نوریا کی جلی بیٹھی ہی بیل طرف زوجیت اور خوش اولاد
 سستی جیسے علی کی جلی تو ٹھہرے کے متوجہ ہوتی ہے اوس نے خطاب عالی کو سر پر پیامت سلام
 کر کے کہہ لیا لیکن قدم اطوار کو دائرہ محنت سے نکال کر ایک ملازم وجیہ کے دست اشتاق
 میں جانے دیا چند روزوں میں تخم عشق نے شہر فساد و کما یا عرض جو نہیں حمل ظاہر ہوا بان نے
 قید کر کے اپنی اور سلطنت کی ذات کو ٹی گونہفت کرنے سے خاص عام پر ہکا ر کیا عرصے بعد
 شہر قسطنطنیہ میں شاہ تھیودوسی کے دربار میں مقید رہنے کے لیے بھیجی گئی چنانچہ بارہ عود و بار
 دین رہی غرض جب تنگ ہوئی اور صورت نکلی کی نہیں کھی اوسے شاہ آتھیل کو اپنی کشتی بھیجی اور
 انمارا یہ عشق اور شناسے عقد ساتھ اوسکے پیغام سے گیت اہل کیا بلکہ تقسیم ہے کہ صرف انتقام

غرض اس باب میں ذکر اور نکاح منظور ہے بہنوں نے کنارہ دریا سے اہل رچسکو فرنگ کی کوچ
 میں واکاگتے ہیں اور اوسے کے گرد قیام اختیار کیا اور وہاں سے جنوب کی طرف شہر قیام
 میں شہر کا شہر تک اپنے تابع کیا یعنی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اگرچہ چند ہی روز بعد
 اقامت اور کنارے دریا سے اہل کے لیے زور و شور کا اظہار انہوں نے کیا لیکن آثار عالم
 کے تہ دبالات کی یوریشون سے ہونے کا تحقیق کے وقت تک پدیدار نہیں ہوئے تھے۔
 لقب غضب الہی کا اوس نے خود اپنی شان میں کہا اور جمیع مومخ مقررین کہ لقب نہایت دست
 اور رستی سے ایک نقطہ کم و کاست نہیں تھا۔ ہن گری کے ملک کے اہل فرنگ اس شخص کو بلقب
 اپنے بادشاہوں کے زمرے میں داخل کرتے ہیں اور اگرچہ تحقیق ہے کہ قوم ہن کے اوس ملک
 میں بود و باش کرنے سے نام اوسکا ہن گری ہوا لیکن تین قوم تار نے اوس ملک میں ریش کی پہلی
 دفعہ ہن نے اہل کے وقت میں اور دوسرے مرتبہ قوم آڈ آرستہ سچی میں اور تیسری دفعہ قوم
 ترک یا ماگیار نے ۸۸۹ء میں اور اگرچہ یہ تینوں قوم ایک ہی ہیں بنام مختلف لیکن رشتہ اہل گری
 کا قوم آخر سے ہے الغرض جب روکیلاس بادشاہ ہن نے انتقال کیا اوسکے دو بیٹے تھے اور
 اور بلی ڈا اوسکے بھائی ہن دگ کے بیٹے جانشین ہوئے اور چونکہ بعد نہایت کشت و خون
 اوسکے چچا سے اور روم نو یعنی قسطنطنیہ شہنشاہ تھیوڈوشیس سے عہد و پیمان ہونے کی گفتگو شروع
 ہو چکی تھی طرفین کے سفیر اچیل اور بلیڈاک کے حضور میں حاضر ہوئے اور غوراوی و لون کو اپنی
 توانائی کا ایسا تھا کہ گھوڑوں سے تعظیم کے لیے نہیں اترے اور عہد نامہ پر دستخط کھوڑے کی
 پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کیے اور بے اعتنائی کچھ ہین تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ صلح نامہ کی ہر شرط سے
 یہی ظاہر ہے کہ شاہ قسطنطنیہ اچیل کی نظروں میں نہایت بے حقیقت تھا بلکہ تمام شرائط شاہ نے
 اپنی مرضی کے موافق لکھا دیے اور سفیر ان روم کو مجبور قبول اور منظور کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ
 ذلت کی اور باتوں کے جملے سے ایک شرط یہ تھی کہ شہنشاہ روم سات ہزار روپیہ خراج سالانہ
 دیوے اگرچہ مبلغ کی کچھ حقیقت نہ تھی لیکن ایک پیسہ اس طور سے دنیا کرور روپیہ کی غرت گھونٹا

ادب کے خلاف سے عرض اسی سہ سہائی میں جن کی یاد شاہت کی دو تیسرین سبب امر
اور سرداروں کے آپس کی تنازع کے ہو گئیں اور شمالی اور جنوبی مملکتیں کھلانے لگیں اور اسی تنازع کو
کے مورخوں نے نسل اور تاتاری علیحدہ سلطنتوں کی بنا قرار دی ہے عرض شدہ اہل تقسیم
یعنی قدیم اقوام نعل کی سلطنت میں رفتہ رفتہ ایسا ضعف آگیا کہ ۱۲۰۰ء میں اقوام جنکے شامل ہونے سے
ایک صورت سلطنت کی تھی باربار کی شکست سے عاجز ہو کر جدا ہو گئے اور باد یہ پھیلی کرتے جہر
سے موقع پائے نخل گئے اور ذیل کے بیان سے معلوم ہو ویکال انہیں میں سے بعض نے دوسرے
ایاموں میں بڑا نام پیدا کیا یعنی عالم میں اپنی پورٹوں سے زلزلہ ڈلوادیا عرض شدہ مسیحی میں جن کی جنوبی
سلطنت بھی گویا تمام ہو گئی کیونکہ مانجوسی اوپو کے مرنے سے دوسرے شخص کو خطاب مانجوکا دیا
گیا اور اقوام جن میں اختیار عدالت اور قتل و قصاص اور دوسرے ملکوں سے عہد و پیمان کر لیا گیا
قبائل کے ماتھے میں دیا گیا اور چونکہ یہ لوگ جب تک بال انکے سپید نہیں ہوتے تھے اس مجلس
میں داخل نہیں کیے جاتے تھے اس جہت سے عجبی اور عربی مورخوں نے اونکا ذکر لقب ریش سفید کیا ہے
یہ حالت تباہی کی واقع ہونے سے بغض و اوجہ ان میں کے تابع بعض نے جنوبی جن کے رہے اور اکثر
جمعیت نے پہلے لقب ہان کا اور بعد اوسکے چاؤ اور بعد ازاں دین کا اور آخر کو لیام کا لیا اور
انہیں فنون میں جنکو مؤلف نے نامزد کیا سرداری اور دن پر رہی اور انکی حالات آپس کے جھگڑے
اور غیروں پر یورش کے قائل درج کے نہیں ہیں بخیر مغربی جن کے جنوبی روم قدیم وغیرہ ملکوں میں
کی کہ اونکا کچھ بیان ساتھ تفصیل کے اسے چنانچہ باب آئندہ میں حال کیلیک ان اشارہ اللہ تعالیٰ لفظ

تیسرا باب

بیان شاہ تاج کی لڑائی اور پہلی پورٹوں اقوام تاتار کے ملک ترک پرچاوس نے کی اور قوم جن کی شاہنشاہی سلطنت
جب اقوام جن کی دو تیسرین ہوئیں اور شمالی و جنوبی سلطنتیں کھلائیں اور شمالی کو تباہی ہوئی اور اوس جمعیت
اقوام میں پریشانی آئی جیسا کہ باب سابق میں مذکور ہے تو اوںکی بعض قوموں نے ولایت ترک
کی سرحد کی طرف رخ کیا اور بعض نے ایران کی نوچی میں پہنچے حاکم کو کرنا اور لوٹ و تاراج کرنا اختیار کیا

تھا اور فقہورون سے جو جو صلح جنگ وقوع میں آئی اسی جلد کے پہلے دفتر میں انکا اشارہ ہے
 اور دوبارہ حاجت بیان نہیں ہے۔ بعد اسکے مرگ کے اوسکا بیٹا لاوچام تخت مانجور پٹیا
 اور چین کی نسبت میں وہی وتیرہ سابق کے لوٹ و تاراج کا اختیار کیا اور فقہورون کو بدرجہ سٹایا
 سو اختیار یوں کو عاجز کرنے کے کئی قوم تاتار گوتاخو زینگیں لایا اونسکے درمیان قوم یوچی ناوچی
 جسے ہمیشہ ہن کی قوم سے مقابلہ کیا تھا غرض اس مانجور نے اوہنیں کئی لڑائیوں میں شکست دے کر
 اونسکے پادشاہ کو مار ڈالا اور ایسا تنگ کیا کہ اپنے ملک کو جو جو سرحد کے قریب تھا چھوڑ کر پہنچے
 بجائے بھاگے اور بہت بزرگ ہن جانے اور اوس ملک کو انکا کیا اور اوس پارس کے
 پہلے باشندے وہی تھے غرض اوہنیں سے جو فرستہ رہا اور تھے اگے بڑھ گئے اور
 چند دنوں میں ماورا النہر اور پشت قباقر اور خراسان میں ایسے قوی ہوئے کہ اونس ملکوں کے
 اکثر مقاموں کی ریاست اونسکے قبضے میں تھی۔ جب لاوچانگ مانجور مر گیا اور اوسکا بیٹا کو تاج تنگ
 جانشین ہوا اور فقہور کو یورشین سے عاجز کر کے لگا اوہنیں یوچیوں سے فقہور سے غمہ عہد ہما
 کرنے کا کیا تاکہ دونوں طرف سے قوم ہن پر جو جاتہیں کے دشمن تھے تاخت ہو سکے۔ لیکن
 راہ میں گرفتار کیا گیا اور مانجور نے جو دس برس اوسے قید رکھا وہ قصد وہن تک ختم ہوا۔ پٹیا
 سے پوٹو مانجور کے وقت تک یعنی ایک سو چوبیس برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
 تک کئی مانجور ملک تاتار کی ریاست کے تخت پر بیٹھے اور سو فقہور ان چین کے جنکس ساتھ
 چنبی لڑائیوں میں سکا ایک ایک شہر اسی جلد کے پہلے دفتر میں ہر شہنشاہ ختا کے عہد دولت
 کے بیان میں مذکور ہے۔ پٹیا جو اطراف و جوانب کے ملکوں پر برابر یورش کرتے رہے
 یا اور قوموں کے تاخت کا جواب دیتے رہے اور ان لڑائیوں کے بیان کی طرف اشارہ بھی کیا
 ہو لہذا نے غبت سمجھا کیونکہ بیان اوہنیں مروی کا چاہیے جسکے مطالعے سے کچھ فائدہ کسی طرح کا ہو
 اور فقط سرکٹوں کے اذکار یعنی کتنے فلائی طرف مارے گئے اور زید نے بکر کو کس طرح مارا
 اور زید نے لیک کے زید کو کس طرح دھکے کیا یہ سب محض فضول ہے اور تاریخ نواری ہے

اوس قوم کی عظمت اور جلالت شروع ہوئی اور اوسکا حال تارنخون میں یوں دیکھنے میں آیا ہے
 کہ وہیہد جب مقرر ہوا تو اوسکی سوتیلی ماں نے اپنے بیٹے کو مرتبہ اور پایہ دینے کے لیے شوہر
 کو ایسا اور غلاما کہ اپنے بیٹے کی بیٹی کو اوسنے جوچی تارنیوں کے پاس بطور پرغمال کے بھیج کر
 اوس قوم سے خواہ مخواہ لڑ پڑانا کہ بیٹے سے باپ کی بد عہدی کا کینہ دیکھ لیوں اور اوسے مار
 ڈالیں چنانچہ ویسے ہی کرنا جوچی نے جیالہ لیکن بیٹی ایسا ہشیار اور زور و رس تھا کہ قبل اس
 فساد کے وہ غصہ کل بھاگاکا اور اپنے باپ کے ملک میں پھر آیا اور چند سپاہ جمع کر کے جنگ
 قواعد اور فنون میں ایسا پختا بات کے کہتے اوہنیں بنا ڈالا اور ایسا خبر خواہ بنا لیا کہ نقل ہے
 کہ ایک دفعہ اوسکے حکم کے مطابق اون تارنیوں نے اپنی سب سے عزیز جو روں اور جوہوں
 کو تیر و نکاشا بنایا اگرچہ یہ بات قابل تفریق نہ گھٹیں آفرین کے ہے لیکن جوچرا اس سے ثابت
 ہیں ایک اون تارنیوں کی تابعداری اور جان نثارتی اور دوسری یہ کہ حکومت دوسری
 نہیں مگر سبب اس تاثیر کا جو ایک قومی طبیعت چند ضعیف طبعیتوں پر بعد وقوع قربت کے کرتی ہو
 غرض جب یہ فوج قابل میدان لینے کے ہوئی بیٹی نے وقت اپنے بڑے زن مرید باپ پر یورش
 کی اور بڑی شکست دی بلکہ اوس پر نابالغ کی جان اوس لڑائی میں گئی اور ساری رعیت نے
 پیشانی فرمان برداری کو بیٹی کے گھوڑے کی ٹاپ پر رکھی بعد اوس فتح کے اوس ٹانگو
 نے اپنی سوتیلی ماں اور اوسکی لڑکوں اور باپ کی سب حرموں کو جان سے مارا اور خاصہ
 عام کے دل میں زلزلہ پڑ گیا بچپوں سے پھر اوس نے انتقام لیا اور دوسری اقوام تارنا کو باجگذا
 کیا اور رفتہ رفتہ یہاں تک قومی ہوا کہ مشرق کے ملکوں میں بجز فقہور چین کے کوئی سردار اوسکے برابر
 نہ تھا بلکہ کسی ختالی موضوعوں کو جو اوسکی سرحد کے قریب واقع تھے قبضہ کر بیٹھا آخر کار فقہور اوسکی
 دھڑائی پر غصہ ناک ہو کر مستحق کجک ہوا غرض برسے ہاتھوں جا بچھا اور ناکاری صورت سے
 مخلص ملی جیسا کہ اسی جلد کے فتوہ اول میں مبین ہے بعد اس جنگ کے ستائیس برس تک
 سانبو جیتا رہا اور اوس عرصے میں بہت سے اقوام تارنا کو اوسنے سر کیا اور حقیقت قاتان

جاتے تھے اور ندی نالہ اور جھیل دریا رگستان اور کوہستان کسی سے فراحت اونکی گذری
 نہیں ہوتی تھی اور پل بھرن ایسے غایب اور بے نمود ہو جاتے تھے جیسا مشت خاک کو پتھر
 ہوا میں کوئی گھول اور پتھر اپنا وے القصہ ان بلاؤں کا رولہ تھا اور فرنگ و روم و روس اور ایران
 کی سلطنتوں اور مشرق کے تمام ملکوں پر بارہا ہوا اور انہیں سے بعض یورپوں کے بیان سے
 تاریخ کے ناظرین کو فائدہ حاصل ہووے گا اور اقم کو بھی منظور ہے کہ جو بات قابل یاد کے ہووے
 وہی لکھی جاوے نہ کہ انکی آپس کی سرکٹول کا حال تحریر میں آوے جسکے ملاحظے سے سچا
 استفادہ حاصل ہے کہ آپس کے کشت و خون نے اول تو اتنے موزیوں کو ایک دوسرے کے
 ہاتھ سے قتل کر دیا اور حبش انسان کے دشمنوں کو اسطرح سے کم کیا اور دوسرے یہ کہ اپنی
 غریزی میں جتنے روزوں مشغول رہے گرد و نواح کے ملکوں میں امن رہا ورنہ اگر آپس کا
 اتفاق نہ ہوتا تو کسیکو اونکی یورپوں سے دم لینا مشکل ہوتا *

دو باب

بیان چین کی سلطنت کے دور و شو پیدا کرنے اور بعد ازاں ضعف ہو کر دو قسم ہو جانے اور ایک کے تباہ ہونے اور دوسرے کا نام پیدا کرنے کا

اس تاریخ میں ذکر آچکا ہے کہ قوم تاتار بلقب ہن یا ہانگنوں کی بنیاد سنہ ۲۲۰ میں قبل
 حضرت عیسیٰ کے قرار دی گئی ہے بلکہ ہیا کے لقب خاندان کے ایک فغفور کا بیٹا اس
 قوم کا مورث کہلایا ہے غرض اس سے ہمیں کچھ مطلب نہیں اور بیان اتنے ہی کا چاہیے کہ
 اس وقت سے فغفور چینگواٹی کے دور تک اکثر اونکا بھی کام تھا کہ دفعہ آتے اور سرحد چین کے
 املاک کو لوٹ و تاراج کر کے اپنے صحرائ میں چلے جاتے تھے غرض اس بہادر اور نڈر فغفور نے
 غوبا و خنین شکست دی اور دیوار ختا کی ساخت شروع کی جبکا حال جلد اول میں مبین ہے *

اس تحقیق کے ساتھ نہیں معلوم ہے کہ قابل درج تاریخ کے ہووے کہ ان تاتاریوں کے
 بادشاہ یعنی مانجو سب کس سلسلے سے ایک بعد دوسرے کے حکم ان ہووے بغایت ٹوٹان
 کے وقت تک جبکا بیٹا وہی میٹی تھا جبکا حال انسی جلد میں لکھا گیا اور جس سے حق ہے کہ

میں نام لکھا نے نہیں پاتے تھے اور سچ پنے سے گھوڑے پر چڑھنے کی یہ عادت ہو جاتی
 تھی کہ گویا سونا اور ٹھنا بیٹھیا سارا کام اونکا گھوڑے کی پیٹھ پر انجام ہوتا تھا اس طرز سے لڑائی میں
 تو اونکی فتح غنیمت تھی ہی تھی اونکی شکست بھی نوب ضرر و خطر ایسی تھی کہ جن قدر نقصان غنیم کو
 اونکے پیچھے پڑے اور بھاگنے سے تھا اونکے انکے بڑھنے اور حملہ کرنے سے نہ تھا کیونکہ
 جب لڑائی ہار جاتی تھی تو گھوڑے کے رخ کو صحرا کی طرف کر کے خود پھر کے بیٹھے یا اکثر کھڑ
 رہتے تھے اور دشمن جو تعاقب میں چلے آئے اونکی طرف نہ نہ کر کے ایسے تیز اوسی زمین ہار
 بھاگتے چلے جاتے تھے کہ ایک چوٹ خالی نہیں جاتی تھی کیونکہ اول تو اونکی پریشانی اور
 ہاتھ کا انداز اور ملک تیر اندازی میں تھا کہ ہر نشانہ ایسا تھا گویا ملک الموت نے زہ پر تیر جایا اور دوسرے
 یہ کہ تعاقب کرنے والا فتح کے زعم میں نڈر گر زندہ کو ناچیر بھگتا پیراوس حفاظت اپنی دھال سے
 کرنے کے جو کہ غنیم کے حملے کے وقت کرتا ہے صرف مارنے کے دھن میں بے شمار
 آتا ہے اور اوس اندھا و عندنگ و پو میں ہر ایک اپنی صف سے جدا ہو جاتا ہے پس ایسے
 بے پروا دشمن کو مار لینا کونسا مشکل تھا بلکہ یہ طور غنیم کی ہلاکت کا ایسا سہل تھا کہ اکثر مرتبہ بتانا
 سب جس وقت اونے اور کسی مضبوط دشمن سے سابقہ پڑتا تھا کہ ایک چوٹ کھاوی اور ونگا و
 جسکا ہر وار پر قدم اگے اوٹھے اور پیچھے نہ ہٹے تو یہ لوگ اس طرح کی فکر کرتے تھے اور
 دھوکے میں اگرچہ نہیں دشمن اونکے تعاقب میں چلے تھے وہ بے خبر سے جی بھر کے
 پیٹا نیتے تھے اور ایک ایک شخص کو جو نمود کے دکھائی دیتے تیر و سچ زیر زمین و بر زمین لالے
 تھے اور جب اونکی صف تعاقب کے تنیب سے ٹوٹ جاتی تھی تا مار سب دفعہ رکست
 ہٹتے کہ گھوڑوں کو پھیرا ایسا حملہ کرتے کہ دشمن جو تعاقب کے زعم میں بے پروا تھے اس
 آٹا نا بھلی کسی پلٹ سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ حربہ ہاتھ میں لیے ایک دوسرے کا منہ
 دیکھنے لگتے تھے اور تار تار دھو خوار اونکے غول کو ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے الغرض وہی
 شکست میں بھی اونکی شہسواری کا آتی تھی اور ساتھ اسی کوں گے گھوڑی ایک ہری میں

اور مختصر سبب اسکے ہوتے ہیں کہ امور دنیاوی کی نیرنگی اور کثرت ترقی عقل سے پیدا ہیں اور یہی باعث زیادتی قواعد کے ہوتے ہیں تاکہ ہر امر میں عامل ہونیکا بہتر طریقہ معلوم ہو سکے لیکن اقوام تاناز بخیر و شر اور شکار کے دوسرا کام نہیں کرتے تھے غرض اگرچہ نہ علم نہ ہوش نہ خواہش نہیں تھا لیکن اپنی بات کی ایسے پکے اور قول کے ایسے سچے تھے کہ اغیار انکے مان اور ہیز پر اور عین کے حرف اور دستاویز سے اعتبار زیادہ کرتے تھے اور بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی یہی مضمون سکھایا جاتا تھا جبکہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے کس اختصار اور شستگی سے اس شعر میں بیان کیا ہے شعر راستی موجب رضای خداست ہر کس ندیدم کہ کم شد از رہ را خون ناحق اور زنا سے محسنہ کی ستر قبل تھی اور سنگین چورنی کی بھی وہی ستر اتھی کیونکہ آپس میں دزدی نہایت معیوب تھی اگرچہ غیروں پر دیکھتی خوب تھی ہر ارث کا حال یہ تھا کہ اگر اسن و چین اور ایام صلح کے وقت باپ یا بزرگ خاندان بیماری سے مر جاوے تو بڑا بیٹا یا جو کہ ستونی سے زیادہ قہر است رکھتا تھا وارث مال و اموال کا ہوتا تھا لیکن اگر جنگ میں مارا گیا تو جو اسکی لاش کو اوٹھالایا یا دشمن کے ہاتھ سے او سے چین لیا وہی شخص ستونی کا وارث کل ہوتا تھا اور اور یہ آئین ایسی قوم سپاہ کے لیے مفید اس طور سے تھی کہ جس حال میں محبت دوستانہ یا جذبہ یگانیت و دوپہاسی تو حافظ زندگی میں ایک دوسرے کی جان کا اور موت نبرو میں ایک دوسرے کی لاش کا نکرے تو لالچ او سکے اشیاء کے حصول کی وہی مطلب اور ہووے ہر کھیل لالچ اور عین رائج تھی اور اپنے باپ کی حرمون اور سوتیلی ماؤں کو بیٹا اپنی خدمت میں لاسکتا تھا اور ایک بھائی کو دوسرے کی جوڑوں کو حرم بنانا جائز تھا اگر کے ہوش سنبھالنے کے وقت سے بڑی بڑی بکریوں اور دھوؤں پر سوار ہو کر چوٹی کمانوں سے چڑیہ اور لومری وغیرہ کا شکار کرتے تھے اور ہر طرح سے جو جو زیادہ بڑھتے اپنے قد و قامت اور طاقت کے موافق کھوڑوں پر چڑھتے اور ہتھیار کا کرتے تھے غرض جب تک تن نہ تھکا شہر یا انور کسی سردست درندے کو جنگل سے مار کر نہیں لاتے تھے مردوں کے ساتھ بیٹھے باغی

ہاتھ لھوڑوں اور جانوروں کی چرائی اور خبر گیری حوالہ کرتے تھے پس اس حالت بیکاری میں
 سولے عربوں کی ورزش اور ایام صلح میں شکار کرنے کی تیسری صورت صرف اوقات کی تھی
 اور اونکے ہاتھ کی صفائی اور شہسواری اسن و امان کے وقت و رندوں کے شکار سے
 دیکھی جاتی تھی اور جنگ میں دشمنوں کو اسکا حال بہتر معلوم ہوتا تھا سو اس طرحی مشق کے جو
 ہتھنفس کے مشق پر موقوف تھا قواعد جنگ میں بڑا فائدہ کے لیے ایام صلح میں گرد و نواح
 کے تاتار سب ایک جیسے مسعودہ کو مقرر کر کے دس بیس کوس کے فاصلے پر چاروں طرف
 قطار سے کھڑے ہوتے تھے اور وقت معینہ پر طرف ایک ہی مقام مقرر کی حکومت مرکز دایرہ سمجھا
 جاسے ایسی صف بندی کر کے روانہ ہوتے تھے کہ جنگل کے جانور و درندے دوندے بھاگنے
 کی کوئی صورت نہیں پاتے تھے اور چاروں طرف سے رفتہ رفتہ جب گھر جاتے اور تاتاریوں
 کے دایرے کی وسعت کم ہوتے ہوتے دس بیس تیر کی گھیر رہ جاتی تھی تب اون بہادروں
 میں جو چیدہ چیدہ شہسوار ہوتے بیچ میں اگر شیر اور ارانے چتہ اور گنبدے اور دوسرے زندوں
 کا مقابلہ کرتے تھے اور ہرن وغیرہ جو بدو اس یا مجروح ہو کر صف توڑنے اور نکل بھاگنے کا قصد
 کرتے مارے جاتے تھے انھیں اس شکار میں سواروں کو جھیل اور دریا پیرنا اور بہاڑوں پر
 چڑھنا اس انداز سے ہوتا تھا کہ صف نہ ٹوٹے اور یہی کونسی مشق قواعد جنگ کی تھی کہ صف بندی
 کی ترکیب سے طبیعت عادی ہے اور ایسے ایسے بیڑے مقاموں پر قطار نہ بچھٹے + انھیں
 جن اقوام کی غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع اوقات اسطرح کے ہو وین جبکہ ایک شہہ بیان میں آیا
 تو کونسا تعجب ہے کہ اونہوں نے سیکڑوں ملکوں کو برباد کیا خصوص جبکہ علاوہ ان وجہوں کے
 سبھوں کے درمیان ایک اور اتفاق ایسا تھا کہ جو نہیں انھیں سے مقابلے کا قصد ہوتا پس
 کے قصوں کو فراموش اور دل کی کدورت دور و اونہوں نے کیا اور سارے تاتاریوں کے
 گندہ ہاتھ میں ایک جان آئی اور لکھہ ہاشمشیر کو ایک دست ارادے نے کھینچا تو سورات اور قوانین
 انکے درمیان نہایت کم جاری تھے کیونکہ ہر قوم کے ایام حمل ہرن قاعدے اور روئے چید

جملہ اسباب و نکی فتح یابی کا وجہ عظیم تھا یا نہیں، تو نہیں جنگ سے ایک یہ ہے کہ سردار فوج مسکر کے خمیوں کو اور ہر قسم کی سپاہ خواہ سوار خواہ پیادہ کو ایسے ایسے مقام پر رکھے کہ ٹھوڑے سے عرصے میں بہت کی گنجائش ہووے اور اگر شب خون مارنے کا حملہ غنیم کرے تو سب کو اپنی اپنی جگہ جمعیت کرنے کی ایسی معلوم ہے کہ منتشر حواس کوئی نہیں ہووے غرض یہ قاعدہ ہر شام کو تاتار کے مسکرمین اس طور پر عمل میں آتا تھا کہ مقام ہوتے ہی ہر گروہ جدا ہو جاتی تھی اور اپنی گاریوں سے جگہ بیتیہ دار مکان کہا جاتا ہے پھر چھڑی حصار ہو کر اس عرصے کے اندر تمام جانور جو درخت مروڑ کے اس موقع سے ہتے تھے کہ اندھیری سی اندھیری رات کو ان ہزار ہا انسان اور لکھنا حیوان میں مطلق پریشانی نہیں ہوتی تھی سوائے اس مشق بیچ ترکیب مسکر کے تاتاریوں کی باورسپا او نکو تمام دشت تاتار کے نشیب و فراز اور راہ گھاٹ سے واقف کراتی رہتی تھی اور ان مرو کا علم سپاہ سالار کو خواب رہنا ایسا واجب ہے کہ اگر سرزمین سے فوج کا سردار خوب واقف نہوگا تو اگر غنیم اس سے بہت کم رو بھی ہوتا ہم غالب ہے کہ شکست اوٹھائیگا چنانچہ اسی جگہ کو فتنہ ساروں میں نقل کر کہ کس طرح سے تاتاریوں کے سردار میٹھی نے فقور خٹا کاوٹی کو دفعہ گھیر لیا اور زمین ہو کم ہوا کہ کدھر سے یہ چار لاکھ سوار پیدا ہوئے اور مثل بلائے آسمانی کے آن پڑے اور یہی چار دلیل اس امر کی ہو کہ سرزمین کی اقصیت سپہ سالار کو نہایت عجیب ہو چنانچہ اسکی لاعلمی نے اس پر چارے فقور کو تباہی کیا تھا اور اسکی واقف کاری نے اسے تاج کو ویسے کین گاہ پر بٹھایا الغرض تاتاریوں کی باورسپائی کو یا سبق روزانہ بیچ و قدر زرم کے تھا اور اسکا علم اور دن کو صرف زر سے بھی مسر تھا اور او نکو خود بخود آتا تھا پتیسری وجہ تاتاریوں کے ہمیشہ قحیاب ہونے کی اوکی جمیع اوقات کو ٹھہرایا جاتا ہے اور اسکی صرف بیان سے یہ بخوبی ظاہر ہووے گا چنانچہ بچنے سے تاتار سب تیر لگانے اور تیرہ چلانے تلوار مارنے اور گھوڑے پر چڑھنے کے عادی ہوتے تھے بلکہ بجز ان باتوں کے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوئے کیونکہ پڑھنے لکھنے کے چرچے کو بڑی مٹی قرار دیتے تھے اور امور خانہ داری کو اپنی مستورات کو متعلق کرتے تھے اور غلاموں کے

اور درمند ہوتے ہیں اور اس قول کی ایک دلیل اہل تاتار اور ہندو کو گردانتے ہیں کہ ایک بزرگ
 گوشت کے کچھ نہیں کھاتے اور دوسرے صرف اناج اور ترکاری اوقات بسر کرتے ہیں لیکن
 ہم اس دلیل کو کسی قاصد عام کے مقرر کرنے کے لیے کافی نہیں سمجھتے ہیں یہ نہ کہ اگر اون
 بزرگ کو نکال دیا تو اس کا کچھ گوشت کے کھانے والے قوی ہوتے ہیں تو ہم بے تامل اس قول کو
 قبول کر لیتے لیکن گوشت کی مقدار پر جو خوارسی منحصر کرنا مناسب نہیں اور اسکی زیادہ دلیل خبر اسکے
 سنیں چاہیے کہ اہل ہندوستان و ایران اور فرنگستان میں بالکل خواص اور اکثر عوام گوشت ہی
 کھاتے ہیں اور ان لوگوں سے رحیم و سلیم کتر کمین پر دیکھنے میں آتے ہیں انھیں تاتاریوں کی غذا
 جو سامنے کے پالے اور اپنے بے ہوئے موصوم جانوروں کو اپنے ہی ہاتھ سے ہلاک
 کر کے نیم خام خون آلودہ کھانے سے حاصل تھی بے سنگدلی کا تھا اور دوسرے یہ کہ اگر وہ
 غذا انکی زمینوں کی اعلیٰ سطح تک پہنچتا اور ویسی گروہ بے شمار کے واسطے خدہ ساتھ لیے
 پھرنا ایسا بکھیرا ہوتا کہ تاتاریوں کی آمد کی خبر پر جگہ مہینوں میں سے ہر مٹی اعدیہ شہرت اسکے
 حق میں مضر ہوتی کیونکہ دفعۃً اٹھانا اور لوٹ و تاراج کر کے طرفہ اربعین میں صحرائے کتبہ چھٹا
 ہو جانا غضب تھا اور بھی باعث ہمیشہ کی فتح کا تھا کہ فرصت تدبیر جنگ کرنے کی گیسو کمر ہمتی
 تھی اور آمد ہی کی طرح انکا رسالہ تو بخوار برق رفتار آتا اور اپنا کام کر کے نکل جاتا تھا اور پورے
 وقت اپنے لٹکے بالوں اور تمام جانوروں کو صحرائیں چھوڑا اور اپنی سواری کے علاوہ کاب
 سے فالتو گھوڑے ساتھ لیکر جس سمت کی طرف مرکوز خاطر جانا تھا روانہ ہوتے تھے اور فالتو
 گھوڑوں سے دو کام نکلتے تھے ایک یہ کہ اگر دور کا سفر ہوا تو ہر مقام پر اوچین سے دس
 پندرہ کھانے میں آتے تھے یا اگر اپنی ران کا کھوڑا گر گیا یا جنگ میں مجروح ہوا تو مرے کو
 کھاتے اور اس کے عوض فالتو گھوڑے سے ایک کو داخل کرنے تھے پس ظاہر ہے
 کہ انکی غذا سبب عظیم خونخواری اور برق کرداری کا تھا اور اناج کے کھانے والے اگر وہ
 نہ ہوتے کیا گھوڑے نہ کر سکتے اب دریافت کرنا چاہیے کہ کیا تاتاریوں کی بادیہ ہائی

اور رہتے اور خیمہ بناتے اور لید کو جلاتے اور کھجوری کی دودھ کو جوش دیکر خیمہ نکالتے اور شہزاد
 اوسکی طیار کر کے پتے میں گویا تاناکا گلا اوسکے قی میں دنیا و مافیہا سے کہ تمام حاجت اوس
 سے رفع ہے + خیمے اسکے خیمے اور پوشین کے لکڑی کے چار پہیے
 کی گاڑیوں پر ہمیشہ ایسا رہتے ہیں اور جس وقت نقل مکان کرتے ہیں مین میں
 بیل کو ہر گاڑی میں وہ جوت دیتے اور عورتیں اور ضعیف بیمار لڑکے بالے
 سب اوس میں چن سے بیٹھے رہتے ہیں اور مرد سب برق و ش گھوڑوں پر سوار گلوں کو آگے
 آگے ٹانکے لیجاتے اور جہان پر علف گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہیں مقام کرتے ہیں اور جب
 وہاں کی چرائی تمام ہو جاتی ہے کسی اور طرف رخ کرتے ہیں + یہ بات بہت دور کی ہے
 اور عقل کے جن کے لیے گرہ مشکل ہے لیکن غور کرنے سے اسکا حل کرنا سہل ہے کہ غذا
 اور باویہ پیمانی اور جمیع حالات تاناریوں کی اوقات بسری کی اسی تین و چھین جتین کہ وہ ان
 نے اتنی سلطنتوں کو پایمال کیا اور یہ مہیب اپنے کو بنایا کہ عورتوں کا سقا طحال کا نام سے سے ہو گیا
 اور انکے وسم نے بڑی بڑی بہادر وں کا رخا بدخواہی میں شب کو دبا یا + اول تو او کی غذا بشت
 خون خواری اور برق کردار کیا اس طور پر تھا کہ اس نے مین بھی قوم قصاب سے کوئی سنگدل
 بہنیں اور تاناکا سب شبانہ روز انھیں جانوروں کے خون میں آلودہ رہتے تھے جنکو بچنے سے وہ ان
 لیال پوس کے بڑا کیا اور جب کہ بے ترس ہو کر وزیر فرما اپنے ہاتھ کے کھلائے پلائے او
 اپنے سے ملے ہوئے جانوروں کو انہوں نے ٹکڑے کر ڈالا اور گوشت کو انکار وں پر برا
 نام رکھ کے کھا کھایا تو رحم اور در در رفتہ رفتہ طبیعت سے رخصت ہو کر خونخواری طبیعت ثانی ہوئی
 اور وہ پھر حرب دشمن کو قبضے میں لائے تو جلی سنگدلی طیش جنگ سے وہ کوتاہ برہ کئی اور امان
 کی صدا گوش صوم از قہر پراثر نہیں کرتی تھی + اگرچہ بعض حکامی فرنگ اور عرب اور یونان نے
 بڑا دقت یہ ثابت کرنے کو لکھا ہے کہ غذا طبیعت میں فرق لاتی ہے اور گوشت خوار اقوام
 سنگدل اور خونخوار ہوتے ہیں اور اناج پھل بھری ساگ ترکاری کے کھانے والے رحم

جہان کی تاریخ قابل یاد کے ہے تاکہ اوس ذکر سے اخذ نصیحت اور تجربہ ہو و بے اور دوسرے
 یہ کہ اگر حیثیوں کی تاریخ سلسلے کے ساتھ تحریر میں بھی آوے تو آپس کے کشت و خون کا محض
 رہے اور صرف اوسنے کئی مقام سکونت پچ عہد بادیدہ پائی کے لئے جاوین کہ کس جاے
 اونٹن کون راہ سے کہہ گئے اور وہاں سے پھر کس طرح کر کر کہاں پر پہنچ کر یا مقیم ہو کے
 دشت گردی کو ترک کیا اور انسان کی طرح کشتکاری میں مشغول ہوئے یا رگ حیوانی کی کشت
 مثل و زندون کے کسی ملک آباد و رہا پڑے اور شہر و مکان اور غلہ و گھلیان کو مثل اپنے
 بیابان کے صاف کرتے یا دسموم کی طرح چلے گئے لقمہ اقوام تاتار کا حال شروع میں
 نوح کے اسی لحاظ سے قابل تحریر کے نہیں ہے کہ دشت گردی کی اوقات اور آپس کو
 مار کٹول اور پورش کے سوا دوسری بات تھی اوس وقت ہوا لنگویا ہنی کے لقب سے
 مشہور تھے اور فرق اون میں یہی تھا کہ خالی تاریخوں میں وہ کہ وہیں جو صوبہ پچھلی کے شمال
 سے بحر ہرقہ تک رہتی تھیں بلقب شرقی و حیثیوں کے نام و تھیں اور مورث ان دنوں
 کے شرقی تاتاریوں کے یہی لوگ تھے اور وہ کہ وہیں جو صوبہ چین سی کی شمال میں
 صوبہ پچھلی اور شانشی کے دامن کو ہستان میں پڑے پھرتے تھے و حشیان مغربی کہلاتے تھے
 اور جداون اقوام کے تھے جو اب مغربی تاتار کے لقب سے مشہور ہیں غرض حال اقوام
 ہنی کا یہی تھا جو آج کل بھی اکثر امور میں ہے چنانچہ جدے جدے فرقے جدے جدے سرداروں
 کے محکوم تھے اور بغیر اسے صلح کے وقت ایک دوسرے سے فاصلے پر رہا کرتے
 تھے تاکہ گھوڑوں و مہیوں اور خانہ پروردہ جانوروں کی چرائی میں تنگی قریب کی حبت سے
 نہ ہو وے لیکن جب خٹائیوں سے یا اورون سے بگڑتی تھی تو ایک جمیت بکلی ہوتی تھی +
 اہل تاتار کی نوش و پوش وغیرہ زندہ بار قسم کے جانوروں گھوڑوں میل گائے بکری دیتے
 ہمیشہ قتل ہے اور چار ہزار برس سے جو رواج چلا آیا ہے ہنوز موجود ہے کہ انہیں خانہ پروردہ
 جانوروں کا گوشت کھاتے دودھ پیتے چڑے کی پوشاک کرتے اور شہم کے ہندی بناتے

اور خیمہ بناتے اور لیر کو جلاتے اور کھوڑی کی دودھ کو جوش دیکر خیمہ نکالتے اور شراب
 کے پیتے ہیں گویا تانار کا گلاہ اسکے حق میں دنیا و مافیہا سے کہ تمام حاجت اسی
 ہے۔ پوچھئے انکے خیمے اور پوشین کے لکڑی کے چار پہیے
 یہ استاد رہتے ہیں اور جس وقت نقل مکان کرتے ہیں پیش نہیں
 جوت دیتے اور عورتیں اور ضعیف بیمار لڑکے بالے
 پیٹھے رہتے ہیں اور مرد سب برق و شمشکھڑوں پر سوار گلوں کو آگے
 پہلے گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہیں مقام کرتے ہیں اور جب
 کسی اور طرف رخ کرتے ہیں + یہ بات بہت دور کی ہے
 ہے لیکن غور کرنے سے اسکا حل کرنا سہل ہے کہ غذا
 اوقات بیری کی اسی تین و چھین تھیں کہ اوہوں
 نے کو بنایا کہ عورتوں کا سقا جلال کا نام سے سے ہو گیا
 ن شب کو دبایا + اول تو اونکی غذا باعث
 نے میں بھی قوم قصاب سے کوئی سنگدل
 وہ رہتے تھے جنکو بچنے سے اوہوں
 اسخہ کے کھلائے پلائے او
 اور گوشت کو انکاروں پر رہا
 عموخواری طبیعت ثانی ہوئی
 گوشت بڑھ گئی اور ان
 ب اور یونان کے



بیج بیان اون کاغذ اور نمون کے جو باغیچہ دار فقور کے یازیرنگین مملکت حسین ہیں

پہلا باب

بیان عادات اور حرکات و سکنات رسوم و قواعد و جمیع اوقات اہم کرکٹ

سرزمین کھستان کے باشندے اور اولق و دق بیابانوں کے رہنے والے
جو مملکت چین کی شمال اور رخ باب پر منور قریب برحالت اصلی کے موجود ہیں وہی کو
ہیں جنکے آبا و اجداد بڑے دفعت قدم اپنی حد سے باہر اٹھایا اور جس طرح کیا کیا
مقابلہ میں شہر آئے پچھا اور دم قیام و نوا در روس ایران ہندوستان و تبت اور کئی ملک و مملکت پر غالب
اور دعوای تمام عالم کو اپنے زیرِ حکم کر نیکار کتے تھے اور یہ کچھ چھپو نے منہ کی ٹبر ہی بہت
نہ تھی کیونکہ اصل حقیقت میں با و اقبال انکے نشان کو ہمیشہ بلند رکھتی تھی اور فتح کی تلوار کو پرورد
نے دست قدرت میں مثل برق جہان سوز کے دیکر مسیت عالم بن گویا توبہ تو بہ
اجازت قتل بنیان بنی آدم وی تھی یہ اسی جلد کے پہلے دفتر کے پہلے باب کی شرح
میں راقم نے بیان کیا ہے کہ یافت ابن نوح آٹھ بیٹے چھوڑ گیا اور ترک خدا توام تا مارکا
ہے اور یہ حقیقت ہے کیونکہ تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ اگرچہ خدا جدا توام تا مارکا
کی بالقباب علیحدہ ہیں لیکن تمام کی پیدا و سی ایک جہد معلوم ہوتی ہے اور سبوں کے نور

دستور جلد دوم تاریخ ممالک

کر کے بدتمیزی بات یہ کہ اگر مقتدر ملک گیری اور امکان ملک اری دونوں ہونگے تو
 دوسرے سلاطین فرنگ مانع اس وضع کے غضب کے ہوتے بلکہ قتلایون کو بدو دیتے
 کیونکہ خود او کی سرخودی اسی امر سے متعلق ہے کہ دوسرے بادشاہ فرنگ کو اسی قدر
 حاصل ہووے کہ بگڑنے سے اونکو پال کر سکے پس اگر خاں کا ساز و خیر اور آباد ملک شاہ
 انگلستان کے ہاتھ پڑھے تو عالم گیر کی خواہش کا شبہ اس حرکت کے وقوع سے پیدا
 ہونا ممکن ہے اور اس حال میں اوروں کو اتفاق کر کے انگریزوں کا زوال چاہنا بے
 القیاس نہیں ہے چنانچہ نیپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس نے جب چاروں طرف
 بادشاہان فرنگ کو عاجز کرنا اور انکا ملک چھین لینا اور بعض کو بے تخت و تاج کر کے
 اپنے بھائیوں کو اونکی مسند پر بٹھانا شروع کیا سبھوں نے آخر کار اتفاق کیا اور سبھ
 انگلستان ڈیوک آف ولنگٹن بہادر کے ہاتھوں سے شکست دلو اگرچہ مشرق کی ایک
 جزیرہ میں اسے بھی دایم بحس کیا بس اگر سرکار انگیز کو ختمی فتح کا لالچ بھی ہوتا تو ممکن تھا
 انرض انہیں تین سیون سے علی الخصوص پہلی وجہ سے چین کا ملک بچ گیا اور حضور کے
 قبضے میں موجود ہے +

دقرووم جلد ووم تمام ہوا

زیادہ ہووے تاکہ بکری ایک گھاٹ پر پانی پئے امیر و فقیر کی جبکہ عدالت میں ایک ہی
 ہووے الغرض چونکہ راقم اپنی قوم کی صفت کو زیادہ بیان اگر کر گیا تو مداح کہلائیگا اس تقریر
 کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ انگریزوں کو خوش ملک گیر کی نہیں ہے بلکہ صرف چار
 زور و لیکر جوا و نخوں نے حضور سے صلح کی یہی کیسی بڑی فصاحت کی دلیل ہے کیونکہ اگر چاہتے
 تو اس سے وہ گو نہ تاوان کے بہانہ سے لیتے اور دارالامانہ پھین کو لوٹ لیتے اور پرمایا
 و پیہ زر نقد لاتے ایسا کہ ادنی خلاصی امیر ہو جاتا یا دو تین صوبے کی خوش کہ تو انکار کی طاقت
 سیکو تھی بس سبب اول چین کو سرزنش کیا یہی تھا جو راقم نے بیان کیا کہ انگریز بہادر کو ملک
 ستانی اور ظلم خدا پر دست جنگ سے اندازہ نہ چائی اور کسی نئی سرخودی کو تباہ کرنی خلاف
 ملت قوم انگریز کو ہے ہر دوسری چیز ہزار ہا کوس کے طول و عرض کے ملک کی نگہبانی کے
 لیے فوج کثیر چاہیے اور جب وطن تمام یوں کا خاصہ ہے اور مدت مدید کے بعد اور تباہ
 شدت و خون کے بعد جو کہ انگریزوں کو کسی حال میں منظور نہیں اون لوگوں کی سرخودی
 مدوم کی جاتی اور رعایا کے غلبہ خون مارنے اور تاراریوں کے یورش کرنے کے
 نتیجہ ہزار ہا فوج کو ساتھ دراز تک کر سب سے رکنا ضرور ہوتا اور برطان کے تین جزائر انگلستان
 ایرلینڈ ہسکاٹ لنڈ کی تمام سپاہ اگر صرف گنجانی میں مصروف ہو تو ممکن تھا لیکن او دھروا
 ان اور ہندوستان وغیرہ حفاظت رہتے ہر اگر اس تقریر کوئی ایراد کرے کہ تاراریوں کی دولت
 طرح مقرر ہوئی اور دوسے برس سے قائم ہے تو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ تاراریوں
 نے خفا کو فتح کر کے دہشت گردی اور خیمہ باشی سے تارک ہو ملک مفتوحہ کو وطن
 دیا اور دہشت مہیا بان ترکستان کا نام لیا اسی جہت سے اونکا قیام ہوا اور انگریز بھی
 بحر سے انگلستان کو چھوڑ کر سرزمین ختامین آن بسین تو اسکو زیر نگین کرنا نہایت سہل
 لیکن جب اپنے ملک کی حفاظت مقدم ہے تو اگر خوشامش اور تین خفا کی سرخودی کو خاک
 نہ کھی ہو تو کثرت سیاہ اتنی نہیں ہے کہ نہایت مرڈانہ حفاظت کی

کے ترختے پر اور شہر چنگی بانی پر بحال رہے غرض تا وقتیکہ بالکل مبلغ تاوان نہ دیا جاوے
 رہنا اور نامبروہ میں تجارت موافق تیسری شرط کے شروع نہوے جزا جو زائل ہو کر لا
 کر کے اختیار میں ہے الغرض کینگ سفیر ختا اور سرھری پانچہ کی دستخط اس عہد نامے پر جو ہینز
 کی گئی تو یون کی سلامی نے خاص و عام پر شہر کیا کہ جنگ در میان ختا اور بنگلستان
 کے تمام ہولی جس میں فقہور کی دونہارا ایک سے اٹھارہ توین چھین کی گئیں اور پس ہزار فوج
 کے قریب ماری گئی حالانکہ انگریز کی طرف صرف اونتر آفمی ہلاک اور چارسی آکا و ن مینج
 ہوئے تھے اس حال کے ملاحظہ سے خیال ہی گذرتا ہے کہ انگریز اگر اب چاس میں تو ملک ختا
 کو سر کر کے مثل ہندوستان کے اپنے قبضے میں کر لیا کچھ بڑی بات نہیں ہے لیکن غور کرنے
 سے تین باتیں اس امر کی مانع موجود ہیں پہلی یہ کہ انگریزوں کا خاصہ نفس غصب و ملک
 ستانی نہیں ہے اور نہ یہ اونکو منظور ہے کہ کسی کے ملک اور دولت کو چھین کر اپنا خزانہ بھرے
 اور اسکی ولایت میں کہ راقم دعوی کر کے کہہ سکتا ہے کہ قبضہ پادشاہ روے زمین پر
 پیدا ہوئے ہیں کسی میں یہ قناعت نہیں پائی گئی ہے جو انگریزوں میں ہمیشہ سے ہنوز ظاہر ہے
 بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے اور زیادہ عرصے پر بجا کے قریب یعنی اسی ہندوستان میں آجات پائی گئی
 ہے کہ دشمن نے جب بیوہ اور ڈالی ڈالی اور انگریز نے اپنی حفاظت کے لیے شمشیر
 جنگ میان سے نکالی ہے تو غنیم کو سر کر کے دوبارہ اور سہ بارہ اوسکے ملک کو او
 پھر الہ کر دیا ہے اور جب تجربے سے آزما کے دیکھا کہ بغیر دشمن کو بے سخت و تاج کیے اور
 اوسکے ملک کو داخل اپنی سلطنت میں کرنے کے اپنے واسطے سراسر زیان اور نقصان
 ہے تب بھی اوس دشمن اور اسکی آل و اولاد کو امیرانہ طور پر آذوقہ دیا اور انکے احترام
 کچھ فرق نہیں کیا انہیں باتوں سے ظاہر ہے کہ انگریز کو خواہش ملک گیری کی نہیں ہے بلکہ
 یہی آرزو ہے کہ جس ملک اور عایا پر خدا نے اونہیں اختیار کیا ہے اوسکی بہتری بہر حال
 نہوے اور رعیت کی بہتری اور بیوہ کی لیے ایضاً کا دروازہ کھلائے علم کا چرچا

عائلا نہ سے وزیر کو مطلع کیا خصوص جب کہ ان کے حضرت ننوتے ہوئے بھر کھلی اور شہر کو آچو سے لاکھ روپیہ فدیہ لیکر نانکین کی طرف مثل باوند کے روانہ ہوئی اور پانچویں تاریخ کو مقابل شہر کے پونچی لیکن چونکہ سپید نشان صلح اور امن کی علامت کا قلعے کی فصیلوں پر بلند تھا بازون نے لنگر ڈال کے قیام اختیار کیا اور نوین تاریخ کو جب ظاہر ہوا کہ قیامیوں میں شش و پنج ہو رہا ہے اور ایلو پو پو فرمان غفوری و عیش نکیا سرہنری پانچمرے حکم فوج کو ہزار سے گنا رہے اور ترے کا دیا خون کے مارے تھائی سفیر کامینشی یا نگ منت و آرزو سے نزدیک انگریزوں کو لایا اور اسکی تقریر سے اتنی تشفی خاطر سرہنری پانچمرے کو ہوئی کہ اٹھا رہوین گت کو او بھون نے اشتہار کیا کہ چونکہ صلح اور عہد و پیمان کی گفتگو شروع ہوئی ہے جنگ ملتوی ہے چنانچہ تیسرے دن ایلو پو اور گینک اور دوسرے اکابر تھانے جلوس کے ساتھ سرہنری پانچمرے صاحب کے ملاقات کو آنا چاہا اور یہی گویا پہلی دلیل خواہش صلح کی تھی کیونکہ نظام و حکام تھانے کبھی اسکے قبل کسی قوم فرنگ کے اکابر کے ساتھ برابر کی ملاقات نہ کی اور بیشک یہ خلق ثبوت کامل ہے کہ انگریزوں نے زلزلہ سلطنت میں ڈال دیا تھا ورنہ دو برس قبل اسکے یہ ہوا تھا کہ دربارے بھیو کے مہانے پر جب انگریزوں نے کشن کو ملاقات کے لیے جہاز پر پیش قدم ہو کر آنے کہا تھا اس نے نہایت تکبر سے یہ جواب دیا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ اس سلطنت عرش پایگاہ کا ادنیٰ سا عملہ کسی علیل لحد شخص عجم اور جنب کے پاس پہلے گیا ہوا الغرض یہ وقت اور سی تھا اور مانڈرین سب صلح کروانے کی تمنا سے خود پیش قدمی کر کے آئے اور سرہنری پانچمرے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ جیسا کہ چاہیے تھا اون لوگوں سے مسلوک ہوئے اور توپوں سے شلک چھوڑ والی غر گشتے بھر تک سہنی اختلاط کرتے اور چیری برائڈمی شراب پیتے رہے اور دعوت ضیافت اکابر انگریز کی کر کے دے اوٹھے اور سب عزت کے ساتھ نشست گئے اور چوبیسویں تاریخ کو سردار ان انگریز ضیافت کھانے کو نانکین میں گئے اور پہل مانڈرین قدمی احترام

دوب مرا او کے پیچھے بہت سے لوگ اترے لیکن ایسا آپسے نہیں پہچا پاتا تھا دور
 تک پتا نہ لگا اور تیسرے دن جب لاشیں پھول کے اٹھیں اور نکالی گئیں لوگوں نے
 دیکھا کہ مرنے والی عورت کا زخا دانتوں سے ایسا بکڑ لیا تھا کہ کسی حال میں اس کا سپنا دشوا
 تھا ناظرین مثل قصہ غم پر رنج و الم اوس جا پر جمع تھے اور راقم کے دوست نے جس نے
 اپنی انگلیوں سے یہ سب ماجراے شگرف دیکھا تھا آبدیدہ ہو کر مجھے تمام حال سنایا اور یہ
 کہا کہ تو اپنی تاریخ چین میں درج کر کے اس سانحہ غم افراسے اپنے قدر دانوں کو مطلع کر
 القصد چینگ کیا نک فو کی لڑائی کا نتیجہ اور انگریزوں کی جرات کا شہرہ ایسا پھیلا کہ فقور
 لڑان و ترسان دشت تانار کی طرف بھاگنے کے لیے مستعد ہوا اور سلطنت ماچو کا راجا
 ٹرویک سمجھا گیا کیونکہ سردار خیلنگ پر جس کے حملہ روانہ اور خود کش کیا بیان صفحہ سابق میں
 ہو چکا ہے اعتماد فقور کو مرتبہ تھا لیکن جب وہ شکست کھا کر ندامت سے خود کش ہو چکا
 سیکیو زہا کہ خاتمہ دولت تانار کا نزدیک ہے اس خوف سے وزیر ایلو پو دار اختلاف
 چین سے صلح کا پیغام لیکر روانہ ہوا عرض گشت مہینے کی دوسری تاریخ کو تھوڑی
 سی فوج چینگ کیا نک فو کی حفاظت کے لیے متعین ہوئی باقی مع سحر شہر ٹنگین سابق
 دار سلطنت چین کی طرف روانہ ہو نیکو تھی کہ چند ماڈرین جلیل القدر مہربانی پانچ کر نزدیک
 اور التجا کی کہ انگریز آگے نہ بڑھیں کیونکہ وزیر ایلو پو صلح کرنے کے لیے آتا ہے اوسکا جواب
 اوس سردار عالی وقار نے دیا کہ اگر صلح فقور کو منظور ہے تو مہر اور دستخط خاص سے
 جب تک کہ شہ ایلو پو کے نام پر متضمن مضمون صلح پیش نہیں کیا جائیگا فوج انگریز کی قدم
 ایکدم کے لیے آگے بڑھنے سے باز نہیں رہیگی کیونکہ بارہا ایسا فقرہ صرف کیا گیا ہے
 اور تہا ری باتوں کا اعتماد باقی نہیں رہا اگر ایلو پو حقیقت میں آتا ہے تو لگا بھجوا کہ ناگزیر
 ہم سے ملاقات کرے ہم بھی وہیں جا رہے ہیں سیکرٹریوں نے سمجھا کہ یہ مستقل راج
 ۱۰ مہینے سے کہ یہ میں آوے اور غالب ہے کہ اس جواب داناؤ

اور اوس پاس حرمت کا تھا جو اہل تانا کا ہاتھ نفس ہے چنانچہ اسکی ایک نظیر کے سامنے
 نظر آئی جب انگریز کے آدمی لاشوں کو جمع کر کے دفن کرتے تھے اور کوون پرن انگریزوں کے
 مرے تھے اور انکی لاشوں کو نکال کر دفنانا نہایت مقدم تھا تاکہ قلعہ سے وہاں پیدا ہونے والے
 اس لیے ہر کوئی مین عوطہ زن اور ترے تھے کہ اتنے مین ایک جوان عورت نہایت جمیل ایک
 کوے مین زندہ کسی اسرے سے لپٹی ہوئی جو نظر آئی خوشی سب کو ہوئی کہ کوشش سے غائب
 کہ جان اوس بیماری کی بح جائیگی غرض اوسکو اچھی طرح سے نکالنے کی تدبیر ہو رہی تھی کہ ایک تانا
 جو مہر و ج جان بلب اپنے ہاتھ کا زخم کھائے پڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اوشکر آیا اور کوئی مین
 جہانگتے ہی اوس عورت کو جو زندہ دیکھا فوراً کوڈر اور اوس ماسر کو لپٹ کر تہ آب ہو گیا
 تمام عالم کو اس برحی کی حرکت سے حیرت ہوئی نقیض کرنے سے یہ کیفیت کھلی کہ وہ شخص
 شوہر اوس نازنین کا تھا اور عاشق انا کہ جب اوروں نے اپنے الجمانہ کو مار ڈالا اوسکا
 ہاتھ اوسپر نہ ہو ٹھہر سکا آخرش جب کوئی چارہ نہ تھا اور بخر با حرمت مرجانے اور بے سنگ
 زندہ رہنے کے علاوہ گذارانتھا اوس نے کوہر کر کنا سے اوسکو لا خوب سار دیا اور دفعہ آئے
 دل کو تھام کر دھکا اوس زہرہ حسین کو دے کوے مین ال دیا کہ اوسکی اذیت اور جان
 نظر نہ آوے بعد اوسکے اپنے پیٹ مین چیری مار بیٹھا کہ اتنے مین انگریز ان پونچھ غرض
 اوسکی جو رو اس کروٹ سے کوے مین گرمی کہ کنارے کو بکڑے ڈوب نے سے بھی
 تھی کہ اوس غواص نے دیکھا اور لوگوں کو اوسکے نکالنے کے لیے بلایا یہ سنتے ہی وہ
 تانا اوسکا شوہر اگرچہ ادھ موٹا اور گلے مین اوسکے گھر گھری لگی تھی ہشیار ہوا کہ اوسکی
 ناموس زندہ ہے اور دشمن کے قبضے مین آگے ہجرت کی جائیگی اس خیال سے بچے
 بچائے خون نے جوشل جیون کے پیٹ کے زخم سے بہ رہا تھا ایسا جوش کیا کہ وہ کھڑا
 ہوا یعنی بے مبالغہ آدھے دھڑ کو جیہ موت نے قبضہ کیا تھا اوس نے عز ایل کے
 ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے کوے مین جو رو کے اوپر ایسا ڈال دیا کہ اوسے لیے

پیش کیا اور جہان زیادہ کشت و خون ہو رہا تھا اپنے کو بیدار کر ڈال دیا تھا آخر کو گھوڑے
 کی باگ پھیر کے اپنے گھر آیا اور ایک کوٹھی میں جو لکڑی اور گھاس سے بھری تھی اپنے گھر
 کو لیکر کسی پر میٹھا اور نوڑون کو لگا لگا کر کھدیا اور اس جراث کے ساتھ اپنے کو ایسی
 سخت اور پراہذا موت سے ہلاک کیا کہ دوسرے روز جب انگریز کا جانا اس طرف ہوا
 تب انھوں نے دیکھا کہ اسکی لاش جلی سنی کر سی پر موجود ہے اور اسی سے ظاہر ہے
 کہ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی رہ گیا اور جلنے کی سختی میں بھی جنت تک نہ کی اس کے قریب ہی ایک لاش
 پڑی تھی اور معلوم ہوا کہ وہ خانگی منشی تھا جو خاوند کا ساتھی ایسے وقت پر ہوا کہ جولائی ۱۸۵۷ء
 بانیسین تاسیخ کو آفتاب عالیاں اگرچہ زمانے کی خوشی اور الم کو دیکھتا رہتا ہی ایسا سا
 روی زمین پر بند کیا ہو گا جو شہر جنگ کیا نگ فوہ میں واقع ہوا اور معکرتا تا رکیط فوج
 قدم اٹھاتا تو ہر مقام پر مستورات اور لڑکوں کی لاشوں کا تو وہ نظر آیا چنانچہ ایک گھر میں سات
 شخص ایک کے اوپر ایک ڈھیر کیے پڑے تھے اور ایک پیر مرد و بچہ تھاجو دو چھوٹے
 بچوں کے منہ میں پانی نے کا قصد کر رہا تھا لیکن اون معصوموں کی ریڑھ کی ہڈی اور
 قصابی باپ گردن اور پانچ پر کے توڑ ڈالی تھی عرض و کنا ٹرپنا اور چھین باننا اور جانکندن
 میں اٹھینا اور پیچ و تاب کرنا ایسا تھا کہ پرانے پرانے اہل فوج جنہوں نے سیکڑوں میدان
 جنگ میں انواع طرح کی جرات اور جانکندن کو بے آہ بھرے ملاحظہ کیا تھا ان سے اس
 طرف دیکھا گیا اور آنسو بے اختیار ٹپک پڑا پڑے عورتوں کی تراکت اور خور وئی سے معلوم
 ہوا کہ کسی سردار عالی کا یہ گھر تھا جسے مستورات کو مار کے اون لڑکوں کی کمر توڑ ڈالی
 تھی چنانچہ ایک جمیل چھوکر سی پتھوہ سولہ برس کی جسکے چہرے کی سرخی اور سپیدی کو زبردی
 موت نے مٹا یا تھا کلائے کلاب کی طرح پلنگ پر پڑی تھی اور پائنتی تے پاس اسکی
 دایہ زہر کہا کے لیٹ کر تھی اور برآمدے میں دو جوان عورتیں پھانسی میں لگی ہوئی تھیں
 عرض اس طرح سے ایک گھر خالی ایسے منظر دل شکن سے تھا اور ہر قدم پر موت و کشت

زمانہ ہم لوگوں کے لیے انگشتی سانگ ہوا جو کچھ کہ منشاے دلیری کا تھا عمل میں اچکا
 ہے اب بھی باقی ہے کہ تم سب اپنے ناموسوں کو دشمن کے اختیار سے باہر کر دو اور
 جداو کے ایک ہی حملہ مردانہ میں خواہ قہیاب ہو یا بہادری کی طرح خون دشمن میں ڈوب
 مرو یہ سنکر تار یوں نے اپنے اپنے گھر پر جا اٹھنا نہ اور حرموں اور باندیوں اور لڑکوں اور
 بوڑھوں کو والاں میں بلا کے گلے سے لگا کے قطرے خون جگر کے آنکھوں سے بہا
 اتنی سی کہا کہ دشمن بونچا ہے اب فرزندگی کا باقی نہ رہا اونکی زبان سے یہ کلمہ پورا نہ نکلا
 کہ ایک اپنے پیٹ میں گتار باز بیٹھی کوئی گلے میں چھری کوئی پھانسی لگا کے کوئی کنوے
 میں ڈوب کے کوئی زہر کھا کے مر گئی اور جو ذرا سنجھپائی اور جان شیریں کے سینے
 میں رُکی فوراً اس کے خاوند یا بانی یا ماں نے اسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور اس کے
 بھائی کی زندگی بھی سیڑھے سے منقطع کی گئی الغرض جب اون میں سے کوئی زندہ نہ رہا تار یوں
 نے تلواروں کی میان کو پھینک اور پھر صفت باندھ کر اس سردار کے ہمراہ جنگ لڑا
 کو جو بھلے تو اٹھا رہوں اور اونچا سوچ بلین گورے کی اپنے مقام پر آرام کر کے اور کچھ
 سستا کے کھائے پینے کے خیال میں تھیں کہ دفعۃً ایک گلی کی موڑ پر وہی گروہ تار
 کی سامنے آن پڑی اور انگریزوں کو اسی بارہ مار بیٹھی کہ دوسرا رکئی اور گورے مارے
 گئے اور کتنے مجروح ہوئے طیش میں اگر انگریزوں نے حملہ کیا اور تار بھی گھری بھرتک
 قدم سے قدم ملائے پاس کے تورا اور خانہ بربادی کے کینہ اور ترک جان کی آرزو
 کے ساتھ لڑے آخر کار جب دو حصے سے زیادہ مارے جا چکے باقی بٹے اور
 اون میں ہیلنگ وہی سردار جرات تھا جس نے حکم سپاہیوں کو اپنے اہل و عیال کے
 کشت و خون کا دیا تھا غرض نہ سمجھا پتا کہ اپنی جان کے خوف سے بھاگا کیونکہ اس کو
 زندہ گرفتار ہونا اور دشمن کی قید میں جانا منظور تھا چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اس کا
 ارمان پورا نہ ہوا اور اہل و عیال اس کے آغوش میں نہ آئی ہر حید اس نے دست آڑو

پارسی بھی لگا کے داخل ہوئے مقابلہ تاتاریوں نے جیسا کہ مردوں کو اپنے وطن اور اہل و عیال کی حفاظت کے لیے زیبا ہے خوب ہی کیا اور اگرچہ آلات و قواعد جنگ فرنگی ایسا بہتر ہے کہ وہ دشمن اور طور سے لڑنے آدے بیشک شکست پاوے اور ممکن نہیں کہ فوج پیادہ کی ٹولی وارنبدوق اور سنگین اور اسے تو مچانے انگریزی کا مقابلہ تیرا اور تلوار اور برنجی و تفنگ توڑے وارا اور جنجالوں سے کبھی ہووے اور ہی جہت سے انگریز کے کفتیاب ہونی کا کچھ شک دم بھر کے لیے کیونکہ تھا لیکن پھر بھی تانا رجوٹے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی اور قدم قدم نہایت جرات سے چوٹیں مارتے کوئی کھاتے پس پا ہوئے اور جہنم کچھ سہارا اسی حویلی یا باغ یا گلی سے پایا حجم کے کھڑے رہے اور کتنی دفعہ حملہ مردانہ سے باد تندر کی طرح انگریزوں پر چھبک کے سینہ بسینہ گھڑیوں لڑے اور تب ہی ہٹے حساب و بخون نے دیکھا کہ اپنی طرف نقصان پہلے میں دشمن سے دہ گونہ ہوتا ہے اور فرنگی کا فک اگر ہی پرتا ہے غرض اسی طرح سے حق ولادری ایسا دہنوں نے ادا کیا کہ چار گھنٹے میں فوج انگریزی پورب دروازہ کی کچھ لمبائی پہنچی حالانکہ آدہ کوس سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا اور اسی سے ظاہر ہے کہ تاتاریوں نے کیسا کچھ سامنا کیا اور ہر قدم پر روکا نہو گا جب کہ اس قدر عرصہ ایسی تھوڑی سی راہ طے کرنے میں گذرا ان غرض اور دھر سے فوج انگریزی کی ایک تقسیم کچھ دروازے تک پہنچی کہ دہن پر دوسری فوج آن ملی تاتاریوں کے دل ہلنے میںیت سائی اور چند لفظ آپس میں کہے او کی صف کی سپاہ ایک ایک کر کے دہن میں غائب ہو گئی یہ دیکھتے ہی آوازہ فتح کا لشکر انگریزی سے بلند ہوا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ لڑائی اب نہیں ہونے لگی لیکن تاتاریوں کے اوس وقت غائب ہو جانے کا سبب دوسرے روز معلوم ہوا چنانچہ حال یہ تھا کہ جب چاروں طرف سے غنیم کو داخل کرے اور گھیر لیتے او بخون نے دیکھا اپنے اردو کی طرف جہاں گھر دروازے جو روٹ کے ادن سب کے تھے گئے اور وہیں براون کے سردار نے سب کو جمع کر کے کہا کہ بار

کہیں پر کم ہوئی ہے جہاں اتنی جرات دینے میں آئی تھوڑی سی چونکہ اس دفعہ جو مقابلہ انگریزوں
 کا ہو اور رستی سے ہوا مناسب ہے کہ اس کا بیان کچھ تفصیل کے ساتھ ہو جسے
 شہر میں یہ سنائے گا حال دیکھا گیا اور دغا کا خیال لا روگات بہادر کے دل میں گزرا
 فوج کی تین تیسویں کی لکین اور دو طرف معسکرتائی کے روانہ ہوئیں اور تیسری تقسیم یک ٹیلے
 کے اوپر شہر کے فضیلوں کے قریب مستعد رہی غرض معسکرتائی پر جو چڑھائی ہوئی دشمن کے
 ہاتھ سے اتنے لوگ نقصان نہیں ہوئے کہ جو دھوپ اور تمارت آفتاب سوار سے پڑے چھا
 اٹھا نوے پلٹن گورے کی کئی جوان اس چڑھائی کے وقت لوہ کے مارے بدم ہوئے
 گر پڑے اور بعد لڑائی لے اور بھی تیرا آدمی صرف دھوپ کے صدر سے مر گئے غرض
 معسکرتائی اچھی طرح لڑے ویشل اور دفعہ کے جھٹ پٹ نہ بھاگے لیکن آخر کا فوج
 انگریزی کا مقابلہ دشوار سمجھ کر دے رفتہ رفتہ پس پام کر جان لے اور پیچھے دیکھے لیکن
 نکل چلے اور سپاہ کی دروی اور حربہ پھینک کر اطراف کی بستیوں میں دوسرے باشندوں
 ساتھ مل گئے اور اس ترکیب سے ہزار ہا بیان اور دوسری لڑائیوں میں بھی سچ کے
 جو اگر بچانے جاتے تو مارے پڑتے اور چونکہ تھامین اکثر سپاہی اسی ضلع کی ہیں کہ انہی پر
 بھی کرتے رہتے ہیں اور صرف جنگ کے وقت وردی پہنتے ہیں اس سبب سے جب
 اپنے ساز و تار ڈالتے ہیں تو آوردن کے ساتھ بے تردد و لمبا تے ہیں کیونکہ اگرچہ ہر
 پیشے اور ہنر والے کی وضع سچ و سچ اور چال چلن ایسی نرالی ہوتی ہے کہ ہشیار اور تجربہ کار
 آدمی کسی شخص کو دیکھتے ہی اس کے ہنر اور پیشہ کو بے تامل کہہ نکالیں کہ کتنی اور تجھی نگاہ اور
 تول تول کے قدم رکھنا اور بچوں کے بھل چلنا جو سپاہی کے واسطے موضوع ہے
 اور نہیں نہیں پائی جاتی ہے القصد معسکرتائی کی لڑائی کا نتیجہ ہوا لیکن شہر کے اندر
 جب تاتاریوں سے چلی تو اور ہی بات وقوع میں آئی اور اس کا حال راوی بہت
 انہی انگلیوں کی دیکھی ہوئی کہتا ہے کہ جب حزل شاہ دوسرا انگریز قلعہ بندی کے

۲۴

شکر متینہ کے ساتھ جا ملی فوراً بحر روانہ ہوئی اور اٹھارو مہینے تاج کو وہاں پہنچی غرض قبل ہی سے خانی فوج گزریاں ہوئی تھی اور اسکی فتح میں دو ایک گولی سے زیادہ کی موت نہ آئی اور تین سے چوتھے توپیں بہان کی اور اساتنگ کی لاکے انگریزوں کے ہاتھ آئیں اور سب جنگ باروت وغیرہ اور بگلے کا کچھ شمار تھا بعد اسکے شہر سوچو کے جائیگا قصد ہوا لیکن دریا کی کیفیت کا حقہ نکھنے سے جون کی قیسوں تاج کو شانگ ہی کو چھوڑ مجبور و فوج انگریزی اساتنگ میں پھرائی اور شہر چکلیاگ فوراً چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اسکو دخل میں لانا گیا نصف سلطنت کو چین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور رفتی بذریعہ نہ تھا وہیں پر شرف ہے بلکہ دار السلطنت چین میں علاوہ اکثر اسباب ہی راہ سے پہنچتا ہے اس امر کی کیفیت سے ایک تو اس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے نام کے پرفقوڑے جو کچھ ہو سکیگا تصویر میں کر گا الغرض انیسویں جولائی کو سحر انگریزی شہر کے فضیلوں کے سر رہائے آئی اور جب یہ کسی صورت نظر آئی در نہ خدا کی طاعت کیلئے پہنچی اور ایک سال مانگو محلہ خانو شان کے محکمہ بعض لوگوں نے سمجھا کہ ہیبت زدہ ہو کر خائیوں نے شہر کو ترک کیا تھا اور جب تک مقام پر نہیں آتے ہیں کیا بیان بھی کہ ہی ہو ویگا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے جس لئے خانی دیکھے ہوئے بیٹھے ہیں کہ جنہیں فوج انگریزی سپرد ٹک اور لا پر والی کے ساتھ آئے ہوتے تب ضعف باندھو شہر کے اندر داخل ہوئے گھیری جاوے اور حلقے میں بند کر دیں تا جاتی جاوے غرض وزن قیاس درست تھے کیونکہ خانی فوج کو دوحصہ دو حصہ بنایا گیا تھا ایک حصہ شمالی اور ایک جنوبی کیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ چین میں تھا اور دوسرا حصہ یمن کیانے روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر باہر سے کسی لشکر یا سپاہیوں کا رخ نہ ہو تو شہر میں جانے کا کریں یہ سب خواہ فرحت کی دیوار کی طرح شبہ سے محفوظ تھا لیکن چونکہ انہوں پر سے گذر کرین اس ارادہ مرانہ کوتاہاراؤں کام میں اور جس سے کہتے ہیں مشیت کا پورا تھا اتنا ہی اونہوں نے کیا اور اسی لڑائی

لشکر متعینہ کے ساتھ جاملی فوراً بحر روانہ ہوئی اور اٹھارو مہینے تاج کو وہاں پہنچی غرض قبل ہی
 سے ختائی فوج گزیراں ہوئی تھی اور اسکی فتح میں دو ایک گولی سے زیادہ کی موت نہ آئی
 اور تین سے چوتھے توپیں بہان کی اور اسانگ کی ملا کے انگریزوں کے ہاتھ آئیں اور سب
 جنگ باروت وغیرہ اور غلے کا کچھ شمار تھا بعد اسکے شہر سوچے کے جائیگا قصد ہوا لیکن دریا
 کی کیفیت کا حقہ نکلنے سے جون کی تیسویں تاج کو شانگ ہی کو چھوڑ کر فوج انگریزی اور اسانگ
 میں پھرائی اور شہر چکیا لنگ فوراً چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اسکو دخل میں لانا گویا نصف سلطنت
 کو چھین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور فتنی بذریعہ نہ تھا وہیں پر
 شروع ہے بلکہ دار السلطنت چین میں غلہ اور اکثر اسباب ہی راہ سے پہنچتا ہے اس امر کی طبیعت
 سے ایک تو اس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے نام کے برفقہ دار
 سے جو کچھ ہو سکیگا تصور نہیں کر سکا الغرض انیسویں جولائی کو کچھ انگریزی شہر کے فضیلوں کے سر مقابل
 میں آئی اور جب یہ کسی صورت نظر آئی روزہ صدارت کی طرح ان کی پہنچی اور ایک سناٹا مانتو حملہ خانہ نشان
 معلوم بعض لوگوں نے سمجھا کہ ہیبت زدہ ہو کر خائون نے شہر کو ترک کیا تھا اور جب تک تھا
 سکی پر طور میں کیا نہاں بھی کسی ہی ہو ویگا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے
 کے لیے ختائی دیکھے ہوئے بیٹھے ہیں کہ جو نہیں فوج انگریزی سپرد حرکت اور لاپرواہی کے ساتھ
 فتح کی خوشی سے بے صفت باندھ شہر کے اندر داخل ہوئے گھبرائی جاوے اور حلقے میں
 پھنس کر گرفت میں ماری جاوے غرض وزن قیاس درست تھے کیونکہ ختائی فوج کو دو حصے دو
 اڑا دی کوں پریٹوں پر قلعہ بندی اور کلر کی مضبوطی کیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ جن میں
 ہتھیار اہل تانارا اور جرات و قوت میں یکتاے روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر باہر
 کا لشکر شکست پاوے اور انگریز قصد شہر میں جانے کا کریں یہ سب خواہ فرہمت کی دیوار کی طرح
 کھڑے ہو جاویں یا دشمن انکی لاشوں پر سے گذر کریں اس ارادہ مراد نہ کو تانارا اس کام میں
 اور حق ہے کہ حب وطن اور شجاعت کا جو مقتضا تھا اتنا ہی انہوں نے کیا اور اسی لڑائی

طرف جو خانی آئے اور ساتھیوں سے ملے تو ایک کو بے چین پھنسنے اور ناکارہ روک کے
 جو ایک توپ اور چند بند و قون کی بارہ اونپر دفعۃً علی لاشوں کے ڈھیر ہو گئے اور کوئی سو قدم تک
 لاشوں کا چبوترہ قد آدم سے زیادہ اونچا بن گیا اگر راستہ چڑھا ہوتا اور چاروں طرف توپ مارنا
 موقع ملتا تو ایک خانی نہ بچتا غرض ایک ہی توپ نے ایسا نقصان کیا کہ اگر جسم کھاکے انگریز بارہ
 موقوف نہ کرتے تو اوس ہی سے ہزاروں بھکانے لگ جاتے تھے ساتھ اس حملے کے بھر انگریز
 پر خانیوں نے ہلہ کیا اور جہازوں میں آگ لگا دینے کے لیے سوا اوس طرح کے بیڑے
 کی ترکیب کی جو صدر میں بیان آئی کشتیوں پر قسام رنگ کے کبس اور پٹارے اوس وضع
 کے جس میں کجواب اور تینینے خانی سوداگر کہتے دھارے پر چھوڑ دیتے اور اوس میں اسطرح
 کے اجرام تگب کیے ہوئے بھرے تھے کہ ہوا لگنے کی برتی چنانچہ ایک جہاز ہی نے فیما لوسٹے
 کے قصد سے جو نہیں ایک کبس کو گھٹلا اس زور شور سے اڑ گیا کہ اوسکا تو کیا پتا ملا کشتی کے
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور لمحہ بھر اڑ رہ زمین کو رہا العرض یہ سب کچھ بیکار نکلا اور خشکی اور تری
 شبنون کے حملوں سے بھی ثابت ہوا کہ انگریزوں اور خانیوں کی جرات اور سپاہ گرمی میں
 اتنا فرق ہے کہ اگرچہ اونہوں نے غاصب شب خون مارا لیکن پھر کچھ ہوا حالانکہ اونکو غافل پایا اور طرہ
 سب پر یہ تھا کہ اس حملے کے واسطے دس ہزار چیدہ تانہ جارا اور قوم سیاہی کے کوہستانی
 انگریز کے دشمن جانی اس کام پر مقرر کیے گئے اور انعام دے دے کر بلائے گئے تھے
 تینگپو کے لپچنگمانی کے انگریزی اہل قلعہ پر اوسی شب کو حملہ کیا گیا لیکن وہاں کے لوگ
 سبب اپنی گروہ کی قلت کے ایسے ہتیار تھے کہ خانی دروازے تک پہنچنے نہ پائے +
 ان دونوں مقام پر اس بندوبست اور چالاک سے خانیوں نے سارا سامان کیا تھا کہ دوپہر
 رات تک کسی کو کچھ آہٹ نہ ملی اور نہ اولیٰ سی بات میں کسی اوروں سے فرق ہوا لیکن طبع قلعہ
 میں فوج کثیر اور کئی ضرب توپ خشکی اور تری پر گویا سحر کے ذریعہ سے موجود ہو گئی اور سب کو
 حیرت ہوئی کہ یہ بلا کہھر سے آئی زمین سے نکلی یا آسمان سے گری یا یہ ہوا پر سے پونجی

لاکھان کے سیکو تھا کہ یہ پھر مقابلہ کرینگے لیکن آٹھویں تاریخ کو چند خانی لوٹے جسکے باب لڑائی میں
 گئے تھے اور انکی ہمتی اور یکسی پر اہل لشکر انگریزوں کے کھانے پینے کو دیتے تھے اور وہ لوگ
 بھی بہت کام کاجی تھکے اور گوروں کے ساتھ رہا کرتے تھے وہی خوف زدہ اور لرزاں اور
 ترسان شہر سے مسکرمین آئے اور اپنی زبان میں کہہ کہہ کر رونے لگے کہ کل پر سون تم سب مارے
 جاؤ گے اس سے زیادہ حال کچھ کھلا نہیں اور شب دغا کا جو اس بیان سے پیدا ہوا تھا پانہ نصین
 اور سوقت پونہ پنجاب اوسی شب کو سب لڑکے دفعۃً مسکرمین سے چلے گئے اور پھر نہ آئے یہ حال
 سب ہوشیار ہوئے لیکن اوس شب کو کچھ ہوا غرض دوسرے روز لارڈ کاف دیکھا چوران
 کی طرف واسطے تدریب جنگ اور شور کرنے کے لیے جانا تھا کہ اوسی شب کو خانیوں نے شب نہون
 مارنے کا قصد کیا اور پھر فرج کی غم حاضری کو نہایت معقول موقع جانا حالانکہ یہ نہیں سمجھا کہ انگریزوں
 قواعد جنگ کے رو سے ممکن نہیں کہ کسی حال میں فرج بے سردار کے رہے کیونکہ اگر تمام افسر سپا
 سالار سے ادنیٰ تک ایک ایک کر کے سب کٹ جاویں تو ادنیٰ سا فتنہ بھی اسوقت سرداری کر
 سکتا کہ غرض دسویں تاریخ اور تین بجے رات کو دکن دروازے کی فسیلون پر ایک خانی عیڑی
 لگا کے چڑھا اور بہرنے کے سپاہی نے جو کئی دفعہ ٹوکا اور جواب نہ پایا منہ و حق پشیا کے ایسی
 گولی ماری کہ اوس شخص کی لاش نیچے گر پڑی اس آواز کا ہونا تھا کہ دفعۃً ملا اوس دروازے
 اور مغرب کے دروازے پر خانیوں نے کیا اور سب جہان لگا کے شہر کے اندر شور کرتے ہوئے
 گھسے چند سپاہی انگریزی جو دکن کی طرف با سپانی میں تھے اوس جھگڑے کو دیکھ کر باڑہ مارتے ہوئے
 پیچھے ہٹے لیکن مغربی دروازے پر فٹنٹ آرم اسٹرانگ صلیٹ رنجیدہ گوروں نے ہزاروں
 گولہ روک رکھا کہ اتنے میں بطور معسر انگریزی میں بجا اور کرنل منٹ گری صاحب چار ہلی توپیں
 اور سو گولے لیکر موجود ہوئے پھر جو خانی دشمن کی ہوائی ہے کیا امکان ہے کہ بیان ہوئے
 اور انہوں نے اپنی انگلیوں سے دیکھی تھیں لیکر ایسی خوریزی گننے میں نہ آئی تھی مختصر یہ کہ دکن کی

روزِ شعل گئی لیکن جوہنن اوس نے چھری گلے میں لگائی ایک انگریز نے اسی ضرب تلوار کی ہاتھ پڑھ
 ماری کہ چھری ہاتھ سے گر پڑی اور دوسرے قیدیوں کی طرح اوسکی مشکین باندھی گئیں اور جب بعد
 لڑائی کوئی پنج سو خانی کو صرف چوٹی کا ٹکٹہ نخلصی دی گئی اوسکو بھی اوسی حال سے رہائی ملی + ایہ
 یہ خرابی پیادہ فوج کی ہو رہی تھی اوس غرے میں ہزاروں نے اصل قلعہ کو دھن ڈالا اور پرنز کے پڑ
 اور ادیا آخر لامر گیارہ ہنن کچے تھے کفتح کا نشان چنگیائی کی فیلوں پر بلند ہوا اور کی طرح کے دشمن کا پتا
 باقی نہ رہا اور یہاں تک خوف اس لڑائی کے ہونے سے اوسکو ہوا تھا کہ تیرھویں اکتوبر کو شہر تنگ پو کو
 فتح کرنے جو فوج و بکر انگریزی روانہ ہوئی تو یہاں سے وہاں تک غنیم کی صورت نہ دکھائی دی بلکہ
 جب صرف نہر اسپاہ شہر کے دروازے پر پہنچی خانیوں نے بے تامل دروازہ کھول دیا + چونکہ
 جاڑے کے ایام آئے بلکہ شدت سرما کا حال لوگوں نے بیان کیا امیر فوج اور امیر بحر نے حکم دیا
 کہ سپاہیوں اور ہر طرح کے ہمراہیوں کے لیے مکانات بنیں چنانچہ ویسے ہی ہوا اور خانی سب
 اگرچہ پہلے خائف ہو کر گھر دروازہ چھوڑ چھا کر چلے گئے تھے رفتہ رفتہ انگریزوں کے عدل دینی
 کا حال سن کر بھڑکے اور بدستور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے اور انگریزوں کو رسد
 اور معمار کی اسباب وغیرہ پہنچانے لگی حالانکہ ففور کے غز میں بین مضامین تھے کہ ایک نئی سرخ بال والا وحشی یعنی
 غرنکی بچنے نیا سے بد یہ حال میں کا ۱۸۴۲ء کی مارچ میں تکے ہا اور انگریزوں کو خیال ہوا کہ ایسی ہی مار
 کیا کہ کھڑا آشتی کی اہل تھا کہ دوسری بات منظور رہیں ہے اور اسی حجت سے شہر کے دروازے کی سخت
 کی یہی خید پیادہ سیاہ کافی سمجھے گئے لیکن یہ سن سناں اور طہیمان مثل اوس سناٹے کے تھا جو قبل
 اندھی کے ہوتا ہے کہ شجر چار کی پتی تک جو ہر وقت تھر تھراتی رہتی ہے اوس وقت ہی ہنن اور
 تیس ہوتی ہے گویا طوفان کو زیادہ تیز و تند ہونا کہ کرنے کے لیے قبل سے اجڑی قوت کو جمع کرنے
 کی خاطر آرام کرتی ہے جیسا پہلوان قبل بدی کشتی کے سور تھا ہے چنانچہ شروع مارچ سے
 ہشیار لوگوں نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ خانی دوکاندار وغیرہ اپنا مال و اسباب شہر سے باہر لیجانے
 لگے اور اپنی لوگ جوان قوی مسل دود و چار چار کر کے آنے لگے عرض خانیوں کی اتنی جڑا

جواب قرار دہی دیتے اصل قلعے کے سامنے جا پونچھے اور قیامت برپا کی اتنے میں باد
 فوج کی تین تیسہیں ہوئیں اور تین طرف سے خدائی کے تینوں معسکر چلیں دو جگہ پر ٹو ایسا کچھ
 نہ۔ خون ہوا کیونکہ فوج خدائی دو چار ہاتھ لڑ کے لبتی ہوئی غرض تیسری جگہ پر کوئی دس ہزار
 خدائی مورخہ باندھے کنارہ دریا پر کھڑے تھے اور جب دیکھا کہ صرف پانچ سو گورے چار تو ہیں
 مقابلے کو آتے ہیں شور کرنے اور چلانے اور بعضے مسخرے دو دنوں ہاتھ سے تلوار پر لڑ کو تے
 اور خوشی کے مارے ناچنے لگے کہ یہ جو کئی شخص آتے ہیں ہم اتنے ملکا اور جین چٹنی کر ڈالیں گے
 اس خیال سے انواع طرح کی لطیف حرکتیں جو عوام مہنگالی اور باہی تھے کی چھوٹیں اس کی تھا
 فضیحتی میں کرتی ہیں کرنے لگے کہ پہلو کی طرف سے کئی ٹیلو نکا کا وہ دیتے صرف ہزار گورے
 تو ہیں لیے ان پونچھ ان کو دیکھتے ہی مسخرے خدائی سب تو ہیوش ہو کر گڑھے اور اکثر کی
 جتنی امید فتح کی تھی سب دل یاس جانکاہ سے ہو گئی اور صدمہ کے ایسے جھکی چھوٹے کہ توپوں سے
 صرف ایک دفعہ ہار مار کے دوبارہ کچھ نہ کر سکے اور اوکلی آرمین شل ہو کے بیٹھ گئے غرض
 باقی نے دو پہلو پر دشمن اور پشت پر دریا موت کے آنے کی چاروں طرف سے راہ
 اور اپنے محفوظ نکل جانے کی صورت منقطع دیکھ کر تو رہاس سے خوب لڑے لیکن کہا تک
 انگریزوں نے ایسی ایسی ہار مار کی کہ ایک گولی خالی نکلی اور لاش پر لاش ڈھیر ہوئی
 چلی کہ اتنے میں خدائی نصف بھٹی تب پوری خرابی اوس گروہ کی ہوئی حربہ بھینک بھینک
 ہزار ہا پانی میں ڈر ڈوب مرنے لگے اوسے جو کشتی کے پل پر گرنے پڑے پونچھ اور
 اوس پار بھاگ چلے اور نکا چھپا چند گوروں نے کر کے سب کو مار کے پانی میں
 ڈال دیا بہتوں نے پیش قبض سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اپنے کو فوج کرنے اوس
 سردار موج تاننا چاہا جسے غصہ کو سابق ایک دفعہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر حکم خدائی ہو تو جیٹان ہو
 نیگن وپ از دق یعنی انگریزوں کو ایک کر سے جال میں بھینسا کے اور نکا گوشت گدون کو کھلا
 دلو اور اوڑھنے سے فوج حضور کی لیے ستون بنوا دی غرض اوس مرد بزرگ کی ساری ساری

لیکن گہر اور طمانحہ بجا نا دشوار ہوتا ہے غرض ختائی سب اپنے شہروں کے سامنے قلعہ بندی کے قلعے تھے
اور یہ خیال نکلیا کہ اگر سامنے نہ آ کے دشمن پانچ چار کوس پر اور تراور کا وادیکر دہنیں ہائیں کے آئنگے تو
سامنے کے مورچے کیا کرینگے پس اگر کچھ بھی قلعہ سازی کے علم سے واقف ہوتے تو دریائی و زمینی
کے مقابلے کے لیے وہاں پر گڑھی بناتے جہاں سیلا مارنے اور پائے آب کرنے کی جگہ تھی
لیکن ان مقاموں کو چھوڑ چھاڑ کر قصد اغنیم کے لیے راہ رکھ کر صرف زیر شہر مضبوطی کرتے تھے اور
اکثر یہی ہوا کہ جب جہاز سب گڑھی کے مقابلے میں اگر گولہ مارنا شروع کرتے تھے تو پیادہ لشکر پانچ
حکیمہ دیکھ کر فاصلے پر اوتر کر پہلو پر آن پڑتا تھا اور دونوں طرف کی چوٹوں کے سامنے حصہ
کہ اوسکے مارنے والے انگریز تھے بیچارے ختائیوں کو بھاگتے ہی بن آتا تھا اور یہ طرح کی ناواقفیت
علم قلعہ بندی سے شہر کا نشان کی لڑائی میں ظاہر ہوتی کہ حصار شہر کے قریب اور اوسکی دیوار سے
بند ٹیلے واقع ہیں جن پر ہر چند کہ حصار میں لیکن پھر بھی خوف ہے جیسا کہ ظہور میں آہی چکا ہے
کہ اگر دشمن ان میں جھل کرے اور وہیں کی توپوں کا رخ خود شہر کی طرف پھیر دیوے تو حصار شہر میں کونسی
صورت حفاظت کی ہے جب کہ زیادہ بندی سے قلعے کے گولے شہر کے اندر نہایت سہولت سے
پہنچ سکتے ہیں اور حصار کے گولے بہت مشکل سے اگر فضیلوں کے گنگرے تک جائے تو جابائے
چنانچہ اسی وجہ سے اہل فرنگ کے جتنے قلعے دیکھے سب کی چاروں طرف میدان وسیع کئی گولوں کے
ٹپے تک ہمیشہ رہتا ہے اور ادنی سا گھر تک وہاں نہیں بنے پاتا ہے جہاں پر مطلق اندیشہ ہوتا ہے
کہ دشمن اوسکی آڑ سے سرنگ دوڑا سکتا ہے یا اور طرح سے نفع پاسکتا ہے + الغرض جنگی
میں ختائیوں نے اپنے طور سے جہانگ مضبوطی چاہی تھی کی اور نوین تاسیخ کو بحر انگریزی قلعہ بند
سے فاصلے پر لنگر کر کے شب بھر رہی اور صبح کو چار جہاز متعین ہوئے کہ قلعے پر سامنے سے گولے پڑائیں
اور دغا بیوں کو حکم ملا کہ پہلو سے باڑہ ماریں اور باقی پر فوج خشکی سوار ہو کر دھنسنے لگا رہے اور ترکی
جب امیر البحر نے اپنے جہاز کے مستول پر نشان جنگ بلند کیا جہازوں نے ختائی بحر کا قصد آنا فانا
میں فیصل کر فرامست کی ٹٹی جو بیچ دریا میں کھڑی تھی توڑنا دھنسنے بائیں کی گڑھیوں کے لوگوں کا

جملہ کچھ لکھتا ہے کہ جب یہی خاصہ سپاہ انگریزی کا ہے اور کی بہادری کی تعریف کی جیسی ہی
 باب میں لکھی گئی ہے۔ جب یہی خاصہ سپاہ انگریزی کا ہے اور کی بہادری کی تعریف کی جیسی ہی
 زیادتی ہے جیسے حاتم کی تعریف سجادت میں تھی غرض اس مقام پر گورے کی پچیس بلٹن نے جو کام
 کیا قابل ذکر کے ہے چنانچہ خانی فوج ایک ٹیلے کی چوٹی پر سے توپ اورندوق سے بوجھا
 گولیوں کی کرتی تھی اور یہ بلٹن نیچے سے دھاوا مار کے اور پونجی اور شمشیر کو شکست دی باوجود
 اس عروج و صعود میں خانی سرب سے بے تحاشہ بارہ بار تھے تھے اور انگریزوں کو ایک گولی
 چلائے گا موقع نہ ملا غرض لشکر شاہی اور سرکار کبھی کی سپاہ ملکی اور انگریزی خشکی اور بحری
 جو جو جوانمردی کا تھا ادا کیا اور تمام گڑھیوں کو قبضہ کر لیا اور انگریز کا نشان فتح تو امان شہر گھائی
 پائے تخت چوڑا ان میں بلند ہوا بعد اسکے جب شہر گھائی کی گھیرت ہو اس جگہ سے کوئی چوڑیوں
 دریاے نیگ پو کے مہانے کے بائیں کنارے پر واقع ہے جانا اور فتح کرنا منظور ہوا تو چاہا
 سپاہی گھائی میں حفاظت کے لیے چھوڑ کر ساتویں ماہ اکتوبر کو بحر اگشیہ روانہ ہوئی اور صبح
 میرجو و قوج دو خانی پر آگے سے گئے تا دشمن کی قلعہ بندی کی مضبوطی اور سپاہ کی جمہیت اور
 سامان جنگ کا حال قیاس کے رو سے اور جاسوس کے ذریعہ سے دریافت میں آئے چنانچہ
 معلوم ہوا کہ شہر میں تین ہزار چیدہ سپاہ تیار اور قلعے میں چار ہزار جوان کارزار کئی توپوں کے
 ساتھ متعین ہیں اور دور دور تک چاروں طرف گڑھیاں اور صمد با توپ و سپاہ ہیں
 اور مہانے پر پڑے بڑے ستون لوہے کے نوک والے دریا میں گاڈے ہوئے اور موٹی
 موٹی زنجیروں سے اون میں جعفری بندی کی ہوئی ہے اور دونوں کنارے خانی بحر جنگی ٹوپوں
 اور سپاہ سے آراستہ موجود غرض حفاظت کے لیے جو کچھ کہ خشکی اور بری میں ضرورت تھا
 وہاں دیکھنے میں آیا لیکن ہی خامی جو ہر جگہ نظر آئی یہاں بھی باوجود اتنے تجربے کے موجود
 تھی اور وہی نقص عظیم جسکے واقع ہونے سے دنیا کی قلعہ بندی مثل لڑکوں کے گھر و گھر
 کے بیکار ہوتی ہے یہاں بدستور تھا اور تاکہ سب کو شبہ نہ رہے کہ یہ نقص کیا تھا کہنا چاہیے کہ قلعہ
 جنگ کارکن حفاظت پہلو ہے یہاں کہ بھکتی میں سر کی چوٹ لٹاڑی سے بھی سہل میں رکھنی ہے

یاد دیکھے انگریز کے کیسے بڑے سردار مفت قبضے میں آئے غرض موتوں اور دیکھتوں سے خصمیں
مانڈرینوں سے جو دونوں خطر سے زیادہ تھے کیونکہ سمندر کی جہزی اور دیکھتوں کی خود غرضی اور
میں باہم تھی یہ لوگ بچ کے مکاؤ میں آئے اور اون ملاحوں کو قول و قرار کے علاوہ جیسا سچا تھا خوش
القسمہ نئے سفیر سر ہنری پانچرا اور نیا امیر بحر سرداریم پارکر کے وارد ہوتے ہی طیازمی شمال
کی طرف جانے کی ہوئی اور بیسویں گشت کو سارا سامان مہیا ہوا اور تمام بحر و فوج خبریہ ایمائی کے
سر کرنے کو روانہ ہوئی اور پچیسویں کو وہاں لڑائی ہوئی جس کا حال جلد اول میں مسبین ہے
حاصل یہ کہ بیان بھی بدستور فتح پائی اور پانچ سو توپوں کے قریب غرق آب یا اور طرح سے
نقصان کی گئیں غرض بیان پر سارے پانسو سپاہی اور تین جہاز خطا طت کے لیے چھوڑ کر
بحر انگریزی یا پانچویں ستمبر کو جزیرہ جوزان کی طرف چلی اور وہاں پر ایسی قلعہ بندی نظر آئی کہ سب کو
حیرت ہوئی اور اگرچہ صرف سات مینے انگریزوں کو چھوٹے ہوئے گذرے تھے لیکن اس عرصہ میں
میں ایمائی کی قلعہ بندی کی طرح بیان پر کوس بھر تک اونھوں نے گڑھیاں بنائیں تھیں اور
قریب دو سو توپوں سے آراستہ کی تھیں اور ایسی جلدی معنی طوی جو دیکھنے میں آئی سب کو یقین ملی
ہوا کہ دیوار ختا اور نہر ختا کے عرصہ قلیل میں تیار ہونے کی روایت درست ہے یہ ساحل دریا کے
علاوہ جتنے ٹیلے اور ٹیکے قریب واقع تھے سب پر توپیں اس انداز سے بڑھیں تھیں کہ اگر ختا ہوں
کو گولہ اندازی کا کچھ بھی شعور ہوتا تو کیا مجال تھی کہ ایک جہاز اس مہلے سے ثابت گذرنا سوا
دریا کے دھارے ایسے مینڈے تھے کہ چھتیسویں رخ بہتے بہتے تنکے کے ٹکڑے ہو جاتے
تھے اسی جہت سے پچیس روز جہازوں کو اس نثرل کو تاہ کے طے کرنے میں لگے اور پہلی
اکتوبر تک لڑائی نہیں ہوئی غرض اوس دن لارڈ کاف بہادر ہندوہ سے سپاہ کی ایک تقسیم اور نہرا
سپاہ کی دوسری تقسیم کشتیوں پر چڑھا کے کنارے پر اوڑھ کر قلعے کی پہلو کی طرف سے بڑھ کر نیکاحم
دیا چونکہ فوج انگریزی ہمیشہ ہر مقام پر بہادری کرتی سے خواہ دشمن قلیل یا کثیر خواہ ہم قوم یا غیر کہ ہو
خواہ شب یا روز خواہ خشکی یا تری خواہ جاڑے یا گرمی میں بلکہ ہوائے اس لیے راقم ان کی جرات کے

مقیم ہوا وہ اسی عرصے میں لندن سے خط آیا کہ ملکہ وکٹوریہ اور وزرائی انگلستان کو کپتان الیٹ صاحب کاروبار اور طریقہ کار کے متعلق معلوم ہوا کہ سفارت کے عہدے سے انھیں مغرور کر کے سربراہی بہادر کو جنہوں نے حیدر آباد و سندھ اور دوسرے کئی مقام پر ہندوستان میں بڑا نام کارگزاری و بددی کا پیدا کیا ہے اس عہدہ جلیل القدر سے سرفراز کیا گیا اسی حجت سے جون مینے کی پہلی تاریخ سے اگست مینے کی دسویں تک ماؤ فیکٹ کے پاس غیر نہیں پہنچا تھا کوئی اتر قابل ذکر کے وقوع میں نہ آیا نہج اسکے کہ بڑا طوفان جسکو خدائی زبان میں ٹیفون کہتے ہیں آج بکمال میں گئی دفعہ بحر مشرق اور ختالی ٹھہرنا آنا و اجات سے ہے اسی زور و شور سے آیا جس کا ایک شہر راقم نے جسداول میں بیان کیا ہے اور اوہین انگریزوں کا بڑا نقصان ہوا وہ کپتان الیٹ صاحب اور سر گارڈن بریئر ایئر جہاز پر بمکاؤ سے آئے تھے کہ راہ میں یہ طوفان ملا جو کچھ بہر مقدر ہو سکا جہاز کو تباہی سے بچنے کے لیے کیا گیا لیکن علم ناخذائی ایسے ایسے مقام پر صرف ہونے سے حاصل اتنا ہے ہوتا ہے کہ انسان کی قدرت اور حکمت کی بیکاری کا ایسا تجربہ ملتا ہے کہ محض لاپرواہ اور سپودہ شخص کو بھی یاد آتا ہے پد اکیسویں جولائی کو اس گرد باد نے جہاز کو اپنے دامن میں پکڑ لیا کے دوسرے روز کنارے پر ایسا ٹپک دیا کہ ایک تختہ ثابت زلزلہ جی خرابیوں سے تیس شخص بچے اور جب سمندر کے ٹہنگ کے دہن سے مثل بونس کے نیچے خالی چھوے جو کنارے پر ملے اونھوں کی سب کا کپڑا تاجھیں لبا بلکہ قصد مار ڈالنے کا کیا کہ اتنے میں قصیہ اتفاقی سے ایک شخص چپا اگیا جو کپتان الیٹ صاحب سے واقف تھا اور اس نے چھ ہزار روپیہ کا انعام قبول کروا کے دو ڈونگے پر چار انگڑی یعنی سر گارڈن بریئر اور کپتان الیٹ صاحب اور دوسرے دو صاحبوں کو چڑھانے کے حکم میں پہنچا دیا لیکن وہاں پہنچتے پہنچتے تک بھی سلسلہ خطرہ باقی رہا کیونکہ راہ میں خدائی جنگی ملا اور ادا ناخذانے ڈونگے والے سے پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو اونے بے تامل جواب دیا کہ چانول اور چونکہ انگریز کشتی کے تلے چائی اور پر سے اوڑھے لیٹے ہوئے تھے بچ گئے ورنہ اگر ذرا سا بھی شہہ جو تانا شامی میں کیا معقول تین شکار ماڈرنوں کے ہاتھ لگتے کہ بے لڑائی ٹھہرائی

دوسری باروت سے کوئی بھر کے ٹمبون کے سرواڑوں کو مارے تھے اور ٹمبون سے اون جو تو
 جواب دیتے تھے جو قریب آن کر ختانی مارے الغرض کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک حال ہی رہا کہ یہ چند لمبی
 جج بین اور وہ ہزار ہا غنیم چاروں طرف دس بارہ قدم کے فاصلے پر شور قیامت برپا کیے نیز وہ ہم
 مارے رہے اور اگر ایک بھی حملہ مردانہ کرتے تو انگریز کا ایک آدمی نہ بچتا کیونکہ جب دھر ساٹھ اور اوپر
 تین ہزار تھے تو حساب صاف ہے کہ ایک کے اوپر چاس تھے اور حملے میں بہت مارے جاتے تو
 ایک کے ہاتھ سے ایک گرتا باقی انچاس تو نہایت کرتے لیکن بڑوں کو کہاں یہ سوچتا ہے اون میں ہر
 شخص بھی جانتا ہے کہ اگر اگے بڑا تو میں ہی مارا جاؤنگا اور دوسروں کو چھوڑ کے اڈبڑا کے مجھ کو مٹا
 کر سکے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ ایک بہادر نے سو آدمی کو روک کھا خیر جب ختا یوں نے
 دیکھا کہ برابر کی لڑائی میں یہ ساٹھ شخص سب پر بھارے تھے بعض جو سب بودون کے بودے تھے
 ایک توپ کی فکریں گئے اور ڈھونڈ کے لائے اور کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر اس ٹپ سے
 لگایا کہ اگر بے نشانہ باندھے بھی یوں ہی اندھا دھند مارے تو اون چند آدمیوں کو ایک لمحے
 میں صاف کر دیتے تب تو اون بہادر وں کو خوف ہوا کہ اس توپ کا جواب ایسی تنگ جگہ میں دینا
 دشوار ہے اب اور چارہ نہیں بجز اس کے کہ حملہ کر کے توپ کو چھین لیجئے یا اسی قصد میں مرجائیے یہ
 سوچ کر ہاڈفیل صاحب ویسے ہی حکم دینے پر تھے کہ ایک صدا بلند ہوئی اور دو کمپنی جہازی سپاہ
 کی جو اون لوگوں کی تلاش میں بھی گئی تھی نظر آئی محب طرح سے حافظہ حقیقی نے یہ مرد بھی اور وقت
 میں بھی کہ کوئی صورت دم بھر بچنے کی باقی نہ تھی ان فرض ان گورے پیادوں کا لاسے اتنا اور بارہ
 مارا تھا کہ ختانی پرستور بھاگ گئے ہوا جو دیکھ اہل چین نے بار بار دغا دی تھی اور ان کی باتوں کا
 مطلق اعتماد تھا اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر حکم شہر کا نشان پر مل کر نیکار دیا جائیگا تو دولت انہوہ دیکر ختانی ان
 مانگینگے لیکن اپنی وضع رہتی کی جو انگریزوں نے ہمیشہ رکھی ہے اور وہ زیادہ تر ہٹاؤں کے
 بخت اور اقبال کے رونق کا ہے اس کے خلاف مطلق وقوع میں نہ لائے اور جو نہیں کر رہے
 فدیہ کے رویوں سے وصول ہوا لشکر انگریزی جہازوں پر سوار ہو کر خبر یہ ہانگ کانگ میں

سب کی پوشاک کو گرفت کر کے تین چار خانی ملے اور اسے اپنی طرف کھینچ لاتے تھے اور
 بتوار سے سر کاٹ ڈالتے تھے سپر سے کوئی ڈیرہ سڑ آدمی انگریز کے مارے گئے آخر کو جب
 لارڈو گان نے دیکھا کہ سب بندوقیں نکلتی ہو گئیں اور سپر کے منی کے کھیل میں لوگ نقصان
 ہونے لگے پہلے کا حکم اور نو دیاتب خانی پس پا ہوئے اور آدھ گھڑی کے بعد بے تحاشی اچھا
 اس حملے کے قبل مندراجی سپاہی کی سینٹیویں ملٹن کی ایک کمپنی قریب ساٹھ سپاہی کے اور تین انگریز
 افسر کو لارڈو گان نے چھٹیویں ملٹن کے گورے کے ساتھ باہم ہونے کے لیے بھیجا اس عرصے
 میں اور فوج انگریزی نے ہڈ کیا اور خانیوں کے تعاقب میں دوڑ کل گئے اور یہ کمپنی راہ بھول گئی
 کیونکہ پانی کی بو چھار اور آندھی سے کچھ سو جھٹا تھا اور اس حان جیتی میں سیلاب لیا ہوا کہ نشان
 سب ڈوب گئے اور اس فوج میں کسی کو کچھ خیال نہ کہ کس جگہ سے آئے تھے اور کہہ کر جاتے ہیں
 کہ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ کوئی تین ہزار خانی الیٹرف سے آن پونجیا اور اپنے گروہ کو کثیر دیکھ کر
 حشرات مچاتے اور گلیل کرتے اور انواع طرح سے دھکی دکھاتے چاروں طرف سے گھیر لیا اسی عرصے میں
 پانی جو دم بھر کے لیے رکھا سپاہیوں نے تین چار بار بٹھ متواتر اس نشانے کے ساتھ ماری کہ خانی
 پیش قدمی سے دبا تے ہوئے چلے آتے تھے رکے لیکن پھر چو پانی برسے لگا ایک چھر کلا بھکی کا
 نرہ اور اسی روز کے تجربہ سنگین سے ثابت ہوا کہ پھری والی بندوق کی کچھ جمعیت ٹوپی دار بندوق کے
 سامنے نہیں ہے اور اگر دوسری کوئی فوج ہوتی تو لامحالہ یا مان ناگتی یا پیٹھ پھرتی لیکن انگریز کے
 قواعد جنگ و ضوابط ایسے معقول ہیں کہ یہہ ساٹھ سپاہی تین ہزار سپاہی سے مطلق خائف نہ ہوئے اور
 ویسے ہی دلجمعی کے ساتھ کھڑے رہے جیسا کہ ایام صلح میں اپنے اردو کے سامنے پیچ و شام کو مشق
 قواعد کرتے ہیں اور تین انگریز افسر باڈفیلڈ صاحب اور برکلی اور ڈبر وے صاحب نے ان جوانوں کی کوچی
 صفت بانڈھی اور چاروں طرف کی چوڑوں کا جواب دیا اور کام ان بہادروں نے یہہ کیا کہ بندوقوں سے
 بھیگا تو نہ کھال اور گھٹنے بھر پانی میں تو کھڑے ہی تھے اور یہیں بندوقوں کو دھو دھو کر اور اپنی گاڑی
 وزدی کی ٹوپی کے نیچے حتیٰ اور سے پھاڑ پھاڑ کر نال کو خشک کر اور ٹوپی کی آڑ میں بو چھار سے بچنے

جب تک ان دونوں شرطوں پر عمل نہ کیا جاوے فوج انگریزی اپنی جگہ پر متعذر ہے اس مہمات و جمع کو
 عہد نامہ کو دیکھ کر تمام انگریز نہایت ناراض ہوئے لیکن مجبور تھے چپکے سے کیونکہ اگرچہ امرائے فوج اور عہد
 رتے اور کپتان الیٹ صاحب کے پائے زمین میں و آسمان کا فرق تھا لیکن کپتان صاحب قبل سے
 سفیر شاہ لندن کے تھے گویا بادشاہ کی جابر تصور تھے اس باعث سے ان کے حکم کے تابع
 سب تھے غرض چار روز صلح کے نہیں گزرے تھے کہ دفعہ کوئی بندرہ نہار خٹائی دور سے دکھائی
 دیے کہ غول بانہ ہے اور شور کرتے اور نقارہ اور ڈھول بجاتے اور سچائی سے اچھل اچھل کے پتیر ابلتے
 اور بکر کو دوتے لڑائی کے قصد سے چلے آتے ہیں اور چونکہ خبرداروں نے خبر نہ پائی تھی کہ انگریز
 کی فوج کل بیس سو سے زیادہ نہیں ہے اور نہیں ان لوگوں کے شکست دینے بلکہ باہمال کرنا
 ایسا غور پیدا ہوا تھا کہ مارے خوشی کے گلیل کرتے بڑی ڈھائی سے مقابلے کو آئے یہ حال
 دیکھتے ہی لارڈ گارف ہارڈ نے سینتیسویں بلٹن مندراجی سپاہی اور انچاسویں بلٹن سے گورے کی
 خیدکپنی کو سامنے بھیجا حاصل یہ کہ مزدوق کی چار پانچ بارہ مارے ہی خٹائی پس پا ہوئے
 اور بیون جنون فوج اٹلش آگے بڑھی ان کی سپاہ پیچھے ہٹی آخر ایسی شکست کامل ان کو ہوئی کہ
 ڈیرہ نہار لاش میدان جنگ میں رہ گئی اور کوئی پانچ نہارے زیادہ آدمی سخت مجروح ہوئے
 اور باقی جدھر سے آئے تھے او دھری بھاگے اگر تعاقب کیا جاتا تو کئی نہار کا قہقہہ فیصل تھا
 لیکن لارڈ گارف نے رحم کھا کے اور پیش و گرگ کی لڑائی سمجھ کے پیچھا کرنے نہ دیا غرض یہ بول
 خٹائیوں کا جو نہیں پریشان ہوا دوسرا ایک مجمع کوئی چھ نہار آدمیوں کا ہمارے اوٹان نظر آیا
 اور اسی وقت طوفان آیا اور بادل نے لڑکنا اور منہ نہ بھینسا ایسا شروع کیا گویا خٹائیوں
 کا ساتھ دیا کیونکہ باروت جو بھیگی تو اکثر مزدوق بھک کھا کے رہ گئی اور بخر سنگیں لپٹکے دوسری
 صورت نہ پائی یہ حال دیکھتے ہی خٹائیوں کی جرات بڑھی اور قریب ان آن کر لمبے رچی تو ہاتھ
 ہی تھے ایک اور طرح کے حریکا استعمال کرنا شروع کیا جس سے زیادہ لوگ متحیر ہوئے اس کی
 صورت یہ تھی کہ لمبی سی چھپ پھینکے کی انخی مثل منہی کے لگی تھی اسی سے اول

در شہر کائنات کی توپوں نے زنجیریں گولہ اور چھپرے اعلیٰ حساب لڑا۔
 یہ سب مقام جب ہاتھ لگا گیا کائنات فتح ہوا کیونکہ گولی بھر کے ٹپے پر شہر کی چار دیواری اور
 بندہ تھی اور قلعوں کی توپوں کا منہ اگر خود خدائی اہل قلعہ شہر کی طرف بھرتے تو سارے کڑاتے
 بائیکاٹ کر زینوں کو ایسا موقع ملے چنانچہ جو نہیں دیکھا دھل رہا ایک ماڈرین نے سفید نشان ملا
 لہ واماں کا اڈا لایا اور لارڈ کلف ہار کے قصد کو موقوف رکھا اتنے میں آفتاب غروب ہوا اور
 ایک عوض لینا اس شہر سے جہاں اہل فرنگ کو بار بار اور خواہ مخواہ اور بے بسی کے سبب سے
 توتنگ رنج اٹھاتا ہوا تھا موقوف رہا اس عرصے میں شہر کے ہزار ہا مالک لاکھوں ہاشمروں نے
 بچہ نقد جسٹس لیکر راتوں رات فرار کرنا شروع کیا اور ان عورتوں نے پردے کے باہر قدم رکھا
 سایہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بھی کبھی نہ پڑا تھا بڑی بل جل ادلی اور اعلیٰ کے گھروں میں بڑی
 پیشانی سب کے عائد حال ہوئی آخر کار جو نہیں فوج کی سپیدی نظر آئی اور ادھر سے تیار می حملے
 ہر می تھی کہ ماڈرینوں نے فضیولوں پر اگر دھڑا دھڑا حضرت عیسیٰ کا دبا کا ایک روز کے لیے جنگ
 جت رہے تھے تا وقتیکہ جواباً اس پیغام کا آدے جو کپتان ایٹ صاحب کے نزدیک بھیجا گیا تھا اگر
 بہت کی طرف التفات ملی جاتی اور چھ دن کی دو ایک بارہ سے شہریوں کو کیفیت انگریز کی گولہ انداز
 معلوم ہوتی تو بار دیگر کے لیے ان کو غفل ہوئی اور اگرچہ یہ امر خلاف قاعدہ جنگ کے درمیان لیڈر مشنوں کے
 تصور ہے لیکن خائون کے کسی دفعہ ایسی غباری کی تھی کہ ان کی نسبت میں ایسی رسم کو راہ دینی نامتنا
 جنگ اگر روز کے لیے موقوف دی اور دوسرے دن سٹائیسون تیار کو سب سامان ہار لیا گیا
 ایسا شک کہ مثل توپوں کی جل چکی تھی اتنے میں پروانہ ایٹ صاحب کا آن پہنچا اور اس کا صفوں
 تین شرط کے ساتھ صلح خائون سے ہوئی اول یہ کہ چھ روز کے اندر تین ماڈرین جوڑائی کے
 ہم کار کے لیے حضور کے بہان سے بھیجے گئے اور ان کے ساتھ قبضی فوج آئی تھی جو صوبہ کو لاکھ لاکھ
 کے تعلق تھی شہر سے حضرت ہو کر تیس کو س پر جا رہے اور ادھر خدمت اندھا دے دوسری یہ کہ
 ہار کر ورس لاکھ روپیہ زنا و ان ہفتے روز کی میعاد میں سرکار انگریز کو دیا جاوے اور تیسری یہ کہ

مصالحہ کا صرف شکار کی تھی تھا تاکہ اوسکے پیچھے ٹھیکر نشانہ بخوبی کیا جاوے لیکن مصاحب نے کورپراؤ کی باتوں نے مثل منہج کے اثر کیا اور بیسویں ماہ مئی تک دن لوگوں کو پھر مہلت ملی اور او دھروے جنگ کی طیارہیں مصروف رہے اور کپتان مصاحب کچھ بھول بھال کر چار کی خریدیں تین مشغول ہوئے القصد اکیسویں تاریخ کو اونھوں نے اشتہار دیا اور انگریز ایل تجارت کو شہر کا نشان کے قریب جانے کو منع کیا اور دس بجے اوسی شب کو خائیوں نے کئی ایک بیروہ باندھ کے ادا و سپرہ دستور سوزندہ مصالحہ بھر کے بحر انگریزی کے رخ پر بہا دیا لیکن اس چالاکی اور ہوشیاری سے انگریزوں نے اس کے رخ کو بدل دیا کہ اپنے نقصان نہونے کے سوا اولن بیروں نے بہت سے خائی جنگ کو جلا دیا سوا اس کے معا ان بیروں کے خمپورنے کے خائیوں نے ایسے ایسے مقام سے گولیاں مارنا شروع کیا جہاں کسی کو گمان گر تھی یا توپ کے رسنے کا تمنا اور ٹرے ٹرے چوکھڑوں اور بیروں پر توپیں لگا کے بحر انگریزی کے مقابل آئے اور دفعہ کوئی دوسری جنگ بھی نمودار ہوئی لیکن انیس و خائی نے صحیح پوہی اور ہر حملہ کیا اور تین گنتے میں نصف سے زیادہ کو غرق آب کر دیا اور باقی کو ایسا بھگا باکہ تپانہ لگا اسی عرصے میں تین اور چار انگریزی نے شامین کے قلعہ والوں کو مار مار کر گولہ نکلے بھگا کے توپوں کو چھین لیا غرض چوبیسویں تاریخ تک فوج اور بحر انگریزی باوتنہ کے سبب جمع نہونے پائیں اور یہ وقت فرصت پائے خائیوں نے انگریز کی تجارت کی کو بھی کو جو شہر کا نشان میں تھی ایسا لونا کہ تمنا چھوٹا کر مقام کا دن چار ہی پانچ روز پیش چھوٹا کر چوبیسویں تاریخ کو قصبہ نگامی کو فتح کر کے کوئی گیارہ بجے دن کو فوج انگریزی کی چار تقسیمین کی گئیں اور ایک ایک حصہ کو حکم اون چار قلعوں کو فتح کر نکالا جو شہر کا نشان کی حفاظت کے لیے فیصلوں کے قریب واقع ہیں محمل یہ کہ گنتے بھر کے عرصے میں انگریز کا نشان چاروں کی برجون پر پونچھا اور ان کے خائیوں نے چندے دلیری کے ساتھ سامنا کیا غرض بہان جب دخل موافق ہو کر خائی پر جو کوئی پاؤ کو س کے فاصلے پر نہایت مضبوط قلعہ بندی کے ساتھ کثرت سپاہ اور توپخانے سے آراستہ تھا حملہ کیا گیا اور صرف دو گورے کی بیٹھنوں نے ایک ہی دھاویہ میں اروو کے اندر اپنے کو پونچھ لیا اور بچہ و خائیوں کو بحر بھاگ جانے کے چارہ نکالا اگرچہ گولہ اندازی اونھوں نے جیسی چاہئے

جگہ پر پہنچ کر خاتون کی بجدون اور گرگھون کو شکست دی و نقصان کیا ہی کہ اس کے ناخدا رکھتا تھا۔
 صاحب بہادر کو عہدہ میر کاکا لگوا دیا جاتا تو اس کی شجاعت اور علم جازرانی اور چترپا اور چالاکی اور عقل اور
 تجربہ کاری کے بڑے اہل ہیں۔ تبہ کم ہوتا اور اگرچہ اذکو یہ پایہ ضابطہ کے دوسرے نہیں مل سکتا تھا اور
 سنیں ملا لیکن شاد و باش جو خاص و عام ادنی سپاہی سے امرای لشکر اور ملکہ گنگا خان تک نے کہا
 یہی کیا کہ میر ملکہ اسی طبیعت کے شخص کے دست میں اتنی قدر دانی بخشش سلطنت سے زیادہ ہی انقض
 تیرہ دن کے بیچ میں لکڑیوں نے مقابلے کے تمام دشمنوں کو صاف کر کے شہر کا نشانہ کے
 سامنے لنگر کیا کہ اتنے میں بدستور سابق پیغام صلح کا حاتیون نے پھر پھر اور الیٹ صاحب نے باوجود
 اتنے تجربوں کے پھر قبولی اوی شرط پر کیا کہ تجارت پھر شروع ہو دے اور اگرچہ مثل مشہور ہے کہ فیہا لکڑی
 ہوتا ہے چنانچہ لفظ بنایاں جرسی کی تصریح میں مستعمل ہوتا ہے لیکن اس بزرگ میں خلاف قاعدہ عمار
 کے یہ قوفی اور بنیادی کی حالت مساوی تھی۔ اگر اگے سے تجربہ نہ بھی ہوا رہتا تو میں اسی مہر کے لیے
 وہ ایک امر ایسے موقع میں آپے کہ بحر الیٹ صاحب۔ کہ تمام لشکر کے لوگ ادنی سے اہلی کو قفس کی گواہ
 کہ تدبیر کے دغا بینے کے لیے مصاحفے کا امر و پیش کیا گیا یہی چانچ فرماں فقہوری کشن کی معزلی
 اور ایک شخص سی یا نگ کی بجالی کے باب میں صادر ہوا اور کشن۔ کہ دوسرے قمبریوں سے
 یہ ٹھہر کہ الیٹ صاحب کے ساتھ صلح کی لفظ لگا دے۔ اس نے کی تھی سوا۔ اس کے اکیسے اکیسے اکیسے اکیسے
 فوج خاص۔ یہ چھ سالہ مقرر ہو کر حکم پا کر یا نگ کے ہمراہ آئے کہ جاؤ اور کہ باغ یعنی بگڑ کو ابائی زور
 اور خبر ہوئی کہ قبل حکم شنشہ ہی پوچھنے کے چنگا۔ پوچھیں اچھا کہ یہ سب یہ تیرہ چھ چھڑا۔ کہ
 لائے گئے تھے وانا اونکی بڑی بڑی خرابی ہوئی کہ یہ نہ کہ فقیر نے حکم کیا تو اس کے دشمن
 کے سر کاٹ ڈالنے کا بیچہ اور لاکھ اور لاکھ ہزار ہزار کے حکم کو اس کے صاحب نے اپنی
 خوش طبعی خصوصیت سے نہایت رانی کر کے اس کے بیچہ لکھا کہ یہ تیرہ چھ چھڑا۔ کہ
 اپنے۔ یہ مالوف بہت کیا تھا لیکن اذن لوگوں کو یہ مقررہ تھا کہ یہ تیرہ چھ چھڑا۔ کہ
 اہل سنو۔ تے اس اس طیر سے کہ امر زان۔ یہ سمجھا پڑا ہر جگہ کہ شہرہ

بھارتی کالنگر نہ اٹھا اور سوا اسکے صلح کی واقع ہو گیا یہاں تک یقین لیتا صاحب کو ہوا کہ بے تامل
 اونھوں نے پان سے سپاہی جو بنگالے کی پلٹوں سے خاہن لڑنے کو اپنی خوشی سے آئے
 تھے حضرت کر دیے اور ایسے وقت میں ایک تو تھوری سی فوج انگریزوں کی تھی ہی تھی اور بھی کم
 ہو گئی غرض چوتھے روز اس خواب غفلت سے صاحب کی آنکھ کھلی اور ساتویں مہیج کو بھڑاس لڑی
 اونھوں نے شہرت دی کہ خانیوں نے دغا بازی کی اور اتنی فرصت تدبیر صلح کے لیے نہیں ملی
 تھی غرض لڑائی جو پھر شروع ہوئی جتنی گرہیان دریا کے دو کنارے پر انگریزی سب کو شکست دینے کے
 لیے مکاؤ سے کائنات تک اس قلیل عرصے میں بنائی گئی تھیں ایک بعد دوسرے کے فتح کی گئیں
 اور سمندر کی راہ سے گئی جہاز شہر کائنات تک پہنچا اور پس اپنی دغائی گئی نا ولیکد دوسری طرف سے
 ایک نالے کی راہ سے گیا اور تنہا سات گرہیوں کو اسی طرح سے سمار کر کے جیسٹ کے چوٹی
 کی ماند کو ٹھوکروں سے گرا دیتے ہیں وہاں کی بالکل توپوں کو جو سو سے زیادہ تھیں جھین کر سبک
 دانی بن لوہے کی سیخ مار کے غرق آب کرنا اور نوجنگی جنگ پر تباہی لاتا شہر کائنات میں ان پہنچا
 اور ان لڑائی میں ایسا ایسا کام اوس نے کیا کہ خود انگریزوں کو تعجب ہوا حالانکہ کتر کوئی بات ہے
 جس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ فرنگ کی حکمت نے یہ یہ تماشا دکھلایا ہو گیا حیرت کا لفظ
 لغت سے خارج کر دیا گیا ہو اور خانیوں کا دم اوس کے دیکھتے ہی خفا ہو جاتا تھا اور اونھوں نے
 جب ملاحظہ کیا کہ بغیر کھینے یا بادبان اٹھانے یا اور طرح سے ظاہر کوئی قصد کرنے کے خود بخود یہ جہاز
 ہوا اور دھارے اور جوار بھائے کی سمت کے خلاف جدبہر جی جاستا بے تامل چلا جاتا ہے
 اور دشمن کی صوت دیکھتے ہی پھر غنیم کی کثرت یا قلت کے طرفہ عین پانچ جاڑتا ہی اور ان کی ان
 میں مارے گولوں کے اندھا بنا کے چار سو پریشان کر دیتا ہے اور پناہ گیر ہونے کی فرصت نہیں
 دیتا ہی سوا اس کے عین پانی یا کم پانی سمندر یا دریا باندی یا نالہ اس کے نزدیک سب کیساں ہی یہاں
 کہ کھیتوں کے ہاتھ بھر پانی میں دشمن کو رگید کے چھڑے چھڑے کر ڈالتا ہے یہ حال دیکھ کر خانیوں نے
 اوس خانی کا نام بچہ شیطان رکھا چنانچہ ایک آف سکاچہ پرستنا اور حقیقت ہے کہ دو خانی نے لڑی

اگر اوس سے ختائی واقع ہوئے تو ہزاروں آدمی جو بعد لڑائی کے گرفتاری کے خوف سے ڈوب کر
 بچ جاتے لیکن چونکہ دستور ہے کہ آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی اور نوٹو جانتا ہے اور ان ختائیوں نے یہی سمجھا کہ اگر
 بڑی طرح سے پیش آویں گے اور عذاب سے چمک جائیں گے حالانکہ جیسی انگریز کی جرات و حکمت کا شہرہ ہوا اوس سے زیادہ نوٹو کو کم از کم
 انفرس آنک ہٹی کا قلعہ اس ٹھور سے ہاتھ آیا اور میر برات صاحب نے قلعہ شمالی و آں ٹانگ پر ڈیڑھ ہزار
 ختائیوں کو شکست دیکر نشان انکھستان کا بلند کیا اور جب اسی طرح سے لوگ کے تمام قلعے فتح کیے گئے
 اور سوا اون ختائیوں کے جو میدان جنگ پر خواب و پسین میں پڑے رہے باقی سب پریشان ہو کر
 بھاگے اور غنیمت جہاز نے ٹیکاک کے قریب جو مسکو ختائی تھا اوس سے چینیوں کو بم کے گولوں اور
 چھڑوں سے بھگا دیا اور اوس جا پر ایک دشمن مقابلے پر نہ رہا لیکن خبر نہ پچی کہ اوس جگہ اور حوام لوگ کے
 درمیان ایک مورچہ ختائیوں نے نہایت مستحکم کر کے دو ہزار فوج اور سوا اسی توپوں سے آراستہ کیا
 ہے غرض بتائیں یوں تاریخ کو کپتان ہر برٹ صاحب پہنچا اور دو دو ختائیوں کو لیکر وہاں پہنچا اور وہاں
 بڑی جواغردی کی اور برابر چوٹیں دیر تک چلیں لیکن ہمارے بے سپہ گری کے بیکار رہے اور اسی جیت
 سے باوجود کہ ختائی جوڑے لیکن آخر میں باہر غرض شکست سے ختائی سخت متحیر ہوئے کیونکہ یہ فوج جدیدہ اور
 جنگ آزمودہ تھی اور صوبہ ہونان سے مخصوص اسید اسٹے منگوائی گئی تھی کہ اگر بڑی شکست دیوں لیکن جب
 یہ ٹھہرے بچے تھے کہ اب حکمت عملی سے اونکو ذک دینا چاہیے چنانچہ پھر انھوں نے مصالحت کی تاک نہ بھیجی
 اور کپتان ایسٹ صاحب کی انھوں میں خاک ڈالی اور مطابق اسی سادہ دلی کے جو صاحب میں کئی دفعہ پائی
 گئی اور انھوں نے جنگ کی ہمتنازع چار روز کے لیے کروادی اسی عرصے میں لینے مارچ مینے کی دوسری
 تاریخ کو میجر جنرل جیو کا جیتا جب دارن پر پہنچے اور افواج ختائی کے سالار ہوئے اور یہ وہی بزرگ تھے
 جو بعد اسکے لارڈ گفٹ ہوئے اور فرنگستان کی لڑائیوں کی ناموری کو سکھوں کو کئی دفعہ شکست دے
 اور آخر ملک پنجاب کو فتح کر کے زیادہ کیا اور انکی مرضی کے مطابق اگر کپتان ایسٹ صاحب عامل ہو تو ختائیوں
 کی فقرہ بازیوں کی طرف التفات نہ کر کے برابر انکو شکست دیتے ہوئے شہر کا نشان میں فتح کا نشان بلند
 مارچ کو حاکم کا نشان نے آن کو ایسا افسر ان کے کان میں ٹھہر دیا کہ حارر و ترک

۱۲۷
 پا کوں پیدھر سے اور پا کوں اور دھڑ سے نکل جاتے تھے تو قریب پچیسویں فروری کی شام کو کپتان جنرل
 اور دوسرے افسروں نے ارٹھائی سی فوج لے ایک ٹیکر سے پرتین تو میں چڑھا کے دوسرے کو
 الی الصبح شمالی وائنگ ٹانگ کے قلعے اور خٹائی سکر پر پہاڑی میں واقع ٹھانہایت صفائی
 گولہ مارنا شروع کیا اور یہ بات قابل کتنے کے ہے کہ قریب دو سو توپوں کے گولے خالیوں کی طرح
 سے جھ گھٹے تک بے طرفہ ایں کتنے کے ان چند آدمیوں بیادوں بجادوں کے منہ کی طرح سے
 لیکن ایک شخص ہماری طرف کا مخرج ہوا اور اتنے گولے سمندر میں گرے کہ دریا کا تلاء ہی ہو گیا ہوا
 عرض اس ٹکر سے بہت فٹ کا بھی کوئی گولہ نہ پہنچا کہ اتنے میں قریب دو سو کے چار جہاز نے دریا کے
 مشرق پہلو کی گڑھیوں کے مقابلہ میں انکر گولہ مارنا شروع اور تین جہاز نے مغرب کے کنارے
 کے قلعہ کا سامنا اسی طور سے کیا اور باقی بحر نے شمال کے قلعوں کی توپوں کا جواب دیا اسی
 بیان سے ظاہر ہے کہ خٹائی قلعے تین طرف سے تھے اور بحر انگریزیاں میں بیٹھے دیکھنے میں
 کے اور یہ مثل مرکز کے واقع لیکن انہی چند گولے کے بعض جہازوں پر ان گولے بقی خالی گے
 عرض گھنٹے بھر میں انگریز توپوں نے ایسا کام کیا کہ دو چار گولے جہازوں نے پراکتی بھی تھے رک کر
 ان کے کتبہ ٹریننگ سٹو انہیں صاحب بہادر صرف تین سے جہازیں سپاہ اور گورن کو لیکر
 اننگ تھی کے قلعے کے کنارے پراوت رہے اور فیصلوٹن چڑھتے تین لیاوا فرامیٹ جب تک ایک
 مقام کے نہ پائی اور اس مقام پر خٹائی اسیر انکر گولے صرف کئی بہادر کو یہ قوم بھر جیتے ہی نہ سٹا
 اور اس مردانگی سے تھا کہ کیا کہ ہماری فوج سے بے ساختہ ہوا واہ کی صدا اڑی اور اسکی داری
 پسند آئی کہ جب یہ شام لگائی دوسرے روز کو انک کے دوسرے وائنگ کی فوج کی لاش کا ڈھونڈنے کے
 ۱۵ اور سندھو قریب کر کے قلعہ کے چلے تو یہاں کی توپیں انگریز کے جہازوں سے چھوٹیں اور
 اور شاہان عیسوی نے تیرا ٹکر ہوا تو اسی وقت کہ کہیں بائیں اور تین صید میں ہوتا ہے لڑا گیا تھی
 تیسری تین گورنوں کی قلعہ دانی کی ہے اور یہاں کے جہازوں کو گورن جو خوف تین کو کہ اس طرح کی
 تین تین بہادر دن کی پہلی ہے تیرا سچ قوم ہوا کہ یہ تیرا اور تک دریا چھوٹے کہ ہوا ہے

سے فوج ختائی پر چومف کشی کئے آنگھٹی کے کنارے پرستعد جنگ کے تھی گولہ مارنا شروع کیا تھا کہ دفتہ کپتان ایٹ صاحب کے جبار کے مستوی سپید نشان علامت صلح بلند ہوا دیکھتے نہیں کی بارہ ہوقوت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ دشمن نے پیغام صلح کا بھیجا چنانچہ بیسین جنوری کو کپتان ایٹ صاحب نے اہتہا ماس امر کا کیا کہ نجلہ شراٹھ احمد نامہ جسپر کشن و خطا کر نیکو موجود تھا ایک تھی کہ خیر خانک کانگ شاہ لندن کو نذر دیا جاوے اور دوسری یہ کہ ایک کروٹیں لاکھ روپیہ تادان و خسارہ جنگ انگریز کو ملے اور تیسری یہ کہ دونوں ملکوں کے اہل کار کے درمیان نانہ بیام راکے رتبے کا ہوے اور چوتھی یہ کہ باب تجارت ختائی سال نو کے دس روز بعد سے پھر کھلے عرض ان سب شرطوں میں سے صرف یہی دو رہی کی گئی کہ ۲۴ جنوری کو سرکار انگریز کے دخل میں خبریہ عالمک کانگ آیا اور ستائیسوں کو کشن سابق کیطیح کپتان ایٹ صاحب کو دعوت کھلا ملا کے اور لطیف روغن قانر عجیب چٹرا اور قد خوش آمد گوئی سے تلخی شکایت کو دور کر کے تیرہویں فروری تک فقر و غنیمت بھلا رکھا لیکن جب یہی تاریخ معمودہ واسطے ایفامی شرط و پیمان کے گذر گئی اور کوئی صورت تصفیہ کی نظر نہ آئی بلکہ خبر واروں نے خبر نوپنجائی کہ چاروں طرف کے صوبوں اور برنگون کے کشش فوج کی صفوں کا نشان کی طرف ہو رہی ہے اور دن بدن سپاہ کی کثرت اور قلعہ بندیوں کی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی ہے تب اپنی سادہ دلی پریشان ہو کر ایٹ صاحب نے حکم دیا کہ لڑائی پھر شروع ہو چنانچہ بیسویں فروری کو سرکار ڈون بزمیر ہادر قلعہ آنگھٹی کی فتح کو بھر لیگئے اور اس مقام پر ختائیوں نے قلعہ بندی اور توپخانے سے ایسا سامان جنگ کامیا کیا تھا کہ اگر کوئی جگہ پر انگریز ہوتے اور جس طرح سے ہمارے بہان کی بھر مقابلے کو گئی تمام روی زمین کے جبار جمع ہو کر لڑنے آتے تو زبردستی ہتھے مارے گولوں کے تختے تختے اونکے جدا کر دیے جاتے اور بعض جبار فلک الافلاک ہاؤز آدے جاتے اور بعض تخت التری کی خبر لیتے لیکن اول تو ختائیوں کو جرات کمان اور دوسرے یہ کہ تو بعد جنگ اور گولہ اندازی سے ایسے ناواقف تھے کہ اپنی دانست میں نشانہ جباروں پر لگا

۱. لون معلو کیگیار آتا تھا کہ الیکاپاش آتا تھا اور تاکہ سے گزرنے والا اندیشہ تک انگریزوں کو پہنچے

عاملین لنگر کے ہم اور دوسری قسم کے گولوں کی پوچھا قلعوں پر ہی برساتی کہ خانی سب
 نئی توپیں چھڑ کر جو نہیں بیچھے ہوئے اور بھاگ گئے پرستہ ہوئے خشکی کی فوج نے ایک ہمایہ روانہ اور
 رات تھماتہ سے فوراً مورچوں اپنے پوٹھیا اور جہازوں کی ناؤں پر بحری فوج بھی سمندر کی طرف سے
 قلعوں میں داخل ہوئی اور وقت عجب طرح کی کشت و خون خٹائیوں کی ہوئی کہ بیان سے باہر سے
 اور انگریزوں اور خٹائیوں سے ویسے ہی مقابلہ ہوا جیسا شیر اور بکریوں نے مختصر یہ کہ ادھ کھٹے میں
 قریب چھ سے خانی ہاک اور اسی قدر بلکہ زیادہ مجروح ہوئے اور انگریز کی طرف صرف اڑیس آدمی
 رچی کیے گئے اور اکثر انہیں اتنے ہی گھائل ہوئے کہ دوسری ٹپی میں چنگے اور ٹھکے کھڑے ہوئے +
 یہ چھپتی کے قلعے پر ملک انگلستان کا نشان فتح تو امان اوڑا اور دھڑکتے سنسنی دہانی نے تنہا
 تمام بحر خانی سے جس میں اسی توپیں تھیں مقابلہ جو کیا تو پہلا ہم کا گولہ ایسے نشانے سے لگایا کہ خانی میربحر
 کے جہاز کے عین مجمع میں جہاں تو دے باروت کے تھے چل پونچا اور جہاز میں تمام لوگ قریب دو
 کے جو اوپر تھے آسمان پر اوڑ گئے اور کسی متغص سے کہ ایک عضو کا ٹھکانا نہ لگا +
 بعد اسکے اور گیارہ جنگ کو اوڑنے تباہ اور باقی کو تین تیرہ کیا انقض اس طوفان خانی بحر کا
 قصہ یوں فسیل ہوا اور دھڑک کے دوسرے قلعے ٹیکاگ پر جہاز انگریزی نے مورچوں کے مقابلہ
 لنگر کے دھاوہم کو لا مارنا شروع کیا اور گھٹے بھر تک خٹائیوں نے بھی جواب دیا غرض جب اونکی
 توپیں کچھ دب گئیں فوج بحری نے کشتیوں پر پڑھکے فسیلوں پر چلے کیا اور کوئی ادھ کھٹے تک تلواروں
 اور سنگینوں کی چوٹیں برابر چلیں آخر کو خانی نہریت غلیم اوٹھا کے بھاگے اور قریب سو شخص میدان
 پر رہ گئے اور اس قلعہ میں بھی ہمارے یہاں کا تینوں جہاز انقض ان دو لڑائیوں میں مقابلہ درمیان دو
 ہزار فوج خانی مع سو توپوں کے اور تیرہ سو سپاہ انگریزی مع چند توپوں کے ہوا اور نتیجہ وہی طوفان
 میں آیا جہاں کیا گیا ہے + دوسرے روز قلعہ کی بعض توپوں کی رنجک دانی میں لوہے کے
 کانٹے مار کے ناقص کر اور بعض کو سمندر میں ڈال کے انگریزی فوج پھر جہازوں پر سوار ہوئی اور
 وانگ اور مانگ اور انٹک کے قلعوں کی طرف پر متوجہ ہوئی اور سس نے بدستور کے عجیب

کا کوئی شخص درخواست دیوے التفات اور اسکی طرف مطلق تکی جاوے اور اگر کوئی جہاز نکالے تو توپ کے گولوں نے اسکو غرق آب کرنا چاہیے الغرض مسئلہ کی پانچویں ستمبر سے کشن نے رفع فساد کے بہانے سے پکتان ایٹ کو قرون پر رکھا تھا اور دیر پر دفعہ فقور کو زیادہ بدگمان بنادیا کیونکہ یہ ہے کیا جیسا کہ خود فرمان سے ظاہر ہے لیکن دروغ کو فروغ نہیں کیونکہ فقور کے ساتھ دروغ کوئی کرنے میں آخر کو مغرور ہوا اور انگریزوں کو جو کچھ کہہ کر جو فوج آراستہ کیا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ قرار واقعی لڑائی اور خائون کی خونریزی اور خرابی قبل اس فرمان کے وصول کے وقوع میں نہیں آئی تھی بلکہ یہ جو ہیں جو حکمیں اور بیان میں ہیں مثال اس دھمکی اور گھر کی سے رکھی ہیں جو قبل و شخص کے ہاتھ پائی کر کے تلور پائی ہے

ساتواں باب

بیان لڑائی کے رتی کے وقت سے تا بہتمام اور وقوع عہد و پیمان درمیان ملک خٹا اور پکتان جو مشہور لقب ہوتا تھا نگین سے جبوقت کشن نے موقع دیکھ کے فرمان فقور سیٹش اور اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا پکتان ایٹ صاحب یہاں سے پرتب ثابت ہوا کہ اس لائی نے کلنگ کاٹیکا اپنی پیشانی پر سپر فریب اور دروغ کوئی کے دیا حالانکہ اور انگریزوں کو اول ہی سے شک اس تا تا رہا کہ دار کی راستی گفتار و رفتار کے باب میں پیدا ہو چکا تھا الغرض اس وقت اور انھوں نے دیکھا کہ منزل مقصود پر پونچھ کے لیے کشتی تیار کر دیاتے ہوئے کے دھارے پر چڑھنا واجب ہے اور اجازت امیر فوج اور امیر بحر کو دی کہ بھی کو جو مناسب سمجھیں عمل میں لاویں چنانچہ ساتویں جنوری ۱۸۵۷ء کو بحر فوج خشکی کے لیے کھلی اور متوجہ مقام بوگ کے قلعوں کی طرف تشریف لے گئے کوس نکا و سہج دریائے کاشان کے ہے ہوئی اور نوین تاج کو وہاں سے تین کوس کے فاصلے میں انگر گاہ پر آئی اور تین دو خانے جہاز موسومہ پشس اور انگریزوں کا پرچم کے قریب تیرہ سے سپاہ ہر قسم کی توپیں لیکر کنارے میں قلعہ چمنی کے خشکی سے ہلکے کوئی اور سحر برائٹ صاحب گورے کی ۲۴ پلٹن کے سالار دو غول میں اسکی صفیں باہر سے طیارے کے غسیلون کی توپوں کی بارہ کم ہونے سے ہلکایا جاوے اتنے میں پانچ جہازوں نے مورچوں کے

تھے اور بڑے کے ہاتھ میں دو نالی بندوق چہرے سے بھری ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک خانی
جو بکری ہانکے چلا جاتا تھا سوراہ میں ملا دو چار بکری کو دیکھ بھال کے انگریز کے ٹکون نے دام پوچھے
اور چھٹکے نے جیسے روپیہ بٹ نکالاجی اوس خانی کا لالچا یاد و نو کو کم سن بیکر سمجھا کہ روپیہ چین لینا اونی سی ہوتا
اسی خیال سے دفعہ چھٹکے لونڈے کو گود میں اوٹھا کے گانو کی طرف لے بھاگا لیکن چند قدم نہیں
گیا تھا کہ دوسرے بڑے کے پیچھے اور بندوق او سکے کان میں لگا کر داغ دی ادھر دھم سے بد گرا
اور ادھر سے کئی خانی اونکو پکڑنے کو دوڑے تب چھٹکے نے کہا بھائی تمھاری باری ہو چکی یہ چوتھی
سے مجھے بندوق دو چنانچہ چھٹکے نے لیکر چھٹیا کے کھڑا رہا اور جو نہیں زد پر خانی پونچھے سرے والے
کو جن کراش شہت سے اوس نے سینے پر چھڑا مارا کہ وہ بھی اونڈے منہ گرا اوسکا خاک پر پوسہ
دینا تھا کہ بالکل ختائی لمبے ہوئے اور یہ دو لڑکے ایک تیرہ اور ایک پندرہ برس
والے کے سامنے سے ایسے کئی خننگے ہاتھ پانوں والے بھاگے کہ دیدہ شنیدہ
بہادری کی جس قدر کمی اس قوم میں پائی گئی اوی قدر زیادتی اسکے ملزوم یعنی دغا بازی
کی ظہور میں ہمیشہ آئی خیاں چکش نے فقرہ دیکر چھو کے مہانے سے انگریز کی بھر کو کھلوادیا اور آپ بھی
قصہ کے تصفیہ کے واسطے اوی سمت روانہ ہوا لیکن مصاحب اوسے مقصود تھا کیونکہ برابر باتیں بناتا رہا
اور اوسکی خوش نفسی تھی کہ کتیاں ایٹ صاحب کا سا سادہ لوح اور صاف عقائد شخص اوسکے ہاتھ لگ گیا
اور اوی سبب سے بیسوں اقرار اوس نے کیا اور بیسوں کے خلاف وقوع میں آیا انصرض جب سارا سا
قلعہ بندی اور فوج کشی اور ہر طرح کی مضبوطی کامیاب اور کشن کو رعم فتح کا اپنی چالاکی اور ایٹ صاحب کی ہوقو
سے دل میں پیدا ہوا تب اوس نے چپٹی جوری سے کہ کو مغفور کا فرمان دیکھلایا جس کے مضمون کا خلاصہ
کہ لو کی عرضی سے بالکل حال قوم نامر اشید اور اہل یعنی انگریز کا معلوم ہوا اور کشن کی عرضی سے بھی ظاہر
ہوا کہ یہ بد لوگ آگے سے زیادہ کستاخیان باب شہر کا نشان میں گرتے ہیں پس چونکہ حکم عالی تمام حاکمون
اور سپہ سالاروں پر اس مضمون سے جاری ہوا ہے کہ قلعہ بندی کو زیادہ مضبوط کریں اور ہر وقت
طاہر میں اندام جمیع ماند رنیوں پر یہ فرمان صادر ہوتا ہے کہ اگر اوس قوم جاہل کج رفتار یعنی انگریز بد اطوار

اسکے صاحب نے پیچھے ہٹنے کے سمجھون کے دار کو روکا اور چار شخص کو اسی کھتی سے مار کے
 گرا دیا اتنے میں وہ خلاصی ہو کر پیچھے پڑ گیا اور خرافہ اڑون نے اس میں بڑھے کو فوراً لے ڈالا اور
 پچھاڑ کے پتھروں سے خوب ہی کچلا اپنے رفیق کے گرتے ہی صاحب نے اسے بچانے کے لیے
 حملہ کیا اور پیچھا جو خالی پڑا خائون نے موقع پا کے صاحب کو ایسا ہاتھ مارا کہ گھٹنوں کے بھل آتے
 ہے اس پر بھی دو چار ہاتھ لڑے لیکن انہوں کا جواب کما تک اور کب تک ہو سکتا ہو آخر کار صاحب گھر
 اور اون مرد کو ان نے رسی سے ہاتھ پاؤں باندھ نہہین ڈٹھا دے کے نینگ پوت کے شہر میں
 لے گئے غرض قبل جانے کے مزہ یہ ہوا جس سے اون حضرات کی بہادری ثابت ہے کہ باوجود
 سر سے تپا رسی لپٹ لے کے صاحب کے گھٹنوں پر دھن میں ضرب لٹھی کے مار لیے تاکہ اس
 نہو کہ راہ میں رسی توڑ کر بھاگ جاوے اور اون کے سینہ پر چڑھ بیٹھے خیر جب شہر میں پہنچے کوئی س
 سیر کی ٹیری اور کڑے ہاتھ پاؤں میں ال کر ایک قفس میں جو گر نہر لمبا اور کڑھرا ونچا اور آدھ گر چوڑا
 ڈال دیا اور خوب ہی کسا کپسوا کر ڈیڑھ رتنے کے کچھ چارہ تھا اسکے سوا وہ نام دے ایسے بوندے
 تھے کہ گلے میں ملوک دیکر زنجیر سے ہاتھ پاؤں کو جکڑ قفس کو مکان کی چمت سے مقفل کیا اور شب کو
 ایک شخص سر ہانے میں شمع رکھے قفس کے قریب سوتا تھا اور اغلب ہے کہ یہ شخص پہاں دوسرے
 خائون سے بہادر تھا اور سب کمال ہمت اور دلاوری کے مطلق ترس و ہیبت نہیں رکھتا تھا کہ قفس
 کے اندر سے قیدی شاید چھوٹے یا وہ میں سے اونٹنی کر دے تو غضب ہووے القہہ یہی حال کوئی
 معنے بھر ہا اور علاوہ اس نقل کے ضرور نہیں کہ خائون کی ناعدی اور بے بس پر حرمی کے باؤ میں
 کوئی نقل آوے تحریر پذیر ہووے بلکہ حق تو یہ ہے کہ حرمی اور زبردلی لازم و ملزوم ہے اور بہادر شخص
 دل ہوئے نہیں ان کی ذہن لی بی تو بل صاحب اور محاکس صاحب اور باقی انگریز سب سے جو جاز کی تباہ
 میں خائون کے ہاتھ پڑے تھے ملاقات ہوئی اور سمجھون نے اپنی اپنی سبازی مٹی کہہ سنا لی
 ایک اور نقل قابل یاد کے ہے جو اسی میں میں وقوع میں آئی ہے حال یہ کہ انگریز کے دولہے کے جہاز
 اترے اور سودا خریدنے جو زمان کی گرد و نوح میں گئے روپیہ سوچا اس ایک چٹکے کے چین

سامان حاضر کیے خلاف اسکے دوسرے جہاز کے چار شخص کو جو اس بحرِ فوار سے بچے اور
آفت کے مارے ختائی سرزمین پر پہنچے فوراً سیکڑن چینونے انکو گھیر لیا اور بی بی نوبل صاحبہ اس جہاز
کے ناخدا کی زوجہ کی گردن میں اور مرد کوں نے بھاری زنجیر دے رہنہ پا اور رہنہ گھسیٹ کے
کوئی دس کوس لے گئے اور ایک شہر میں رہبر جو کہ اس بد بخت کو کھرا کر کے انواع طرح کی دلیلیں کیا
اور آخر کو لوہے کے گرنجھ اور پنے اور لون گز لہنے اور ادھ گز چوڑے قفس میں اسے بند کر کے
نینگ پو کے شہر میں لے گئے اور ساتھ میں انگریز کے جو اسی جہاز کی تباہی کے شریک حال
تھے زنجیروں سے باندھ کے قید شدہ میں ڈال دیا آگے ان لوگوں کا زیادہ حال
کھلے گا لیکن یہاں ایک نقل عجیب و غریب لکھنا چاہیے جو اس وقت وقوع میں آئی
شہر مینے کی پندرہویں تاریخ کو آتش ٹر و تھر صاحب مندر اس کے تو پخانے کے کتھان شام کو
وقت اپنے پیچھے میں مسکر کے اندر شہر ننگ ہائی میں سوئے ہوئے تھے کہ دفعۃً خواب میں چھین مارے
اور ہاتھ پاؤں پھیلنے اور قصد بچھونے سے اٹھنے کا کرنے لگے دوسرے ایک صاحب نے دوڑ کر جگادیا اور کہا
خیر باشد کیا حال ہے تب آتش ٹر و تھر صاحب نے ہوش سنبھال کر جواب دیا کہ اس وقت خواب برسان
اسطور کا میں دیکھ رہا تھا کہ میں جو باہر مسکر کے بدستور سیر کرنے اور جا بجائی تصویر کینچنے کو گیا تو ختائیوں نے
دغا سے گھیر کر مجھے باندھا والا اور میں انکے ہاتھوں سے چھوٹنے کے لیے زور کر رہا تھا اور مردوں کے
لیے چلاتا تھا کہ تم نے جگادیا غرض وہ بات رفت و گذشت ہوئی لیکن دوسرے ہی روز اسکی تیسرا اس طور سے
ظاہر ہوئی کہ صاحب موافق دستور کے شہر کے شمالی دروازے سے تنہا صرف ایک بڑھے خلاصی کو ساتھ
لیکر نکلے اور بستی کی طرف گئے اور دس بارہ قدم چلے ہوئے کہ پھر کے اونھوں نے دیکھا کہ ختائیوں کا
ایک غول آتا ہے شبہ جو انکو کچھ ہوا کرتا ہے دوسری گٹھنڈی اونھوں نے لی کہ اتنے میں وہ گروہ ان
پونجی اور اس میں سے ایک سپاہی دفعۃً نکل کر اس بڑھے خلاصی کو مارنے دوڑا وہ بھاگ کر صاحب
کے پاس آیا اور اونھوں نے چونکہ ہمتیار پاس تھا تو اسے کی گھنٹی اس کے ہاتھ سے لیکر اس کو
ختائی کا مقابلہ کیا وہ تو مٹا لیکن دوسرے ختائیوں نے بھالے اور جرحے سے گھیر لیا غرض باوجود

چونکہ حکم دیا گیا کہ خاندانوں کے رسوم اور دستور کے خلاف کوئی بات وقوع میں نہ آوے کرنل صاحب
 نے اپنی فوج شہر کے کسی نچتر مکان میں اور تھے مذہبی اور خیموں میں ہاں کھیتی کی زمین پر ڈیرا کھڑا کیا اور انگریزی
 اہل کا کتنا نہ سنا حالانکہ انہوں نے بارہا کہا کہ زمین سرد اور نرنگا ہے اور اکثر مقام پر پانی جا بہا جس میں نباتات
 سڑتے ہیں اور جبکہ ایسی جگہ کے انجربے ہمیشہ مہلک ہوتے ہیں تو وہاں رہنا خلاف عقل اور تجربے کے ہے
 غرض ڈاکروں کی صلاح اوس بزرگ نے نہ سنی اور فوراً وہی بات سامنے آئی اور چھ مہینے میں چارسی
 اڑتالیس گورے صرف ہو چکے تھے اوس میں ملٹن سپہاں اور پادشہ اور دوسرے امراض میں مبتلا ہو کر
 مر گئے القصبہ بند رہوین گشت کو بحر انگریزی دریا سے پھیلے جگہاں مانا بندر چلی میں ہے چارونچہ اور سردار کشن
 نے جو قائم مقام کن کا ہوا تھا اپنے نائب کو بھیجا انگلستان کے وزیر اعظم کا خط منگو الیا اور اہل بحر کو بھیج دیا
 سپہاں کا حکم صادر کیا اور دس روز کی مہلت فقور کے دربار سے جواب منگوانے کے لیے چاہی چنانچہ
 وہی گئی اور اس عرصے میں کشن نے کتا بے پر قات کھڑی کر کے ایٹ صاحب کی دعوت کی اور بیہ خانہ
 اور ٹوٹن شو کی کر اوس سیدھے سادے انگریز کو اس کے قول فعل پر اعتماد ہوا حالانکہ یہ مہلت سامان جنگ
 منیا کرنے اور قرار واقعی رکھنے کے لیے طلب ہوئی تھی بلکہ اس خالی ٹوٹا گزروں کے اس قصبہ والا
 کے قریب آسکیا خوف تھا کہ اوس نے خوشامد ہی امید سے کی تاکہ کسی جیلے سے دے فاصلے پر جا رہا ہو
 دس روز تمام ہونے سے چہرہ زور اور کی مہلت اوس نے چاہی اوس کے بعد یہ فقرہ دیا کہ دربار فقور سے
 حکم آیا ہے کہ چونکہ فساد شہر کا نشان میں شروع ہوا دین و سکا القصبہ کرنا لازم ہے غرض اسی طرح کی باتیں بنا کر
 کشن نے اسی جگہ سے جہاں سے فوراً پائے تخت کے ملک پر چڑھائی شکل سختی جہازوں کو کھلو
 کے کا نشان کی طرف لے جانا کہ کوکہ اور کپتان ایٹ بھی ایسے سیدھے تھے کہ مثل منیا کے اوس کا کلا
 آپ ہی پڑھنے لگے الغرض بحر اوسی سمت کو چلی اور کشن نے خشکی سے وہی گئی اسی عرصے میں دو جہاز
 انگریزی جو جہازان کے خبر سے سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے تھے راہ میں مارے گئے اور ایک
 لوگ بچے پچائے آفت کے مارے کشتی پر خزاں لوچو پر کھانڈا اسی جلد کے اخیر میں ہی پونچے اور وہاں
 (ا) اودن سمارے مصیبت زدوں کی کی اور کھانڈے کیڑے اور رہنے لگا

ختانی میر بحر کو خط دینے گیا اور رام صاحب ترجمہ کشتی پر سفید نشان علامت ایچی گری بلند کر کے کنارے کی طرف
 متوجہ ہوئے اور خانیون نے خلاف آئین جنگ کے اوپر گولا مارا بلکہ قلعے اور کنارے کے مورچوں سے
 دفعہ توپیں اوس جہاز اور ایچی کی کشتی پر چلے لگیں تب پکتان بر شیر صاحب نے بلانڈ کو قریب لیجا اور فسیلون
 سے ملا کر دو گھنٹے تک ایسی باڑہ ماری کہ قلعے کے سپاہیوں کی ساری سپہ گری بھول گئی اور گتے ہی
 بن آئی لیکن چونکہ انگریزوں کو قلعے پر اوس وقت دخل کر لینا منظور نہ تھا اور اوس کا قبضے میں آنالائی
 کے قصصیہ کے لیے کچھ ضرورت تھا انہوں نے صرف اسی قدر مزاد ہی پس سمجھی لیکن خانیون نے
 مشہور کیا کہ تمام بحر انگریزی کو انہوں نے مہا دباہد بعد اوسکے جزیرہ چوڈانگ کی سمت ہمارے
 یہاں کی بحر علی اور شہر نیکیائی کے مقابل میں رکھی اور سرگاردون بریر نے اوس پر دعویٰ انگریز کے
 دخل پانیکا کیا اور چھ گھنٹے کی مہلت دی کہ ختانی سوچیں کہ تا بعداری اور جنگ کرنے میں بہتر کیا ہو
 تب ختانی میر بحر نے انگریزوں کو است شبانہ روز کے غرصے کی پیش کی اور انگریزوں نے قبول کی حالانکہ
 اوپر ظاہر تھا کہ یہ مہلت جواب صاف اور مناطق دینے میں صرف اسی واسطے طلب ہوئی تھی تاکہ
 سامان جنگ کو زیادہ تر مہیا کرنے کی فرصت ملے غرض پانچون جولائی کو موافق اقرار کے اڈھائی
 بجے دن کو آوازا ایک توپ کی جو نہیں ایدم ہوئی ختانی بحر اور قلعے سے دفعہ بارہ چلی اور ادھر سے
 بھی ہوئی شروع ہوئی اور کئی لمحے میں انگریز کے گولوں نے ہمارا کر ڈالا اور تین گھنٹے میں شاہ گلند
 کا نشان فسیلون پر اوڑا اور چونکہ شب ہوئی اس لیے شہر پر حملہ صبح تک موقوف رہا لیکن حاکم وہاں کا اس
 شرمندہ ہوا کہ ڈوب مرا اور باشندوں نے راتوں ات فرار کیا یہاں تک کہ فجر کو فوج خشکی انگریز کی
 ملنے کے واسطے جب تیار ہوئی خبر ملی کہ حاجت لڑائی کی نہیں ہے کیونکہ شہر سنسان پڑا تھا عرض لوگوں
 نے دیکھا کسح ہوا اور بے تکلف اوس میں اور شہر کیننگ ہائی اور جزیرہ چوزان میں صاحبان کا دخل ہوا
 ساتون جولائی کو پکتان ایٹ صاحب کے چچا انر بل ایٹ بہادر میر بحر جو شاہ لندن کے مقرریے
 ہوئے تھے بحر بحر کے مالک ہوئے اور کرنل برل صاحب کو اوس جگہ کا حاکم بنا کے اور کچھ
 فوج و بحر وہاں متعین کر کے باقی کو لیکر تیسویں جولائی کو صوبہ بھلی کے بندر کی طرف روانہ ہوئے اور

ختائیوں پر شہتارے کو حکم دیا کہ انگریزوں کو جہد پرادین مارڈالین تک پتان لیٹ نہ بندر کائنات
 میں ختائی جہازوں کا آنا جانا بند کر دیا حالانکہ صرف ایک ہی جہاز ملکہ انگلنڈ کا سمی والا آڑاوس مقام
 پر تھا غرض جب دوسرا انگریزی جہاز مسیہا سنسٹہ شروع ماہ ستمبر میں نچا لیٹ صاحب نے قصد کیا کہ کچھ
 بندہ لو بہت جلد سے تاکہ تجارت موقوف نہ رہے لیکن کئی حرکتیں ختائیوں نے ایسی کیں کہ مطلق اعتماد اور
 قول فصل پر کرنا خلاف عقل کے نظر آیا چنانچہ اٹھائیسویں اکتوبر کو الیٹ صاحب اپنے بیان کے دو جہاز
 کو ایک ٹیم کے پاس گئے اور ایک خطاس مضمون کا بھیجا کہ اگر ختائی ایذا رسانی سے باز نہیں آؤ گے
 تو انگریز انتقام لیونینگے اسکا جواب یہ ملا کہ دوسری صبح کو ختائی میریہر کانا نام کو آن تھا جنگ جنگ لیکر اٹھو
 آیا اور انگریزوں نے صرف دو جہاز سے سب کا مقابلہ کیا اور چار گھری میں تین جنگ کو ڈوبادیا اور
 تین میں اگل لگا دی اور باقی لوگ بچے ہو اس پر کہ ایدہر او دہر بنا دے گیر ہوئے اس شکست کامل کو کس نے
 فتح قرار دیکر فقور کو اطلاع کی اور اپنے بھاگنے کو انگریز کا کر ز کرنا ٹھہرایا لیکن حقیقت حال دربار میں جو کلام
 تو وہ عہدے سے منسوب کیا گیا بہشت کا سال اسی وضع سے تمام ہوا اور اسی عرصہ میں لندن
 میں تمام کیفیت لکھی اور وہاں سے ملکہ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے نام میں بھیجا کہ فوج بحری کی
 ختامین واسطے انتقام کے روانہ کی جائے چنانچہ اس کے بموجب بہشت کی تیسویں جون کو چودہ جہاز بھی
 اور چار دغانی اور پچاس جہاز بار برداری کے اور چار ہزار فوج خشکی کلکتے اور مندراس سے سیلنگاپور میں
 پونچی اور سرکارڈن بریر بہادر کے تابع لشکر بحری تھا اور کرنل بل صاحب گورونکی اٹھارویں بلڈن کے
 ستر ہزار فوج خشکی کے ساتھ بھیجتا تھا حکام یہاں تک واقعہ انگریزوں کی ہمت اور سپاہ گری سے تھے کہ بہت شہتارے
 مضمون کے انھوں نے چھاپ کر ہوا دیے کہ چالیس ہزار روپیہ اس شخص کو دیا جائیگا جو دشمن سے کسی
 توپ والے ایک جہاز کو چھین لائیگا اور اس ہزار روپیہ کو جو اسی جہاز کو جلا دیا اور انگریزی میریہر کو جو گرفتار
 کر کے لائیگا اس ہزار روپیہ کا نصف اسی طرح سے ہر شخص کے بارے میں گرفتار کرنے کے لیے ختائی حکام نے
 نرخ مقرر کیا لیکن وہی روز میں ان باتوں کی لغویت اور اپنی بے حقیقتی اور انگریزوں کی سپاہ گری کی کیفیت
 کو دل لکھی کیونکہ انگریزی جہاز جنگی جو ایس توپ والا جسکا نام بلائو تھا جب قلعہ ایمائے قریب پہنچا اور

القصد یہی طور تجارت کا تھا کہ ۳۹ سال کی چھبیسویں فروری کو ایک ختائی جو اہل فرنگ کا دلال افیون کی
 خرید و فروخت میں تھا پکڑا گیا اور انکی انگلیوں کے سامنے قتل ہوا یہی گویا پہلی شاخ تخیل فساد سے پیدا
 ہوئی اور انگریزوں کے سودا دوسرے فرنگیوں نے بھی اپنی اپنی کوٹھیموں کے نشان کو اوتار لیا اور اسی
 طور سے اپنی نخبش کا اظہار کیا غرض ۱۰ ماہ مارج سنہ مذکور کو ایک نانڈرین جلیل القدر جس کا نام لن تھا فغفور کا
 بیجا ہوا شہر کانٹان میں پونجا اور آتے ہی اشتہار دیا کہ جس قدر افیون جہازوں اور گولوں میں ہووے حوالے
 کی جاوے اور تمام تجارت فرنگ سے اقرار اس شرط کے ساتھ تحریر میں آوے کہ بار دیگر اگر کوئی شخص افیون
 کا کاروبار کرے گا واجب القتل ہوگا + چونکہ کتیاں ایٹ صاحب جو اس وقت سرکار انگریز کے ٹرے گیا شے
 کا نشان کی تجارت میں تھے بندر مکاؤ میں کسی کام کو گئے تھے تجارت انگریز نے اس اشتہار کا جواب
 انکے آنے پر موقوف رکھا اتنے میں ۱۹ تاریخ کو لن نے حکم دیا کہ اہل فرنگ کی آمد و شد درمیان مکاؤ اور
 کانٹان کے موقوف ہووے بلکہ اپنی اپنی کوٹھی سے باہر کوئی انگریز نہ نکلے چنانچہ ہم ۲۰ تاریخ کو کتیاں
 ایٹ صاحب جو نہیں کانٹان میں آکر اپنے مکان پر اوترنا چاہا بسیکر مومن ختائیوں نے جنگ لکھا شکوہ گہر
 لیا اور سیطح سے وہ بزرگ بھی قیدیوں کے شریک ہو گئے اور لن کی دھمکی میں ایسے اگلے
 کہ تیسویں کو انھوں نے جمیع تجارت انگریزی پر اشتہار دیا کہ بالکل افیون کو حوالہ کریں چنانچہ بیس ہزار دوسری
 صندوق کو سودا گروں نے مجبوراً کوٹھی سے نکال دیا اور دس ہزار صندوق جہازوں کے اوتار دیے اور
 سہ اپریل تیسویں تک لن نے اس افیون کو سطح نقصان کیا کہ تین بڑی بڑی کمانیاں کھدوا اور تختہ کھدوا کے
 ایک ایک مقدار افیون پانی میں گھول کے اون میں پینکی جاتی تھی اور لوگ نمک اور چونا و سمین منجھاتے تھے
 باوجود اتنا نقصان انگریزوں کا کرنے کے لن نے پہرہ چوکی انکے گھروں پر سے موقوف کیا بلکہ زیادہ شد
 سے نظر بند کرکھا اور اٹھارویں مئی کو دوسرا اشتہار چھاپا کہ انگریز کانٹان سے اگر چلے جانا چاہیں تو چلے جاویں
 بشرطیکہ پھر اپنا مومنہ نہ لکھاویں چنانچہ اسی اجازت کو اس حال میں غنیمت سمجھ کر کتیاں صاحب موصوف اور دوسرے
 سب انگریز کاتو میں آئے لیکن اور بھی انواع طرح سے ختائیوں نے ایذا پہنچائی یہاں تک کہ تیسویں گشت
 انگریزوں نے خزیہ ہانک کانگ میں اقامت اختیار کی اور جب اسی مہینے کی اکیسویں کو لن نے تمام

کی نظر میں کہ اونکا علاج دشوار دکھائی دیا اول یہ کہ اس بوج خیر کے عادی رہنے سے آدمی بیکار محض ہوتا
 اور اپنی نسل کا آپ قاطع اپنے مال کا آپ خائن اپنے عیون کا آپ غلام اپنی صحت کا آپ مادم اپنے
 رموز کا آپ پروردہ اپنی جان کا آپ قاتل ہوتا ہی اور اگرچہ شروع عادت میں اندک تفریح طبع حاصل ہوتی
 ہو لیکن جوں جوں عادت بڑھتی ہو وقت معمولی پر خوشی تبدیل برنج اور سری مقبل بجاہت ہوتی ہوا جوں
 جیوں افیون کا مقدار زیادہ ہوتا ہی حتیٰ اور چالاک اور سرخروئی اور آنکھوں کی روشنی اور ہاتھ پاؤں کی طاقت
 اور چہرے کی تازگی اور مزاج کی قوت حاصل کلام انسانیت کم ہوتی ہو دوسری قباحت یہی کہ سال بسال
 ہزاروں میں چاندی ملک سے نکلی جاتی تھی اور عرصہ میں اسکے ایک شی مسلک ملتی تھی اور نتیجہ ہکا بھکا ہری
 طاہر تھا کہ پچاس برس میں ملک کی دولت غیرون کے حالے ہوا بنگلی اور اسید دوسری کی پیدائش کی باقی ہری
 کیونکہ کسے کسے کیا ہو کہ افیونی سوائے غوت میں مجبول شخص ہو کر بیٹھے رہنے اور انکے منہ کیے چوڑے کھانے اور
 کیا کے بات کرنے اور گپ بیودہ سے کے کسی نیک کام کے قابل نکلا ہو پس جبکہ اپنے حواس کی خرابیت بجا ہے
 منہ کو نہیں تو کیونکہ وقوع اوس بے کار و بار کہ ہر شکاری کی یا کیل صنعت و شکاری کی یکشت کاری کی
 مصیبت یا تحصیل علم کی وقت کی جا بگلی ہو تیسری قباحت یہ نظر آئی کہ اہل فرنگ خصوص قوم انگلش کی زیادہ تر
 اس جنس کے سبب سے ملک میں ہونے لگی اور ایک تو استغناء حکم کی اغیار سے زیادہ خلا ملنے کی تھی ہی تھی علاوہ
 اسکے زیادہ تر خوف ہوا کہ مبادا ہندوستان کی ہی صورت خدائی نگرین کہ تاجر ہو آویں اور ملک کے مالک بن جاویں
 الغرض انہیں خیالات سے فغفور نے حکم دیا کہ جو شخص چند و کی دوکان رکھنا کام خفا کے مارٹا لاجا بگا اور جاسکا
 شریک ٹھہر گیا سو ضرر میں بانس کی تلون پر کھا کر خارج البلاد کیا جائیگا اور ہمسائے والے جو اسکے اطلاع نہیں دینگے
 سو ضرر تلون پر کھا کر تین برس کے لیے وطن سے نکال دیے جائینگے اور کوئی نوکر سرکار اگر چند ویسے گا
 دوسرے تنگ گلو میں ہی ہلکڑی ڈال دی جائیگی جس کا حال راستہ میں پہلی جلد میں لکھا ہے
 سوائے اسکے نوکری سے معزول کیا جائیگا اور یہ مارکسٹا گیا کہ چہ معنی تنگ اور ٹھٹھٹھ لکھا اور علی ہذا القیاس
 ادنیٰ آدمی کے لیے کم سزا اور اکابر کے واسطے سخت سزا اس جرم کے لیے مقرر ہو گی چنانچہ ۱۸۳۳ء
 کہ فروری میں مندرجہ بالا خدائی چند و کی دوکان والا عبدالعزیز کو کھڑے کر کے سامنے بلا کر

چنانچہ فوراً پر قمر موافق اسکے جاری ہو لیکن تجارتیوں کو یہ چاہئے کہ ہر کے استعمال کی چٹائی اور
 اس کالی ہمارے اوپر جنہوں کیلئے حایہ عاشق تھے ایسا لکھنویوں کی اسکی تجارت سے منہ پھرتا کثیر
 حاصل تھی کہ دونوں کے مشورے سے بدلتا اسکی خرید و فروخت چوری سے بحال رہی اور چونکہ افیون کی
 بہت انگیزیوں اور خلیوں میں مسئلہ میں لڑائی ہوئی اور غائب کچھ کسی وقت دوبارہ ہوا ہے پھر قصہ
 پھیلے مناسب ہو کہ اسکے علاج پانے کا کچھ حال لکھا جاوے تاکہ اس فساد کی بنیاد جو بین آگے ہے
 اچھا ہے ختم نہ ہونے سے ہتھمال افیون کا وادہ درست سمجھا ہوا اور وہ بین نان میں اسکی پیدائش
 ہوتی تھی اور قبل ختم ہونے کے وہ کو صندوق سے زیادہ ہندوستان سے مملکت چین میں نہیں جاتے تھے
 لیکن جب پرتگیزیوں کی تجارت شروع ہوئی رفتہ رفتہ ہر صندوق کی دولت بچی اور جب یہ بات مشہور ہوئی
 کہ تجارتیوں کو اس جانب خون کی چاہ تھی اور ان کو روپے کی بافت اسکی تجارت میں ممکن تھی انگریز
 کی سرکار کیسے ہوا ہونے اسکی سودا گری شروع کی اور پھر ہر بین انہیں لوگوں کے وسیلے سے دوبارہ ہندو
 کی خرید و فروخت ہونے لگی اور ان کا ہی فتنہ کھجوا اسکی بولی اس سے قسمت ہستیا اور ہندوستان کو تارکین
 کہ یہ پیدائش افیون کو موقوف کر کے نہ انہیں قصاص اور مرقی معاش اور تقدیر کی اور ان کو دیوے ہائیون کے
 پیدا یا استعمال کرنے یا بیچنے میں پکڑے جاوے تین غرض ہر صحت اس طرح کے قوانین کے استعمال اس
 و بال جان کا وادہ ہونے ہوا اور انگریزی تاجروں کے جنگی جہاز دیا کے کا نشان کے خرید و لین میں ہر
 پاس انگریز تھے اور شہر بیکار دار تارکین کی مملکت ہند سے ہزار افیون سے لے کر ہر جگہ پھیلی
 اور ان میں اسلئے تھے جب شب کو خیمائی کشیان جن پر پالیس پچاس ننگے غریبوں اور بزرگ شیطاں سے
 انہوں نے فریاد کرتے ہوں ہزاروں کے پاس حاکمین اور موافق نسخ کے چاندی سے افیون سے قانون
 خیراتیں اور سودا گرا توں بات لے جاتے اور میان ہر سال کثرت اتنے کا شوق تھا افیون کو ہر ایک
 سال میں چالیس ہزار صندوق افیون کے چین میں گئے اور کوئی پچاس لاکھ کی چاندی و بان سے
 عوض میں جاتی تھی اس کی خرچہ سب سوانے نشہ نشہ کے حصہ میں بیچ پانی اور عام بارگاہ اور وزیر اور حکام
 انہوں نے کیا ہر شہر اور فقہور کو جہت ہوئی کہ کیا جانا نزل ہوئی کیونکہ اور قبائلوں میں تین قبائل اس

آپ پھر تشریف لائے اور بدستور تجارت کیجیے اور اس بہت و چالاکی کے لیے صاحب ممدوح کا خطا
 سرعنی خان بہادر کا ہوا علاوہ اسکے ۱۲ ملین ستر جہیز نا تھی سن صاحب سودا گریات کے کے تنہا ایک روز
 کا نشان کے صوبہ دار کے پاس معوضی کیے اور اجازت مانگے بی تکلف چلے گئے اور شکایت سخت کیے
 اوس معمول کو موقوف کروایا جو سودا گروں سے اس طور پر لیا جاتا تھا کہ جب اپنے آل و عیال کو دیکھتے تھے
 میں وہ جاتے اور وہاں سے اپنے کاروبار کے لیے کا نشان میں پھر آتے تھے تو آنے جانے میں کوئی
 سات آٹھ سو روپیہ محصول کا ہر دفعہ اون سے لیا جاتا تھا پس جب کہ حکم انگریزی کی بیویوں کو بجز نکاح کے
 کا نشان میں نہ لے کا تھا اور کا نشان میں آنا ان کے شوہروں کو ضرورتاً تو دونی مصیبت لڑکے بالے والوں
 عامہ حال ہوتی تھی ایک جدائی اور دوسری اداس سخت محصول کی انقض صاحب ممدوح نے اپنی جان پر
 کیل کے اس محصول کو موقوف کروایا اور دوسری دلیلوں میں سے کہ انگریزوں کی بہادری اور
 قواعد و آلات جنگ سے خدائی خائف ہیں ایک یہ ہے کہ جب دھمکی ملی
 کج حلقی اور انکی موافق بزدلوں کے قاعدہ کلیہ کے موقوف ہو گئی اگرچہ ظہر میں
 تھا کہ خائون سے دہنے میں قباح اور دھمکانے اور برابر آنکھ ملانے میں فائدہ
 تھا لیکن خوف تجارت کے موقوف ہونے اور چارے نپانے کا کہنی کو ایسا تھا کہ سب کچھ گوارا
 کیا گیا اللہ شہد ہیں فرمان غفوری امتناع میں انگریزوں کے ایفون لانے اور خاتین بیچنے کے باب
 میں جاری ہوا بلکہ حکم ہوا کہ مندر ہوام پاؤں سے ایفون کے جائز نہ نکال دیے جاوین چنانچہ لنگر گاہ
 لندن میں وہ جا لگے اور اگرچہ صوبہ دار کا نشان خود چاہتا تھا کہ ایفون کا کاروبار ایک قلم موقوف ہو جاوے
 لیکن جب اسے دریافت کیا کہ بالکل مانڈرین کو اسکی خفیہ تجارت سے فائدہ کثیر حاصل ہو رہا ہے تو وہ بھی زیادہ سختی
 بازار باغرض ۱۲ سال میں ایک محتسب نے عرضی شہنشاہ کے حضور میں بھیجی کہ مملکت کی تمام چاندی
 ایفون کی خرید میں نکلی جاتی چرخانچہ فقور کے جلوس کے تیسرے سال سے تاریخ تحریر تک دو کروڑ
 چونتیس لاکھ سے زیادہ کی چاندی ملک سے نکلی اور اس کے عوض ایک سم قائل جان مال کا نقصان
 اصل مملکت میں آیا تھا اس واسطے لازم تھا کہ سخت امتناع اسباب میں ہووے

لازم تھا کہ اسی حرکت نازیبا کو جو خلاف ضابطہ سلاطین کے واقع ہوئی انگریز وجہ لڑائی قرار دیتے اور غفور بے شعور کو خوب ہی دہشت کمرے تے لیکن صد افسوس کہ چوک گئے اور خاموش جوڑ اور غم کہا یا تو سلاطین کی لڑائی کا تخم بویا والا اگر فوراً پر خاش پر کمر بستہ ہوتے تو ختائی دب جاتے غرض لایح جبری بلا ہوا اور تجارت کے موقوف ہونے کے خوف سے شکایت تک نہیں کی اور ایسے صبر نامناسب سے تشیخ بزدلی اور بنیادین کا اپنے اوپر دار و کیا نظر اول نمبر اس چپ سے کا اوس سال نمود ہوا جب سرکار کپنی کا جہاز لاڑ و مہرست کو صوبہ پٹیالی میں پہنچا کر کاٹھان میں پھر آیا کیونکہ سکاگنی جہاز اوس میں کرنے کا قصد جو ہوا ختائیوں نے مال کو لینے نہ دیا اسپر بہت سی عرضیاں انگریزوں کی گذرین لیکن بے حصول جواب کے ویسے ہی پھیر دی گئیں بلکہ بعضوں کی مہرین تک نکمیلین یہاں تک کہ جب جہاز کا کپتان یعنی ناخدا عاجز ہو کر شہر کاٹھان میں گیا اور اپنے ہاتھوں سے درخواست گذرانی تو بھی مطلقاً توجہ نہ ہوئی بلکہ جو ختائی باعث اس سالی کا ہوا تھا اوس پر ایسی مار پڑی کہ عجیب ہی کہ تلوون کی راہ سے اوسکی جان نہ نکل گئی اس نکت کے واسطے سرکار کپنی نے بدستور مناقشہ کیا اور اگرچہ مندوستان کے بادشاہ بین لیکن قناتین ادنی بنیے کی طرح دو گالیاں کھا کے چپے ہو رہے حالانکہ سکوت سے فائدہ تو نہیں ضرر عظیم تو ہو ہی رہا تھا چنانچہ شاہ انگلند کا ایک جہاز نام ال سیٹ کے کپتان ماکسول صاحب نے مانڈینیون کی اجازت اپنے جہاز کو دریائے کاٹھان میں لیجا کر مرمت کرنے کے لیے موافق عہد کے طلب اور اوٹان ہون کے سبب بات مال دی اوسنے فوراً لنگر اٹھایا اور جاے مقصود کی طرف چلا تب دفعۃً قلعہ سے نو توپوں کی بارہ جہاز پر چلی اور ختائی حیرتگی سے بھی گولا اندازی شروع ہوئی لیکن اوس بہادر بے بدل نے جہاز کو مورچوں کے سامنے لیجا کر ایک بارہ ایسی ماری کہ قلعے کے توپچی فصیلوں پر سے بھاگے اور اس کے بعد بڑی تعداد میں صاحب کی ختائیوں نے کی سوائے اسکے ایک دفعہ اور اسلئے میں کسی انگریزی جہاز گورے خلاصیوں اور ختائیوں میں جب دنگا اور خون و خرابہ ہوا اور تجارت موقوف ہوئی مسٹر جنرل رمن صاحب جو مختار کل کپنی کی تجارت کے تھے اونہوں نے فوراً دوسرے گماشتوں کو ساتھ لیکر کاٹھان کو ترک کیا اس کمر بستگی کو دیکھتے ہی مانڈینیون کو خوف ہوا اور گر گر کر اس کے اونہوں نے نہایت کھلا بھیجا کہ

تو اس نے اپنی حفاظت جان کے لیے مارا اور ایسے امر کو خونِ ناحق یا عداوت سے تصور کرنا
 خلافتِ عداوت کے ہے۔ یہ جواب باصواب دیے اور پانچ لاکھ روپے
 نذر و ن میں حسیح کر کے انواب تجارت کھلوا کے اور اس ادنیٰ شخص کی
 جان کے تصدق میں مبلغ کثیر صرف کیے اسی سے ورت در دانی اور رفیق پروری
 ہماری قوم کی ظاہر و باطن خواہ مخواہ تجارت کرنے کی متعلق ہوئی اور پانچ برس کے بعد جب
 پھر انگریز کی سہ و اگر نئی موقوف ہو گئی سر جارج سٹافٹن اور سر ٹی سٹافٹن صاحبوں نے کاشان
 میں شکایت ان امروں کی صوبہ دار سے کی عرض کیا اس نے مطلق توجہ کی انھوں نے حکم دیا کہ
 تمام انگریز شہر کا نشان کو چوڑ دین اور جازون کو مندر سے نکال لے جاوین یہ سنتے ہی مانڈریون
 کو خوف ہوا کلاسا منو دے کلاس سے نتیجہ بُرا نکلتے اور اسی دوسرے کئی باہین جو انگریزوں کو سخت ناگوار
 تھیں موقوف کی گئیں لیکن تاہم اکثر امروں میں فرق نہوا یہاں تک کہ دوبارہ کسی سفیر جلیل القدر کا بھیجنا
 جانا ضرور سمجھا گیا اور اسی امداد سے لارڈ امھرٹ بہادر لارڈ کی اسٹیون فروری کو لندن سے
 روانہ ہوئے اور صوبہ بھلی کے کول میں اسی سال کے گشت میں سین اخل ہوئے اور چونکہ حکام
 کاشان نے دروغ گوئی کر کے فقور کی طبیعت کو انگریزوں سے برشتہ کیا تھا مانڈریون نے فوراً
 اول سے اسی کو ٹوکا بکڑا نکالا کیونکہ معلوم او نہیں تھا کہ اس کو رش سے جو سوائے خدا تعالیٰ کے
 کسی مخلوق کو شائبہ شاہِ رومی زمین کیوں نہو کرنا چاہیے انکار کر دیا اور یہی بہانہ فقور تک نار سالی کا قرار
 دیا جائیگا چنانچہ پہلے ہی سوال وکیلِ سلطنت نے لارڈ صاحب سے یہی کیا کہ ہمارے خاوند کو تم نے
 کرو گے یا نہیں الغرض وہ خاطر سفیر کی نہیں کی گئی جو آگے ہوئی تھی اور بغیر سخت کے کچھ حاصل نہوا اگرچہ سفیر
 ایک سفیر پونچا لیکن کیا ویسا ہی پھر آیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ فقور نے کوٹس کے باب میں انکار کر حکم دیا کہ سفیر
 لندن دم بھر دارالامارت میں رہنے پناوے بلکہ شاہ لندن کے نام سے جواب میں ایک فقرہ بھی
 لکھا گیا کہ بار دیگر حاجت نہیں کہ تم اتنے دور سے سفیر بھیجو اور اس دفع ہم نے
 ... بدتر ہونے کا حکم دیا حالانکہ اس کی گستاخی قابلِ سخت سزا کے ہے۔

شرجان فرمایا الحسن ہفتے روز تک انگریز ہول میں رہے اور وہی عرصے میں فغفور کی تراسوین برس کی
 سالگرہ تھی دہوم و ہام سے ہوئی اور اسکی خوشیاں اور رنگے یلیان جب تمام ہوئیں اور کوخصت ملی اور بری
 ہفتا سے جانے کی اجازت دی گئی اور شاہ انگلنڈ کے نامے کے جواب میں فغفور نے خط بہت محبت کے اظہار
 سے لکھا لیکن اجازت تجارت کرنیکی بند چوڑاں اور نیمپو اوٹین سنگ میں سوا کا نشان کے جو طلب ہوئی تھی
 حیلے حوالوں سے ٹال دی گئی عرض نامہ اس پیغام و سلام سے بھی ہوا کہ صوبہ دار کا نشان جس کے انگریزوں سے
 زیادہ طلبیان کی تھیں معزول ہوا اور اس کے قائم مقام کو حکم دیا گیا کہ خبردار رہے کہ بار دیگر ایسی بات نہ کی جائے
 چنانچہ دو برس تک انگریز ستائے نہیں گئے لیکن فغفور کیننگ جب اپنے جلوس کے ساتھ برس تمام ہونے پر
 موافق منشا و ریت کے تخت سے مستغنی ہو کر گوشے میں جا بیٹھا اور اسکا بیٹا گیا لنگ سند نشین ہوا
 ہانگ کے تاجروں نے اپنا پرانا ڈھنگ نکالا اور بدستور انگریز کے ہاتھ بیچنے میں سودا گران کیا
 اور اوان سے خرید کرنے میں نرخ گھٹا دیا اور اس طرح دونوں طرف سے ضرر پہنچایا
 لیکن سب سے بدتر اشت کرنے کے کچھ چارہ تھے تاجروں نے خاموشی اختیار کی
 شہدہ کی آخری میں نامہ و پیغام اور تحفہ تحائف کا ارسال و فوٹ سے درمیان شاہ انگلنڈ اور فغفور کے
 وقوع میں آیا لیکن شہدہ میں دو مہینے تک تجارت اس سبب سے بند رہی کہ دلکار درمیان سرکار کیننگ کے
 چند گورے خلاصیوں اور بعض ختائی لچون کے ہوا اگرچہ انگریز کے آدمی بعد قفسیے کی شروع کے ہر ہفتے سے
 باز رہے لیکن ختائیوں نے اپنے کوزور اور سمجھکر انگریز کی کوٹھیوں پر ایسی کاو خ انداز سی کہ راہ بند ہو گئی
 لو عاجر ہو کر کیننگ کے خلاصیوں نے سردار و نکا کسانا ناسکے اور پراسیا حملہ کیا کہ ایک چینی مارا گیا اور باقی کا غول
 بھاگا یون گویا صوبہ دار کا نشان کی مرضی کے موافق ہوا کیونکہ خاصہ بہانہ انگریزوں کے تسلط کے
 ہاتھ لگا چنانچہ اس نے اونکا آنا جاننا شہر میں اور خرید و فروخت کرنا بند کر دیا اور ایک اور بھارے
 گورے کو نامزد کر کے قتل کر دیا کیونکہ جیسا کہ انہوں نے اہل امریکا کے ایک شخص کو کچھ قیمت دیکر
 ہلاک کیا تھا لیکن انگریزوں نے اپنے آدمی کو جو لے لیا اور یہی جو انسب دیا کہ اول تو اس پر ہوش
 معلوم نہوا کہ کسکے ہاتھ سے وہ شخص ختائی مارا گیا دوسرے یہ کہ اگرچہ نشان بھی دیا جاوے

کو کہا کرتے تھے کہ آپ کو لازم ہے کہ موافق دستور کے غفور کو گوٹھ یعنی مسجد جو کہ درباری کویش ہے
 سجلا لیکھا لیکھو اور پھون نے برابر انکار کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ نہ بلج گذار نہ فرمان بردار غفور کا ہے اور نہ
 کسی طرح سے بہتے اور شان شوکت میں اس سے کم ہے جس کی ہم کو نگر کو ٹوکر کے ایک نوع سے قبل
 تھا ہے بادشاہ کی بزرگی اور اپنے خادم کی خودی کا کہیں الغرض بعد بڑی حجت اور تکرار کے ختائی
 وزیر نے ہٹ کر ناچھوڑ دیا اور تار و تار بھارتی نے ساری گفتگو اسی بات پر ختم کی کہ ہم جیسا اپنے بادشاہ کو گور
 کرتے ہیں اسی وضع سے غفور کے حضور میں آداب سبب لاوین گے *
 یہ نہ سمجھا چکے کہ اشارہ شہنشاہ کا سفیر انگریز سے سجدہ کروانے کا نہ تھا کیونکہ یہ وزراء جو اس قدر صراحت
 امر میں ہوئے سکھ لائے پڑھائے ہوئے تھے اور سفر میں کسی دفع ایسی ہی حرکتیں پھون نے کی تھیں
 جس سے عوام الناس پر ظاہر ہوئے کہ شاہ انگلند نے غفور کو خراج بھیجا چنانچہ چھوٹے دریا سے جس وقت
 سفیر کا گز رہو تھا کشتیوں پر ایک نشان مائڈر نیون نے لٹکایا جس پر لفظ باجگذار ختائی زبان میں چہا تھا اور
 چونکہ کسی خیال اور سپرنگیا تمام مشہور ہی ہوا کہ شاہ انگلند نے تمنا سے اپنے کو غفور کے باجگذار روں میں داخل کر دیا
 حاصل یہ کہ تمام امر تہذیب اور آداب کے علی ہو چکے غفور نے جی ہول میں سفیر کو بلوایا اور راہ میں بہت دور خاطر
 داری کا کوئی دقیقہ فراموش نہ ہوا اور درود کے کئی روز بعد خاص خیمے کے اندر جہاں دنیا کے
 تملقات اور آرائش تھے غفور نے سفیر سے ملاقات اور نہایت توجہ سے بات کی اور شاہ انگلستان کے
 مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اور جو خطا و پھون نے یہی تھا سفیر کے ہاتھ سے خود بہت خاص لیا چنانچہ
 تمام لطف ایک طرف اور یہ تو ایک طرف سمجھی گئی اور اس امر سے عزت افزائی کو صبر پونہ چا دیا سو اے
 اسکے تحائف جو پیش کیے گئے نہایت خلاق اور شکر کے ساتھ مقبول ہوئے حالانکہ لاٹو مکار ٹینی نے
 بجز گورنش سلطانی جو انگریزوں میں مرجع ہی یعنی گمان زمین میں ٹیکے اور ٹوپی ادا کرنے کے ختائی آداب کچھ
 کیا بعد برخاست دربار خاص کے سفیر اور دوسرے جلیل القدر انگریزوں کو سبزیں مغل کی غفور کی بائیں
 طرف ملین اور دائیں طرف اقربا سے قریب کی قربت والے اور کئی سلاطین باجگذار بیٹھے اور حیدر لہ کے بعد
 دو دو پھون کے سامنے ایک ایک سہ پایہ میز کی قسم سے ٹکا اور تمام طرح کا لذیذ کھانا چکایا اور غفور نے بھی

۱۷۷۷ء میں اوسکو موت دے کر دیا اور دوسروں سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت فقہور کے حضور
 سے ملی لیکن اس امر سے زیادہ حیرانی اہل فرنگ کو ملی کیونکہ ہانگ والون نے مانڈرینیوں کو رشوت دے
 کر اپنے ہاتھ میں اجارے کو سابق کی طرح بحال رکھا اور تاکہ انکی گرہ سے رشوت دینے میں جو بچ
 ہو مع سابق نفع کے وصول ہووے مال کو دونوں گراں کر دیا اور چونکہ اسکی لپش فقہور تک پہنچی سبب
 مانڈرینیوں کی رشوت ستانی کے دشواہی انگریزوں نے دیکھا کہ سولے ترک تجارت کے دوسرا
 کوئی چارہ نہ تھا کہ اتنے میں تجارت انگریزی کا پانا بعض بعض ہانگ والون کے پاس سالخ حاکم اور اوسکو
 نے اوس قرض کے اداسے انکار کیا آخر مناسب سمجھا گیا کہ شاہ انگلستان کی طرف سے کوئی سفیر فقہور کے دربار میں
 جاوے اور ان حرکتوں کی نالاش کرے چنانچہ ۱۷۹۲ء میں ہارڈسکاٹنی بہادر جو سابق میں ملک مندر اس
 گورنر تھے اس عہدے پر مقرر ہوئے اور تحائف لیکر انکی بحر کا نشان میں ۱۷۹۳ء سال کے جون مہینے
 میں پہنچی اور چونکہ اسکی آمد کی خبر فقہور کو پہنچ چکی تھی ہر شہر کے حاکم اور ہر صوبوں کے ناظم پر فرمان جاری ہوا
 کہ شاہ لندن کا سفیر فقہور کا مدعو ہو مجا جاوے اور ہر طرح سے اوسکی خاطر کجاوے اور ہر کار کی طرف
 سے رسد نیچے اور بار برداری کی سمیل ہووے چنانچہ ویسے ہی عمل میں آیا اور کائنات سے چین تک
 ہر تہل پر مانڈرینیوں نے تحفہ شراہین و لطیف کماے سفیر انگریز کے سامنے چن دینے کے سولے جو کچھ طلب ہوا
 بے مال حاضر کیا انقض کا نشان سے انگریز کے جہاز مندر کی راہ سے جب صوبہ بھلی کو بند میں پہنچے صوبہ
 کا ناظم بہت کروفر کے ساتھ استقبال کو پچاسوں فوجیوں کے ساتھ شاہ کے آیا اور شہر میں حانگ میں سفیر کو لے
 اور بڑی دھوم دھام سے ضیافت کھلائی اور سرکاری کشتیان بوقلمون تکلف گوناگون سے سجائے سفیر اور
 جلو کے خدام کی سواری کے لیے متعین ہوئے اور پھو کے دریا سے شہر مان سو میں جو چھ کوس الہ آباد
 چین سے ہر جب پہنچے تو وہاں دعوت کھا کے پالکیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر انگریز پائے تخت میں پہنچے اور
 چونکہ فقہور موسم گرما میں شہر جھول قع سرحد تار میں رہتے تھے اور اس وقت تک چین میں تہذیب نہیں لائے
 تھے اطلاع سفیر کی آمد کی وہاں گئی اور جب تک جواب نہیں آیا سن میں کے باغ میں جہاں
 تہذیب راقم نے جلد اول میں کی ہی اوتارے گئے اور وزیر اکثر آئے اور سفیر

پایا نہ پہلے ریشم کارنگ نہ دیک اس میں تھا اور یہ محض پھوٹا اور بد رنگٹا ناکارہ نکلایا گیا دیکر
 تب تو دیک کے اوس ریشم والے کو انگریز پکڑ لایا اور کہا کیوں رہے بیجانا بکار چوٹوں کا تھا گئی دار
 تجھے خدا کی سنوار یہ کیا اور یہ کیا اور یہ کیا ہوا اور اس طرح پر سب پلندوں کو جو کھولا سواا و سکے سب کو
 ایک سے ایک برپایا غرض تان کی رجان یہ تھی کہ وہ خانی مسکرایا اور جواب دیا کہ عاصی ہے نصو
 بھی اپنے دال سے آپ سمجھ لیجیے کیونکہ اوس نے کہا تھا کہ آپ ایک ہی پلندے کو کھولینگے اسلئے
 بندہ ایک تو آپ کو دکھانے اور باقی سچنے کو لایا اگر وہ کہتا کہ آپ کھو کھولینگے اور پسند کر کے لینگے
 سب ویسے ہی لاتا ہر اجنبی خصوصاً انگریز کے ساتھ اس سطح کی حرکت کرنی اپنی سعادت یہہ جانتے
 تھے اور جب کسی نے قشتہ اس پوچ عادت حرکت کا دیا اکثروں نے یہی جواب دیا کہ خریدنے اور بیچنے
 والوں میں ہمیشہ نزاع ہوتی کیونکہ شری یہہ چاہتا ہو کہ اگر مال مفت ملے تو ایک پسینہ دیتے جیسے فروشنہ
 بھی دل میں کہتا ہو کہ اگر اسکی بکری تک دام کے شامل چلی آوے تو لے لیجیے اس سبب سے
 ایک دوسرے کو ٹھگنے کا قصد کرتا ہو اور اس میں جو سرسبز رہا اوس کا کیا کہنا
 الغرض اسلئے اس میں ناظر دنیوں نے سرکار کسپی کو ایسا ایسا بھر و ساجارت کی سہولت کا دیا کہ ایمانی
 کے سوا کا نشان میں اوسکے جواز دن کا آنا جانا شروع ہوا لیکن مغفور کین لنگ نے اپنے شروع میں
 میں کا نشان کے دس بڑے بڑے تجارت خانی کی ایک کروہ کو جسے ہانگ کہتے ہیں مقرر کیا اور ان
 کے ہاتھ مال بیچنے اور اپنے خرید کرنے کی اجازت مخصوص ا و نکو دی اور عوض میں جوابدہ واسطے محمول
 سرکاری کے ٹھہر لیا پس انگریزوں کو اختیار دوسرے کیلئے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا باقی نرزا اور یہ
 سوداگران ہانگ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے اور جنس نرخ سے اپنا زیادہ فائدہ سمجھتے تھے انگریزوں
 مال لیکر ادھر ادھر روانہ کرتے تھے اور خاتونوں سے خرید کر کے انگریزوں کے ہاتھ بیچتے تھے اور
 نتیجہ اوس دستہ بد کا فروغ پیدا ہوا جس نے بجز اوسکے دوسرے خانی سودا اگر سب اور فوگنی خوب ہی ہونے جاتے
 تھے اور یہہ ہزبات ہانگ اسلئے بیچ میں غریب سے دو وزن ہاتھوں ہتھ مارتے تھے اس خاص خرید
 فروخت کے اجارے سے نقصان انگریزوں کو ایسا ہوا کہ انھوں نے تین لاکھ روپوں کی زیریاشی کر کے

مازون میں آگ لگا دیوں لیکن انگریز خبردار جو ہوئے تو کئی فوجیوں کو پیش بندی سے اوشٹیلانی سیرکے
 مقابل کو بھیجا اور انہی سی رہی اور میں باز ہلکے دور گھسیٹکے اور بھونچے اور رخ پر اوسے چھوڑ دیا اور الگ ہو کر
 ماشا دیکھا کہ بے پسی کوری کی طرح کے آتش بازی کا لطف پیدا ہوا اور نو سطح خانیوں کا مقصد حاصل ہوا اور انگریز کی طرف
 بوقیہ پوچھے اور انھوں نے ہم کو کیا کہ اگر ہمیں مخلصی نہیں دو گے تو آتشیں شیشے سے شہر کو ہم جلا دینگے اسپر ہوا تو
 انھوں نے چھوڑ دیا کہ اتنے میں انگریز کی بھر مار کا تو سے بہر استقام روانہ ہوئی اور خانی بھر کو شکست دیتی اور پنا
 جہاز و زمین آگ لگاتے شہر کو فوج کرتے کائنات میں آن پچی یہ صورت دیکھ کر اندریوں نے پرتگیز کو بانی فساد
 ٹھہرایا اور مبلغ کثیر بطور جرمانہ اونسے انگریزوں کے نام سے لیکر پیغام صلح کا بھیجا اور یہ عہد کیا کہ انگریز دو ہزار
 ٹیل اور چار سو سے کی توپیں اور پچاس بندوقین فغفور کو سالانہ دیکر بخشی تمام تجارت کریں بعد اسکے رسم تجارت
 ایک نوع سے برقرار رہی حالانکہ خانی مانڈرین سوداگر جب امکان کوئی موقع ستانے کا نہیں چھوڑتے تھے
 اور یہاں تک عاجز کیا کہ جب شہر سی میں الی جزیرہ فارموسا یعنی کاک زنگانے انگریزوں کو اپنے ملک
 میں تجارت کرنے کو بلایا تو سرکار کمپنی نے بخشی تمام ایک جہاز کو بھیجا اور وہاں کو بٹھی اور گودام غیر بنایا
 اور ۱۸ سالہ تک کائنات کی طرف رخ نکلیا غرض اس وقت سے ۱۸ سالہ تک کوئی امر قابل بیان کے واقع نہیں ہوا
 بجز اسکے کہ انگریز سب تجارت موقوف ہونے کے خوف سے خانیوں سے بگڑتے نہ تھے حالانکہ وہ انواع
 طرح کی حرکتیں نازینا کرتے تھے اور خواہ مخواہ ہر دفعہ سخت و ناسزا باتیں کہتے تھے اور خانی دلال در بازار
 لوگ انگریزوں کو ٹھکنا اور ہر طرح سے رک دینا واجبات عقلی سے جانتے نہو خیاں چہ صد انھوں میں سے ایک یہ
 ہو کہ ایک انگریز ریشم خریدنے کے لیے کائنات میں گیا اور ایک دلال سے اپنا مطلب کہا اوسے جتنے
 پلندے ضرور تھے موجود کیے اور اوسکے مالک ایک خانی سوداگر کو بھی ساتھ لیے آیا خیر مول تول ہوا
 اور اوپر کا پلندہ اچھو لایا انگریز نے دیکھ کر کہا سبحان اللہ یہی میں چاہتا تھا اور پوچھا یہی ہی قسم کا تمام
 سودا کرنے جواب دیا لا کلام آپ بخشی رکھے اور اسی چیز ایسا سستا پھر جب پانیو بندی کو جو چاہیے سو کہتے
 انگریز نے اپنے ملک کے فروشندوں کی رہتی پر خیال کر کے سمجھا کہ یہ کتنا ہی قیمت دیکے اوسکو خست کیا
 گھڑی بھر کے بعد اتفاقاً جو اسے دوسرے پلندے کو اٹھایا اور گھر دیکھا تو وہاں وہ عجیب شگون دیکھا

برہمی حجت و تکرار کے اونسے اجازت دی کہ تین شخص اوس میں سے ایک جنگ میں ختانی جہاز پر کاشان
 میں جاویں اور تجارت کرنے کی اجازت نامہ سے مانگیں غرض جو تین قریب کاشان کے یہ لوگ پہنچے چند
 ختانی اوس شہر سے ناظم کے بھیجے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ تم سب حکام میں پھر جاؤ اور وہاں بندوبست
 تمہاری تجارت کے باب میں کیا جائیگا یہ نہ سکر وہ لوگ اوسی قدم پھرے اور بحر انگریزی میں چلے غرض انا معلوم
 ہوا کہ اجازت مطلوبہ نہیں بجا لگتی تب صلاح یہ پٹھری کہ تمام بحر کاشان کی طرف فوراً روانہ ہووے چنانچہ وہی
 اور کئی روز تک کوئی فراہم نہیں ہوا غرض جب قریب کاشان کے انگریز پہنچے ختانی ڈرے اور غالی راہ
 اوسھونے کہلا بھیجا کہ اگرچہ ورنہ قریب اوس قلعہ کے جو بے یار ہو انگریز کی کشتی لگان کے اور گے
 نہ پڑے تو عہد نامہ اونسے حسب خواہ طیارہ دو بھیجا یہ نہ سکر دے سیدھے سادہ لوح ویسے ہی عمل میں لائے اور
 سفید نشان جو علامت صلح کی ہو جہاز پر سے بلند کیا یہ دھوکا دیکر ختاویوں نے چپکے سے کئی توپوں کو
 قلعے پر چڑھا کر تمام سامان جنگ مہیا کیا اور ساتویں روز جو نہیں انگریزی بحر کاشان کو اٹھا اور دیر جہاز پر پہنچے
 ختاویوں نے دفعہ کینگاہ سے گولہ مارنا شروع کیا مگر نشانے پر کتہہ نہ پڑا اس غلابی سے انگریز کو قہر آیا اور
 جہاز کو قریب لیجا کے اوسھونے نے بارے گولوں کے آٹا فائین ختاویوں کو ایسا دھنڈالا کہ اوس طرف کی
 بارہ موقوف ہو گئی تب فقط سوجان کنارے پر کود پڑے اور ایک ہی حملے میں فیصلہ کن چڑھ گئے اور ختانی دھواں
 جو میں لڑکے بھاگے بعد اس فتح کے انگریز کاشان قلعے پر اڑا اور فوراً پیغام صلح کا آیا اور اس لرانی سے
 یہ باتیں حاصل ہوئیں کہ انگریز کے جہازوں نے کاشان میں ہونچکا حبشی اور سوٹ کی بجائی کی اور سوجان
 اجازت تجارت کے پروانگی ملی کہ دریا کو کاشان کے باہر جس جگہ کو چاہیں قلعہ بندی کر کے کوٹھی ال کی امانت اور
 حفاظت کے لیے بناویں + دس ہندہ زمین ظاہر ہوا کہ باعث سطر حکمی اجازت دینے کا یہی تھا کہ فرصت میں
 جنگ کی زیادہ سے چنانچہ تہمت خلاف عہد کی انگریزوں پر اٹھے رکھ کر دو چڑھندار کو ختاویوں نے قید کیا
 اور انگریز کی بکرجا جانے کے قصد سے سات جنگ کو اکٹھا باندھا اور اومنین باروت اور شیش گیسو زندہ مصالح
 اور دوسری چیزیں جو آسانی سے جل جلیں اور جلیں بجھیں بھراؤ فیکلہ سنگا کے عین بھانے کے وقت
 امانت سے انگریز کی بحر کی طرف چھوڑ دیا کہ قریب پونچھا باروت اور جلیے اور مصالح چاروں طرف پھیل گئے

قوموں میں یہ قابلیت اور نہایت نہیں ہو کہ قسیم اور سیم اور لطیف چیزوں کی ہو یعنی من حیثیت اس کی طرف سے
 ہے جو ارقم نے نہایت غرض سے حاصل کر کے بیان کی ہو کیونکہ اگر حکیم سمجھتا کہ اختیار سے راہ درست
 میں کچھ اندیشہ قباحیت آئندہ کا نہیں ہو تو ایسی چھوٹی نظر ایسے سیر چشم اور عالمی فاع اور دانا و بینا کی منتہی
 کہ لغت ایزدی کی برکت سے کسی کو قابل محرومیت کے سمجھے اگرچہ بعض بعض خائون نے ایام سلم
 اور حال میں بڑی بڑی بہادران کی ہیں چنانچہ اسی جلد کے ذکر سابق میں اسکا حال مسبین ہو لیکن اکثر کی
 جہات میں بڑی ہو اور بعضے جو تلوار یا چھپی کی لڑائی میں کسی کے مقابلے سے قدم بھر چھے نہیں ہستے
 تو پتھان کے نام سے بدو اس ہو تو ہر دور کی نظیرین بالفعل کی لڑائی میں کئی میں آئیں غرض انگریزوں
 خائون کی تجارت کا بیان شروع سے چاہیے تاکہ بنا و جنگ یافت میں آئے یہ ۱۸۵۶ء مسیحی میں ملکہ ایلینڈ
 بادشاہ گلستان نے جسکی تعریف میں اتنا ہی کہنا کافی ہو کہ ہم لوگ اس کے عہد کو موجب اپنی قوم کے فتح
 کا قصور کرتے ہیں نامہ مغفور کو لکھا جسکا خلاصہ یہ ہو کہ اس شہنشاہ چین اور چارڈاکوٹ اور ٹاس بمبیلڈ
 شہر لندن کے تجارت آپ کے ملک کی زرخیزی کا حال سنا احازت ختامین جانے اور تجارت کرنے کی
 چاہتے ہیں تاکہ اپنے ملک کی مادیوں پر آپ کے یہاں لیجاوین اور وہاں کے تحفے اپنے یہاں لائیں
 الغرض وہ بہار چین یہ لوگ اس نے کو لیکر ختا کی طرف جاتے تھے راہ میں مارا گیا بعد اس کے
 ۱۸۵۷ء مسیحی میں کئی انگریزی تاجروں نے شاہ چارلز اول کا فرمان اجازت حاصل اور عہد پیمان ساتھ لیکر
 کر کے ناظم کو آ کے عمل میں آئے اور کپتان وٹل صاحب کئی جہازوں کی بحر لیکر بندر مکا میں پہنچ گئے
 وہاں کے پرتگیز حاکم نے خائون کو ناراض کرنے کے خوف سے انگریزی بحر کو آگے بڑھنے سے منع کیا
 لیکن اس سبب اور کپتان نے کہلا بھیجا کہ اب میں یہاں آچکا ہوں اور یہاں نہیں ہو نیکیا کہ جیسا آیا ہوں اور
 یانوں پھر جہازوں خیر تم اگر جگہ اپنی لنگر گاہ میں نہیں دے گے تو میں اپنے لیے جام مناسب تجویز کروں گا یہ لکھ کر
 بحر سے چاس جوانوں کو اونٹے چکر ایک چھوٹی سی پیش پر دریائے کانٹان کے مہانے کی تلاش کو اسے سلاخیں
 روز کے بعد میوے والوں کی ایک ٹولی مل گئی اور انعام کے لالچ سے وہ ساتھ ہوئے اتنے میں خائون کی
 مل اور علیہ البحر نے جب سنا کہ مہانے کا پتا انگریزوں کو ملا نہایت پر غرور اور بہت سنا پنا کو اور غرض

کہ سویتے کی زیادتی محتاج کی طرف ہوتی اور تین سب سے یہ امر بطور وقوع میں آیا ہے پہلے یہ کہ
 دریا اور نہروں کی کثرت ہو کہ جس شہر کو بلکہ اکثر جس بازار میں سوداگر چاہتا ہو بے تکلف چلا جاتا ہو اور دوسرے
 یہ کہ بعض صوبوں میں کیا بی طبعی اور صنعتی چیزوں کی اور بعض میں افراط ہوتی ہو اور جب یہ ہو خواہ مخواہ
 لازم ہو کہ جس چیز کی زیادتی ہوئی اور سبکی قدر گھٹن میں نہ رہی اور اس کی فروخت اس جگہ پر کرنی ضروری
 جہاں اس کی احتیاج ہوئی اور تیسرے یہ کہ سرکار ختا پر چونکہ رعایا پروری ختم ہو و ہاں سے بھی اس موضع صوبہ
 یا شہر کا بہت کم خزانہ مقرر ہو جہاں قلت محاش اور کثرت احتیاجوں کی زیادہ ہوتی ہو اور اس کے حصول
 جس جگہ میں طبعی یا صنعتی چیزوں کی افراط ہو و ہاں خزانہ سرکاری زیادہ ہو اور یہ دستور العمل سبب غلیم کثرت
 تجارت کا ہو کہ چونکہ محتاجوں کو سہولت ناگزیری کے سبب سے تنگ اپنی ضروریات کے لینے کی ہوتی
 ہو اور جب ہار خزانے کا زیادہ ہو اور انکو کوشش پر یہ پیدا کرنے کی واجب ہوتی ہو

چھٹا باب

بیان میں اس تجارت کے جو انگیزا و نتائج میں شروع ہوتی تا بشروع لڑائی و دھماکوں کے

اگرچہ حقیقت ہو کہ اغیار کو ملک میں آنے سے پہلے اور تجارت کرنے کی جو حکیم گنگ فوزی نے کی اور
 بیٹک بدر کیونکہ خود خانی بہت سے فائدے سے محروم ہے لیکن جواب اس اعتراض کا بہت ہو
 اور وجہ ہو کہ یہ امتناع اس بزرگ کی تجربہ کاری اور دانائی اور دور اندیشی کی کامل دلیلوں سے ہے کہ چونکہ
 ملک کی زر خیزی اور افراط تمام اجناس جوانی و بناتی اور جہادی سے جو کہ طبعی اور طبقے میں ہوتی ہو جو
 واقف تھا چنانچہ جہاد اول کے پہلے دفتر کے ملاحظے سے ناظرین تاریخ چین کو اسکا حال روشن ہوا ہے
 سوا اسکے حکیم کو اس کے ہم وطنوں کی بردلی اور قواعد جنگ کم شنائی معلوم تھی جیسا کہ راقم کے بیان سابق اور
 بھی آئندہ سے ظاہر ہو نہیں سکتا دو جہتوں سے خائف ہوا کہ اگر اغیار آکر ملک کی زر خیزی اور باشندوں کی
 بردلی سے واقف ہو کر اپنے وطن جاپنگے تو چین کی دولت کے بیان سے لوگوں کو لالچ و کھانینے اور خرابیوں
 کی کم زوری حملہ گروں کے دل کے پریش کی خوف کو دور کرے کی الفتح اصل سبب امتناع کے یہی تھے حالانکہ
 حکیم نے امتناع کی وجہ میں ظاہر نہیں کی کہیں کہ قتل کے ملک میں دنیا کی نعمتیں موجود ہیں اور سبب اہل خا کے دور

پانچواں باب

بیان میں تجارت درمیان اہل امریکا اور قسطنطنیہ کے

تجارت ان لوگوں کے درمیان ۱۸۶۷ء مسیحی میں شروع ہوئی چنانچہ اسی سال میں امریکا سے ایک جہاز کانسٹان
 میں آیا اور جب پولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کے عہد میں ولندیز کے جہازوں کو قسطنطنیہ کی
 ممانعت تھی امریکا کے سوداگر سب چلاؤ کے ملک میں پہنچایا کرتے تھے اور چونکہ اس وقت اہل امریکا
 کی سلطنت نوعی نہیں تھی اور انگلستان کی اطاعت انھوں نے چھوڑ دی تھی اون لوگوں نے بہت چاہا کہ انگریز
 کی تجارت قسطنطنیہ میں بند ہو جائے تاکہ اس فیصے سے انگلش کو ضرر پہنچے اور اس ارادے سے چالیں وضع کر
 انھوں نے سکالین کہ انگریز کو بالکل مات کیجیے مگر بازی اوٹھیں کی گھٹ گئی ۱۸۶۱ء میں امریکا کی ایک
 خلاصی گورے پرتمت یہ دیکھی کہ اس نے ایک خانی عورت کو عداوت مار ڈالا حالانکہ اتفاق سے اس نے جہاز
 سے ہائیڈی جو پھینک ہی تو اس عورت کی کھوپڑی پھوٹ گئی اس امر کو بہانہ قرار دیکر صوبہ ارکٹان
 اون لوگوں کی تجارت کو بند کر دیا اور جب تک وہ سیپارا گورا اس کے حوالہ نہ کیا گیا اور اس نے براہ نام تحقیقات
 اس کو گلا گھسٹا کے ماتر والا باب تجارت کا بند رہا ۱۸۶۲ء مسیحی میں عہد نامہ چوتھیں شہرطوں کا درمیان سلطنت اور
 اہل امریکا کے عمل میں آیا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اون پانچ بندروں میں جہان انگریز کو اجازت تجارت کرنے کی
 ملی ہوا نہ کو بھی دیا جاوے اور محصول معمولی سے زیادہ اس نے لیا جاوے غرض کہ کئی باتیں جو فرانس کے عہد
 میں مخصوص اون کے فائدے اور غرت کے لیے دخل میں آئیں درج نہیں کی گئیں انقرض بجز اہل انگلستان کے
 جنکی تجارت ساتھ قسطنطنیہ کے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور اسی لیے علیحدہ باب میں لکھا گیا کہ
 یہی کمی اقوام فرنگستانی قسطنطنیہ میں تجارت کرتے ہیں اور ملک ثبت اور راجپن اور جزائر کوچو کے ساتھ تجارت
 قسطنطنیہ کی ہوا اسکا بیان ساتھ اوٹھیں ملکوں کے احوال کے لکھا ہوا اسی جلد کے تیسرے دفتر میں جو پانچ
 اسکی طرف توجہ ضرور نہیں اور قسطنطنیہ کی جو خاص تجارت آپس میں ہوا اسکا کچھ شمعہ جلد اول کے پہلے دفتر میں شہر
 کے بانیین اقم نے درج کیا ہوا اور یہاں شاید اتنا کہنا بھی فضول ہو کہ ختا کے شہر میں میں ایسی عوام و حام تجارت
 کی اور کثرت تجارت اور جہازوں کی ہر کہ اگر تمام دنیا کی خرید و فروخت کو ایک جامع کیجیے تو اس کے برابر تو کیا غلبہ ہو

حاتمیں سا اور بعض دن میں سے غفوروں بیان علم ہیئت و ہندسہ باعث کے طرے
 عمدوں سے سرفراز ہوئے لیکن تجارت کا امر جو کہ ان کے درمیان کبھی نہیں آیا اس سبب سے
 اہل فرانس خانیوں کی انگلیوں میں بہت ذی رتبہ ہیں کیونکہ چین میں سوداگر کو لوگ محض ناکس سمجھتے
 اور ہمیشہ کہہ کرتے تھے کہ تمام اقوام فرنگ سے صرف فرانسس شریف ہیں اور باقی سب خستہ و پست
 ہیں۔ لیکن ان کی ٹرائی کے علمہ سرکار کبھی بہادر کے ساتھ خانی ماندن برابری ملاقات نہیں
 تھے بلکہ جس خطا میں عرضی کا لفظ لکھا نہیں رہتا تھا اس کی طرف مطلق ملتفت نہیں ہوتے تھے
 چونکہ تجارت کا باب کھلا رہنا ہر ملک کے حق میں مفید ہے جیسا کہ بدن انسان کی صحت کے لیے وجہ ہے کہ
 تمام مہین غذا وغیرہ کی رفع کیا دینا سیاسی ملک کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ جناس طبعی اور صناعی
 و آمدنی اور رفتنی سے ہر طرح کی حاجت رفع ہووے اس لیے ۱۷۱۳ء میں بعد تمام ہونے لگا کی دوسری
 خانی اور انگریز کے بادشاہ فرانس نے غیر مجبیا اور عہد و پیمان میں تجارت کا بھی کر دیا اور شطین
 اس عہد نامے کی بہت خوبی کی ہیں کہ اس کی رو سے حقیقت ہے کہ چین میں فرانسسوں کی جو قدر ہے
 نہیں ہے چنانچہ دیا ہے میں اس عہد نامے کے شاہ فرنگ کا نام جہاں آیا ہے وہی حروف خانی زبان
 صرف ہوئے ہیں جو مخصوص غفور کی شان کے کیستہ نہیں اور اسی سے اہل فرانس کی نسبت جو
 تے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے اپنے شاہنشاہ کو خانی سارے عالم کے پادشاہوں پر ترجیح دیتے ہیں غرض
 اس کے دستخط ہونے کے وقت بڑی حوم سے تہنیزی چھوٹی اور تو میں سلامی کی دعا لگیں اور
 روشنیوں کی ٹیڈیں سے شب کی تاریکی زائل کی گئی اور یہ بھی لیل ہے کہ خود خانیوں کو اس امر سے خوش
 مائل ہوئی اور دوسرے مملکتوں میں سے جو باعث ایسے متحول عہد نامے کے لکھے جانے کے ہوتے
 پیدا کرتا کہ یاروں نے غفور کے کان میں یہ بھونک دیا کہ اہل امریکا اور انگریز محض خود غرض اور لالچ ہیں
 اور اہل فرانس ایسے عالی طبیعت ہیں کہ صرف دوسروں کی بھلائی دھونڈتے ہیں اور تجارت کو کچھ جز نہیں
 جاسکتا غرض حال میں کہ فرانسس کی تجارت کو ختام میں اس عہد نامے کے باعث سے نہایت
 مؤثری و غالب ہے کہ چند سال میں دونوں ملکوں کو جو خستہ و پست تھا ان کے زیادہ بہتر

اور جہ خلقی کا حال سن کر پیڑ بگڑا اور قصد جنگ کرنے کا کیا لیکن اسی عرصے میں مغفور کا انتقال ہو
 اگرچہ طبیعت کا کوئی بادشاہ ہوتا تو اس وقت کہ ملک چین چنے گویا بے سر سرور ہا تھا نہایت
 بہتر موقع لڑائی کا سمجھتا لیکن وہ عالی منشا ایام غم کے آخر ہو جانے تک اپنے قصد سے باز رہا اسی
 عرصے میں خود ہی مر گیا اور بات ویسی ہی رہی تھی غرض ۱۲۰۰ء میں عہد و پیمان دونوں ملکوں میں
 دوبارہ ہوا اسکی پانچویں طبع تھی کہ چھ طالب العلم اہل روہن چین میں اسے تحصیل ختائی زبان کے
 رہیں اور ایک گرجا انکے مذہب کا اونکی عبادت کے لیے دارالامارت میں بنے یہ طور ۱۳۰۰ء
 تک جب قریب تھا کہ پھر لڑائی ہووے لیکن کسی سبب موقوف رہی اور ملکہ روس کا تھیرین
 جب یکجا کہ ختائی دوسرے کسی امر سے مجزوسیون کے چین میں جانے کے راض نہیں ہیں اسے
 حکم دیا کہ اس کے ملک کے سوداگروں کی فرو دگاہ شہر کے آگٹا واقع سرحد تار بقر ہووے
 ان فرض اسی کے مطابق جب سے مال آتا ہے وہیں اور تر تا ہے اور ختائیوں کا مال اس
 شہر میں جسکا نام میا چین ہے ٹھہرتا ہے لیکن سابق کی طرح زیادہ تر وقت روسیوں کو اس میں ہوتی
 غرض تھیرین کے کچھ چارہ نہیں کیونکہ جب شتہ میں اونھوں نے کئی جہاز کا نشان میں بھیجے فقہ کین
 نے رہنے نہ دیا بلکہ عتاب فرمایا کہ ایک اہ سے تمھارے ہمارے درمیان تجارت کا کاروبار ہے پھر
 دوسری راہ سے کیا سبب تمھارے آنے کا ہوا ان فرض اہل کل دونوں ملکوں میں تجارت کا بازار گرم ہے چنانچہ
 ۱۳۰۰ء میں قریب دو کروڑ روپے کی خیروں کی خرید فروخت آپس میں ہوئی ۔

چوتھا باب

بائن میں تجارت درمیان اہل فرانس و ختائیوں کے

تاریخ ختائے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۰۰ء میں فرانس کے جہاز کا نشان میں آئے لیکن سلامی کی
 توہین ہوا اونھوں نے چھوڑیں ختائیوں نے اونکو قیام کرنے نہ دیا چنانچہ کسی اہل طرافت نے
 کھلا یہ بتا کہ جب سنسی اور خوشی سے اتنا غل کر سکتے ہو تو معلوم نہیں کہ ختائیوں نے سے کیا کر سکتے
 اس وقت تو یہ رخصت کے گئے لہذا ۱۳۰۰ء میں

اہل روس کے جہاں مور کے دریا پر واقع تھے سب کو سر کر کے تمام اہل قلمہ کو خائیموں
 قید کیا اور پچیس مین بھیجا اور کو سفیر رون ہنگرار سرحد کے لیے بھیجا گیا اور مفتخور کان ہی نے
 دو عیسائی پادریوں کو فوج کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے ۱۶۸۹ء میں بھیجا کہ دریا
 کرچی اور وہ قطار پہاڑوں کی جو وہاں سے بحر مشرق تک واقع ہے دونوں ملکوں
 کی سرحدیں مقرر ہوں اور اس کے جنوب کے املاک متعلق چین اور شمال کے قلم و رو
 کو بھی جائیں سوا اس کے کئی اور شرطیں دوستی بڑھانے اور آپس کی راہ و رسم کی سہولت
 بخشنے کے لیے کیے بعد اسکے پھر تجارت دستور کے موافق شروع ہوئی
 ۱۶۹۲ء میں شہنشاہ روس جبکا نام پیٹر اور مفتخور کان ہی کا مہمبہر تھا جس نے
 روس کے ملک کی بہبودی کی بنا ڈالی اور جسکی تعریف لکھنے کے لیے داستان بل
 چاہیے اور نے مفتخور کے پاس سفیر بھیجا تاکہ روسیوں کو تجارت کرنے میں سہولت
 لیکن خانی اسے چالاکہین کہ اوہ خون نے جب دیکھا کہ صرف سمور کی غولہ ہش سے جو اونکو
 پوشاک کے لیے چاہیے روسیوں سے تجارت رکھنے کی حاجت ہوتی ہے اوہ خون
 اقوام مغل کو اشارہ کر دیا کہ اس چیز کی تلاش اپنے دشت میں ایسی کریں کہ وہ حاجت باقی
 نہ رہے غرض اس طرح سے مصرف کے موافق حاصل ہونے کی امید جب نہ رہی راہ تجارت
 بند ہوئی والا سرد ہو جاتی کیونکہ یہ لوگ اغیار کو ملک میں کسی بہانے سے آنے دینے میں
 نہایت ناراض ہیں ۱۶۹۷ء میں دوبارہ اسی شہنشاہ روس نے سفیر بھیجا اور وہ پچیس مین متعمد
 لیکن دو برس تک خائیموں نے روس کے تاجروں کو یہاں تک ستایا اور ذلیل کیا کہ اس سفیر کو
 اپنے خاوند کی طرف سے خانی وزیر اعظم کے سب حال سے مطلع کیا اور وہ جب نہایت کم
 سے پیش آیا بلکہ کہنے لگا کہ تم سب کچ کی تاریخ سے یہاں آنے پناؤ گے اگر ضرورت تجارت
 کی ہے تو آئندہ دو شہروں میں جو سرحد پر واقع ہیں تم لوگ آیا کرو اور ہمارے ملک کے تاجروں
 وہیں جاوینگے تب سفیر روس نے اپنے پادشاہ کو سارا ماجرا لکھ بھیجا اور خائیموں کے

کی اجازت ملی اور سب جگہ چھوڑ کر فقط وہیں پر تجارت کرنے لگے اور انکی خرید و فروخت سب
چمکی اس لیے کہ ولندیز کے برابر کوئی فرنگستانی قوم سوداگری میں لاوری اور جفاکشی کم کرنی
ہی غرض جب نیپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے ولندیز کے ملک کو شکستہ مسیحی
میں جھین لیا اور مملکت فرانس میں بطور صوبہ مفتوحہ کے داخل کیا تب ولندیز کی سوداگری
کانٹان کے شہر میں چند روز موقوف ہوئی اور جب پھر اس زمانہ میں اوانیو اونھون نے خاکی تجارت
کا سامان کیا اور چند جہاز بھیجے مگر گیا وقت پھر اونکے ہاتھ نہ آیا اور تجارت اونکی مدھم جو ہوئی
ویسی ہی رہی اور اب برای نام ہے غرض اونسے اور خانیوں سے پھر کبھی نہ بگڑی اور سب
اوسکا یہی ہے کہ ہر طرح کی ذلت اونھون نے گوارا کی فقط

تیسرا باب

بیان میں تجارت درمیان اہل روس اہل خٹا کے

ایام قدیم سے یہ تجارت کی درمیان ان دو ملکوں کے اکثر اوقات قائم رہی ہے اور ۱۶۰۰
کے قبل یہ طور تھا کہ روس کے سوداگر کے قافلے دارالامارتہ چین تک آتے تھے اور خرید و
فروخت کرتے تھے اور پوسٹین اور اکثر جانور کے چمڑے اور خیرین لے آتے اور ریشم کے تھان
اور چاہے وغیرہ سے عوض کرتے تھے غرض اوسی سال میں لڑائی دونوں ملکوں میں سرحد
دسوانہ کی تکرار سے جب شروع ہوئی تجارت موقوف ہو گئی اس جنگ کی بنا یوں پڑی کہ جب
پاچو تاتار کا دور خانیوں ہوا ایک شخص بہادر قسمت آنا سپاہی بچے نے نہ ۱۶۰۰ مسیحی میں دہشت
سپیریہ کے باشندوں کو بوسیلہ اپنی فوج کے جس میں ہر ملک خصوص روس کے جلے تن سیا
لوٹ کے بھوکے خون کے پیاسے شامل تھے فتح کیا اور اسید طرح سے رفتہ رفتہ تیس برس
کے عرصے میں سرحدیں ممالک چین اور مملکت روس کی یہاں تک قریب پہنچیں کہ سوانے کی تکرار
شروع ہوئی غرض دریائے ساکھیلن کے مہانے میں جو دو قلعے روس کے تھے اون میں
سے ایک کو جب خانیوں نے محاصرہ کیا شکست کھائی لیکن دوسرے کو فتح کر کے تین قلعے

کی طرف گئے جو انوکھنگ اور فارموسا کے درمیان واقع ہے اور قصد وہاں اپنی تجارت گاہ
 بنانے کا کرتے تھے اور بیشک یہ بات سہلہ حاصل ہوتی اگر قتائی ہر وقت انکو نہ ستائے القصد بہت
 خون و خرابی کے بعد یہ سب ایک جگہ پر قائم ہوئے اور قحایوں سے بدلہ لینے لگے اور
 جتنے جہاز اوبنے ولندیز کی ہستی کے سامنے سے گزر کرتے تھے پکڑے جاتے تھے اور جو کچھ ان
 مال بچتا ولندیز لوٹ لیتے تھے اور آدمیوں کو جبراً و قہراً غلام بناتے تھے بعد چند سے فارموسا
 کے خیرے کو بھی انھوں نے دخل کیا اور ایک قلعہ بنام ذمی لان ڈیا بنایا اور چونکہ کوئی سر
 کوس چین سے اور ایک سے پچانوے کوس جاپان سے یہ جگہ واقع تھی تجارت یہاں فتنہ
 چمکی اور ولندیز کے سوداگروں کی ترقی ہوئی کیونکہ خانی تاجروہاں جانے اور خرید و فروخت کرنے
 لگے اور روز بروز ہر جگہ کے سے بھلے فلک کی چٹکی کے لے دانہ پانی کی تلاش میں یہاں
 انکے بود و باش اختیار کر کے لگے ذمی لان ڈیا کا شہر وسیع ہوا اگر قلعے کو تنگی حاصل ہوئی کیونکہ
 بے مرست رہا اور ولندیز نے خاتون اوچھ سے کے اصلی باشندوں کو تھرا اور بھارت و
 حوصلہ سمجھ کر روپیہ پیدا کرنے کے دہن میں مشغول سے اور پستے قلعے کے جہاز گسے و سپر ہینے
 دیے اس عرصے میں قوم تازتار نے خٹاکے ملک پر یورش کی اور مملکت انکے ہاتھ آئی اور ہر جگہ
 خاطر خواہ ثروت حاصل ہوئی تو ایک ذمی قوم خانی بنام چینگچی لنگ نو کو ولندیز کا اوس نے
 کیا کام کیا کہ سوئی دہرا و تلواریکڑ کے تاکا چھوڑ سلسلہ بہادر وں کا تھا بنا اور جتنے ہتھیار اپنے اوس
 قلعہ میں ملے انھیں قبای بہادری اوسنے پہنائی اور تاتار کے نام کی دشمنی کی سو گند کھلا جہازوں
 پر سوار کیا اور تاتار کے بحروں کو لوٹا چلا چنانچہ اسکا حال اسی جلد کی صفحہ ۱۵۲ میں منبج ہے +
 اوسکے بیٹے کاک زنگا نے بعد اوسکے ولندیز کو مجاہدہ کیا چنانچہ بہت سی لڑائیاں ہوئیں
 اور ایک میں کاک زنگا مارا گیا جس نے آخر کار اوسکے بیٹے نے ان کو گون کو فارموسا
 سے نکال کر باہر کیا القصد یہی طرح سے ولندیز عرصے تک جو بے خاتمان سے کا تھا ان کی
 رت سکے ایک ۶۲ من او کو بعد پڑی گو شمش اور خرچ کے وہاں کو بھی بنائے

کے کانٹان میں بھی اونکی کوٹھیاں ہیں لیکن تجارت اونکی برائے نام ہے اور فقہور سے ایسے خائف ہیں کہ حال میں جب لڑائی درمیان انگریز اور ختائی کے ہوئی کانٹان کے ناظم نے حاکم مکاؤ کو حکم دیا کہ انگریزوں کو اپنی حد حکومت میں رہنے نہ دے چنانچہ اوس فی مطابق اوسکے جمیع اہل انگلستان کو غصت کیا فقط ۴

دوسرا باب

۱۲۵ مسیحی مین وکٹیز کی قوم کو بڑا اوج ہوا یہاں تک کہ انگلستان سے جب لڑائی ہوئی تو نے ہر جنگ جہازی میں اس بہادری اور تدبیر کے ساتھ لڑائی کی کہ شکست اگرچہ ہمیشہ کھائی لیکن خود دشمنوں نے اونکی تعریف کی غرض یہ لوگ جب اسپانیول کی اطاعت سے گردن کش اور خود مختار ہوئے انکے سودا گردن کو ضرورت ہوئی کہ اسپانیول کے بندرون سے تجارت موقوف کیجیے اور غیر ملکوں کی طرف جائے اسوقت ایک شخص بنام ہٹ مان انکے یہاں تھا اور چونکہ اوسنے پرتگیزیوں کی نوکری کی تھی اور ملک مشرق اور بحر مشرق کی تجارت سے آگاہ تھا چنانچہ اوسکے سپرد کیے گئے اور اوسنے مشرق کے ٹاپو دون میں انکر خوب تجارت کی اور جاپان کے جزیرے پر شہر بانٹم میں کوٹھی بنائی اوسکے بعد جب ولندیز ہندوستان میں پونہ آئے اونھوں نے ۱۲۶ مسیحی میں تین جہاز ختا میں تجارت کے لیے بھیجے غرض ولندیز کے موسی میگوں اور چشم ازرق و کھلر ختائی گھبرائے اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ غول کہاں سے آئے تب پرتگیزیوں نے شوشہ چھوڑا کہ یہ وحشی بانی دیکھت ہیں چنانچہ لفظ ولندیز اور دیکھت کو مترادف المعنی سمجھا چاہیے اور اونکے ساتھ کاروبار کرنا اور لوٹا جانا لازم و ملزوم ہے یہ سنکر ختائیوں نے اونکے جہازوں کو پھیر دیا غرض ۱۲۶ سال میں جب ولندیز کی بنیاد ہندوستان میں مضبوط ہوئی ایک سحر اونھوں نے ختائی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اگر تجارت کرنیکی اجازت میٹھے منہ سے ملے تو خیر ورنہ جس طرح بنے اس امر کو تابعدار نہ ہونا اوسی دفعہ یہ آئے اور پرتگیزیوں سے خواہ مخواہ لڑے اور شکست کھا کر چھپے جسکا حال باب سابق میں مذکور ہوا ہے غرض جب یہاں سے مایوس پھرے تو نیگیو کے جزیرے

تجارت کے لیے جانے نہیں پائے تھے اور بکاو میں بھی اونکو خالی سب چین سے رہنے
 نہیں دیتے تھے اور ڈانڈ اور جہانہ اور رشوت و شپیش لیتے لیتے اور گالیان اور دھکی سناتے
 سناتے دم ناک پراوتنا نہیں جتنا کان پر اونکے لاتے تھے اور پرتگیز ہی تھے کہ اونھوں نے
 یہ سب دلتیں اور ٹھائیں اور فائدے کے تصور میں برداشت کیں کیونکہ سوائے خدا کی سبواگری
 کے جاپان کے جزیرے میں انکی اپنی بد و فروخت تھی کہ سال بھر میں سوداگر امیر ہو جاتا تھا اس
 جہت سے زیادہ لالچ پرتگیزوں کو تھا کہ مکاؤ میں رہے اور خائیموں کی صلواتیں سننے اور باپ
 کی گالی سمجھ کر تجارت کیجے لیکن جب ۱۵۱۳ء میں جاپان کے پادشاہ نے عیسائی مذہب کو
 پر جا د کیا اور اس ملت کے بہت سے آدمیوں کو مارا اور باقی کو نکال دیا اور اونکا دوبارہ آنا منع
 کیا پرتگیزوں کی تجارت بہت کم اور مدھم ہو گئی اس عرصے میں ولندیز اور پرتگیزوں سے فرنگستان
 میں ایسی بگڑی کہ ولندیز جو ہندوستان میں تجارت میں مشغول اور نہایت قوی تھے اونھوں
 پرتگیزوں کی تمام املاک چھین لینے اور تجارت کو بند کرنے کا قصد کیا اور پندرہ جہاز لیکر مکاؤ کو
 فتح کرنے کو آئے لیکن جلدی اور بے تدبیری ایسی اونھوں نے کی کہ شکست کھانی غرور
 کا نشان میں دو چار جہاز نے جا کر تجارت شروع کی اور اونکے ساتھ چونکہ چند جہاز انگریز کے
 بھی تھے پرتگیزوں کی تجارت میں اور بھی کمی آئی جو وقت کا ان ہی فغفور ہوا اونکو کیننگ
 کے صوبے میں ڈکیتوں نے بہت تنگ کیا اور سوت مکاؤ قریب تھا کہ ویران ہو جائے
 کیونکہ فرمان یہ جاری تھا کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے نہ رہے اور اپنا گھر دوارہ اور جاڑھا
 اور کنارے سے فاصلے پر آباد کرے جیسا کہ اسی جلد کے صفحہ ۵۹ میں بیان ہوا ہے
 تب ایک عیسائی پادری نے التجا کر کے مکاؤ کو اوس فرمان سے خارج کر دیا پندرہ
 میں پرتگیزوں نے چھ جنگی جہاز اپنی طرف سے فغفور کی بحر میں داخل اور سمندری ڈکیتوں کو
 نیست و نابود کیا اور اس مدد کے لیے اسی ہزار ٹیل اونکو ملی لیکن علاوہ اسکے جواقر کیا
 نہ آیا القصد اسیلور پرتگیزوں نے خائیموں سے تجارت کی اور اب سوائے مکاؤ

فغفور کے حضور میں آیا اور ہدیہ اور تحفہ پیش کیا اور اپنے کو رعیت قرار دے کر تالیش کی کہ اہل پیکر
 نے اسکو بے تاج و تخت کیا اور ملک چھین لیا اس خبر کے سنتے ہی فغفور برہم ہوا اور کویل
 پر تگین کو دار السلطنت سے ساتھ دولت کے نکال دیا بلکہ کہتے ہیں کہ کائنات کی طرف قیادت
 میں وال کے روانہ کیا اور اسکی معرفت پر تگینوں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم سب فرمان پاس تے ہی
 ملا کے کا ملک خالی نہیں کرو گے تم سبھوں پر غضب نازل ہوگا جب تک کہ یہ یہاں پہنچے
 پر تگین سب جو جہاز پر تھے اور ختائیوں سے جو بگڑی تو خوب ہی لڑائی اور خون ریزی ہوئی اسکی
 خبر جب پوچھی تو کویل اور اس کے ساتھی سب مارے گئے دوسرے سال جب پر تگینوں کے
 اور جہاز آئے ختائیوں نے بہت سے چڑھنداروں کو شب خون مارا اور اس کے بعد تجارت
 کی راہ چندے مسدود رہی لیکن چونکہ سرکار ختا اور علی الخصوص صوبہ دار کائنات کو فائدہ عظیم پر تگینوں
 کی تجارت سے تھا اس لیے جب وہ سب پھر اوس امید سے آئے کو انک کینگ ایک
 مانڈین نے بہت سی رشوت لی اور صوبہ دار سے اجازت تجارت کی دلوائی اوس وقت مکاؤ
 کے شہر کی بنیاد پری چند دن میں اس جگہ کی صورت بدل گئی لیکن چینگ چو اور نینگ پو
 میں جواوکی کوٹھیاں تجارت کی تھیں اوکو ختائیوں نے بند کر دیا اور پر تگینوں کو وہاں سے نکال
 باہر کیا اور باعث اسکا یہ تھا کہ جب ختائی اوکو ستاتے تھے پر تگین جھجھلاتے تھے اور چونکہ صبا
 ظرف نہ تھے کیونکہ پر تگین کے جتنے چور چکار بھگیڑ و راندہ درگاہ تھے سب جہازوں پر یہاں آتے
 اور زیادتیاں کرتے تھے اور بال اندیشی چونکہ تھی ذری سی بات میں لڑ پڑتے تھے بعضے مزوچوں
 نے ختائیوں کو برا بھلا بہت سا کچھ کہا ہے کہ یہ سب انگریزوں کے ساتھ خواہ مخواہ بھی بغض
 رکھتے ہیں فی الواقع یہ درست ہے اور راقم بھی اسی باب میں نفرین کرتا ہے لیکن اگر نظر عدالت
 غور کیجیے کہ پہلے قوم فرنگستانوں کی جن سے سابقہ اسے ہوا اوسنے کیا سلوک کیا تو انصافاً
 یہی کہنا ہوگا کہ اوسکے دل میں جب وہ بات پڑی ویسی ہی رہ گئی اور پر تگینوں کی بدذات ختائیوں
 سے سب فرنگیوں کو بد سمجھا لکھتا سوا مکاؤ کے کسی جگہ پر رہنے اور سوا کائنات کے کہیں پر

اور چونکہ ہندوستان کی تاریخ سے واقف نہیں ہیں باعتبار ظاہر کہتے ہیں کہ ہند کی طرح چین کو بھی
انگریز تجارت کے ذریعے سے قبضہ کر لوں گے حالانکہ حقیقت حال سے واقف ہوتے تو بخوبی یہ سمجھتے
کہ ملاسی کی لڑائی سے حسین لارڈ کلیو بہادر نے نواب بگالہ سراج الدولہ بدکر داروغہ خوار فریج تائی
تاجنگ گجرات جو ۱۸۴۷ء میں واقع ہوئی اور جسکے سبب سے پنجاب کا ملک سلطنت انگریزی میں
کیا گیا ایک لڑائی ایسی اقصیٰ عرصے میں نہیں ہوئی ہے جسکے سبب سے انگریزوں پر اعتراض ثابت
یا یورش یا قصد و ارادہ غضب ملک کا وارد ہو سکتا ہے الغرض ان امور و ن سے لاعلمی نے خانیوں
کے ذہن میں اس خیال خام کو پیدا کیا اور اویسکے باعث وہ جنگ ہوئی جسکا عہد نامہ شہر نان کین
میں لکھا گیا غرض قبل اسکا احوال لکھنے کے مناسب ہے کہ اور اقوام فرنگ سے جو تجارت اہل خا
سے ہوئی ہے معرض تحریر میں آوے + پرتگیز قوم فرنگستانی ۱۹۶۷ء آئیہی میں
افریقہ کی طرف سے سمندر کو طے کر کے جزیرہ ملابار میں پونہچے اور جب
بندر ملاکا اونکے ہاتھ آیا اور کئی خانی جہاز کو وہاں تجارت کرتے اونھوں
نے دیکھا دل اونکا چاہا کہ ملک ختامین جسکا حال کچھ سنگا گیا تھا وہاں جائے اور تجارت کیجے
تب ایک شخص بنام اسٹرافل پیریز ٹرا لو ۱۸۱۷ء میں خانی سرحد پر آیا اور جب اسنے مال بھیجنا
خاطر خواہ بیجا اور راہ گھاٹ دریافت کیا اور جو کچھ دیکھنے بھاننے کا تھا دیکھ بھال لیا وہ پھر
اور جب اپنے گروہ میں آیا سارا احوال سنا کر اودن سب کو تعجب میں ڈال فوراً طمع کی آگ بھڑکی اور
جہاز اور سپاہ اور کئی ذی رتبہ شخصوں کو اونھوں نے بھیجا کہ عہد و پیمان خانیوں سے کر لین
اور تجارت کی بنا ڈالیں جب پونہچے پہلے کچھ فساد ہونے والا تھا اور خانیوں نے قصد اول
سجھان کے مار ڈالنے کا کیا لیکن پرتگیزوں نے روپیہ صرف کیا اور کدورت کی گرد کو زیر
کے آب سے دبا دیا غرض اسطرح کا طور بہت دن تک رہا کہ خانی سب جب اسنے سنا
کو بچ بچنے پر مستعد ہوتے تھے وہ لوگ روپے کی مدد سے بناتے تھے آخر کار جون
بہت مستعد رہے تو تھے اور سپہین تک پیریز ٹرا لو پونہچا تھا کہ قضا کر دو کا زلا کے کا پاشا

مال اندیشی سے پیدا ہے اور چونکہ افراط نیکی کی بھی بد ہے یہ زیادتی خدائی حکما کی خیر اندیشی
 بدل ساتھ اپنے ہی نقصان کے واقع ہوئی ہے بادی النظر میں یہ مال اندیشی بہتر معلوم ہو
 لیکن غور کرنے سے ویسی ہی خامی عقل کی آئین پائی جاتی ہے جیسا کہ اوس شخص کے
 میں جو شب کے آرام کرنے میں خوف کر کے کہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی خواب میں بستر مرگ
 م کروں کہ سر تکیے پر نہ ہوں اور اس راحت سے باز آؤں اور کہ عید کا حال سنتے ہی کہ اتنے
 کر کھاکے جو گرا اور ویسے ہی رکھیا تو فوراً بیٹھ جاوے اور کہے کہ میں ہرگز قدم اٹھانے کا
 ہن دیکھو فلاں راہ چلتے مر گیا اگرچہ مشابہت ایک عظیم الشان سلطنت و ایک مرد خام خیال بڑی حقیقت
 کے درمیان بادی النظر میں درست نہیں لیکن حکیم کی آنکھ میں ایسا فرق نہیں ہے جیسا کہ ظاہر میں
 ہوں کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ملک وہی شہر ہے جس میں بہت سے شخص ایک جامع ہوتے
 اور ایک وضع کی راہ و رسم پر چلتے ہیں اور چونکہ دستورات مروجہ ہر دیار نوع انسان کے مقاصد اور
 مادات و حرکات پر مبنی ہوتے ہیں تو اکثر تو یہی ہوتا ہے کہ جو امور خلاف عقل کے کسی فرد انسان میں
 ملاحظہ ہونگے وہی سب ملک کے لیے بھی باعتبار اوسکے مجمع افراد ہونے کے نامناسب سمجھے
 جائینگے اور اسی بہت سے تہذیب نفس کو حکمائے بنیاد تدبیر منازل اور حکمت سیاست میں
 قرار دیا ہے غرض اس تقریر کے طول میں بڑی وسعت ہے لیکن اتنا ہی مختصر کرنا چاہیے کہ یہی
 حماقت اوس شخص کے خوف میں پائی جاتی ہے جس کا حال مثلاً بیان ہوا ویسی ہی بے وقوفی اس
 خوف سے بھی ظاہر ہے کہ اگر اغیار سے دوستی کی جاوے تو ایسا نہ ہو کہ دشمن ہو کر ملک چھین
 لیوے الغرض اغیار کو اپنے ملک میں آنے نہ دینے اور حرکات ناشائستہ سے اونکی ہمیشہ
 کی آمد و رفت کو ناگوار کرنے کے لیے خدائی ایسی پوچ اور چھوٹی حرکتیں کرتے ہیں کہ اگر کوئی
 شخص انکے تمام حالات سے آگاہ نہ ہووے اور فقط اوحضین حرکتوں کا احوال سنے تو یہ
 سمجھے کہ پردہ زمین پر اسے زیادہ دباور نا آشنا اور بیرحم اور تلوار کوئی نہیں ہو اور چونکہ اہل فرنگ کی
 گولہ اندازی سے نہایت خائف ہیں تو یہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ تجارت کے وسیلے سے ملک چھین لیں



جس طرح سے اور بہت سے امروں میں خٹکے دوستوں اور ملکوں کی رسم سے علیحدہ ہیں تجارت کے باب میں بھی علیٰ ہذا القیاس فرق ہے چنانچہ ہر جگہ مخصوص فرنگستان میں یہ رواج قدیم سے ہے کہ جس ملک کی جو چیز کثرت سے ہوتی ہے وہ اور ملک کے اوس جنس سے عوض کی جاتی ہے جس کی ضرورت اپنے یہاں عدم تولید یا قلت پیدائش کے سبب سے پیش آتی ہے اس رسم سے طرفین کو فائدے بہت حاصل ہیں اور اجناس کے مبادلے اور عوض و معاوضے کو خداوند تعالیٰ نے ذریعہ قوام انسان کے ایسی مواظقت کا قرار دیا ہے اگرچہ اس طرح کے سابقے میں کچھ نقصان بھی تصور ہے کیونکہ ہر امر دنیاوی میں بیخ و راحت اور ضرر و نفع کا ساتھ نہیں چھوڑنا عرض وہ خسارہ ایسا نہیں ہے کہ اوسکے بچنے کے واسطے تجارت کے فائدے ہاتھ سے جا بیٹیں چنانچہ ہر ملکوں سے دوستی اور راہ و رسم کا ہونا اور ہر جگہ کی بہتر باتوں کا اخذ کرنا ذریعہ استقامت حاصل کرنے کا ہے اور چونکہ غایت آدمیت کی یہی ہے کہ ہر طرح کے فضائل کا سبب کیا چیز سے یہ دست برد ختم کا لینے کے سوا اپنی قوم کے کسی سے راہ و رسم بولے نہ دیتے بلکہ یہی ہے بیشک برا ہے اور ظاہر اور وجہ اس ممانعت کی یہی ہے کہ حرمت سے اپنے ملک میں دخل دینا موجب قباحت کا ہو سکتا ہے یہ خوف

مقدم جلد دوم تاریخ ممالک چین

دفعہ چھٹروں سے اتر کے ایسی یورش کی کہ چار ستر ختائی پر و خلیاب ہوئی تب
 کان تمان کے صوبہ دار کو حکم ملا کہ جلد سے اپنے اور سرکشوں کو نصیحت و نالہ کر کے غزنوی
 ختائی لشکر مقابلے میں مستعد بنوا اور ناظم معزول اور ذلیل کیا گیا بعد اوس کے صوبہ دار
 ہونان نے جو د ایک لڑائی فتح کی بری سر فرازی اوسے ہوئی غزنوی باہنہہ کو ہشتان
 نے لوٹ و تاراج اور خون ریزی کر کے ختائیوں کو سخت عاجز کیا اور یہ حال دیکھ کر
 مغور نے زرباشی کر کے اوبن لوگوں سے صلح کی سنہ ۸۳۸ اسی میں یہ بات وقوع
 میں آئی اور مغور نے اوسکو فتح اور باغیوں کی پائمالی قرار دی حالانکہ اگر اوبن لوگوں
 سے بندوبست روپیہ دیکر کیا جاتا اور انگریز کی لڑائی کے وقت یہ کو ہستانی بناوت
 میں مستقل رہتے تو بڑا پیچ پڑتا اور دونوں طرف کے حملوں میں تحت مغوری اور ختائی
 غزنوی خیر ہوئی کہ اوس طرف فتنہ کی آگ پہلے بجھ چکی ہوتی تباہی وائل سنہ ۸۴۰ میں جنگ
 درمیان محاکب چین اور انگلستان کے شروع ہوئی جسکا حال آگے کہلے گا انشا اللہ

دفعہ اول جلد دوم تمام ہوا

بحث سے ہونے والا تھا موقوف رہا اور چند ڈکیتوں کی گرفتاری جب ہوئی اور جانکنی
 سے نفی کی گئی تو قریباً پادشاہ سے دو شخص پر سازش ثابت ہوئی اور انکی ہلاکت
 پس طور سے وقوع میں آئی اور دوسرے سرکشوں کی جو نوبت کی گئی اوسکی بیان
 و نکتہ ہی حاصل ہو گیا کہ اہل در کو صدمہ پونے کا اس لحاظ سے ناگفتہ بہ پہنچا ۸۱ اگر
 میں ایسی قحط سالی ہوئی کہ اناج کی صورت مفقود ہو گئی اور ہر چند فغفور نے بعض شہنشاہ قدیم
 کے موافق گریہ وزاری و روزہ و نماز اختیار کیا اور اپنے بیٹوں اور وزیروں کو ہتھانوں
 میں بست مانی اور زاری کرنے کو بھیجا لیکن مراد بد نہاد کی درگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے
 لب ملتے ہے جو اس اندھی کافر کو پتہ نہ ہو سی حاصل ہوئی غرض جب خداوند کریم کی مرضی ہوئی اور
 سزا اوسکی بندوں کو مل چکی وہ بات آپ سے آپ مٹ گئی چند روز کے بعدین ناں اور
 سی چونین کے صوبوں میں ایسا بلوا ہوا کہ فغفور کا کوئی سپہ سالار سرکشوں سے عہد برا
 نہو سکا آخر شہزاد پاشی سے فتنہ بڑھنے نپا یا حاصل کلام جب تک کہ وہ کم نخت جیا ایک نہ
 ایک فنا و ہمیشہ رہا اور عجیب طرح کا بد پیر تھا کہ بچ و محن اپنے ساتھ لایا اور برابر اپنے سانپ بونہ خصال
 سے متعلق رکھا اور جب مر گیا سن ۸۲۰ سیچی میں اوسنے انتقال کیا اور ولی عہد لقب سے
 ناو کو انگ کے تخت پر بٹیا اور چونکہ مہنوز وہ زندہ ہے زیادہ حال اوسکا معلوم نہیں کیونکہ
 دستور ہے کہ خاکی بادشاہوں کا احوال تصریح کے ساتھ اونکی حیات میں نہیں معلوم
 ہوتا مگر جو کچھ کہ ایک نہ ایک ذریعہ سے راقم نے بہم پونچا یا ہی خصوص جو کہ اوس لڑائی
 کی جہت سے ظاہر ہوا جو سرکار انگریز سے سنہ ۸۰ سیچی میں شروع ہوئی جسکا بیان
 دوسرے دفتر میں مندرج ہی اوس سے اسی قدر معلوم ہے کہ اس فغفور کے چند روز
 تخت نشین ہونے کے بعد بخارا خبر دیں جسکو کینگ لنگ نے فتح کر کے داخل و شمال
 سلطنت کیا تھا بلوا اسی عام ہوا اور کئی برس کے بعد باغیوں پر فتح کامل ہوئی اور دوسرے
 صلح ہوئی ہی قوم سیاوسی کو ہتھانوں نے کہ جسکا حال قیسرے دفتر میں یا یا جاو گیا

تہا سردار کے خوف ہی بہا کا کیونکہ اسے امر میں ہا ملکہ کنگار کو قتل کرتی تھی اور آپس کی لڑائی
 کے اثر سے کو خوب پہچانتی تھی غرض جب آٹھ ہزار سپاہ لیکر وہ مجرم سردار فقور کے محل
 جا ملا اور عہدہ او سکوسکار کی امیر بھری کا عطا ہوا چنگ ہی کی نی لی بھی کہ ڈکیتوں کی
 ساعت بگڑی اور وہی قیمت کا ستارہ اقبال کے گھر سے نکلا اور غلہ زوال میں داخل ہوا
 یہ سوج کر اوس نے پیغام صلح کا فقور کی پاس بھیجا اور خرید شرائط جو اس میں درج تھے جب قبول ہو
 جنگ سے ہاتھ کھینچا اور تین حتامین بدر اور اڑسبکہ زیرک ہوئے لیکن اس عورت عالی
 اور ستم جرات اور اڑسبکہ فطرت کے آگے کوئی بجز قتل خان کی نی لی کے آنکھ پر نہیں چڑھتی
 اور یاد رکھنے کی بات ہے کہ ستر ہزار گنیت پر بھیہ قادر تھی لینے اون لوگوں پر جو کہ نہ ایمان نہ
 اور نہ خدا سے ڈرتے تھے جو کہ غور زری کو ہولی کہلینی جاتے تھے اور صلح کی پرستش کرتے تھے جب
 ڈکیتوں سے اس صلح ہوئی اور غلہ کی آگ سمندر سے بھی دوسری طرف فساد کا تھم بویا گیا اور
 قریب تھا کہ خود بدلت کا قلعہ فیصلہ ہوا اور جہان سے انکو جواب ملے چنانچہ ستمبر ۱۸۱۳ء میں
 پیچھلی اور ہونان اور شان ٹانگ کے صوبوں میں کئی گروہ چوٹوں کے پیدا ہوئے
 اور لوٹ و تاراج کرنے لگے اور آپس میں اونکے ایسا اتفاق تھا کہ ایک سردار کا حکم
 سب کے واسطے کافی تھا غرض جو طائفہ صوبہ پیچھلی کے ویران کرنے میں مشغول تھا
 دفعۃً اونہوں نے فقور کے دولتانے پر حملہ کیا اور اگر اس وقت شاہزادہ عالی تبار جواب
 فقور ہی اور چند نکھار جان نشاری پر موجود ہوتے اور فقور کے قتل اور ڈاکو کے
 آپس کے درمیان اپنی جان کو نڈال دیتے تو میان کیا گنیک کے نامہ اعمال کے پیش
 اوسی روز تمام شدہ لکھا جاتا غرض چند شخصوں کی بہادری علی الخصوص ولیعہد کی
 دلیری نے بچا لیا اور فقور نے سبکو جاگیر اور منصب دیا اور اس شاہزادے کو
 ولیعہد فرمایا اور باب کا قائم مقام وہی ہوا چنانچہ اس وقت تخت پر وہی موجود
 ہی القصد جب مسندوں کے ہاتھ فقور نہ آیا اور مقصد بالکس ہو گیا بلو جاؤں کے

ملی حکومت کا اقبال خوشی سے کیا اور اپنے کو آگے سے زیادہ مالدار سمجھا اپنی بھر
 کمائی قانون کو اوس نے اجرا کیا اور اوس باعث سے ایسا انتظام ڈکیتوں میں تھا
 کہ مفتوز کی ملکیت میں نہ تھا چنانچہ ایک دستور اوس نے یہ نکالا کہ جب اپنی بھری کسی تقسیم کے
 مال کو اجنبی سوداگر کے جہاز کو سمندر میں دے گا اور اوس سمندری محصول لیا تو سوداگر کو ایک سو
 دس عورت کا دستخطی دیا جاتا تھا تاکہ بھر کے اور جہاز اگر ملیں اور اوس کے افسر خزانہ طلب کریں تو
 دس کاغذ کی سیلے سی اور سکور ہائی ملی اور بند ترک اون لوگوں کے ہاتھ سے ستایا جائے و بقانون غیر
 سوداگروں کی لمبی تھالیکیں ختمائی تاجروں کی اون لوگوں سے بند و بست کر کے ہر جہاز کی آمد و شد میں
 روایا تھا اس سبب سے اوس کے مال پر دست اندازی نہیں ہوتی تھی سو اس انصاف کی حکم
 لیا کہ چونکہ عداوت فسطاطاریوں سے تھی ختامیوں سے رسید اور جنگ سامان اور سباب بھول لیا اور
 نرخ کے موافق دام دینا لازم تھا اسی طرح کے کمی قانون سے رعایا بھی خوش تھی اور کاشان کے
 شہر میں بیکار ہوئے سوداگر ڈکیتوں کو خفیہ ہر طرح کا سرانجام پونہ چاہتے تھے غرض بند و بست اس
 درباری ریاست کا علی الخصوص جب جنگ ہی کی لی لی سردار ہوئی ایسا خوب تھا اور اس کا اکیلا
 اور جنگ کا سلیقہ اس طرح پر اوس عورت نے درست رکھا کہ مفتوز کی جو بھاری لڑنے والی شکست
 پائی جب صوبہ کاشان کے ناظم نے دیکھا کہ اون سے مقابلہ محال ہی اوس نے حکم کیا کہ کوئی جہاز
 چھوٹا یا بڑا ختا کے کسی بندر سے نکلنے نہ پاوے اور کسی سبب سے نکلنے نہ دے اور چھوٹے بندر سے
 بند کرنے کی صوبہ دار ٹھہرائی کیونکہ جاسوسوں نے جو بیچائی تھی کہ سوداگروں کی سازش سے
 اسباب جنگ اور ماکولات اور مشروبات ڈکیتوں کو ملتا ہی غرض اون لوگوں نے اس پر
 کا جواب یوں دیا کہ کناری کے شہروں کو لوٹنا اور صلنا شروع کیا اور جب کسی جگہ پر
 تاخت کرتے تو ہزاروں تانہ غریب ذی اقتدار جو بیکار قرار کے لے جاتی اور جب تک اون کے
 اقربا بیلغ کشیدریکے بھیرے مقید کہتے تھے انھیں جب ڈکیتوں کا اقبال اپنی حد کو پونہ چاہا
 دوسرے داروں میں خفیہ اور خوریزی ہوئی اور اون دونوں میں وہ شخص جو کہ اپنے کو مجرم جانتا

کسی جہزدار نے فقور کے گوش گزار کر دیا فقور چیکار ہا کر ایسا بندوبست کیا کہ روزِ مہر
 جب سب جمع ہونے وقت پکڑے گئے اور انواع طرح کی اذیتوں میں موت تک پوسے کوئی بچو
 پر ہونا گیا کوئی تل میں تھانگیا کوئی مہیمہ ہوا کوئی دار پر کھینچا گیا کوئی تختوں میں کسا گیا اور
 مال اور ملک اون لوگوں کا ضبط ہوا اور کئی امر نے قصور فقط دو تہمت ہونے سبب سے
 اسی سازش کی فریب میں ماری گئے اور آؤنگا گھر دروازہ دینے کی تلاش میں کھو گیا
 غرض جب قدرِ وہیہ اس ظلم سے اوسکے ہاتھ آیا اوسکا ڈیوڑھا اس طرح سے خرچ ہوا کہ فقور
 بلوایوں کے مقابلہ کرنا مفید نہ سمجھ کر زبانی سے مسندوں کو فساد فقہ انگیزی سے باز
 ایام ہل چل پالی استقامی میں سمندر سی ڈکیتوں نے ہمیشہ خا کو ستایا ہی اور فقور کنگ
 کو جب اون لوگوں کے شبِ روز مخمور اور عیش میں ڈوبا اور ریاست سے غافل دیکھا وقت
 اپنا زور پڑھایا اور جب وہاں امیر البحر ہار اور بدر معزول ہوا اور فقور نے خشتانہ یوں کی
 صلاح سے ایک شخص ناظم بہ کار اور وہی مہراج کو مقرر کیا ڈکیتوں نے ہزار جہاز بڑے اور اٹھ
 چوٹے اور کوئی ساٹھ ہزار سپاہ جمع کر کے لوٹ و تاراج اور انواع طرح کا ظلم و ستم فقور کی
 اور ملکی سوداگروں پر کرنا شروع کیا اونکی بحر کی چھ تہمتیں متبن اور ہر ایک میں ایک نائب
 سردار کل کی طرف سے رہتا تھا نام اس سردار کا چنگ ہی تھا اور بڑے دل و دماغ کا شخص
 تھا اور مثل اس ٹکیت کی جسے تاتار کی اوائل عہد لڑی میں اراکین دولت کو ستلایا اور قافیہ
 تنگ کیا اس ٹکیت کا بھی قصہ تاتاریوں کو خا سے نکال دینے کا تھا اور کیا کینگ کے ایسے
 فقور کے سر سے تاج شاہی اوتار لینا چنگ ہی کے دماغ و گردن کے آدمی کو محال تھا
 اور اگر زیادہ جیسا تو قریب قیاس کے ہی کہ مراد دل کو اگر نہ پاتا پھر بھی سرکار کو ایسا عاجز کرنا
 کہ اپنے حق میں جو چاہتا قبول کر دیتا عرض اوسکی تدبیر و نکال فقہ اس کی صفحہ سے ہوا
 گیا جب کہ ایک روز ناگمان سمندر میں گز کے ڈوب گیا مگر اوسکے مرنے سے ڈکیتوں
 میں شکر نہ ہو کہ وہ اوسکی فی فی قائم مقام ہوئی اور ایسی عاقلہ تھی کہ شوہر کے شبِ مہر

مبارکبادی کے بہانے سے ختایین سفیر بھیجا اور اسی وسیعے سی چند امر و مخاصمات وصول ہو گیا
 فقہور اوس کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا ظاہر خاطر داری جیسا کہ چاہیے اوسنے کی اور اپنی
 طرف سے بھی تحفہ بھیجا لیکن جو اصل مقصد سفیروں کا تھا اوس امر میں اونی کو مایوس بہرہ دیا
 اسکا حال دوسری تقریر میں مذکور ہے بعد اسکے چونکہ اوس کے جلوس کا ساتھ دینا اس تمام ہوا اور مملکت یورپ
 کی دعوت دوبارہ اسی طرح برکی جیسا کہ دس برس پیش کر چکا تھا اپنی غوشی سے تارک الدنیا ہوا
 اور تخت اپنے بیٹے کیا گنگ کے دیگر عبادت میں مشغول ہوا اور تین برس کے بعد اٹھاسی برس کی عمر
 میں انتقال کیا حالانکہ کین گنگ کو لڑائی پٹرائی سے شوق تھا لیکن خود میدان جنگ میں نہ گیا
 غرض تدبیر ریاست میں براہ دراندیشی اور تیز فہمی میں نکلتا دھڑلہ رفاصل مستحضر تھا اور شاعرانہ
 اور غنشی خاصہ و محنت کش اتنا کہ ایسی وسیع مملکت کے تمام کاغذات کو خود دیکھتا تھا اور اکثر
 حکم اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا جو صفتیں بادشاہ کو چاہیے سب اس میں تھیں لیکن سنگدل
 کینہ کش ایسا تھا کہ اہل در و اوس پر غرض نہیں تھی اور ارباب تاریخ افشوس کر نیکی کہ سلطان کا
 میں نے عیب کی جہت سے ممتاز ہوتا اور مرتبہ گرامی رکھتا اگر نفسانیت کا پردہ عدل و انصاف
 وقت اسکی آنکھوں پر نہیں دھرتا اور رحم و کرم کے مانع ہوتا اپنے قائم مقام کیا گنگ
 کو فقہور نے سب بیٹوں سے بہتر سمجھ کر تخت پر بٹھایا تھا لیکن وہ مہول اور کم عقل اور دائم غم
 ہوا اور کم بخت ہی ایسا نکلا کہ عہد جلوس سے مرگ تک مملکت میں برابر بلوا اور لڑجلا
 اوس نے انتظامی رہی اور بحر سنگدلی کے باپ کی کوئی بات اوس میں نہیں پائی گئی اور
 کین گنگ کے سے عاقل اور مردم شناس شخص سے تعجب ہی کہ ایسی غلطی صریح صاحب
 ریاست کی تجویز میں اوسنے کی غرض نہوا جیسے کوئی دوسری وجہ ایسی چوک کی عقل کے
 نزدیک قرار نہیں پاتی اس لیے کہ اور بیٹوں سے چھوٹا اور کمزور سی شوخ اور بد نفس معلوم
 ہوتا تھا سنہ ۱۸۰۳ میں کین گنگ کے بیٹے جو تخت نشینی سے ناپوس کیے گئے تھے بہت
 امرا و فقہور حال کے تھے ہوئے تھے سب اوس کے مثل میں عہد ریتانی کر رہے تھے کہ

فارموسا کے ہندون نے بلو کیا اور سب اوسکا میہ ہوا کہ خانی ماندڑین سب اون لوگوں
 پر ہمیشہ ظلم کرتے تھے اور آخر کو ایک کشکار سے کسی ماندڑین آٹھ ہزار ٹیل ویسی ایک قطعہ
 خزانہ لینے کا مقصد کیا جس سے ایک جیلوس سچا کر وصول نہیں ہوا تھا اس لیے انکا مطلب
 مطلوبہ کی ادا سے اوس شخص بنی کیا اسپرمانڈریون کی اوسے قید میں ڈال دیا عرض اے کے
 بہائی براہروں کی بکر اوس ماندڑین کو جان سی مارا اور صوبہ فوکنینگ کے ناظم نے باغیوں
 کو چوریت سی بیگیا ہتھون کو قتل کیا اور اپنی دانست میں محض ماندڑین کے خون کا لیا لیکن اس
 ظلم کا نتیجہ بلوای عام ہوا اور فارموسین سرکاری سپاہ و رعبدہ دارون میں سے ایک کو زندہ
 بچھڑا بلکہ جو شکرتا سے آیا اون لوگوں کی شکست و گھبراہٹ دانست میں کسی کو باقی نہ کہا
 عرض اسی طرح سی لاکھ آدمی سے زیادہ غفور کا مارا گیا لیکن سرکشوں کا سر نہ جکا آخر کو ہر صوبہ
 سے تنگ ہو کر کین لنگ اپنے ایک سی کو طاہر فوج دیکر بھیجا لیکن خفیہ حکم غنیم کو زراشی کی
 قابو میں کر نیکا دیا الفصدہ سے جا کر جب وپیہ ذریعہ سی باغیوں کے آپس میں نزاع ڈلوادی
 تب ہی مراد علی سنہ ۱۷۴۲ء میں ختا اور نیپال سے لڑائی ہوئی اور نپال اوسکی یونج ہی کو جب
 لا مار کو کا انتقال پچھن میں چپک سے ہوا جیسا کہ مذکور ہوا ہی تب کے سردارون ایک شخص
 نے دولت کثیر لیکر نیپال میں رہنا اختیار کیا عرض اوسکا مال و اموال دیکھ کر نیپالیوں کو
 لالچ جو ہوا اوہوں نے بت میں جاشو لایو کا شہر ملکیوں سے چھین لیا اور لا مار کو کی خانقاہ کو ٹوٹا
 اور رربا دیا اور سونے کی اینٹیں جو صدر مسجد میں لگین تھیں سب اوکھاڑ کر لینگے اس غارتگری
 کی فریاد دلائی لا مار اور پچھن لا مار دونوں کی غفور کے پاس کی اور واری چاہی پہلے
 کین لنگ کو تامل تھا لیکن ثانیاً جب ساتھ گردیدگی اوہنوں نے عرضی کی ختا سے فوج قابو
 گئی اور گورکھوں کو کئی شکست متواتر دی اور اس قدر اونکو تارون نے تنگ کیا کہ بالکل دنیا اوہوں
 واپس آیا اور طوق اطاعت گلے میں ڈالا اور تبت کے لوگ زیادہ تر باعذار اور منہون جسٹ
 ہر جب کین لنگ کو ساتھ برس تخت پر بیٹھے ہوا ولندیزیوں اور انگریزوں سے

سالن اور رومی اور مربے میوے وغیرہ تمام ہوئے اور کسی اکول کی ہی سیر نہیں کی گئی
 باقی نہ ہی سترخان اوٹھا اور بھانڈا اور نفال اور گویے سب آویزاں بچن کو ہستا ہستا کر لیا
 منجم کو لیکہ بہو کی دلائی اور پیری کے افکار کے کچھ بچے اٹارٹاے جب درخواست کی گئی فقور
 ہر شخص کو ایک ایک کر کے ماسن ملایا اور ہر کسی کا پیالہ اپنے ہاتھ سے بہرہ عادی کے اسکے ساتھ
 سہون کی باری ہو جانے فقور نے استراحت کر کے حکم دیا کہ رشتہ کی اور دھرم میں
 گئے ایدہ انعام بننے لگے اور ہر شخص موافق حیثیت کی سیم وزرا اور کھواب اور رشتہ کے تہان پر
 رخصت کیا گیا تو ارالامارہ میں تین ہزار بوڑھوں کو جو ہر شہر کے خواص سے تھے فقور نے اپنے ساتھ
 کھلایا اور اسی وضع سے اوسے اور مسعود پر نظام اور حکام اپنے اپنے دسترخوان میں اون بوڑھوں
 کی دعوت کی جو کہ بچپن میں طلب نہیں ہو تھے اور اون لوگوں میں سی ساٹھ برس والوں کو چار
 عمدہ چاول اور ایک تھان سوئی کپڑا اور پیرشتہ دس سالہ کو آٹھ من چاول اور دو تھان کپڑا اور پیرشتہ
 والوں کو چھ من چاول اور دو تھان رشتہ ایک مٹھا اور ایک مالیک اور سو برس والوں کو چار
 من چاول اور دو تھان بارک رشتہ کی عنایت ہوئی سو اسکے جمیع رعایا کو ایک ایک برس کا خراج
 معاف کیا گیا اور فقور پچن کی رعایا پروری اور بہانی سے غراب نوازی اسی ایک بات سے
 ایسی طابہری کہ اگر اسی تاریخ میں صد ہا دلیلیں انہیں صفوں کی ہنوین تو یہی ایک کافی تھی
 فقور کان ہی نے اپنے جلدوس کی ساٹھویں سالگرہ میں ایسی ہی دعوت کی تھی اور ایسا
 اس دستور کا اوسے پر شعور سے ہی اور کین لنگ نے داد کی پیری ہرام و نہی میں کی بعد اسکے
 کئی برس تک چاروں طرف اس ہا لیکن جب یاجین کا تخت کسی بہادر مہمت آگیا بادشاہ
 ملک سے پچھن لیا اور وہ فقور کے پاس مدد کے واسطے پہنچی ہوا اوسکی درخواست کے موافق لشکر گیا
 اور اوائل میں فتحیاب ہو لیکن اخیر کو یاجینیوں نے بدستور ایسا شب خون مارا کہ جو حصے کے
 تصفیہ کے واسطے گئے تھے اونکا آپ ہی مقصہ تمام ہو گیا اور چھ برس پہلے سوا اوس
 مرگ سے کوئی جیتا نہ ہوا اور دوبارہ فقور نے قصد اوس طرف کا کیا سنہ ۷۸۵ھ میں

باقی ایک مٹفنس کو زندہ بچھڑا بلکہ شہنشاہ نے حکم دیا کہ محبوبہ کی ایک سی مین کوئی مسلمان
 پندرہ برس کا زیادہ سن کا باقی نہ رہے اور فرمان کے مطابق کوئی علی مین لایا بیچہ ساجہ
 سنہ ۱۷۸۴ء میں ہوا اور چونکہ سال بھر کے بعد یعنی سنہ ۱۷۸۵ء میں مفتوحہ کے جلوس کا
 بچا سوان برس ہونے والا تھا اسی وقت سے ہر صوبے اور سر شہر کے نظام اور حکام پر حکم جاری
 کیا گیا کہ ان کی تحت حکومت میں جتنے لوگ سال خورد و چلیل القدر ہو وین سب کو سواری اور
 سفر کا خرچ مطابق حقیقت کے دیکر دارالامارۃ کی طرف روانہ کریں اور تاکہ تمام اہل کار و رایت
 و قلم ادنیٰ سے اعلیٰ تک کو انعام اکرام دیا جاوے اور زیادہ حقیقت کے طلبہ کو نوکری ملے اور
 بندی خانوں کے قیدیوں میں کم تصور و مالون کو مختصی اور مجرم جرم کبیرہ کی سزاؤں میں تخفیف
 کی جاوے نہرت ہر فرد کی حقیقت حال کی طلب کی گئی اور تمام رعایا کا خزانہ ایک برس کا
 کیا گیا العرض جب فرمان جاری ہوا خاص عام کا دل شاد ہوا اور بوڑھوں کا سارا دوزخہ
 دور ہو گیا جدہ دیکھیں یہ محب خوش و نشاط تھے گویا حاجت ہاتھ کے عصا اور انہوں کے
 جیشے اور غیر کے سہار کی نرہی یہاں تک کہ جوانوں کو پچھنود سالہ سے رشک ہوا آخر پچھنود
 ماہ فروری سنہ ۱۷۸۵ء کی سچی کو روز مہودہ آیا اور سب بوڑھوں تین ہزار کو جو سب سن سید
 تھے رقتہ نوید مفتوحہ کا دستخط دیا گیا اور قصر شہنشاہی میں سب جمع ہو آٹھ بجے حضرت شہنشاہ
 دربار عام سے فراغت کر کے ایک بڑے سفید سنگ مرمر کے ہوی تخت مسع پر جلوہ افروز ہو اور مدعو
 لوگوں کی طلبی ہوئی قطار قطار سے موافق رتبے کے میزوں کے گرد بیٹھ سب لوگ بیٹھے اور شہنشاہ
 پرچوب پچھنوی دروازی چاروں طرف کے کھلے اور دسترخوان پر ہزاروں قاب کھانے کے بنے گئے
 اور مفتوحہ کے خاصے کی شراؤن پہلے بلب کی گئے اور حضرت کے بیٹے اور پوتے اور خاں و قبا
 خدمت گاروں کے شخص کی رکابی میں کھانا دیتے اور انواع طرح سے دجھانیاں کرتے پہلے تھے
 اور مفتوحہ کی توجہ کے حالی تو تھی ہی لیکن کئی شخص کو جو خاص اپنے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھے تھے
 اور انہوں نے اپنے دست مبارک سے کھلایا اور پلا ما عرض جب بستم کے کباب اور شوربا دیا

کی اور عداوت تیار کی علی جلے رہتے تھے اور دوقریہ ایک سفید کلاہ کے نیچے آق باشی اور
 دوسرے سرخ کلاہ کے نیچے قزل باشی رہتے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ آپس ہی میں دو گھڑے اور
 جنگ جہل پر موجود ہو اور مذہب ہی کا سبب تھا کہ یہ مقدمہ پہلا کیونکہ ایک نے دوسری کے طریق
 کو نا درست ٹھہرایا اور آق باشی نے جو سنی تھے قزل باشیوں کو اپنے طور پر لائیکا قصہ کیا اور دوسرے
 شیعوں نے تبر کیا اور شیعوں نے افنی کہا اور اوہوں نے خارجی ٹھہرایا اور لوگوں کا
 جنگ دیکھ کر صوبہ دار کیا نگ سے نہایت خفا ہوا اور کہلا بھیجا کہ تم دونوں عجب بیوقوف ہو کہ جو
 ایک مذہب و راستہ محمد ہونے کے ادنیٰ اسے امر لے جو تمہارا اصل دین سے کچھ متعلق نہیں
 کیونکہ تمہارا کیا بگڑا ہی کہ علی کو لوگوں نے چند روز تحت خلافت سے محروم رکھا آپس میں سرکٹل کر لی
 ہو پس اگر تم لوگ آپس کی خو بریزی سے دست کش نہیں ہو گے تو میں سبکو مملکت سے نکال دوں گا اس
 دہلی سے قزل باشی قصے سے باز آئے لیکن آق باشیوں نے کچھ خیال نکلیا اسی سبب صوبہ دار نے
 اس قوم کے ہس ہزار آدمی کو خارج البلاد کیا اور جو دیان سے بیزار تھے تو مسلمان تیار کر کے
 دینے لگے اور ختاہوں کو کفار قرار دیکر قصد یورش اور انتقام کو جہاد ٹھہرایا اور سلاطین
 لاکھ آدمی دست بے شمشیر ہوئے غرض حاکم بیک سردار اسد مسلمان امیر کو گرفتار کر لیا جو
 باغیوں کا سپہ سالار تھا باوجود اس طرح پر پہلے ہی قدم پر ٹھوکر کمانے کے آق باشیوں
 نے صوبہ کیا نگ سے تیر پاخت کی اور چند بلٹھین سرکار کی جو مقامات میں آئین شکست کہا کرتے
 بہاگین لیکن جب خبر ہوئی کہ اکوئی سپہ سالار جہار فوج قتار لیے اونکی طرف آتا ہی آق باشیوں
 قدم بٹھایا اور سنگین قلعے میں پناہ لی غرض جب ہاں پر ختائی سردار پونجا اور الیاس شہید
 محاصرہ کر بیٹھا کہ آب و دانہ اون لوگوں کا بالکل بند ہوا تب مسلمانوں نے اپنے لشکر کی تمام
 مستورات اور لڑکوں کو مار ڈالا تاکہ غلہ چند روز اور بھی کفایت کرے لیکن اکوئی نے قلعہ
 ایسے حملے کے ختائی سب قلعوں کی یواریں کے پار ہو گئے اور قتل عام کرنے لگے اور اس
 سپہ سالار کو خوار نے بھر چند سرداروں کے جنگو فوج کے ہاتھ سزا دینے کی لیے پھینک دیں اور سبھی

ہزار طرف پہیلی اور فتور کو فوراً خبر ہوئی اور اسی کو موقع مقبول سمجھ کے عیسائیوں کے ہتھوں
 فریب لیکر اہل بیچاروں کو خواہ مخواہ اور بی عی کی صلاح سے بدنام کیا اور فتور کے تحقیقات کے
 اور جو بے فقط مسندوں کے کہنے پر اوس قسم کی سازش کی طرح پیش آیا اور ہر جنس قیدیوں
 دوسری طرف سے شروع ہوا اور ایک قوم خانی جو کنول گئے کی قوم کہلاتی ہی تھی
 ہوئی اور اس بلوی کے محکمہ نجوی ٹیپو لاہوری کی ایک اپنی قوم کے ہوا اور کسی ایشیت پر کوئی تھا
 اس لیے مراد ان کی نہ آئی وہ مارا گیا اور اس کی وجہ رونا کی لاشیں اوس کے وہ دونوں بغل میں
 میدان جنگ میں ملین غرض اہل دونوں نے ایسی ہی جراتیں کیں تھیں کہ بڑی بڑی سپاہیں
 اقرار کیا کہ اپنے ہوش بہرین اوس کے مقابل کسی شخص کو کم دیکھا اور ان کی سپاہ بکری کا سال شکر فتور
 کو اہل دونوں کی صوٹ دیکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ اونٹن اسکرکٹ کے دارالامارہ میں آیا اور
 خاص عام ہجرت دیکھا کہ اس نکت کے ساتھ اتنی مضبوطی کیونکر شامل تھی غرض اس بات کو
 اونہیں سوچنا تھا کہ یہ بھری قوت و جبروت ہی اور ہاتھ پاؤں گوشت ہڈی وہ سب سب متعلق
 نہیں ہی ورنہ طاقت جہانی پر اوس کا وجود قائم ہی کیونکہ کون ایسا ہی کہ جسے کسی ستمگر آدمی
 کو کسی سختی کی ساسنی سے نوک دم بہا گئے نہ دیکھا ہو لیکن ایک باب در ادا کی طرح اپنا بھی
 طریق رکھا کہ ملک کے صوبوں اور پرکون میں اکثر وہاں تھا اور مظلوموں کی فریاد کو خود پوچھا
 تھا اور اس طرح پڑا لگیں کے ناظم پر ظلم جو ثابت ہوا فتور نے اوس کو قتل کیا اسی صین میں
 لا مار کے دیکھنے کا شوق جو اوسے ہوا بہت کر دیا اور خدم و حشم کے ساتھ وہ شخص
 بیچین میں آیا لیکن عجب طرح کی لاشیاں بودہ ہوں کو ہوئی جب تیل میں اوس کی موت دارالامارہ
 میں لائی اور اہل لوگوں کے فزون کا عقدہ کہلا اور خاص عام پر ثابت ہوا کہ اوس شخص
 کو بقائے تھی ورنہ اوس کے فناء اوس کے حصے میں ہی اتری تھی جو نہیں لا مار کے
 انتقال کیا مسندوں نسبت میں مساد اوٹھایا اور لوہے کا حاصل بھی ہوا کہ تہیوں کی بھی
 وہ لگئی وہ جسے بخارا کا حوضہ کیا لگ سی کی تحت میں آیا تھا اوس میں جینا قتال

تانار کا دور ہوانے لڑے بہتر سے کو اونکے تابعدار ہوے غرض کہین لنگ کے وقت میں اتفاق
 ایسا ہوا کہ اوس قوم کے دوسرا دون عین قصہ کی بنا ہوئی اور ایک کو جو شکست ملی فغفور کی یا
 فریاد کی اور او دہر سے ایک فوج مدد کو گئی لیکن کوہستانیوں نے خانیوں کو ایسی شکست دی تو
 اس طرح سے فوج کو کاٹ کوٹ کھا کر دیا کہ ایک شخص کا پتہ ملا بھیہ سنکر دوسرا لشکر شاہنشاہ فیہجا
 غرض پہلی فوج کا جوا حال ہوا تھا اوسکی قریب و نگاہی حال ہوا آخر کو کین لنگ نے اپنے سارے
 توکانگ کو پیغام صلح کا دیکر روانہ کیا غرض اسکا نتیجہ بھیہ ہوا کہ خانیوں کو بزدل اور کمزور سمجھا
 لوگوں نے باج دینا موقوف کیا اور سہ ۵۸ء میں یورشون کی ایسی بنا اوہوں نے ڈالی کہ اپنا کیتھ
 سے چودہ برس تک خوب لیا آخر کوئی وہی سپہ سالار جرابہنجا گیا اور اوس نے تدبیر معقول سے کشون
 سردار کو گرفتار کر کے چچین میں داخل کیا اور شاہنشاہ فیہجا نے اپنی سامنی اور بڑی جان کنڈ سے ہلاک کر دیا اور
 کین لنگ کو ہمیشہ شوق بھیہ تھا کہ جب کوئی مجرم جرم عظیم میں گرفتار ہو کر سنا آتا تھا تو اب بڑے
 بد بخت کو مصیبت کے ساتھ مروا ڈالتا اور جیسے خفا ہوتا تھا اوسکا خدای حافظ تھا غرض اس سنگدلی
 نتیجہ آخیر اس طرح نظر میں آیا کہ نان وی اور وان لنگ و خانیوں نے اس بندوبست کے ساتھ غیور
 ایک جگہ جمع کیا کہ بارہ ہزار کا ایک سنگین لشکر تیار ہوا اور دفعہ جو نشان بلوی کا اور اسو خیک کے کام
 سے کچھ بن نہ پڑا اور شہر چچین کو وان لنگ نے اپنے کو فغفور قرار دیا غرض ایسا سفلہ تھا کہ باج و
 اوقات کاٹنے لگا اور بھیہ نہ سمجھا کہ ملک گیر ہی ہوتے ہیں جو جی چاہے لڑتے ہیں اور شاہنشاہ
 لوٹا دیتے ہیں جو عیش طلب ہوتے ہیں آخر تانار کی فوج اوسکی حالت غفلت میں آن پونچھی اور
 کامل جو وان لنگ کو ملی خود کشی اوس کی اور اوسکا ساتھی نان وی گرفتار ہوا اور رانخل
 کی طرف بھیج دیا گیا اور کین لنگ نے اوسکو اور چند بیداند لشون کو ایک ہی دفعہ کمال ازیت سے مروا
 فغفور کا اقبال زبردست تھا کہ کسی تفاق سے وہ موافق معمول کے تھکا کو لوں یا میں نہ گیا
 بندوبست اوسکے اسیر کر لینے کا کیا تھا اور نرا آدمی چیدہ اور جانا باز کو کہیں گاہ میں
 میدان میں نکلتا تو بے شک گرفتار ہوتا بلکہ جان مارا جاتا جب وہ میں لگا

ملک کے بادشاہ نے چین لی تھی لیکن جب مغفور نے بڑے شہر اور کا حق دلوادیا اولن ہونٹاؤ
 نے بلو کیا اور امور ساما کی طرح خانیوں سے پیش آنے غرض مقابلے کے وقت ہے اور ہندوستان
 کی طرف ہنگامہ گمراہ میں گمیر سے اور مار گئی اور ان کی املاک ملک ختامین داخل ہوئی اوسے اہامین
 دوسری فوج ختا کی کا شہر کے تانار پر غالب آئی اور ان کی سلطنت بھی چین گئی ان فوجوں کی
 خبر جنوڑ میں پونچنے سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سپہ سالار میدان جنگ سے جو پہر تو مغفور کے
 حکم سے دولت سر کی ٹیڑھ میں تک گھوڑے پر آئی اور مغفور ساتھ اعیان اور ارکان ریاست کے
 آئے اور انکو گھوڑوں سے اتار کے قصر شاہی میں لے گئی اور اپنے ہاتھوں سے صیافت کھلائی اور
 ساک شہر میں رشتی ہوئی اور آتش بازی چھوٹی سنہ ۷۶۷ء میں شاہ برہما کوئی وجہ لڑائی کی
 مغفور کالی تب فوج ختا کی اوس طرف روانہ ہوئی لیکن برہماؤن نے کین گاہ میں گمیر کر لیا
 شب خون مارا کہ بجز چند سپاہ کوئی ختامین پہنچ نہ آیا غرض جب اون لوگوں کے حال معلوم ہوا
 مغفور دوسرے لشکر روانہ کیا اور سپہ سالار کوئی سردار بھادرا اور مدبر دوس فوج کو لیکر گیا لیکن جنگ کی
 تپاس شدت سے فوج کے کچھ میں نمود ہوئی کہ ادھی سپاہ زیادہ زیر زمین گئی اگرچہ اس سے
 مجبور ہو کر کوئی پہر کیا لیکن اوس پر ہی عہد پیمان اس بندوبست کا شاہ برہما سے کہ اوس کا
 بیچین میں آیا اور اپنے اقا کی ہر عہد نامے میں کی اس مہم کے نتیجے سے مغفور کو بڑا فائدہ
 ہوا لیکن ساتھ ہی اس کے ایک مرالیا وقوع میں آیا کہ رنج خوشی سے مبدل ہو گیا خاتجہ
 قلات تانار کا ملک ہاتھ آیا اوس قوم کا ایک قبیلہ روس کی ملک میں جا بے تار غرض سنہ ۷۷۰ء
 میں واسپے وطن میں پہنچے اور مغفور کی تابعدار کھلائی اور ہر چند روسیوں نے قتل و غارتگری
 اور اپنی ریاست بچانی دینے کا کہا اور غنیمت کو بھی بھگایا لیکن ان لوگوں نے مانا اور کین
 کچھ سنا اور اوس قبیلے کی سردار آتھ ساتھ بہت احترام سے دربار عام میں پیش آیا وہ بھی چین
 میں ہیام قدیم سے چند قبیلے ایک قوم تبتی کے سنگی سکانات اور سنگ ہی کے قلعے اور شہر
 مسان میں رہتے تھے خانہ بدوہ سنگی مہاں مغفور و اسے باج گزار دیتے اور جنگ

تھا اور نیک جنگ کا ظلم ناپسند اور موجب کفر تھا حالانکہ کین لنگ کے باپ کی ایسی ہی سبب
 ریاست تھی لیکن بوسے اور فساد کی نمائش کہیں پر پہنچی اور ظاہر سب قوم قحط تاتار کے
 ساتھ صلح رہنے کا بھی تھا کہ اگرچہ کفر اور اور کینہ دہشتہ اور قاپو پاسے تو اختیار پرورش
 کرتے لیکن نیک جنگ نے اپنے اور ان کے ملک کے درمیان لشکر قاہرہ نگہبان کہا تھا
 سوا اسکے فقہور نے اون لوگوں کے خانگی مقتون میں ہاتھ نہ ڈالا اور نہ اپنے طرف سے بھی کوئی
 بات ایسی کی کہ وہ جواب دہ نہ ہو بلکہ اس کا اور سبب مکرار یا جواب سوال کا ہو لیکن کین لنگ
 کو لڑائی اور فتح میں نام نہ کالے کا شوق تھا اس لحاظ سے جب قحط تاتار کے ایک سردار
 امور سنانے آن کر فقہور کے پاس نالش کی کہ دوسرے سردار نے اس کے میرات چھین لی تھی
 کین لنگ نے فوج قاہرہ اس کے ساتھ بھیج کر غاصب کے قبضے سے ملک چھین کر اس کے حوالہ کیا
 عنان حکومت فقہور کے ہاتھ میں ہی بھیجے بات امور سنانا کو ناگوار معلوم ہوئی اور جو نہیں
 ختائی لشکر اس میں بارے روانہ ہوا اور موقع اس نے پایا فقہور کے باقی آدمیوں کو نکال دیا
 اور اختیار اپنے ہاتھ میں لیا فقہور اس خبر سے پرہز ہوا اور دوسرے لشکر بھیج کر شہر اہل فتح
 ملک قحط کو چھین لیا اور امور سنانا کو ملک سے نکال دیا وہ پہلے اپنی قوم کے بعض سرداروں
 پاس نپاہ کے لیے گیا لیکن غنا کے خوف آخر روس کی حکومت میں جا رہا شہر اہل کی
 فتح کے بعد ختائی سپہ سالار اور سردار سب اس سمجھ کر غافل رہنے لگے اور کفر اور فساد
 اور بے درستی اور گمراہی و قبائل تاتار کے دل میں جو بغض تھا اس سے بڑھ گیا کہ نہ تھے جن
 ایک ہی دفعہ ان چاروں قبائل نے ختائی لشکر کو گھیر لیا اور رسد بند کر دی اور ہر طرح سے
 آنا تنگ کیا کہ اگر دوسری فوج مدد کو جلدی نہ پونہ جیتی تو یہیہ محاصرہ میں مار جاتی اور ایک سپاہ
 کی خبر نہ ملتی تو غرض جب و نون ختائی فوجیں اس طرح سے ساتھ ہوئیں تو چند روز میں بقول
 قحطیوں کے دس لاکھ قحط کی لاشیں ڈھیر کی گئیں اور یہیہ انتقام فقہور نے لیا کہ قحطیوں میں
 سرکش باقی رہا اور اس کا تمام ملک ختائی تحت میں آ گیا بخاری کے دو مسلمان سرداروں کی سرکش

کی بد ذاتی جنوں نے عادی کی بہتری پر اپنے دل کی خواہش کو مقدم کیا اور جھوٹے گھم
 بیجا بادشاہِ بگیم بہت سلیقہ شمار و خستہ دار عالی وقار اور رحم و کرم اور داد و بخش کی فزون
 اور عقل و دانش کی معدن تھی اور اغلب ہی کہ فقور نے اکثر قوانینِ مستحسن اوس عبرت نیک سیرت
 کی اصلاح سے اجرا کیں پھر اپنے نام سے بادشاہِ بگیم نے دو قانون نکالی ایک یہ کہ جو بیوہ بیوہ
 کے نام پر بیٹھے ہے اور دوسرا نکاح نہ کرے اور بد فعل شو کو تو سرکار سے اوسکی پرورش
 لیے وظیفہ قابلِ حیثیت کے اور دوسرا قانون یہ تھا کہ ستر برس کے سن سے زیادہ جو عورتیں فلکست
 میں ہو وین اوسکے لیے وجہ گدازان مقرر کی جا دے آخر عمر کو ٹنڈے جی سی وی کاٹیں اور
 دم واپسین تک عادیوں سنہ ۷۷۰ء میں موہی پھیلی میں نزلہ اس شہر سے ہوا کہ ہزاروں آدمی
 کے بچے مر گئے اور عمارتیں بلی شمار گر پڑیں غرض فقور نے مبالغہ کثیر خرچ کیا اور جبکہ
 نقصان ہوا تھا عوض کر دیا اور جبکہ شہر اوس سانچی میں گذر گیا اوسکی بیوہ کے لیے وظیفہ
 مقرر ہوا اور اوس بیویوں و بچوں کی خبر اوس غریب پرور کی اور حتیٰ لامکان ہر
 کو تسکین دی یہ تم اور کرم فقط رعیت کے واسطے تھا لیکن اپنے بھائیوں کا ایسا دشمن تھا کہ
 کوئی کسی غیر کا بھی کم ہوتا ہی چنانچہ اپنے تیرہ بھائیوں پر بڑا ظلم اوسے کیا اور بلادِ اطل
 اور زمین لوٹا اور مارا اور بعض کو قتل اور بعض کو خلیجِ البلاد کیا اور یہ ایک فطرتِ خلق
 کی سرشت تھی کہ ایک ہی شخص کے مزاج میں ظلم اور عدل یا اساکہ اصراف یا خلق و ملی
 کا ساتھ رہتا ہی اور کبھی ایک اور کبھی دوسری رگ زور کرتی ہی اور ایسی نیزنگی و یکسانی
 ہی کہ اوس شخص کی ایک حرکت فرشتے کی اور دوسری شیطان کی معلوم ہوتی ہی افسہ
 سنہ ۷۳۶ء میں فقور نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا کین گنگ قائم مقام ہوا جس وقت یہ
 فقور تخت پر بیٹھا باپ کے گناہے ہوئی شہزادوں کو اوسے بچپن میں پہر بڑایا اور اس طرح ان
 مظلوموں کے ساتھ پیش آیا کہ گذشتہ ایام غم و ستم کا اون لوگوں کی یاد سے جاتا رہا خاص
 کو فقور کا شہقت اور دروہ و قربانیت پسند ہوا کیونکہ اون بچاؤ کے حال پر سب کو افسوس

کی طرف سے ایسا بد کیا اور اس قدر ڈرایا اور بہکایا کہ سبکو اوس ملک کمال دیا اور چو
 کو پائے تخت میں اس کاٹے رکھا کہ تقویم کی درستی اور کسوف و خسوف کے حساب کی
 صحت جو ان سے ہوتی تھی خدائی بہنیت و انون سے لامکن تھی سو اس کے طبیب کمال
 سمجھ لوگ تھے اور باوجود کئی علاج کے جس میں سیمائی اہونون کی ماتی سنہ ۱۹۹۲ء میں
 کان ہی کو ایسی تپ آئی کہ تمام خدائی طبیبوں نے کنار کیا اور بہر و سا اوس کے بچے کا
 کسکو نہا اوس وقت باوری گریبون صاحب کنین سے اچھا کیا اور رتبہ اون بزرگوں
 کا آگے سے بہت زیادہ ہوا الغرض نیک چنگ کی بیوقوفی کی وہی ایک حرکت کہ جو
 شروع جلوس میں اوسنے کی تھی والا تدبیر مملکت اور عایا پروری میں کوئی بات ایسی اوس
 سرزد نہیں ہوئی جس سے بدنام ہو اور کم عقل یا ظالم کہلایا ہوا اوسکی دلیل یہی ہے کہ ایک دفعہ
 جب چمکی اور ساٹانگ اور ہونان کے تینوں صوبوں میں قحط ہوا غفور نے مالگداری
 اوس سال کی معاف کر دی اور دوسری ماب عقل اور قدر دانی کی اوس سمجھ ہوئی کہ ہر
 شہر پر فرمان کیا کہ اپنے اپنے نقشے میں جتنے خدپرست اور نیک طوار و خوش کردار لوگ
 خلیں سب کسب پامی تخت میں بیج دیئے جاویں تاکہ اوسکی دعوتیں ہووین اور سرکار
 انعام پامین اوسکی رواج پانی سے اکثر لوگ جو آگے بد وضعی کی بدنامی سے ڈرتے نہ تھے
 ظاہر نیکی اختیار کرنے لگے تاکہ بادشاہ کے منظور نظر ہووین اور بھلہ بنیت کی خراباتوں
 باعث پامین علی ہذا القیاس کشت کاری کو ترقی دینے کے لیے انعام اوس کشتکار
 لیے مقرر کیا گیا کہ جس نے خراب زمین کو آباد کیا ہو یا مشقت یا جدوجہد سے اپنے
 کہیت کا حاصل بڑھایا ہو ایک قانون اس طرح کا اوس نے جاری کیا کہ سرکار کے عہدہ دار
 سب کی سرگرمی اور راستی یا کاہلی و برائی کی خبر ہر ناظم اور حاکم کی ماہوار سی اطلاع
 میں دی جاوے تاکہ نیک کو خراج اور بد کو سزا دیئے جائے حالانکہ اس قانون سے اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں نے اپنے
 دشمنوں سے عوض لیا اور دستوں کا پاس کیا لیکن یہ برائی قانون کی کچھ نہ تھی فقط اولیٰ کراہیوں

خبر ملی کہ قلماء تاتار جنہوں نے بقت بزرگ میں یورش کر کے لاکھوں کے مال اور
 خزانے کو لوٹ لیا اور اوس طبعی کو بالکل برباد کیا تھا اور کو ایسی شکستیں متواتر ملیں تھیں
 کہ اوس کے ہاتھ سے ملک مقبوضہ چین جانے کے علاوہ اوس قوم میں انڈیا سانی کی طاقت
 باقی نہیں رہی تھی غرض تب سرکار خا کا باجنگزرا اوس سال سے آج تک ہی دوسرے
 برس یعنی آخر سنہ ۱۲۷۱ ع میں فغفور کو اپنے وطن یعنی ملک مانچو تاتار میں جانے کا اتفاق
 ہوا اور وہاں پر جب وقت شمال کی مرطوب ہوا سے بڑھت مباح میں اس قدر سالی کہ
 تمام ادویہ اور تدبیر اطباء پر غالب رہی اور منیام اجل کا لے آئی کسی روز قبل مرگ کے فغفور
 نے اپنے بیٹے یینگ چینگ کو جانشین مقرر کیا اور تخت پر وہی بیٹھا قبل خان کے سواکان
 کے برابر کوئی فغفور بدبر اور بہادر اور عالم اور عادل نہیں ہوا اور اوسکی عادات اور رواج
 سے بھی ظاہر تھا کہ اس دل فرما کا آدمی دنیا میں کم ہوتا ہی اور خب آتا ہی ایک عالم کو
 زیر و زبر کرتا ہی باپ کا جو نہیں انتقال ہوا یینگ چینگ نے کسی ایک عیسائی پادری
 کے سوا سب عیسائیوں کو مملکت سے نکال دیا اور ان لوگوں کے جانے کے علم کی رو سے
 دن بدن کم ہوئی اس لیے کہ ریاضی کے اصول اور فروع میں جو خامی علما خا کی تھی
 اور پادریوں کے رہنے سے مٹی جاتی تھی وہ موقوف ہوئی دوسرے یہ کہ فرنگستان
 کی نئی ایجادیں پادریوں کے وسیلے سے خاتین رواج یا تہتین اور انہیں لوگوں سے
 ان چیزوں کے شکستے دریافت ہوتے تھے اور کارگیر نقل بناتے تھے یہ سب باتیں
 موقوف ہوئیں مورخوں نے پادریوں کے اوپر شکلی ہونے کا دوسرے لکھا ہی ایک بھی
 کہ خاندان فغفور میں سے کسی شخصوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا دوسرے یہ کہ
 علما خا کی بزرگی چونکہ ان ہوشیاروں کے رہنے اور برابر بحث کرنے سے کم ہو گئی تھی
 اس سبب سے پادریوں کے زیادہ تر بے دشمن تھے لیکن کان ہی کے جیتے ہی
 کچھ کر نہیں سکتے تھے غرض اوسے مرسم ہی یینگ چینگ کوں نے فرنگستانوں

میں نوپھیکر فقور نے ناظم کو طلب کیا اور جو زمین اوس نے بادشاہ کو دیکھا سرینچے کیے چپکا رہا غرض جب وہ لڑکا اندر سے آیا اور فقور نے دیکھا کہ حقیقت میں ناظم کا قصور تھا اپنے ہاتھ سے فوراً اوسکا سر کاٹ ڈالا اور بوڑھے ہاسی کہا کہ میں اس ظالم کے عیوض سچے صوبداری کا عہدہ دیتا ہوں خبردار رہنا کہ کوئی قصور تجھ سے ایسا نہ صادر ہو کہ ایسی ہی سزا تو پاوے ختا کے قوانین نو جداری میں ۸۹ قانون بھیہ ہی کہ بوڑھے اندھے لنگڑے بولے لاچار جنگا نہ کوئی اپنا بچا نہ ہی اور نہ استطاعت خود رکھتے ہیں او کی خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی پرورش سرکار سے متعلق کی جاوے اور اگر ایسے کسی شخص کی درخواست کی طرف حاکم کم تو بھی کر گیا بانس کے ضرب سزا یا دیگر غرض اسکے مطابق ہمیشہ عمل میں آتا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۷ء میں اس فقور باشعور نے حکم اسکی اصلاح میں بھیہ جاری کیا کہ ستر برس کے آدمی کو خوراک و پوشاک موافق دستور کے ملے لیکن اسی برس موالون کو علاوہ اس کے ایک تھان ریشم اور کئی من جاویل اور گوشت اور چار پن سیری و لی ٹلی اور نوے برس زیادہ عمر والون کو تاحین حیات اسکا دوا ہو یا جاوے چنانچہ مطابق اسکے شمار کیا گیا کہ تمام صوبجات مملکت میں ایک لاکھ چوراسی ہزار چھپاسی آدمی ستر برس اور ایک لاکھ اونتہتر ہزار آٹھ سٹی پچاس اسی برس کے اور دس ہزار آدمی نوے برس کے اور اکیس آدمی سو برس کے اس فقور کے وقت میں پرورش ہوئے غرض باوصف اس کرم و رحم کے جو کان ہی نے اپنے جلوس کے ستائیسویں برس سے شروع کیا اور دستور قدیم کو اس خوبی کے ساتھ اصلاح دیکر زینت بخشی جب سنہ ۱۷۲۷ء میں اسکو ساٹھ برس تخت پر بیٹھے ہوا فقور نے پائے تخت اور اطراف کے بوڑھوں کی دعوت ایک روز سہو کو کی اور سب کے کہانے پینے کا مہتمم خود رہا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا غرض چونکہ اس کے پوتے کین لنگ نے ویسی ہی دعوت کی تھی او اسکا ذکر وہیں بہتر ہی اسواسطے او سکا شہوار احوال اوس مقام پر ملاحظہ کرنا چاہیے کیونکہ پوتے نے اس میں ادائیگی پڑی ہر طرح سے آرائش مجلس وغیرہ میں کی تھی اوس سال میں سیہ سالار کی غرض سے

اور اپنا نام کیا لیکن اتنا تحقیق ہی کہ شاعری اور غنی گری میں اسکو آند اور غرور و تلاش
 کی وقت گوارا نہ ہی اس سبب اتنا کچھ کہ کیا تعجب نہیں ہی چنانچہ ایک فقر اس وقت یاو آیا
 کہ اسکا ترجمہ بھیہ ہی کہ تمام خلایق کو اپنے سے زامنی کوئی بادشاہ نہیں رکھ سکے
 بلکہ خدا تعالیٰ کو اس میں مجبور ہی کیونکہ جب باران رحمت سے نعمت برستی ہی تو
 جس مقدار سے پھاڑوں کے رہنے والے خوش رہتے اور اس سے موافق جانتے ہیں
 میدان کے پختہ او سے سیلاب سمجھتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں اور جب افویٰ مری
 کے موافق پانی برستا ہی کو ہستانی اساک باران بکمالان ہوتے ہیں پس جب کہ
 پروردگار بکوشش مکنی سے ناچار ہی تو ادنیٰ سے ایک آدمی کی کیا حقیقت ہی کہ وہاں بکمال
 اور کے حق میں پہلے غرض اس طرح کے لطیف اور فقرے فقور کی تصانیف میں ہی ہیں
 اور ادنیٰ اسکی طبیعت اور رسائی وہن کے ہیں سو ان باتوں کی فقور کا قاعدہ تھا
 کہ دو سو تیس سال پہلے میں جاتا تھا اور پر گئے پر گئے کے کاغذات کو خود جلا
 کرتا تھا اور حکام کے ستائے ہوؤں کو داد دیتا تھا اور اسکے سوا جب اراخلاف میں رہتا
 تو کوئی امر ادنیٰ سے ادنیٰ نہ تھا جسکی تجویز و مدار کا بی ذوات سے متعلق نہیں رکھتا تھا
 انہیں سفروں میں سے ایک دفعہ کی بھیہ نقل ہی کہ فقور چند آدمیوں کو لیے گھوڑے پر
 سید ہی سادی وضع سے چلا جاتا تھا کہ ایک بوڑھا راہ کے کنارے پر بیٹھا رو رہا تھا
 فقور نے پوچھا کہ امی پیر مرد کیوں گریہ کرتا ہی اوں نے بی بی سچا سے جواب یا کہ اے درندہ
 میری آنسو کا حال کیا پوچھتا ہی میری ایک بیٹا ہی جوان آنکھوں کی روشنی اور اس منہ غمی کا
 عصاب ہی اسکو اس صوفے کے ناظم نے زبردستی اپنے پاس نوکروں میں داخل کیا ہی نہ اس
 یہاں آنے نہ مجھے وہاں جانا دیتا ہی بھیہ سنکر فقور نے اس سے کھا کہ آئیں بیچے زین پر
 بیٹھ لے اور وہ ملعون جہاں ہوتا ہی اسکا گھر تبادلوں دیکھیں تو سہی چل کے کہ میرے گھر
 سے رزق کو ہٹو دتا ہی یا نہیں وہ غرورہ سوار ہو کر فقور کے ساتھ وائے ہوا قصیر نظامت

کو جس سے کان ہی نے عہد و پیمان کیا تھا تب فقور در میان میں آیا اور چند سال پہلے
 بغیر ہیکر قالد آن خان کو سمجھا کے زیادتیوں سے اسے باز رکھا لیکن جب طبیعت اس شخص کی شاہ
 مائل بنیاد دیکھی اور اس کی حرکتوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح چوہا مارنا بلی کی جیلی ہی
 وسیط مردم آزاری اور اس کی خلقت ہی تب فقور نے اپنے متعلقین کی مدد کی اور فوج قاہرہ
 سپہ سالاری خود لی اور اس حال کی سے اون صحرائوں پر تاخت کی کہ بے مقابلہ کیے وی ہا
 مردم ہر سامنے نہ ٹھہرے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ آزمودہ سواروں کو لیکر فقور نے بے قوت
 غائب کیا اور قالد آن خان نے بہت تنگ اور عاجز ہو کر اس سے امان مانگی اور صلح چاہی
 اس سردار پیش پا کے ملک تاتار میں کسی قبیلہ تاتار کوئے باجگدار کے فقور نے پھوڑا اور
 اور ہر مقام پر سپاہ گری اور بھادری اور مدبری اس طرح پر اظہار کی کہ سبہوں پر ثابت
 ہوا کہ کان ہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پردہ گارنے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت ملک داری
 کی دو صفتیں جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہیں اور سکو عطا کی ہی اگرچہ یہ حال دسکا امور ملکیت
 میں تھا اور کسی بڑی سلطنت اور سکی تھی ظاہر ہی ہی لیکن علم کاشوق اور سحر و جادو کا رعبہ
 یہی نکلیا اور قاعدہ کان ہی کا تھا کہ خواہ اراخلافہ میں ہو خواہ دشت تاتار میں خیمہ ڈالے ہو لیکن
 ہر روز شام کے وقت تحریق قیاس کا شغل باہت کلبیان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا
 مذاکرہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہتا تھا اور جو اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا میں مستورات کے
 ساتھ کاٹتے ہیں اون جوتون میں کان ہی فرنگی اور خانی عالمون کی صحبت میں بیٹھا رہتا تھا
 یا حصول علوم کرتا یا تالیف و تصنیف میں مشغول ہوتا تھا اور حال پر گوئی کا یہ تھا کہ سوئے
 سے زیادہ اس کا کلام ہی اور خانی زبان کی پہلی تخت میں جلدوں میں اور حکما کے تیداو
 نصاب ایک سے اکیس جلدیں سب فقور کے اہتمام میں چھپیں اور اگرچہ حق ہی کہ بادشاہوں اور
 اُمرا کی تصنیفوں میں علم کو لیدہ حال اور شعرا بے زرد اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور
 اس جہت سے کچھ شک نہیں کہ اس فقور نے بھی تصنیف و تالیف کے کار میں اور دن کا کام لیا

میں وہ قیسمہ کیا گیا اور چیل کوون نے اسے کہا یا اس کے بعد فقور نے اپنے اقربا و لون کو
 کبھی ریاست ندی اور تمام صوبجات میں عالمون اور فاضلون کو ناظم کر کے بھیجا یا سنہ ۱۶۸۳
 میں فارموسے کا جزیرہ جو کاکڑنگا ڈکیت کے گہرائی سے متعلق تھا اس طرح مملکت خجندہ
 تابع ہوا تو کنگ کے صوبہ دار کو فقور نے حکم جزیرے کی فتح کا دیا اور موقع یہی بتلایا چنانچہ ملوث
 اوس اشاری کے اوس نے اشتہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کر کے اپنے
 وطن اور باپ داداؤں کے ہر دار کو چوڑھاڑ کے غیر ملکوں میں گریہ اور غضب فقور سے
 لرزان و ترسان ہیں اؤں کو قسیمہ اقرار سرکار کی طرف سے دیا جاتا ہی کہ اگر وہ لوگ اپنے اپنے
 گہریر آویں اور غیر ملکوں میں نہیں کسی طرح پراون سے انتقام تو کیا مطلقاً باز پرس نہ کیا جائیگا
 یہ اشتہار نہایت عقل اور دور اندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو
 فقور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسے شہر ہوتے ہی ہزاروں باغی فارموسے کے جزیرے سے اپنے
 اپنے وطن کو دفعہ چلے آئے اور جیاتی نے دیکھا کہ صوبہ دار نے مواخذہ نہیں کیا ڈکیت کا ساتھ
 چوڑا کر اکثر ختامین انگڑی ہے اور مراد فقور کی برائی کیونکہ طاعت اوس قراق ابن قلاق کی
 ایسی کم ہو گئی کہ جب فوکنگ کے صوبہ دار نے اوسے تاخت کی اتنا کمزور اوسے اپنے کو کھیا
 کہ فقور کو عرض کر کے اوس نے جان بخشی چاہی القہر یحییٰ میں وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے
 سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور میں رکھا اور دشمن جانی کو دوست دینی کیا
 عرض اسے یہی فارموسے کا جزیرہ تابعہ سرکار تھا ہوا کانہی کی مدبری کی بھیجی کہ قلاق
 جو اقم نے گذارش ملکین اس طرح کی بہت ہیں اور سب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جزئی کتاب
 تیار ہووے عرض عاقل کے لئے اتنا ہی کافی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری ہی
 اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلوں کے ملک پر چڑھ گیا تھا
 اور دوسری دلیل اوس امر کی بھیجی کہ قلاق کا قبیلہ تاتار لون کا جب بہت زبردست ہوا اور
 قاتلان خان اوس کے سردار نے لشکر تاتار لیکر کئی قوم تاتار کو بجا لکڑختا کی سرکار کی تین تباہی اعلیٰ انھوں نے

مغل کو جس سے کائنات ہی کے بعد دو پیرن کی نسبت تہ فخور و زریں میں آتی اور چند سال پہلے
 و غیرہ بیکر تانہ کت غارت کو بیکر کے زبردست چوک اوسے۔ روز کہ لیکن جب جھوٹ اور شغل کی کشت
 نے بل صفا و دینی اور دوسری حرکت کی نسبت ثابت ہوا کہ جس طرح جو بار بار جیلا ہی
 اوس طرح مردم آزادی و کی خلعت ہی تب فخور نے اپنے متعین کی عود کی اور بھٹی اور پھر
 کی سپہ ساری عود کی اور اس عادی کی سے اون بھٹیوں پر تاخت کی کہ نے معاہدے کی وی سے
 اور دم بہرہ سے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ زرمودہ سواروں کو لیکر فخور نے بے غوث
 آفتاب کی اور کالہ آن خان نے بہت تنگ اور عجز ہو کر اوسے امان مانگی اور صلح چاہی
 اس سردار پرستج پا کے ملک تار میں کسی قبیلہ تار کو نے با جگہ اے کے فخور نے پہنچا اور
 اور ہر مقام پر سپاہ گری اور بھادری اور مدبری اس طرح پر اٹھار کی کہ سبھوں پر ثابت
 ہوا کہ کان ہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پروردگار نے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت ملک داری
 کی دو مصیبتیں جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہیں اوسکو عطا کی ہی اگرچہ بھیہ حال و سکا امور ملک
 میں تھا اور کسی بڑی سلطنت اوسکی تھی ظاہر ہی ہی لیکن علم کا شوق اوسے ہجوم افکار پر
 ہی نگیا اور قاعدہ کان ہی کا تھا کہ خواہہ اراغلا فہ میں خواہہ دشت تار میں خیمہ ڈالے ہو لیکن
 ہر روز شام کے وقت تہریر اقلیدس کا شغل باہر نیت کلبان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا
 مذاکرہ ہمیشہ اوسکی صحبت میں رہتا تھا اور چار اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا میں سستہ اس کے
 ساتھ کھٹتے ہیں اون قوتوں میں کان ہی فزنگی اور خدائی عالموں کی مہجہ۔
 یا حصول علوم کر آیا تا لیف و تصنیف میں مشغول ہوتا تھا اور سال پر گوبلی کا بیہ تھا
 سے زیادہ اس کا کلام ہی اور خدائی زبان کی پہلی اختتامیں ملکہ دن میں اور رکھا کے چند
 و شاعری ایک سے اکیس نظموں سب نامور کے اہتمام میں چھپیں اور اگر یہ حق ہی کہ بادشاہوں اور
 آدمی کی تصنیفوں میں سب سے زیادہ حال اور شعر اسے زور اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور
 اس نسبت سے کچھ شک نہیں کہ اس فخور نے ہی تصنیف و تالیف کے آئین اور اس کے کام لیا

میں وہ قیمہ کیا گیا اور چیل کو دن نے اوسے کہا یا اسکے بعد مغفور نے اپنے اقرباؤں کو
 کہی ریاست ندی اور تمام صوبجات میں عالموں اور فاضلوں کو ناظم کر کے یہ تجدید ۱۹۸۳
 میں فارموسے کا جزیرہ جو کاکڑنگا ڈکیت کے گہرائی سے متعلق تھا اس طرح مملکت خج
 تاج کو فوکیٹ کے صوبہ دار کو مغفور نے حکم جزیرے کی فتح کا دیا اور موقع بھی بتلایا چنانچہ ملوث
 اوس افشاری کے اوس نے استہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کر کے اپنے
 وطن اور باپ دادلوں کے ہر دار کو چوڑھاڑ کے غیر ملکوں میں گرین اور غضب مغفور
 لرزان و رسان میں اتکو کو قسیمہ اقرار سرکار کی طرف سے دیا جاتا ہی کہ اگر وہ لوگ اپنے
 گہرہ آوین اور غیر ملکوں میں نہیں کی طرح پراون سے انتقام تو کیا مطلقاً باز پرس کیا جاگا
 یہ استہار نہایت عقل اور دور اندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو
 مغفور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسکے شہر ہوتے ہی ہزاروں باغی فارموسے کے جزیری سے اپنے
 اپنے وطن کو دفعہ چلے آئے اور جب باقی نے دیکھا کہ صوبہ دار نے مواخذہ نہیں کیا ڈکیت کا ساتھ
 چوڑ کر اکثر خاتین انکر رہے اور مراد مغفور کی برائی کیونکہ طاقت اوس قراق ابن قراق کی
 ایسی کم ہو گئی کہ جب فوکیٹ کے صوبہ دار نے اوس پر سخت کی اتنا کمزور اوسنے اپنے کو کھیا
 کہ مغفور کو عرضی کر کے اوس نے جان بخشی چاہی القصد چچین میں وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے
 سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور میں رکھا اور دشمن جانی کو دوست دلی بنایا
 عرض اسطرح ہی فارموسے کا جزیرہ تاجدار سرکار کا تھا ہوا کان ہی کی مدبری کی بھیہ کئی ڈاکٹر
 جو راقم نے گذارش لیکن اس طرح کی بہت ہیں اور سب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جز کی کتاب
 تیار ہووے عرض حافل کے لئے اتنا ہی کافی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری ہی
 اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلوں کے ملک پر چڑھ گیا تھا
 اور دوسری دلیل اوس امر کی بھیہ ہی کہ قلیان کا قبیلہ تاجداروں کا جب بہت زبردست ہوا اور
 آجہا نکہ وزیر لشکر تیار لیکر کئی قوم تاجدار کو باجگذاختا کی سرکار کی تہین تیا علی انھوں

کی فوج شمال کی طرف سے یورش کر کے سیلے تیار تھی اور قلعہ جو چاروں طرف سے
 یہ سامان ہولناک سامنے موجود ہو گیا باعث اسکا بیہ ہوا کہ اوسان کوئی سہ آگے سے تیار
 لڑائی کی کر کہی تھی اور سب کو ہسار کے اپنی طرف سے بنا بغاوت کی ڈالی تھی ایسا ویسا کوئی
 شخص ہوتا تو دشمنوں کی تیاری دیکر گھبرا جاتا لیکن فتنہ کی عقل جولان کو وسعت تہذیب ایسی
 مقام تنگ میں ملی چنانچہ چوتھے ہی سلاطین تیوان اور فوگینگ کے آپس میں اوسنے قلعہ کو
 اور جب وہ اوہر آپس میں لڑنے لگے اور جو فوج کہ فتنہ کے مارنے کے لیے تیار ہوئی
 تھی آپس میں اوچھی کان ہی مغلوں پر فوج قاہرہ کے ساتھ چڑھ گیا اور کئی شکستیں دیکر اوس
 الامان پکڑا یا اور اپنے فائدے اور اوسکے نقصان کا اون سے عہد پیمان کروایا وہاں
 سے ہوتا ہوا عینوں کی طرف جو آیتھم قساد کا حاصل خرمن میں تیار دیکھا کہ دونوں سلطان
 ایک دوسرے کو تباہ کر چکی تھے اور وہاں عایا فی فتنہ کا آنا اور جنگ و جدل کے بلا سے اوسکو چھوٹا
 غنیمت جانا آخو کار من کی صورت جو دونوں صوبوں میں ہوئی کا نشان کے سلطان نے بھی
 معافی چاہی اور اوسان کوئی کو بجز ہانگے اور نینان کے صوبے میں نیا لینے کے دوسری
 صورت نہ دکھائی دی اور پونچر غم و غصہ سے اوسکا دم خفا ہو کر نخل گیا غرض تاتار کی فوج
 اوسکے پیچھے پیچھے لپٹی ہوئی گئی اور اوسان کوئی کے بیٹے نے مقابلہ کیا لیکن جب مغلوب ہوا
 گلے میں سی لگا کر مر گیا اور اوسکے مرنے سے فتنہ و فساد مٹ گیا چون کان ہی ہمیشہ قدیم حکیم
 فتنہ و فتنہ کی پیروی کرتا تھا اور حکیم گنگ فوژی کے احکام پر چلتا تھا اس سبب سے تاتارین غم
 لیکھوں آئے اور وہاں رہنے کو تجارت کے وسیلے سے اوس سے منع کیا اور جب کان نشان
 کا سلطان اوسکے خلاف مرضی کے عامل ہوا اور اپنے قاتل کے لیے حکم ملا فتنہ و فتنہ کی
 وڈری اوسکے پاس ہیجری اوساں کے کوہہ سمجھا اور پھانسی لگا کر مر گیا اور اوسکے دیکھا
 دیکھی اوسکے شویش اور وزیر ہی اوسی طرح سے خود کش ہوئے سنہ ۱۶۸۱ میں سلطان گنگ
 نے ظلم اپنے رعایا پر شروع کیا اور نالاش جو فتنہ کے پاس پونچھی اوسکی ملک میں تھی وہاں

عیسائی پادریوں کی محفلیں یہودی اور فقہورانی اور لٹگوں سے تحصیل علوم اور فنون گنہگار
 کی شروع کی اور جو کہ صغریٰ سن سے طبعی توجہ علم کی طرف تھی اور فضیلت اپنے بیان کے علوم
 میں حاصل ہو چکی تھی اس غلطی سے اسکی طبیعت نے زیادہ مشقت کے تربیت پذیر ہوئی
 کیونکہ ذہن کا وہ جب نہایت قابل ہوتا اور مقول استادوں کے درس ملتا ہی تو جس قدر
 بار طبیعت کو دیا جاتا بخوبی سمجھتا ہی بلکہ کثرت خیال سے تیزی و تندہی قوت بدر کہ کمال
 ہوتی ہی اور اسکی دلیل نہیں چاہی کیونکہ ظاہر ہی کہ ایک علم کو حاصل ہی دوسرا وی نہیں سیکھی
 الغرض شہنشاہ کو مقول حلیت چند روزوں میں حاصل ہوئی باوصفیکہ باغیوں کے لئے
 سے تمام روز تدبیر مملکت میں مصروف رہتا تھا اور فقط شام کو فرصت اور استراحت کے وقت
 شغل علم کا کرتا تھا اوسان کوئی اپنے خاوند نیگلو کا خون کر کے جیسا کہ بیان صوبہ بیان
 میں صوبہ داری کرتا تھا اور مستند سرکار کا دو باعث سے تھا اول کارگزاری دوسرے اس کے
 بیٹے چچین میں بطوریر مغل کے سامنے غرض یہی اسکی دل میں ہمیشہ سے تھی مگر بوسے
 کی فرصت اس نے نہ پائی غرض اوس وقت موقع جواو سے پایا بغاوت کی بنا ڈھولی اور
 سانپ کے نیچے سانپ ہی ہوتے اوسان کوئی کے بیٹوں نے یہ تدبیر کی کہ نوروز
 دن جب تمام ختانی اور تاملاری امرا اور وزرا حضور میں سلام کے لیے جمع ہو دیں تو سب کے
 سب فقور سمیت قتل کے جاوین اسکی خبر شہنشاہ کو پہنچی اور تحقیقات جواو سے کی تو دارالامار
 میں ہزاروں ختاہوں کی سازش معلوم ہوئی باوجودیکہ اس قصور کے سبب سب ہی قتل
 کرنا واجب تھا لیکن اتنے کا نقصان جان نامناسب سمجھ کر فقہور نے منافی عام کا شہا
 کیا مگر اوسان کوئی کے بیٹوں کو بہت ذلت اور انیت سے مارنا سیاست ملکداری سے
 باہر نہ سمجھا گیا جب اوسان کوئی نے دیکھا کہ بید کھلا اور بیٹوں کا وہ حال ہوا علانیہ
 عنایت کا نشان اور ڈراما اور کئی سلاطین جو سابق فقہور کے خاندان سے تھے اور کان
 بول رہا گیر کے اور نہیں ملے تھے سبھوں نے باغی کا ساتھ دیا اور مغلوں

کیا کہ کوئی خواجہ سرا عہدہ دار سرکار نہیں ہو سکتا ہی اور اون لوگوں کو برطرف کر کے شہر بدر کیا
 جب ٹوکیٹ کاگزنگا اور اسکے بیٹے نے زیادہ ستایا اور لوٹ و تاراج کیا شروع کیا وزیر
 حکم دیا کہ بحر محیط کے کنارے پر سے لوگ اپنے مکانات اور جاے بلو دو باش کو موقوف
 کریں اور دوسری جگہ کئی منزل کے فاصلے پر اندرون ملک مکانات بنا دیں تاکہ ٹوکیٹ کو موقع
 اور سہولت نہ ملے اور اتنی عقل اونسے وقوف وزیروں کو نہ تھی کہ نقل مسکن سے رعایا اور
 ملک کو کس قدر نقصان ہوا اور سمندری تجارت کو سرح پونہا کیونکہ سودا گروں کو ترو و خروید و فرو
 کرنے میں جب ہمیشہ ہو گیا اور طرح کا ہرج صرف بار برداری کا لینے ایک اپنے ملک سے
 جہاز پر آئیکا اور دوسرے کنارے سی شہرین خشکی جانکا ہل نہوا تب سودا گروں کو ترو و خروید و فرو
 جہان بھیہ کھڑے نہ رہیں اور بنا در سحل پر بستور ہو دیں دوسری قباحت عظیم بھیہ وقوع میں
 آئی کہ اوتی زمین جو آباد نہ ہوئی برباد ہوئی اور تیسری بات بھیہ کہ جب لاکھوں آدمی کی اوقات
 دفعہ ویسی جگہ پر مقرر کی گئی جہان کہ اصلی باشندوں کی روٹی مشکل سے ہوتی تھی تو گرائی
 خواہ مخواہ ہوا چاہے اس طرح کے نقصان کے علاوہ غرابا کو اور کتنی حیرانی و تباہی ہوئی اونسے
 کو نہ سوچی اور اپنی دانست میں بیوقوف ٹوکیٹوں کی یورش موقوف کرنے کے لیے اونہوں نے
 کی حالانکہ تباہی اپنے ہی لوگوں پر آئی سوا اسکے بیان ہو چکا ہی کہ عیسائی یا درمی آدم
 شال کی بڑی قدروانی فقور مغفور نے کی تھی اور اسکے علاوہ اور اہل فرنگ کی دوا
 اور علم اوزیر کی پسند کر کے ہر ایک کو علیحدہ خدمت دی تھی غرض اونسے وزیروں کو بھیہ
 مابت ناگوار معلوم ہوئی تھی لیکن شاہنشاہ کے جیتے جی اونسے کچھ تہ بن بڑی غرض
 اونہیں جب اختیار ہوا فرنگیوں کو اونہوں نے فوراً مغرول کیا اور اکثر کو قید میں ڈال دیا
 ان حرکتوں کے ملاحظے سے فقور اگر صیہ بچہ تھا لیکن سمجھا کہ وزیروں کو سلطنت کرنا
 سلیقہ نہ تھا اور جو بہنیں مہتمم اول کا انتقال ہوا کان ہی نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھ
 میں لیا اور تینوں وزیروں کو محاب طلب کیا اور تقصیرات عظیم ثابت کر کے قتل کا حکم دیا بعد اسکے

فارموسا کے جنورے کو دلندزیر سے چھین لیا اور اوسکیو اپنا پاسے تخت نبایا اور
 توہین جو کہ ہر مقام سے ہاتھ آئی تھیں انکو اس سلیقے سے قلعہ ریوا سے جمایا اور
 گوئلند از معقول رکھا کہ جب تاتاری کی بھر سپاہ لیکر فارموسا کی فتح کو گئی گوئلند کے
 آگے سے ہمیشہ ہٹا لیکن آخر غنغور مجبور ہو کر چکا ہو رہا اور کاک زنگا برس میں دو ایک دفعہ
 ہزار ڈیڑھ ہزار جہاز لیکر خاکی سرحد پر آتا تھا اور کنارے کنارے لوٹ دنا راج کر کے اپنے
 جزیرے کو پہر جاتا تھا سنہ ۶۵۱ فیغوز کا چچا وزیر اعظم اور متمم سلطنت کا مرگیا اور چچی خان
 خود مختار ہوا حالانکہ نابالغ تھا لیکن قدرت ان علم و دانش کا یہ شخص نکلا کہ ایک عیسائی پادری
 آؤم شال نام کا شاگرد ہوا اور اوسکی صلاح سے بہت قوانین ایسے جاری کیے گئے
 کہ تاتاری کی سلطنت کو استحکام ملا اگرچہ ظاہر میں بھی پادری عاقل اور فاضل محکمہ ریاضی
 اور شاہی رماد کا حاکم لیکن وزیر پردے وزیر اعظم تھا اور اوسکی صلاح سے علم کا چرچا بہت
 پھیلا اور طلبہ کے امتحان کے لیے ایسا ایسا سخت قاعدہ مقرر کیا کہ سبہ فضل اور کمال حاصل
 ہوئی سرکاری عہدہ جو کسی کو ملے امکان سے باہر تھا اور ایک دفعہ ثبات ہوا کہ چھوٹے
 رشوت دیکر کام لیا تھا چچی خان نے سب کو قتل کیا یا بوضفیکہ بھیہ شخص عادل تھا لیکن
 نے ایک مرتبہ اوس سے بڑا ظلم کروایا یعنی زن شوہر دار پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت میں لایا
 اور جب اس کے خاندان ایک سردار تاتاری نے اپنی جو وکومت طاعت اوس حرکت کے لیے کی
 زانیہ نے غنغور سے وہ بات کہدی اور اودنوں نے اوس سردار کو بلوا کر اپنے ہاتھ سے ایک
 حقیر منصفہ میں مارا اوس سردار غیرت دار کو اس ہتک برو سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسے رنج
 مرگیا لیکن اوسکا صبر شنشاہ پر فوراً پڑا اور سودای دست بدست کا حساب ہوا کہ نوکروں
 زانیہ کا محل میں قدم رکھنا تھا کہ غنغور نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۹۱ میں اوسکا بیٹا کا
 آٹھ برس کی عمر میں سند نشین ہوا اور اوسکی نامالینی کے باعث سے امرا اپنے دربار
 سے شخصوں کو وزیر نبایا اور انہما سلطنت انہیں سپرد کیا تھا تاہم ان وزیروں نے قانون جاری

نو کچھ مہینے لیکن وہی تاثیر قوت طبیعت کی ہی جو ایسے ایسے مقام پر مثل سحر کے اپنا عمل کرتی
 ہی اکثر عین جو مہینے بھی نہا کار فی ہمار ہوا اسکا لشکر پس پا ہوا اور تاتاریوں کے مقابلے میں
 نہ ٹھہرا جن صوبوں کی لوگ ناراض و بیدل تھے بہوں میں خانی حکام فغفور نے بھیجے اور
 حکیم گنگ فوزی کی آل سے ایک شخص کو صوبہ دار کا نشان کا بنایا اور اس اس طرحی کوچہ
 سے سبکو رام کیا یعنی او کو اپنے ملکی بادشاہ کا مکھڑام کیا القصد فتر رفتہ سب شہروں اور
 صوبوں کے لوگوں نے تاتاریوں کی اطاعت کا بوق گلے میں ڈالا الا کاتمان کا شہر
 جہان نیک کو اپنے کو بادشاہ خاقدار دے بیٹھا تھا غرض آٹھ مہینے تک تاتاریوں کا محاصرہ
 اور جنگ چنیک گنگ بیٹا اسی فکیت جنگی گنگ کا جو غلہ سے تاتاریوں کے ہاتھ مارا گیا
 تھا اسی سنہ ہر سداور غلہ سمندر کی راہ سے پونچا کے اتنے روز تک غلہ کو روک رکھا
 غرض سنہ ۱۵۰۰ میں ایک تک حرام نے خاوند کو دغا دی اور شہر کا دروازہ شب کو کھول کر تاتاریوں
 کو داخل ہونے دیا قہر سے بہرے ہوئے تاتاریوں نے بی کٹکے قتل عام کیا اور اپنی دولت میں سب کو
 زندہ چھوڑا لیکن گنگ کو صرف جان لیکے شاہ پیگو کے نزدیک پناہ گیر ہوا اور سات برس تک
 اسکی دار الخلافہ میں بہت عزت اور حرمت کے ساتھ اپنی میزبان کی شرافت کے باعث
 رہا لیکن آٹھویں برس کوئی چو کے صوبے میں بلوا جو ہوا اور نیک کو کو باغیوں نے تخت سے
 کو بلوایا لاج سے چھ گیا لیکن اسی میں اسی صوبہ دار نے جس نے تاتاریوں کو ختا میں بلوایا تھا
 نیک کو کو مار لیا اور نیک کے خانوادہ کے پر تخت خا پر بیٹھے کی امید منتقل کی جب کاٹان
 کا شہر تاتاریوں کے ہاتھ آیا صوبہ کو گنگ ٹان جسکا وہ پا تخت تھا تمام سر ہوا اور اس کے
 اجداد و چو کا صوبہ نے لٹے بٹے ملا غرض تمام خا پر شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب
 تک تاتاریوں کا عمل ہوا اور کوئی سر اوٹھانے والا نہ ملا الا کیت چنیک گنگ جسکو انگریزی
 تاتاریوں میں گانگ زنگا کہتے ہیں اس شخص نے عجب عجب طرح سے تاتاریوں کو تنگ کیا اور
 ایک دفعہ حیدر تاتاری کی ناک اور دونوں کان کاٹکے فغفور کے یہاں تھے کے طور پر یہ سچا آخر کا

رہنا دے اپنے لئے
 شکر کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھا تم لوگوں نے کہ کیا انتقام اور اپنا رعب
 یہ مراور کرنا ہی اوس کے بعد خدا کی بادشاہت کا مالک ہونا اور تارایون کو اپنے
 دن دنیا دہنی سی بات ہی اور ہمارے نزدیک صلاح وقت ہی کہ شکر کے ساتھ جتنی سکون
 سب بچ کی جاوین یہ نہایت انسب ہی اور اوس کو جہان تے کیا مجھ کو یقین ہوا کہ منزل
 مراد قریب اور اوس تک پونچھا تمہاری لیے سہل ہی کیونکہ وہی مسافر حلبہ چلتا ہی جو بے بوجہ
 ہوتا ہی اور تارایون کو ساتھ لینا کا مذہب کو باردار کرنا ہی بھی کہہ کر اوس نے اپنی ملی ملی اور
 حرموں اور خواصوں اور کنیزوں کو لشکر کے آگے بچ کر کے ڈھیر کر دیا اوس کے بعد چار لاکھ
 سنی سپاہ پڑبان معکسے نکالیں اور بارڈالی گئیں اس قتل سے جب فخر ہوا خبرداروں نے
 حال تارایون کے قریب آیا میکا کہا پر قہر مورا اوس نے جواب دیا کہ اگر تو جو ہوشہ بولتا ہی تو اس سے
 بہتر تھا کہ تو پیدا نہوتا اس طرح کی دہکی دیتا ہوا جو نہیں آگے بڑھا اوس خبر کہ اس نے پیچھے
 سے ایک تیر چراغ غریز میں کیا مارا کہ دہم سے منہ کے بھل وہاں بکا مردم قرار لعین و زکار
 گر پڑا اور شیاطین ہم جس کے شریک ہوا اس اس طرح کی فطین جب تباہی میں دیکھی جاتی ہیں
 دل میں فوراً ہی خیال گدزتا ہی کہ کیا اتنے لوگ جکوا اوس موزی نے ستایا اول
 میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے ایسی ہلا کو دفع کرے لیکن غور کرنے سے پہلے
 کی یہی ہی کہ وہ موزی قوت طبعیت کے سبب حکم تھا اور اسکی ہاتھی منہ طبعیت کے سبب حکم تھی کہ جو زمین
 قوت طبعیت کے سامنا ہوا اگرچہ ادنی پیادہ تھا وہ ظالم مارا گیا اور آخر ش حکومت کی بنا اس طبع
 ہوتی ہی اور ہمیشہ ہوتی ہی اور ہووکی کہ ایک شخص قوت طبعیت کے گرد جو نہیں چلے لوگ
 طبع آتے ہیں فوراً طبع ہو جاتے ہیں جیسے متناطیس ہو ہے اور کہہ مارا گھاس کو اپنی طرف
 کہہ نیچا ہی اور بھی وجہ اس واقعہ کی ہی جو اکثر دیکھنے سے میں آتی ہی کہ ایک شخص کے
 طبع اور فرمان بردار بہت سے لوگ خود بخود معاً اوس کے سامنے آنے سے ہو جاتے ہیں اور
 عوام انہیں خود اور جو کچھ منہ سے کہنے کے فنانے کے یاں موہنی یا منتری عرض منتر

سینے کو توڑنا دل پر بیٹھا اور اس ستم وقت کو تمام کر دیا اسکے گرتے ہی لشکر اور سکا پریشان
 ہوا اور سب سالار تار میدان جنگ سے طغریاب پہرا اسکے بعد اور ایک سرکش پیدا ہوا
 کہ اسکی حرکتوں کا بیان اس لیے قابل ذکر کر کے ہی تا ایک نظیر تاریخ میں داخل ہے کہ جس
 بعض آدمی کی دعوت میں فرشتہ مجسم رہتا ہی ویسی ہی مہیت انسان بن شیطان مژدور تھا
 ہی ہوتا ہی اس ابکار لعین و زکا کا نام چانگ ہینگ چینگ تھا اور فکرتی کے وسیلے سے بہر
 حکومت ہوا اور ہو کو انک کے صوبے کو تاخت و تاراج کیا اور شاہی فوج کو ہٹا دیا غرض جب
 سی جوین کے صوبے کو بالکل چین لیا آپ کو بادشاہ قرار دیا اور تمام علما اور شعرا و خواجہ
 کو مباح مارڈالا ایک تو بیچہ حرکت اس خونخوار بد کردار نے کی تھی دوسری بیچہ کہ کسی بی
 نے ایک مقام پر بڑی بہادری کی اس کے مسلہ میں ایک پر تلہ اس کو ملا وہ کچھ ناراض ہوا
 اور عدیہ کے باب میں کوئی کلمہ حقارت کا زبان سے نکالا اگر بہت سزا ایسی ناشایستگی کی
 ہوتی تو اسکی تباہی جاتی اس سے زیادہ حیرت نہوتی لیکن اس کی سخت نے ساری ملین کو چین
 وہ سپاہی بے خواہ مخواہ قتل کر ڈالا تیسری حرکت بیچہ اس نے کی کہ بودہ کے پوجاؤن کو
 ایک روز دعوت اور پوجے کے بہانے سے بلا کر کئی ہزار کو مارڈالا اور حکم دیا کہ جو پوجا
 جمان لے لے تامل مارا جائے حالانکہ ان بیچاروں نے کوئی مقصود اسکا نہیں کیا تھا پوجا
 حرکت سے بڑھ کے بیچہ ہوئی کہ اگر تمام کتب تاریخ میں اسکی نظیر نہ ہو تو جسے گاتو اسکے
 مقابل میں نہیں یا نیگا وہ بیچہ ہی کہ جب تار کی فوج اس مودی کے سر کرنے کو آئی
 ایک سرور بد عہدی اس سے کی اور جو ملین کہ اسکے تابع تھے تار یون سے جلا ملی
 بیچہ سنکر چانگ ہینگ کو ایسا غصہ ہوا کہ صوبہ جیوین کے تمام باشندوں کے قتل کر دیا
 مقصد اس کا کیا اور پہلے چینگ ٹوپاے تحت صوبے کی چارون طرف کے رہنے والوں
 کو نکالا اور ایک ایک کر کے چھ لاکھ پیر نو سالہ سے بچہ شیرخوار تک کو مارڈالا اور انک
 پنچوڑا اور مشو لون کی لاشوں ہی دریا کو بہر دیا آخر کو جب تار قریب تر آئے اس جلاو

مگر اپنی ایش پر نازان میں وہ کچھ سری میں بہرے میں سب مال و زرہ نہیں بچے آگے کی
 کہتے جہڑ لڑائی میں کہو کر کے سرایہ سب گدائی کر گئے برنج و لقب بھیہ ثابت ہی عاقل سپہ
 نکتہ ورنہ جہان میں نہیں ہوٹ سے بدلتا العزیز و سوف سلطان کو دوسرا دعویٰ کرتا
 کا موقع پاکی چکیا گنگ کے صونے میں تار یون کے بعد ذیل ہوا اور تانگ سے فو کینگ کا صوبہ
 چین لینے کا قصد کیا اس سبب تار یون کا چچا گنگ کر کا اور خانگی دشمن کی تدبیر میں ہوا
 اور اون لوگوں کو یہ حملت ایسی غنیمت ملی کہ سپاہ جو پریشان ہتی جمع ہوئی اور دوبارہ جو
 تار یون نے عود کیا تو اس زور و شور سے کہ آنا فائزین جتنے صونے چن گئے تھے پہر ہاتھ
 گئے بلکہ فو کینگ کا صوبہ گنگ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اون کے قبضے میں آیا وہ اپنی سلطنت
 چھوڑ کر سب گالیکن جب گھر گیا اور سامان اپنی گرفتاری کا دیکھا کو نے میں ڈوب مرا اور
 سلطان کو قتل ہوا اور وہ ڈکیت چنگی گنگ بھی دغا سے مارا گیا جب تار یون نے فو کینگ کو
 قبضے میں کیا گنگ کا بھائی کان تان کے صونے میں آیا اور اس کو تین حلاطین نے ملکر
 قرار دیا لیکن کو گنگ سی کے صوبہ دار خا زادہ مینگ سے دوسری ایک شخص کو بادشاہ کیا اور
 ان دونوں کم بختوں میں زیادتی رتبہ کے لیے ایسی شراع ہوئی کہ دونوں کے سر پر تباہی آئی
 خپانچہ تار یون نے نے حلف اون کا ملک اور خزانہ چھین لیا اور سنہ ۱۶۴۸ میں کو گنگ سی
 اور کان گنگ کے دونوں صوبوں کے مالک ہوئی ٹی گنگ کے شہر میں تار یون نے ایسی
 زیادتیاں شروع کیں کہ بلوا ہوا اور کیا گنگ سائی و پانے حاکم نے لشکر جمع کر کے تار یون کو
 کو مابکل قتل کیا اور دوسری لڑائی بھی ایسی ماری کہ شنسی خان کو اون مغرباب انجیوں سے
 خوف ہوا اور اپنے چچا آنا تان خان کو کئی ہزار چیدہ تار کا سردار بنا کر اس ختالی سب سے
 کے بقا ملے کو بھیجا غرض لڑائی کے خانے تک اگر وہ بجا در مارا نہ جاتا تو اون تار یون کو
 ہی باقی نہ رہتا لیکن جوہن اپنی فوج کو جو زور پیشتر تار یون کے محاصرہ سے چھوڑا اور
 یہ ان کو صاف کرنا شروع کیا ایک تیر حلاطیا ہوا خاکی بد تقدیر کا اد کے

کا تھا ایک شورش نہ بجا اور نہ حکم اس میں ہو لیکن جب تاتاریوں کی چڑھائی اوس کے سر
 یعنی ننگین کے بادشاہ پر ہوئی جنگی ٹنگ نے کچھ امی اس طرح کی پر کی کہ ایک زری کنگ
 کے دریا میں اوسکی بھر نگرین تھی اور تاتاری فوج دوسری سے اوتری لیکن اوس نے محبت
 کی حالانکہ اگر چاہتا اور نگو پار ہوئے نہ تیار دریا کے عبور بھی کرتا لیکن بڑے وقت کا ساتھ نہ دیا
 میں سے بھی کم کوئی دیتا ہی اور بھیہ حرام زادہ تو ٹوٹ گیت تھا سب طرف تاتاریوں کی غل ہو لیکن
 فوگینگ کا صوبہ بنگ کے ایک شہزادے ٹانگ کے اختیار میں تھا اور اوس نے فرمان اس
 مصنون کا ہر طرف جاری کیا کہ بنگ کے سرکار کے کچھ ارب اطاعت تاتاری کی نہ قبول کریں
 اور حتی الامکان ہم بہر اوہنین ملک میں رہنے مذیون بلکہ صوبہ فوگینگ کی رعیتوں سے
 ان بلین اور اون موذیون پر دفعہ تاخت کرین اس فرمان کی خبر جب تاتاریوں کو ملی ایسی بے
 اوہنین و سوت سوچی کہ اوسکا نتیجہ سلطنت کا چین جانا تھا لیکن اقبال بلند اور نصیب بڑ
 آور تھا کہ مگر اہل مقدمہ سنبھل گیا حال یہ کہ اوہنون نے حکم دیا کہ جتنے خانی کہ ملک خوار
 سرکار تاتاری کہلا یا چاہیں انکو لازم ہی کہ مثل تاتاری کے وہ سرمنڈاؤین اور چوٹی رکھیں اور
 پوشاک انکی وضع کے موافق پہنیں بھیہ سنے کے ساتھ کہاں تو خانی سب ایسے راضی تھے
 کہ اپنے شاہوں پر تاتاری کو ترجیح دیتے تھے کہاں ایسے بطرح بگڑے کہ طرفہ العین میں ہوا
 عام ہو گیا اور سرکشوں نے چاروں طرف کھیر لیا اور ایسا اندھا دھند مانا شروع کیا کہ انکی
 ساری سپہ گری بھولی گئی اور بہادری مطلق کام نہ آئی اور ایسے بدحواس ہو گئے ہانگے کہ
 یانگ زری کیا ناک کے دریا میں ہزاروں ڈوب گئے اور ہزاروں قتل ہوئے اور جی کیا ناک اور
 کیا ناک نامان کے دونوں صوبوں سے نکل گئے اگر اس طرح جانے کے ساتھ ہی شاہزادہ تاتاری
 تاتاریوں کا تعاقب کرتا اور انکے پیچھے پیچھے چین تک فوج قاسرہ بھیجا اور گری ہوئی علایا
 کو زیادہ ورغلانا ہوا چلا جاتا تو تاتاری کا تخت اولٹ جاتا اور بنگ کے خانوادہ کے ہاتھ زمر نو
 تخت آتا لیکن آپس کی بیوٹ بستر خزانہ لائی لڑتے ہیں نہ اداں ہیں وہ

اور قصد دوسرے شہر میں پناہ لینے کا کیا لیکن جہون کو اس نامعلوم کا تباہ ہونا پس
منظور تھا کہ کسی حاکم نے دروازہ اپنے شہر کا کھولا اور بادشاہ جنگل اور میدان میں مارا
پہرا اور ٹھکانا قدم ٹھہرانے کا نیا یا آخر ش تا مار یوں کو کسی دشمن نے اس کے حال سے
جواگاہ کیا کئی شخصوں نے پوچھا کیا مگر جو نہیں دی پوچھے اور مارنے کے لیے حربہ اڑھایا
نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا اور چند امرا کے ساتھ ڈوب مرا ان کا قصہ کس طرح سے تلوید
فیصل ہوا اور ہزار نگین کے شہر میں تا مار یوں کا ڈنکا بجایا مگر نیک کے خاندان کا ایک شہزادہ
جی یگ کے صولے کو اپنے قبضے میں لے گیا تھا اور اس کا سر کرنا ضرور ہوا لیکن جو نہیں تا مار
فوج پاسے تخت ہانچ گئی طرف روانہ ہوئی شاہزادہ نے سردار تا مار کو بھیبات کہلا
کہ تمہیں کو اپنے نفس کے لیے منظور نہیں کہ ہزار ہا مندر خدائے نقصان ہو دین اور ہماری
ریاست کے لیے خلاف مرضے خدا جنگ کریں اس کاٹے مقابلہ ہم تمہارا نہیں کرتے
اور یہی چاہتے ہیں کہ تم خوشی سے مالک اس شہر کے رہو اور اس رعیت کو جو آگے جا رہا
تھی اور اب تمہاری ہی ایذا نہ پونچاؤ بھیبام دیکر دروازہ شہر کا اوٹنے کہلوا دیا اور خود
میں جا بیٹھا اگر قبلا خان ہوتا تو ایسے نیک نہاد شخص کو گلے لگاتا لیکن اوجھٹ تا مار یوں
قتل کیا اور اس کی زبردگی کو نہ سمجھا کہ وہ کیسا شخص تھا جسکی زبان سے ایسا کلمہ اپنے اور
غیروں کے باب میں نکلا عرض اس بگیاہ کے قتل کا حال شکر چنچی خان نے بہت افسوس
لایا اور ازل سرداروں کو جو وہاں اس خون ناحق میں شریک تھے ملامت کی اس بل بل
میں ایک سمندر کی گیت چنگلی لنگ نے اسی شہر پیدا کی تھی کہ اس کے نام سے لوگ
نپتے تھے اور صد با جازوں کی بحر کا وہ مالک تھا اور یہاں تک اس نے انکسین کے
بادشاہ کو تنگ کیا کہ مجبور ہو کر اسے اسکو امیر بنایا اور منصب کبیر دیا اور ایک شاہزادی
ساختہ اس عدے پر بیاہ کر دیا کہ وہ خود لوٹ سے ہاتھ اڑھایا اور دوسرے کویتون کو سر
نے نے قول کے مطابق بیلا اور ایک ڈاکو کو باقی ترکھا اور جو کہ اونکی گماتوں سے

کو مدد میں بلوایا تھا دو صوبوں کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور حالانکہ تاتاریوں کی اچانک
 دغا سے بہیمانہ ہو لیکن خاموش رہا اور موقع دیکھ کر سکوت اختیار کیا اور جو عہدہ اونہوں
 نے دیا اسے نہایت غنیمت سمجھا اور اس باغی کی کے تعاقب میں برابر رہا جب تک
 کہ اس کا سرکٹ نہ آیا اور وہ بد نہاد بانی فساد فی الارض بنایا اس عرصے میں
 نائنگین کا شہر جو اکثر ایسے تخت جنوبی بادشاہوں کا رہا تھا تخت گاہ خانوادہ ینگ کے
 ایک بادشاہ کا ہوا جس نے اپنے کو مغفور قرار دیا اور تاتاریوں کو غاصب ٹھہرایا اور قصد
 پیچین کے چین لیتے اور تاتاریوں کو نکال دینے کا بیان کیا غرض قصد حضرت کا زبان
 ہی پر رہا اور باوصفیکہ فوج معقول پس تھی اور خزانے کی بھی چند ان کی نہ تھی لیکن عیش
 آرام کا وہ طالب ہوا اور مطلق خیال ملک کے بند و بست کا نہ کیا اور برعکس اسکے چچی خان شہزادہ
 تدبیر مملکت میں مصروف اور تمام ملکہ اسی کی صفوں سے موصوف تھا اور ختامیوں کو مثل
 فرزند کے دیکھنے اور امرا اور علما کی قدر دانی کرتے لگا اور ینگ کے وقت کے عہدہ داروں
 کو بدستور اپنے کام پر بحال رکھا اور تاتاریوں کو ناراض کیا غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود
 خانی چچی خان کو غنیمت سمجھنے لگے اور نائنگین والے بادشاہ سے ناراض ہوئے اور جو وہ یہ
 ایک سرشتہ ہم وطنی کا تھا اور دوسرے دشمنی لیکن نیک اطواری اور رعایا پروری کے
 بیگانوں کو یگانہ کیا اور مردم آزاری کے یگانوں کو بیگانہ بنایا القصد اگرچہ پیچین میں اس
 نئے بادشاہ کے تحت نشین ہونے کی خبر نائنگین والے کو پہنچی اور یہ بھی کہ راہ میں نیک
 کی سپاہ فی مقابلہ کیا اور تیزی خوشتری ہوئی لیکن اس حالت میں بھی اس بادشاہ کو
 عیش سے فرصت نہ تھی اور چونکہ بددلیلی فوج کو اس نے پیچین خانی محاصرے میں نہ لگائی
 اور ایسی مقبول ہوئی کہ ایک خانی کی جان باقی تری غرض اس کے بعد سامنے آئے
 ہا کسی نے کیا اور نائنگین کے اطراف میں فوج فوج ہوئی بادشاہ کو خبر پہنچی اور غرض
 کی تیزی سے گھبراہٹ ہوا جو وہ ٹھاسب کو متحیر رکھا اور حال سننا چند قیون کو دیکھ کر ہکا

ہووے یہ سنکر لوگ آئے اور ہیروں اور سکی صوت اور شیریں بیانی پر محو رہے۔
 ہاتھوں کی کرسی بنا کے اوپر اوٹھالے گئے اور بے تردید بادشاہ بنایا اور تینوں
 جو آپس میں تخت کے لیے لڑتے تھے وہ بھی خوشی خوشی آئے اور تابعدار کہلائے۔
 اوسے بادشاہ فرستادہ خدا کی آل سے بقول ختایوں کے وہ سردار تھا جو شاہنشاہ ختا کا ہوا
 اس تقدیر میں المیہ مغل کا دعویٰ بنی آدم سے بزرگتر مونیکا اور علاقہ بہشت کے باشندوں سے کہو
 کا بجایا والا قابل اعتبار کے وہی بیان ہی جو اس باب کے شروع میں روایت صحیح کے موافق
 راقم نے گذارش کیا ہے اور علاوہ اسکے آٹھایا کہنا چاہیے کہ مشرقی اتراک کے قبیلوں
 یہ فرقہ ہی اور اوائل میں یہ لوگ قوم ختائیوں سے قبیلہ مشرقی اتراک کے تابعدار تھے۔
 سچی ملک رہے انکی قوم سے ایک شخص ہر اور بہادر رسمی او کو تا خان نے بلوایا اور
 کئی لڑائیوں کے بعد اپنے گلے سے طوق اطاعت کا نکال ڈالا اور اپنے خانوادہ کو التوائے کا
 لقب دیا چنانچہ عرب کی تاریخوں میں ان کے سردار بکتوائے ختائین کے لقب سے نامزد تھے
 غرض اوسوقت قوم ختائی کے ہاتھوں ختائی بڑے عاجز تھے اور انہیں نیوچون سے
 طالب ہوئے یہ لوگ آئے اور ختائیوں کو مار کے نکال دیا اور انکی جگہ پر قائم ہوئے
 غرض فیر رفتہ انکا جاہ و جلال ایسا بڑھا کہ تمام ملک اور اقوام تار مع قوم مغل تابعدار رہے اور
 ایک سو میں سے ایک ان کے متعاضد میں کوئی نہ رہا بعد اوسے چنگیز خان پیدا ہوا اور اوس
 جس طرح ان لوگوں کو نیست و نابود کیا اور اپنے کو بڑا بنایا بیان میں آچکا ہے آخر کار چنگیز
 دن سپر اور رفتہ آج ہوا اور سیطیح سے پیسے و فہم اہل ختائی ختائیوں سے لڑنے
 نے اپنے انکو بڑا یا تھا اور سیطیح سے دوبارہ جو دوسرے ایک دشمن سے لڑنے کے
 لیے طالب کیے گئے انہوں نے نہ ناک کر کے اپنے کو نابا اور اوسوقت سے آج تک تخت
 ختا پر موجود ہیں چنانچہ سردار نے سنگ کا نوان بیٹا چن جی خان یا شہنشاہ خان جیس
 دنیا سے ختائی کے تخت پر بیٹھا تو اوسان کوئی ختائی سپہ سالار کو جس نے اس قبیلہ کو

جو ایک گوری کی شمال پر واقع ہیں جا چہ اور دوتوں کچھ اہل کئی تھی بکھڑے و سر قسبلوں
 بہ نسبت محض بے حقیقت تھے اور جس لایم میں مثل کی قوم سے خٹاکا تخت چھین گیا تو
 وزیر گار نے مغلوں کو ایسا چنانچہ عبرت کا مارا کہ اس نے بعض غارتے انہیں لوگوں میں ایسی
 دل خستہ و خراب سے جا چہ جو نوجوانوں کا مغلوں نے اپنے دو تین کیا تھا لیکن انہوں نے
 مجھے برخاستہ مغلوں سے نکلی بلکہ شادی کی راہ رسم و لونق مومن میں پیدا ہوئی اور جیت
 ہی کہ قوم ہاتھ کے مختار اپنے کو اولاد چنگیز سے بیان کرتے ہیں اور حیدرات قابل کچھ
 بھی کہ خٹائیوں نے اور نوجوانوں کو مغلوں کے پناہ گزینوں کے باعث سے بڑی نسلوں
 لیکن خداوند تعالیٰ کی مرضی بھی ہوئی کہ اس ذلیل لاپرواہ قوم کو بڑھانے اور اہل خٹاک کی دانش
 دولت لگا ہٹانے اور ظالم کو مظلوم اور حاکم کو محکوم بنانے اور یہی ہوا کہ رفتہ رفتہ پستی ذلت سے
 بلند می جلالت حاصل ہوئی غرض جب اس مہم کو سلطنت خٹاک کی ملی اور نقطہ مقتضای شہیت یحییٰ
 ہاتھ آئی مزاج میں رعوت سائی اور اپنی کم اعلیٰ کو چھپانے اور بزرگی بڑھانے کے لیے اپنی
 نسل کو سمانی ٹھہرایا اور اسکی بنیادی بھی دعوت نہیں سے نکالی کہ قدیم الایام میں سپید ہوا
 کے درمیان ایک حبیل سوج اور تین آب لال سے حبیب تھی اور تین ریا کا خزانہ اوس میں تھا
 ایک روز تین بہنیں بہشت نژاد فلک ہند اوس حبیل میں سنا آئیں اور ایک نیل کشہ کوئی مال کر
 کامیوہ ایک دامن میں ڈال کر اور گیا اور اوسنے بے کلفت اوٹھا کر کھایا چند روز میں گل
 طور نظر آیا اور چوہہ دنوں کی بعد بٹیا پیدا ہوا جسکی صوت بری کی تھی اور اسکی زبان ایسی تھی
 سے کہلی اور تولد ہوتے ہی گہری گہری خامت اسکی بڑھی اور چند روز میں جب اسکی بڑھی
 وہ لڑکا ایک ڈونگی پر سوار ہو کر کسی سمت کی طرف چلا اور شہتی اسکی از خود بغیر کھینے کے جدر
 گئی لڑکے نے جانے وہی آخر ایک مقام پر جا کر آپ سے آپ ٹھہر گئی اور نچے کے بعد ایک
 شخص ہستی سے نہانے کو آیا اور لڑکے کو دیکھتے ہی نے اختیار پکارا تھا کہ دوڑو لو گو فلک
 کی طرف سے ایک بادشاہ آیا ہی تاکہ ہلوگوں کا ساقشہ قوم کی سرداری کے لیے ہو

کی سرحد پر فوج لیکر متعین تھا اور اسے بھیہ حال سنا اور اس قبیلہ تاتار سے صلح کر کے
 اونکے لشکر کو اپنی حمایت میں لیکر آئی کے مقابلے کو آیا اور دارالامارتہ کے باہر باغی کی
 فوج سے سامنا کیا مگر پہلے حملے میں پس پا ہوا غرض جب تاتار نے دوبارہ مدد کی طغیان
 ہوا اور سرکشوں نے کئی لڑائیاں متواتر ہاریں تباہ و کو بھیہ خوف پیدا ہوا کہ دارالامارتہ میں
 آگ لگا کے ہٹا گئے اور جنگ ٹٹنگ فون کے شہر میں ٹھہرے غرض وہاں بھی اوسان
 سات ہزار تاتار حیرا اپنی فوج کے علاوہ لیکر تعاقب میں گیا اور آئی کو صوبہ بٹنشی سے بہگایا اور
 کوئی مین اسر کرش میدان جنگ میں پہنچے اقصہ جب بھیہ ہوا اور باغی کا خوف مطلق نہ ہوا اوسان
 کوئی نے تاتاریوں کو انعام و اکرام و ذکر و خست کرنا چاہا لیکن اونکے سردار کو بھیہ منظور ہوا
 اور اسے ختائی سپہ سالار سے کہا کہ مجھے دارالامارتہ پچھین میں حفاظت کرنے کے لیے بھیج
 جب تک کہ دوسرا فقور تخت پر قائم ہو اور ملک میں امن و چین نہ بھیہ غرض ظاہر قابل قبول
 کے تھا اگرچہ صلحت سے بعید تھا کہ ایسے لوگوں کی بات پر اعتماد کلی کیا جا سکے غرض اوسان
 نے اجازت فوج تاتار کو پچھین میں چندی اقامت کرنے کی دی لیکن چوہنیں بھیہ لگہ دال
 ہوئے اپنے سردار کے بیٹے شغنی خان کو اور ونون نے فقور بنایا اور شہنشاہ خست کے تخت
 پر بٹھایا اور وہی خانوادہ اسوقت سے آج تک ملک چین کے تاج و نگین کا مالک ہے فقط

اٹھارواں باب

ماچو تاتار کے خاندان کے احوال میں

قوم نیوچی تاتار کو جب چنگیز خان اور اس کے بعد وکٹائی خان نے ملک خست سے نکال دیا اور
 زغمر میں بس کو نیست و نابود کیا جیسا کہ بیان میں آیا ہے تب نیچے بجائے آفت کے ہار
 چلوگ کر زندہ رہی اور ونون نے صحر کی راہ لی اور اپنی پہلی بود و باش کے مکان پر اپنی سید پرورد

رات ہوا اور انہیں لکھ لکھ کر لے کر گئے۔ سوئے اور
 کے دروازے کے حکم سے کہیں گے کیونکہ یہاں کہیں بھی کسی شہر کے ساگر نے نہ کیا
 اور نہ جگہ کا اور نہ ہی مال ہو جو ان کی شہر کا بنی ہو گیا تھا اور نہ ہی یہ شہر کوئی شہر تھا
 و موت کی ہتھکڑی ڈالی رہا تنگ کہ شہزادہ کی کہانیاں لاشوں سے بھر گئیں اور باغیچوں کی
 فوج ہشون کے پل پر تھیں وہ فوج ہونی تب لی کے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ جائے
 کر کے چاروں طرف سے آکر لگا دی اور ان کے کوئی دھڑکیا نہ ہو نہ ہونچا اور نہ ہی
 یہ حال اور کی منہج کا ستے میں آگئی تھی اور ان کی شکر قتار اور سردار خوشوار کے
 ساتے کوئی نہ تھا اور یہ سب سے ہوتا تھا آنت و تالے لکھا اور انہیں بچنے کے قریب
 ان پر ہونچا اور غنیمت جو ہم افکار سے بیزار اور غلبہ یار سے بدتر اس تھا کہ اس نے یہ لکھا
 کی حفاظت میں جو فوج تھی وہ لکھی اور غنیمت سے بدتر اور غلبہ یاروں نے شہر کی مسجد اور شہر
 کہوں اسمی اور کئی کی فوج سے موزوں موزوں ہونی چاہیہ و شہر کے کھانے کتبہ
 آئی و موت رہائی کی باقی نہیں اور شاہزادہ کی پٹیاں بچون کو گئے کھا کر ان میں مار کر خوب روٹی
 اور خوشامی کی تپ ہوا۔ نے اپنی جوان پند و ہمت کی بیٹیاں کو ہار کر کہا کہ تو کیوں ایسے
 کہ محبت کے کچھ نہ ہو ہوئی کہ اس کم سنی میں تیری جان لینی چاہیہ کہتی ہی ایک توار ایسی ہوئی
 کہ وہ و شہر کے بچے اپنی حرموں اور شاہزادوں کو مارا کہ تیرا لوگ جی ہوگا ہو جائے گا
 سب بچوں نے اپنے گھر پر چڑھی چلائی اس سب سے جب ایک امیر اور سکندر و شہزادہ
 غنیمت نے یہ سب سنا تو انہیں پر ہونچا کہ انہیں شہر کے شہر کے ہار دیے ہستانتی سے یہ
 موت ہوئی اور انہیں ہار دیے کہ اس سب سے میری اور ان کو کوئی سنا تو کوئی
 شہر کے کوئی اور انہیں محبت کا کچھ نہ ہوئی اور یہ محبت کیجیہ کہتا کہ کہ اپنے کہ بہت
 کے میں یہ سنی لکھ کر دیا اور یہ سب کے کھانا اور سنی کھانا محبت نہیں کیا اور
 خیر و شکر آئی ایک رہا ایک کوئی سب سے اور عالی و شہر کو ہار کر کے لکھ

کے وقت قلعہ اور فساد ہندو سے اور ہونے پر ہوشیاری سے ملک ختم کی دو تہیں کین
 اور دونوں طرف لوٹے اور اہلک فغفور پر قابض ہونے کے ارادی سے چلے چنانچہ شاہنگ
 ہی پوچھن اور ہو کو انگ کے صوبوں کو چین لیا اور خود قابض ہوا اور آئی نے ہونان
 موٹے کو لیکر صوبہ کی قلعہ کے پاس تخت کے ناظم کو ایسا خاصہ کیا کہ زندہ کا پونچا بند ہو گیا
 لیکن شاہی لشکر نے اسپر ہی دروازہ کھولا اور نوبت ہرم خوری کی ایسی پونچی کہ مردوں
 کا گوشت بازار میں بکنے لگا اور سپاہیوں کو اسے پکاکے کھایا اور مقابلہ فیصلوں پریم
 سے کیا غرض اس عرصے میں شہنشاہ کی ایک فوج اون بہادروں کی مدد کے لیے آئی
 اور اونہیں خوشی ہوئی کہ رہائی کی صورت دکھائی دی سپہ سالار نے سرکشوں کو اس
 سے جو دیکھا ڈرا اور مقابلے کا انجام برہمکرا اور بدیرون سے ڈکیتوں کو ہلاک کر نیکار
 لیکن اسکا تپا اسکی طرف والوں کے لیے بد بکھا اور ہر مری میں اس طرح سے آیا کہ شہر دریا
 سطح آب کے نیچے واقع ہی اور اسی جہت سے دریا کے دونوں کناروں کو بند اور پشتوں سے ہٹا
 ضرور ہوتا ہی تاکہ اطراف کی زمین ڈوب نہ جاوے الغرض جب شاہی سپہ سالار نے سرکشوں
 سے حربہ کرنا نامناسب ٹانہ ہو انگ ہو دریا کے اوس طرف کے باندھ کو اوٹنے کاٹ دیا
 جس کنارے پر شہر واقع تھا ناغینم کے مسکر پر دفعہ سیلاب آو اور اسکا لشکر ڈوب جاوے
 لیکن قضاے کردگار سرکشوں نے ذرا اپنے مقام سے ایسا کیا کہ مطلق اوپر صدر نہ پونچا
 مگر شہر ڈوب گیا اور دولاکھ آدمی سے زیادہ کا تپانہ لگا اس ماجرای شگرت کا احوال
 لی کو جب پونچانے بال اوٹے ہونان اور شہنشی کے دونوں صوبوں کو فتح کیا اور سکاری
 تمام عہدہ داروں کو جان سے مارا اور رعایا کو زمین لاخراج بخش دی اس جہت سے
 عوام الناس اس کے ساتھ ہو گئی اور بھی نہ سمجھی کہ بخشش وہی کہلاتی ہی حسین اپنی
 گرو کی کوڑی خرچ ہوتی ہی اور مال مفت کوٹا وینا کرم نہیں کہلاتا ہی الغرض رعایا کے
 علاوہ فغفور کے سپاہی ہمہ بہت جاملے اور آئی نے شہنشاہ کا حفظ کیا اور چین کی

چہین لیا برسوں ہا روز دوسری فوج فغور کی طرف سے جو اس کے سر کرنے کے لیے گئی اور
 بھی ایسی شکست ہوئی کہ فغور گہرا لیا اور سکاڑے اہل بریکیز تو م غزنگ تانی کوتا مار کے تھا
 کیے بلوایا اس سے میں تمار یون نے نو ٹینگ کے نمونے کو لوٹا و تاراج کر کے گویا
 کے ملک پر قصد کیا اور چونکہ وہاں کا بادشاہ باجگزار خاکی سرکار کا تھا اور ستہ شہنشاہ
 بدوانگی لیکن اس وقت اس کے ہاتھوں سے فغور تیر و مجبور تھا بلکہ ایسا رنجور تھا کہ سنہ ۱۶۱
 میں کڑھہ کر کے مر گیا اور سکاڑا بیٹا کو گنگ سنگ جانشین ہوا اور اس قدر شبانہ روزوں
 سلطنت میں مشغول ہوا اور تمار یون کو عنایت و نابود کرنے میں مصروف ہوا کہ اس وقت
 میں برس دن بھی نہیں گذرا کہ خانوادہ مینگ کے زوال کے آثار سے ایک بھیہ ظاہر ہوا
 کہ بھیہ بہادر اور در فغور مر گیا اور اس کا چوٹا بھائی ہی سنگ قائم مقام ہوا اس کے وقت
 میں فتنہ و فساد کا بھیہ سلمان ہوا کہ خاتمہ خانوادہ کا ادنیٰ عیقل نہ کو بھولی دکھائی آیا
 اور پانچو تمار یون کی قوت کو دن بدن ترقی ہوئی لیکن ختا کے اور سو بون پرا و ہنوں نے
 یو کو شش نکی اور فقط چہیر نے اور انواع طرح سے ارار پونچانی اور عرضی میں احرا اور وزرا فغور کو
 گالی دینے میں چہہ برس اور ہنوں کو گزرے جو نہیں سنہ ۱۶۲ میں ہی سنگ کا انتقال ہوا
 اور اس کا بیٹا کوئی سنگ تخت پر بیٹھا تمار یون کا سردار اپنی جگہ سے اسے تخت خاکی طرف
 بڑھا اور اتنا اپنی کو قوی سمجھا کہ علانیہ کہنے لگا کہ شہنشاہ کا منصب اس کے نصیب میں بلکہ سنہ ۱۶۳
 میں اپنے کو اسے خطاب فغور کا دیا بھیہ خبر نہ کر کوئی سنگ نے چاہا کہ فوج قاہرہ بھیجے
 اور تمار یون کی گستاخی کی سزا دیوے لیکن اپنی بگڑی ہوئی رعیتوں کی فکر مقدم تھی
 کیونکہ گہر کا ایک دشمن باہر کے سو کے برابر ہوتا ہی اور لی اور شانگ و شخص مدبر اور سجاد
 مکر مدعاش اور مد بطور ملک کی بد علی اور سلطنت کی عنیفی دیکھ کر چوری اور سرزوری پر
 کمر بستہ ہوئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ اتنے بد وضع راہ زن مل گئے کہ بھیہ فخر
 و وسر وارفی اقتدار موئے اور سر ایک کا حکم چار چار فوجوں پر تھا تاکہ انہیں میں لڑاؤ تاراج

زیادہ ملی الغرض اس کے بعد فقور اپنی سلطنت کے بندوبست میں بہت متوجہ ہوا اور غلبہ
 کہ اگر چند روز بیتا تو ایام تغافل میں جو ضرر ملک میں پہنچا تھا اس کی تلافی کرتا لیکن جو زمینیت
 کی اصلاح اس طرح سے ہوئی موت اُن کر سب تدبیروں کو اولٹ دیا غرض مرتے وقت فقور
 نے وصیت نامے میں لکھوایا کہ اس کی کاہلی سے بد عملی ہوئی تھی اور اپنی تقصیر کے لیے جو توبہ
 کی اس کی بھی تحریر کرائی اس فقور کے جلوس کے پہلے ہی سال یعنی سنہ ۵۵۲ھ آجی
 میں ایک شخص ملی کامل نیک سرشت خدا پرست عیسائی مذہب کا بیٹے فراتیس نے اور جب کے
 بڑے بڑے معجزے صفحہ بیان میں مندرج ہیں ملک خاکی طرف وعظ کرنے اور رواج اپنے
 مذہب کو دینے کی لیے مخاطب ہوا اور غلبہ ہی کہ ستارہ عیسائی مذہب کے لوگوں کا جن کو اس
 خانوادے کے بانی نے بہ سبب عینت واقعات کے جو مغلوں نے اوکو دیا تھا نہایت آزار
 پہنچایا تھا پھر سابق کی طرح چمکتا لیکن اس ملی نے جزیرہ سائن سنی اُن میں عین سرحد
 پر انتقال کیا سنہ ۵۶۶ھ قمری کا تیرہاٹھایا محسنگ قائم مقام ہوا اور اس نے بندوبست
 اچھی طرح کیا اور رانچو تاتار کے سردار تیتا کو جس نے اس کی باپ کے عہد میں شنسی کے صوبے کو
 لوٹ لیا تھا عہدہ منصب عنایت کیا اور اس کی قوم کو تجارت کے لیے ختامین آنے کی اجازت
 دی اس میں پیر سے اس کو یورش سے روکا سنہ ۱۵۷۲ء میں اس فقور نے انتقال کیا او
 اس کا بیٹا شینگ سنگ تخت پیدیا اور جب تیتا نے صوبہ شنسی میں جاگیر پانے اور رہنے کی
 درخواست دی فقور وزیروں کی یہی رائے ہوئی کہ اس تالک کو بغیر نیچھے اور اس کی خواہش کے
 مطابق زمین دیجیے سنہ ۱۶۱۱ء میں فرنگستان کا ایک بڑا مشہور سیاح پادری ریچی صاحب
 کئی پادروں کو لیکر فقور کے حضور میں گیا اور باوجودیکہ وزیروں نے سنا ہا کہ دارالامانہ
 کی سیر کرے لیکن حکم عالی ہوا کہ جب تک جا ہے رہے امنین لوگوں کے آنے سے
 عیسائی مذہب کی ترقی ختامین ہوئی ہر سال بلکہ ہر روز رانچو تاتار کا زور بڑا اور سنہ ۱۶۱۸ء
 ہوا کہ اس کا اور خانی فوج کو کاٹ ڈالا اور بہت سی قلعے اور آخر کو کئی مٹیوں

بھی سمایا اور شاعری کا بھی ایسا شوق پیدا ہوا کہ بجز ان دو کاموں کے تیسرے کی طرف مہم
 متوجہ نہ ہوتا تھا اور نتیجہ اس کا ہلی کاٹھو میں جلد آیا پہلے تو ماچین میں بلوا ہوا ہر چند تمام فوج
 ختا کی اون سرکشوں کے سر کرنے کے لیے متعین ہوئی لیکن اونہوں نے اپنی بغاوت کو
 کنارہ نکلیا بلکہ سرخودی کا دعویٰ بحال رکھا اور ایک اسپینی امیر اپنے ملک بادشاہ ہوا اور غور
 کو خرچ کیا نذرانہ تک نہ بھیجا باوجودیکہ ماچین کا صدر فغفور سے بزور شمشیر چین لیا گیا لیکن اس پر بھی کچھ
 ہوش اوسے نہوا اور پستور فغفور کسی وقت اکیسیر کی تقریر پر یوں سے کرتا اور کہیں فغفور
 غزل گوئی کی فکر میں رہتا تھا بادشاہوں کی اپنی حرکتوں کی خبر پر جگہ ہوتی ہی اور ایسے شہنشاہ
 کی ہر بات کی شرح خالق کرتی ہی اور سب ابلغہ کا حنیفہ نیکی اور مدد ہی کے بیان میں صرف کرتی ہی
 چنانچہ اس فغفور کی کاہلی مشہور ہوئی اور یہاں قلیلہ مانچو تار کے سردار نے شہنشی کے مدد میں
 یورش کر کے اس قدر لوٹ اور تاراج کیا کہ بالکل تباہ کر ڈالا یہاں تک کہ ایک گھمانس کو اوسکی
 جگہ پر باقی نہیں بچا اس خبر سے فغفور بہت گھبرایا اور زراپشی کر کے ایسا بندوبست کیا کہ
 وہ تالا آگے نہ بڑھا اور لوٹ پاٹ کر کے پہر گیا بعد اس کے اگلے چلن پر جب خود بدلت چلی گئے
 جاپان کے بادشاہ نیک لونے ختا کے مشرعی حدودوں پر تاخت کر کے مال لوٹا اور غارت
 کیا اور ہزار ہا رعایا کو بھی اسیر کر کے لی گیا اور اپنے ملک میں غلام بنایا بلکہ خورآن کا جزیرہ اور اس کے
 گرد و اطراف کے چھوٹے جزائر پر قابض ہوا اور خانیوں کو بیدخل کیا غرض اس قدر تنگ کرنے
 پر بھی بھی فغفور جاہل غافل اور اکیسیر کے ذکر اور اشعار کے فکر میں مصروف تھا
 تب محتجب نے ایک غرضی حضور میں کی اور ایسی ایسی سخت باتیں اوس میں کہیں
 اور فغفور کی جنگی اور کاہلی کے بیان میں ایسی تلخ گوئی کی کہ شہنشاہ پر مہم ہوا اور
 اوس خیر خواہ کو قید شدیدی میں ڈال دیا لیکن دوسری روز جو وہ عرضی خط
 سے دوبارہ گزری اوسکی توجہ دل میں چھبہ گئی اور نکواری اور جان نثاری
 اوس وزیر نیک تدبیر تلخ تقریر کی پسند آئی قید سے اوسکی مخلصی ہوئی اور عزت اور توقیر

دلیل ہی اور دوسری یہ کہ بودہ کے پوجاریوں کے ساتھ اکثر اوقات رہتا تھا اور ان لوگوں کی طرح انہوں نے کھائی پینک میں پڑا رہتا تھا اور اس کا ہلی کو جذب کامل سمجھتا تھا لیکن چونکہ خوش نصیب بقانہ کوئی باہر کا غنیم آیا اور نہ گہرین کوئی باغی ہوا والا ایسے شخص نے وقوف سے سخت کاچین پاٹری بات نہ تھی اور تعجب بھی ہی کہ ایسا ہنواسہ ۱۲۸ میں جب مر گیا اور کا بیٹا تنگ چی تخت نشین ہوا وہ باپ سے زیادہ منجھٹ نکلا اور اگر کسیر تھا کہ برابر ستلاشی رہا لیکن اٹھارہ برس کی ریاست کے بعد بہری جوانی میں جہان سے رخصت ہوا اور سنہ ۱۵۰ میں اور کا بیٹا اوساگ پندہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا عرض باب اور داد اسے بھی بدتر ہوا اور کوسو عیش کے کچھ سو جھٹانہ تھا اتنے میں ایسا جھٹ ہوا کہ توت آدمی کو آدم خوری کی پوچھی اور و سپر خوجون کا وہی حکم اس اعلیٰ کے بیوقوف دادا کے وقت کا دوبارہ جو گرم ہوا قباخت عظیم کا سامنا دیکھائی دیا لیکن وزیرون کے باعث سخت اٹھنے اور لٹنے سنبھل گیا اس لیے کہ سلطان نینگ نے علم بغاوت کو بلند کر کے لشکر حارب پیا کیا اور بہت سے امرا ہی اس کے سپین ہونے بلکہ اپنی رعیت کو لشکر جابلے عرض اتفاق بھی ہی کے ایک وزیر نے بھی نمک حرامی کی الا قباخت ہوتی بلکہ اوہوں نے تیرا ہیسی کی اور لشکر کی شکاری ایسے شخصوں کو دی کہ سلطان نینگ کو بڑی شکست ملی اور راجینو کو ایسا متاسل اوسی کیا کہ قیس ہر اس پاسی پانگ نہی کیا لنگ کے دریا میں ڈوب گئے اور تلوار کے نیچے بیٹھا گری میان کہ سلطان نینگ میدان جنگ میں گرفتار ہوا اور اپنی سر کو پونچا اور اس کے بعد سلطنت میں وزیرون کی بدولت اس میں چین ہر جگہ ہوا چار برس قبل اس مغفور کے انتقال کے نیسے ۱۵۱ میں فرمائندہ پیر زونڈرا ڈھی تاجراہل پر تکریم شہر کا نشان میں آیا چون کہ اس مغفور نے لاو انتقال کیا ایک شاہزادہ شنگ کا پوتا تخت پر بیٹھا پہلے پہل بعد جوس کر نیسے ششی شنگ امور مملکت میں ایسا سرگرم ہوا کہ خاص و عام نے سمجھا کہ اور مغفوروں کی طرح وہاہیات میں نہ نہ کر گیا اور غریب اور بد ہو گا لیکن اگر کسیر بقا حاصل کرنے کا خط چند روز بعد اس کو

سپینگ نے پیغام بھیجا اور عقد نکاح فقہور کے خاندان میں چاہا پہلے اس بات کو خوب
 نے قبول کیا بعد اوس کے ذاتے تلون طبعی مزاج میں آیا ایلیون کو اوسے تو تکار کر کے
 نکال دیا الغرض سپینگ نے اس خفت کا ایسا عوض لیا کہ فوج قہار لیکر ختا میں جلا آیا
 اور ایک لڑائی دونوں ملکوں کی سرحد پر فقہور نے ایسی باری کہ تاتاریوں کے ہاتھ گرفتار
 ہوئی لیکن اوس جنگ میں شہنشاہ نے ایسی بہادری کی اور دھیمہ دلیری اور موت
 کی نلے پر والی اسیری کے وقت دکھائی کہ سردار تار متجب ہوا اور اوس کو غرت سے اپنے پاس
 رکھا مگر فدیہ اس قدر چاہا کہ ختا یون سے دیا جائے گا اور فقہور قید رہا چونکہ تخت شہنشاہی ملی
 ہوا اوس کا بہائی جنگ و انگ جانشین ہوا آخر کار سات برس تک جب نامہ پیام آیا اور گایا اور
 کچھ رفع سنوا تاتاریوں نے پہرہ لاکیا اور سپینگ نے اختلافہ بیچین میں شکر حرار لیکر پونچا لیکن
 اپنے بادشاہ کی مخلصی کے لیے ایسے لڑے اور جان کو ہاتھ میں لیکر ایسے گھسچ ٹے کہ تاتاریوں
 کو شکست کا مل ہوئی اور وقت اسپینگ کے کچھ قلیل سافدیہ لیکر فقہور کو چھوڑ دیا القصد جب بدوہ آپ
 ملک میں چھوٹ کر آیا تمام رعایا پر ایانے سامان خوشی کا طیار کیا لیکن اوس کا جی ایسا چھوٹ گیا
 تھا کہ تخت کو دیکھ کر بہت رویا اور تار کا دنیا ہونا چاہا اور کتنے روزوں تک کوشے میں بیٹھا رہا
 غرض آخر شسبہوں کے کہنے سے سمجھانے بچھانے سے پہر اپنے تخت پر بیٹھا اور چونکہ آزار بٹھا
 چکا تھا کسی کو اپنے جتے جی آزار نہ دیا سنہ ۱۲۶۴ میں اوسے انتقال کیا اور اوس کا بیٹا میں
 قائم مقام ہوا لیکن ضعیف العقل اور زن مرید ایسا نکلا کہ خوجون کے سکھانے ایک نیا حکم
 اوسے بنایا اور خوجون کو بھیہ اختیار دیا کہ بد معاشوں کو نلے مقصود ثابت کیے بھی فقط شبہ
 پر سزا دیوین اور بد اطواروں کی مطلق رعایت نہ کریں غرض اس نہائی سے خوجون نے
 جس کو چاہا دھر کر ٹپکے مارا پٹیا اور ہلاک کیا اور باز پرس کوئی نہوا جب ماہر مونیون نے بہت
 داد و بیداد و مالش و فریاد فقہور کے حضور میں کی اور خفتہ کی بنا علانیہ پڑی تب حکمہ حید
 موقوف رہا لیکن برجاست نہیں کیا گیا اس بادشاہ عقیل کی عقل شریف کی ایک تو یہی

ہوا اور سنگ لوٹے اہل تجارت کی بہتری کے لئے ایسے اسے قانون کھانے کہ ہوا اگر سب
 ہمت پا کے ہندوستان اورنگ آباد میں اور بھر مشرق کے تمام جزائر یعنی سیلانڈیپ وغیرہ کے
 خنائین گئے اور سکاٹیا جن ساگ قائم مقام ہوا اور اون مانڈرنیون کو بھال کیا جو
 اس کے باپ کے وقت میں کپٹن ماسٹی کے وزیروں میں ہو نیلے مشبہ پر مغزول کیے گئے تھے
 اور سو اس کے غریب کے حال پر نہایت مہربان اور علما کا بڑا قدر دان تھا لیکن جلد ہی وہ جزیرہ
 اور سون سنگ اس کے بعد گدی نشین ہوا اس کے عہد میں دہلی کے ایک خنائین
 جس کا بانی فقہور کا اپنا چچا تھا اور دوسرا چین میں جان محمد سلطان چنگ تھا جس کو
 فقہور نے نیابتہ ملک فرمایا تھا ان دونوں مہمیں پہلے کو بادشاہ نے اپنے خطوط
 مٹایا اور دوسرے میں سلطان چنگ چھپا رہا اور ملک خزانہ جو اس کے ہاتھ لگا سرحد ہو گیا
 سنہ ۱۳۶۶ھ میں فقہور نے انتقال کیا اس کی بادشاہ یکم ازبک عاقل اور عقیقہ نائب سلطنت
 ہوئی اس لیے کہ ولی عہدینک سنگ باوجودیکہ تخت نشین ہوا لیکن فقط آٹھ برس کا تھا اور
 اس کی ماں سے احکام اجرا پایا کرتے تھے اور اسی باعث سے سنہ ۱۳۶۳ھ اکت مہینہ
 اور رعیت مرفہ حال تھی اور سلطنت کی ہر طرح سے بہتری ہوئی لیکن جب وہ مر گئے کلید ملک دہلی
 ایک خونخوار کے ہاتھ آئی کیونکہ فقہور کو اس نے گود میں پالا اور بڑا کیا تھا اور وہ بھی از حد
 اس سے مانوس تھا غرض جب اختیار کلی اس شخص کو حاصل ہوا اس نے کئی وزیروں کو
 جان سے مارا اور کئی شخص کو ذلت سے مغزول کیا اس لیے کہ اوہوں نے شہنشاہ کو وہ
 قانون یاد دلایا جو اسی خانوادہ کے پہلے فقہور نے کہہ دیا تھا کہ جو خون کو جلیل القدر
 عہدہ سرکار ختا سے کہی ویانہ جاوے اور کسی خواجہ سر کو خیر محل سرا کی درباری یا
 خاک ریزی کے دوسری خدمت نہ ملے اس کا ہی سے بھی فقہور چنگ مانگ ہوشیار
 ہوا اور خوجے کو وزیر اعظم بنایا اور اس نے سب کے انتقام اس امر کا لیا اور
 بے گناہوں پر ظلم قرار واقعی شروع کیا کہ اتنے میں تمار کے ایک قبیلے کے سردار

جان سپرخت جگر عمد شباب میں جہان سے رخصت ہوا اور پیری اور صد ہزاری میں پائی
 داغ دے گیا ولیمد کے مرگ کے قبل بادشاہ حکیم نے انتقال کیا اور راجہ کے عجیب ہی قبیلہ تھا
 کی بی بی اور بیٹے کا جو حال تھا اور جس طرح سے اونہوں نے انتقال کیا اس فقور کی بیگم اور بیگم
 میں شال زندگی اور مرگ کی پائی جاتی ہی غرض فرق اتنا ہی ہی کہ قتل خان کو صد مہینے عظیم ہوئے
 اس فقور با ستور نے ایسا بیخ مانتا کہ امور سلطنت سے اندک بھی غافل نہ ہو بلکہ جب تیار کیا
 زیادہ مستعد اور سرگرم ہوا اور اپنی رعایا کو فرزند عزیز کے عوض جان کو زیادہ چاہنے لگا باوجود حکیم عالم
 کا پہاڑ فلک سے نوٹ پڑا لیکن اس باعث سے مطلق مجبور ہوا اور دم مرگ سنہ ۱۳۹۸ تک ایک طرح پر
 مزاج رکھا اور یہی ہمیشہ کہتا تھا کہ بادشاہ کو باوجود رعیت کے فرزند کی کون سی حاجت ہی اور اس
 کہ میں نے جب دس بیٹے کو بہت چاہنا شروع کیا شاید رعیت کا خیال دل میں کچھ کم ہونے لگا تھا
 کہ خدا نے اس کو اٹھایا بعض مورخ اس بادشاہ کو سنگدل اور انتقام گیر بٹراتے ہوئے سپر بھیہ دلیل لاتی ہیں
 کہ مغلیہ سردار اور سپاہی جنہوں نے خاوند کی ملک حلالی کی اور ہندو جہان پادشاہ قتل کر دیا اگر ملک
 اس میں بیچ ہی کہ خانیوں نے جہان موقع دیکھا تاہم ان کو زندہ نہ چھوڑا لیکن اس عداوت کی سستی
 میں ہی فرق ہی کہ فقور کی مرضی سے یہ خورزی نہیں ہوئی بلکہ جب بے رحمی کی خبر سنی اس نے
 سرداروں کو تنبیہ کے سوا کسی اور دوسری دلیل نہ تھی تو کات مورخان کے پوتے سے جس طرح
 فقور ہمیشہ مسلوک ہوا یہ کیا بیان ایسی ہمت کی تردید میں کافی تھا لیکن ایک نادانی خلافت عقل
 اور تجربے کے اس بادشاہ دورانیش سے ایسی ہوئی کہ اس کی دانائی کی جہان بات چٹیری
 جاوہان اگر اس کا کوئی ذکر کرے محض کہلاؤ اور لوگ ہی کہیں کہ ایسے تجربے والے ایسی
 حرکت سرزد ہوئی بعید القیاس ہی غرض بڑی سیانی جو ہوتے ہیں اگر خطا کرتے ہیں ایسی ہی
 کرتے ہیں والا کبھی چوکے ہی نہیں اور جب گرتے ایسی منہ کی کھاتے ہیں کہ غلام کی ہر چیز
 سے اتنی مضرت اور کو پونہ پختی نہیں جو ایک ایسوں کی چوک میں حاصل ہوتی ہی انقصہ فقور
 کیا یہ کیا کہ اپنے سب بیٹوں کو ملک تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو کئی صوبے حوالہ کر کے سلطان کا

غرض اسپی تکلیف گوارا کی گزر جایا کو تصدیق ندی اور ہمیشہ اسکا بیان یہی تھا کہ میں باجی
 کے لیے کسی ایک آدمی شخص کو تکلیف دینی نہیں چاہتا چہ جائیکہ تمام رعیت کو اس مشقت
 کے آرام کے لیے جو زیر خاک اوٹنے کے ساتھ مل جائیگی آزار پہنچاؤں اور موت اور سیریشی
 او سکی اسنی سے زیادہ ثابت ہی کہ جب تو کات مورخان کا پوتا پڑ کے آیا تو اس کے ساتھ
 باوجود باپ دادوں کی دشمنی کے اس خوبی سے سلوک ہوا اور اس غرت سے رکھا کہ جب چاہا
 کے بعد مغفور نے اسے اپنے ملک جانے کی اجازت دی تو شہزادے نے وہ بات
 سنا ہی اور حضور میں عمر کاٹنے کی درخواست کی اسکی بہادری اور دہری کا بیان کرنا حاصل
 ہی اور اسکی بہری کی ہی ایک نئی دلیل کافی تھی کہ تھوڑی عرصے میں خاکی سی وسجٹ
 میں اس میں عملی اور ظلم و ستم اور لوٹ و تاراج وہ انتظامی عظیم کا مطلق نشان باقی نہ رہا اور سوا
 کئی قوم تاتار کی خود بخود تاراج اور جان نثار ہوئیں اور خاکی تاتاری سرحد پر ہمیشہ دوسرے
 اقوام تاتار کے ساتھ مغفور کی طرف سے لڑتی رہیں اور اس شخص کی بردباری اور خاکساری
 کے بیان میں یہی نقل کافی ہی کہ ہمیشہ اپنی خاندانی ہزار میں جا کر دنیا کی ناپائیداری کے
 تصور میں بیٹھا رہتا تھا اور اگر دربار عام میں بعلی شاہزادے سے کہتا تھا کہ تمہارے خاندان
 عالی کی سلطنت عظیم کو خدا مجھ سے دینی ضرور نہ چھے کے ہاتھ سے اس لیے توڑ دیا تاکہ سلطان
 روزگار کو عبرت ہو کہ ظالم اور مغرور کا زور و شور اسے اس قدر ناگوار ہی کہ تاج چنگیزی
 کو ضرور کے لوندے کے پاؤں سے روند دیا قبل خان کی بیگم جیسی عاقلہ و عقیقہ اور نیک صلاح
 خوش مشورہ تھی ویسے ہی اس مغفور کی بی بی ناشی تھی جسکی ساتھ شروع اقبال میں شادی ہوئی
 ایک سردار جلیل القدر کی بی بی تھی ویسے ہی کہ اس قدر خوش نامی جو مغفور کی ہوئی اسکی صلاح
 چلنی سے ہوئی اور دہری اس بادشاہ کی پر ختم تھی اس خوش نصیبی کے علاوہ ولید اپنے عہد میں
 بے مثل بہال تھا اور فن سپاہ گری میں طاق بہادری و دہری میں شہرہ آفاق نیکو
 دستنمای و زکار تھا نیک حکمت حکیم مطلق کی کچھ سمجھ میں نہ آئی جب بھیہ نوجوان باپ کا دل

رفہ ترفہ عزت اور توقیر اور سکی ایسی بڑی کہ مغلوں کی فوج سے جب جدا ہو گیا ہزاروں تختیوں
 نے آکر اس کے علم کے نیچے اپنے کو پونچایا اور چونکہ مملکت میں یہی اور رہی تھی اور رعیت مظلوم
 اور زلالان اور جان بلب ہر طرح سے ہو رہی تھی تو اسے بغاوت جب اس نے بلند کیا سرکشوں
 کی جمعیت سے لشکر نیگیں موجود ہو گیا اور اس کی مدد سے چکی کیا لنگ کے صونے کو اس نے مغلوں
 چھین لیا اور اس طرح سے وہاں اس واماں دیا کہ رعایا نے اتنے دن کے بعد دم لیا اتنے عرصے
 میں دوسرا ایک باغی سردار خٹائی حسد سے دشمن قوم کو جھوٹا لنگ ووسے لڑنے آیا اور سب
 رشک یہودہ کے چونکہ وطن کو دل میں جگھہندی مغلوب ہی اور تباہی مہاجستہ حسدا تھا اور لنگ
 نے فوراً ہو کو لنگ اور کیا لنگ زری کے دونوں صوبوں کو اپنے قبضے میں کر لیا اور مغلی فوج کو ہار
 ہٹا دیا اور ان تینوں میں ایسا بندوبست کیا اور ضبط و ربط رکھا کہ چوری اور سرزوری
 موقوف ہو گئی اور ڈکیتوں کی جمعیت اور جرات میں کمی آگئی اور حسبوقت رعیت اسودہ اور خطر
 اور مظلومی کے غم اور چوری کے ڈر سے اونکو رہائی ملی دعا کرنے لگی اور خداوند تعالیٰ کی
 درگاہ مقدس میں دعا انکی استجاب ہوئی اور فوج اسکی ہر جگہ طغریاب ہوئی اور اس کے سپاہیوں
 نے فوگینگ اور کو لنگ ٹنگ اور دوسرے تین صوبوں کو مغلوں سے چھین لیا اور لنگ ووسے
 شمال کی طرف جو رخ کیا تو لڑتا بہتر تا مغلوں کو شکست دینا دار الخلافہ پر چڑھ گیا اور خانوادہ منعلیہ کے
 آخری فقیر تو کات مورخان کو ملک سے ہٹا دیا جیسا کہ آگے بیان ہوا ہے اور اسوقت اپنے
 کوشہنشاہ کو پایا اور اس کے قبل جب چالیسوں نے خطاب فقوری کا کہی عرضی میں کہا تھا
 عضو ہوا اور فرمایا کہ حسبوقت شہنشاہ کے تحت پرست کر ونگا اس طرح کا خطاب لونگا اور
 ابھی اگر سری خوشی چاہو تو راحت دہندہ اخل خدا مجھے کہو القصد جب اس نے جلوس کیا تمام کا رخ کیا
 مملکت کا بندوبست آیا اور شن کی طرح فرمایا اور اس بل چل اور بد علی میں جسکا جو نقصان
 ہوا تھا سرکار سے عوامن ملا اور بیون اور بیون کی پرورش کے لیے وظیفہ مقرر ہوا اور
 اونکی جائیداد فقیر نے اپنے اخراجات کو کم کر کے خاص تحویل سے نکالی اور رعیت اس امر میں ملتی

جلداول کے دیباچے میں راقم نے علم تاریخ کی تعریف میں بھی لکھا ہی کہ مورخ کو اکثر امور دنیوی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ اس کے تفرس کو قوت پیش گوئی کی اوزر یا کج توانائی فال بینی کی حامل ہوتی ہے اور قیاس کو مزاوت کے باعث بھیہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب کی دریافت سے انجام کا حال آغاز حال میں کھد دیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ و کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں اور نتیجہ سنتے ہی سب کو معلوم کر لیتے ہیں چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرائے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جائینگے تو اغلب ہی کہ مال حال کو سننے نال کھد دیو گے۔

غرض اس تعریف کی راستی کی ایک ثبوت یہی ہے کہ مغلی خانوادہ کے اخیر کے بادشاہوں کے حالات سے جب مورخ کو علم ہو و گھٹانے تردد و تفرس صحیح کر گیا کہ ان کا نتیجہ کیا ہوا کیونکہ تمام عالم میں یہی ہوتا ہے کہ بزور شمشیر جو ملک قبضے میں آتا ہے اور تیر میر مقول سے پہلے وہاں عمل ہوتا ہے وہ تب ہی تک تابع دار یا باجگزار رہتا ہے جب تک تلوار کے دہنی اور عقل کے غنی فرائد ہوئے ہیں اور اسکی نظیریں سی تاریخ میں اتنی ہیں کہ کسی کا بیان خاص بیان پر ضرور نہیں غرض بادشاہوں کے خانوادے اچھے لوگوں سے شروع ہوتے اور برون کی پوچ حرکتوں سے تمام کیے جاتے ہیں اور رنگ کے گہرانے کی بنیاد جس شخص سے ہوئی طبیعت اسکی اسی خمیر کی تھی جیسی باغی سلطنت کی ہمیشہ ہوتی ہے بلکہ طبیعت ہانگ و کی جس نے ملک کو مغلوں کی اطاعت سے نجات بخشی اور خاکی ریاست چین لی قریب قریب بقاء خان کی طبیعت کے سنی ہ ایک غریب دور کا بٹا بھیہ شخص تھا اور چونکہ خلقت کا نازک اور ضعیف النیان نکلا ہے اسکا پیشہ باربر واری کا اختیار نہ کر سکا اس سبب سے بعد میں لامانوں کی خدمت گزاری میں نوکر نہ ہا اور چونکہ اس کی عمر تک اون لوگوں کے ساتھ رہا لیکن چونکہ اسکی طبیعت اور ڈہنگ کی تھی اون لوگوں کی کاہلی اور بد فعلی سے گہرا ایا اور وہاں سے نکل کر سپاہیوں میں نام لکھوایا اور باوجودیکہ ہاتھ پاؤں کا ضعیف تھا لیکن دل کا ایسا مضبوط بٹہرا کہ چند دنوں سے کھلا اس سے میں ایک سردار عالی وقار کی بیٹی سے شادی ہوئی اور

ایک بات سے ظاہر ہے کہ دنیا کے عیب اوسے گہرین پائے جانے لگے جہاں قبل خان کے وقت میں تمام نیکیاں تھیں اور جیسی جزا اوس کے سبب ملی تھی کہ ختا کے اتلے ملک کا تخت چھوڑ کر کو جمل ہو اویسی ہی سزا اوس خاندان کے بد کرداروں کی ہوئی کہ سوا تخت چھن جانے کے مغل سب دوسری اقوام تار میں ہی ذلیل و خوار ہو گئے آخر کو تو گات مورخان فقہ و ختا نے بجز ملک کو چھوڑ کر صحرائ میں پناہ لینے کے کوئی صوت نہ کیھی اور اس طرح سے مغلوں کی حکمرانی ختامین سنہ ۱۳۶۸ میں تمام ہوئی اور اصلی ختائی کے ہاتھ سند شاہنشاہی پیرائی انگریز آفتاب زاکا کی سلطنت چین کو آفتاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے چنانچہ چنگیز کے قبل قوم مغل پر تو و خوار کی اندھیری غالب تھی بعد اوس کے فتح کی سپر زین کو مانند آفتاب صہم کے چنگیز نے اوس تاریکی سے نکالا اور حسب طبع آدم روز سے تاریکی دور ہوتی ہے اوس سپر کی بنود اوس قوم کی خوار کی ضلالت معدوم ہو گئی تب جیسا کہ آفتاب چہون جیون بعد طلوع کے وسط النہار کی طرف جاتا ہے تیون تیون تابندگی اوسکی بڑھتی ہے اور اوس مقام پر ساری جلالت اپنی دکھا کر رفتہ رفتہ اوس میں تنزل واقع ہوتا ہے اور آخر کو غروب ہونے سے سابق کی اندھیری کا سیاہ پردہ پہنچ جاتا ہے اوس طرح چنگیز خان کے وقت سے قبل خان تک کو ہر لمحہ ترقی رہی اور شاہنشاہی کی بزرگی اسے حد کو پہنچائی گویا قبل خان آفتاب نیم روز خاندان آفتاب زاکا تھا اور اوس کے بعد سے جو تنزل شروع ہوا تو ہر بادشاہ میں زیادہ تر کمی پائی گئی آخر کار تو گات مورخان کے ساتھ ذلت و ضلالت و انگیر حال ہوئی اور مغل کی دولت کا آفتاب غروب ہو گیا۔

ستر مہوان باب
ینگ کے گہرانے کے بیان میں

اوسوقت وقوع میں نہ آئی کہ اس عرصے میں فقہور نے دنیا سے رحلت کی پس سنہ ۱۳۳۲ میں اسکا
 بیٹا الین جی پان خان جو اوس وقت ساتھ برس کا تھا تخت پر بیٹھا اور نیابت سلطنت کا عہدہ
 اوسکے مان کے سپرد ہوا لیکن برسوں میں وہ لڑکا مر گیا اور توپان تیمور خان ایک شانہزادہ قائم
 مقام ہوا اور ایسا مجبور اور کاہل اور بزدل اور عیاش نکلا کہ بلوے پر بلا ہوا اور اوسکو سو گزند پہنچی
 کچھ خیال نہ تھا اور سپہ جب محظ ہوا اور عایا کو ایسی فاقہ کشی ہونے لگی کہ آدمی کا گوشت آدمی
 نے لگتا ہی اس سخت سخت پاجی کو مطلق تر دہنوا آخر کو جب تمام خامن عام کا مخفون ملز
 دم اٹکا ایسی بے نادت ہوئی کہ ساری رعیت دفعہ بگڑ گئی اور خود مغل کے سردار ب آپس میں لڑنے لگے
 اور دوسری قومیں تاتار کی باغی ہو گئیں غرض زوال سلطنت مغلیہ کے آثار زمین اور آسمان پر پیر
 ہونے اور محظ پر محظ زار نے پر زلزلہ اور انواع طرح کی دوسری علامتیں نمودار ہوئیں جو اگرچہ اوسہو
 سے وقوع میں آئیں لیکن عوام الناس نے اوسے غضب الہی قرار دیا مملکت میں بھید ہل چل اور علی
 دیکھ کر ایمانی ڈکیتوں نے دس ہزار ہار تیار کیے اور تاجروں کو ایسا تو مارا کہ سوداگری
 بند ہو گئی اور ہر جگہ کی آمدنی و رفتی موقوف ہو گئی اور علی ہذا القیاس خشکی میں بھی لوٹروں
 سب کو تنگ کیا انفرض چاروں طرف سب بھید ہونے لگا ایک ختائی سردار نے لوئے بے نادت
 بلند کیا اور چونکہ بہادر اور مدبر و نیک طوار تھا لاکھوں ختاہوں نے اوسکا ساتھ کیا اور ایک صوبہ
 بعد دوسرا اوسے مغلوں سے چین لیا یہاں تک کہ دار الخلافہ پر چڑھ آیا اور مغلی لشکر کو ہر دفعہ
 شکست دی تیسری دفعہ کو ہوش نہ آیا اور جو حال بدکاریوں کا تھا برابر رہا اور کس کس طرح کی
 بد اطواریاں مغلوں میں پائی جاتی تھیں اوسی اشتہار سے ظاہر ہیں جو سردار ختائی نے
 چنپو اگر ہر جگہ بھیج دیا اوسکا ایک مضمون یہ ہے کہ تیمور خان کے وقت سے خاقان کے
 اقرباؤں میں یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ بھائیوں نے ایک دوسرے کو تخت کے لیے
 نہ ہر دلوایا اور بیٹوں نے باپ کی جڑوں پر ہاتھ ڈالا اور لڑکا جو لایا یہاں تک کہ حسن
 لڑکے میں نصف باپ اور نصف بیٹے کے جنواسے میں انفرض اسی

نامور ہوا اور غالب ہی کہ اگر زیادہ جیتا تو بڑے بڑے کام کر نام لیکن میرے
 برس کسی موزی کے ہاتھ سے بلکہ کہتے ہیں اوسی کے اشارے سے جو بعد اسکے
 قائم مقام ہوا مارا گیا چونکہ فقور لاولد مرالسین تیمور خان پوتا قبل خان کا تخت نشین ہوا
 اور اس کے عہد میں کوئی بات قابل ذکر کے نہیں ہوئی سوائے اسکے کہ بودہ
 کے مرید و خادم تبت سے اتنے آئے اور سب کا مال جس جس
 کے ایسا بے حلق ہو کر کھانے لگے کہ آخر کو لوگ تنگ آئے اور تمام رعایا نے متفق ہو کر فقور
 کو درخواست دی اور چاہا کہ اون بلاؤں کو منع ہووے کہ اپنے ملک سے نہ بھگلیں اور خاتون کا سر
 کھانے نہ آویں حسن اتفاق سے اسی عرصے میں قحط اور وبا اور زمین لرزہ بہت ہوا اور لوگوں نے
 لامائون کی بدذاتیوں کو باعث ٹھہرایا اور فقور ایسا ڈرا کہ باوجودیکہ اون لوگوں کو بہت مانا تھا لیکن
 سب ہون کو نکال دیا اور عود کر نکو منع کیا سنہ ۱۳۲۸ھ سیاحی میں شہنشاہ نے انتقال کیا اور چونکہ نون
 بیٹے جوان تھے لوگ سمجھے کہ تخت کے باب میں قصہ ہو گیا لیکن جو پاطوطی مارخان باوجودیکہ صاحب
 قوت تھا اگر چاہتا تو سندھ چین لیتا غرض ٹے بہانی کا ہی او سے بچھا اور اوسی کو باپ کا مقام
 کیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جس وزوہ بیٹا شب کو صین جلسے کے وقت دفعۃً مر گیا اور اہل دنیا نے
 اوس کا خون بھائی کے سر چڑھایا اور یہ خیال نہ کیا کہ جب خود طوطی مارخان نے تاج بخشی کی کیا
 ضرورت اوس کو نہ ہرنے کی تھی لیکن یہی حال عوام الناس کا ہمیشہ ہی اور نے تحقیق کیے اور سمجھے
 بدی کا گمان کرنا اور جو کچھ منہ میں آتا ہی سے تامل کھہ بیٹھا اونکا شیوا ہی افسہ اوسکا چوٹا
 بھائی گدی پر بیٹھا اور لا مار کو کے مذہب کا ایسا دگدار ہوا کہ اوسکے خادموں کے سردار کو
 اپنا اوستا دینایا اور تمام امرا اور علماء سے اوسکی تعلیم کروائی اور اوسکے ساتھ عبادت میں ہمیشہ
 ایسا مشغول رہا کہ اموات سلطنت کا انتظام ایک اور شاہزادہ یں ٹی مار کے حوالے کرنے پڑا
 تاکہ پوسے کی فرستے اور اوس موزی نے رعایا کو ایسا ستایا کہ رفتہ رفتہ بلوے کا سامان بند ہوا
 اور کسی صوبوں میں خاتون نے تماماریوں سے مقابلہ بھی کیا غرض کوئی بات اور طرہ کی

شعر نے اوسکی میں بین قصیدے لکھے اور فقور نے یہ خبر سن کر نزار پر تحف میں اوس نیک بحث کی خاکستر کو گڑایا اور سرکار کی طرف سے لوہان ہمیشہ جلا گیا اور ہول کی کرہی بازو میں چڑھانے کا حکم دیا گیا بڑا نیک ملک کا بادشاہ شہشاہ کے پاس نذر دینے کو جب آیا فقور بہت علی سے پیش آیا ستمہ بنو اسچی میں تیمور خان فقور زمین و خاقان تاتار نے انتقال کیا اور عدالت اور شجاعت اور عیا پور وری و قدر دانی میں پیر و اپنے دادا کا ایسا ہوا کہ اسکے انتقال سے خلدی عالم کو صدمہ پہنچا چونکہ کوئی بیٹا ہوکا نہ تھا اسکا بیٹا کا بیٹا شان خان تخت پر بیٹا اور عیا پور وری ہوا اور جو دیکھ شراب و کباب زندیوں کا بڑا شائق تھا سنہ ۱۲۱۱ میں یہ مر گیا اور اسکا بیٹا جن سنگ یعنی ابھی ایتھو خان قائم مقام ہوا یہ بڑا قدر دان حکیم گنگ فوری کی حکمت کا تھا اور اوسکے مریدوں کو مرتبہ عالی کو پہنچایا اور اپنی قوم کی تربیت کے لیے اوسکی تصنیفوں کو ترجمہ کروایا اور جب تک جیاملا اور شعر کا بڑا قدر دان ہا اور اپنی مملکت میں ہر جگہ مدرسہ خرابی تعلیم کے لیے بنوایا اور تاکہ خدائی اور تاتار و دونوں قوم راضی رہیں اور جگہ جانب کسی کا مکر میں فقور نے یہ قانون نکالا جو اوس وقت سے اب تک جاری ہی کہ کچھ نریتا تاتار اور کچھ خدائی پنجین یعنی مرتبہ وزرات میں و ونون کو شریک کیا اور عادل ایسا تھا کہ اپنے دوستوں و دشمنوں کو اٹھانے کے وقت ایک نظر سے دیکھتا اور برابر سزا اور جزا دیتا تھا اور جو اس مدبر می اور بند و بست کے لوٹروں نے آکر ستایا اور ایک دفعہ کی نقل ہی کہ کسی گاؤں میں اوسکا طائفہ لوٹنے کو گیا اور ایک گھر میں جو گھسے تو ایک بوڑھا اور اس کے بیٹے کو وہاں پایا جو نہیں اون بد کرداروں نے قصد اوس بیچاری کے سر کاٹنے کا کیا بیٹے نے اپنے کو در میان ڈال دیا اور مان پر جو زخم چنے والا تھا خود لیا اس حرکت سے وہ چوٹے بھی ایسے خوش ہوئے کہ مال و زر و ونون کو دیکھے چلا اور فقور نے اوس کے نام کی ایک بڑا دکار کے لیے بوائی اور عمدہ معقول سے سرفراز کیا۔ سنہ ۱۳۱۰ میں اس شہنشاہ عالیجاہ عالم کے خیر خواہ نے انتقال کیا اور اسکا بیٹا چوٹے بن جسکو خدائی مورخ گنگ سنگ کہتے ہیں سند پرایا اور خدائیوں کے اکثر رسوم اختیار کرنے سے نوازا

ہوئی اور وہی لوگ جیسے وحشی تھے کہ حروف تہجی تک اون میں نہ تھے اور بچہ گویا کی طرح
 مطلب کے لیے اونکی زبان میں تحریر نہیں تھی چنانچہ قبل خان کے حکم اور دوسے باب تخت
 علمائے ایساہ سخنی زبان کے حروف کا کیا اون میں بڑی بڑی درویش اور حکیم ہونے اور اگر
 کوئی امر اس کے بزرگ ہونے کے دعوے کے لیے کافی نہ تھا تو فقط موجود حروف زبان میں
 مابین تھا کیونکہ حبا تفاق آراء ارباب فضیلت اور اصحاب تاریخ کا اس باب میں یہی کہ وہ شخص
 جسے تحریر کی ایسا دکھ اور صوت کو شکل مجسم دی یعنی لکھس حروف پندیا وہ قابل پرستش کے تھا
 نہ تھا تو بیشک مرتبہ ولایت کے قابل وہ شخص ہی کہ جس نے اپنی قوم کے الفاظ مخرجی کے ہوائی
 بود کو مجسم محسوس یا قبل خان اپنے پوتے تیمور خان یعنی ولی عہد مرحوم کے بیٹے کو جانشین مقرر
 کر گیا تھا لیکن اس کے بیٹوں نے قصد اسکو ٹھوم رکھنے کا کیا آخر کو منغلی سپہ سالار بابیان خان
 ملواریان سے نکال دربار میں جا کھڑا ہوا اور جب تک بہون ولی عہد کے بیٹے تیمور خان کو تخت
 دینے کا اقرار نہ کیا اپنی جگہ سے وہ بیٹا اور جب تیمور خان جلوس کر چکا اسوقت سردار نے تلوار
 کو چپان میں کیا باوجود اس عداوت کے جو چچون نے کی تھی تیمور خان نے معافی نامہ دینے و شہنشاہ
 کی حرکت ناشائستہ کا جاری کیا اور ایم ماضی کی یاد کو دل سے بھلا دیا اس کے عہد میں ایک دفعہ شہر
 ایسی ہوئی کہ فضل جل گئی لیکن مغفور نے غلہ اپنے سرکار کے انبار خانوں سے جو قبل خان کے
 جمع کیے ہوئے تھے رعایا اور غریبا کو کھلا دیا بعد اسکے لوٹیروں نے بہت عاجز کیا اور بعض
 بعض جگہ شہر کے شہر کو لوٹ لیا اور ایک دفعہ سیطرح سے ہانگ جو کے شہر کو تاخت و تاراج کیا
 اور وہاں کے حاکم کو مار ڈالا غرض اسی سانحہ کی ایک نقل ہی کہ چوٹوں کے سردار نے اسی
 حاکم کی بیوہ پر عاشق ہو کر پیغام نکاح کا دیا تا اس عورت نے کھا کہ اگر میرے خاوند مقتول کی لاش
 جلانے دے تو میں اس امر کو قبول کرونگی اس ڈاکو نے خوشی خوشی اجازت دی اور اپنی شاہی
 کی تیاری کی غرض وہ نیک بخت اپنے شوہر کی لاش لکڑیوں پر رکھوا اور خود آگ لگا کے اس کو
 آگ میں کود ڈیڑی کہ جل گئی بقصد سارے عالم کو یہ نیک بختی اور شوہر پرستی ایسی پسند آئی کہ

وقوع میں آتین غرض بہتری خلافت ترقی علم اور قدر دانی علما اور ساخت انصار اور عمارت و
 استفادہ عام اور آرائش ملک وغیرہ میں نہ تن پروری میں یہ زور صرف ہوتا تھا چنانچہ سرکار کی
 طرف سے غلوں کے جمع رکھنے اور رعایا میں غلطی کے وقت مسمت کرنے کا دستور جبکا اکثر ذکر اعلیٰ
 اول میں آیا ہی قبل خان سے شروع ہی اور چوتھے عیب یعنی دور و دراز ملکوں کی فتح کی آرزو میں
 افواج کثیر کا نقصان کروانا اور اسکی نسبت میں اتنا ہی کتنا کافی ہی کہ نطفے کی تاثیر کو بڑا دخل ہی دیکھا
 چاہیے کہ پوتا اور بیٹا کن دشمنوں کا وہ تھا بلکہ اگر سفت اقلیم کے فتح کرنے کی آرزو اور قصد اس میں پایا
 نہیں جاتا تو عجب ہوتا اور ایسا ہونہیں سکتا کہ اسی ایک عیب کے رہنے سے مرد کا دل اسکو کہیں
 کیونکہ اس رنج کے لیے بجز قدم قناعت لیے خرم ملک گیری کے اور بابتین اوس میں موجود
 تین اگرچہ محبت و تقریر کے بنا ہونے کے لیے یہ کھا جاسکتا ہی کہ اس قدر صاحب راہ صرف
 اسی واسطے تھا کہ غیر ملکوں کے رعایا یعنی غلوں کی زیادہ تر بہتری اور اسکی حکمرانی سے ہو
 چنانچہ صد ہا نظیرین ہیں کہ اقدام مغتوہ کو اپنے ہم قوم و ہم وطن حاکم کے وقت میں اس قدر آرام
 کبھی حاصل نہ تھا جو قبل خان کی تابعداری میں ملا لیکن یہی بات بناوٹ کی ہی کیونکہ صلی علیہ
 او علیہ السلام کی آرزو ہی تسخیر عالم تھی اور بعد اوس مطلب کے برآر ہونے کے بہتری رعایا اور پرورش
 درجہ ثانی میں اوسے طوطی جیسا کہ اپنی رصیتوں میں وہ قوم داخل ہوتی تھی اگر حکمت کی آنکھ سے
 دیکھیے تو یہی ایک عیب قبل خان میں تھا لیکن یہی کتنا چاہیے کہ مثل سب اوجہ سب
 تھے اور یہی امر اذکی انت میں بہترین صفات سے تھا بلکہ بعض بعض دفعہ اگر اسکا وجہ قبل
 کے مزاج میں نہ پایا جاتا تو وہ اس میں ہی کہتے کہ ابلہ بادشاہ اگر کر کے بیچ میں آگیا ہی اس نام
 سے تخت چہن لو اور قیاس ہی چاہتا ہی کہ وہ سب اگر اسکو محض حکیم طبیعت پاتے
 تو باغی ہو جاتے الغرض اقم نے صفات اور عیوب جو تھے سب کو بیان کیا ہی آگے ارباب
 انصاف جو داد کہ لائق اوسکے حال کے سمجھیں ارشاد فرماوین لیکن ستم میں تو کچھ شک نہیں
 میں آدمیت اور فضیلت بلکہ نیرگی قبل خان کی ذات حمید و صفات سے

وہندوونکی تجویز ہو۔ بعض خدائی مورخ کہتے ہیں کہ قبلان خان مستعجب ایسا تھا کہ بجز مذہب لائے نہ
 کے دوسرے کو محض باطن جانتا اور زن مریدی اور زریستی اور عشق بازی اوس میں حد سے پاؤ
 ہتی اور دوردور از ملکوں کے فتح کرنے کی ایسی آرزو اوسکو ہتی کہ لاکھوں فوج اوسکی خبرائے جاپان
 یورش کرنے میں نقصان ہوئی۔ انصاف سے دیکھا جاسیے کہ ان ارا مومن میں امتحان کس قدر اوزناوٹ
 کس قدر ہی اور تعصب کے باب میں جو وہ مورخ کہتے ہیں تو اسی قد پر ہی کہ لائے مذہب کو بہتر جانتا تھا
 اور یہ کچھ عیب اوسکے لیے نہیں تھا کیونکہ ہر شخص اپنے طریقہ ایمان کے باب میں مختار ہی اور چونکہ اس
 امر کی درستی یا نادرستی کی تجویز خدایتعالیٰ سے متعلق کسی شخص کو کسی مذہب میں ایمان لانے کے سبب
 نہ کہنا حق ہی سوائے اسکے آدمی کی جلی ہی کہ کسی نہ کسی شی پر ایمان لاوے کیونکہ آج تک دیکھنے
 میں نہیں آیا ہی کہ کسی قوم کے تمام یا اکثر شخصوں کو کسی شی سے اعتقاد نہو پس جبکہ ضروریات سے
 ہی کہ ایک نہ ایک طریقہ ایمان ہر گروہ میں واج پاوے اور یہی ہی نہایت واجب ہی کہ اوس گروہ
 کے سردار کا جو عقیدہ ہی وہ بہ سبب اوسکی سرگرمی کے ایسا مشہور ہووے کہ کسی کو اس باب میں شبہ و
 پس قبلان خان نے جو طریق اختیار کیا اور نہایت مستقل اوس میں باتوں ضابطہ بادشاہی کے خلاف
 اوس نے نہیں کیا اور زن مریدی جو اوسکے رشک سے یہ لوگ کہتے ہیں تو بجز اسکے کہ بگیم سے شو اکرا
 تھا اور اوسکی عقل و حسن کا عاشق تھا دوسری کوئی بات اس طرح کی نہیں پائی جاتی ہی اور اگر کسی
 بی بی کی باتیں سنی زن مریدی ہی تو ارقم تمام دوستوں اور خصوص اپنے لیے یہ دعا کرتا ہی کہ خدا
 عالم ایسی ہی جوڑ اوہنیں اور ہمیں نہتے کہ ہم لوگ ہی مثل قبلان خان کے حاجت اوس سے شورش کی
 رکھیں اور سہ طرح سے فائدہ اوٹھاوین مثیر اعیب زریستی کا جو اوسکے ذمے کرتے ہیں اسکا
 جواب صاف ہی ہی کہ زریستوں میں کہی عالی ہمتی نہیں پائی گئی ہی اور اگرچہ درست ہی کہ
 تحصیلداروں کو حکم تھا کہ ان عایا کے ساتھ جو خزانے کی ادا میں غفلت یا گرائی کرین سختی سے
 پیش آوین اور ان زیروں سے خوش رہتا تھا جو بہتر تدبیر میں محاصل اور آمدنی کے زیادہ کرنے
 میں کرتے تھے لیکن یہ باتیں معیوب تب ہی ہوتیں جب صرف امانت کرنے اور گنج جمع کرنے کے لئے

ایسا ہی پیش آوے گا کہ جیسے ہو کہ ہماری اہل کھانا تھوڑے دوسرے پیش آوے اگر خدا انھوں سے ایسا دل
 دیکھتا تو ان کے نصیب میں بھی ہو دیکھتے تھے کہ خاقان سنان میں ستر اوز پر رکن کے دیر تک خاموش
 رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ ہر طرح کی عزت اور آرام سے ختا کے شاہنشاہ کو نظر بند رکھا جاوے
 اور ایسی فی فی کے سوا بیادنی شور و غل نہ کیا نہایت تہاد اور سپاہی نے بدل ایسا تھا کہ لوگوں نے
 اس سے سہوت ٹھہرایا اور چھپنے میں جب کسی شخص نے اس کو پیش بھا جاوہر دکھلایا اور اس کا
 مول پوچھا ولی عہد نے جواب دیا کہ آرائش تن کے لیے تو بیحد و مری کی قیمتوں میں بھی جنگاہی
 لیکن اگر اس کی فروخت سے دو چار ہزار غراب پرورش پاوین تو البتہ پیش بہا ہی اس کا نام جن کن
 خان تھا اور اس کے باپ کے اوستا دیا پوچھنے اس کو حکمت علی اور تاج اور گنگ فوزی کی تصفیون
 میں ایسی تعلیم دی کہ اس کی نیک خلعت کو دو ناجلوہ ہوا اور پینتالیس برس کی عمر میں جو اس سے انتقال
 کیا ساک عالم کو صد مہ جو اکیونکہ ایک عیب ہی اس میں نہ تھا اور پا پوچھنے اس کے باب میں یہی
 کھا تھا کہ قبل خان کی نیکی کو کچھ تباہ اس کے بیٹے کی نیکی کے مقابلے میں نہ تھا الغرض قول شاعر
 کلاچ ہی عہد اغیش دوران دکھاتا نہیں اور تمام عمر ہر طرح کے آرام میں گوشتی خاتون اور ولی عہد
 نے پی در پی تھوڑے عرصے میں جو انتقال کیا مغفور کو ایسا رنج و فون کے لیے ہوا کہ کہتے ہیں کہ
 پہر کسی نے قبل خان کو منہ سے نہ دیکھا اور جب تک دم رہا غم رہا اور چند سال کے بعد سنہ ۱۲۹۴
 سبھی میں وہ بھی گذر گیا اس مختصر بیان سے ظاہر ہے کہ راقم نے کچھ مبالغہ نہیں کیا جب یہ لکھا کہ
 ربوبی زمین پر قبل خان کا سا کوئی پادشاہ آج تک پیدا نہیں ہوا کیونکہ عالم زبردست ارباب سخن ہر
 اور تک خاتون کا قدر ان بہادر بنے بدل در بے مثل حکیم منش عالی طبعیت کریم و رحیم تھا اور اس کی
 تمام مغفون کو ایک لفظ میں اگر لکھا جاوے تو وہ لفظ نہیں ہی کہ خیر خواہ خلق تھا چنانچہ خود اہل خاقانہ
 عالم اس کو کہتے تھے اگرچہ خاتون کا نامہ نفس اپنی قوم کو نیک اور سببہ صفت موصوف جان
 اور عزیزوں کو محض حقیر سمجھنے میں مشغول ہی اور اسی جہت سے کئی عیب انہوں نے قبل خان
 دے کر کیا ہی اور ہم ہی ان عیبوں کی طرف ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ تاریخ نویسی کے ادب کے موافق عیب

خیر خواہی جو اوسنے کی تھی مشہور تھی قبل خان نے فرمایا کہ اسی مرد نیک حصال و نمک حلال میرا
نوکر ہی کر اور جیسے اپنے پرانے خاوند کی رفاقت تو نے کی ہے ویسے ہی میری کر اوس نے جواب
دیا کہ میں سنگ کے خاوند کا پورا پروردہ ہوں اور جب و نر ہے میرا جیانا نمک حرامی ہی اور نوکر کی کر کے
مجھ سے بہتر بہت ملنے کے بلکہ مجھے مار ڈالنا صلاح ہی اس لیے کہ کبھی اپنے خاوند کے دشمن کا میں
خیر خواہ نہ ہو گا بھیہ سنگر قبل خان نہایت مظلوم ہوا اور چاہا کہ اوس کو سزا فرما کرے لیکن وزیروں نے
اوس کے خلاف شہنشاہ کو ایسا سمجھایا اور زمین و آسمان اس قدر جھنجکایا اور وہ خالی ہی اپنے مرے
لیے ایسا منصوبہ کیا کہ آخر قبل خان نے آئندہ ہو کر فرمایا اگر مرنے ہی چاہتا ہی جس طرح سہولت تھی
موت میں نظر آوے اور پسندیدہ ہوا اپنے خاوند پر سے تصدق ہو جا اعرض اس طرح بعض خانیوں
کی طبیعت جو اوسنے دیکھی حفاظت اوسے لایہ ہوئی اور اس قدر ہر چو کی اوس سے سب سے مستقر کیا
گیا مملکت خطا اور اطراف و جانب کے تمام ملک اور اقوام پر جب غفور غالب آیا آخر کو برائی
طرف لشکر بھیجا اور بعد بہت خونریزی کے اوس پر ظفر باریا ہوا اور بعد اوس کے قریب تھا کہ
بنگالہ پر یورش کرے لیکن لی لی کے منع کرنے سے باز رہا غرض جاپان اور سیام سے خراج لیا ایسا
خوش نصیب شخص شاید دنیا میں کوئی پیدا نہ ہو کہ کوئی نہ کہ ملک گیری اور جاہ و شہرت اور تمام عالم
کی محبت کا بھیہ حال تھا جس کا ایک منہ مؤلف نے بیان کیا اور خانگی امور کا بھیہ طور تھا کہ لی لی
ایسی نیکی اور عاقلہ تھی کہ قبل خان کے سے شخص کو اوس سے شورا کر نیکی حاجت ہوتی تھی اور
کوئی مهم درپیش ہوئی یا نیا قانون اجرا کرنے کا قصد اوسنے کیا وزیروں کی صلاح کے علاوہ
خانوں کا مشورہ ضرور تھا اور میان لی لی میں پہلے رد و کہ مولیتا تھا تباہ مرنگین میں حکم ناطق دیا جاتا
تھا اور اوسکی عقلندی کی بھیلک بڑی دلیل ہی کہ جب سنگ کے گہرائی کا وہ غفور گرفتار ہو کر آیا قبل خان
نے خوشی سے پھول کزنی لی کو آگاہ کیا خانوں نے سن کر آہ بہ کر یہ کہا کہ اسی تھا آن بھیہ مقام خمشی
کانین بلکہ رنج کا ہی کیونکہ جب تجربے میں ہی آیا ہی کہ انقلاب و زکا سب سلطنتوں کے لیے لازم
ہی تو یہی وزیر و مال و خرابی کا تہارے گہر کے لیے ہی آسکتا ہی پس ان بچاروں کے ساتھ

مائیک چین اور امین کی فتح کو روانہ کی گئی لیکن منزل مقصود کے قریب ایسی آندھری آئی کہ نصف بحر منور
 ہو گئی اور باقی چوبی اہل جاپان نے گھیر کر تیس ہزار غولوں کو مار ڈالا اور ستر ہزار خنائی اور اہل کوٹیا
 کو قید کر لیا اور آپس میں پرچوں کا شکر گیا اور کوسل کے بھانے بے دھوکا دیکے اہل جاپان نے شیخون مارا
 باجراؤں سے قتل خان کو بڑا غم ہوا لیکن اوسنے لوگوں کو بھی جواب دیا جب اونہوں نے افسوس
 کیا کہ اس طرح کا حادثہ کبھی کبھی اگر واقع نہ ہوے اور ہمیشہ سرسبز رہے تو بادشاہوں کو
 انقلاب روزگار کی یاد باقی نہ رہے اور اوسکی فراموشی سلاطین کے حق میں نہایت مضر ہے
 بلکہ ایسی فراموشی ملامت نوال ہی بعد اوسکے قاتان کی فوج پیگو کے ملک پر چڑھ گئی اور کئی
 ژانہوں کے بعد پاسے تخت کو فتح کرنے کے ملک کا ایک صوبہ اوسے قرار دیا۔ ۱۲۸۶ء عیسوی میں
 اکثر ملک کے آجر قتل خان کی عدالت کا شہر ہسکر صوبہ توکین میں جازون پر آئے اور مغفور نے
 حکم دیا کہ اوسے ایسی محبت بڑھائی جاوے کہ بار بار وہ آدین اور تجارت کی سہولت کے لیے قتل خان
 نے منہ رختا کو کمد وایا جسکا بیان راقم نے پہلی جلد میں کیا ہے اور اٹا مینہ بھیہ امرب
 میں ہے۔ اگر کوئی خوبی اس شخص کی نہوتی تو فقط اسکی ساخت کا کافی تھا اس لیے کہ ملک
 شجاع
 فوراً
 بھیہ
 آج کہ
 اوسکی
 اوسکی بات جسے
 جو کہ اسے بار بار
 تھا اور اسے محل کی حفاظت اور ہر وقت کے
 اور اسے ہر وقت کے
 کہ اسے ہر وقت کے

دن کی تدبیر کو متعلق کیا کہ جسکا علم اور تجربہ جبکو زیادہ حاصل تھا چنانچہ پونٹیک جاکنگ اور سی
 خانی فاضل کو اوسے قوانین اور ضوابط کے درست اور بعض کے ایجا کرنے اور تمام املاک کے محار
 و مخارج اور تجارت کی آمدنی اور رفتی کا حساب لکھنے کا حکم دیا اور شیخ جمال الدین ایرانی منسیر
 و ہنیت دان بردست کو تقویم تیار کرنے اور اون علموں کے آلات کے بنانے اور مغلون کو او
 س معامل سے واقف کرانیکا حکم دیا گیا اور فرنگی طبیب نوکر رکھا گیا تا علم ادویات اور دوا سازی
 میں چند نعل تعلیم کیے جاویں اور ایرانی اور عرب اور ماوراء النہر اور گیور کے ملکوں کے برسر
 ملکوں کو جو دربار میں حاضر تھے حکم دیا کہ اپنے ملکوں کی معقول کتابوں کا ترجمہ ختائی زبان میں
 لکھیں مغلون کو پڑھا کر اوسے مضامین سے آگاہ کریں اور بھیہ مجمع فاضلون کا ہاں لکھیں کہلاتا تھا
 اور اب تک بھی ویسی ہی ایک مجمع ختائین اوسے لقب سے موجود ہی اور مملکت کی تاریخ ویسی اوسے
 متعلق اور ثبت بزرگ سے ایک فاضل زبردست بلوا کے رسومات دین وغیرہ کو اوسے متعلق کیا اور
 اپنے استاد یا وچو کے ساتھ شورا کر کے تمام سلطنت کے بڑے شہروں میں مدارس اور کتب خانوں
 میں کتب خانے مقرر کر کے کتب چین ایران عرب و فرنگ کا ترجمہ کی زبان میں کر کے مغلون کے
 لڑکوں کو تعلیم ہانیکا فرمان جاری کیا اور اوس میں قآن نے بھیہ مصنون لکھا کہ اہل خدا اور دوسر
 ملک کے لوگوں کی لیاقت اور شایستگی دیکھ کر مجھے ستم آتی ہی کہ جاری قوم میں بھیہ جہالت اور
 نادانی پائی جاوے پس مناسب ہی کہ ہر شخص اپنے لڑکے کو سرکاری مکتب خاتین بھیجے اور لڑکے
 سکھانے سے چند روز نائل کر کے انسانیت کی راہ بتلاوے اور حسبوقت فقہ و فقاہت و حلالی علما کا
 مجمع کثیر دربار میں فتنہ رفته پیدا ہوا اور سبکو حکم تھا کہ جس امر میں صلاح دنیا مناسب معلوم ہووے
 فوراً اوسکی اطلاع حضور میں کریں چنانچہ جو مین چین کا تمام ملک سر ہوا ایک ختائی فاضل نے درخواست
 دی کہ مناسب ہی کہ بالکل لوک جو جنگ میں پکڑے گئے اور بند نیخانہ میں پڑے ہیں مخلصی یاوین
 اور اوسکی التجا قیدیوں کے لیے سنی گئی علم کی ترقی اور امن کی صورت پیدا ہونے کے لیے
 جب اس طرح سے فقہ نے تدبیر کی حرائر جاپان کو سر کرنے کے لیے جنگی بھرتیاں بھیجی اور فوج ملک

درو فرزند اور نوع انسان پر رحم و کرم سے آون لوگوں کو کچھ علاقہ نہ تھا اور باوجودیکہ نزدکات
 تیموری سے دریافت ہوتا ہی کہ تیمور لنگ بھی ان سب صفوں سے موصوف تھا لیکن ایسے بیان
 کا اعتماد کیا چاہے کیونکہ منہ سے کہنا اور بات ہی اور اوپر عمل کرنا کچھ اور ہی ہی اور تمام تاریخ ہنر
 اور علمی قولہ فی اور خونیازی اور مردم آزاری کا حال ظاہر ہی چنانچہ اسی جلد میں کچھ مذکرہ اسکا بھی
 ہی لیکن قبلا خان میں بجاوری اور بدیری کے ساتھ خلق پروری ہئی اگرچہ شوق ملک ستانی
 اور تسخیر عالم کا اور یہی ہئی لیکن ساتھ ہی اس کے چھ بھی آرزو ہئی کہ اگر دنیا پر حکم جاری ہو
 تو ظلم کا دور اوٹھ جاوے اور خلق اس پر دم دعا گو رہے چونکہ نیت ایسی متی خداوند تعالیٰ کے
 برکت ہی اسکی حکمرانی کو ایسی ہی کہ جتنے دھڑک اسکا فرمان جاری ہوا سکندر کو بھی اس قدر
 نصیب نہوا اور قبلا خان جب خاقان ناماراؤ فرغور خا جو دنیا کے بادشاہوں میں ہر طرح کی مثل
 و نظیر تھا اور بحر شمال و جنوب کی حد سے بحر لاکا تک در بحر مشرق سے مغرب میں تمت و تغیر
 اس کے تابع تھا اور اسکی جو بیان سکراون قوموں نے خود انکر خراج دیا اور اپنے کو داخل عباد اسکا
 میں کیا جو چنگیز خان کو خاطر میں نہ لائے تھے اور ہمیشہ سے سرخورد رہے تھے پس جنگ اور ون کی
 شجاعت زیر نگر اسکی قبلا خان کی عدالت نے نابعدار کیا اور یہ حال اس شخص کا تھا کہ جس کچھ کو
 فوراً وہاں کے خاص و عام کو فرمان بردار کیا اور وہاں کے لوگ اس کے عاشق زار ہو گئے ملامت
 یہ کہ تالیف قلوب کی ترکیب مثل اسکی بجاوری اور سپاہبری کے متی اور دونوں کی نظیر
 آج تک سامنے نہیں آئی کہنے میں آئی ہی اور ان سب صفوں کے ساتھ ایسا خوبصورت تھا کہ ہر
 اسکی صورت دیکھی اس سے پہرہ کی لگ گئی اور شیرن زبان اور عباد و بیان اس قدر تھا کہ
 اسکی بات جسکے گوش زد و اذیت نہ ہونی اسکو تمام عمر بکلامی کی تمنا ہی اس بیان مجمل یہاں کہ لوگ
 گمان مبالغہ کا نہیں لازم ہے کہ تفصیل کے ساتھ بعض امور کا حال لکھا جاوے علاوہ اون
 نقصان کے جو اسکی قدر دانی اور رحم دلی اور دوسری صفوں میں کہے گئے ہیں مگر ایسا ہوتا
 کہ تہہ ہی ہر قوم اور ہر ملک کے علما کو جمع کر کے ہر ایک کے ذہن این

کہ خانوادہ سنگ کا دور اوٹھ گیا خدا کی مرضی یہی ہی کہ قبل خان کو اور کا تخت ملے بعد اس کے
 شہر بلا ہوا اور فقہور گرفتار ہو کر خاقان کے حضور میں بھیجا گیا جیسا کہ باب سابق کی آخرین لکھا ہے
 بلکہ اس مقام کے لائحہ سے معلوم ہوا کہ سنگ کا خانوادہ کس طرح سے ختم ہوا اور قبل خان
 فقہورون کے تخت پر بیٹھا سنہ ۱۲۷۷ میں یہ واقعہ ہوا اور تارخچون میں ایسی ایسی جنگ اور
 اس اس طرح کی بہادری اور شکست حلالی جو کہ خانیوں نے کی جب ان کی سلطنت چہن گئی کم دینے
 میں آتی تھی جلد اول کے انگریزی بیابجے میں اقم نے ثابت کیا ہے کہ قبل خان کے برابر کوئی بادشاہ
 رومی میں پر نہیں ہوا ہے اور چونکہ جو کس سیر قیصر روم قدیم اور سکندر اور فرانسس کا شہنشاہ نمون
 بونا پارٹ سب ہی نامی ہوئے ہیں عامی نے ہر ایک کے افعال کو قبل خان کے افعال کے
 ساتھ تطابق دیکر اہل انصاف کو ادچاہی ہے کہ ان چاروں میں بزرگ کون تھا غرض افسوس اردو
 زبان میں وہ حال لکھا نہیں جاسکتا ہے کیونکہ ان اشارات اور نکات کی تفصیل فرنگ کی تاریخوں
 میں درج ہے اور جس حال میں ہر نکتے کی تفصیل کے لیے بیان مطلوب چاہیے راقم نے اس کو بیان
 لکھنا مناسب نہیں سمجھا انگریزی انون کے لیے وہ حال لکھا ہے اور بیان پر دوسرے انداز کی
 تقریر سے اس کی بزرگیوں کا اظہار کرتا ہے چنگیز خان اور اس کے بیٹے اور ترک کا شہنشاہ تھیل
 حال قیصری قرین درج ہے اور نادر شاہ اور تیمور لنگ اور شاہان ایران پیشداد اور کیان اور ساسانی
 کے خاندان میں سے اور کسے روم سے کوئی شخص قبل خان کے مقابلے میں نہیں ٹھہرا ہے اس لئے
 کہ ان میں جو ب عالی طبیعت اور عادل یا صاحب تدبیر تھے بہادری اور سپاہگری میں کیا
 نہ تھے اور جو تلوار کے دھنی تھے رحم اور تالیف قلوب و عدالت ان کی سرشت نہ تھی چنانچہ چنگیز اور
 تیمور اور تھیل کے احوال سے جو اس تاریخ کے سوا اور دامتون میں بھی ہی اگرچہ ظاہر ہے کہ وہ
 ایسے غازی اور شجاع تھے کہ جہر گئے فتح مثل لونڈی کے تابع آ رہی اور شکست مثل عقاب کے
 کسی دکھائی ندی لیکن درندوں کی طرح فقط خونریزی سے ان کو شوق تھا اور تمام عالم کے
 سر کر نیکاد دعویٰ اور جو جملہ بھی تعاغصن غبار پوری اور خلق کی راحت رسانی اور عابا کے لیے

کر کے کہنے لگا کہ اسوں ہزار فوس کے ایسے قدردان کی نوکری میں نہیں کر سکتا قبل خان نے
 گلے سے لگایا اور بہت سی تعریف کر کے اسے رخصت کیا بعد اس کے بابیان خان کو سپہ سالار
 جمع فوج کار کے قاتل نے پائے تخت پر غفور کی طرف بیجا اور اسے رو دیا گنگ سے عبور کے
 وقت کئی لشکر خانی کو شکست دی اور کئی سرداروں کو چارون طرف سے فوج منزل کے ساتھ ہڑا
 وجواب کے قلعوں کے فتح کرنے کے لیے بیجا اگر غفور کے ورزا اور سپہ سالاروں میں اتفاق
 نہ ہوتا تو مغلوں کو قیام کرنا ختامین مکان سے باہر تھا لیکن صد با خانی سردار اور بابیان خان نے اپنے
 غرض بعض ایسے لشکر کے بھان اعدا اور سیکڑوں نے مقابلہ کر کے جب دیکھا کہ فتح دشوار ہوئی اپنے
 عیال و اطفال کو فوج کر کے خود کشی کی اور بے جولاڑی میں گرفتار ہوئے اور بابیان خان نے
 اونکی بھادری پر آفرین کر کے فوج میں بہت دینے کے لیے بہت بھجایا لیکن انہوں نے نہ مانا
 اور جیتے دم تک مغلوں کی بزرگی کو قبول نہ کیا چنانچہ شہر کوچو فوج کا حاکم جی یو نے ایسی بھادری
 کی کہ مغلوں کو حیرت ہوئی چنانچہ جبروت اسکی فوج پس پا ہوئی اور اسے پکارا کہ اسی ختا تو بھی
 تک حرامی ہی اور کسی نے نہ سنا تو دونوں ہاتھ میں تلوار لیکر خود اپنے مقام پر کھڑا رہا اور
 اگرچہ زخمیوں سے چور تھا لیکن ایک قدم بجز سامنے کے پیچھے نہ ہٹا آخر ش مغلوں چارون طرف سے
 گھیر کر کپڑا اور بابیان خان کے سامنے لے آئے اور اسے جب سمجھ بوجھ کے دیکھا کہ
 بخر مر جانے کے اس خانی کو کچھ خوش نہیں ہی تو کے بیٹے کو بلا کر اسے کھاکو اپنے
 باپ کو بھجایا چنانچہ وہ پانون پر گر کے رویا اور کہنے لگا کہ ہے باپ تیرے مر جانے سے
 یہ کیا حال ہوگا اس نے بیٹے کو گلے سے لگا کے کھاکو توراہ میں جا کے تنہا کر دیا جو کوئی اسے
 شمس نہ بن کہ تھکے کوئی یو کا بیٹا جان کر فاقہ کرنے دیو گیا آخر کو بابیان خان نے اسے مروا ڈالا
 سب سرکشت راہ میں موقع میں آئی کہ جب بابیان خان فوج قہار لیکر اپنی تخت ہلک
 جانا تھا آخر جب جامی مقصود پر پہنچا اور چارون طرف سے شہر کو گھیر لیا غفور کی ان
 نے بہت طرف سے

کے شہر عالی شان کو فتح کیا اور اس مقام پر ایسی خونریزی ہوئی کہ فقہور نے صلح چاہی مگر
 بیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج اس سے قبول کروا کے قتل خان ملک تیار کو گیا اور وہاں پہلے
 تھل کے ساتھ قاتل مقرر ہوا اور تمام خاص عام کو اس امر کی نہایت خوشی ہوئی اور با تو خان
 کی اولاد جو قجاق کے بادشاہ اور ہلاکو کے ارٹکے بالے جو ایران کے بادشاہ تھے اور چغتائی
 کے بیٹے جو مارا ہند کے ملک تھے بہمن نے مڈر بھی بجز اوکے بہائی کے جسکا نام عارض ہو کاتھا
 جو اپنے کو خطاب عالی دے اور فوج جمع کر کے قتل خان سے ٹالیکن مغلوب ہوا سنہ ۶۸۲ھ ہجری
 قتل خان قاتل ہوا اسے تخت پر بیٹھتے ہی چاروں طرف سے علما اور فضلاء کو بلوایا اور چوبہو ہوتے
 سجنی آگے اسکا بیان ہو گیا غرض اسے فقہور کے پاس سفیر بھیجا اور خراج موافق عہد کے طلب کیا
 جب نہ ملا اور لٹچی متیہ کیا گیا بلکہ مارا گیا قتل خان نے دیکھا کہ بجز اپنے جانے اور خٹا کو اس سے
 اس سرے تک فتح کرنے کے دوسرے چار بہمن ہی اسے لشکر کی بیاری کا حکم دیا لیکن آٹھ برس
 کئی باغیوں کو سر کرنے میں گذرے بعد اس کے قیس لاکھ فوج ختاین پریش کرتی ہوئی سو بجات
 سی چو تین اور تہ کو انگ میں آئی اور زبان کے اکثر مقاموں کو فتح کر کے شہر سالک نام کا محضر
 کیا اور بھجان پر ایسی لڑایاں و فوجوں طرف میں ہوئیں اور ختاینوں نے یہ حکمتیں کیں کہ اسے
 بیان کو دہستان مطول چاہے غرض یہی شہ کا فی ہی کہ مغلوں کی جس فتح ہوئی اور قتل خان
 روبرو ختائی پہ سالار گرفتار ہو کر آیا اسے صد ہا تعزیت اسکی جو المزدی اور نیک حلالی کی
 کر کے انعام و اکرام سے نہال کیا اور بڑی خواہش بلکہ عجز سے کہا کہ اسی شخص تو میری نوکری
 کر اسنے گردن جھکا کے کھاتا مل کیا ہی سر کاٹ لیجے مگر آپ میرے خاوند کے دشمن ہیں
 آپ کی نوکری ہرگز کر نہا بہمن بلکہ مناسب مجھ کو مار ڈالنا ہی کیونکہ میں جیسے جی آپ کے مارنے کے
 خیال سے غافل نہ ہوں گا یہ سننے ہی بعض اوجہ نعل نے چاہا کہ اسکو مارے لیکن قتل خان
 نے زیادہ انعام دیکے اور یہ کہ کیکے رخصت کیا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا اب جاگرتے
 محسن مار سکتا ہی تو مار خاقان کا یہ کہنا تھا کہ سنہ ۶۸۲ھ ہجری مار کر روایا اور قتل خان کے

روپیہ کرایہ دیتے تھے وہ شخص روبرو بلا کو خان کے جب گلے میں رسی ڈالے کہرا ہوا تب تمام
 عیب اور سکا فراموش ہو گیا اور گنہگار کیا مظلوم نظر آیا چنانچہ خود بلا کو خان کو اس انقلاب روزگار سے
 ایسی عبرت ہوئی کہ بدیر سنائے میں رہا کہ ایسے شخص کے ساتھ کس طرح سے پیش آیا چاہیے آخر حکم
 قید کرنے کا دیا اور شیروں نے جو صلاح پیچہ دی کہ اسے گسیٹ کر وہاں جگر دینا لازم تھا جان کے
 آدمیوں کو قابل اپنے منہ دیکھنے کے نہیں سمجھتا تھا اور جہاں کہ لوگوں سے تیر کھوسہ دلوایا ویسا ہی
 شگ راہ اور سکی ناک اور منہ کو توڑ دانا مناسب ہی تب بلا کو خان نے مکمل میں اسکو گسیٹ
 اور رسی سے کسولے کے بغلہ دین کو چہ بکوچ گھسیٹوایا اور اسی خرابی سے خلیفہ مستعصم بادشہ کی جان
 گئی اور آل عباس کی پائے میں جس کی بزرگی خاک میں مل گئی چپ بس طور سے خلیفہ مارا گیا اور بلا
 سات ورنہک لٹا بلا کو خان ملک شام کی طرف گیا اور وہاں جو کچھ اوسنے کیا اوسکا حال و فروع
 کے ملاحظہ سے معلوم ہو گیا غرض اسی ایام میں بجز منغولان چین کے کوئی بادشاہ مشرق میں قان
 کے مقابلے میں نہ تھا اور اس لیے کہ اون لوگوں کا بھی ملک بالکل چین جاوے قان آن نے قتل
 کو اشارہ کیا کہ کسی جیلے سے بگڑے صوبہ سی چوئین کو لایا جاوے آخر موقع ملا اور قتل خان لہ قان
 نے صوبہ شنسی کو فتح کیا اور اون دنوں بھائیوں نے مخصوص قتل خان نے مالیت قلوب کی بائیں الہی
 کیں کہ اکثر خدائی خود آ کے اونکے نزدیک اپنے ملکی حاکم کے ظلم سے نیاہ لیتے تھے غرض
 شہر مہرچو واقع صوبہ سی چوئین پر قان آن نے چڑھائی کی اور خدائی سپہ سالار اٹک کینگ نے اسی
 لڑائی کی کہ مثل سب بار ہا حملہ کر کے ہٹ آئے اور پھانگ گہرا لے کہ قان آن کو خود جانا
 اور دلا سنا دینا ضرور میرا آخر کار جب عرصہ گذرنے لگا تو فتح کی صورت نہیں دیکھائی دینی منگو خان
 نے خود حملہ کیا چنانچہ اوسی جنگ میں مارا گیا اس سانحہ کے واقع ہوتے ہی مثل سب ہٹے
 اور خاقان کا جنازہ لیے قتل خان کی طرف گئے اور وقت وہ صوبہ جو کو انک میں تھا اکرا چہ اکی
 کے منصب کا وہی حقدار تھا اور ترکستان کے قورناتانی کے جمع میں اور کیا جانا میرا تھا
 لیکن بے کوئی ٹبری لڑائی فتح کیے اپنے ملک کو خود کرنا مناسب سمجھ کر اوسنے بیجا لگنے

امرا اور وزرا میں موجود تھا وہی اوسکی بربادی کے لیے کیا کم تھا الغرض اگرچہ خلیفہ کی بیان قابل
 اوسی سزا کے تین جو اوس کم محبت کو ملی لیکن اوسکے وزیر محمد الدین مجد الملک علمتی کو تک حراری
 اپنے آقا سے کر لی کسی حال میں لازم نہ تھی اور اوسنے کیا کیا دغا دی اور کس کس طرح سے
 خلیفہ کو طمع دی کر سپاہیوں کو جواب دلوا یا اور تک حلال مزاروں کو دور دورا و پور حیلے
 بھانے سے بھیجا اگر بلا کو خان کو خط لکھ کر بلوایا یا پچھہ آج سے کوچ کر کے بغداد کے دروازے
 پر وہ آیا سوا اسکے جب امرا نے خلیفہ کو کھلا بھیجا کہ حضرت عیش کو چھوڑے اور آنکھ کھول کر
 دیکھیے کہ کیا حال ہو رہا ہی تو اسوقت متحضر سے صلاح حال کو خیال میں نہ لایا اور کہا کہ فوج
 کی کیا حاجت ہی شہر کے لڑکے بالے مارے و تھیلوں کے منگولوں کو بھگا دینے کے بعد سب
 حال چونکہ عزلی اور فارسی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہی راقم نے اس اشارہ سے ناظر
 لکھنا ضرور نہ سمجھا کہ چونکہ یہ تاریخ صرف اس واسطے تصنیف و تالیف کی گئی ہی کہ جو احوال عربی
 اور فارسی زبانوں میں نہیں تحریر ہو یہاں پایا جاوے اور میں نے مغولوں کے محادثہ سے کو
 کدڑے چکے تھے اور اسوقت تک خلیفہ کو بدستور بجز عیش کے کچھ خیال نہ تھا بقول شاعر کے بہرہ رزق تانہ
 رزم گرم بود جب آخر کو وزیر کو دیکھا کہ خلیفہ کی آنکھ کھلی اور اوسکی دغا بازی ظاہر ہو گئی اپنے
 لوگوں اور دوستوں کو لیے ہلا کو خان کے پاس علانیہ چلا گیا اور مغولوں کو ایسی راہ ملی کہ آٹا
 شکر قلعے کے اندر داخل ہو گیا اور خلیفہ کو قمار ہو کر سامنے آیا اور اسوقت کیسا ہی سنگھ لی آدمی ہوتا
 تو اس انقلاب کو کار کو دیکھ کر آہ بھرتا کہ کس مرتبہ کا شخص جسکے دربار میں ادنیٰ سا شخص سلطان تھا
 جسکی دہلیز کے بوسہ دینے کا اشتیاق شہنشاہوں کو رہتا تھا اور مدہا کا شوق دل ہی میں رہ گیا
 اور اوس سیاہ چنل کے پردے کو جو دیوان عام کے باہر دروازے پر لٹا رہتا تھا اوسکا دور سے
 بھی دیکھنا نصیب نہوا اور جسکی سواری کو ایک دفعہ دیکھنے کی ارمان سے
 لوگ صدمہ ہا تو کس سے عید و بقر عید میں آتے تھے اور راستے کی دونوں
 قطاروں کے مکانوں کے ہٹوں میں دم بہر بیٹھے صرف اوسکے جلوں کو دیکھنے کے لیے ہٹ رہا

ایک شخص اس قوم کا زندہ بچھوٹا لیکن چونکہ اس پر ستم پورے سنہ ۹۴۷ ہجری میں بہت سے لوگوں کو مروا ڈالا جو مذہبی کے لقب سے مشہور تھے اور عادات و فاسے مارنے اور اپنے انام کے تابعدار اوسنے طرح سے ہونے کے اور یمن تین ماس حبت سی غالب ہی کہ اوسی فرسے کے بچے بچا سنے دو چار جو رہ گئے مورت ان بد نہادوں کے تھے بعد اسکے روز قیام اون بد یونکا جو اکثر خلفای آل عباس نے کیا تھا شل روز قیامت کے آن پونچا اور ہلا کو خان بغداد کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہی غرض راقم کو حیرت اس اقبال پر ہی کہ جسے قبل اس ایام کے بوم زوال کو قصر خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تھا کیونکہ دوسری باتوں کو جانے دیجیے اگر اونا کا ظلم صرف بنی فاطمہ کے اوپر خیال کیا جاوے تو تعجب ہی ہی اہل اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل کو کیونکر مہر کے لیے زندہ چھوڑا تھا سو اس کے دولت کے زوال کے لیے کئی باتیں مخصوص ہیں یعنی ظلم اور غرور اور عیش اور طمع اور نفاق اور ان پانچوں میں سے خانہ خزانہ کے لیے ایک کافی ہی غرض خلیفوں میں خصوصاً ہشتم ائمہ کی اہل بیت میں بھی صفین نام موجود تین اور اسی تعجب کو اس قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ ہر خلیفہ کا ظلم ایسا تھا کہ سجد اور بے رحمیوں کے ہزار باب بنی فاطمہ کو دیواروں میں اوس نے چنوا دیا تھا اور دوسرے غرور ایسا کہ اپنی دہلیز کے تہر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امرا و سلاطین سے بوسہ دلوانا تھا اور عید اور بقرعید میں جب نماز کے لیے گھر سے نکلتا تو آہ ہوتا تھا برفع منہ پر صرف اسی خیال سے ڈانٹا تھا کہ کسی شخص کو قابل کہنے کے نہیں جانتا تھا اور میسری اس کے عیش اور بدستی اور شہوت پرستی تن پروری کے حالات کہنے میں شرم آتی ہی اور اس امر میں کچھ کہنا نہ فائدہ ہی کیونکہ مسلمان عالم کو تاریخ کے روسے سب معلوم ہی اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کھا جاوگا تو جانتا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے تعصب سے کہتا ہی اور جو پتی طمع حضرت کی ایسی تھی کہ تمام فوج کو صرف تنخواہ کے بچانے کے لیے اونہوں نے جواب دیا اور پانچویں بیوٹ اور نفاق جو شیعہ اور سنی کے جھگڑوں کے باعث سے ہر چار طرف

بغداد کے ہارے اور ہر طرح سے مسلمانوں پر تباہی لانے میں متوجہ ہو چنانچہ اوسے عہد کے وفاء
 کرنے کے لیے قائل اپنے بھائی ہلاکو خان کو فوج متار دیکر بغداد کی طرف روانہ کیا غرض بعض ہفت
 بیس ہی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی ہلاکو خان کو بہ سبب عداوت جانی کے جو اس کو خلیفہ ساتھ ہی
 ترغیب دی تھی بہر حال جو ہو لیکن حکم اس کو دیا گیا کہ قبل خلیفہ پر تاخت کرنے کے قوم اسماعیلیہ
 محدین کو ہستان کو بیخ و بیتا و غارت کرے ان لوگوں کے طریقہ ایمان میں بعض باتیں قرآن کی او
 کچھ کفر و بت پرستی اور خصوص تناسخ کی ہتھیں لیکن بڑا رکن اونس کے مذہب کا یہ تھا کہ اونکا امام جو
 کہے اس کے بچا لائے جان تک دین نکلیا چاہے حسن بن صباح کے یہ مرید تھے اور مقام روم و بار
 الموت میں پھاڑوں پر قریب کر زون کے اونکی بود و باش تھی اور تار یخون کے خصوص گارستان اور تار یخ
 گزیدہ اور زینت التاریخ سے ظاہر ہے کہ کیسے بڑے لوگ ان محدون کے ہاتھ سے مار گئے ہیں چنانچہ
 نظام الملک وزیر ملک سلجوقی اور ایسا کوئی قلعہ اور حصہ محفوظ نہ تھا جہاں پر اونکا جا پونہا لگن
 تھا اور ایسا کوئی بادشاہ یا سردار نہ تھا جس کے سینے پر اس فریقا آؤں سامریہ اگر اوس لئے بھیجا جاتا تو
 چڑھ نہ بیٹھتا چنانچہ تاریخ گزیدہ سے سلطان بخر کا حال ظاہر ہے ہی اونکا لقب فدوی تھا اور اس میں
 محدون کو حسنی یعنی مرید حسن صباح چونکہ کہتے تھے اور وہاں لوگوں کو دیکھتے تھے اس سبب یہی لفظ
 انکے تشکر ساتھ فرنگ کی اکثر زبانوں میں اوس ملعون کی شان میں استعمال ہوتا ہی جو دغاے کیس کو مارتا
 چنانچہ وہ لفظ اساساً فی الغرض سنہ ۴۸۳ ہجری میں اونکی بنیاد جبل عراق عجمی پر پڑی تھی
 اسکے بہ سبب اونکا بادشاہ شیخ اجمال کے لقب سے ہی مشہور تھا اور ایک سے ستر برس
 کی سلطنت اونکی ہو چکی تھی اور رکن الدین قاہر شاہ اونکا امام تھا جب ہلاکو خان اونکی حصر
 میں جا پونہا اور کئی قلعے اونکے لیکر ایسا تنگ کیا کہ جان کی امان اونہوں نے مانگی او
 چونکہ رکن الدین اپنے لڑکوں کو لیکر ہلاکو خان کے پانوں پر گر پڑا اوس نے رحم کھا کے جان بخشی
 کر کے خاقان کے حضور میں روانہ کیا لیکن ہنگو خان نے حکم دیا کہ اوس فریقے کا ایک شخص
 بچنے نہ پاوے اور اسی کے موافق بارہ ہزار محد مارے گئے اور قیاس اگر چہ یہی چاہتا ہی کہ شاید

کی پسلیوں کو مثل کبیر کی تماش کے کاٹنی آنتوں کو پیچنے لے آئی اور ایک لاش کے اوپر دوسری
چوگری گویا موسیٰ اس طرح سی دونوں میں بٹل گیری کروا کے صلح کروائی ثلث اس بجے کے منگو خان بیٹا تولی
کا قاتل ہوا اور اس نے اپنے بھائی قتل خان کو صوبہ ارکر کے مالک بالکل املاک کا جو جین میں مقبوضہ
مقبوضہ سے مقرر کیا اور چونکہ اس شخص کا حال تفصیل کے ساتھ اوس مقام پر تحریر میں آئیگا کہ جہاں بیان
اوس کے قصہ ہو نیکا درج کیا جاوے گا جہاں پر اسے ہی کہنا کا کافی کہ طوالت کے ایام بردباری اور سنجیدگی اور
رہم دلی اس میں بانی جاتی تھی اور چونکہ اوس کا استاد ایک خانی خاں ایک نیک نصاب اور عالی طبیعت تھا
اوس نے اپنے شاگرد کی جبلی صفوں کو تحصیل علوم اور حکمت عملی اور نصیحتوں سے زیادہ کیا اوس شخص کا نام
پاؤچو تھا اور جب عہد وزارت کا قاتل کے دربار میں اوس کو تھا لیکن خواہن کی بدیوں اور بدیوں
سے مقرر اور عہد سے مستعفی ہو کر اپنے وطن صوبہ ہونان میں اوسے گوشہ اختیار کیا تھا کہ اس نے میں
قتل خان جو صوبہ دار مقرر ہوا اوسے فوراً اپنے استاد کو بلوایا اور اپنا خاص شہر بنایا اور اسی کی
مناوی کے وسیلے اوسے علیا کو اپنے گہروں میں بلوایا جو منلوں کو خوش و جگہ اور بیان میں جا چپے
تھے ولا ساہر و ساہجوں کو دیکھا و ان کی حاجتوں کے موافق نقد و سبس گھر بنا کر اور کشت کاہی
قتل خان نے دیا اور خانی علیا کو طلب کر کے مصاحبت میں مقرر کیا اور امور سلطنت سے فراغت کے بعد
بعد فرصت وقت علوم کے کمپوٹن میں اوس سے مباحثہ کرتا تھا اور اس طرح سچی بہتا تھا یہ حال دیکھ کر اہل
کوشنوں کی حبات اوس پر ہنری اور ملی رچی کے باعث جو نفرت تھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی بلکہ
اکثر جب اپنے قصور و ن کی برائیاں سننے یا دیکھتے تھے یہی چاہتے تھے کہ قتل خان اگر اوس کے تخت کے
تکیہ گزین ہو تو وہ ویسے گاتوں سے بیکار نہ بھلائی اور مغل سب کا کیا کہنا تو عاشق اوس کی ذات
حمیدہ صفات کے تھے ہی تھے سنہ ۱۵۳۵ء میں ہونان شاہ آرسن قاتل کے حضور میں آیا اور فن
مصاحبت میں اسیا طاق تھا اور مجید و خوب صورت اور لطیف طبع ایسا کہ قلیل عرصے میں منگو خان
کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر دیا یہاں تک کہ اوس سے عیسائی مذہب اختیار کروایا اور عہدہ میان
دونوں ہوا اور اس کے شرائط سے ایک شرط یہ تھی کہ قاتل اسلام کیست و نابود کرنے اور غلیفہ

کی طرف مغلوں کو ناچار جانا ہوا۔ اسی صے میں اوکٹائی خان ایک شب کو زیادہ شراب پی کر
جو سویا تو خون نے غلبہ دماغ پر ایسا کیا کہ اوس خواب سے بیدار نہ ہوا اور اسی کتاہی کہ بعضہ شخص بھاؤ
اور عادل و مبراور عالی طبیعت تھا اور اسکے وزیر آلی چوسی نے جسکا حال لکھا جاو گیا اور جو جنگل کا
بھی وزیر اور موجد اون قوانین کا تھا جو مغلوں میں اوس وقت سے آج تک جاری ہی خاقان کو شوق علم
دلوایا اور عالم اور فاضل کا قدردان بنایا تھا چونکہ اپنے پوتے شیرامون کو ولیعہد مقرر کر گیا تھا لی چوسی
چاہا کہ فرمان کے مطابق وہی خاقان مقرر کیا جاو لیکن ٹوڑا کینا خاتون اوکٹائی خان کی بیکم نے ایسی سازشیں
کیں کہ اوس کے بطن کا بیٹا گائی یوک خان کو قاتل کا تختے اور آخرش اوسکا مقصد پورا ہوا اور حبشہ
جمع ہوا جو قورلتائی کہلاتا ہی اور قاتالی کے منصب پر سرفراز ہوئے کے وقت وقوع میں آتا ہی اوس وقت علا
اکابر اور خوانین تاتار کے مسود بیگ فرمان فرمایا ماوراء النہر اور کرستان اور ازغن آغا والی خراسان
اور امرا می عراق اور اوزر بائجان اور تبرستان اور شروان اور شاہ رکن الدین اور شاہ ارمن کا بھائی او
دوبادشاہ کریم خان کے اوزر شاہ بادشاہ حلب کو شیخ فخر الدین قاضی القضاۃ بغداد اور لٹچی خلیفہ اسلام و
ایٹچی خلیفہ عیسائی جسکو روم کا پوپ یا پاپا کہتے ہیں اور جرگہ سلاسل امیر الامرا مملکت روس اور سیکرڈون اور
اور امرا حاضر ہوا اسی ایک نکتے سے قاتل کے دربار کا جاہ جلال دریافت کیا چا چون گائی یوک خان کی تخت نشینی کے
وقت بڑا تحمل ہوا تھا اور اوسکا بیان تیسرے دفتر میں موقع کے ساتھ لکھا جاسکتا ہی یہاں آتا ہی کہنا
ضرور ہی کہ مغرب اور مشرق کے تمام ملکوں کے سفیر حاضر اور اپنے اپنے آقا کی طرف سے نذر دیکر سرفراز ہو
چار برس کے بعد باتو خان کو قاتل نے حضور میں نمک حلائی کی قسم کھلانے کے لیے طلب کیا اور چونکہ دست
جانی دونوں میں ہمیشہ سے تھی باتو خان نے اپنے بھائی کو بھیجا اوسی شب کو شراب کی صحبت میں قاتل نے
باتو خان کی شان میں کچھ ایسا سخت لفظ کھا کہ اوس کے بھائی نے بگڑ کے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا
یہ دیکھتے ہی خاقان ہی طیش میں اٹھا اور جب تک کہ لوگ درمیان میں آوین دونوں میں حل گئی
اور قہر و بار ہی جو بستم کے غصے سے زیادہ طالب خون ہوتا ہی دوچار ہاتھ میں دونوں کو تمام
کیا اور خاقان کی تلوار جو بھین باتو خان کے بھائی کے شانے پر پڑی اور کمر تک تیر گئی اوسکی تلوار خاقان

اوس معرکے کا میان چانچو ایل یونان اور اسفندیار سپر کشا سب ہنشاہ ایران ہوا جب دوسے یونانیوں
 لاکھوں فوج لیکر یورش کی تھی اور تریاپلی کے نام کے پر یونان کے بادشاہ لی آئی داس نے صرف تین سے
 آدمی مقابلہ کیا اور ایک شہدہ اوس لڑائی کا نتیجہ ہی کہ لی آئی داس نے جب تک پرورد کا تو سازی فوج
 ایرانی نے ایک ملین کے بعد دوسری ملین سے حملہ کیا اور صرف اوہین تین سے یونانیوں نے سب کو ہٹا
 اور خود اسفندیار کبھی فوج پر غصہ ہو کبھی دلاسا کبھی سزا کبھی انعام دیکر حملے میں بھیجتا تھا لیکن لاش کا
 تودہ لگ گیا اور خون کا دریا بھاگ کر ایرانوں کو دخل نہ ملا اور یہی سامنا شانہ روز رہا آخر شام ایک فوج
 یونانی نے اسفندیار انعام لیکر ورہ کوہ میں ایسا رستہ بتلایا کہ اودہرے جا کر ایرانوں نے دفعہ در دور
 پشت پر تاخت جو کی تو دونوں طرف حملے کا جواب دیا وں بعد درون سے دیا گیا غرض جب تک ایک زندہ بڑا
 ایرانوں کو بجز جنت کے کچھ حاصل نہوا انفقہ بعد اودہ رزم قیسری وہ رزم ہی کہ جب کوس تایسج
 تعلق ہی چنانچہ جب قوتان خان نے مدینہ منورہ کے شہر میں شہر بن جو قریب ہانگ چانگ فوج
 واقع ہی محاصرہ کر رکھا تھا تو قوتان حاکم شہر قلعہ سنگ ان میں جہاد پر تھا فوج داخل کر کے دس ہزار سپاہی
 کے ساتھ دیکر اس ریشہ بہر رہا اوس صبح کو کوہ کئیو آن کے نام کے پراؤ کو متین کر کے خود آٹھ سو چھیڑا
 زور اور جنگ آزمودہ وجان نثار کو ہمراہ لیکر اوس مقام کے پرشل یونانی لی آئی داس کے دست
 بقضہ ہو کر منلوں کی راہ دیکھتا رہا آخر کو جب وکال شکم پہنچا ایسا ایسا حملہ و نون طرف سے شروع ہوا کہ
 تھوڑی دیر کی فوج باہر ہی اور صرف قیاس ہی کا کچھ امکان ہی کہ اوسکی موت کو دریافت کر
 حاصل بھی کہ جب منلوں نے چاروں طرف گھیر لیا اور اون آٹھ سو جہاد و رن میں چند باقی رہے یونان
 نے پکارا کہ یار دہس اسی حملے پر پشیم کرنا چاہیہ کہ نہ تہمت میں ہی ہیچہ لکھراپے گھوڑے کو آپ
 ہی ہاتھ مار کر دو کر ڈالنا کہ دشمن کو اوشنا ہی فائدہ اوس سے نہ ہو وادہ بجائی اور چند رفقا
 لیکر منلوں پر تال چڑھا اور جس پر ہاتھ ڈالا دکر دیا آخر کو جب مارا گیا تب ہی دشمن کو اوس کے
 سے آکے بڑھنے کی راہ ملی اس شخص کے سوا ختائی سپہ سالار رنگ کانگ نے بڑی بڑی لڑائی
 سے متواتر اود کو دی کہ میری بھائی جو میں وغیرہ کو خالی کر کے شمالی صوبہ

جس طرف بیجا اور صوبہ کیا تک ناکم میں بھی
 غور کو ہی خوف اونکا ہوا اگر حیوانی خدائی سپہ سالار
 جان نثار فوج جبار لیکر اون ہون
 حاضرت میں تھے لیکن باہم ملک میں یادہ فوج بھی گئی تھی پو پھتے پو پھتے ایسی ایک لڑائی
 معلوم اور خدائیوں میں ہوئی کہ اوسکا بیان تصریح کے ساتھ کہ
 میں مشہور ہی لیکن کئی شخص ایسے گزر گئے ہیں کہ اونسے رستم کا لینے کے نہیں چاہتے
 ولی در میں حسین ابن علی کا مرتبہ بہادری میں ہی کیونکہ میدان کر بلا میں تھے اور گر سنگی میں
 جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو اوسکے سانسے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہی سے واقف بہتر
 ہونے کے قلم کو قدرت ہی کہ جام حسین کا مال کئے اسکی زبان میں یہ لطافت و بلاغہ اون بہتر
 بزرگواروں کی ثابت قدمی اور تہو و شجاعت اور میں ہزار سوار جو نچو ارشامی کے جو آبرو ایک
 ایک کے ہلاک ہو جانے کے باب میں مح جیسا کہ چاہے کر سکے کس کی ناز کی خیالی کی یہ رسائی
 لوگوں کے دلوں کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اونپر گزرا و سوقت جب عمر سعد دس ہزار سوار اور
 اہم سوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سرکاٹ لیا کیونکہ ایک کی دوا و مثل مشہور ہی اور مبالغہ کی حد
 ہی جب کسی کے حال میں بھیہ کھا جاتا ہی کہ دشمن نے چار طرف گیر لیا لیکن حسین اور بہترین کو انھیں
 کے دشمنوں نے بنگ کیا تھا اور اوسپر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے نو دس ہزار فوج یزید کی تھی
 جسکے تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ مثل آندہی کے آتی تھی اور پانچوں دشمن عرب کی دھوپ ہی جسکی
 شال کسی شئی میں زیر فلک نہیں ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہی کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ
 ہی اور چھٹا دشمن و ہیک کا میدان تھا جو آفتاب کی تہارت میں شعلہ زن اور تنور کی خاکستر سے زیادہ
 پر سوز تھا بلکہ اوسکو دریا فخر کھا چاہے جسکے پیلے بنی فاطمہ کے پاؤں کے آبلے تھے اور دشمن سے ظالم
 ہو کر اور پیاس مثل دغا باز ہر ہی کے جسکے برابر عدو نہیں ساتھ تھے اور تشنگی سے زبان پھول کے
 جب ہیٹ جاتی تھی تب ہی اون کی خوشحال اند کے ٹھٹی تھی پس جنہوں نے ایسے معرکہ میں ہزار ہا
 کافروں کا مقابلہ کیا ہو اونپر خاتمہ بہادری کا ہو چکا العز من سرد فر تاریخ میں خیم کو جانکر بعد اوسکے

ایک پورے تیر ماہ کی اور موافق ضابطہ معمولی کے حتی الامکان کسی دشمن کو زندہ نہ چھوڑا وہاں تک
 تک ہنگری میں باتو خان جا پونجا اور چند شہر کو لیکر پاپے تخت پر چڑھ گیا اور چار دن ظرف کے
 آگ لگا کے بالکل اہل شہر کو سیر سے بچہ شیر خوار تک قتل کیا اور سوداگری بھادری دوسری طرف سے
 شہر و ابراہیم کا وہی حال کیا الغرض اسی طرح سے مغلوں نے اپنے ملک کے کنارہ بھر شمال تک جو
 قطب شمالی کے قریب ہے بالکل سر کیا اور بعد اوس کے جہانپور پر پہنچ کر عالم میں ہنگامہ مچا دیا اور تمام
 سلاطین فرنگستان کو ایسا خوف ہوا کہ اوہوں نے ایک دوسرے کو نامہ ایام اتفاق کرنے اور مغلوں کو
 شکست دینا کا کھنچ کر آپس کے قصے کو فراموش کر کے بہنوں نے اتفاق کیا اس لیے فرنگستان کے صرف وہی
 ملک جو سرحد پر تھے مغلوں کے زیر حکم رہے لیکن باقی بچ گئے اور یہی یورش قوم غل کی فرنگ کی پانچ
 کے لیے دودھ اور یہی ہو چکی تھی لیکن چونکہ انہیں کے موہوتوں کی تھی اور ان ایاموں میں لقب و کتا
 بن یا ہوا انگ لٹا دیا اور آٹھ اس واسطے تیس دفعہ ان کا ذکر کیا جب کہ اقوام تاتار کا حال لکھا جاوے گا
 تمام القصد باوجودیکہ فرنگستان کی طرف یہ حال تھا لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ بالکل فوج غل کی صرف وہی
 طرف مقابل تھی کیونکہ شام اور اطراف کے ملکوں میں اپنے کام سے پیش قدمی کرنے اور لوٹنے اور قتل عام اور
 خاک سیاہ کرنے غافل شہر اور ملک آذربائیجان اور شہر آذربائیجان کے نواحی میں تاخت و تاراج کرتے عراق میں شہر
 خدا کے قہر کے جا پڑا اور شہر وں کو خراب کرتے اور ویران بنا دیا بعد ازاں چڑھ گئے لیکن یہیں پہلی
 نوبت شکست کی آئی اور محمدی الدین اور شرف الدین اقبال دو طرف سے فوج لیکر مقابلے کو آئے اور مغلوں
 کو اوہوں نے شکست دی لیکن برسوں و ز کے بعد تاتار پہرے اور غلیف کے سپہ سالاروں پر نظر پڑا
 ہوئے لیکن شہر بغداد کی قلعہ بندی غلیف نے ایسی منصوبی کے ساتھ کی تھی کہ مغلوں نے قصد اس سے
 لینے کا نہ کیا بعد اوس کے ملک شام کی طرف پہر اوہوں نے رجوع کی اور حلب کے گرد و اطراف کے شہروں کو
 بہستور اوہوں نے خاک سیاہ کیا یہ نہ سمجھا جائے کہ اس عرصے میں جب مغلوں نے شرق اور غرب میں ہنگامہ
 ڈال دیا تھا تو یہیں میں خاتیر کاٹل نے بے خوفی کے تھا کیونکہ سی و چوبیس کے سونے کی دولت کا حال
 سنکر اوکٹائی خان کا بی لیا تھا اور اوسے اپنے دوسرے بیٹے قومان خان کو چھ لاکھ سو اڑھائی

۱۰۹

آ کے جوڑے تو دیکھا کہ چٹیک ٹینگ حکومادشاہ نے تاج و تخت دیا تھا اپنے محسن کی لاش کی خاکستر
وٹھانے میں سرگرم ہی آغرض نہ کہ محبت ہی اور ان کے ساتھ مارا کیا اور اسے بیچ راوی کا بیان ہے کہ خاتون خالہ
نیوچی تارخون کا ہوا بعد اس کے مغلون نے مغفور سے ملکیت صوبہ ہونان کی موافق شرط کے طلب کی لیکن
قبل اس مطالبے کے خاتون نے پیش بند ہی زیادہ فوج اس صوبہ کی حفاظت کے لیے بھیجے تھے امرتیک
بیجا تھا اور مغلون کو اگرچہ ارادہ ہو گا ملک با بیٹھے کا نہ بھی ہوتا چھ حرکت تو بھی ناگوار معلوم دیتی لیکن
ایسے وقت میں یہ بات گویا ان کی عین بنی کے موافق واقع ہوئی اور یہ بد عہدی ایک علامت نہ وال کی
جملے سے اور اور آثار کے تھی اور اس کے مغلون نے تاخت کا وسیلہ کر کے خاتون سے جنگ شروع کی اور ان کی
ایک فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایک متنفس نہ بچا چھ حال سن کر مغفور نے اپنی لاعلمی اس مادی میں جو باعث اس
قصے کا ہوا تھا بیان کی اور اپنی حفاظت کے لیے سپہ سالار کو مغرول کیا اور مغلون کو بالکل صوبہ ہونان
پر دخل دیا اور جب اس طرح سے چین میں امن کی صورت پائی گئی خاقان نے پندرہ لاکھ سوار جمع کر کے تمام
عالم کو سر کرنے کے ارادے سے باتو خان ابن قوشی خان اور منگو خان ابن قوشی خان اور بابائی دارخان
ابن چغتائی خان اور آٹھ بیٹے گایوک خان اور سپہ سالار سودائی بجا درہر ایک کے تاج فوج دیکر چاروں نظر
روانہ کیا اور یہ لوگ سمندر کا سینہ شمال اور رخ بائیں سے بڑھے اور تاراج کرتے اور پامال اور خاک سنا
کرتے نصف ملک سرگاش اور اطراف و جوانب کی طرف گئے اور بابائی دارخان نے سید ہی راہ ملک و سر
کی لی اور شہر مانگو سابق کے پائے تخت کو اس ملک کے فتح کیا اور روس کے بادشاہ ادنی امیر تیکان
لوگوں نے خراج قبول کروایا اور یہ امر سنہ ۱۲۳۶ عیسوی میں واقع ہوا اور تین برس بعد مغلون نے پھر
روس میں یورش کی اور اس کے برس و ز بعد جو پھر گئے تو سار ملک اس سے اس سے تگ آؤ نہ
نے فتح کیا پڑھان کی لڑائیوں اور خون ریزیوں اور روسیوں کی خرابیوں کا حال اگر اختصار سے بھی بیان
جاوے تو اسی تاریخ کے برابر دوسری ایک جگہ بگلف مرتب ہو جاوے چنانچہ ایک لڑائی کے بعد مغلون
دشمن کی لاشوں کے صرف دس ہتے کان کے تو تھیلے میں بیس ہتے زیادہ کے بہرے اور اس سے
تیس کرنا چاہیے کہ کیا کیا خونریزی سار ملک کے فتح کرنے میں ہوئی ہوگی بعد اس کے انہوں نے

اوسکے لشکر نے یہ دیکھ کر ہلکا کیا لیکن بادشاہ نے انعام و اکرام سے راضی رکھا اور سردار جو سی پڑ
دو نوں عہد وزارت اور سپہ سالاری کے دیکر خود چار سو خواص رفیق لیے شہر خوجینک میں گیا اور جو سی پڑ
یہ بقول مذکور کیا کہ منلوں کے مخلوق چند کچھ نہ ہوا لیکن جب ختائی فوج آن ملی دو نوں نے شہر سی پڑ کو
محاصرہ کیا اور تین روز تک ایسی جنگ ہے ہی اور جو سی سردار ایسا ایسا کام دلیری اور سپہ گری کیا کہ خود
و شمشون واہ واہ کی آخر کار جو تھے روز شاہ نے جب دیکھا کہ دشمن سب سوچے کے بعد مورچہ لیے پلے
آتے ہیں اوسنے امر اکوچ کر کے کہا کہ اگر یہ تاریخوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا کہ خانوادہ شاہی کا خاتمہ وہ
بادشاہ ب کرتے ہیں جو بد وضع اور شرابی یا خونی اور ظالم ہوتے ہیں لیکن ہماری قسمت نے یہ تماشا نیا
دکھایا کہ باوجودیکہ دیسے عیون میں میرا اور پاک رہا لیکن خاتمہ منوچی کے خاندان کا مجھ سے ہوتا ہی
لیکن تاہم میں ایسا بہن کہ دشمن کے قبضے میں جان رہے جاؤں اور آبروریزی کرواؤں تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں
یہ کہ تمام مال اپنا نقد جنس لٹوا دیا اور حربہ ادا کیا کہ جو کسیر ساتھ آتا ہوا تو فوراً تمام
رفقا اور کئی ہزار چیدہ سپاہی ساتھ ہو گئے اور موت بادشاہ نے ایسا حملہ کیا کہ منلوں کے پہلے تعجب ہو کر بھی
بلا ہی یا آدمی جو اس طرح ایک صفت کو بعد دوسری صفت کے منکر تامل شیر زخم خوردہ چلا آتا اگر یہ دھتک
بیت و دل یک شود بشکند کو راہ پر گندگی آرد ابو راہد مگر ایک کی دوا دوا اور چند لوگ کشتن غم کا
مقابلہ کر سکتے ہیں آخر شاہ منوچی حصول موت کا یوس ہو کر جسکی آرزو میں یہ حملہ اوسنے کیا تھا شہر میں
پہر آیا اور چونکہ خاص عام میں بسکے ہوسکے فاقہ تھا اپنے بالکل گھوڑوں کو اوسنے مروا ڈالا اور رعایا کو
کھلا دیا کہ اسنے اپنی خاندان کے ایشا ہزار کو اپنی گدی دیکر خود حفاظت شہر میں مثل ادنیٰ سے کچھ مشغول
ہوا لیکن منلوں کے متواتر طون جب ہر ہوا کہ اب امید باقی نہیں ہے اوسنے ہر شاہی کو لیا اور ایک گہرین
جا چاروں طرف گمانس کا انبار لگوا دیا اور لوگوں کو کہا کہ بعد ایک گہری کے جب میں اپنے کو ہلاک
کر چکوں تم اس گہرین آگ لکھنا دیکھو میری لاش غنیمت کو نہ ملے چنانچہ ویسا ہی ہوا جب کہ بادشاہ کے
ہلاک ہونے کی دوا بلائی سردار جو سی نے جو سکدر یا میں سے کچھ کو ڈال دیا اور پانچ سو آدمی سپاہی اور رفا
اوسکے ساتھ چلے اور مثل سب جو قلعہ کا دروازہ توڑا آئے تو انہیں ایک سنگ کا عالم نظر آیا

اور اسی قابل تھا کیونکہ بھادوڑ بے مثل اور سپاہی سے بدل تھا باب سابق میں لکھا جا چکا ہے کہ نیوچی
 مارنے اہل خٹاکو بہت ستایا تھا اور مفتخوروں نے بھی مغلوں سے بارہا دماغی ہتی غرض مفتخور اور خاقان
 ہمد و بیان ہوا اور شرط یہ لکھی گئی کہ اگر خاقان نیوچی کو ہلاک اور خٹاکو خارج کر گیا تو بالکل صوبہ ہریانہ
 بطور جاکیر موروثی کے مغلوں کو دیا جاوے گا مفتخور نے انتقام لینے کے واسطے یہ قول لیا لیکن
 مقتدر کی آنکھ اندھ ہی ہوتی ہی اور پیش بینی تو کیا غصے میں سننے کی کھائی اور سکو دکھائی نہیں دیتی ہی
 آگے اوس شرط کی برائی کا حال معلوم ہووے گا قصہ خٹاکو بھی شریک مغلوں کی ہوئی اور چونکہ
 دونوں طرف کی فوجیں کثرت سے جابجا متعین تھیں لڑائیاں بہت سی ہوئیں اکثر وں میں منٹل سرسبز رہا ہی وقت
 سردار نیوچی مسیحی سولہ نے جو قابل سولی کے لئے شک تھا اپنے خاوند کو دعا دی تھی اور چونکہ شہر کسافا
 کی ایک تقسیم کی حفاظت اس کے سپرد تھی اسے موقع دیکر دفعہ وزیروں کو مار ڈالا اور اوس کے عوس نے لہوگون
 کو بجال اور خاوند کی حرمون کو اور اون سرداروں کی بیٹیوں کو جو غیر حاضر یعنی آقا کے ساتھ شہر ہوئی فوج
 تھے اپنی محل واپس میں داخل کیا اور شہر کی قلعہ بندی کو توڑوا اور خاوند کے مالون کو لے اور بالکل مٹا
 کو مایہ یافتہ کر کے اور آقا کی ماں اور سہیلیوں کو کاڈیون میں بند کر کے سودائی بھادوڑ جلا اور اوس غم
 جو اسم بھی لڑائی میں سودائی ہو جاتا تھا شاہ نیوچی کے رشتہ داروں کو قتل کیا اور سولی کا فرسے پیر کے
 ساتھ شہر میں داخل ہو کر شہر کو لٹوا دیا ہر چند سودائی نے مغلوں کو منع کیا لیکن سودائی کی دعا بازی
 ایسے فتنے تھے کہ جاہلی پہلے اوس کے گھر کو کھوڑا لٹا اسکے سوا دوسرا ایک سپہ سالار بھی ایک سردار
 عداوت کے سبب جسکی طرف داری شاہ نیوچی نے کی تھی بڑا غرض اوس کے دشمن کو سزا دیکر شاہ نے اوسے
 راضی کیا اور حکم عہد و بیان کرنے ساتھ مغلوں کے واسطے اپنی ماں کی مخلصی کے دیا اور اوس نے اپنی
 غرض منور گفتگو تمام نہیں ہوئی تھی کہ اسی سردار پوچھا کون دفعہ مغلوں کو غافل پائے ایسا حکم کیا کہ سردار
 ٹی موٹی کی فوج کو شکست کامل ملی اس سے غور اوس نیوچی سردار کو ایسا ہوا کہ میدان جنگ سے پہر
 اوس نے اپنے خاوند ہی قید کیا اوسے بھی جب نگرانی کی شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اور انقلاب روز کار کو مایہ
 کر کے بہت رو یا بعض نہک خواروں کو اوس کا ایسا رخ ہوا کہ شورہ کر کے پوچھا کون کو اونہوں مار ڈالا

خاقان سے سودا کی بھادری سپہ سالار کو بھائی کی مدد کو بھیجا اور ان سب فوجوں میں بڑی بڑی
 لڑائیاں ہوئیں آخر کار تیوی کے پاس تخت پر بٹل سب جا پونچھے لیکن اوسوقت بڑی ضرورت وطن جانے
 کی خاقان کو ہوئی ان جہتوں سے اوسوں نے اچلی کی معرفت غنیم کو کھلا بھیجا کہ مناسب ہی کہ تم خراج اور غلام
 بھیجو لیکن سودا کی بھادری کو بچو توں کچھ سیدھی تھا اوسنے خاقان کی میٹھی بھرتے ہی پر جنگ شروع
 کر دی اور شہر کو محاصرہ کیا اسی جنگ میں مغلوں نے استعمال اوس لڑجنگ کا کیا جسکو آتش دہی کہتے ہیں
 مگر معلوم نہیں کہ کس طرح اور کس وزن مقدار سے نفت اور گندہک اور صنوبر کی رال سے مرکب کر کے تیار کیا اور
 کی نل سے اور تیروں میں لپیٹ کے اور فلاح میں گولہ بجا دشمن پر پھینکے تھے اس مرکب کا خاصہ یہ تھا کہ جہنم
 ہوا اوس میں گہتی تھی شعلہ زن ہو کر جو میں ہی گولے کے انداز کے برابر اور ترقی کی طرح کوندتی تھی
 کہیں نہ کہیں آسان کہیں ہانے کہیں بائیں کہیں کترائی کہیں سیدھی ایک مہیب آواز دہان دہان کرتی دھڑکی
 پہرتی تھی اور پانی میں پڑنے سے دہلی تیزی اوسکو حاصل ہوتی تھی اور اوسکے ساتھ جرات نہ سپاہیگری
 کام کرتی تھی بڑے اوسکے دیکھ کر شہر تھپتھپے چونکہ شاہ و روم کے یحسان اسکی ایجاد ہوئی تھی اس جہت سے آتش دہی
 کھلاتی تھی اور چار پنی برتنک اسکی ترکیب کار از کسی پر نکھلا غرض سنہ ۱۰۲۰ء کی شروع میں سلطان
 اوس سے آگاہی ہوئی اوداؤن لوگوں سے مغلوں کے ہاتھ آئی تھی غرض اوس طرف سے مغلوں نے یہ آگ لگانی شروع
 کی اور ایسے ہیچو بھی ایک قسم کی توپ میں باروت بہر کے لوبہ اور تہر کے گولے مغلوں کو مارنے
 تھے اور ایک قسم تھی لوبہ کی دشمن پر داغے تھے اور ان ٹریوں کا حال ایسا تھا کہ وہ غنیم کو کو باؤڈھ
 دھوڈھ اور ڈوڈھ ڈوڈھ کے مارتی تھیں مغل سب خصوص اوسکے کوڑے ان ٹریوں کی مار ایسے بدحواس
 کہ سودا کی بھادری نے شاہ تیوی کو کھلا بھیجا کہ تم کب تک لڑو گے آخر پانچال کیسے جاؤ بس بہتر ہی کہ صلح
 کرو غرض صلح ہوئی اور مغل کی فوج نے حصار ہاتھ اوٹھایا مگر اوس سال میں شاہ تیوی نے ایک
 سردار مغل کو جو خاقان سے روٹھ کر اوسکے پاس گیا تھا نوکر رکھا بلکہ سرفراز کیا اور خطاب دیا اور اوسکی
 صلح کھانا کھا کر اٹھا اوسکا نتیجہ جنگ تھا اور وہی وقوع میں آیا بعد ماجرا سنستے ہی سودا کی بھادری
 انتقال کیا اور اوسکے بھائی اودکتائی خان کو بڑا رنج ہوا اور وہ شخص

حیث نامہ پڑھا گیا تمام سرداروں نے اوکتائی خان کو رتبہ خاقانی دیا اور اس نے جلال الدین شہا کے
 پہلے ملک میں پہنچنے کے لیے خبر نہ کر فوج بھیجی اور دشمن جو آگے ایسا سپاہی نہ درست چھا کشن بھا
 تھا کہ خود چنگیز نے اس کو مرخا کہا محض کاہل نکلا اور سندوستان کے عیشیوں نے اس کی سپاہ گری کو
 طاق پر رکھ دیا کیونکہ جب شہر دایر کر میں آیا پھر صحبت لولیان بہر جو ہرماہ تھیں اس سے کچھ ورتل نہ تھا
 نتیجہ اس کا وہی ہوا جو ہر بادشاہ عیاش کے واسطے ہوتا سی یعنی ملک چھین گیا اور مغلوں کا سردار بن گیا
 جو فوج لیکر پونجا بادشاہ بدستور تھا شاہی میں مصروف تھا لیکن امرا اور ارکان دولت نے تھوڑی سی
 سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا غرض اس مزاحمت کے اتنا ہی حاصل ہوا کہ جلال الدین کو فرصت کو بہتان
 کی طرف فرار کرنے کی ملی مگر وہاں کسی جزوی تار کے ہاتھ سے اس کی جان گئی ان غرض جس
 حال میں سپہ سالار سب اوکتائی خان کے ایران اور توران اور گرد و نواح کے ملکوں میں اس طرح سے لڑے
 تھے خاقان نے قوم نیوچی کوچ و بنیاد غارت کرنے کے ارادے سے سپاہ سالاروں کو نوحین دیکر صوبہ
 شہنسی اور توجین اور ہونان اور شائنگ وغیرہ میں بھیجا اور ان جگہوں کے فتح کیے جانے کو یا بنیاد
 مغل کی سلطنت کی ختامی ٹی الی گئی اور پانچ برس تک لڑائی نیوچی تار سے اس کو ہر لیکن اس کو آغاز اس
 دور کا سمجھا جائے بعد اس کے اوکتائی خان اپنے بھائی تولی خان کو ہرا لیکر شہر فونگ سیانگ فو کو
 محاصرہ کیا اور تمام دن کی لڑائی کے بعد ظہریاب ہوا اور یہ طرح شہر ناپوکی کو فتح کر کے خاقان نے
 ارادہ شہر ہانگ چانگ فو پر چڑھائی کا کیا کہ اسی عرصے میں دارا مارا اردو بلان میں وزرا کے درمیان قصہ
 ہونے سے خاقان کو وطن کی طرف پہر جانا ضرور ہوا غرض اس کا بھائی تولی خان اسی امر کے حصول
 کی فکر میں ہوا اور قریب دسویں شہر کے تباہ کرتا آگے بڑھا اور علاوہ اس کے کون کون کے جوڑائی میں مار گئے
 لاکھ خانی سے زیادہ غنیم کے خوف سے جنگلوں میں پناہ گیر ہوئے اور وہاں پر ایک نہ ایک سب سے
 ہلاک ہوئے اوکتائی خان بھی اردو بلان سے مراجعت کر کے شہر لوچو کو صوبہ شہنسی میں بعد بڑی لڑائی
 جس میں اہل قلعہ نے خوب ہی مقابلہ کیا تھا فتح کیا اور دوطرف سے دونوں بھائی شہر کی قانگ فو پاس
 نیوچی میں داخل ہونے کے لیے کوچ کیا اور شہنشاہ نیوچی نے بھی بڑی فوج اس کے مقابلے کو بھیجی یہ سن کر

اور انہیں سے جب شہر لیچو کے باشندوں پر بے رحمی گھسان لڑائی کے فتح ہوئی
 مغلی خان نے غصہ میں حکم قتل کا دیا تب اس کا ایک سردار چاؤ سنگ پانوں پر گر پڑا اور
 کہنے لگا کہ میرے والدین اور عیالی سب اس شہر میں ہیں اگر قتل عام ہووے گا تو وہ بھی
 مارے جاویں گے پس حضور میری جان لیجیے اور اس شہر کے لوگوں کی جان بخشی کیجیے
 مغلی خان کو اس کی بھادری اور رزم دلی ایسی پسند آئی کہ قتل سے باز رہا اس طرح
 سنہ ۱۲۲۵ء تک مغلی خان ہوا اسکے نائب سردار سب برابر قوم یوچی سے لڑتے رہے اور اسی
 سال میں اس کا انتقال ہوا خبر اسکے مرگ کی چونگیز گورچوئی نے بغیر ہوئے کے علاوہ اپنے ختامین خود اپنے
 جانا اور چونکہ اسی میں میں مان گوٹھ دوسری قوم تاتار کے شاہ شہزادہ اسکو نے مغلوں کے دو بڑے دشمنوں
 جگہ دی تھی اسی امر کے انتقام لینے کے سبب سے چونگیز نے فوج تھار لیکر اوپر تاخت کی کہتے ہیں کہ
 اس لڑائی میں تین لاکھ لاشیں صرف دشمن کی شمار کی گئی تھیں بعد اسکے اوکٹائی خان چینگیز کا بیٹا
 اور سردار چاؤ سنگ دونوں سبھ ہونان میں آئے اور اپنا تخت نیوچی کو بھار دیا لیکن شکست پائی وہاں
 پہلے ان دونوں نے اور سب شہزادوں کو لیا غرض جب چینگیز نے دیکھا کہ نیوچی کو کیا بارگی نیست و نابود کر چکی
 قدرت بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کو نہیں ہی اس نے بڑی طیاری سے جنگ کا سامان مہیا کیا اور اسی
 فکرمین تھا کہ لوہا پائے پھاڑ پر پیغام اجل کا اسکو پہنچا غرض قبل اس واقعہ کے خاقان نے اپنی
 مملکت کی تقسیم اپنے بیٹوں میں کی اور اوکٹائی خان کو خطاب خاقان کا دیکر اپنا قائم مقام تاتار کے
 تمام ملکوں اور مشرق کے بالکل ممالک میں کیا اور خبتائی خان کو اور الہ اور ترکستان پر مالک کیا
 اور خراسان و ایران اور ہند کی سرحد پر ملک جن کو تولی خان نے خود سر کیا تھا بالکل اسکو ملا اور اپنے
 پوتے پاتون خان جو جی خان کے بیٹے کو کہ باپ اسکا چینگیز کی مرگ کے چھ مہینے قبل دشت قبیاق کی
 ایک لڑائی میں مارا گیا تھا ملک الان اور روس اور یلغار وغیرہ اس سے منحس دیا اور چوتھی ماہ رمضان
 کو سنہ ۱۲۲۳ء ہجری میں چینگیز نے انتقال کیا اور اسی کوہ لوہا پائے پر ایک درخت کے نیچے دفن ہوا
 قبر کے گرد ایسا جنگم ہوا کہ وہاں آدمی کا جانا موقوف ہو گیا جب چینگیز

کے ساتھ لیوانا بھیج کر فوج کو اوسکے تعاقب سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصے میں تولی خان اور
 بیٹے نے موافق فرمان پوری کے خراسان کے تمام شہروں کو ایک بعد دوسرے خاک سیاہ کر ڈالا
 کیا اور سوت ہرات سب سے عظیم الشان شہر اوس ملک میں تھا اور محمد کر خانی فوج جوار سے اوسکا
 محافظہ تھا سات روز تک اس شخص نے ایسا حملہ مغلوں پر کیا کہ اگر ساتویں دن مارا نہ جاتا تو تولی خان
 کبھی خطرناک نہ ہوتا مگر اس کے مار جانے سے ہراتیوں کا جی چھوٹ گیا اور پیغام صلح کا اونہوں
 نے بیجا سار مراتب جب علی ہو تو تولی خان نے اونکی جان بخشی کی اور ملک ابو بکر کو دہان کا حاکم مقرر کر کے
 باپ کے پاس چلا آیا جو اسوقت شہر تائی کان کو حصار کے موقع پر تھا دیکھ رہا تھا اسی میں خیر خیز
 کو پہنچی کہ سلطان جلال الدین نے غزنی میں مغلوں کو بڑی شکست دی تھی اور اونہوں نے بلوگر کے ملک
 ابو بکر اور دوسرے مغلوں کو مار ڈالا اور مبارز الدین سبزواری کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ حال سن کر خلیفہ نے
 بیٹے پر ہراتیوں کی جان بخشی اور ایل میں کرنے اور رحم کو جادینے کے لیے بہت خشا ہوا اور ایل چکائی
 نوٹیان سردار جو بخارا کو چھوٹے ہزار سو اسمیت انتقام لینے کے واسطے بھیجا اونے جا ہی ہرات کو
 محاصرہ کر لیا لیکن شہریوں نے ایسا ایسا کام کیا کہ چھپہ وز تک مغلوں سے کچھ نہ ہونہ سکا آخر کار اوس سردار نے فوج
 کر کے اپنی دست میں کیونکہ زندہ بچھڑا لیکن مولانا شرف الدین خلیفہ اور دوسرے پندرہ شخص ایسی جگہ جیسے
 ہوئے تھے کہ ہاتھ نہ آئے جب غل تمام خاک سیاہ کر کے چلے گئے رفتہ رفتہ چوبیس آدمی جو مغلوں
 کی تلواروں سے ایک عجیبے رے کے او قریب عجاز کے کھا چاہیے تھے اون لوگوں کے ساتھ آئے
 ان چالیس آدمیوں کے ہوا ہرات میں پندرہ برس تک کوئی نہ باہیان تک وہ شہر عظیم الشان بلوچ
 فردوس نشان مشہور تھا برباد اور مثل خراسان کے ہو گیا یہ سانحہ شرف الدین نے ۸۲۲ھ کی سچی بیعت
 سنہ ۹۱۹ ہجری میں واقع ہوا الغرض بعد طی ہونے ان سب راہیوں کے جو محمد خوارزم شاہ اور اوس کے بیٹوں
 ہوئی تھیں چنگیز خان اپنے تخت میں جو اردو بالغ کھلاتا تھا پیرایا القصبہ عرصہ جو سردار مغلی خان
 چین بھیجے اور چنگیز کے اردو بالغ میں پیرائے بعد تین ملکوں کی فتح کے گزرا تھا اس میں مغلی خان
 بڑا بڑا کام کیا تھا چنانچہ چین میں سترہ سو بھجوات شہنشاہ اور شان ٹانگ کے بہت سے شہروں کو

جانب بخشی کرے لیکن خبر تحقیق جو اس کو ملی کہ محمد خوارزم شاہ کی اکثر سپاہ شہر کے اندر ایدہ ہر دو ہزار
شب خون مارنے کے لیے چھپی تھی اور علما وغیرہ جاس مانگنے گئے تھے اور کوہا کی اطلاع تھی بھیجے نہ کہ لیا
پر فخر خواہ جامع مسجد سے قرآن منگوا کر بھار ڈالا اور کھوڑوں کی ٹاپوں سے روندہ آیا اور منبر پر چڑھ کر
محمد خوارزم شاہ کی شان میں جو کچھ منہ میں آیا کھا وہاں سے اترتے ہی حکم شہر کے پہلے لڑنے
اوراد کے قتل عام کرنے اور چاروں طرف آگ لگا دینے کا دیا چونکہ اکثر گہر کرٹھی کے تھے
آٹا قانین شہر خاستہ ہو گیا بعد اس کے سمرقند کا وہی حال اس نے کیا اور خراسان کو بالکل تباہ کر کے
پاسے تخت بلخ کو بھی مثل اور شہر وں کے اسے خرابہ بنایا اور ایک ادنیٰ کو زندہ نہ چھوڑا اور خبر جو پہنچی کہ محمد
خوارزم شاہ نے تالی کان میں پناہ لی ہی فوراً وہاں جا پہنچا اور اسی جگہ کی فتح میں مشغول تھا کہ فوراً
کہ سلطان جلال الدین متکبر نے محمد خوارزم شاہ کے بیٹے نے مغلوں کو بڑی شکست دی ہی بھیجے سننے ہی غصہ جو
آیا ایران کی پیچم کی طرف کے ملکوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسا روندہ وادلا کہ صد ہا کو تک نشان خست
اور مکان اور حیوان اور انسان کا باقی نہ رہا اور شہر لاہور ایک نشان پامال کرنے کے لیے اس نے
مسز اور بلائی نو بنیان کو بھیجا اور خود کابل کی طرف جلال الدین کے مقابلے کو پہنچا اور اوسکی فوج جو
روستہ پر ایسا گھیر لیا کہ جلال الدین بے خبر نہج کرنے یا رہ جانے کے دوسری صورت نہ دیکھی کیونکہ اوسکی پشت
پر رودخانہ سند اور تین طرف سے منغل اور بیچ میں ہتھا غرض ہجاء و مطلق بدھو اس ہوا اور ایسا ایسا
کام دلیل نہ کیا کہ خود جنگیں بھر جوا آخر کو حبیاری فوج کٹ گئی اور امید کچھ باقی نہ رہی جلال الدین ستر شاہ
بہ جید اور جان نثار کو لیکر جنگیز کی ساری فوج پر دفعہ چاڑھنے کو موجود ہوا لیکن نتیجے نے منع کیا
اسپر باگ پیر کروہرستم ثانی کنارہ دریا پر آیا اور اپنے عزیزوں کو گلے لگانے کے ستر سپاہ کو لیکر رود
سند میں کود پڑا کہ اسے میں جنگیز خود آن پہنچا اور ہر چند مغلوں نے ہزار ہا تیر جلال الدین پر نشانہ
باندھ کر لگایا لیکن ایک بھی کارگر نہ ہوا اور وہ ہجاء کے بدلے اوس یا رہا جو بھیجے دیکھتے ہی خان
کے منہ سے مرجا رہا بنے ساختہ آواز بلند نکلا اور بیٹوں کی طرف خطاب کر کے کہا کہ دیکھا
۱۰۶

ہی ایک شہر تیرا باقی رہا ہی اگر بلج نہیں دیو بکا اور جو کچھ سینے طلب کیا سی فوراً نہیں بھیجے گا تو تجھ کو
 غارت کر دینگا آخر کو سب کچھ اوستے قبول کیا خاقان اپنی فوج لے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا لیکن چنگیز
 کسی بہانے چنگیز نے سردار مکان بھادر کو پھر ختاین اور نین سب لڑنے کے لیے بھیجا اور اوستے شہر
 نینگ کینگ کو فتح کیا مگر شاہ نیوچی نے سابق محاصرے کے بعد شہر کی کانگ فوین رہنا اختیار کیا تھا اس لیے
 اوپر صد مہ نہ آیا حالانکہ سپاہ و سکی بہت ماری گئی اور دولت ہی مخلون کے ہاتھ ایسی آئی کہ جب سپہ سالار
 چنگیز کے پاس اوسے بھیجا اوسارے خوشی کے مبارکبادی کا نام لکھا اور بھیہ اتفاق سے کسی سردار و اسٹے
 ہوتا تھا کہ بادشاہ ہمنیت نامہ اوسکو مکے بلکہ فتون کا حال شکر صرف ہی اکثر لکھتا تھا کہ چھاکا اوسکے بعد برابر
 دونوں قوموں میں لڑائی ختائی سرزمین پر رہی اور سنہ ۱۲۱۱ء میں منلی خان چنگیز کا خاص سپہ سالار چینگین
 بھیجا گیا اور قاتان دوسرے ملکوں کو سر کرنے میں متوجہ ہوا غرض اس مانچ میں چنگیز کے ذکر کو ہنن لڑائیوں سے
 تعلق ہی جو کہ سرزمین چین پر واقع ہوئیں اس لحاظ سے غیر جگہوں کا زیادہ بیان مناسب نہیں لیکن اتنا
 کہنا کچھ مضائقہ نہیں کہ چونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ نے چنگیز کے ایلچی کو مار ڈالا اور خلیفہ ناصر من
 ابو العباس احمد نے جو دشمن جانی محمد خوارزم شاہ کا تھا سفیروں کے وسیلے سے اصرار بار بار قاتان کے
 حضور میں اوس سلطان پر غالب ہونے اور ہارنے کے باب میں کیا تھا ان جہتوں سے چنگیز اور البہر کی طرف
 متوجہ ہوا اسی عرصے میں تولی خان چنگیز کے بیٹے اور سلطان محمد خوارزم شاہ سے مقابلہ ہو گیا تولی خان
 پس پا ہوا اور آپس میں ملا یہ حال سنکر چنگیز کو قہر پیدا ہوا اور شکر کی کسی تقسیم کر کے اپنے بیٹوں
 اور سپہ سالاروں کے تابع ایک ایک فوج کر کے روانہ کیا اور شہر پور کو جو واقع در میان سمرقند اور بخارا
 ہے فتح اور قتل عام کرتا بخارا پر چڑھ آیا جہاں خوارزم شاہ کے تین حیدہ سردار اور بڑی فوج تھی اگرچہ
 شب خون مارنے کے قصد سے اون لوگوں نے چنگیز کی فوج پر کئی دفع ہلاک کیا لیکن مخلون نے ایسا جواب
 با صواب اوس مختار کا دیا کہ بخارا میں پس پایہ کو صبح کو دوسرے دروازے سے ہماگ جانے پر مستعد ہوئے لیکن قاتان
 سواروں نے گھیر کر سب کو مار ڈالا سپہر شہری لوگ سخت گھبرا ادا من مانگنے لگے علما اور بالکل اہل سنجہ
 شہر کی کچی لے چنگیز کے حضور میں حاضر ہوئے بعد اس کے قاتان فوج لیکر داخل ہوا پہلے جاہا کہ شہر میں کی

اور کانوکی نے قصد اپنی فوج کو شکست دلوائی تاکہ جو چاہو پر غضب شاہی ہو سکے اور میدان پس پا
 ہو کر شہر میں آیا اور فوراً سیالار کے گھر کو محاصرہ کر کے اسکو مار ڈالا اور چونکہ خود بادشاہ سردار مقبول
 سے ناراض تھا اسے کانوکی کو سزا دیکر سر فرار کیا اور سب سالار بنایا اور وقت میں شہر ننگ کیلنگ
 اب بچپن کہنے میں نیوچی کا دار الخلافہ تھا قان بزرگ کا قصد ہوا کہ چاروں طرف سے اس مقام پر ہلا ہو
 اس راوی سے دوسرا ختائی جو متحدہ اسکی فوج میں تھے اسنے ہمراہ چار ملینین اہل ختائی شمال کی طرف
 چڑھائی کرنے کو بھی گینگن اور تین بیٹے توچی خان اور وکتائی خان اور چتائی خان کو حکم ہوا کہ جنوب کی طرف
 سے تاجراج کرتے ہوئے شہر پر حملہ کریں اور یوچا خان اور جوجی کا سرخان چینگیر کے بھائی کو شمال کے برگون
 کو خاک سیاہ کرنے اور بعد اسکے ننگ کیلنگ کے محاصرے میں دوسروں کے ساتھ جاملے کا حکم ملا اور خود چینگیر
 اپنے بیٹے توچی خان کو ساتھ لیے چوتھی طرف روانہ ہوا اور اسی حملہ میں خاقان نے ایک تدبیر ایسی کی جو قابل
 بیان کی ہی چونکہ خانیوں کی پدر و مادر پرستی سے واقف تھا اس لیے جتنے بوڑھے اور بڑبیاں اور لڑکوں کو
 گرفتار کر رکھا اپنی فوج کی پہلی صف میں انکو قطار سے کھڑا کرتا تھا اور خانیوں کے مقابلے کو جاتا تھا اور
 وہ لوگ جب بچے بزرگوں اور عزیزوں کو اس طرح سے دیکھتے تھے نہ حرا کیے ہٹ جاتے تھے اور اسی طرح
 جب ختائی فوج سے آتی تھی نہ لڑائی اور بیخ فوج ہوتی تھی غرض توچی تانار سے دس شہروں میں تلوڑ
 مقابلہ ہوا اور چینگیر ہمیشہ طغریاب ہوا اور انہیں لڑائیوں میں صوبجات یچین اور شان ٹانگ اور ششی اور
 بالکل تباہ اور خاک سیاہ ہوئے لاکھوں آدمی مار گئے اور لاکھوں اسیڑ جو آخر کار جس طرح شکاری سب
 چاروں طرف سے جانوروں کو گھیر کر ایک مقام پر لٹا اور انا شروع کرتے ہیں اسی طور سے چینگیر اور اسکے
 بیٹوں اور سپہ سالاروں کی فوجوں نے ہر طرف تباہی ڈال کر شہر ننگ کیلنگ کو چاروں طرف سے محاصرہ کیا جہاں
 پر شاہ نیوچی مقیم تھا غرض ہر چند لوگوں نے خاقان کو صلاح اس شہر پر ہٹا کرنے کی دی لیکن جواب اس
 مسنون کا سب کو دیا کہ بعیت وقت ضرورت جو نماند گریز دست گیر دس مرتبہ تیرہ پس عاجز ہو گیا
 ننگ کیلنگ چاہے کہ بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے کیونکہ عالم بایس کے متور میں ایک شخص انہو کو پر اکندہ کرتا
 اسکی ذہنی کی معرفت کہ اسکی شاہ آجوتیرے تمام ملک کو میں نے فتح کیا اور میں

جن حبیبی یا نگ فو کی شہر کے محاصرہ کو خاقان چلا شاہ نیوچی نے تین لاکھ فوج حبیدہ کو جو اسے
 کے لئے لازم تھی مقابلے کو بھیجا اور بڑی لڑائی اونس اور معلون ہوئی باوجودیکہ یہ فوج خوب
 ہی لڑی اور دوا جو المردی کی جو چاہی لیکن جنگیر کی فتح ہوئی اور نیوچی کی فوج بچی بچائی شہر کی ٹانگے
 پناہ گیر ہوئی اس مقام کو جب جنگیر نے محاصرہ کیا تو اہل قلعہ نے عاجز ہو کر ایسا ہلا معلون پر کیا کہ علاوہ
 بہت لوگوں کے مارے جانے کے خود جنگیر ضرب تیر سے ایسا مجروح ہوا کہ عرصے تک خوف رہا کہ بھیجیا نہیں اور
 اسی جہت سے خاقان ترکستان میں پہر جانا مناسب جانا کہ اپنے ملک کی آب و ہوا صحت و دتر ہو و
 جو نہیں زخم اچھا ہوا جنگیر ختاین پہر انتقام لینے آیا اور ان شہروں کو دوبارہ لیا جس میں نیوچی سب بعد
 خاقان گھال ہوئے اور ترکستان میں پہر جانے کے دخل ہوئے تھے اور عوجیات شائسی اور چین کی حد تک
 ایسی لڑائی دونوں تھون میں ہوئی کہ ملی مبالغہ خون کا دریا بھا ایسا ہی قتل ہوا اور یہ وقت ایسا تھا کہ
 قوم نیوچی کے خورد و بزرگ شاہ سے ادنیٰ سپاہ تک ایک دل ہو دین و دے ایک دل کا یہی ایک قصد رہے کہ خواہ
 فتح ہو خواہ موت ہو لیکن امنوس کہ وہی تفرقہ ہر ملک کے زوال کے ایام میں دیکھنے میں آتا ہی جو وہاں بھی نمود ہوا
 چنانچہ چین سے اپنے سب بڑے سپہ سالار ہو چاہو کو ایک دفعہ اولیٰ سی بات میں معزول کر کے جنگیر کے چو
 سے پہر اسکو بجالایا اور اپنے تخت کی حفاظت کے لیے متعین کیا غرض پہلی دولت کی یاد اسکو دل سے نگہی اور
 یہی خواہش ہوئی کہ خاوند ناقدروان ہلاک کیا جاو اس ارادے سے فوج لیے چپکا بیٹھا معلون کا تارشا دیکھا رہا
 اور ہر چندین سے بہت کچھ کہلا بھیجا لیکن مطلق متوجہ نہ ہوا آخر ایک وزو فوج لیکر اپنے تخت میں چلا آیا
 اورین سی گو گرفتار اور چند روز میں مار کر کے چاہا کہ خود اسکا قائم مقام ہوو لیکن لوگوں کے تنگ کے
 اندیشے سے شاہزادہ جی رنگ کو اسنے تاج و تخت دیا اس اہل جل کو شکر جنگیر نے عین وقت یورش کا
 پائے تخت نیوچی پر سمجھا اور جی ملی نونیان کو تھوڑی سی فوج دیکر پہلے سے بھیجا اور خود منزل بہتر بھیجے
 رہا جب مقابلہ ہوا ہو چاہو نے باوجود اپنی علالت بہ سبب نہ جانی ہونے کے سردار غل کو شکست دی
 غرض اس کے زخم نے اوسے شب کو ریم پیدا کی اور صبح کو مقابلہ خاقان سے تھا اس سبب اسنے اپنے
 نائب کاوکی کو اپنی جگہ میں مقرر کر کے میدان میں بھیجا غرض آپس کے نفاق نے انیا کام بھیاں بھی کیا

بجز تسخیر کرنے کے ایسی عوی کی طرف کرنے والا تھا سو اس کے کینہ ویرسیہ کی تہذیب میں تھا اور ایک شہر
 منسلک کو ہی اس نے مار ڈالا تھا کہ یہ پیغام آیا سنکر قہر میں آیا اور سخت جواب بھیجا اور فوراً تمام لشکر کے جمع ہونے
 اور پارک پکب کے کانٹوں پر کھڑے ہو کر لاؤن کو تھوڑی سی فوج و دیگر مصیبت بخشی اور یحییٰ کی طرف راہ کھٹ
 کی دریافت کرنے کو بھیجا وہاں کیا دیکھنے لگے سرحد خائفانہ کیا کر کے چلے آئے اس طرف طیارہ موری تھی اور
 انکے سچے نہیں غفلت کی لیکن جب کسی بگڑتی ہی تب اچھی تہذیبی ہو جاتی ہی چنانچہ پہنچنے پر اپنی قوم کے
 سپاہیوں کو اون مقاموں پر متعین کیا جہاں اہل خانہ کی سکونت تھی تاکہ اگر یہ لوگ مستعد ہوں
 ہو دیں اور جنگیں سے مل جائے یا ہین تو اپنی سپاہوں میں چار موجود رہے تاکہ تمام ناراضی سے جو ان کے دلوں میں سیب
 اپنے پال ہو اور سرحد دوزخ کے تھا درخت بنات پیدا ہوں و غرض جو نہیں انکے کسی سپاہی ان کے گہروں پر
 پونہ بیچ خزانہ بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جب ہلوگ نکلاؤں مجھے جا چکے ہیں تو اب مردانگی کے یہی معنی ہیں
 کہ ہم سب بچے ہی ہو خواہیں غرض مجھے لوگ باقی ہو گئے اور آرتسلان خان سردار کارگاہ اور ایدقوت خان
 سردار اگورابینی اپنی فوج لیکر جنگیں سے آئے بعد اوس کے خاقان نے علانیہ لکھ کر جنگ جوئے مکمل میں شروع
 ہو دی گئی لشکر کو تقسیم اور بیڑوں اور دوسرے سالاروں کے مان کر کے نیوچی کے شہروں کے تلے اور خاک میں
 کرنے کو دوسری طرفوں سے روانہ کیا اور خود دشمن کے مقابلے کو فوج چیدہ ہوا لیکر آگے بڑھا یہ سالانہ لکھکر
 سردار نیوچی گہرا یا اور پیام صلح کا بھیجا لیکن جنگیں سے مطلق توجہ کی اور تین طرف سے اس نے اور اس کے بیڑوں
 اور سپہ سالاروں دشمن کے شہروں میں ایک شہر کو بعد دوسرے کے لینا اور ایک قلعہ کو بعد دوسرے کے قبضہ کرنا
 شروع کیا اور جب کہ خزانہ کی تمام کار کا ایک فرقہ اس کے آن کر ملا جنگیں سے اس کے سردار کو خطاب کا
 دیا اور اپنے سپہ سالار اپنی تہذیب کو عرب کی تاریخوں میں صرف فوج کو سب بدل کر کے جی کی نوٹیاں
 کہتے ہیں فوج لیکر اس کے ساتھ بھیجا تاکہ نیوچی کے خوف سے کسی کو اس کے بعد اری کرنے میں تامل نہ ہو
 اس امر کے ہوتے ہی بالکل قوم ختم کی اور ٹھہ کٹری ہوئی اور جنگیں سے مل کر کسی شہر نیوچی کو اپنے قبضہ میں
 لائی اور اس کے شاہ شہر لیا تو ملک کو جو مشرقی دارالسلطنت قوم نیوچی کا کہلاتا تھا بین لیا اب ہر
 دہر جنگیں سے سپہ سالار مغلی خزانہ بالکل قلعجات قریب دیوار ختا کو اپنے اختیار میں کیا

لفظ یہی ہی اور چونکہ غزنی میں حرمین نہیں ہی اس لحاظ سے جو بولہ ج کو عوض کیا ہی تھا بعد اس واقعہ
 جو سنہ ۱۲۰۶ء میں ہوا قوم لغمان اور قوم مرکات اور قوم زگرگان اور قوم کارلگ وغیرہ کو فتح کر کے چنگیز خاں
 سفیر و سر اقوام تاتار کے پاس خراج لینے اور اپنی خاقانی کو قبول کروا کر بھیجا اگر شرط مطابق اس کے عامل ہو
 اور سنہ ۱۲۰۹ء میں انگریز کا خان جو تاجدار گورخان سردار تاتار کا راختان کا تھا جو ملک تخت شمالی ملک تخت
 تہ جسکا سال با سابق میں مذکور ہوا کہ جب تخت ملک کی دو تقسیم تھیں صوبجات شمالی میں چار خاندان بادشاہوں
 کے تھے جن میں سے یہ تھا طالب و کاچنگیز سے ہو اکیو مکہ گورخان مذکور نے ایک سپہ سالار کو ملک اگیور
 تاتار میں بھیجا تھا اور اس کے ظلم سے لوگ عاجز چھپا چھپ کر آیا قوم اگیور کی تمام اقوام تاتار
 میں فی استعدا و بالیافت و آدمیت تھی اور مثل خانیوں کے وضع اونکی تحریر کی تھی اور علم و انسانیت کی بوجہ
 ان میں پائی جاتی تھی غرض یہ قوم جب تاجدار ہوئی چنگیز خان کی حکومت تمام ملک و اقوام تاتار پر پہنچی
 جتنی خوزیری سے یہ بات حاصل ہوئی اگر ذکر کی جاو تو صفحہ بیان میدان جنگ ورنی قلم تیرہ اور ریشمالی گون
 قطر خون ہو جائے اور دیدہ اہل بزم ایک دریا اشک رکاشا کہ پہرہ بیان سپہ اور گل پہول شو و اس سے
 اختصار کیا گیا کہ جب چنگیز خان طغرل خان پسر شر جان کی کہو پری کو پیالہ شراب پینے کا بنایا تو اسی سے بھمنا چاہے
 کہ اور وں کا کیا حال اسے کیا ہوگا القہہ مغرب پر قوم کا راختان اور جنوب پر ہمایا کی بادشاہت جسکے والی
 سب مانجر کہلاتے تھے اور جو تخت کئی صوبوں کے مالک تھے باقی رہے غرض قوم کا راختان کی سرخودی کا استیصال دوسرے
 وقت پر موقوف رکھ کر چنگیز خان مانجو وں کے باجگذا کرنے میں متوجہ ہوا اور ملک ختا میں قریب دیوار ختا کے یوٹرا
 کر کے داخل ہوا اور کئی قلعوں کو قبضے میں لایا لیکن جو کے شہر کو فتح کیا آخر کار جب خان شہر لیگ ہیا کو جو
 دارالامارت مانجو کا تھا محاصرہ کیا اور سب اپنی ایک بیٹی چنگیز خان کو نذر دیکر باجگذا وں میں اپنا نام لکھایا چنگیز خان
 کے ایک قبل سے مثل سب تاجدار تھے نیوچی یعنی خراج تاتار کے جو ملک تاتار کی مشرقی تقسیم اور ختا کے
 صوبجات شمالی کے تھے اور جب وقت جنگ چانگ بادشاہ نیوچی نے انکے اپنے ایک عزیز کو خراج سالانہ
 اقوام تاتار سے تحصیل کرنے کے لیے اس ملک میں بھیجا تھا وہ شخص نے اپنی چنگیزی کی طاقت کے ہوا تھا اور جب
 جنگ چانگ کے بعد اسکو تخت ملا اور چنگیز سے خراج طلب کیا مگر وہ بڑا شہر خاقان ہو چکا تھا وہاں شخص کب التفات

لیے خطاب پادری کا دنیا صلاح وقت سمجھا اپنیں جہنم کے لفظ پر سٹھینے پادری اسکے نام قبل تاریخوں میں
 دیکھنے میں آیا اور عید ہی پسر ستر جان ہی کہ جسکے باب میں قدیم رایتوں میں ایسے افسانے لکھے گئے ہیں کہ جرت ہوتی
 ہی غرض حقیقت میں قوم قزاق کا وہ سردار تھا اور مقام قزاقوں میں اسکی دار الحکومت تھی کئی امر میں توجہ
 اور اسکی باب کا ممنون احسان بیخبر شخص تھا لیکن شگری ظاہر کر کے اوس سردار سے جو کچھ کہے جسے توجہ کی غلطی نہ
 اور کے ملک چین لینے کا قصد کیا تھا جا لا اور جنگ کا سامان بچے جسکی آحر کار بڑی لڑائی ہوئی اور جس طرح سے
 ہمیشہ توجہ کو فتح ہوتی تھی اس نفعہ ہی حاصل ہوئی اور طفل ببادر کا سر نعمان تار کے ایک خان کاٹ ڈالا
 چند روز میں اسکا شریک ہی جو بانی سبانی اس فساد کا تھا مارا گیا اور اسکی لڑنے والے اسیر ہو کر توجہ کے پاس پہنچ
 دیے گئے اور یہی خاتمہ پر ستر جان لکھنے کا ہوا اسکے بعد کئی خوائین سردار نعمان تار سے سی تاباغ کے شریک
 ہو کر متعدد جنگ ہوئے لیکن توجہ کو سب پر فتح ہوئی سر میں بھی لڑائی ہوئی اور ہمارے ایام میں قوم مرکاٹ
 خان پر پہنچنے پائی بعد ان لڑائیوں کے اطراف و جانب کے تمام سرداروں پر ثابت ہوا کہ توجہ کا مقابلہ شوق
 ہی تہ سب سے بہتر ہے باہم ہو کر عرضی کی کہ ہم سب تابع داری کرنے کو حاضر ہیں اسی وقت میں ایک آزاد و مجتہد
 اون خوائین کے مجمع میں اچانک آگیا اور کہنے لگا کہ خدا اپنی مرضی کا اظہار مجھے کیا ہی کہ توجہ کو ایک سے بڑے
 کا ہو گیا اور بعد اس کے لکھنے میں اس کے خاقانی کا مرتبہ رہے گا اسلئے اسکو لقب چنگیز خان کا دیا
 چاہتے ہیں اسکی بزرگی ظاہر کر کے بھی لکھ چلا گیا اور قیاس سے بعید نہیں کہ اوس مجتہد کا اوس مقام میں
 میں وقت پر آنا اتفاق سے نہ تھا اور غالب ہی کہ اسکو اشارہ اسطرح کے کہنے کا ہوا تھا تاکہ وہ سردار
 جو باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ چنگیز خان کی برابری کرنی دشوار ہی مگر اسلئے کہ اپنی زبان سے
 جسکا اقرار و کونا گوار تھا اس کے اظہار میں خفیف نہ ہو میں خدا اسکی یہ راہ نکالی بہر حال اس آزاد
 کا یہ کہنا تھا کہ تمام سرداروں نے اپنی اپنی فوج ایک میدان وسیع میں جمع کر کے موافق اوس دستور اور مضابطہ
 جو ان کے میان مروج تھا اور کجا بیان اسی جگہ تیسرے دفتر میں ہی توجہ کو خطاب چنگیز خان کا دیا
 اور منشی زبان میں جنگ کے معنی بزرگ ہی اور گزیر اتم تفصیل ہی اسلئے چنگیز خان بمعنی بزرگ تروی الفظ
 کہ یہی صحیح ہی کیونکہ عرب کے مورخ چنگیزی کہتے ہیں اور فارسی اور ترکی اہل سیر چنگیز کہتے ہیں لیکن اہل

جب نہیں لیکن اغلب ہے کہ یہ لیلیٰ فقیر بعد جنگ کے غیر زندہ ہونے کے طیار ہوا جب کسی کے جوتوں
 نیکا خوف نہ تنازع جب جنگیر تیرہ برس کا ہوا اوسکے باپ نے انتقال کیا اور اوسکی ماں اولین ایک ناظم
 مرنے لگی بعض اقوام تار کے جوا بعد اسی کی خان کے تھے یہ سمجھے کہ بلو کیا عین وقت یہ ہے کہ زمام
 دست کم عقل عورت اور شیریں کے لڑکے کے ہاتھ میں گناہ بیٹھے کہ ایسے شخصوں کے واسطے عقل کا ہا
 رت سن کی جہت نہ کہ عقل کے سبب ہوتا ہی اور بزرگی بقول سعدی علیہ الرحمۃ عقل ست نہ بسال غرض چتر
 لوگ بڑے بیٹے جنگیر تلوار لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور اونپر ایسا بیانی نال جا پڑا کہ سرکشوں کو بجز بچل گئے کے کچھ برن نہ آئے
 نیم شکست کال و نہیں نہ لی اگرچہ اتنا ہوا کہ جنگیر تان پر راخت کرنے کہ تہیہ میں جو سرگرمی تھی ٹھنڈی ہوئی
 پانی تین برس کے بعد جنگیر کو خبر ملی کہ تیس ہزار فوج تار برون کی اوسکے ملک پر پورش کو قصد طیار ہوا
 ہے یہ سنتے ہی اوسنے تیس قوم عقل کو جوا بعد اٹھتے جمع کر کے ایک صفت باندھ جسکی اشدت پر خیمہ اور جوشی
 و عورت اور لڑکے باندھے مرین وغیرہ سب جب غنیم سے ساسا ہوا جنگیر تان ایسا ایسا کام کیا کہ بڑے بڑے
 پرانے سپاہی زخم خوردہ جنگ آزمودہ اوسکی مردانگی پر حیرت زدہ ہو سکے ہون کے پوش جاتر ہوا آخر دشمن کی ایسی
 دی گئی کہ پانچ یا چھ ہزار لاشیں میدان میں رہ گئیں اور ہزاروں مرد گرفتار کیے گئے اس فتح کے بعد تموجن نے
 اپنے سرداروں اور سپاہیوں میں بالکل یغما بانٹ دیا اور سردار باغیوں کو کہو تے پانی کی دیک میں ادا ہوا
 اور اوسکے مال و اموال لٹے اسکے عورت اور لڑکوں کو اسیر کیا اسکی شہرت چوہوئی ایلارون و جوا سپاہ کے حو
 تموجن کی دوستی کے خواتین سب سے غرض وقت میں تیوچی یعنی خرجی تار کا سردار تمام ملک تار کا ملک تار
 خاقان کہلاتا تھا اور تموجن مثل اور خواتین کے اوسکا باجگزار تھا اور اسی ایام میں بعض سرداروں کی سرکشی
 سے تموجن اور طغرل خان قوم فرارت کے سردار کو حکم باغیوں سے جنگ کرنے کا ہوا یہ گئے اور فتح کر کے
 آئے اور تموجن کی بہادری اور سپاہگری خاقان کو ایسی پسند آئی کہ اوسکو فوج جس کے ایک عمدہ جلیقہ سردار
 ہوئی طغرل خان کا ندیب عیسائی تھا جب اس طرح کے انجان کا راج تار میں ہوا اور عیسائی پاری
 جسکے بہت پرستاروں کو اوس یار میں اور اس پرستار تھے تو یہ سرداری اونا کامر ہو کر اپنا نام جان لینے بجز کہ ہوا
 تھا اور چونکہ سرگرم اور جافشان عیسائی مذہب کے رواج دینے میں تھا اور پاریوچ نہیں اوسے مقرر کرنے کو

باب میں ایسے افسانہ نہیں کہنا ہوں کہ اوس کے بیان عجیب و غریب ہوتی ہی اور خیم کو اسکے دروغ پرستی آتی
 ہی اسکی مثالیں دینی صنف و رنگین کیونکہ جسے کتاب میں مذی ہی بھی کی ہی صدائے قلین اس طرح کی اوسکی نظر
 سے کزری ہوئی کی چنانچہ سنوں کی تدریجوں میں چکنیز کی پیدایش کے باب میں روایت عجیب و غریب اور
 ایک جملہ یہی کہ ایام قدیم میں اوس خاندان کے خواتین سے ایک شخص کے جسکا نام حیدر خان تھا
 دو بیٹے تھے جو اب کے بیٹے تھے ہر گز غرض ایک کے بیٹے سمنی دی جن بایان کو دوسرے کی بیٹی سناہ الا
 تو اکا کلاچ ہو اور داوا کے تھوڑے دنوں بعد جب دی جن بایان کا انتقال ہوا دس بچے اور اوسے جو رو کو چور گیا
 اور وہ نیک بخت اپنے لڑکوں کی پرورش میں مشغول رہی چند روز کے بعد ایک صبح کو جو خواب سنا اوسکی نگاہ
 کھلی خیمے میں بڑی روشنی مثل آفتاب کے دکھائی دی قعب کو خیال کرنے لگی کہ یہ روشنی کہاں سے آئی کہ تیر
 میں عکس جو پہلا تھا رفتہ رفتہ سمٹنے اور عورت باند بنے لگا اور ان کی آن میں اوسے نور کشیہ ایک مرد حسین اور
 وحیہ کی پیدا ہوئی الا ان قوا حیرت زدہ ہو کر چاہی کہ اوتھہ کربہا کے گمراہ پانوں نہ اوتھے تب قصد چلانے کا کیا
 مگر زبان آواز نہ نکلی کہ اتنے میں وہ ٹکل اوسکے ساتھ ہم بستر ہوئی چند روز میں جو علامت زلح حاملہ کی اوسمیں
 ظاہر ہوئی اور سوقت تمام تازیوں میں شہرت ہوئی اور سرداروں نے قابل قتل کے اوسکو تجویز کیا اوہنے
 تمام ماجرا کہ سنایا اور یہ کہا کہ پورے دن تک آپ سچکے پر بنے اگر تین بیٹے میرے نہ ہوں تو بچہ قتل کیجیے
 ورنہ میرے بیان کو واقعی جانیتے آخر تین بیٹے اوس نیک بخت کے پیدا ہوئے جنکے نام لوگم گنا گرن اور
 باسکن سامبی اور پوز تاجر کہے گئے جبکہ ایک عقب نور اینوں نے اطفال نور ترکی زبان میں ہی عن حسن
 اوسے روایت کا بیان ہی کہ پوز بخرنی نسل سے چکنیز خان تھا اگر تحقیق یہی کہ قوم نسل کی ترقی چکنیز خان سے
 پیدا ہوئی اور اوسکا باپ یسوی خان بہادر تھا جسے اس نے کا نام تموجن اس لیے رکھا کہ جس روز دوسرے
 خرنے کے خلون سردار سمنی تموجن پر ظفر باب ہو اوسے دن چکنیز کی پیدایش کی خبر پہنچی اور تاکہ اوشخ
 کی بارہویسوی خان فریبے کو وہی نام دیا نقل ہی کہ پیدا ہوئی لوگوں نے دیکھا کہ اوسکی آنہنی مٹھی منہی
 ہوئی ہی انگلی کہل کے دیکھتے ہیں کیا کہ ایک دلاخون بچہ کا اوس میں ہی اوسکی تعبیر وزیر نے یہ دی کہ
 لڑکا بڑا سردار ہو گا اور اکثر خلون کو فتح کرے گا اگرچہ ایسے ماجرا کو ہونے اور کسی شخص کے ایسا کہنے

منج کر کے خاندان النون کی تلاش میں اونکی بھج گئی اس سے میں ایک بجائی مرحکا پٹھا اور ایک جج بجاوہ
 اپنی ماں اور وزیر اعظم اور چند دوستوں کے ساتھ اپنی بھج میں تھا کہ منگل امیر البحر پونچا اور لٹھی بھیجا کہ اگر
 قبلہ خان کے خنوی میں چلو تو بہتر ورنہ مقابلہ کرو اسکا جواب ختائی وزیر نے بہت سخت دیا اور سامنا
 بحر سے بھرکا ہوا اوجھ سے شام تک ایسی لڑائی رہی کہ سمندر کی رنگت بدل گئی لیکن آخر ختائی بھگوست
 کامل بی غرض جب یہ نوبت پہنچی کہ تاملاری جہازوں نے سارے ہمارے نکل جانے کے سبب اور شاہزادہ کو
 وزیر اور اس کے ساتھی سب قریب گرفتاری کے ہوئے وزیر اپنی بی بی اور لڑکوں کو سمندر میں ڈال دیا
 اور شاہزادے کو کھا خداوند مذہبوں کے ہاتھ پڑنے سے آبروریزی اور بڑی خرابی ہو گئی جہاں بیا
 یہ کماؤنے اور فتخوڑ کو گو دین اور ٹھا پانی میں کو دھڑا اور اسیلج سے شک لگوانے کا خاتمہ ہوا اور منجلوں کا
 دور ختائین شروع ہوا بعد شاہزادے اور وزیر کے خود کشی کے اکثر امرا اور وزرا نے اسیلج سے اپنے کو
 ہلاک کیا اور ختائی امیر البحر نے جب سب کا یہ طور دیکھا سمندر میں غوطہ کھانے کے اون بادرون کا بیڑہ ہوا

سولہواں باب

منگل کے خاندان کے بیان میں

جب کہ ترک کی سلطنت بگڑی اور اونکی جمیت ادھر ادھر پریشان ہو گئی تو اون کے اقوام طبقہ تاملین
 پناہ لئے ہونے ایک گروہ بنی کہ جس کا لقب منگل تھا اور اسکا حال تفصیلاً امیر فرنگین لکھا جاوے گا بیان
 اتنا ہی کافی ہے کہ قبلہ خان اسی قوم سے تھا مگر چونکہ اس کے دادا چنگیز خان نے پہلے ملک چین میں
 کی اور اسکے قوت اور قہم کی آمد و شد وہاں ہوئی اور آخر کو اس ملک میں اونکی سلطنت کی بنا کی گئی اسوقت
 لازم ہی کہ اسکی کچھ کیفیت کہی جاوے تاکہ معلوم ہو کہ کن جہتوں سے ان لوگوں کا داخل ختائین ہوا اور اس
 نے کیا باعث تھا اور کیا نتیجہ اس سے حاصل ہوا اگرچہ واقعی یہی ہے کہ آدمی کی حقیقت حال اس کے جوہر
 ذات سے متعلق ہی اور جب کہ خلائق اسکی بدی پر فرین یا اسکی نیکی پر تحسین کرتے ہیں تب حسب نسب کی
 طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی ہی اور نہ باپ و دادا کی بزرگی نفرت کو کم کرتی ہے اور نہ ان لوگوں کی
 بد کرداری بیٹے کے حق میں مضربوتی ہے لیکن باہنہ سلف کے اکثر سیر و تاصیح میں نامی آدمی کی پیدائش کے

ہانگ چو مین بھی مغفور کو تانا زجا کر گھنٹا اور ایک دفعہ اسی قصہ سے اپنے رسالے کو لیکر اوس
 ریا کے کنارے تک گیا لیکن اوس بجز سوئی کان مین گہوڑا ڈال کے پار جانے سے سواروں نے
 انکار کیا اوس وقت عدل حکمی کے باعث سے ایک مقدمہ ایسا ہوا کہ سردار تانا مارا گیا سنہ ۱۱۳۲
 مین ہر سنگ تخت یر بیٹھا اور تانا مریون نے نہ اس بادشاہ کو ستایا اور نہ دوسرے کو چوسنہ ۱۱۹۲
 مین قائم مقام ہوا غرض سنہ ۱۱۹۹ مین نیم سنگ مغفور ہوا اوسے جو کم بختی ہوئی سنگ کی طرح
 آئی اسے منگولوں سے بچوچی تانا مریون کو غارت کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا اور ان دونوں
 قوموں مین جو لڑکپان اس سبب سے چنگیز خان اور اوس کے بیٹوں اور پوتوں کے وقت مین بیٹوں
 باب آئندہ مین مذکور ہووونگی لیکن مفت مین ختائی پیسے جاتے تھے اس لیے کہ جنگی فتح
 ہوئی اسے ختائیوں کو دشمن کی رعیت جان کر لٹٹے مارنے آکے بڑھتے تھے اور جنگوں
 شک سے ملتی ہی اسے تاراج کرتے پیچھے ہٹتے تھے تاکہ دشمن کے ہاتھ کچھ نہ لگے غرض
 دونوں قوم تانا مارا کو بچکتی کے دو پلے سمیٹے اور ختائی بیچ مین مثل گھون کے پیسے جاتے تھے
 سنہ ۱۲۶۶ مین تو سنگ مغفور ہوا اور بد کردار خلا امرائے قلاخان چنگیز خان کے کچھوتے
 کو جو خاقان تانا تھا پیام ملک حوالہ کرنے کا پہنچا غرض چونکہ باب آئندہ مین اسکا حال
 بالتفصیل ہی پیمان مختصر ہی کہنا چاہیے کہ خاقان کے سرداروں نے پرگنے کے بعد
 پر کہہ چھین لیا اور بادشاہ کو اوس پر ہی بجز عیش کے کچھ نہ سوچا آخر کو جب مارا گیا اور تین بیٹوں
 مین سے دوسرا لنگ سنگ سنہ ۱۲۷۷ مین عالم طفولیت مین قائم مقام ہوا اوس وقت قلاخان
 نے سزار بابایان نان کو فوج بہار کے ساتھ دارا خلافت کے لینے کو پہنچا اور ختائیوں نے جب اسکا کیا
 اکثر شکست پائی آخر کو شہر ہانگ چو مغفور کا پای تخت چین گیا اور صاحب اوس کم بخت تخت کا فرما
 ہو کر قلاخان کے حضور مین پہنچا گیا اگرچہ اوسے سیر رکھا لیکن ظاہر غرت کرتا رہا لغرض دوسرے
 دو بمائی چند تھا اور اقبلا کے ساتھ جہاز پر سمندر مین بہا کے اور ایک بعد دوسرے کے
 حماقت کی راہ سے مغفور کھلا یا لیکن ہان بھی تانا مارا پونچھے اور کان آمان کے شہر اور صولے کو

پس کیا غرض اس طرح سے آبرو اور جان کو بچایا اس کے بعد میں کئی ملکوں کے سفیر حاضر ہوئے اور
 مل قیصر روم نے اپنے پاس تخت قسطنطنیہ سے تحفہ اس فنغور کو بھیجا اس بادشاہ کے بعد میں
 شاہ اور پے در پے اپنی اپنی باری سے تخت پر چند سال بیٹھے اور مر گئے اور ان کے بعد میں
 ملی سامنے قابل فکر کے ہنسن ہو غرض جب مولیٰ سنگ مسند پر بیٹھا تو نویں تار کی قوم کو اس
 مار کو کرکھا کر دے دوسری قوم تار کے ساتھ کبھی پر گون کو لے بیٹھے ہوئے تھے اس کے
 ورتانیوں کا عیون لیونیک غرض ان لوگوں نے کیا کام کیا کہ اس قوم سے ملک چین کے
 ہی اوپر قابض ہوئے بلکہ دوسو ملے اور بھی ملے کھٹے لے لے اور خود دشمن فنغور ہوئے
 بقول شخصی صلا شد بلا شد آخر الامر فنغور فرج لیکر اس کے مسد کی طرف گیا اور چاہا کہ کیا حد
 لوگوں کی عملہ اری کی مقرر کرے تاکہ پیچھے قبیضہ نہ ہو وے لیکن وہ ان پر فحشا تھا کہ تار یون
 نے کین گاہ میں اس کے گرفتار کر لیا یہ ماجرا ۱۲۵۵ھ میں ہوا اور اس کے بیٹے
 کن سنگ نے خبر سنتے ہی چھ وزیروں کو اس لیے قتل کیا کہ ان کی سازش سے فنغور
 کے ہاتھ ہینس گیا تھا یہ سب کچھ اس نے کیا لیکن تار یون کو تر شکست نہ سکھایا
 باب کو کسی تدبیر سے پرچہ لایا لیکن ان لوگوں نے پہلے ہوا کی توجہ چین لیا اور بعد ازاں
 دارا خلاقہ کو قبضہ کیا اور فنغور کے اقربا اور محل سے اس کے ہاتھ میں آیا اور تار
 کا سردار تخت پر بیٹھا اور آپ ہی آپ فنغور کہلا یا غرض کن سنگ بہت سے لوگوں کے ساتھ
 کے شہر کو اپنا پخت کیا اور جب مر گیا اس کا بیٹا کا و سنگ قائم مقام ہوا اس کے
 میں فنغور ایسا عاجز ہوا کہ خان تار کے پاس عرضی مثل لڑکے کرتا اور اس کے
 خادم کا اپنے حق میں کہتا تھا لیکن وہ تار ایسا جھوٹ نہ تھا کہ ایک فخر سے بن آجائے
 اور اپنی بازی کو نہ کیلے لیکن اس قدر انکساری سے اتنی بات حاصل ہوئی کہ اس کے
 جو شخص خاندان شاہی کا مرتقا تھا اس کی لاش کا و سنگ کے یہاں کن دفن کے لیے بھیج دیا
 اور یہی عروت غنیمت نہی اس لیے کہ بائگ نہی کیا بنگ کا دریا سے ہوا اور خوار گراں ہو تا تو

مطیع اللہ ابو القاسم ابو العباس نے جو خلفاء آل عباس تھے سنہ ۳۶۲ ہجری میں تختہ
 ہیمجا اور دوستی کا نامہ فغفور کو لکھا اور سکائیٹا سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ بھادر
 اور شبنم تھا لیکن تمارین نے برا عاجز کیا اور ہمیشہ تنگ رکھا آخر کو اولن سحرانیوں کی فوج
 بیچ ملک کے کوئٹی اور تاراج کرتی چلی آئی لیکن اوسکے ہٹانے کی عیہ تدبیر فغفور کو مسیحی کہ
 شب کو ہر ایک خانی سپاہی نے دہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں گھاس کا پولا جھکے
 شہر و غل کے ساتھ تاراج پر لڑا اور اوسکے گھوڑوں کو ایسا بھڑکایا کہ دم بہر کا ہی مقابلہ کر کے
 غرض اس شکست سے بادشاہ کو فقط دو ایک مہینے کی مہلت ملی کیونکہ دوبارہ او کی فوج آئی اور
 فغفور سے بچر صلح کرنے کے کچھ دن آئی اس فغفور کو ہند کے بعض راجوں نے نذر بھیجی تھی
 اور دوستی پیدا ہوئی کی آرزو ظاہر کی تھی یہ سنہ ۹۹ میں اوسکا انتقال ہوا اور اوسکے بیٹے
 چین سن کو ناماریون نے اتنا تنگ کیا کہ آخر کو فغفور سے خراج قبول کیا اور بعد اوسکے بار دیگر
 یویش نکر نکایا اقرار کیا لیکن اب چند روز کے وہی پرانا نقشہ پھر ہوا اور ونگ ٹانگ اگر ایسا
 وزیر باتہ سیرینوتا تو زیادہ پیچڑتا کیونکہ بادشاہ بزدل اور ضعیف العقل اور اکثر اوقات اپنے غلوں
 کی تعبیر خواجہ سہون سے پوچھتا رہتا تھا اور ان مرد کون سے اپنی قوم کو منظور نظر کرنے کے
 لیے ہمیشہ اسی بطلان میں فغفور کو رکھتا تھا اور خوب اپنا ہاتھ پائون پھیلا یا اور ظلم بھی حتی
 الامکان کا یہی حال تھا یہاں تک کہ اس کے وفات اور پاجی پرستی کرنے کا نتیجہ برآ ہوتا اگر وزیر عظم
 سلطنت کو سنبھال کر کہتا ہے سنہ ۱۰۲۲ میں اس بے وقوف بادشاہ نے جہان سے
 رست کی اور اوسکا بیٹا جنک سنگ صغریں میں تخت نشین ہوا جب تک کہ نابالغ رہا اور
 اوسکی ماں نے امیر سلطنت کا انجام کیا تا مار کا زور کچھ تھا تھا لیکن جو بھین بھیہ گئی
 بیٹیا اور اپنے احکام جاری کرنے لگا اوس قوم نے پھر قصد یورش کا کیا غرض ان کا عجب
 ایسا بڑا تھا اور بادشاہ کو بھیہ خوف پیدا ہوا کہ کوئی لاکھ روپے اوسے تمارین کو نقد دیا
 اور کئی شہر خاص ختا کے جو اونکے قبضے میں پہلے تھے مگر ہمیں لیے گئے تھے سب کو فغفور نے

سدرہاوان باب

سنگ کے خانوادے کے بیان میں

چو کونگ یں کے آباواجداد امر اکبار اور سرکار میں عمدہ دار عالی وقار تھے اور چون کہ رعایا کی مرئی سے یہ شخص تخت پر بیٹھا لقب اوسکا تیسوا اس لفظ کے فقط معنی سے ثابت ہی کہ یہ شخص اسبب نیکی کے بڑے رتبے کا تھا چنانچہ ٹیسیو کا ترجمہ قبلہ گاہ عالیجاہ ہی اور یہ خطاب زبان خلعتی نے نے ساختہ دیا اور حقیقت میں جب تک جبار رعایا کے ساتھ مشا پر کے پیش آیا اور کوئی حرکت ایسی کہی اوس سے صادر نہوئی کہ ادنی سی رعیت کو ایذا پہنچی اس جہاں جلال پر اپنا دشمن فضول خرچی اور خوش لباسی اور شکم پروری اور ہر طرح کی نفس پرستی کا تھا کہ ایچ محل سلو کی ستورا توں کو سولے سادی سید ہی وضع کے سنگا و سنگف کی متباع ہتی اور مدبر اور بجا در ایسا تھا کہ آخر تلج و تخت حاصل کیا اور باوجودیکہ خود ایسا فاضل نہ تھا کہ اوسکی لیاقت کی شہرت ہتی لیکن شعرا اور علما کی قدر پہچانے اور عزت دینے والا تھا اور دم مرگ تک دولت سرا کے چاروں مرد و ازون میں سے ایک کو کہی نہ دن نہ رات کو بند رکھا اسکا سبب جب کسی نے پوچھا جواب دیا کہ میرا گھر مثل میرے دل کے ہر وقت کھلا رہتا ہی تاکہ جو داوخواہی کو آو اپنی داد تک پونچھنے میں کسی دربان کا ممنون احسان نہوے اور سوا اسکے جو لوگ غلام و کنیز کی قسم سے ہمارے گھر میں میں مختار چلے جانے کے ہر وقت رہیں کیونکہ نوکر بیدل دشمن کے برابر ہی ہوتے ہیں جب وہ بادشاہ جہان غانی سے ملک عابد ویدانی کو گیا تمام عالم نے غم کیا اور بدتوں کی جیب اوسکی یاد آتی ہتی لوگوں کے ولوں سے نا اہل و خلیا بلند ہوتا تھا اوسکو بند دینے کے لیے سنف اور ختن کے بادشاہوں نے سفیر بھیجا اور خلیفہ

یہ رعایا تو تنگ کیا بلو کی آگ شعلہ فگن ہوئی لیکن وقت کی خوبی ایسی تھی کہ بنی کینگ سپہ سالار نکلیا
 کر دافغور کی فوج میں تھا اوس نے باغیوں سے ایسا بندوبست معقول کیا کہ قتلہ زیادہ نہ بڑھا
 شہ میں ہی تنگ نے اقبال کیا اور اوس کا مینا چو تنگ تخت نشین ہوا غرض جب خوجون نے دیکھا
 کہ وہ قتلہ اور بدتر ہے اور احکام میں اوس کے عجب طرح کی دانائی اور پیشین بندی معلوم ہوتی ہے
 فوراً بدحواس ہوئے اور سمجھی کہ ایسے شخص کا دور اگر رہے گا تو ہم لوگوں کی حکومت بیشک اٹھ جاوے گی یہ چونکہ
 اون مردودوں نے ایک روز فغور کو محل سر میں غافل کر ایک چہ بچے میں ڈال دیا اور درزات میں
 قیل سا کھانا دینا شروع کیا غرض زیر اعظم نے کسی فکر سے اپنے خاوند کو اوس کدھے سے نکالا اور
 اور دو چار وزیرین فاقون سے مر جاتا القصبہ جب فغور کی جان بچی اور اون موزیوں کے ہاتھ سے
 مخلصی ہوئی دیکھتوں کو بادشاہ نے اجازت خوجون کے قتل کرنے اور لوٹ لینے کی دی اور لوگوں نے
 اپنی دانست میں ایک خوجو کو تمام ملک میں زندہ بچھوڑا اور اون کے مکانات کھدوا کر دغینہ نکالا اس طرح
 سے تمام عالم کا صبر و تحمل ظالمین پر اور فغور نے اتمام کیا لیکن اون ناکسون نے اینا نواد کو ایسا
 کر دیا تھا کہ ایسے بادشاہ نیک تدبیر سے بھی کچھ نہ ہو سکا اور گھڑی گھڑی تزل ہونے لگا آخر کو سلطان ملک
 نے بلو کیا اور فغور کو مار ڈالا اور چند روز کے لیے ٹانگ کے خانواد کے ایک شخص کو برائے نام تخت پر
 بٹھا کے اٹھا دیا اور کچھ جاگیر کھانے کے لیے دیکر آپ منہ نشین ہوا اسی طرح سے ٹانگ کے
 خانواد سے تخت شاہشاہی چھین گیا اس سانحہ کے بعد پچاس برس کے عرصے میں پانچ
 خاندان فغوروں کے ہو گئے کسی میں دو اور کسی میں تین اور کسی میں چار بادشاہ ہوئے اور چونکہ کوئی بات
 قابل توجہ نہیں رہ کر نے کا جن لوگوں کے وقتیں نہوئی اور سوا آپس کے سر مشول کے کچھ موقع میں نہیں آیا
 اس کا بنا سے راقم نے تفصیلاً لکھنا فضول سمجھا غرض چونکہ ٹانگ بن پانچویں گھرنیکا وزیر عظم بچھا فغور
 خاندان تنگ کا ہوا اور چونکہ تین سے اوپر بن سدا ملک خوار رہے اور اوس عرصے میں برسے

بڑے ماجرے ہوئے ذکر او کا ضرور

نقطہ

دیکھ کر کیا کہ خوجون کو سب عہدوں سے معزول کرے اور خاک میں ملا دیوے کیونکہ انہیں لوگوں
 کے ورغلائے سے اوسکے باپ اور دادا کی جان گئی تھی لیکن ان کو نکرا مومن نے اوسکی طبیعت اپنے
 رشتہ دیکھ کر ایک رات کو خواب میں اوسنی مٹھا کر کے مار ڈالا اوسکا بہائی ون سنگ چودہ برس مغزور رہا
 ورجو اہر سرائون نے اسے جسے کے بعد جو بھیج دیکھا کہ اونکی حکومت میں کمی گئی غور اوسکو مار ڈالا اوس
 جادو سنگ تخت پر بیٹھا وہ بادشاہ نیک طبیعت اور عالی حمت تھا اور ایسا مذہب کہ بتیو نہیں پاشی سے نفاق ڈھونڈا
 وریٹھا اون لوگوں کا تماشہ دیکھتا رہا کہ کس طرح سے وہ آئیں ہی میں لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک کا ایک سر کاٹتا
 اور یورش کی فرصت نہ پاتا تھا غرض ایسے وانا شخص کو معلوم نہیں کیا فقرہ خوجون نے دیا کہ کسیر لقا
 لو اوس نے رست سمجھا اور اوسکے استعمال میں اپنے کو ہلاک کیا چوندہ تاریخ ختا سے ظاہر ہے کہ اس
 بادشاہ نے فرمان پر فقہر عیسائیوں کے حق میں جاری کیا اور ان کے گرجوں کو توڑا ڈالا اور پادریوں کو
 ملک سے نکلوا دیا سچمت سے ثابت ہے کہ عیسائی مذہب ختائیں نام کے قبل عرصے سے رائج تھا
 جب اس سنگ مہ گیا خوجون نے ایک شہزادے لن سنگ کو بیوقوف اور خبط الحواس سمجھ کر تخت دیا اور
 وہ بھلی سیا چالاک و رومی ہوش تھا کہ جب تک اپنے کو مضبوط نہ دیکھا خوجون کے سامنے آؤ نہ بار
 لیکن جب ایک زیر رشتہ ضمیر نی مرضی کے موافق ملا فن فریب کا پردہ اوس نے اٹھا دیا اور
 خوجون کی فکر میں چلا لیکن اون لوگوں کا اختیار ایسا تھا کہ بادشاہ اور وزیر دونوں کو ایک ورنہ ہون
 نے زہر دلوایا چستہ میں سنگ چانگ گدی نشین برائے نام ہوا کیونکہ فرمان بردار کا فرمان
 تھا اور طرح و وزن مرید تھا محل والیاں خوجون کی تابعدار تھیں جس امر کو انہوں نے چاہا وہی
 کلفت ہوا بعد اوسکے امی سنگ اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور خوجون کو مالک کل بنا کر آپ عیش میں
 اوقات بسر کرنے لگا باوجودیکہ خوجون کے ظلم سے بلوا ہوا اور انواع طرح کا فتنہ معسودوں نے برپا کیا
 لیکن مغزور دنیا اور ایفھا کی کچھ خبر نہیں کھتا تھا آخر کو جب مر گیا اور اوسکا بیٹا ہی سنگ بارہ برس کی
 عمر میں قائم مقام ہوا ملک کا حال قریب تباہی کے پہنچا تھا اور خدا نے غضب بھلی و سی وقت ایسا
 نازل کیا کہ رعیت قحط اور خشک سالی کی شدت سے جان بلی ہوئی اور خوجون نے اوسپر جب معمولی خزانیکے

اس بغاوت کے بعد اہل بیت نے پھر رول کیا اور کئی ہرینوں کو لوٹ لیا ان ضدیوں سے مخور
 کے مایوسیا نے زور کیا بلکہ ہلاک کر ڈالا۔ اسی عہد میں اقوام عرب سے جو ماور النہر میں تھے اور
 حاتیوں سے اکثر سامان جنگ جلال کا ہوا اور اگرچہ شہ میں فوج تھا کو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ عرب
 سب ان گئے لیکن شہ میں اونکا پھر زور ہوا اور بلو کر کے ختن اور کاشغر اور کسا اور ہر اشار کے قلعوں
 کو اپنے قبضے میں اونہوں نے کر لیا مگر اسپر بھی مخور کی جو بات تھی نہیں گئی اور تین برس کے بعد ان
 کے گرد و نواح کے والیوں نے سفیر بھیجا۔ شہ میں حن سنگ کا بیٹا مسند پر رونق افرا ہوا
 اور سات برس بیٹھا اور پھر ایک امر کے جب تجار عرب اور ایرانی نے شہر کا نشان کو محاصرہ کر لیا تو
 ان لگا کے اپنے جہازوں پر بھاگ گئے تھے اوسکے عہد میں سب طرف امن رہا سوائے اسکے بھی
 ایک بات قابل تذکرے کے وقوع میں آئی کہ خلیفہ کے سفیر سب دربار میں تھے لیکر آئے اور ہر فرار
 ہو کر رخصت کیے گئے تھے۔ شہ میں مانگ تحت پر بیٹھا اور رفتہ پھر جاگا اور غنیموں نے سر اٹھا
 لیکن مخور سب پر غالب رہا۔ شہ میں اوسکا بیٹا بیانی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجود دیکھ
 حاقت اوسنے کی کہ خو جون کو پھر ثروت دی گویا پاؤں کی جوتی سر پر رکھی لیکن اقبال یسا
 زبردست تھا کہ باغیوں اور تاتاریوں کی یورشوں سے کچھ ٹھوسکا اور مارون رشید نے
 اوسکے جاہ و جلال کا حال سنکر تھکے بھیجا۔ اوسکا پوتا شہ میں سدا رہا ہوا وہ عالم اور عالم
 تھا ہم دیکھ کر خو جون نے ترغیب دے دیکر اکیسربقا کا استعمال دس سے کروا یا عرض جب
 اونچر عظم نے ہلاکت کے قریب اوسکو پونچھایا ہوش ہو گیا اور بالکل حضور ہی خواجہ سراؤں کو
 اپنی مرگ کے قبل دسے مروا والا اور بھیہ انتقام لیکر اون لوگوں کا ہمار ہی ہوا۔ شہ میں
 اوسکا بیٹا بیانی سنگ جانشین ہوا اور خانی مورخوں نے اوسکے دسے یہ قصور ٹھہرایا ہے کہ با
 کے نیے فقط ایک مہینا اوس نے غم کیا حالانکہ تین برس کی ماتم لازم تھا سوائے اسکے عیاشی اور
 کاٹی کا بھی لازم اوسکے سر رکھا گیا ہے عرض اکیسربقا کے فقر میں وہ بھی گیا اور اپنے کو اپنی
 تمام کچھ شہ میں اوسکا پوتا کینگ سنگ تحت پر بیٹھا اوس نے جلوس کرنے کے ساتھ ہی

یعنی خیر عیب جو راقم نے بیان کیا سبب اس کی خیریت کا ہو کیونکہ جو رو بڑی عاقلہ اور دور اندیش
 اور تمام امور سلطنت اوسے متعلق تھی اگرچہ فقور کی والدہ بھی عورت مرطوبیت تھی اور اکثر امور میں دخل
 دیتی تھی لیکن ایسی خوشنوا تھی کہ اگر فقور اپنی بی بی کا عاشق ٹھوتا اور اس کی بات زیادہ نہ سنتا تو ان کے
 م سے بلوا ہوتا سو اس کے اسٹیل بڑھیا کو سلطنت کرنے کی بھیجے ہوس تھی کہ جو نہیں اسکا بیٹا ملا اور پوتا
 بھاؤس نے برس زمین اسکو تخت سے اتار کے آپ ہی مستدریجی اور اکیس برس سلطنت کی وہ بھی
 ترہ اور خلق پرور تھی ۶۴۶ء میں فیروز شاہ ابن یزدگرد کو فقور نے نامہ خطاب شاہ ایران لکھا
 چھ سی چوتھ میں شاہ ختن اور فیروز شاہ ختا میں آئے اور پانچ برس کے بعد فیروز شاہ نے یزدگرد
 فقور کی نوکری کرنے کی درخواست اس مضمون کے ساتھ کی کہ جس حال میں ہمارے آبا و اجداد کا
 چھن گیا اور کچھ امید اس کے پھر پانے کی نہ تھی اور ہمیں محتاجی ایسی ہوئی کہ نان شبیہ متعلق آپ کی ذات
 سے تو مناسب بھی ہو کہ آپ کے کرم کے عوض ہم کچھ خدمت کریں اور حلال کی روٹی کھائیں
 نے فوراً اپنی خاص ملٹن کا سپہ سالار فیروز شاہ کو مقرر کیا اور بھیجے نقل وں لوگوں کے واسطے عہد
 انگیز جو باوجود حکومت نہ رہنے کے اغیار کی بخشش ہزار اوقات رکھنے میں شرم نہیں کرتے
 اور سخت کرنا تک جانتے اور بھیجے سمجھتے کہ مردانگی کی بھیجی تھی کہ اپنی قوت بازو کی روٹی
 کھائیے اور دست سوال نہ پھیلائیے بقول ناسخ کے بہت بیت یہ سب کی خالق فی بنا یا کاسہ
 سرواڑگوں ۶۴۷ء آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا ۶۴۸ء میں جی سنگ جانشین ہوا اور
 وجہی وجہی نہ زیادہ نیک نہ بہت بد نہ بیوقوف نہ عاقل بین بین میں مثل اکثر اہل دنیا کے تھا
 اور اس کے عہد میں کوئی امر اس قابل نہیں واقع ہوا کہ اسکا بیان ضرور ہووے غرض اسکا بیٹا
 ہن سنگ بڑا دانا اور عالم علما اور شعرا کا قدر شناس تھا اس سبب سے علم کا بھٹ چرچا ہوا
 لیکن آخر کو اللہ اعلم کیا مایہ نوجو یا اسے ہو گیا کہ اپنی جو رو کو اس نے ڈبو دیا اور اپنے بچوں کو
 خواہ مخواہ مار ڈالا لیکن اسکی سزا تھوٹ مانتھ ملی کیونکہ ساری رعیت بگڑ گئی اور فقور کو دار الحکومت
 سے بھاگتے ہی بن آئی لیکن بعد نے بادشاہ کی جان بچائی اور سرکشوں کو قرار واقعی سرد

مجلد خلیق پرورد اور مردم شناس تھا اور بھادیرمین کھیاے عصر اور سپہ گری میں متناہے روزگار
تھا تا آتا کی قانون پر بار باظفر یاب ہوا اور بنجاراے خورد پر قابض ہوا اور سمرقند اور قباچق
کے والیوں نے اوسے نذر گذرانی اپنی نیک ذاتی سے سب کو اوس نے راضی رکھا جب
مرگیا رعایا کو براغم ہوا اوسے بستہ میں اوسکا بیٹا تائی شاہک قائم مقام ہوا اور بھادرا وراولی القوا
نکلا سیانکت کہ ولایت ایران کی سرحد تک اپنا حکم اوس نے جاری کیا اور تبت بزرگ کی قوم
سے اور والی قباچق سے اوس نے خراج لیا پتیلیں برس اوس نے سلطنت کی اور اوسے کے
عہد میں غالب رہے کہ دین اسلام کا رواج ختامین ہوا چنانچہ ختائی موخ مسلمانو کو کھواہی ہو
کہتے ہیں اور بھی لقب اوس قوم تا تار کا تھا جسے پھلے اسلام کو قبول کیا تھا ۳۸۰ سنہ میں یزدگرد
شاہ ایران نے نفخور کے پاس سپاہ اور خزانہ کی مدد کے واسطے سفیر بھیجا اوسوقت یزدگرد نے
خراسان میں اہل ترک کے پاس بیشکست کامل کے جو عربوں کے ہاتھ سے ایک برس شیر
اوسے ہوئی تھی پناہ دی تھی مگر نفخور نے اوس قصے میں ہاتھ ڈالنا مناسب نہانا و تسلی دیکر سفیر
کو خست کیا ۳۸۱ سنہ میں شاہ ہند نے جسکا پایے تخت جی پور تھا نفخور کے دربار میں سفیر بھیجا
اور اوسکے جواب میں برس وز کے بعد نفخور نے بھی تحفہ شاہ ہند کے پاس بھیجا اور اوجین کے راجہ
بھنی نذر سفیر کے معرفت گذرانی اور خراسان اور راور النہد اور روم قدیم اور کشمیر اور سلٹ
اور نیپال کے والیوں نے اپنا اپنا سفیر نذر لیکر بھیجا اور ہند کے شاہ گدہ نے بھی تحفہ گزارا اور
اوسکے برس روز کے بعد نفخور نے جو سفیر بھیجا تو شاہ گدہ کا اوس جین میں اتعال ہو چکا تھا
ملک میں تھک پڑا ہوا تھا اور اسی جہت سے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک ہندی سردار نے نفخور کے
ایچی کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اوسکی خبر اوسکو پہلے سے مل گئی اور تبت میں فوراً اوس نے پناہ
لی اور اطراف وجواب سے فوج جمع کر کے انتقام کو آیا اور ہندیوں کو شکست دیکر اوس راجہ
قید کر کے نفخور کے میخان لے گیا بعد اوسکے معلوم نہیں کہ پھر کیا ہوا ۳۸۲ سنہ میں اس نفخور کا
ہوا اور اوسکا بیٹا کا وچنگ تخت کا مالک ہوا لیکن میش طلب اور آرام دوست اور زن مردی

وہ اوس کی موت کا ہوا اور اس صورت میں خواہ روح کو خواہ تن کو ایذا دے کے مطلب
 رسان ہو تو پرکش و دونوں طرح سے اوس کو کھنا درست ہے پھر حال باپ کے مرتے ہی
 وہ گدی نشین ہوا اور فوراً بڑے بھائی کو گلہ گھٹا کے مار ڈالا اس جراثے شکر کے بعد عیش
 میں بین نے اپنے کو مشغول کیا اور باغیچوں میں ہزار ہا رندلیوں اور خوجوں کو لیے سیر کرتا رہتا
 اور شب و روز نواح اور رنگ میں اوقات ضایع کرتا تھا چنانچہ اوس کا حال راقم نے پھلی جلدیں
 تفصیل کے ساتھ لکھا ہے غرض تمام عمر میں بھی ایک بہتری رعیت کے حق میں اوس نے کی
 کہ جب عیش سے سیری ہوئی اور سب طرح کے چرچے سے فراغت ملی بھت سی نہرین اور
 بنوائیں اور تجارت کو بڑی سہولت ہوئی غرض اسی ایک کار خیر پر اوسکی نیکی کا خاتمہ ہوا اور
 جنگون میں بھی جنگ اوس نے کی کہ جب کوریا کے ملک کا بادشاہ جو ہمیشہ سے باج گزار تھا
 کشیدہ خاطر ہو گیا اور خزانہ ندیا تو خود فقور فوج لیکر گیا اور اون باغیوں کو تادیب دیکر معمولی
 خراج لیا سوائے اسکے خراج پر جو اوس نے سر کیا جس کا حال سی جلد میں آگے لکھا جاوے گا غرض ان
 سب لڑائیوں کے بعد جب دار الخلافہ میں اوس نے عود کیا تو مملکت کو فتور اور آشوب سے
 بھر دیکھا اور ان باغیوں میں سے لی یان سب سے زبردست تھا اور اوس نے فقور کے ایک
 پوتے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا اور دو مہینے میں یان ٹی کو مروا ڈالا پھر دوسرے
 جب اوس نے دیکھا کہ فقور اکثر امروں میں خلاف مرضی کے مرکب ہونے لگا اوس کو بے سخت
 و تاج کر کے یان ٹی کے دوسرے پوتے کو گدی نشین کیا غرض بعد چند روز کے نفسانیت نے
 لی یان کو ایسا اور غلام بنا کہ خود سند پر اوس نے جلوس کیا اور کانٹ ٹی کو مروا ڈالا اس طرح
 سے راوی کا بیان ہے کہ ۱۹۰۰ء میں سو کے خانوادے کا خاتمہ ہوا

چودہواں باب

لیانک کے خانوادے کے بیان میں

لی یان کو نیک فقورون کے زمرے میں داخل کرنا مقتضائے انصاف ہے اسلئے کہ

یہ یون کو سر کر کے خود باغی ہو گیا اور نتیجے سے تخت چھین لیا پس بی بی کا
 بی بی اوس بعد چودہ برس تک تخت پر بیٹھا اور اوس کے عہد میں مغولوں نے بعض اطراف کے
 سفر آئے غرض شہ میں اوس نے قوت کی اور اوس کے بیٹے باوجود تخت نشین ہو کر
 اپنے کو عیش و عشرت میں ڈالا اور رندوں اور خوجوں کی صحبت میں شب روز رہنے لگا اور
 ایسا ایسا باغ آراستہ کیا کہ تمام عالم کا سامان عیش و مان افراط سے مہیا تھا لیکن چونکہ مردم آزار
 نہ تھا اور ظلم فقط اپنے نفس کرتا تھا رعایا کا بلوا نہوا اگر سوئی کے خاندان کا سلطان یم کیا ملک
 بڑا مدبر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا بزدل ہو گیا کہ آخر تخت نشین ہو کر اوس نے دانت لگایا اور
 جس حال میں کہ شہنشاہ کا دربار حرم سرا اور شیر خاص خواجہ سرا تھا بے تردد و فوج لیے سلطان کوئی
 چلا آیا اور فغور اور بالکل اوس کے خاندان والوں کو گرفتار کیا اگرچہ اوس سب کی جان بخشی اور
 کی لیکن تخت اور تمام املاک اوس نے لے لی اور اتنی مدت کے بعد پھر تمام ملک خا ایک شخص
 کی تخت میں آیا اور یم کیا ملک نے اپنے خانوادے کو سوکانام دیا خا کے نامی فغور زونین
 اوس شخص کا نام درج کرنا چاہیے ایسے کہ بھادر اور مدبر اور غریب نواز اور عدل گستر اور عالم
 اور شاعر کا قدردان اور خاص عام کو راحت رسان تھا اس جاہ و جلال پر پھلو میں چھلکا
 تھا کہ دونوں بیٹوں میں بٹی تھی بلکہ دشمنی جانی تھی سو اس کے محل سر میں ایک جو رو کے قتل پر
 دوسری متعدد تھی اور ایک حرم سے دوسری کو سنی تھی یہاں تک کہ سو توں میں بجا رہا
 اور لعید چھوڑا مہائی نے ایسا فریب کیا کہ فغور نے ولی عہدی سے اوس کو خارج کیا اور چھوٹے
 کو اوس کے عوض تجویز فرمایا لیکن بادشاہ نے بڑا ہوکا کھایا اور چھوٹا بیٹا ایسا بد وضع تھا کہ باپ
 کی حرم پر اوس نے قصد کیا اور نہایت مغرور ہو گیا اور باپ کی شان میں بے عن طعن کہنے لگا
 غرض اسے وقت فغور ان حرکتوں سے خبردار ہوا اور بڑے بیٹے کو گدسی دینے کو بلوایا لیکن
 اوس کے پونچھے پونچھے حالت افسوس میں انتقال کر گیا بلکہ بعض مورخ کی روایت ہے کہ
 چھوٹے بیٹے نے بی بی کو سینے پر چڑھ کے مار ڈالا غرض جو ہو یہ بیشک ہے کہ ہفت

بحر مشرق کے جزائر اور تاتار اور ایران وغیرہ کے سفیر تحفہ لیکر دربار میں اکثر حاضر ہوتے تھے۔
 وانگ ٹی اور سکا تیسر اٹیا جانشین ہوا لیکن اس باغی سردار ہوکنگ نے بادشاہ کو مار ڈالا۔
 رقصہ تخت چھین لینے کا کیا غرض سردار شن یاسن کے ہاتھوں سے خود مارا گیا اور یں فی خاندا
 انگ سے ایک شجرادہ شہہ مسیحی میں سند نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بھی عاشق اکسیر تھا کا تھا
 رات دن اسی کے اذکار میں ٹاؤ کے گرد و نکلے ساتھ بیٹھا رہتا تھا غرض یہ حال جب اسی
 سردار شن یاسن نے دیکھا بلوا کیا اور بادشاہ کو مار کر کین ٹی کو اسکی عوض بٹھایا اور غور نے اپنے
 بھائی کے قاتل کو وزیر اعظم بنا یا غرض اختیار کل شن یاسن کے ہاتھ میں تھا اور بادشاہ نے بھی
 دیکھ کر اپنے کو تولا اور جب ضعیف پایا تاج و تخت بھی اسکے حوالے شہہ میں کر کے گوشے
 میں جا بیٹھا اور اسطرح سے لی انگ کے خانوادے سے جنوبی بادشاہت چھین گئی ہوکنگ ٹی کے
 عہد میں شمالی بادشاہت میں بلوا ہوا اور شہہ میں وزیر اعظم نے تاتاری خانوادے کو تخت
 و تاج کیا اور اسکی ڈیرہ سو برس کی ریاست چھین کر تاتار سے نکال باغرض شاہنشاہ کا خطا نہ پایا اور قوط
 سلطان کھلا باہ

تیسرا بیان باب

چین کے خانوادے کے بیان میں

جلوس کرتے ہی شن یاسن نے سب گویے بھانڈ بھکتیے بھائیوں اور لولیوں کو دربار سے
 نکال دیا اور جیتے جی کبھی نہ گانا سنانہ تاج دیکھانہ زیادہ کروفر سے رہا اور رعایا کو آرام پونہ
 شہہ میں مر گیا غرض قبل انتقال کے اپنے تختیچین ٹی کو تخت سونپا اور اس نے بھی تختوں کے
 مطابق عمل کیا چنانچہ لڑائی بھڑائی یا اور کسی طرح کے اتفاقی امور میں زیادہ اخراجات کی سبیل
 خاص تحویل سے کرتا تھا اور رعیت سے افراد و خزانہ مثل دوسرے بادشاہوں کے نہیں لیتا تھا
 شہہ میں اس فقہور عادل بشعور کا انتقال سات برس کی ریاست کے بعد ہوا اور اسکا بیٹا
 سن صغور میں تخت پر برائے نام بیٹھا کیونکہ اختیار کل اسکے چچا چین ہن کے ہاتھ میں تھا چن

کہ شوہر کی سلطنت سنبھالے رہی اور جو بی باو شاہ نے جب حکم کیا ایسا جواب اوس نے دیا
 کہ وہ بھی مان گیا کہ ایک عہد میں دو بلاؤں کا سامنا پڑا غرض جو وقت اوس کے شوہر سے پہلے
 کیا اور ہوشی کا نابالغ بیٹا قائم مقام ہوا سیکم نائب سلطنت ہوئی اور دربار کے وقت پر دے سے
 نکل آتی تھی اور تخت کے پھلو میں بیٹھ کر حکم احکام جاری کرتی تھی چونکہ لامہ گرو کے مذہب پر نظر تھو
 کی رکھتی اور تاؤ لینے کنگ تیزی کی ملت والوں کی قدر کم کرتی تھی ان لوگوں نے فریب کر
 اور پیچھے تھمت دیکر قید کروایا کہ ایک وزیر جو برو سے اوس سے آشنائی ہی غرض جنھیں زندان میں
 ڈالی گئی ملک کی صورت بگڑی اور کسی کی تدبیر کام نہ آئی آخر جب تمام طرف کے فتور سے لوگ مجبور
 ہوئے سیکم کی غلصی ہوئی اور پھر سابق بدستور اوس شہور نے سب کو درست کیا اور لوگوں کو اپنی
 دانی کے اظہار سے تعجب میں ڈالا اور دشمنوں کو زیادہ رنجیدہ کرنے کے لیے اوس نے بال
 پردہ اٹھادیا اور رنگین اور پر تکلف کپڑے پھنے اور سولہ سائے سنکار کیے ہر وقت رہتی تھی
 اتنے میں اوس کا بیٹا جو مر گیا تو امرانے یہ کھنا شروع کیا کہ اوس کے اشارے سے پھر سانچہ ہوا تھا
 جنھیں بھیہ خبر اوس کے کان تک نہ پہنچی اتنی آزر دہ اہل دنیا سے ہوئی کہ سر منڈا کو فقیر ہو گئی مگر انہیں
 ہو کر خاتواہ میں جا بیٹھی اور دم مرگ تک پھر نہ نکلی + شمالی بادشاہت میں بھیہ نقشہ ہوا تھا کہ اوس
 عرصے میں لی انگ وائی کو بھیہ خط ہوا کہ بودہ کے پوجاری ہو جیے اور شب و روز پندتوں کی
 طرح معبد میں آسن اسے پوجا کیے بھیہ حماقت جوہن سو بھی جانور مارنے اور گوشت کھانکی
 امتناع تمام مملکت میں کے گئے اور بادشاہ نے خود اپنے لیے ساک پات کی غذا ٹھہرائی
 اور اس واپسیت میں اوقات کاٹنے کا بھیہ نتیجہ ہوا کہ سلطان و سہی نے ناک میں دم کیا اور ملک
 اوس خطی کا برباد ہوا اور اوس کے سردار ہوکنیک نے بلو کیا اور دارالخلافہ کو لوٹ لیا اس طرح
 سے عجب طرح کی خونریزی تمام خاتین آپس میں ہوئی غرض جب بادشاہ کو ہوش ہوا اور اوس نے
 دیکھا کہ بھیہ سب اسی کے سبب سے تھا تو غم اور شرم کے حد سے ۳۹ سے ۴۰ میں بعد ازاں اس
 ان بادشاہت کے اوس نے انتقال کیا اور اسی کے عہد میں ختن اور سیلان دیپ یعنی لٹکا

بادشاہ بھی مر گیا اور اس کے بیٹے نے باپ کے قصد کا سمجھا لیا اور خصوصیت سے بازارِ ناقص
اصلی فقور بیچارہ ایک کنارے پر اتھا اور کبھی کبھی خند نکھاروں کے زور پر داد کی سیرات
پھر اپنا قصد کرتا تھا کہ اس عرصے میں ٹنگ ہو ان ہو غاصب تخت کے بیٹے نے اوس کے
سرداروں کو بلایا اور دوسرے بھائی ہوئی کو بھلا یا غرض سال بھر کے بعد و سکو بھی مار ڈالا
اور سنی کے گھرانے کے کسی اقربا کو زندہ نہ چھوڑا اور سیطرے حسے اپنے خاوند کو قتل کر کے
سنہ میں لی انگ کے خانوادے کا پھلا فقور کھلایا * * * *

بارہوان بار

لی انگ کے خاندان کے بیان میں *

اسی طرح سے جیسا کہ بیان ہوا لی انگ اوٹی نے جنوبی سلطنت کو جو حقیقت میں فقور می
تھی حاصل کی لیکن شمال کے بادشاہ نے قصد کیا کہ اوس تمام ملک چھینے اور شہنشاہ ہو جیے اور
اوس نے بھی علیٰ اہل قیاس سیاسی چابا غرض دونوں نے میدان لپا انھیں لڑائیوں میں سے ایک
کی بھینچ لیں کہ شمالی بادشاہ کا سپہ سالار جو یا نگ کے شہر عظیم اٹان میں خید سپاہ چور کر جو تمام
فوج کے ساتھ میلن سے دور نکل گیا تھا کہ لی انگ اوٹی نے اوس شہر کو محاصرہ کیا غرض باوجود
بارہا اوس نے ہلا کیا لیکن سپہ سالار کے جو رو کی جرأت اور تدبیر کے دخلیاب نہوسکا اور
اور اوس غازیہ کا بھیم حال تھا کہ فصیلوں پر تلوار لیے ہر جگہ لڑتی پھرتی تھی اوسکا بھیم طور دیکھتے
ہی ہر سپاہی نے ایسی دلیری کی کہ طرف ثانی کی فوج عاجز ہوئی اور بھی صورت کئی روز تک
رہی کہ اتنے میں اوسکا شوہر مد کو پونچا اور غنیم کو ہٹا دیا جس سردار کی بی بی ایسی تھی اس کے
شوہر میں بھی قابلیت اوسکی خاوندی کی تھی اور چونکہ لی انگ اوٹی خود بھادر اور مدبر تھا دونوں
میں برابر کی چوٹیں چلتی رہیں آخر کو اپنی اپنی حد پر دونوں طرف کی فوج ہٹ گئی اور چند روز
کی صورت رہی اس عرصے میں ایک نوجوان کم عقل و ناتجربہ کاروسی کا سلطان ہوا اگر اوسکی سلیم
ہوتی جیسی تھی ویسی نہوتی تو لی انگ اوٹی شمالی بادشاہت کو اپنے زیر حکم کرتا لیکن اسی میں بھی

خاص و عام کو افسوس ہوا کہ ایسے بادشاہ کو خلد و ذکریم نے خلق کی راحت رسانی سے یوں
 اتنا جلد باز رکھا کہ ۳۲ سال میں اوسکا بیٹا اوٹی قائم مقام ہوا وہ حاکم نیک جو تھا لیکن اکثر اوقات
 بطالت میں کاٹتا اور شکار گاہ میں رہتا تھا قتل ہو کہ ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا اور سنے
 سبز کھیت کو دیکھ کر تعریف کرنے لگا یہ موقع مناسب پا کے ایک وزیر نے جواب دیا کہ
 خداوند اگر اسی ایک بات کو تصور فرماوین گے کہ غربا کے عرق پشانی سے کھیت
 سبز ہوا تو اغلب ہے کہ شکار شوق سے باز رہیں گے کیونکہ اوں
 بیچاروں کی برس روز کی کیسی سخت محنت ایک گھڑی میں برباد ہوتی ہے جب شکار
 کے تعاقب میں حضور کی سواری اسے پائمال کرتی ہے یہ سننے سے غمخواری
 پھیری اور اسی روز سے شکار سے بھی طبیعت اوچاٹ کی بھی ایک نفل و سکی تعریف میں کافی
 اسی بادشاہ کے عہد دولت میں ایک فیلسوف فان چنگ اہل دھر سے تھا اور روح اور جسم
 یہ سوال دیتا تھا کہ جسطرح چھری اور چھری کی بازہ سے مناسبت ہے وہی روح اور جسم سے
 اور روح کوئی چیز مفرد نہیں بلکہ جسم کے ساتھ مرکب ہے اور تن سے جان کا نکلنا ویسا ہی ہے
 جیسا کہ چھری کی دھار مڑ جاتی ہے سو اس قول کے تقدیر کا قائل تھا اور تدبیر کو تقدیر کے
 آگے بیکار سمجھتا تھا غرض اس حکیم کے مذہب کو اکثر امرا و حاکم پسند کرتے ہیں حالانکہ سبب بدلتا
 کے مخالفت کے ظاہر میں تقیہ کرتے ہیں ۳۹ سال میں اوٹی نے آتھال کیا اور اوسکا پوتا
 ضرمن میں دادا کا جانشین ہوا لیکن ایک امیر کبیر نام مولن حاکم اول ایک محکمہ عالی کا اور قوت
 بربر حکومت تھا مغفور کو بچا دیکھ کر تخت اوس نے چھین لیا اور اپنا لقب نیک ٹی رکھا غرض
 شمالی بادشاہ کو بھبت ناگوار معلوم ہوا فوج لیکر اوٹی کے پوتے کی مدد کو آیا اور نیک ٹی نے
 بھی سنوین ایک سردار بھادرا ورجان شاکر کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیگر مقابلے کو بھیجا
 دونوں فوجوں کا سامنا ہوا تو بھادرا ورجان شاکر کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیگر مقابلے کو بھیجا
 نوں کو شکست دی لیکن اس کی بیٹی کی لڑائی کا پوتا اپنے تخت کو چھریا سے خیرا تنے میراؤمی کا

سپہ سالار فوج سکی ٹاؤ چنگیگ دولت سر کی ایک کوٹھری میں دوپہر کے وقت سوراٹھا
 کہ فقور کا اودھر سے گزرا ہوا اور سردار کی ناف کھولی ہوئی اوس نے کبھی چپکے جا کے ناف کی
 چارون طرف سیاہی سے لکیر پیچید می اور اپنے مصاحبوں سے یہ بات کہی کہ کیا نشانہ منجیہ
 ہے اس شیر لگانا چاہیے جو نہیں بھیہ بات اوس کے منہ سے نکلی سپہ سالار کی خیر ہوئی کہ تقدرو
 میں ایسی منہسی مچی کہ اوسکی آنکھ کھل گئی فوراً فقور نے تیر کو اتار لیا لیکن سردار اپنے قتل کا سامان دیکھ چکا
 تھا اوس وقت چکار ہا لیکن اوسے وز سے حضرت نعل شیطانی کی فکر میں رہا اور چند خوجون کو ملا کر باٹھا
 کو حالت نشہ میں پا کر گلا گھوٹ کر مار ڈالا یہ سردار بھت نیک کردار تھا اور کبھی خاوند شہی نہ کرتا لیکن بڑے
 بڑے غنیم کو اوس نے زیر کیا تھا اور فقور کو تخت اوس کے باعث سے ملا تھا اوسے جب بھیہ حال اوس
 دیکھا کہ خاوند سب کچھ فراموش کر کے منہسی منہسی میں اوسکی جان مارنے فقط تقدرون کو ہنسانیکے لہر
 مستعد ہوا جی اوسکا چوٹ گیا اور نفسانیت نے ورغلان کے اوسے اوسنظام کا قاتل بنایا
 اس ماجرے کے بعد مارنے اوسے سپہ سالار کو فقور بنانے کا قصد کیا اوس نے سیم ٹی ایک متبنا شیم
 کو شہ مسیحی میں گدھی پر بٹھایا غرض دو برس کے بعد سپہ سالار کو دو ستون نے ایسا سمجھایا کہ اوس
 اپنے بنائے بادشاہ کو بے تخت و تاج کیا اور آپ فقورون کے مسند پر جلوہ بخش ہوا الغرض اس طہر کو
 سنگ کا گھرا تا باقی نہ رہا فقط

گیا رہوان باب

سے کے گھرانے کے بیان میں

جب ٹاؤ چنگیگ نے جلوس کیا لقب اپنا کا وہی رکھا اور خاندان اوسکا اس سے سہی کھلایا
 کہ سنگ کے اخیر فقور شیم ٹی جو اسی کا بنایا ہوا تھا اور اسی کے ہاتھوں سے بگاڑا بھی گیا
 اوس کے عہد دولت میں ٹاؤ چنگیگ نے سہی کی صوبہ داری لی غرض جب خود فقور ہوا اور انکلا
 شہزنان کین کو مقرر کیا غرض بعد مالک تخت ہونے کے صرف چار برس جیا اور اوس قلیل
 عرصے میں رعیت کو اتنا آرام نوچایا کہ جب مر گیا خورد و کلان سب نے دل سے غم کیا اور

ہوئی۔ ایسے عہد میں سفیر ہند کے بعض رجواڑوں کے اور بنجارا کے ذریعہ فغور میں تھہ لیکر آئے تھے۔ پستہ میں اوسکا بیانی کی تخت پر آیا اور ایسا باد اطوار و مردم آزار نکلا کہ خانی مورخوں کو شرم آتی ہے کہ اونکے بادشاہوں میں ایسا بدکردار اور خون خوار پیدا ہوا ہے اس ملعون نے بے تامل اور بیوجھ جسکو چاہا اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اوس غوریزی سے ایسا رعب بپڑوا دیا کہ کسی کا ہاتھ اوسپر چلیدی نہ اٹھا اور وہ بھی کسی کا اعتبار سوائے ایک خوبے کے جو اوس کے قماش کش کا تھا کرتا تھا آخر شل اوس نے ایک روز موقع پا کر خاؤ کو صاف کر دیا۔ اس فغور کا جانشین بھی عجیب طرح کا ظالم تھا اور اپنے قریباؤں کو ایک سرے اوس نے تمام کرنا شروع کیا اور اٹھارہ بھتیجیوں میں چودہ کو مارا اور سوائے انکے جن پر خفا ہوا دم بھر جیتا نہ چھوڑا جب یہ طور دربار کا ہوا ایک سردار ذوی الاقدار وان کینگیتا نے نوکری سے ہتھ دیا اور اپنے گھر جا بیٹھا اس حرکت سے فغور خائف ہوا کہ بسا دہلو اگر اس کا خطے اوس نے پیالہ زہر کا اوسکو بھجوا دیا اور نقل ہے کہ جب خدنگار شاہی سامنے لایا اور کھا کہ حضور کا حکم ہے کہ تم اسے پی جاؤ اوس بھا درنے بے تکلف اٹھ کر پی لیا اور سچ کی بازی جو اوسوقت کھیل ہاتھ اوس سے جیتک کہ ہلاٹل نے اپنا عمل کیا ہاتھ نہ کھینچا جب یہ سچ مشہور ہوا لو اے عام کا سامنا ہوا ایسے کہ وہ سردار بھت نیک اطوار تھا اور اوس کے ہلاک ہونے سے سب کو رنج عظیم ہوا لیکن غضب خلق کے ابر کی آمد سپہ سلطنت میں جو بھیجی شروع ہوئی اور ہوزا تمام کی آندھی نہیں آئی تھی کہ فغور مرض مہلک میں گرفتار اور فی التار ہوا۔ پستہ میں اوسکا جانشین میم کی سب مرد و دون کا مرد و دو ہوا اور بے خون کیے کھانا نہیں کھاتا تھا اور شہر کے بد معاشوں اور لقمہ زروں کے ساتھ شبانہ روز صحبت رکھتا تھا اوسکو میمان تک پاجیوں سے شوق تھا کہ اپنے کو نفرے کا جنا مشہور کیا۔ ظالم بادشاہ سب اپنے دشمنوں کو مارنے میں یا جتے ڈرتے ہیں لیکن میمان کا راسکی روح پر خدا کی بار ایسا خونخوار تھا کہ سو پچاس غویوں کو ساتھ لیے سرکون پر ڈورتا پھرتا تھا اور جو سامنے آتا تھا بے تکلنت اوسے مار ڈالتا تھا ایک کو

شاہانِ مومنین رضی اللہ عنہم متوفی کے آپ کا قائم مقام ہوا ایک سچے فریضہ گزار نے کہ تاج
سے پہنا سیکر اس پر تاج پہن کر اپنے گھر میں بیٹھا تھا اور اس کی حکمت یہ تھی کہ
بھائی جوانی کو بچایا اور یہ تھیں بہت مدد دینے والے تھے اور ان کا سوار رکھنا تھا اور
کی قدر کرتا تھا اور علما کو عمدہ جلیلہ دیتا تھا اور اس سے بھت سے مدرسے بنوائے اور
چنانچہ بڑا یادہ لامہ گرو کے مذہب کا باشندہ تھا اور کئی دفعہ حکم دیا کہ ان کی دیو سے
کہیے اور پوچھا رہی حال ہے جاوین لیکن ایسا سارہ اون لوگوں کا چکر بڑا تھا اور اس قدر
تا بعد از عوام الناس کو بنا رکھا تھا کہ فقور نے ثانی فرمان اس امر میں بلوے کے خوف سے
جاری نہ کیا فقور کے دو بیٹے کوچ اور لوس چونکہ بدطورا بیان کرنے لگے باپ نے تہیہ
کی اور بھت خفگی فرمائی اس پر اون لوگوں نے آؤ کے ایک ساحر بخاری کو بلوایا اور باپ
بس میں کرنے کی خاطر اس جادو شروع کیا یہ خبر جب فقور کو پہنچی زیادہ آزدگی ہو
ہوئی اور بیٹوں کو بلوا کر بڑے بیٹے سے کھا کہ دوبارہ اگر ایسا امر تم سے وقوع میں آوے گا
میں ہی طرح پیش آوے گا اور بعد میں سے تم کو خارج کر دے گا یہ سن کر وہ بدتھاؤ ڈرا کہ شاہ
عاق کرے اور دھمکی کے موافق پیش آوے اس کا طے سے چپکے کئی ہزار آدمی کو باہم متفق کر
ایک روز باپ کے محل میں گھس گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھ سے پوٹھے کو قتل کر لیا
چھوٹا بھائی برہم ہوا اور اس پد کش کی فوج کو اس نے ہٹا دیا اور جب لو پو پکر گیا اس سے
قتل کروایا اور جتنے ساتھی اس لعنتی کے تھے سب کو معہ زن و بچہ فقور نے مار ڈالا اور جس
سپاہی نے باو شاہ پر تلوار لگائی تھی اس کے دس ہزار ٹکڑے ہوئے اور شاہراہ پر ہٹا دیا
جب تک نئے فقور کے دشمن رہے اور باقی ہر طرف سے یقیناً ہو
بڑی سرگرمی سے باو شاہت کی لیکن جب دعویٰ برپا ہوا
نے بھی رفتہ رفتہ اس سستی و چالاکی کو جواب دیا اور
جسمانی اور ثبوت روحانی زندگی بازی میں سلب ہو

پچیس برس کی ریاست رہی اور کوئی واقعہ ایسا اس کے عہد میں نہیں ہوا کہ اس کی
سود مند ہو۔ بڑے بڑے خاندانوں اور چوکیاں کی نشست تختہ شاہی پر تھیں۔ یہ ملک
نئی اور زمینوں کے عہد دولت میں ایک خیر خاندان سوا ملک ہوا چنانچہ اس کا
تقسیم کیا گیا جو اس کا انشا اللہ تعالیٰ فرمائے۔

دسواں باب

سنگ کے خاندان کے بیان میں

جب دو تیس برس تک شاہی ہو گئی جبکہ اشارہ باب ساہی میں ہوا تو بنی تخت پر خاندان
سنگ بیٹھا اور اس خاندان میں جتنے خونخوار مردم آزار بادشاہ ہوئے اور گھرانوں میں
دو ہی ایکساہے نفرت زدہ خلق تھی اور ۵۹ برس کے دور میں کم ہوتا ہے کہ اتنے اور
جدا پیدا اور بد بھاد دینا گو گندہ کرنے اور خلق خدا کو ستانے دفعہ مثل بلیات کے نازل
ہوئے۔ یہ سب بھی اتفاق قابل یاد رکھنے کے ہے اگرچہ اکثر بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی بد قسمت
ہیں۔ اس دور میں دو ایام سے زیادہ نہیں دیکھائی دیتے ہیں انصاف خیر بادشاہ
سنگ کے گھرانے کا جس کے سبب تاج ہونے اور اس میں چھپنے سے شاہی دو تیس برس
نخت سے اتنا گیا اور لی اور نور شیر جانشین ہو گیا کہ بیان ہوا ہے تب اسے فقور
نہنے اپنے تمام دوستوں کو مہر فراز کسی کو عہدے کسی کو روپے سے کیا اور اپنی دھرم
نام میں اسے اس کی پرورش کی تھی اور تولد کے وقت جان بچائی تھی اس کو والدہ کا نام خطا
دیا اور محل میں بھت کر دے اور احترام کے ساتھ داخل کیا غرض اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا
مسلوک ہوا کہ ایک سے الامان کھلایا اور اس نے اس دیکھ کر کنگ ٹی کو بعد چہرہ رو
کے زہر دیا یا نہ اگرچہ اس طرف سے اپنے کو خاطر جمع کیا لیکن اس خون ناحق سے کہ بعد
تھوڑے دن بچا اور وقت بڑھ چو کہ وچھد کہ سن تھا ادنیٰ تباہت میں اور غلطی
اور وزیر عاقل اور نیک خاندان کو مقرر کیا اور اس میں دیاست نہ تھی

فغفور می سے باواز بلند پڑا بعد اوسکے خود کنگا ٹی کا ہاتھ پکڑ کے نیچے اوتار دیا اور
 آپ تخت پر بیٹھ کر فغفور سے سجدہ و سلام موافق دستور کے کروایا اور زمرہ سلاطین باجگاہ
 میں اوسکو داخل کر دیا اور بھی خاتمہ سین یا ٹنگ سین کے گھرانے کا ہوا۔ بعد اس
 گھرانے کی تباہی کے ملک تختا میں دو بادشاہ ہوئے ایک کے قبضے میں بالکل
 صوبہ جات شمالی آئے اور دوسرے کے اختیار میں جنوبی صوبہ جات رہے۔ اس
 ایام کو تختا میں مورخ نان پی جاؤ کہتے ہیں اور شمالی تخت کے مالک چار خاندان تھے
 اور جنوبی تخت پر پانچ گھر کے بادشاہ بیٹھے مختصر حال یہ ہے کہ ٹوپا یعنی خوانین تاتاری
 جب قوت بڑھی ملک تختا میں اونکی یورشیں ہوئی اور چند پرگنوں کے قبضے میں رہے
 اور فغفورون سے اکثر نوبت جنگ و جدل کی آئی عرض جب ٹنگ سین کا گھر بگڑا اور
 بجی بجائی قوت و قدرت فغفورون کی زایل ہو گئی پھر ہانچو سب دفعہ بالکل شمالی صوبہ
 کو قبضہ کر لیے اور لقب ٹوپا کا تبدیل کر کے گوئی کھلانے لگے اور پھر اسی ایام میں واقع
 ہوا کہ جب سین کا گھر اناتخت فغفور می کا مالک صوبہ نان کین میں ہوا تھا اس خاندان
 گوئی کی تین تقسیم تھیں غرض سب تاتارا اور اونکی عہد دولت میں بخر کئی امر کے جو ذیل میں
 مذکور ہیں ایسی کوئی بات وقوع میں نہیں آئی جو قابل تحریر کے متصور ہووے اور صرف
 یہی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیحی میں شاہ ایران نے رشتہ محبت کو بحال رکھنے
 کے واسطے سفیر بھیجا اور پانچ برس کے بعد دوبارہ وہیں سے سفیر آیا اور چارویں
 اٹھ مہینہ میں ایران کے سوا اہل ختن کو ریا وغیرہ کے دکلا بھی آئے غرض اسی طرح
 سے اکثر دفعہ اطراف و جوانب کے ہانچو اور سلاطین ایام شادی اور غم میں سفیروں
 بھیجا کرتے تھے القصہ ۵۵۹ مسیحی میں گوئی کے گھر سے شمالی تخت لیا گیا اور خاندان
 پی سی قائم مقام ہوا اور پھر لوگ ۵۶۰ مسیحی تک رہے اور وکلا ایدھر اور دھر کے ملکوں
 کے آیا کرتے تھے آخر کو اسی سنہ میں ہونچو کا خانوادہ اونکی جگہ مالک تاج ہوا

بھاگ جاتا اور محلے کے نوڈون سے کشتی لڑتا پھرتا تھا بعد چند روز کے پہاڑ
 میں اسے نام لکھوایا اور ایسا بھاو اور نڈر نکلا اور ایسا ایسا کام کیا کہ دن بدن عمد
 بعد عمدہ و مرتبے پر مرتبہ اوکو ملتا گیا اور جب اس نے ایک بڑے سمندری کشتی
 کو مارا جس نے تمام ملک اور فوج اور بحر کو مدتوں تنگ کر رکھا تھا خطاب محافظ
 سلطنت کا اس سے ملا اور پائے تخت کے امراء کے کبار سے ہوا اور وہاں ہونچکر کسی
 تدبیریں اس نے کیں اور فخرین لڑائیں کہ اس پر اگر مغفور عمل کرتے تو تمام سلاطین
 باجگذاورتا بعد ہونے اس بھی جس نے ذرا سزاوٹھایا لی آوے پھر ایسا دہرایا کہ
 دوبارہ گردن کشتی کی نوبت نہ آئی القصہ یہ سب کام محافظ سلطنت نے کیا لیکن
 مغفور بھت دفعہ اس سے وعدہ خلاف ہوا اور اسکو ایسا بگاڑا کہ اس نے لوگوں کو
 اشارہ کر دیا کہ وقت فرصت مغفور صاف کیا جاوے اور وہ کذاب جتنا زہنے پاؤ
 شہر میں کانٹنی کا گلا محل سر میں گھونٹ دیا گیا اور اسکے مامون کنگ ٹی کو حفظ
 سلطنت نے تخت دیا اور آپ خطاب سلطان شک کا لیا اور مغفور کے گھرانے
 والوں کو ایک ایک کر کے تمام کیا اور اخیر میں جب اس نے دیکھا کہ کنگ ٹی دن
 بدن بدبر ہوتا چلا اس نے جلاد کو مغفور کے مارنے کے قصد سے بھیجا لیکن جب وہ سامنے
 آیا اس قدر غب شمشاد کا اس پر غماں ہوا کہ گرگڑا کہ اس نے جان بخشی چاہی
 اور سلطان شک کی جس قدر بات تھی سب کھول کر کھدی جب یہ خبر لی آو کو پونچھی نجات
 کی فوج قہار اور لشکر خرابیکر وہ آیا اور دارالامارہ کو محاصرہ کیا مغفور بدحواس ہوا اور
 اپنی اوس نے بھیجا کہ اگر شمشاد ہی کی خواہش ہے تو آپ لیجیے اور اگر تھوڑی سی
 زمینداری و قنات بسر ہی کے لیے نہ بھی دیجیے تو صرف جان بخشی کیجیے اس درجہ
 کو سلطان نے قبول کیا اور شہر کے باہر اپنے معمرین لکڑی کا تخت بنایا اور جب
 فوج لایا اور اس پر بیٹھا سلطان شک نیچے کھڑا ہوا اور مغفور کا استعناج و تخت اور خطاب

چہین نے کاتیا کیا تھا اوسکو شکست کال دی اسی مغفور کو شاہ فرغانہ اہل ترک نے
 کئی گھوڑے بھت تحفہ نذر دیے اور چونکہ اوس دیار کے جانور تمام صفات اسپہی
 موصوف میں تو کچھ گھوڑے کیسے چیدہ ہونگے۔ جب سب طرف امن و چہین ہوا
 مغفور نے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا ایک شب زیادہ مخمور ہو کر اوس بے بی بی
 سے ہنستے ہنستے کھا کہ جب تو تیس برس کی ہوگی تجھ طلاق دوں گا اور کسی جوانی
 کو ہم بستر کروں گا کچھ سکر اوس غورت کو ایسا غصہ ہوا کہ زیادہ شراب پلا کے اوسکی
 غشور کا گلا گھونٹ کے اوس نے مار ڈالا پتہ ششہ میں اوسکا بیٹا کانٹنی تخت نشین ہوا
 اور ایسا بھول اور کمال غلطی نکلا کہ غل سر میں شب و روز برار رہتا تھا اور سلطنت کی کچھ
 خبر نہ کھتا تھا لیکن وزرا اور درباری امرا اہم ہوا اور فوج کے سب وار جان نثار تھے
 ایسے کچھ بیچ نہ پڑا و تخت نہ چھین گیا اور ایک مشیر کی تدبیر کا اور دوسرے کی شمشیر کا
 ایسا شجرہ تھا کہ سیان دیپ سے لٹکا کے بادشاہ نے بطور نذر کے ایک پتلا شجرہ
 گوتم ابودھما کے لباس کا مغفور کے سپاہیہ اسی عہد میں ایک شخص نام کی آوصوبہ نالکینگ میں
 ایسے غریب کے گھر پیدا ہوا کہ جیسا و سکی مان دروزہ میں مر گئی اور باپ نے
 کوئی صورت پرورش کی نہ دیکھی تپا اوس نے بچے کے مرجانے کی خواہش سے
 اوسے کپڑے میں پیٹ کر گھر کے ایک کونے میں بے تکلف پھینک کر اور موت
 کے حوالے کر کے گھر سے نکل کے چلا گیا اتنے میں اتفاق سے ایک عورت ٹیک
 سیرت لگئی اور بچے کو پالنے کے لیے اٹھالے گئے جب بڑا ہوا وہ لڑکا عجیب
 طرح کا ذہین اور چالاک نکلا اور کتب خانے میں سب لڑکوں سے سبقت لے گیا
 لیکن دھرم مان اوسکی ایسی غریب تھی کہ لڑکا جوتے کی دوکان پر بیٹھا اور دونوں
 کی اوقات اوس پر موقوف تھی غرض طبیعت اوس نے اور انداز کی پائی تھی نعلین
 فروشنے اوسکو سخت ناگوار معلوم ہوتی تھی اور مان کی آنکھ بچا کے دوکان سے

سلاطین جہاں ہورہے تھے غرض اخیر کو بیشتر دن پر غریب ہوا اور کئی ایک کو قتل
 بھی کیا اور اگر زیادہ جیتا تو اغلب تھا کہ تمام مملکت کو اس و اسایش دیتا لیکن تین برس
 بعد ستمین اس نے انتقال کیا اور اسکا بیٹا چنگ ٹی پانچ برس کا تخت پر بیٹھا
 اور سوقت بلوا ہوا اور ہر سلطان نے قصد تخت نشینی کا کیا غرض مغور ستم نے
 ایسے ایسے سپہ سالار کو سردار فوج کیا تھا کہ کسی سے کچھ ہونہ سکا اور چنگ ٹی
 نے بھی کسی کو نہیں سمایا اور نہ اپنی عظمت اور کو شوجہ کیا وہ سب آپس ہی میں لڑتے
 جھگڑتے رہے اور مغور کو ایذا دینے کی قہرست نہ پائی پندرہمین چنگ ٹی کا انتقال
 ہوا اور اسکا بیٹا کانگ ٹی تخت پر بیٹھا لیکن دو برس میں مر گیا اور اسکا بیٹا دو برس کا
 کھلایا اور چودہ برس تک اسکی ماں نائب سلطنت رہی غرض جب تختی کی عمر سولہ برس کی
 ہوئی خود مختار ہوا اور ان کے ہاتھ سے زمانہ حکومت چھین لی ستمین اسکا انتقال
 ہوا اور کئی اسکا بیٹا مسند پر رونق افروز چارہی برس رہا اور اپنی موت کا آپ ہی
 باعث اس طرح سے ہوا کہ کسی مہنت نے ایک خیر اکسیر تبا کھکراو سے دی اور کھا
 کہ جب تک یہ تاثیر نہ کرے اسی کی غذا کرو اور معمولی کھانا پینا چھوڑ دو وغور باوجودیکہ
 عاقل اور ذی علم تھا اسپر عامل ہوا اور چند روز میں ایسا تحلیل ہو گیا کہ اونھنے بیٹھے سے
 معذور ہوا آخر کار جہان فانی سے ملک تبا کا راہی اس اکسیر تبا کی بدولت ہوا پندرہ
 مین اسکا بھائی ٹی انی مغور ہوا وہ مجاور اور مدبر تھا اور جہان جہان بلوا ہوا کیوں
 بیٹھے نذیب بعض روایت ہے کہ ستمین اس نے انتقال کیا اور عیش کا بیان ہے
 کہ امر نے اسے اسی سال بے تخت و تاج کیا اور کین وان اسپرین ٹی جس نے ستم
 سخی میں پادشاہت کی تھی اسکو تخت نشین کیا اور دو برس کے اندر ہی وہ بھی فوت
 ہو گیا اور اسکا بیٹا ہوا ٹی چودہ برس کی عمر میں مسند پر بیٹھا اور اس کے سپہ سالاروں
 اعلیٰ کو دبایا اور ان سے خراج دلایا اور ایک جس نے پورا سامان تخت

سے بیوش ہو کر گر پڑا جیہ دیکھتے ہی وہ قصاب پر فخر ہوا اور تخت سے اتر کر
 لگو اپنے ہاتھ سے فوج کیا اسی طرح پراکیر وز سکار گاہ میں لوسن نے مینگ ٹی کو
 سیاہی کا عمدہ اور پوشاک دے کے اپنی سواری کے آگے دوڑاتا تھا کہ ایک
 شخص دیکھ کر اس کے گلے لپٹ گیا اور ہارے انقلاب روزگار کھل کر پھوٹ پھوٹ کے
 رونے لگا غرض وہ بھی فوراً جانے مارا گیا القصد جب لوسن نے دیکھا کہ بلواسے
 نام کا نقشہ بند ہا سٹم عیسوی میں اوس نے مینگ ٹی کو قتل کیا اور اوسے بیچارے
 کے مرنے سے سین کا گھر ختم ہو گیا

نوائے باب

ٹینگ سین کے خاندان کے بیان میں

جب مینگ ٹی اس طرح لوسن کے ہاتھوں مارا گیا تو ٹی جو ٹینگ سین کے خاندان
 شاہی سے اور امیر الامرا فوج شاہنشاہی کا تھا وہ سب کی رضا مندی سے غفور کھلا
 اسی عرصے میں وہ کافر بے پروا لوسن فی النار والستقر ہوا اور اس کا بیٹا لوسن
 اپنے خاندان کے تخت سلطانی پر جا بیٹھا غرض اس کے گھر کا وقت زوال اور روز
 انتقام کا آن پہنچا تھا اور کین چین ایک امیر کسیر نے موقع پا کے مان کے تمام زن
 مرد و اطفال سب کو تہ تیغ کیا اور لوسن کی قبر کو کھدو لاش اور پٹھو اگر میدان میں چل
 کوؤن کے لیے پھلکوا دی یہ حال سن کر مان کا سپہ سالار آیا اور کین چین کو زن و
 بچے سمیت مارا اور اپنے خاوند کو زراو کے اقرباؤن کے خون کا بدلہ لیا یہ خبر
 اور ظلم و بد عملی دیکھ کر غفور کو بڑا سنج ہوا اس لیے کہ بھت بدی پر ہیرا اور رحم دل تھا آخر
 جب دوسرے سلطان نے اپنی سرحد میں دعویٰ غفوری کا کیا بادشاہ نہایت دلگیر ہوا
 اور چھ برس کی سلطنت کے بعد سٹم مسیحی میں کوفت سے مر گیا اور اس کا بیٹا مانگ ٹی
 تخت غفور پر بیٹھا تو صبح لکین صرف نام ہی کا مالک تھا کیونکہ چاروں طرف سے

اور تاج بخشی کی وہ بھی قابلیت اسکی رکھتا تھا لیکن مان کے گھرانے کے امرا جو سین والوں
 کے قبل مالکے تخت تھے اور نکاز و رجا اور سلطان مان نے اپنے شہر میں اپنے کو مقنن
 بنایا اور شاہی پرشہر اور قہار بھیجا اور اس کے دار الخلافت کو چھین لیا اور اسکو بھی قید
 کر کے منگیا بیٹھ جانے کے ساتھ ہی سلطان مان جب کا نام لوسن تھا شہنشاہ کھلا لیکن
 رہا یا برا یا بلکہ تار جوا غیار تھے انھیں بھی یہ مانگوار ہوا کہ فقور ایسے جلا و بد بھاد کے
 ہاتھوں پہنسا تھا اور لوسن کے برابر خونخوار اور قہار اور جفا کار آدمی درندہ خصلت گرگ
 طبیعت خزاروں برس میں ایک آدمہ پیدا ہوتا ہے اور اس بد خصال کا حال بھیہ تھا
 کہ غصے میں دوست غریز کو بے تار اپنے ہاتھ سے مارتا تو کیا قیہ کر داتا تھا اور دشمن
 کو تو معاذ اللہ عجیب طرح کی اذیت اور عقوبت سے مارتا تھا کہ احاطہ بیان سے باہر
 اور زبان ناطقہ اوہکی غریزی کی تقریر میں لال ہے الغرض ایسے بد کردار اور نابکار
 کے پائے فقور پڑا تھا کہ تار یوں نے بھی افسوس کر کے سین کی فوج کی مدد کی
 اور لوسن کے لشکر کو شکست دی لیکن اس لڑائی کا نتیجہ بھیہ ہوا کہ اس جلا و بد بھاد
 سیہ پوش کیا اور تمام اکابر اور اصاغر کی دعوت کی اور فقور سے سب کی حدت
 مثل نعرے کے کروائی اس حرکت سے اکثر گور و نا آیا اور لوگوں کی طبیعت لوسن سے
 زیادہ پھر کئی غرض وہ ایسا ظالم زبردست تھا کہ جب اس نے فقور کو بڑی موت
 ہلاک کیا تب بھی کسی سے بجز اس کے کچھ ٹھوسکا کہ سین کے دوسرے ایک شہزادہ بیگ
 بنی کو لوگوں نے اوچھارا اور فقور کا خطاب دیکر لوسن کے مقابلے میں کھڑا کیا لیکن چند
 روز میں بیگ ٹی کے پاس نہ غزانہ نہ لشکر نہ اور جب اس بد بخت نے دیکھا کہ کوئی
 اپنا بیگ نہ صیبت کا ساتھی ایک نہ ہوا اس نے اپنے کو لوسن کے حوالے کر دیا اور ہر
 دربار اس نے بیگ ٹی سے سجدہ کروایا اور نعرے کی طرح تخت کا پایہ پکڑوا کے
 اپنے اپنے دربار میں بیٹھ گیا ہوا کہ وہیں باکر روز نہ نکلیا نہ بیٹھ نہ نہ

فقور کو واسے پیش و عشرت کے کسی طرف متوجہ ہونے نہ دیا اور شب و روز بچ و بزرگ
 میں مشغول رکھنا اور یہی ہوا کہ جنگ و جدل کا ارادہ منہ ہو گیا خود بدولت نے ایک بڑا بڑا
 آہستہ کیا اور انھیں گائون کو ساتھ لیے گاڈی پر سیر کرتا تھا اور اس گاڈی میں
 کھٹ بٹھ کمالا گھوڑوں کی جگہ سفید میڈھے بٹھے رہتے تھے تاکہ تمام اوقات میں
 کی واسیات میں صرف اور فکر سلطنت سے رہائی ہووے اور اس نے اپنے چچا کو ناسلنت
 مقرر کیا غرض جب تک جیارٹا اون بلاؤن نے پیہا پھوڑا اور ملک اوکے ناس کے
 ظلم سے تباہ ہوتا چلا ^{۱۳۳۲} مسیحی میں روم قدیم کے سفیر سب آئے اور فقور کو سختی
 نذر دیے اور برس روز کے بعد فرگانہ اور ہراشر کے سفیر و بارہ نذر گذران نے
 دربار میں گئے اور دوسے چھیا سی سیجی میں قبیاق کا سفیر پیش لیکر حاضر ہوا ^{۱۳۳۹} الفصہ
 میں اس فقور کا انتقال ہوا اور اسکا بیٹا ہی ٹی قائم مقام ہوا اور زن مریدی میں باپ کا
 استاد نکلا اور سکی جو رو خوشرو اور بد خو گویا شوہر کی خاوند تھی اور جو چاہتی سو کرتی بلکہ
 آدمی کے خون سے رغبت رکھتی تھی اور اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو ذبح کرنے کا شوق
 اس کے دل میں نہایت تھا جو نہیں شوہر اسکا مسند نشین ہوا فقور متوفی کے چچا وزیر اعظم کو
 اس عورت نے زن و بچے سمیت قتل کیا اور اس کے بعد اپنی ساس کو تہ خانے میں بند
 کر کے بی آب و دانہ مار ڈالا اور اپنی سوت کے بیٹے کو جو ولید تھا ایک روز شراب پلا کے
 بیٹھو میں ایسی باتیں دشمنی کی باپ کے حق میں اس سے کہوا میں کہ فقور نے بیٹے
 اور اسکی مان اور تمام کنبے کو ہلاک کیا غرض چند دن میں اس عورت مار فطرت کا قرب
 ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کو ولید کا ایسا رنج ہوا اور اس چوڑیل پر ایسا غصے میں آیا کہ
 طلاق دیکر فوراً خارج البلاد کیا اسی عرصے میں تاتاریوں نے پھر رولایا مچایا اور خانیوں
 کو ایسا بھگ کیا کہ فقور عبور ورنجور خانگی اور خارجی رنجون سے ^{۱۳۴۰} میں مر گیا اور
 اوسے خاندان کے ایک شہزادہ ہائی کو امرانے نیک نھاوا اور عاقل سمجھ کر سندھ

چراست یا عدالت یا ذمات و لیاقت کے واسطے ہوتا ہے سوائے اسکے شیخ کے کہ یہ
اسی ایام میں ایجاد ہو گئی تھی اور اوائل میں اسکی صورت یہ تھی کہ کندہ دن پر حرف کاٹ کے
چھاپتے تھے اور حالانکہ وہ صفائی نہیں تھی جو سات سو برس کے بعد ۹۳۵ء میں چھاپ ہوئی
غرض سب باتوں سے زیادہ تر قابل یاد رکھنے کے یہ ہے کہ اسی دور میں وہ دستور نکلا
جسکے موافق جب تک فقہان و حاکمین کے حکمت کو برقرار رکھیں گے یعنی اہلکارانِ مکار
فاصلوں کے زمرے سے بحال کرنا اور ادنیٰ سا کام جاہلون کو نہ دینا ان کے عہد دولت
میں مقرر کیا گیا اگرچہ تحقیق کے ساتھ نہیں کھا جاسکتا ہے کہ اس گھرانیکے کس فقہور کے ہمتیں
برہما کے ملک پر خانی فوج چڑھ گئی تھی اور پائے تخت کو جو اسوقت ٹانگو و انگ کا شہر
تھا فتح کیا تھا مگر اتنا درست ہے کہ درمیان ۱۶۷۶ء و دو سے چالیس عیسوی کے واقع ہوا

اکھوان باب

سین کے گھرانے کے بیان میں

جب فقہور سمونی نے تخت و تاج سلطان اوئی کو دیا اور اثاثہ سلطنت اور مہر و نشان
سب حوالے کیا تو سین کے گھرانے کا سلطان زری باین نے فقہور پر بلوایا اور بعد
کئی زانیوں کے تخت شاہنشاہی چھین لیا اور خطاب اوئی کا لیکر خود بیٹھا اور اپنے
دربار سے اون لوگوں کو نکال دیا جنکو خاندان مان یا اوئی کا طر فدار یا نامک خواہ سمجھا
تھا اور چونکہ دیکھا اوس نے کہ آپس میں لڑجگر کے تمام سلاطین ضعیف ہو گئے اور طاقت
مقابلہ کی نہیں رکھتے اوس نے یہ غم کیا کہ شل چلی و انگ ٹی کے ایک ایک سے
زائی ڈالے اور محکوم بناوے لیکن ایسے غم عظیم کو انجام تک پہنچانا چلی و انگ ٹی کا
کام تھا اور اوئی کے سے لوگوں کو یہ عقل اور گروہ اور ثابت قدمی کہاں کہ ان
باتوں میں ہمتہ والین اور اوسکی دلیل یہ ہے کہ جسوقت فقہور کا ارادہ منکشف ہو سلاطین
اؤڈو نے پنج ہزار گائون کو بطور نذر کے حضور میں بھیجا اور اون کو سکھلا دیا کہ ہر آئینہ

اور بعض اپنے خاوند کو باوجود اس منزل کے ویسا ہی سمجھتے رہے اس عرصے
 میں ایک اور امیر شہسواران کین کو پاس تخت مفتور قرار دے کے دیکھنے کے
 تمام پرگنوں سے خراج لینے اور مفتور کھلانے لگا ان غرض حاکمیں اسی عہد میں سلطانین
 طرف تھے اور اوٹی اور آوا اور نان کی گھرانے کھلاتے تھے اس میں نان ہوا سے تو
 پہلے سے مالک تھے اور دوسرے دونوں ایام ہل چل میں بن گئے تھے اور ان کا
 کچھ بیان طول کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی بات قابل مورخ کی یاد کے نہیں
 وقوع میں آئی القصہ اصل مفتور جو تھا جب اس نے دیکھا کہ بیچہ حال ہوا اس نے
 اوٹی کے سلطان چاوپے کو خبر دیکھا کہ تم بھائی مہر مفتوری لو اور سلطنت کرو لیکن اس نے
 انکار کیا آخر الامر مفتور نے خود بخود تاج و تخت چھوڑ دیا اور ایک شہزادے نے دو تہوں
 کی صلاح سے مسند پر بیٹھ کر نام چا ولی رکھا اور اس کے بعد اوٹی اور سکا بیٹا قائم مقام ہوا
 غرض جیسا وہس نے طور پر دیکھا اور دشمنوں سے مقابلہ محال سمجھا چاہا کہ اوٹی کے سلطان
 تابعدار ہووے اور اسی کو مفتور قرار دیوے لیکن اس کے بیٹے لوچن نے کھانا اگر نان
 کے گھرانے سے تخت ختا چھن جاتا تو ہم لوگوں کی جان کے ساتھ کیون نہ جاوے اور یہ
 کون سی نامردی ہے کہ آپ سے آپ مارے ڈر کے اپنے باپ دادوں کی میراث
 چھوڑ دیوین اس سے بہتر ہے کہ جو تھوڑی بھت فوج رہ گئی ہے اس سے پھر سامنا
 غنیمت کا کرین اور اگر شکست پاوین تو میدان جنگ میں مرجانا کیا مشکل ہے آخر کو جب
 ولی عہد کی جیمہ معقول اور مردانہ صلاح مفتور کو پسند نہ آئی اور مہر شاہنشاہی سلطان
 اوٹی کے نزدیک بھجوا دی ویسے اپنی بی بیوں اور لڑکوں کو لیکر اس مکان میں گیا کہ
 جہان آبا و اجداد کے کتابے رہتے تھے اور سب کو قتل کر کے آپ بھی وہیں رہ گیا
 اور اس سے خاتمہ نان کے گھرانے کا ہوا جس کے عہد میں ایسے ایسے بھادر اور
 بہادر اور عالی شان ہو گئے کہ اب تک مرزا نان کا لقب اس کو دیا جاتا ہے جو مشہور

سرکاٹ کے کھڑکی کی راہ سے پھینک دیا اور کھا دیکھو لیچو تمھارے دوست جاتے ہیں
 اسپرین چاؤ غصہ ناک خمر ہیون نو لیکر دروازہ توڑ کر اندر گھسا اور دولت سرا میں کسی
 زندہ نہ چھوڑا اور دودھ کے بچوں کو بھی قتل کیا مگر بادشاہ سلیم اور یسجد کو کچھ نکھالیکچن جب
 مانگ چڑھو سراسر دار فوج کا پونچا اوس نے دونوں کو قید کیا اور بعد کئی روز کے اون
 بیکسوں کا بھی قصہ فیصلہ ہوا انھوں نے ایک شہزادہ سہمی ہی کی بڑے نام تخت پر بیٹھا اور ٹانگ چو
 وزیر اعظم اور مالک کل ہوا اور اس انسان دشمن نے ایسا ظلم شروع کیا کہ اوسکا بیان نہیں
 ہو سکتا حاصل یہ کہ خونخوار اور طامع اور کینہ کش اور بدخواہ خلق خدا تھا اور اس وجہ کے
 وقت امین عیون سے جسکی رگ نے زور کیا وہی بے تامل عمل میں آیا آخر کار اوس کے
 دو دشمنوں کو جو اجازت فقور سے اوسکی قتل کی ملی اوسوں نے سرکاٹ کے لاش ٹکڑے
 پھینک دی اور چونکہ موٹی بہت تھی راہ گیرون نے آگ لگا دی بڑی چربی پھلی اور
 عرصے تک جلی تمام خلق اللہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دشمن نوع انسان کا قتل تمام
 بنی آدم کو کیونکر بھلا نہ معلوم ہوئے لیکن فقط ایک شخص مورخ معلوم نہیں کس لیے دیا
 اور اوس مقتول کی لاش پر ہتھ دگر یہ کیا کہ لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہ قید کیا گیا اسپر اوس
 درخواست کی کہ بعد میرے محسن کی موت کے مجھ کو زسیت منظور نہیں غرض امید یہ رکھتا ہوں
 کہ مجھے یارِ نجات تمام کرنے تک رہائی ملے اور بعد اوسکے قتل ہونا میں خود چاہتا ہوں یہ
 بات منظور ہوئی غرض اوسی شب کو باراندوہ کے نیچے دگر مر گیا تھوڑے عرصے بعد بڑی
 ہل چل مچی اور ہر صوبے میں ایک نہ ایک طور سے بغاوت شروع ہوئی اور وہی دہلی
 والے سرکش پھر جمع ہوئے لیکن چاؤ چوسپہ سالار فقور نے اوکو ایسا توڑ دیا کہ پتا باقی نہ
 غرض اس ناک حلالی کے بعد ہی اپنے صوبے میں جا کر اپنے کو خطاب فقوری اوس نے
 دیا اور اصل فقور سے کچھ ہونہ سکا جب چاؤ چومرا اوسکا بیٹا چاؤ پی باپ کی جگہ پر آیا اور
 چونکہ نیک نھاد اور بھادرا اور مدبر تھا بعض صوبہ داروں نے اوس کو فقور قرار دیا

ملک سے نجات ملی اور اسی سبب سے تمام خلق اس کے ساتھ ہوئی غرض یہ کہ باری تعالیٰ نے اس کو
 یہ بھی دے دیا کہ اس مجمع کثیر کے وسیع سے تخت منور بدبخت کا حاصل ہوتا ہے
 قصہ بغاوت کا علم اوس نے برپا کیا اور اپنی سپاہ کو زرد ٹوپی پہنائی اور اون سرکشوں
 کی بھی علامت رہی آخر کار انھیں شکست ملی اور اوس جمعیت کو پریشانی حاصل ہوئی
 اختلاف مورخون میں اس مغفور بے شعور کے مرنے کے باب میں ہے کوئی کہتا ہے کہ ابو
 مین مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ اس سے مراد غرض پھلی روایت قریب قیاس کے سبب اس نقل
 کے ہے جو ذیل میں ہیں ہے اور جس پر ہر دور روایت کا اتفاق ہے اگرچہ بادشاہ کی برگ
 کے امر میں اختلاف ہے چنانچہ دونوں میں یہ لکھا ہے کہ ^{۹۹} مسیحی میں لینک ٹی کا انتقال
 ہوا اور جو انھیں روح نے مفارقت کی خو ہے اور وزیروں کی آپس ہی میں چلنے لگی اور
 اوس وقت سپہ سالار فوج شاہی کا ہوسن نے فوج کے طیار ہو نیکا حکم دیا اور چونکہ خو جون
 نے اوسے ہر طرف اور ذلیل کرنے کا قصد کیا تھا اون سے انتقام لے نے کو موجود
 ہوا اس بغاوت کی خبر سن کر بادشاہ یگم نے سب خو جون کو مغرول کر کے شہر بدر ہو
 حکم دیا غرض اوسکا سامان ہو ہی رہا تھا کہ خود ہوسن چند دوستوں کے ساتھ دولت سرا
 پر پہنچا اور بے تکلف اندر چلا گیا اوسے اکیلا دیکھ کر خواجہ سراؤن نے دروازہ بند کر دیا
 اور اونہیں سے ایک سہمی چٹیک یا نگ نے سپہ سالار کو گالیاں دینے اور یہ کہنے
 لگا کہ تو آگے قصاب تھا اور میں نے تجھے اس رتبہ کو پہنچایا اب تو ہمیں سے برابری
 کرتا ہے اوس نے جواب دیا کہ تو نے ایک دفعہ مجھ سے نیکی البتہ کی مگر پھر سو ہر ایاں میرے
 حق میں تجھ سے وقوع میں آئی ہیں اور اخیر میں تجھے میری آبروریزی کی فکر پڑی اور
 اس پر ایک نیکی کا طعنہ دیتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ معرض حساب میں وہی حرکت
 آتی ہے جو اخیر کو ہوتی ہے القصہ یہ تھا کہ ہنوز تمام انھیں ہوا تھا کہ سپہ سالار کے
 دوستین جاؤنے باہر سے پکارا جلد ہی آوجی کیا کرتے ہو اس پر خو جون نے ہنوں کا

اور معلوم نہیں ان دونوں سے کون روایت درست ہے مگر ایک اور امر سے سفیر کا راہ
سمندر کو اختیار کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اسی فقور کی شروع سلطنت میں یعنی ۳۷۰ھ میں
عرب اور ہندوستان کے سوداگر ختا کے شہر کان کن میں سمندر کی راہ سے گئے تھے اور
وہاں تجارت کرنے کی اجازت پانے کی خاطر اقسام طرح کے عمدہ تحفہ جات نذر دینے
کے واسطے لے گئے تھے پس ظاہر ہے کہ انیس برس کے بعد جو روم قدیم کے سفیر گئے
تو انھیں تاجرون کے جہازوں کے وسیلے سے وہاں پہنچے پھر فقور اووان ٹی کا جب تہال
ہوا جو جن نے اس کے قرابت داروں سے ایک شہزادہ مسی لینک ٹی کو ۳۷۰ھ میں
بٹھایا اور قاعدہ اون لوگوں کا تھا کہ کوئی لڑکا ہمیشہ برائے نام گدسی پر رہے تاکہ بالکل اختیار
اؤ کو حاصل ہووے چنانچہ بھی بارہ برس کا تھا اور جس امید سے انہوں نے یہ حرکت
کی تھی برائی اور جزو کل پر حکومت اؤ کی بدستور رہی چند روز میں فقور اووان ٹی کی حکیم کو ان
ذات شریفوں نے زہر ملا یا غرض کسی شخص نے اس حکمرانی کا بیان چند شعروں میں لکھ کر دولت
سرا کے دروازے پر چپکا دیا اور تہمت خون چونکہ خواجہ سراؤں کے سر پر شاعر نے لکھی تھی
اوس ہجو کے شبہ پر ہزار نا علما اور شعرا کو انہوں نے گرفتار کر دیا اور سب کو مروا ڈالا
اور اس قتل عام کے بعد بھی جس شخص کے باب میں کسی نے جھوٹ بھی کچھ کچھ دیا اؤ نے
بد کرداروں نے نہ چھوڑا اور فقور کسی حساب میں نہ تھا گویا اؤن غلاموں کا باندی بچہ تھا
اور ایسا لعنتی تھا کہ بچہ خواجہ سرا کے کسی مر مقل کو اؤنی ساعمدہ نہ دیتا تھا اور چونکہ اؤن
بدمنوں نے بالکل سلطنت کو تہ و بالا کر ڈالا اور سوا اپنی حکمرانوں کے بنکی برائیاں ظاہر
ہیں اؤنے آردے بھی ایسے بوم صفت تھے کہ جس آبادی پر اؤن کا سایہ کسی جہت سے
پڑا ویرانہ ہو گئی پس لینک ٹی کا نام مورخوں کے قابل یاد رکھنے کے اس سبب سے
ہے کہ جو مرتبہ بزرگی کا یا اؤ اور شن کا تھا ویسا ہی اسکا نا کسی میں پایا جاتا ہے پشہ
میں نبری و باہونی اور کسی طبیب کو ایک دو ایسی ہاتھ لگی کہ ہزاروں آدمی کو اؤ مرض

مغفور سے ملی اور نہایت کروفر سے تجھیز و تکفین کی حتیٰ کہ لاش کے ساتھ اس نے بڑی دوست
 مٹروی غرض بھیہ اصرافت اور فضول خرچی کی خبر جب امین کو پہنچی اس حرکت کو غربا کی قلت
 معاش کے وقت اس نے ایسا بیجا سمجھا کہ روپیہ تابوت سے نکلوا کر یا کو لاسٹ کی قسم
 خرید کر واکر اس نے غربا کو بانٹ دیا اسپر خوجے نے کفن کی چوری کا اتھام دیکر امین سے
 انتقام لینے کا قصد کیا لیکن تمام خلق اللہ دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئی اور مغفور کے حضور میں
 معافی کے لیے گئی اور خود بادشاہ کو امین کی بھیہ بات بھت پسند آئی اور خدمت جلیل القدر
 سے اس کی سرفرازی ہوئی۔ لی آنک ٹی نے مغفور کو زیادہ اپنے دام میں منہانے کے
 لیے بھیہ تدبیر سرائی کہ بادشاہ یگم سے بیٹی کا رشتہ پیدا ہووے لیکن جب مغفور کی شہزادہ
 نے اس درخواست کو نامنظور کیا لی آنک ٹی ایسا وق ہوا کہ تلوار کھینچا اور سپر دوڑا عرض
 بادشاہ نے در میان میں اگر ماتھہ روکا اور اس بدکردار کو سمجھا بچھا کر گھر بھیج دیا بعد ازاں
 سمجھا کہ امرویز فرد امین چار دن کی چاندنی ہو جائے گی اور خواہی کی اندھیری نصیب ہووے
 گی بھیہ سوچ کر اپنے کو اسے ہلاک کیا گویا ملک کو نجات دی جب اس کا خزانہ کھولا گیا کرو
 روپے سے زیادہ نقد و جنس میں ملا اور چونکہ ظاہر تھا کہ غربا کو آزار دینے اور رعیت سے
 ہر بھانے روپیہ لینے کے ذریعہ سے بھیہ مالیت حاصل ہوئی تھی مغفور نے اس کو غربا کو تقسیم کر دیا
 مغفور آؤوان ٹی کے انتقال کے ایک برس قبل سفیر سب شہنشاہ روم قدیم کے جسکا نام خانی
 زبان میں گان ٹن ہے مگر فرنگ اور روم کی تاریخوں میں وہ مارکس آرنی لیس ان ٹون
 کھلاتا ہے مغفور کے دربار میں آئی اوماتی دانت اور گنیڈے کے کھک کی چیزوں کو نذر دیا
 اور چونکہ ریشم اون دنوں روم میں سونے کے مولوں بکتا تھا شہنشاہ کا قصد ہوا کہ ال
 تھا سے جکے سوا کھین دوسری جگہ بھیہ چیزیں نہ تھی رسم تجارت کی پیدا ہووے تاکہ شہزادہ
 اور ازبانی سے ریشم مے غرض مغفور نے انکار کیا اور سفیر مایوس پھر گیا۔ بعض مورخ
 کہتے کہ سمندر کی راہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ ہند ہو کر بھیہ سفیر سب گئے تھے

راقم نے یہ عقل ایسے ہی کرا سنا ہے۔ ایشیائے جزیرہ اوستا بھی پٹی اور تار نے نمود
 ہوتے ہیں اور کوثر منگی حاصل ہووے کہ وہ کیسے تھے اور یہ کیسے ہیں اور حق ہے کہ
 جسے اوستا دکا برا چانا مردود ہوا ایسے کہ باپ کا دشمن مردود ہے تو اوستا دکا اوس
 افرودہ ہے کیونکہ باپ نے مطابق دستور حیوان کے صرف جان دی اور نوع آدمی کے شمار
 میں لایا اور بھیجی ہے اپنے ارادے کے ہوا عرض اوستا دے روح کو جلوہ بخشا اور خدا
 کو بکھوایا اس لحاظ سے اوستا دکا رتبہ اہل خبرت کے نزدیک باپ سے برتر ہے۔ اسی
 میں گئی برس برابر قسط سالی رہی اور قاتون کے مارے کوئی چوکے صوبے کے لاکھ آدمی سے
 زیادہ اپنا گھر بار چھوڑ کر آل و عیال کو ساتھ لیکر ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ اوس وقت میں
 ملک نیپال کی پھلی آبادی شروع ہوئی کیونکہ قسط کے مارے جو لوگ ایدھرا و دھر پریشان ہوئے
 تو ایک گروہ طبقہ نیپال میں جا بیسے اور پھلی خلقت کی بنیاد اوس جگہ میں اسی طرح سے ہوئی
 چنانچہ ستھو پوران کتاب منسکرت میں روایت ہے کہ ایک خانی مسمیٰ مانچا کھول نے وطن
 کو ترک کیا اور اپنی قوم کے بھت سے لوگوں کو ساتھ لیکر نیپال کے پھاڑوں میں جا رہا
 اوسی گروہ کی اولاد اوس دیار کے باشندے ہیں چونکہ اوس شخص کا خانا سے جانا اور
 نیپال میں ایک گروہ کے ساتھ بوز و باش اختیار کرنا امر تحقیق ہے اس لیے مخور اوڈان
 کے عہد کو ایام اوس واقعہ کا قرار دینا چاہیے عرض اوس قسط سالی کے باعث کو جو خوب
 پریشانی خلقت تھا تدارک کرنے کے لیے مخور نے ایک امین بھیجا اور اوس نے درپست
 کیا کہ ماڈرین سب چو اوس پر گئے تین مقرر تھے انھوں نے ظلم و ستم سے قسط کی سختیوں
 بڑایا تھا اس جہت سے رعایا نے تنگ ہو کر جلائے وطن اختیار کیا جب یہ ثابت ہوا
 نے سب کو قید شدید میں ڈالا اور اوسکا احوال حضور میں بھیجا مگر قبل حکم قتل کے آنے کے
 بعضوں نے خود کشی کی اور باقی کی جان جلا دے ماتھوں سے گئے ان میں سے ایک
 شخص کسبی خواجہ اکا باپ تھا اور اوس نے اپنے والد کی لاش کے دفن کرنے کی اجازت

مغفور شہنشاہ کے بچے بیٹے کے بعد چھ تحت پر بیٹھا تھا اور اسکی بیاتہابی بی کا بھائی لی انگلی
 راہین ملاو سے دیکھتے ہی مغفور نے منہ سے اسکی طرف اشارہ کر کے کھایا رو دیکھو کیا بھیا
 اور حلیل القدر سردار خاوند کا جان نثار کھڑا ہے یہ فقرہ اس شخص کے دل میں گڑ گیا کیونکہ وہ
 بوسے پنے کی ایک اوہ حرکت کر چکا تھا اسی روز اپنی بھین سے سار شس کر کے بادشاہ کو
 ایسا زہر ملا بل کھانے میں اس نے دیا کہ فوراً چارہ مر گیا یہ جب اس مغفور پر شہور کا قصہ یوں
 تمام ہوا لی انگلی اور اسکی بھین نے ایک شہزادہ دستگیر گتہ کو تحت دیا لیکن دوسرے شخص کی
 حقیقت کے پانے میں ایسا بلا ہوا کہ قریب تھا کہ اوڈان ڈن جسے لی انگلی اور بگم نے بچایا
 تھا بے تحت و تاج کیا جاوے غرض وہ قتلہ قبل وقت سجد کے افشا ہو گیا اور مفسدون کی
 جان گئی اور انکی لاشوں کی عجب خرابی ہوئی اسی بل چل میں ایک ماجرا قابل بیان کے
 واقع ہوا جسکے ملا حیلے سے دریافت ہوگا کہ حایین کتنی قدر اوستاد کی شاگرد سب کرتے
 ہیں اور روپے اور پیسے کی کیا حقیقت جان دینے کو موجود ہوتے ہیں حکیم کو کو عالم زبرد
 تھا اور جب وحی ہوا کہ مفسدون نے جھوٹ سچ لگا دیا کہ وہ بھی مفسدون کے زمرے میں
 تھا اسی سمت پر لی انگلی نے اسکو بھی اور ون کے ساتھ قتل کیا اور اسکی لاش کو ٹکڑے
 پھینکا اور یا یہ ماجراے شکر من ہونے کے ساتھ ہی حکیم متھول کے ایک شاگرد نے کیا کام کیا
 کہ ایک ہاتھ میں تبر اور دوسرے میں عرضی لیکر حضور میں گیا اور آداب بجالا کر کہنے لگا کہ اگر
 فدوی کی درخواست منظور ہونے میں شارجان کرنے کی ضرورت ہو تو میں آلہ قتل لیکر حاضر
 ہوا ہوں غرض جطیح ہو میرے اوستاد کو دفن کرنے کی اجازت ملے لیکن جب لی انگلی نے
 نے اسے محروم پھیر دیا تو حکیم کے سب تلا میں جمع ہوئے اور لاش کی نعل میں بیہ کرارہ پھینک
 ایسے روئے پیسے کہ آخر شس لی انگلی کی بھین بادشاہ بگم کو ترس آیا اور لاش کے دفن
 ہونے کا حکم بھائی کے ہاتھ پانوں پکڑ کے دلوا یا قصہ جب اجازت ملی اون لوگوں نے
 اپنی اپنی نصف جا یاد بچکر اس دھوم دھام سے تہنیر و تکفین کی کہ تمام ملک میں شہرت پھیل گئی

۵۸
 بھرتی کا خیال کرنا مقدم سمجھتی تھی اس سبب سے اپنے بھتیجے کانٹی کو چودہ برس کے برن
 میں اس نے تخت دیا لیکن زام حکومت اپنے ہاتھ میں اور بھی بارہ برس رکھی اس لیے کہ بادشاہ
 شہر و عشرت میں اوقات ضایع کرتا تھا اور یکم نے دیکھا کہ اگر کچھ خود مختار ہووے گا تو مالک کو
 سب کا غرض یکم کے انتقال کو چار برس باقی رہے غمور نے اختیار ملک اپنی پہنچھی سے
 لیا اور اسکے جال کئے ہوئے سب وزیروں کو جواب دیا کہ چھ برس کے پیچھے آپ بھی مر گیا
 کیا بیٹا شہنشاہ بارہ برس کی عمر میں سنہ ایک سچے چتریس سی میں مالک مسند ہوا وہ
 سعادت تھا لیکن خوجوں کی صلاح و مشورے سے چند حرکتیں نازیبا کیں اور ان لوگوں
 پر ایسی خدشیں دین کہ بدعت تو وہ تھے اور بھی قوی ہوئے اور بدستور پوچ حرکتیں کرنے
 کے غرض غمور کی ذات ایسی برکات تھی اور ترکیب خلقت میں اسکی اجزا کی اس قدر مرکب تھی کہ
 جو دیکھو خوجوں کی بدھادی کے اپنی طبیعت کی خواہش سے کسی فعل بد کا ترک نہیں ہوتا تھا
 جسے چھتوں سے ملک پر زوال نہ آیا ورنہ بلا ضرور ہوتا چھتہ مسیحی میں اس بادشاہ کا
 انتقال ہوا اور اسکا بیٹا دو برس کا بچا برس روز تک غمور کھلایا جب مر گیا امرانے ایک برس
 کا بچہ اسے مسیحی چھتی کو تخت پر بٹھلایا وہ اگر زیادہ جیتا تو مرد مقتول ہوتا کیونکہ جسے وزیر اسے
 جلوس کیا وزیروں اور تمام اعیان دولت کو فرمانے لگا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کو مکت خانے
 میں کیوں نہیں بھیجتے اور کیوں لاڈ و پیار میں انھیں خراب کرتے ہو اور تمھیں کیا معلوم نہیں
 کہ مردوں کی راحت روح علم ہے اور جھل خاص و عام کے ناپسند ہے اور بے علم آدمی میں
 انسانیت نہیں آتی اور شل بھایم کے بھی بھری رہتی اور مرد بے علم اور حیوان مطلق میں
 فقط لطف کا فرق ہے کہ اسکو طاقت گنتا رہے اور بھیہ اس قوت سے محروم ہے یہ
 سنہ اکثر امرا جن پر بھی لٹن تھا سر جاکر کھڑے رہے اور دربار سے خدمت ہوتے ہی شاہی
 مدرسے میں اپنے اپنے لڑکوں کو بھیجا اس بات کی شہرت ہونے سے سینے بھر میں ہزار
 طلبہ سے زیادہ جمع ہوئے ایک روز غمور مدرسے میں طلبہ کو دیکھنے گیا اور اتفاق سے

زندان میں مر گیا تو اس نے بھائی کی تمام تصنیفوں کو جمع کر کے اور جس تاریخ لکھنے میں دم مر گئی
 مشغول تھا اور تمام چھوڑ گیا تھا باقی کو لکھ کے کتب خانہ شاہی میں داخل کیا اس حرکت سے
 مفتخر ایسا خوش ہوا کہ اسے بادشاہ سلیم کی تعلیم کے لیے محل میں بلوایا اور آقا کا عمدہ دیا اور
 اپنی شاگردی کو پان ہوئی نے خوب تربیت کیا اور ایک کتاب مستورات کے لیے نصیحت
 کی ایسی اس نے تصنیف کی کہ حایوں کے نزدیک اس کی عیارت اور نصیحت کی برابری
 کی کہ وہی تالیف یا تصنیف کم کرتی ہے گویا تھا کی زیب النساء سلیم وہی عورت تھی اور ایسی
 کوئی آج تک نہیں ہوئی پھر اسی عہد میں خانی فوج روم قدیم کی سلطنت پر پوریش کرنے کے
 قصد سے بھیجی گئی تھی لیکن سمندر کا سپین کے کنارے سے موج کے خوف اور جہاز کی کمی
 اور سبکی کے باعث سے پھر گئی والا جنگ بیشک ہوتی پھر مفتخر ہوئی جب مرا او سکا بیٹا چاچا
 کی نہایت کم سنی میں تخت نشین ہوا لیکن پان ہوئی کی شاگرد اس کی مان نائب سلطنت ہوئی
 اور ہر امر میں صلاح عاقلوں اور فاضلون سے لیتی تھی اور تمام مملکت میں اس کی حکمرانی
 سے خوشی دن بدن پھیلی اتنے میں خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ایام بارش باران رحمت کثرت
 بارش سے رحمت خلائق ہو گیا اور سیلاب سے تمام زراعت کا نقصان ہوا بیچہ دیکھ کر والد
 سلیم نے حکم دیا کہ تمام امرا لباس غم اختیار کریں اور اپنے اعمال کو دیکھیں اور مردم آزاری سے
 باز رہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور کفارہ دیویں اور دعا مانگیں کہ خداوند کریم و رحیم
 اپنا غضب نازل کرے اور انتقام اپنے بندوں سے نہ لے اور والد سلیم نے خود ٹاٹ کی
 پوشاک اختیار کی اور سر پر خاک اوڑانے اور سنیہ زنی کرنے اور اپنی گناہوں کی نذر سے
 نجات چاہنے لگی غرض اس کا ر ساز بے نیاز نے خود مفتخر کو اس وقت دنیا سے رحمت
 کرنا بعد برس ہی روز کی مسند نشینی کے انسب سمجھا اس واقعہ جانکاہ و حادثہ غم افزا سے والد سلیم کو
 غم و الم وہ گونہ زیادہ ہوا لیکن وہ اس قماش کی عورت نہ تھی کہ ایک بیٹے کے مرجانے سے
 ہوش باختہ و بدحواس ہوتی اس لیے کہ وہ رعایا کو مثل لڑکے با لے کے جانتی تھی اور

میں راقم نے بیان کیا ہے اور ایک برس قبل اس کے مرگ کے حوالی فوجیں ختم
 اور بنجارا میں گئیں اور تاتار پر فتح یاب ہو کر کاشغر میں باعث امن ہوئیں چنانچہ ان کی قائم مقام جنگ
 کی کاشغیر سیدی میں تخت نشین ہوا اور اپنی ماں چچی کا کھانا سن کے اپنے ماموں کو ناظم بنت
 اور ایک ایک ملک سب کے حوالے کیا غرض جو اس کی ماں نے سوچا تھا وہی پیش آیا اور ان
 لوگوں نے سلطنت میں رخسہ ڈالا اور غفور کو خوب ستایا ستم میں اس کا انتقال بیس برس کی
 عمر میں تیرہ برس کی ریاست کے بعد ہوا اور دشت قبیاق کے تاتاریوں پر اس کی فوج شہ
 میں نظریاب ہوئی چھوٹی اس کا بیٹا ستم میں مسند پر آیا اور اس کی دادی کے ایک ساتھی
 سیدی ٹوہین نے اہل تاتار کو ایسی شکست دی کہ وہ اپنے ملک سے بھی خائف ہو کر بھاگ گئے
 غرض جب غفور نے ٹوہین کو میر بخشی بنایا اس کو بڑا غرور ہو گیا اور اپنے خرد و دل کے ساتھ
 سخت سرجمی اور امرائے تکبر اور خود غفور سے لاف زنی شروع کی اور اس کی سزا ہاتھوں ہاتھ
 ملی بلکہ اکثر اقربا خارج البلاد اس کے ساتھ کیے گئے چھوٹی نے بعض خوجوں کو بڑی بڑی
 خدمتیں دیں اور قباحت عظیم کی بنا ڈالی اور اس کی نظیریں آگے چلے ملاحظہ میں آویں گی اور
 حکماء روزگار کے قول کو ثابت کرینگے کہ یہ لوگ نیک کم ہوتے ہیں اور اکثر بد نکلتے ہیں اور یہ
 بھی ایک تحفہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب نیکی پر کمر باندھتے ہیں تو فرشتے ہو جاتے ہیں اور
 بھادری میں رستم کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن جب بڑے ہوتے ہیں تو معلم الملکوت کے
 معلم بن جاتے ہیں اور چونکہ ہر شخص کی ترکیب خلقت اجزائے قوت ملکی اور بھینسی اور سب سے
 مخلوط ہے اور بدی اور نیکی میں وہی لوگ مشہور ہوئے ہیں بخاک طبعیت میں تو اسے نہ کاہے
 جو قوت کہ غالب ہوتی ہے اثر اپنا ظاہر کرتی ہے اس سبب سے راقم کا قیاس ہے کہ نیکی کی طرف
 جب کھٹ جاتی ہے تو سوائے بدی کے کچھ نہیں سوچتی اور اگر خیر ہوئی کہ شیطنیت کی رگ صاف
 ہو گئی پھر ان کی شرافت نفس کا کیا کھانا اس عہد میں ایک عورت تھی تمام معفون میں بوضو
 اور ایسی لائق اور فائق کہ جب اس کا بھائی پان کو فاضل اور مورخ مقید ہوا اور رنج سے

بہت دن دونوں طرف کی چوٹوں کا جواب اکیلا دیتا رہا اور چوڑے
 کوریا اور مشرقی سمندر کے اطراف کی قوموں کو سر کیا آخر کار دشمنان
 کے اقربا ایسے زبردست ٹھہرے کہ وان وان کی فوج پر ظفریاب ہوئے اور
 صف اول کے سر پر وان وان حادثہ جنگ میں بھاڑوں کے بچھونے پر خواب واپس
 میں گیا اور سکی لاش کو جس نے جس طرح چاہا کاٹا اور پاؤں تلے روندنا سپاہیوں نے
 انی ہوان کو تخت پر بٹھایا اور فقط دو برس تک وہ جیادھ قلیل عرصہ اسکو میدان ہی میں گدڑا
 اسلئے کہ تاتاریوں نے برابر ستایا اور گھڑی بھر دم نہ لینے دیا اس شخص کے بعد مسیحی
 میں تو سوجھو کو گانگ اووٹی بھی کہتے ہیں سند نشین ہوا اور جلوس فرمانے کے ساتھ ہی فرما
 معافی عام تمام ملک میں بھیجا اور سبکو تسلی دی اس حرکت سے نیکنام ہوا اور دشمنوں کو بھی اس
 ترکیب سے دوست بنایا اور بھی سب باعث اسکے ہوئے کہ تاتاریوں کو بار بار اس نے
 زک دیا کیونکہ جب گھر میں امن و امان ہوتا ہے تب بغیر کی دشمنی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے
 لیکن آپس کی بوٹ بباہی کی نشانی ہے ملک ماچین کے بادشاہ سے برابر لڑائی رہی اور غور کو
 فتح اکثر ہوئی اور فوج قتائی کام روپ تک گئی پتقیں برس سلطنت کر کے پھر بادشاہ ملک
 کاراھی ہوا لیکن قوت طبیعت اور عقول ذہنی اور مدبری اور رحم و کرم کے سبب سے ایسا نام چھوڑ
 گیا کہ اہل خیر کی یاد سے فراموش نہیں ہووے گا اس بادشاہ نے دار السلطنت کو تبدیل کر کے
 صوبہ ہونان میں شہر ہونان کو پائے تخت مقرر کیا اور خانوادہ مان گویا از سر نو مالک تخت
 ہوا ان کاٹوں سے پھر بادشاہ اور اس کے بعد جتنے اس گھر کے ہوئے قتائی تاریخوں میں
 مشرقی مان کہلاتے ہیں وہ اسکا بیٹا سینگ ٹی باپ کی طرح ہوا بلکہ پوت نکلا اور خٹل
 زبردست تھا اور سکی بیاتانی بی باچی ایسی نیک بخت اور عاقلہ تھی کہ ایسی جو روین جہانین
 کم ملتی ہیں اور نیکی اور مدبری میں اسقدر شہرہ و فہمور کا پھیلا اسی کے سبب سے ہوا اسی
 بادشاہ کے عہد میں تو وہ کازیب قتائین رائج ہوا جیسا کہ اس تاریخ کی حسلہ اول

وانت خود تخت پر تھا اور اسے حاصل کرنے کی فکر اور تیر بر تیر جاتی تھی چنانچہ رعایا
 اور علما اور شہرا اور امر کو اپنے خلق اور داد و دہش سے تابعدار بنا رکھا تھا اور سرکار کا
 کوئی چھوٹا یا بڑا عمدہ دار خواہ خوار خواہ مالی و قاریا نہ تھا جو اس کی بخشش اور کرم سے یہ
 اور مہنوں احسان او سکا نہ تا تھا اور ایک بات ایسی متعجب اور سکو سوجھ گئی کہ صغیر و کبیر کے
 نہایت پسند آئی وہ یہ تھی کہ حکیم لنگ فوزی کی آل کو اس نے امیر و نئے زمرے میں داخل کیا
 اور اس خاندان کے رتبہ امارت کو نور و ثنی قرار دیا آج تک وہ قانون جاری ہے اور تار و
 نے بھی اس لیے بحال رکھا ہے کہ نہایت مطبوع خاص و عام کے ہوا اور اسکا نسخہ کرنا جو
 قیامت کا نظر آیا اللہ تعالیٰ اور ظاہر و باطن اور سادہ و مزاجی اور ایم قحط و تنگی میں رعیت پر
 ایسے اس نے شروع کی کہ قضا خطاب شاہی اور تاج و تخت و غفور کا اس سے نہ تھا لیکن اور طرے
 خود غفور کی حقیقت اس کے سامنے شل شلے کے بادشاہ کے تھی جب منزل مقصود کی اتنی
 راہ ملے ہوئی اس نے غفور کو ترہر دیا اور خود اتنا رو یا پیا اور غرہ اس نے کو بنایا کہ لیکو
 مطلق شہاد کی خاوند کشی پر غفور واجب چودہ برس کی عمر بادشاہ زادہ و سعید کی ہوئی تب
 اسی میں و آن و آن نے اسے مارنا مناسب جانا ورنہ دو ایک برس میں اولاد
 اور وزیر کی ساری ریاضت اور تدبیر ضائع جاتی مگر یہ نگواہی ایسے وقت پر ہوئی
 کی غرض یہ کہ آئی کیونکہ سابق غفور سن لٹی کا لڑکا دو برس کا برائے نام تخت پر بیٹھا
 سلطنت دھی پھر ہوا لیکن بعض بعض امیروں کو جو اسکا اوج ناگوار معلوم ہوا اور
 نہ لوگوں کی قوت سے بلوے کا علم اٹھایا غرض سارہ وزیر اعظم کے بخت کا
 قی پر چھٹا کسی سے کچھ نہ ہو سکا اور وزیر نے جب دیکھا کہ راز فاش ہوا اس نے
 دیکر اس لڑکے کو کان پڑ کے تخت سے اتار دیا اور آپ جا بیٹھا اور
 سب کو کہتا ہوں سے ایک طرف بکری اور یاق کے گھرانے والوں سے دوسری
 لیکن و آن و آن ایسا تدبیر و زمان اور صاحب جگر اور دماغ تھا کہ

ہوا اور عیشہ عورتوں کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنک فوزمی کے
 قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تا تاریخوں نے فغفور کو ایک شخص محبوب سمجھ کر کچھ
 بدستور فغفور پر پا کیا لیکن نچر لوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ ہونہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر فغفور دنیا سے
 اٹھ گیا اور اس کا بیٹا چنگی ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیب و رشتہ کا اوسکے
 اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے ہاتھ
 خانی المی کو مار ڈالا غرض فغفور کی فوج فوراً لگئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا
 کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈی پر سپر
 کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب پادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اس
 عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغفوروں نے نام اپنا خوب یون میں نکالا ہے اوسکی
 تصویریں جو لونڈی دہیتی ہے تو گردن تخت کے علما کا مجمع پاتی ہے اور بھیا اور شاہک اور چو کے
 گھرانے والے جو بڑے نکلے انکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں
 کہ بیٹی میں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہووے اور بیچہ بات
 تمام مشہور ہووے کہ خدا سے ملک کا پادشاہ علما کو ساتھ نہ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھرتا ہے
 دوسرے شخص ہوتا تو اس عورت محمود صفت کی نصیحت سنکے اپنی عادت بدلتا لیکن بیچہ کم عقل
 تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور کچ اسپر کل اوسپر
 عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اوسکا بیٹا
 بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں
 بیٹھے فغفور کو ناخیر جانے لگے تھے انکو بیچہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن اٹھ ہی برس میں
 اس حجام فانی سے اوسکا دانہ پانی اٹھ گیا اور اوسنے انتقال اوسی سنہ میں کیا جس میں
 حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اس پادشاہ کے بعدین ٹی کا ایک پوتہ چنگی ٹی نورسن تک سند پر
 بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام و آن و آن بہتجا فغفورین ٹی کی پادشاہ ہگیم کا وزیر عظیم ہوا غرض اس امیر کا

بچے کو زحر دینے کا قصہ کیا اور بیہ ارادہ سب فسق ہوا تب خود فقور کو فوج کرنے اور تخت
چین کر اپنے کسی خواہش کو بھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاش اور بدنہا لوگ جنہیں فقور نے
بد اطوار یون کے سب سے سزا دی تھی ان کو مشورے میں لائی القصہ شوہر کشی اور تخت
رستانی کی صورت اس بد عورت نے بیہ ٹھہرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی
ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہووے
چند آدمی اندر جا کر فقور کے ایک چاکر کو زندہ بچوڑیں اور چنبرہ قاتل دولت سر امین داخل ہوئے
اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن را چاہ دریش ہوا اور روز مہمودہ کی بات
کھل گئی اور مشہور ہونے کے ساتھ ہی مسعودون نے خود کشی کی اور فقور نے بادشاہ حکیم کو
طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور بیہ سزا دی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے
ایک موبخ کہتا ہے کہ بادشاہ کی عیثی نے بیہ فکر کی تھی مگر بیہ بات محض بعد اقیاس ہے
جب تاتاریوں نے کئی دفعہ متواتر یورش کر کے دیکھا کہ تسخیر حاکم ان ہی اونکے سرداروں نے
فقور کی تابعداری قبول کی اور اس کی بڑی خوشی دار خلافت میں ہوئی اس لیے کہ مدت مدید سے
وہ سب برابر ستاتے رہے اور لوگوں کے ناکہیں دم لاسے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی
فقور نے قدر دانی عالم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اس کے عہد میں فراغت سے
اوقات بسر کی اور اونہیں لوگوں نے ان کی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور بھی
شیوہ انسان ہے کہ جو کماے کا سو گن گامے کا اغلب ہے کہ اسی پادشاہ کے عہد میں روم
قدیم اور تحاکی سلطنتیں مخلوط السرد اسطر سے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا
شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑھائی کی اور تحائی سپہ سالار شرق
سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح
کرتی ہوئی قریب پہنچیں اس امر کو یاد رکھنا چاہیے کہ ستم میں قبل حضرت عیسیٰ کے اس فقور
نیک شعور کا انتقال ہوا اور اسکا بیٹا یثربی نیک تھا لیکن دل اور ذہن کا ضعیف قائم تھا

ہوا اور عیشہ عورتوں کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ نوزی کے
 قول کے ہر شخص کو حسبِ لیاقت خدمت دیتا تھا تا ریون نے فغفور کو ایک شخص محبوب سمجھ کر کچھ
 بدستور فتور برپا کیا لیکن بخلوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ ہونہ سکا سولہ برس تحت پرٹھیمہ کر فغفور دیکھا
 اوٹھ گیا اور اسکا بیٹا چنگی ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیب ورتھا کہ اس کے
 اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے بادشاہ
 ختائی ٹی کو مار ڈالا غرض فغفور کی فوج فوراً گئی اور اسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا
 کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈمی پر سیر
 کرتا تھا کہ اسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اس
 عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغفوروں نے نام اپنا خویون میں نکالا ہے اسکی
 تصویریں جو لونڈی دہکتی ہے تو گردنخت کے علما کا جمع پاتی ہے اور ہیٹا اور شاہک اور چو کے
 گھرانے والے جو برے نکلے انکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں
 کہ بیٹھی ہیں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہو وے اور بیہ بات
 تمام مشہور ہو وے کہ ختا سے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھرتا ہے
 دوسرے شخص ہوتا تو اس عورت جو وصف کی نصیحت سننے اپنے عادت بدلتا لیکن بھیم کم عقل
 تعریف اسکی شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر
 عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اسکا بیٹا
 بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں
 میں فغفور کو ناخیر جاتے لگے تھے انکو بھیم قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن آٹھ ہی برس میں
 اس جہان فانی سے اسکا دانہ پانی اوٹھ گیا اور اسنے انتقال اوسی سنہ میں کیا جس میں
 حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعد یں ٹی کا ایک پوتہ چنگی ٹی نوزی تک سپر
 بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام و آن و آن بہتجا فغفور یں ٹی کی بادشاہ بگم کا وزیر عظم ہوا غرض اس امیر کا

بچے کو زحر دینے کا قصہ کیا اور بھیہ ارادہ جب فسق ہوا تب خود فقور کو ذبح کرنے اور تخت
 کن کر اپنے کسی خواہش کو نبھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاش اور بد نگاہ لوگ جنہیں فقور نے
 بتلوا ریون کے سب سے نزدیکی تھی ان کو مشورے میں لائی ان قصہ شوہر کشی اور
 شافی کی صورت اور بد عورت نے بھی ٹھہرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی

ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہووے
 چند آدمی اندر جا کر فقور کے ایک چاکر کو زندہ بچپورین اور چند قاتل دولت سرزمین داخل ہوئے
 اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن راچہ درمیش ہوا اور روز مسمودہ کی بات
 گئی اور مشہور ہونے کے ساتھ ہی مفسدون نے خود کشی کی اور فقور نے بادشاہ حکیم کو
 طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور بھیہ نزدیکی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے

ایہ مونیج کہتا ہے کہ بادشاہ کی بیٹی نے بھیہ فکر کی تھی مگر بھیہ بات محض عیادت قیاس ہے *
 جب تاتاریوں نے کئی دفعہ متواتر فورش کر کے دیکھا کہ تسخیر حاکم نہیں ہی ان کے سرداروں نے
 فقور کی تابعداری قبول کی اور اس کی بڑی خوشی دار خلافت میں ہوئی اس لیے کہ مدت مدید سے
 وہ سب برابر ستماتے رہے اور لوگوں کے ناکہ بین دم لائے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی
 فقور نے قدر دان عالم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اس کے عہد میں فراغت سے
 اوقات بسر کی اور انہیں لوگوں نے ان کی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور بھی
 شیوہ انسان ہے کہ جو کمانے کا سوگن گامے کا اغلب ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں روم
 قدیم اور حاکمی سلطنتیں مخلوط السرحہ اسطر سے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا
 شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑھائی کی اور حجازی سپہ سالار شرق
 سے کمالا کہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح
 اس کو یاد رکھنا چاہیے * شہ میں قبل حضرت عیسیٰ کے اس فقور
 اور اس کا بیانیہ بی نیک تھا لیکن دل درود ہن کا ضعیف تاب

ہوا اور ہمیشہ عورتوں کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوژی کے
 قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تا ریون نے فغفور کو ایک شخص محبوب سمجھ کر کچھ
 بدستور فتور برپا کیا لیکن بحرلوٹ و باراج کے زیادہ کچھ ہونہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر فغفور دنیا سے
 اٹھ گیا اور اوسکا بیٹا چنگی ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیبیہ ور تھا کہ اوسکے
 اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکیسی مشہور ہونے سے سمرقند کے بادشاہ
 ختائی ملچی کو مار ڈالا غرض فغفور کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بیٹھلا
 کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکیسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈی پر سپہ
 کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اس
 عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغفوروں نے نام اپنا خویون میں نکالا ہے اوسکی
 تصویریں جو لونڈی دہیتی ہے تو گر تخت کے علما کا جمع پاتی ہے اور ہینا اور شاہک اور چو کے
 گھرانے والے جو برے نکلے انکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں
 کہ بیٹھی ہیں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہو وے اور بیچہ بات
 تمام مشہور ہو وے کہ ختا سے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھ نہ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھرتا ہے
 دوسرا شخص ہوتا تو اس عورت محمود صفت کی نصیحت سنکے اپنی عادت بدلتا لیکن بیچہ کم عقل
 تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر
 عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اوسکا بیٹا
 بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں
 بیٹھے فغفور کو ناخیر جانے لگے تھے انکو بیچہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن اٹھ ہی برس میں
 اس جھان فانی سے اوسکا دانہ پانی اٹھ گیا اور اوسنے انتقال اوسی سنہ میں کیا جس میں
 حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعدین ٹی کا ایک پوتہ چنگی ٹی نو برس تک سندھ
 بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام وان وان بہتجا فغفورین ٹی کی بادشاہ بیگم کا وزیر اعظم ہوا غرض اس امیر کا

بچے کو زہر دینے کا قصد کیا اور بیچہ ارادہ جب فسق ہوا تب خود مغفور کو ذبح کرنے اور تخت
 چین کر اپنے کسی خویش کو بٹھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاشیں اور بد بھاد لوگ جنہیں مغفور نے
 بد اطوار یوں کے سبب سے سزا دی تھی ان کو مشورے میں لائی القصد شوہر کشی اور تخت
 رستانی کی صورت اس بد عورت نے بیچہ ٹھہرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی
 ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہووے
 چند آدمی اندر جا کر مغفور کے ایک چاکر کو زندہ پھوڑیں اور چہرہ قاتل دولت سرا میں داخل ہوئے
 اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن راچہ درمیش ہوا اور روزِ مسمودہ کی بات
 کھل گئی اور مشہور ہونے کے سات ہی مفسدون نے خود کشی کی اور مغفور نے بادشاہِ بگم کو
 طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور بیچہ سزا دیسی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے
 ایک مورخ کہتا ہے کہ بادشاہ کی عینی نے بیچہ فکر کی تھی مگر بیچہ بات محض بھید القیاس ہے
 جب تاتاریوں نے کئی دفعہ متواتر فورس کر کے دیکھا کہ تسخیر حالاً ممکن نہیں ان کے سرداروں نے
 مغفور کی تابعداری قبول کی اور اس کی بڑی خوشی دار خلافت میں ہوئی اس لیے کہ مدتِ عید کے
 وہ سب برابر بستاتے رہے اور لوگوں کے ناکہیں دم لاسے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی
 مغفور نے قدرِ دانی علم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اس کے عہد میں فراغت سے
 اوقات بسر کی اور انہیں لوگوں نے ان کی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور بھی
 شیوہ انسان ہے کہ جو کھانے کا سوگن گاسے کا اغلب ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں روم
 قدیم اور حاکم سلطنتیں غلوط السرحہ اسطر سے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا
 شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اوپر چڑھائی کی اور حاکم سپہ سالار شرق
 سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح
 کرتی ہوئی تھیں نہی تھیں اس امر کو یاد رکھنا چاہیے کہ سترہ من قبل حضرت عیسیٰ کے اس مغفور
 ایک مشہور کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا یسوع بنیامین بنیامین کا ضعیف قائم تھا

ہوا اور ہمیشہ عورتوں کا تاج بعد از مالکین ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوزی کے
 قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تا ریون نے فقوز کو ایک شخص مجبور سمجھ کر بھڑ
 بدستور فتور برپا کیا لیکن بخلوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ نہ ہونہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر فقوز و پاسے
 اوٹھ گیا اور اسکا بیٹا چنگ ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل کھلا کر نصیبے ور تھا کہ اوسکے
 اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے ہاتھ
 خانی المی کو مار ڈالا غرض فقوز کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بیٹھلا
 کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈی پر سپر
 کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اوس
 عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فقوزوں نے نام اپنا خویون میں نکالا ہے اوسکی
 تصویریں جو لونڈی دیکھتی ہے تو گرد تخت کے علما کا جمع پاتی ہے اور ہیٹا اور شاہک اور چو کے
 گھرانے والے جو بڑے نکلے اوسکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں
 کہ بیٹی میں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہووے اور بیٹھ بات
 تمام مشہور ہووے کہ ختا سے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھ نہ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھر تاجر
 دوسرے شخص ہوتا تو اوس عورت محمود صفت کی نصیحت سننے اپنی عادت بدلتا لیکن بھیہ کم عقل
 تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور آج اسپر گل
 عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اوسکا بیٹا
 بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قومی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں
 بیٹھے فقوز کو ناچیر جاتے لگے تھے اوسکو بھیہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن آٹھ ہی برس میں
 اس جہان فانی سے اوسکا دانہ پانی اوٹھ گیا اور اوسنے انتقال اوسی سنہ میں کیا جس میں
 حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعدین ٹی کا ایک پوتہ چنگ ٹی نور برس تک سندھ
 بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام واٹ وان بہتجا فقوزین ٹی کی بادشاہ بیگم کا وزیر عظیم ہوا غرض اس امیر کا

بچے کو زہر دینے کا قصد کیا اور بھیہ ارادہ جب فسق ہو تب خود فقور کو ذبح کرنے اور تخت
چمین کو اپنے کسی خویش کو بٹھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاش اور بد نھا د لوگ جنہیں فقور نے
بداظہاریوں کے سبب سے سزا دی تھی ان کو مشورے میں لائی ان قصہ شوہر کشی اور تخت
رستانی کی صورت اس بد عورت نے بھی ٹھہرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی
ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہووے
خدا آدمی اندر جا کر فقور کے ایک چاکر کو زندہ بچوڑین اور چند قاتل دولت سرا میں داخل ہووے
اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن راجا درمیش ہوا اور روز مہمودہ کی بات
کھل گئی اور مشہور ہونے کے سات ہی مفسدون نے خود کشی کی اور فقور نے بادشاہ حکیم کو
طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور بھیہ سزا ویسی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے
ایک مورخ لکھتا ہے کہ بادشاہ کی بیٹی نے بھیہ فکر کی تھی مگر بھیہ بات محض بعید القیاس ہے +
جب تاتاریوں نے کئی دفعہ متواتر یورش کر کے دیکھا کہ تسخیر حالاً ممکن ہی ان کے سرداروں نے
فقور کی تابعداری قبول کی اور اس کی بڑی خوشی و اختلافت میں ہوئی اس لیے کہ مدت ہمدیہ
وہ سب برابر ستاتے رہے اور لوگوں کے ناکہ بن دم لاسے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی
فقور نے قدر ذاتی عالم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اس کے عہد میں فراغت سے
اوقات بسر کی اور انہیں لوگوں نے ان کی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور بھیہ
شیوہ انسان ہے کہ جو کمانے کا سو گن گامے کا اغلب ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں روم
قدیم اور حاکم سلطنتیں مخلوط السرحہ اسطر حے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا
شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اوپر چڑھائی کی اور حاکم سپہ سالار شرق
سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح
کرتی ہوئی تھیں چنانچہ تعین اس امر کو یاد رکھنا چاہیے + ستم میں قبل حضرت عیسیٰ کے اس فقور
نیک شعور کا احتمال ہوا اور اس کا بیانیہ نیک نھا د لیکن دل اور ذہن کا ضعیف قائم تھا

نذر کے دشت قبیاق اور خراسان میں گئے اور وہاں ایران کا حال سہنے سنا اور خراسان
 میں ہند کی ولایت کی خبریں سہنے دیکھیں چنانچہ اون دو ملکوں میں رسم تجارت سے لے کر
 اس شخص نے ہر مقام پر اپنے بادشاہ کا بیچہ حال بیان کیا کہ کئی ریاستوں سے سفیر فقور کے
 دربار میں نذر لیکر آئے + چاؤٹی بیٹا اوٹی کا تخت پر بیٹھا اور حالانکہ باپ نے سبب اس کے
 مشابہ ہونے اور تصویروں سے جو یاد کی تھیں قابل و سعیدی کے تجویز کیا تھا لیکن سیر
 کچھ خیال نہ کر کے صرف قیافے پر گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ چاؤٹی نے عیش و عشرت میں اوقات صر
 کی اور اس کی اشد کاہلی سے جب انتظام ملک بگڑا دو قوم تازیوں کی مشرق اور مغرب کی
 طرف سے درپے غصب املاک سرحدی ہوئی اور اگر لشکر شاہی کی سرداری ایسے ہی جیہ
 لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہوتی تو غالب ہے کہ سلطنت چھین جاتی سنہ چوتھ میں قبل حضرت
 عیسیٰ کے اس بد طبع بادشاہ کا انتقال ہوا اور چونکہ بیٹا اس کا بہت ہی چھوٹا تھا چاؤٹی کے
 ایک بھائی نے مسند لی لیکن جب کاہل و بد کردار نکلا امر اس نے بے تخت و تاج کیا اور اسے
 بیچے کو بٹھایا جو سن ٹی کے لقب سے مشہور ہے غرض وہ سنوں کا کچا لڑکا عقل کا پکا تھا او
 وزیر اعظم کو بلو کر کھا کہ ابھی لڑکا اور نا تجربہ کار ہوں ایسے مناسب نہیں کہ بے تمہاری صلاح
 زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لوں اور جو چاہوں سو کروں ایسے میری عین خوشی ہے کہ تم جو
 انسب سمجھو بے تامل کرو ورنہ سلطنت میں فتنہ واقع ہوگا اور جب تخت چھین جائے گا میرا نام
 تاریخوں میں اسی بدنامی سے مندرج ہوگا کہ فلا نے بد بخت نے اپنے باپ دادوں کی
 بنی بنائی سلطنت کو بگاڑ دیا غرض تمہارے مشیر رہنے اور ہر امر میں صلاح دینے سے
 بیچہ بات نہیں ہونے پائے گی بادشاہ نے وزیر اعظم کو اس قدر اختیار دیا لیکن وہ نکور
 نکلا اور اس کی جورو نے بادشاہ بیگم کو دروزہ کے وقت لڑکے سمیت ہلاک کیا لیکن فقور
 بیچہ راز نہ کھلا اور بادشاہ بیگم کے بعد مرنے کے اسی چوڑیل کی بیٹی کو اس مرحومہ کا تخت
 ملا بیچہ عورت بھی اپنی مان کی طرح بد کردار نکلی اور چونکہ اس کی سوت کا لڑکا و بیچہ ہوا تھا او

فقور کے خاندان سے توصل چاہا اور فقور کو بخیر منظور کرنے کے چارہ نہ تھا کیونکہ تاتاریکا
 اون دنوں ایسا زور و شور تھا کہ اگر انکار کیا جاتا تو غضب برپا ہوتا اکثر دفعہ ایسا ہی ہوا ہے
 کہ تاتار کے سرداروں نے فقور کے گھر میں بیاہ کیا ہے اور اب بھی وہ بات گئی نہیں ہے
 اور صندنا زین بچین شاہی محل کی پروردہ اون اوچٹ سپاہ کشیف خوار کے خچوں میں
 غم کر کے مر گئی ہیں اور فقور کے یہاں کی ناز و نعمت کے عوض او کو کچھ گوشت اور گھوڑا
 دودھ ملا ہے آغرض باوجود اس تک آبرو کے گوارہ کرنے اور اپنے عزیزوں کو اون
 لوٹیروں کی گود میں سلانے کے فقور کو اسپر بھی چین نہ ملا اور بار بار اون لوگوں نے یورش کی
 غرض ایک دفعہ سپہ سالار نے جو موقع پاپے کے کین گاہ میں اونہیں گھیر لیا تو تمام تاتار کو شکست کمال
 دی اور پندرہ ہزار کو اسپر کر کے پانچ ہزار اختلاف میں بھیجا لیکن بعد چند روزوں کے اونہوں نے
 پھر زور کیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا غرض فقور نے اخیر کو ایسی تدبیر کی اور اون
 ایسی شکست دی گویا کہ توڑ ڈالی کہ اسکے باعث سے ہوائگ نوتا تار کی قوم بہت دنوں تک
 رہی اور بے بس رہی اس پادشاہ کی قدر دانی کے باعث سے شعر و سخن کا بڑا چھپلا او
 ارباب کمال کا جمع ہوا لیکن سب سے زیادہ نام از ماسین مورخ چین نے پیدا کیا لیکن کسی
 وجہ سے پادشاہ ناراض ہوا اور ہاتھ کٹوا کر خارج الملک اسے کر دیا غرض تب بھی اس
 شخص نے تالیف و تصنیف سے ہاتھ نہ اٹھایا یہ سنکر فقور نے بہت عزت کے ساتھ پھر
 بلوایا اور عمدہ جلیلہ سے سرفراز کیا اگرچہ پادشاہ بڑا عقلمند و فہیم تھا لیکن اکیسیر قبا کے
 شعبہ میں آگیا اور آخر اس میں ہلاک ہوا چنانچہ اس کی نقل جلد اول کے دوسری قسط
 میں مندرج ہے شہد میں قبل حضرت عیسیٰ کے اکثر برس کی عمر میں چون برس کی سلطنت
 کے بعد اس فقور نے فوت کی اور اس کے عہد میں سنہ ایک سی چھپس میں قبل حضرت
 عیسیٰ کے چانگت کی او سپہ سالار اور ہاتھ کی طرف واسطے دریافت حالات کے
 روانہ کیا گیا تھا اور گیارہ برس کے بعد پھر کر وہ آیا اور یہ بیان کیا کہ ہم صوبہ چین کی

سب سامنی ہو تب اپنی حکمرانی کو زیادہ ترقی اور غنت دینے کے لیے اوس بچے کو اوس
 زہر دیا اور آپ مالک تخت ہو کر آٹھ برس تک سلطنت کی وہ ایسی خوشخوار اور شکرانہ
 آٹھویں برس اپنی اجل سے اکھتر برس کی عمر میں نہ مرنے کی تو اغلب تھا کہ کسی مظلوم کے ہاتھ سے
 ماری جاتی تھی قطعاً بڑی مدت اور زمانہ تھی اور اوسکی عقل کی بھی ایک پیل کافی تھی کہ اوسکے عین
 ماتا سب پورشش کر کے لوپانگ کے اقرباؤں سے ایک شخص بنام وان ٹی مسد پٹھا
 نیک فغورون میں اوسکی گنتی ہوتی ہے اس لیے کہ خیر خواہ ملک و رعیت تھا اور غم کا چراغ
 پھیلایا اور قدردان سخن ہوا اور اس میں شک نہیں کہ اگر انسانیک کردار اور خوش راہی ہو
 تو اس گھرانے پر زوال آتا لیکن اسکی خوبیوں نے ہونی ٹی کی مان کی بدیوں کو مٹا دیا اور
 عہد میں تاتاریوں نے بار بار پورشش کی اور فغور مجبور ہو کر ہمیشہ پیش قدمی تھے اونسکے سرداروں کو
 بھیج کر راضی رکھتا تھا اور اصل حقیقت میں تھے تھل بارج کے تھا کیونکہ اوسکے بیٹے میں
 جب دیر ہوئی اونہوں نے فوراً پورشش کی اوس فغور کا انتقال سے قبل حضرت عیسیٰ کے
 ہوا اور اوس کے ایام میں خانیوں نے کاغذ کی ایجاد کی اور اسکے قبل علما اور شعرا کی
 تصنیفیں بانس کی پھرائیوں اور پتوں پر لکھی جاتی تھیں وان ٹی کا قائم مقام کینگ ٹی
 ہوا اور وہ بھی بہت نیک ذات تھا اور اوسکے بعد اوٹی نے تخت خا کو ایسا چلو ہٹھا
 کہ سبحان اللہ اور نیاؤ اور شن کی طرح نام و نشان پیدا کیا اور انھیں بزرگوں کا جو ضابطہ
 تھا اپنا طریق معین کیا تمام مملکت کے علما اور شعرا اور اہل کمال پاسے تخت میں حاضر رہتے
 تھے اور ہر امر ہم میں صلاح دیتے تھے عادل اور رحیم تھا مگر تاتاریوں کی پورشش سے
 سخت عاجز بعض روایت ہے کہ فغور لوپانگ جب کو کاؤ ٹی بھی کہتے ہیں اوس سے بانجو
 تاتاریہ ٹی نے ایک شہزادی طلب کی اور اوس نے ایک خوبصورت کتیسیر کو شاہی
 خطاب دیکر تاتار کے پاس بھیج دیا غرض یہاں متحقق نہیں ہے لیکن یہ درست ہے کہ اوٹی
 کے وقت میں بانجو تاتاریہ ٹی لاؤچام پسر سٹی نے ایک شہزادی کے لیے پیغام بھیجا اور

بلوے عام کی بنا اس سب سے ہوئی کہ یا شاہ اکثر قصور کے لیے جرمون کو قتل کرتا تھا اور پھر رعایا کو برا معلوم ہوا لیکن جو نہیں اس بغاوت کا سامان بندہ فقور مطلع ہوا اور تہذیب مقول کر کے قلعے کو بڑھنے ندیا اور بلوے کی وجہ دریافت میں جو آئی اوس روز سے قتل کرنے سے باز رہا اور مزاج کو اعتدال پر رکھا اور گنگ فوری کے مزار پر جا کر پرستش کی اور علم کا چرچا پھیلا یا اور مقول قوانین کو رواج دیا انقصہ جو میں اوس نے نیکی پر کمر باندھی شہد امین قبل حضرت عیسیٰ کے اجل موجود ہوئی اور ترین برس کی عمر اور اپنی جلوس کے بارہویں برس میں اسنی انتقال کیا اوسکا بڑا بیٹا ہوسی ٹی تخت پر بیٹھا باوجودیکہ اوسکی سوتیلی ماں نے اپنے بیٹے کو مسند دینے کے لیے بڑا بڑا زور کیا غرض جب ہوسی ٹی مضبوط ہو کر بیٹھا اوسکی ماں نے اپنی سوتیلی سے ایسا انتقام لیا کہ معاذ اللہ اوسکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مختصر یہ کہ تمام دنیا کی دلتیں اوس بیچاری کو دیکر اوسکے بیٹے کو زہر اوسکی آنکھوں کے سامنے پلایا اور بعد ازاں اوسکے تنگے پینڈے پر اوس نے ایسے کوڑے مروائے کہ پھوٹش ہو کر کئی بار گر پڑی اور جب معلوم ہوا کہ اوسکی ہلاکت قریب آئی مار موقوف ہوئی اور سر کے ایک ایک بال کو اس طرح چھوایا کہ کھال کھینچی گئی اوسکے بعد دونوں قبضے اور پانوں کو اوس قاهرہ نے کٹوا ڈالا اور اوسکو زہر دیا اور مظلوم کی لاش کو گھدے کے گڑھے میں پھینکوا ڈالا انقضہ ہوسی ٹی ایسا فقور ہوا کہ اگر اوسکی ماں چند وزیر نیک تدبیر کو مشورے میں رکھتی تو اوسکی سلطنت چھین جاتی اسلیے کہ سوائے رنڈی بازی کے نیکی کرنی اس مردک کو اتنی نہ تھی اور بجز لو قذرون کے دوسرے کی صحبت بھلی نہیں معلوم ہوتی تھی اور نتیجہ جوانی موت ہے جو اس طرح کی بد اطواری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اوسکو ملا اور چوبیس برس کی عمر میں دنیا دفع ہوا اور چونکہ لا ولد ہوا بادشاہ بیگم اوسکی ماں نے ایک غریب زادے کو اوسکا بیٹا سمجھ کر کے تخت پر بیٹھلایا اور چونکہ بہت ہی سچا تھا وہ خود قائم مقام بادشاہ ہوئی اور تمام سلطنت اپنے احکا جاری کرنے لگی جب آزما کے اوس نے دیکھا کہ رعیت کبیر و

جاری کیے کہ لوگوں کو تسکین ہوئی اور رعیت و عادی نے اور اسکی سلطنت کی مداومت چاہتے
 لگی اس عرصے میں وہی قوم تاتار کی جسے چچی و انگ ٹی نے شکست دی تھی غرض لینے کو سوچو
 ہوئی اور دونوں ملکوں کی سرحد پر جا کر خانی مضمون کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور
 خود مغفور کے ساتھ لڑنے کا سامان بھیجا کیا جب شاہ نے سنا کہ اپنے ہی سپہ سالار جو ملک کی
 سرحد پر تاتاریوں کی یورش کے مانع ہونے کے لئے متعین تھا نامک حرام ہو کر دشمنوں سے مل گیا
 اور کئی قلعے جو سرحد پر واقع تھے انکے حوالہ کر دیے زیادہ تردد اور سکودا منگیر حال ہوا چونکہ خود
 بھادر تھا فوج لیکر تاتاریوں کے مقابلہ کو گیا مگر تعجب سے دیکھا کہ وہ بے مقابلہ کیے پس پائے
 اور جو جو مغفور آگے بڑھا وہ پیچھے ہٹے اور ایک مقام پر شب کے وقت بالکل غائب ہو گئے
 تب مغفور نے سمجھا کہ وہ خوف زدہ ہو کے بھاگے لیکن صحرائیوں نے دھوکا دیا اور جو شاہی
 فوج کین گاہ پر پہنچی دفعہ چار لاکھ سوار چاروں طرف سے ایسے پیدا ہوئے کہ گویا زمین سے
 اور ایک آن کی آن میں میتی تاتاریوں کے ہاتھو یعنی سردار نے مغفور کو ایسا گھیر لیا کہ اگر ایک
 قلعہ قریب نہ ہوتا تو مغفور مجبور ہو کر ہدایت و پاؤں کے ہاتھوں سپیس جاتا غرض قلعے کو سات روز
 تاتاریوں نے محاصرہ کیا آخر کار جب رہائی کی کوئی صورت نہ کہائی دی ایک عورت خوبصورت
 مغفور کی مسمی ہوئی ہاتھو تاتار کے پاس صلح کا پیام لیکر گئی اور چونکہ خود وہ ایلچی بطور نذر کے آئی تھی
 اور میتی کی خدمت میں رہی سردار تاتار نے مغفور کو محاصرہ سے خلاص کیا اور اپنی حدیں چلا گیا
 بعض روایت یہ ہے کہ میتی کی بی بی کے ذریعہ سے صلح ہوئی بھر حال نخت دونوں طرف سے
 حاصل تھی اور فرق اتنے ہی کہ ایک میں زیادہ ایک میں کم ذلت تھی غرض یہ تحقیق ہے
 کہ ایک عورت کے درمیان ہونے سے مغفور کو خلصی ملی بعد چند روز کے باوجود عہد و
 پیمان کے میتی پھرا یا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا اور جب شاہ نے لشکر بھیجا
 سپہ سالار دشمن سے مل گیا اور چونکہ ثابت ہوا کہ کئی سرداروں کی سازش تھی بغاوت کی
 تسمت پر سپہوں کی جان گئی اور عبرت کے لیے لاشیں شاہ راہ پر گر وادی گئیں کچھ دن بعد

وزیر نے تیرے قتل کا حکم دیا ہے یہ کھڑکھلا دجو چھپے سب کھڑے تھے اونکو اشارہ کیا لیکن
 جب تک وہ تلوار کھینچیں فقیر نے کمر سے کٹار نکال کر اپنے پیٹ میں مارا اور والی شہر کے
 پاؤں کے قریب گر پڑا جب یہ سانحہ ہوا اسی خواجہ سرا بے یوفانے امر کو جمع کیا اور کچھ
 چونکوا نہ سہارا مر گیا ہے اب تخت اوسکے بیٹھے زری اینگ کو دیا چاہے غرض زری اینگ بیٹھے
 کے ساتھ ہی اپنے چچا کے قاتل اوس بے خایہ اور بیدل کو مار ڈالا اور پچی پچائی فوج لیکر لوہا
 کے مقابلہ کو گیا لیکن کچھ نہ ہو سکا آخرش باپوس اور بدحواس ہو کر اپنے گلے میں رستی ڈال کر گیا
 چھکڑے رسوا ہوا اور لوہا پانگ کے محسوس کی طرف گیا یہ حال دیکھتے ہی وہ بھادراوس
 بیچارے کی تعظیم کر کے خیمہ میں لے آیا اور جب زری اینگ نے تمام کنجیان خزانے کی اور
 تمام اثاثہ سلطنت کو لوہا پانگ کے حوالے کیا اوس سپہ سالار نے دارالخلافہ میں داخل ہو کر
 شہر کو لٹوا دیا لیکن کسی کا خون نہ کیا غرض جب سلطان چوکا دوسرا سپہ سالار پوچھا اوس نے
 قتل عام کا حکم دیا اور زری اینگ کو مار ڈالا اور اوسکے گھرانے کے ہر وار کو کھنڈا کر لاشوں کو نکالا
 اور اوس میں خاستہ کردا کے چار سو پنکوا دیا یہ سب حرکتیں لوگوں کو ناگوار ہوئیں اور لوہا پانگ پھر لوہا
 آفرین اوسوں نے کہیں نقصہ ہی وانگ سلطان چوہنخور ہوا اور لوہا پانگ کے حصہ میں ایک صوبہ
 آیا اور وہاں کی عملداری اس خوبی کے ساتھ اوس نے کی کہ جب فقیر نے چار برس کے بعد تعلق
 کیا تمام رعایا نے ملکر لوہا پانگ کو مندر نشین کیا اور ہی وانگ کے بیٹے کو محدود رکھا ۔

سلمان باب

ان کے گھرانے کے بیان میں ++

جلوس کے بعد لوہا پانگ نے چاہا کہ ایام بد عملی اور ہل چل میں جو نقصان ملک کی عزت
 اور رعیت کو ظالموں اور باغیوں کے ہاتھ سے پہنچا تھا اوسکا عوض بدالت اور شش
 سے ہو جاوے تاکہ یاد اوس بدعت اور تباہی کی جو صفحہ دل پر خون کے حرفوں سے
 لکھی ہوئی تھی مٹ جاوے اس ارادے سے اوس نے بھت سے فرمان ایسے

دیکھ کر جو کاباج گذار سلطان بگڑا اور سامان جنگ کا کیا اور اپنے سپہ سالار کو پانگ کو فوج لیکر لیا
 چونکہ یہ شخص لو پانگ آگے نام کرے گا اور ہان کے گھرانے کا پھلا فغفور ہو گیا اس سبب
 سے کچھ حال اسکا پھلے سے بیان کیا جاسیے پڑاوی کہتا ہے کہ لو پانگ ایک روز زمر و
 شباب میں جب سبزہ آغاز نہیں تھا راہ میں چلا جاتا تھا کہ ایک شخص اجنبی اوسے ملا جس نے
 اپنے گھر لیا کر اوسے اپنی بیٹی دی اور یہ بات کہی کہ تخت پر جب بیٹھو تو مجھے یاد رکھو کہ تمہارا
 قیام نے سے میں نے تمہاری اوج کی خبر تمہیں پیشتر سے دی ہے وہ بات وہیں ختم ہو
 اور چند روز کے بعد لو پانگ سے اور چند بد کرداروں سے دوستی ہو گئی اونکی صلاح ایک روز
 یہ بھی ہوئی کہ لوٹے اور گھائیے اس میں وہ بھی شریک ہوا اور چونکہ بھادر اور تلوار کا ہونا
 تھا اوان کوون کا سرگروہ ہو گیا اور چند وزین میں بھہ زور و شور اوسنے پیدا کیا کہ ایک چوٹی سی
 فوج ساتھ ہوئی اور اطراف و جوانب میں دھوم مچ گئی اسی عرصے میں جی وانگ ٹی مر گیا او
 اوسکے بیٹے نے تخت پر بیٹھ کر ظلم شروع کیا قصہ جب چوبکے سلطان نے قصہ فغفور پر
 چڑھائی کرنے کا کیا تب لو پانگ اپنی فوج لوٹیر وکی لیکر آن ملا اور خطاب سپہ سالار کا پاکر کر
 بڑا جب دونوں فوجیں سامنے آئیں چانگ ہانگ سپہ سالار فغفور تمام فوج لیکر غنیم سے بھہ
 سمجھ کر مل گیا کہ اگر فتح خاوند کی بھی ہوگی تو مرد و خواجہ سراؤں کے اختیار میں ہمارے جان
 رہے گی اس سے بہتر بھہ ہے کہ بلواسے عام کیجیے اور اپنے دوست منگ ٹین کے خون
 ناحق کا عوض لیجیے جب اس شخص نے بغاوت کی اور خبردار انحلاخت میں نہی والی شہر نے
 فغفور سے جا کر کھا کیون مردک اب نقشہ تو یہ ہے اب آپ سے اپنے کو فوج پر کر و گے
 یا تمہاری تخفیف تصدیق کے لیے جلا دون کو بلاؤں تب فغفور گر گر کر اٹھ اٹھ اور کہنے لگا کہ میری
 جان بخشی کرو اور کھانے کے لیے تھوڑی سی جاہداد دو مجھے سلطنت سے کچھ کام نہیں
 اوسکا جواب اوس نے دیا کہ بھہ ہرگز نہیں ہو گیا اور تیرے خاندان نے بہت گھر و کو
 نیست و نابود کیا ہے اسکو مٹا ہی دینا واجب ہے اور سن فغفور کے مرید تیرے خوگر

تجارت کو موجب اوسکے حکم کے بند رکھتا پھر غور کی جاوے کہ مقول علما کا خون انصاف کے
 رو سے اونہیں کے سر پر کیونکہ اگر اوفی سزا نہ ہوتی تو شور و غوغا جو غفور کے سر پر ہونے اور ظلم
 اسے قدیم فلاسفہ کے کرنے سے اونہوں نے شروع کیا تھا زیادہ رہنے اگر پاتا تو پادشاہ کا
 ماتحت جاتا یا اسکو بازار ہینا ہوتا پس ایک امر میں اپنی قباحت اور دوسرے میں ملک کا نقصا
 متصور تھا اسی لحاظ سے اوس نے ایسی سخت سزا دی کہ سب پر میت چھا گئی اس پر کہی کہ دوسری
 سخت سزا اگر ہوتی تو وہ بات موقوف ہو جاتی لیکن ظاہر ہو کہ علما ارحا ایسے ایسے موقع
 پر بہت مڑھوتے ہیں چنانچہ کئی نقلیں جو بیان ہوئیں اور اس کتاب میں درج ہیں اونسے یہ
 بات ثابت ہو رہی ہے انہیں راقم کی بھی بھی اسے کہ اگر اوفی شخصوں کو ہلاک نہ کر کے قید کر دیتا یا
 وطن کی سزا دیتا تو بہتر ہوتا غرض غصے نے اندام کو ڈالا تھا اور اگرچہ کسر غضب ہر حال میں
 ہو لیکن اس امر کی فراموشی نہ چاہیے کہ طیش کے وقت ادنیٰ آدمی بخود ہو جاتی ہیں اور وہ تو
 پادشاہ تھا بھر حال اوسکے عیب اور سہ نظر انصاف سے اگر دیکھے جائیں گے تو بجز
 اسکے دوسرے سخن زبان سے نہیں نکلے گا کہ مکتاے زمانہ تھا اور یادگار روزگار بن گیا
 چچی دانگ ٹی کے چھوٹے بیٹے ارشی دانگ ٹی کو وزیر عظمیٰ زری نے تخت پر بٹھایا
 بڑے بیٹے کو اسلئے محروم رکھا کہ خود باپ کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہووے غرض
 یہ بھی نہایت بد نکلا سواے عیش کے دوسرا خیال ہی اوسکو نہ تھا اور اسی کے عہد میں
 خواجہ سرانگادور شروع ہوا اور یہاں تک اون لوگوں نے اپنے بس میں اوسے کر لیا
 کہ اوسکے باپ کے بڑے عزیز اور بھادر سپہ سالار منگ ٹین کو اسی مردک کے
 روبرو اون نابکاروں نے زہر کا پیالہ زبردستی سے پلایا اور وزیر باتدبیر لی زری کو
 نکال دیا اور اپنے گروہ میں سے ایک ناکس کو اوسکے عہدے پر بجال کیا اور سواے
 اسکے غریب ظلم شروع کیا الغرض جب احوال اور اطوار غفور کے ایسے ہونے لگے کہ جو
 سراون کے ہاتھ میں مثل پتیلے کے بن گیا تب رعیت اور فریج اور خاص و عام کی ناخوشی

دوسرے دفر کے چودہویں باب میں بیان کیا ہے کہ عجیب اتفاق اور
 قابلِ تحریر کے ہے اگرچہ بعید القیاس نہیں کہ پھر بادشاہ جو لڑائی کے میدان میں ہمیشہ دلیری
 اور مردمی کرتا تھا اور صف کے سرے پر غلیم پر پھلے تلوار کھینچتا تھا وہ جب مرنے لگا نہایت
 بدحواس ہوا بلکہ موت کا خوف باعثِ اوس مارنے کا تھا جس میں مر گیا اور تارینچون میں بیان
 اس امر کا بھی ہے کہ کسی ندیم نے ایک پتھر لیکر فغفور کو دکھایا اور کھا کہ لوگوں نے اوس کو آسمان
 سے گرتے دیکھا اور فوراً بھی وہم بادشاہ کے دل میں سمایا کہ وقت میری مرگ کا قریب
 اس خیال سے اوسکی طبیعت ایسی مکرر ہوئی کہ پھر اوسکو کسی نے ہشتے نہ دیکھا اور غم سے
 گھل گھل کر چند روز میں مر گیا پھر سینتیس برس اوس نے سلطنت کی اور اوسکے ایام اتقال
 مورخوں نے سنہ دوسویس قبلِ حضرت عیسیٰ کے قرار دیا ہے اگرچہ بعض حرکتیں جو اس فغفور
 غصے میں کیں خلافِ عدل و رحم کے تھیں لیکن بڑے رتبے کا شخص تھا اور سوامی و دیول
 خاکی ساخت کے اوس نے تین سو کوس کی ایک ٹرک بنوائی اور برابر تیر کی طرح چھ راہ
 نکلی تھی اور جو موائل سامنے آئے منہدم کیے گئے اور دونوں کنارے پر اس سرے سے آہ
 سرے تک قطار درختان سایہ دار کی لگائی گئی سو اسے اسکے آٹھ لاکھ مزدور کے قریب
 ساخت مکانات اور آرائش باغات شاہی میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے اور سو اسے ارادہ
 زینت ملک کے چھ یا تین سب رعایا کی رحمت اور غربا کی پرورش کی نظر سے کی جاتی
 تھیں کیونکہ خود مطلق عیش جو نہ تھا اور نہ غذائے پوشاک میں تھک کرتا تھا اور نہ اون و سیا
 کی خواہش رکھتا تھا جسکو عوام الناس عیش کہتے ہیں اگرچہ کنگ فوزی نے غیر ملکوں کے
 ساتھ رابطہ رکھنے اور اون سے غریب فروخت کرنے میں منع کیا تھا لیکن اس بادشاہ نے
 ایسی امتناع کو محض بچا اور موجب اپنے ہی نقصان کا تصور کر کے باب تجارت کو کھول
 دیا اور اوسکے عہد میں بنگالہ اور جزائر بحر مشرق میں خٹائی جاتے اور سوداگری کرتے
 تھے اور چھ بات کہی وقوع میں نہ آتی اگر پابند حکما کی نصیحت اور پند کا رہتا اور دروازہ

تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صحرا کے رہنے والے تھے اور لوٹ تاراج سے اونکی اوقات
 اور شکار پر اونکی گذران تھی اور ہر وقت گھوڑوں پر سوار ماتھے میں تیر و کان و تلوار لیے خوشخوار
 رہتے تھے اگرچہ وہ بھی قوم ختا سے تھے چنانچہ بعض مورخ کہتے ہیں کہ شہزادہ چنگوئی خاندان
 ہیا کے تباہ ہونے سے صوبے آتا رہا جو چھپا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسے ہیا یعنی یو کے
 گھرانے کا وہ شہزادہ باپ سے روٹھ کر صحرا میں چند آدمیوں کی لچو لچا گیا تھا وہی جہان لوگون کا
 تھا لیکن صحرا کے آب و ہوا کی خاصیت اور فطرت کے نیچے بود و باش کرنے اور کچھ گوشت
 کھانے اور رات دن کر بند ہی رہنے کی عادتوں نے اونکو ایسا مضبوط بنایا تھا کہ شہر ہی جاپان
 سے اور اون سے کچھ نسبت باقی نہ رہی اور اونکی گردہ ایک دوسری قوم ہو گئی اور یہی لوگ
 کہ کسرہلی اور سکند بھی اونکی بھادری اور مضبوطی اور سپاہ گری کے قابل ہوئی اور اون سے
 بننے والے سکے اور اسی قوم کے پھلوانون سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بھی
 تاتا رہی تھا یہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے ذہنی تھے اور اونکے گھوڑے بھی تھے اور ان سے
 جب کسی سے بگڑتی تھی دشمنوں کو لاکھوں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے اور غنیمت
 رفقہ ایسے جا پڑتے تھے کہ اون لوگون کو حربہ کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی گویا اجل سامنے
 موجود ہو جاتی تھی اور اونکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن تھی حاصل کلام
 تاتاری رسالوں میں ہر شخص ایک شہسوار خوشخوار تھا اور ان لوگون نے سیکڑوں تختوں کو لوٹ
 دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچ کے نہیں گیا اللہ
 چونکہ انکا حال اسی جلد کے تیسرے و قمرین طوالت کے ساتھ ہے یہاں پر اتنا ہی بیان کا
 موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتا خوشخوار بھی مارے
 پڑے انھیں چھی وانگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تھا کہ یہ قوم موقع پانے
 انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض معقول نہ ہووے اس شکست کی یاد ہمیشہ دل کو
 صدمہ پہنچائیگی اس سبب سے اوس نے دیوار خاکی بنا کی جسکا تمام احوال عاصی نے جلد اول

نہیں کیا اور ولد آزمائش کرنے کے علاوہ بالیہ حسب کاتب اور سکودیا حقیقت میں اونکی جو
 بے سبب نحین تھی کہونکہ ایک تو کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلین کے گھبر
 کتاب جبرائیل کے جلا دینے کی حرکت اوس نے کی ہی تھی علاوہ اسکے چار ساٹھ علماء کو
 اسی تصور پر اوس نے جیٹا گڑوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانیکو شاہ کے پیادوں کے حوالے
 اوسون نے نہیں کیا تھا سوائے اسکے اون سے خوف فغفور کو پتہ تھا کہ اگر زندہ رہیں گے
 تو جاننے سے اون کتابوں کو بچھ لکھیں گے اور حکو عاثر کریں گے غرض طیش میں اگرچی
 وائٹ ٹی نے یہ خون ناحق کیا اور بیرحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کھلایا لیکن ان عیبوں کے
 ساتھ آتا تھا کہ خاتین اگر پانچ چار فغفور متواتر اسی طرح کے ہوتے تو واللہ اعلم کیا وہ بگرتے
 اور کس کس تک کو عمل میں نہ لاتے التھ جب کشت و خون اور لڑائی بھڑائی سے فارغ ہوا تو
 اتھام ہک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی رہنے کی ہوس اسکے دل میں ابس پیدا ہوئی اور
 خیال اب اس کو خوشامدیوں ترقی دی آخر الامر خپہ نو جوان مرد اور عورتوں کو اوس مشرقی سمندر کی طرف
 روانہ کیا اسلئے کہ سن چکا تھا کہ اودھر کے جزیروں میں ایک جزیرہ ایسا تھا کہ وہاں کے چشمے کا
 پانی جس نے پیامرگ اوسکے نزدیک نہیں آئی غرض وہ لوگ گئے اور پھر آئے اور اونجلیان
 میٹھا تھا کہ مشرقی سمندر میں طوفان نے آگے بڑھنے نہ دیا لیکن ایک مردک کا جواز چونکہ طوفان
 بحر سے الگ ہو گیا تھا اوس نے چندے کے بعد ان کو یہ فقرہ سنایا کہ منزل مقصود تک
 پہنچا تھا لیکن چشمہ اوس ایام میں جاری نہ تھا غرض اوسکے ہاتھ ایک کتاب آئی تھی جس میں
 یہ بات اوس نے لکھی پانی کہ چین کا گھرانہ اوس خاندان کے ہاتھ سے تباہ ہو گیا جس کا نام
 جو کی لفظ سے شروع ہے اس واسیات بات کے اعتبار پر فغفور نے فوراً جنگ کا سامان
 تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تارکانا نام ہو اٹک نو تھا اور پچھلے عرصہ میں ہوتے تھے زفتا اونکے
 ملک پر چڑھ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر پایا اس سبب سے اونکو پامال کیا
 والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست نہوتی بلکہ غالب ہو کہ وہ تارخونخوار سب فغفور کو تھکا

کہ فقہور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور بنی زمری کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح
 سے پادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ حاصل حقیقت میں ہوا اسکے صورت اطوار
 سے ہوئی کہ پچھلے کئی برس تک فقہور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا لڑائی بھڑائی
 سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی مہمور کیا جب دولت باہر حاصل ہوئی فقہور نے
 زبردستی شروع کی اور سلاطین میں زر کے وسیلے سے بگاڑ ڈالوا دیا اور جب ایک دوسرے
 لڑکر قریب تباہی کے پہنچا اور اوسکا حریف بھی علیٰ اہل القیاس ضعیف ہوا تب فقہور نے
 کوئی بھانہ کر کے دونوں سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آٹا ناٹا میں اوسکا ملک چھین لیا
 لہٰذا ہی تدبیر سے تمام سلاطین کو اوس نے بے تخت و تاج کیا اور ساری مملکت خا کا مالک ہوا
 اور شہنشاہ اوس وقت سے کم لایا اور حالانکہ دولت و ملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھ آئی
 تھی اور تبت بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک آتا رہے بحر جنوب تک کی حکمرانی
 ہوئی لیکن آرام و عیش طلبی مطلق مزاج میں نہ سہائی باوجودیکہ مکانات عالی شان اوس نے بہت بنائے
 اور بیخایت تکلفات سے آراستہ کیا اور باغات میں بھی علیٰ اہل القیاس سا بان بی پایان عیش و
 نشاط کا مہیا کر دیا اس پر بھی بھیقہ قاعدہ تھا کہ چند آدمی کو نیے پوشیدہ جاتا تھا اور احوال وہاں کے
 بحکم عدالت اور تحصیل اور حاصل زراعت کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اوس کے دل میں
 یہی تھا کہ مملکت خا کا سر نو بند و بست کرے اور قدیم فقہور و ن کے رویے پر نہ چلے اور
 اس ارادے سے جب دستورات قدیم سے اندک فرق کرتا تھا علما کا شور اٹھتا تھا کہ فلائی بات
 یا وادارشن اور یو کے خلاف حکم کے ہوا و سکو کرنا امتناع ہے اور یہ روک ٹوک جب فقہور کو ناگوار
 گذری بنی زمری سے اوس نے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کر کے آگ لگا دی
 کی صلاح دی اور یہی بات وقوع میں آئی اس سبب سے تاریخ خا کے اکثر مقامات میں اغلاق
 واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخوں نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہ حرکت
 ختائی علما و شرعہ کو ایسی بری معلوم ہوئی کہ چچی وانگ ٹی اور شیطان میں انہوں نے وق

فصلوں پر لٹکایا اور چیل اور کوون کو کھلا دیا اور اب بھی کچھ خیال اپنی آخرت کا نہیں آتا اور
 اسی طرح سے گمراہ ہو کر اپنی خرابی کی راہ پر اندھا دھند چلا جاتا تھا اور سچ کچھ تو مغفوری اور چوچو
 ظلم اور بد اطواری کے کوچے میں مارے پڑے اور تہمین اور تہمین میں سیرجی کی جہت سے
 کیا فرق تھا اور تہمین کچھ یاد دہی کہ جانیں اور سلطنتیں ان مردودوں کی دفعتاً آفاکامین جا چکی ہیں
 اسپر آغا غافل بٹھیا تھا اور اگرچہ تو ایسا پادشاہ عالیجاہ و معالی پایگاہ تھا اور مرتبہ تیرا بہت بڑا
 اور تیرے غضب کا خوف سب کے دل میں پڑا تھا لیکن اسپر بھی اتنا سن لے اور گوشہ خاطر
 میں جگہ دے کہ جب رعیت پہرتی تھی قسمت بگڑتی اور جاہ و حشمت منقطع کام نہیں آتی تھا اب
 جس طرح اور نمک حلاوت کو تو نے مارا تھا میرے قتل کا بھی حکم دے مجھے جرات اور خیر خواہی
 شاہ کو پسند آئی تو اور اس نے ہاتھ سے پھینک دی اور کھاکہ افسوس صد افسوس کہ غصے میں مینے
 اون علما و نوکروں کو مارا اور مجھے خیال نکلیا کہ جبر سے دو تلخ ہوتی ہے مگر فائدہ بخشی ہے اسی طرح سے
 کڑوی بات گوشت کو ناگوار معلوم دیتی ہے مگر نقصان سے بچاتی ہے خیر جو ہو اسو ہو اب تم بھی
 میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ تمہاری نیک صلاح سے کیا اثر پیدا ہوا پادشاہ نے اس شخص کا
 ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیا اور مان کے چھوڑے میں جا کر اسے سجدہ کیا اور نہایت احترام کے
 ساتھ محل میں لے آیا اور اس فاضل کو شاہی تخت کا عہدہ اور شیر الدولہ کا خطاب دیا اور
 ہمیشہ اس کے ساتھ مثل بزرگ کے پیش آیا اور جو نہیں مغفور نے اس طرح سے مان کی غوت کی
 اور اس عالم کی بات رکھتی تمام مملکت میں شہرت پھیلے اور رعایا کو تسکین ہوئی کہ پادشاہ کی
 طبیعت نیکی کی طرف پھری پھر اعیان دولت سے ایک شخص بنام بنی زئی غیر ملکی تھا یعنی
 وطن اوسکا ریاست مغفور سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد میں واقع تھا جب فرمان اس
 مضمون کا نکلا کہ جتنے غیر ملکی جو اس سرکار کی ریاست میں آئے ہیں سب اپنے اپنے وطن کو چلے
 جاؤ بنی زئی نے ایسی ایک عرضی حضور میں گذرانے اور ریاست میں انعام کے
 رہنے سے جو فائدے متصور تھے سب کو اس خوبی اور مضاحت کے ساتھ اس نے بیان کئے

درخواست کی بادشاہ کی ایسی خشکی ہوئی کہ سبھوں کو مروا ڈالا اور غیرت دینے کے لیے لاشوں کو
 ٹکڑے کر ڈالنے کے قلعے کی فصیلوں پر لٹکوا دیا اس حرکت سے اگرچہ لوگ بہت آرزو ہوئے
 لیکن رعب بادشاہ کا ایسا غالب ہوا کہ سب تھر تھرائے اور چپ رہے غرض والدین کی
 اطاعت اور خدمت کی رسم شروع ہو چکی تھی اور اوسکی والدہ کی فاقہ کشی اور پریشانی اور غم و غریب
 میر جمی کا حال جب بیان میں آتا تھا تو خاص و عام کا کلیجہ منہ کو آتا تھا اور علما کا دل چاہتا تھا
 کہ ایک ایک کر کے ہم سب جاوین اور اللہ کے غضب سے بادشاہ کو ڈراوین اس لیے
 اگر بادشاہ ظالم فرج کرے تو اوستادوں کے احکام پر سے تصدق ہو جاوین لیکن جانکا
 خوف اخیر میں سب پر غالب ہو جاتا تھا اور سب کی زبان قفل پڑ جاتا تھا آخر شش ایک
 شخص فاضل اور جری نے فقور کا سامنا کیا اور دکھا کہ میں مرنے اور کچھ عرض کرنے آیا ہوں
 اور اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میری بات کو پھیلے توں بے بعد اوسکے قتل کر اس سے زیادہ کامیاب
 بیجہ جان تار نہیں ہے شاہ نے اس جرأت کی قدر کی اور بیجہ بات کھی کہ خیر جو کچھ جی میں ہے
 کہنے لے تب اوس نے باور بلند کھنا شروع کیا کہ جو آدمی بخوف موت رہتا اور اس طرح دل کا تپاؤ
 کہ ہمیشہ جیے گا اور جو بادشاہ اس طرح سے سلطنت کرتا ہو کہ تخت اوسکا نہیں چہن جاسکتا ہو
 بیجہ دونوں عنایت پروردگار سے جلد محروم ہوتے ہیں اور ایک کی جان اور دوسری
 حکومت انا فائزین جاتی رہتی ہو اور تو نے امی بادشاہ بے ترس خدا اپنی مان کو ایسا ستایا
 ہو اور اوسکے ساتھ بیجہ سلوک کیا ہو کہ جسکے سبب سے ساری خلقت تجھ پر لعنت بھیجتی ہو اگرچہ
 وہ قصور وار تھی لیکن تیرے ہاتھوں سے تیرا پانے کی سزا وار نہ تھی باپ تیرا اگر حقیقتاً رہتا
 تو ادسکا جو جی چاہتا ہو کرتا مگر بیٹے کا مقدور نہیں کہ والدین کے گناہ اور قصص کے باب میں
 کچھ پر خاش کرے یا زبان ہلاوے چہ جائیکہ بیجہ سزا سے سنگین دیوے اور سوئے
 اسکے تو نے اون خیر خواہوں کا خون ناحق کیا جنہوں نے تجھے غضب خدا سے ڈرایا اور نیک
 کرداری کا رستہ بتایا اور اوسکی مردمی اور بزرگی کی یہی تو نے قدر کی کہ اونکی لاشوں کو

باج لینا ائی چین کے نصیب میں نہ تھا حالانکہ اون سلاطین کی خود سری کے تمام ہونے کے
 قریب آچکا تھا ائی چین کے بعد چنی وانگ ٹی فقور ہوا اور اکثر خانی مورخوں کی روایت ہے کہ
 ائی چین کے نطفے سے نہ تھا کیونکہ اوسکی مان جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہو چکی تھی تب
 اوس نے فقور کے ہاتھ اوس عورت کو بیچا تھا اور اوس شخص نے بیچہ حرکت اس امید سے
 تاکہ تمنا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ بیچہ امر بعید القیاس نہیں لیکن
 شبہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہے کہ علما احتسابی ایک سانچے کے جو ذیل
 میں مذکور ہو اسکے نام پر ہزار مالعتیق کرتے ہیں اور بیچہ فقرہ اوسکے حرام زادے ہونے کا
 توہین کے قصد سے اونہوں نے تیار کیا ہے غرض بیچہ تحقیق ہے کہ سوداگر نے فقور ائی چین سے
 بیچہ دوستی بڑائی اور اپنی لیاقت اس طرح اوسکے نزدیک ظاہر کی کہ ائی چین نے نہت
 وزیر اعظم کی اوسے دی خیر بفقور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر میں گدھی پر چلو
 بخش ہوا اور ایسے بھادر اور مدبر فقور گنتی کے دو تین ہی ہوئے ہیں اور ایسا ایسا کام اوسنے
 کیا کہ نام اوسکا قیامت تک رہ جائیگا بعد جلوس کے مان نے بد فعلی شروع کی اور محل ہرا
 ایک نفرے سے پھنس گئی جو خوجہ مشہور ہو کر محل میں داخل ہوا تھا اور اوسکی صورت منحت
 پر بھی گمان بھی ہوتا تھا غرض پکڑا گیا اور اوسکی طرف کے دو لڑکے جو اوسکی مان جنی تھی
 سب کو فقور غیور نے قتل کیا اور مان کو محل سے نکال دیا جب بیچہ باج واقعہ میں آیا مملکت
 میں اوسکا بڑا چرچا پھیلا اور فقور کی سنگدلی اور اپنی والدہ کے ساتھ برائی کرنی و در زبان
 خلافی ہوئی اور چونکہ ایام کنگ فوزی اور مینگ زنی کو تھوڑے دن گذر چکے تھے اور حکام
 اونسکے والدین کی اطاعت کے باب میں تازہ تھے اسلئے ان حکما کے کئی شاگردان شاگرد
 نے حضور میں درخواست کی اور والدہ کی رہائی چاہی لیکن فقور اوسے سنکر بڑے طیش میں
 آیا اور فرمایا کہ آج سے اگر پھر اس امر میں ذکر مجھ سے کوئی کرے گا قتل ہووے گا اور اوس روز
 سے ننگی تلوار لیکر دربار کرتا تھا لیکن اسپر بھی ستائیس مریدان کنگ فوزی نے مل کر جو پھر

بہتر فکر رہتی ہو اسی طرح سے خود غرض قحط اپنی بہتری دیئی دیتی ہو اور ایسے لوگوں
 آدمی ہیں مگر انسان نہیں انہیں وہ خلاف فرقوں کے توڑنے میں منیگ زری نے اپنی وقتاً
 صرف کی اور آخر شش اپنے استاد کی راہ کو بجال رکھا اور اسی وقت سے تائبوں کے در بیان
 رہی چار سو کروہ جدا جدا ہوئے اور ہر کفو والے ایک طرف ہو گئے اور حال ان لوگوں کا یہ ہے
 اگر کسی پر مصیبت پڑتی ہو تو مصیبت کے وقت اس کی برادری مدد کو آتی ہو اور اگر شنگ و جہل
 سرکٹول کا سامنا ہوتا ہو جب ایک کفو والا دوسرے کفو والے سے بگڑتا ہو قصہ جو اسی
 برس تک حکیم منیگ زری جیا اور برابر پریشان اور مفلوک رہا لیکن جو نہیں اس کے مرنے کی
 خبر پہیلی تھی قدر ہوئی کہ ولایت کا مرتبہ اس کے واسطے کم سمجھا گیا اور عضون نے اس کی صورت کا
 بت بنا کے پوچھا شروع کیا اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر نعمت بعد زوال کا قول اس وقت میں ہی
 خلاق کی طبیعت کے ساتھ موضوع تھا

چین کے گھرانے کے بیان میں

چونہی آئے نے تحتِ خا حاصل جس جس چو خاندان کا خیر خواہ سمجھا قتل ہو
 ماکہ لوگوں پر اور سکار عاب ہووے اور دلون میں مہیت سماوے ہزار ہا آدمی کو اس
 مرواڈالا اس کی پیر جمی نے خلق کو اس سے ناراض کیا والا تمام خانی سلاطین ان کو زبردستی
 اور شہنشاہ کہتے مگر خونخوار کا تابعدار خوشی سے کون ہوتا ہے اس لیے بزورِ شمشیر اکثر سلاطین
 سے اس نے خراج لیا غرض جو ہوس شہنشاہی کرنے اور بالکل پرختار ہونے کی دل میں تھی اسی
 میں رہ گئی اور بعد اس کی مرگ کے ہووان وانگ اس کا بیٹا جو بیٹھا تو پیغام اجل کا برس روڑے
 اندر ہی اس سے پہنچا اور چو وانگ بنی ان وانگ اس کا بیٹا جکا عرف امی چین تھا چندے
 سند نشین رہا اور سلاطین خا کے ساتھ جو لڑائی دادا کی بنا کی ہوئی تھی اس میں حتیٰ المقدور
 کی اور دوچار کو شکست بھی دی لیکن مراد نہ ملی اور تما کو سر کرنا اور مٹا دینا اور اسے

ختانی تارنج مسمی شینگ موچی کی جلد اول کے دوسرے صفحے میں لکھا ہے کہ انہیں
 دیورون میں ہر سال باسٹھ ہزار چھ سے چھ جانور کی قربانی دی جاتی ہے اور ستائیس ہزار
 چھ سو تھان ریشم کے بھی چڑھائے جاتے ہیں یہ حکیم کنگ فوزی میاں قد اور وجیہ اور غور
 تھا اور روشن ضمیری کے باعث سے چھ پر ایک نور ایسا جلوہ گر تھا کہ جو دیکھتا تھا
 رعب میں آجاتھا اور چاندی سر کی بھت بلند تھی قیافہ دانوں کے نزدیک بھی علامت
 ادراک عالی کی تصنیفیں اونکی بہت ہیں اور اونکی نصیحتوں اور حکمتوں پر ختانیوں نے ہمیشہ عمل
 کیا اور اوسکو آئین ملک داری قرار دیا ہے چو کے خانوادے اکتیسویں پادشاہ کے عہد میں
 حکیم ننگ زمی پیدا ہوا اور ختانی حکما میں اوسکا پایہ کنگ فوزی کے بعد ہی ہے اور تعلیم یافتہ
 بھی اوس حکیم کے پوتے کا سینگ زمی تھا اور اوسکا بھی گھر انہ عظام حنا سے تھا اور طرز
 سے امیر زادہ تھا اوسکا باپ اسکے بچنے میں مر گیا لیکن مان نے تربیت چھی کروائی اور
 طبیعت اوسکی خود علوم کی طرف رجوع تھی تحصیل سے جلد فراغت ہوئی بعد اوسکے حکیم
 کنگ فوزی کے پوتے کا مرید وہ ہوا اور چونکہ کنگ فوزی کی حکمت کا پیروہو اسلامین
 حنا کے درباروں میں گیا اور آپس کے جھگڑے سے اونھیں بازار کھنا چاہا لیکن نفسانیت
 منع کیا کیونکہ کسی کا حوصلہ اتنا نہ تھا کہ حکمت پرمیل کرے اور حکیم کی قدر سمجھے جب سلامین
 میں سے کوئی اونکا شہوانہ ہوا حکیم نے قصد دوفر تے کے توڑنے کا کیا جنہوں نے
 بڑا رواج پایا تھا اور یہ دوفر تے حکیموں کے نکالے ہوئے تھے ایک کا مذہب یہ تھا
 کہ آدمی کو بخر خودی اور خود پرستی اور خود غرضی کے کچھ نہ چاہیے اور دوسرے مذہب میں
 خلافت کی دوستی اور عالم نوازی تھی غرض یہ دونوں کا عقیدہ کنگ فوزی کے خلاف
 قول کے تھا اسلیے کہ اپنے خویش و کفو کی خاطر حکیم نے مقدم ٹھہر لی تھی اور بعد اوسکے
 انبیار کا حق سمجھا تھا سوائے اسکے خود غرض آدمی کو کنگ فوزی نے انسانیت سے
 خارج کیا اور ویسے آدمی کے حق میں فرمایا تھا کہ جس طرح اور جانورون کو خالی اپنے پیٹ

اس قصد سے جبرے میں جا بیٹھا وہ ان تین ہزار تلامیذ کی جمعیت ہمیشہ رہتی تھی اور ان کی تعلیم حکمت عملی اور علم فصاحت اور بلاغت اور فقہ اور ادب اور اخلاق اور منطق اور ریاضی اور دوسرے علوم میں ہوتی تھی ان کو اوقات اس طرح پر کتنی تھی اور شکوہ کہ کتابیں لکھی جاتی تھیں جو مناسبت مضمون کے باعث سے اس قدر مشہور ہیں اسی طرح سے جب تترتیب کی عمر ہوئی کنگ فوزی کی اجل آئی اور جب مرض الموت میں گرفتار اپنے کو سمجھا تلامیذ کو بلوایا اور کھا کہ مجھ کو پیام موت آچکا اور بہت موقع ہے یا اس لیے کہ میں دنیا میں بیکار محض رہا اور کچھ فائدہ کیا کہ مجھے حاصل نہ ہوا اس لیے رخصت ہی ہونا بھترے اگرچہ شاگردوں کا دل صدمہ غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا لیکن خوف سے کسی نے اُٹ نہ کیا ایک سنانے کا عالم اس مقام پر تھا اس محل کو دیکھ کر حکیم کا چہرہ بتلاش ہوا اور سبھوں کی طرف خطاب کر کے اوسنے فرمایا کہ اگرچہ بنی آدم کو شربت مرگ تلخ ہے لیکن جانکندن کا تلخ آبہ میٹھا ہو جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ جن لوگوں کے لیے کچھ محنت کی گئی وہ راہ گمان نہ گئی اور ہم سب کے تحمل اور مردانگی سے مجھے ثابت ہے اور اوس یقین سے مجھ کو ایذای مرگ راحت ہے کہ میری نصیحتوں سے آنا فائدہ تو ہوا کہ مجھے غریزہ کی جہالتی تم کو اس لیے گوارا ہے کہ ایسے وقت پادشاہ بھی بیچارہ ہے اتنا سبھوں کو کھل کر ایک شاگرد و رشید کو قریب بلو کر اوسکے کان میں کھا کہ جب میں اپنے جان نکلتے دیکھوں گا تمہیں اشارہ کروں گا ایک چادر یا فون سے ترکا اوڑنا دینا تار و ج کی مفارقت کا وقت ان لوگوں کو معلوم ہووے لفظ کے بعد ہاتھ کا جو اشارہ حکیم نے کیا اوس شاگرد نے چادر اوڑنا دی غرض جو نہیں سمجھو نہ کو معلوم ہوا کہ وہاں نے اتھال کیا ایک واویلا ایسا ہوا جو کئی روز تک برابر رہا اور روایاے محبت کے جوش میں حکمت اور تحمل کا پھاڑ نسل تنکے کے بھگ گیا اور حکیم کی قبر پر کل تلامیذ نے تین برس تک غم کیا وہ قبر دیکھ سو کے کنارے پر واقع ہے اور اہل حق حکیم کنگ فوزی کو ایک برگزیدہ خدا جان کر ریش کر تے ہیں چنانچہ پندرہ سے ساٹھ بعد سے زیادہ اوسکے نام سے ہیں اور

تھیا بادشاہ نے چاہا کہ باپ کا قائم مقام ہووے اور اسی فطر سے برابر باؤ کا اتنا ہی
 کی صورت سے اپنے مطلب کو گزارش کیا لیکن کنگ فوسی نے انکو رگبار کر رکھا کہ
 اتنے روز میں نیکیاں رہا اچھا رہا مجھ تمہیں بڑا معلوم ہو کہ اب میری بدنامی کروایا جائیگا
 آخر کار جب تک ہوا اور مجھ بھی سوچا کہ عوام الناس زیادہ توجہ بلند مرتبہ والے شخص کی
 حرکتوں کو طیر کرتے ہیں اور اگر وہ نیک ہو تو اوسکی دیکھا دیکھی اچھی عادتوں کے نوگوار
 بڑائیوں سے عبرت پذیر ہوتے ہیں پس وزارت کے عہدے سے بھی حاصل ہووے گا
 کہ عوام اطوار نیک اختیار کرینگے اسطر حکمی باتیں سوچکر بادشاہ کی بات کو حکیم قبول کر کے وزیر
 ہوا اور اپنی حکمت عملی کا ایسا چرچا پھیلایا کہ تین برس میں صورت سلطنت کو کی دوسری ہوگئی اور
 ملک آباد رعیت آسودہ حال اور دعا گو فوج میا اور حست خزانہ معمور ہو گیا لیکن سلطان جسی کی
 ریاست پہلو پر تھی جب اوسنے مجھ طور دیکھا سمجھا کہ چند روز اور بھی اگر مجھ حال رہے گا تو پھر
 کے سلطان کا کوئی مقابلہ کر سکیگا مجھ سوچا اور چند طائفے کسیدوں کے سلطان کو کے پاس
 بھیجے اور زناج و رنگ کا مزہ اوسکے دل میں ڈالاجب کنگ فوسی نے مجھ دیکھا خاوند کو بہت
 سمجھایا تاکہ اون رنڈیوں کو نکال دیوے اور اون بلاؤں کے دام میں نہ سپہنہ غرض جب
 بادشاہ نے نہ سنا حکیم نے استعفا دیا اور بعض مورخ کی روایت ہے کہ دوسری سلطنتوں
 میں بھی اوسنے قصد نوکری کا کیا تاکہ رعایا پروری زیادہ ہووے لیکن کسی جگہ پر عرصے
 تک وہ شخص کامل نہ رہا اسلیے کہ جس سلطان کے یہاں نوکری جب اوسنے کی اور کوئی بات
 خلاف عدل اور رحم کے اوس شاہ نے کی اور حکیم کی بات نہ مانی فوراً مجھ مستعفی ہوتا اور دوسری
 جگہ چلا جاتا تھا غرض اکثر مورخ اسی پر اتفاق کرتے ہیں کہ اپنے وطن میں دست بردار نوکری
 سے اوسوقت ہوا جب اوسنے دیکھا کہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن کی حکمت
 پر اکثر لوگ عامل ہونے لگے اسپر حکیم نے سمجھا کہ اگر گوشہ اختیار کیا جاوے اور تصنیف پسند و فصیح
 کی کتابوں کی ہووے تو ہمیشہ کے بقاے نام کے سوا شجر حکمت برابر سپہنہ و بار اور رہے گا

تحت تاج مغنور سے چھین کر اپنی قلمرو سے نکال دیا اور بھی خاتمہ چو کے گھرانے کا ہوا۔
 رنگ و انگ تیسویں بادشاہ اس خاندان کا تھا اور اوس کے عہد میں سید اکھار چن حکیم
 کنگ فوزنی پانسی برس قبل حضرت عیسیٰ کے پیدا ہوا اور یونانی حکیم سٹوٹون جد دارا فلان
 اوس کا ہم عصر تھا بارہ پچاسی چلیدین راقم نے اس اہل الفضل و خا کا ذکر بریسیل تذکرہ کیا ہے
 کہ خا کی سلطنت کو اتنی پاداری اوس کی حکمتوں سے ہونی والا مثل دارا اور اسکندر کی سلطنتوں
 کے بجز بیان صحائف تاریخ کے کسی دوسری جگہ ملکیت خا کا نشان ہی نہیں ملتا اوس
 شخص مقدس کا باپ سرکار رنگ میں عہدہ دار عالی وقار تھا بلکہ اکثر کا بیان ہے کہ سلطان
 نوجو تامی سلاطین خود مختار سے ایک سلطان بہت عالی وقار تھا اوس کا وزیر اعظم تھا اور
 ان کا گھرانہ مغنور تو تھا جسکی نیکیا ذکر کیا جا چکا ہے اوس کے باپ مانگیسی ایک لڑکا ہوا اور
 سن طفولیت میں بھی مطلق لڑکپنا اوس کے مزاج میں نہ تھا بقول ہندی شل کے ہونہار بڑی
 چکنے پچکنے بات اوس کے عادات نہایت صغیر سن میں ہی ایسے منظم تھے کہ جس نے
 اوسے دیکھا میا ختہ کھا کہ میھ لڑکا سنجیدگی میں ابھی سے بوڑھو کا مقابلہ کرتا ہے کیسے
 کیا ہوتا ہے اور باپ نے میھ طور طبیعت کا دیکھ کر اوس کو ایسے ایسے استادوں کے
 سپرد کیا کہ پندرہ برس کی عمر میں فضیلت کا مرتبہ اوس نے حاصل کیا اوس کے بعد ستیا جی کو
 نکلا اور سلاطین خا کے یہاں گیا اور چاہا کہ عفت اور عدالت کو ترقی ہو اور آپس کا جاکر
 موقوف ہو دے چونکہ فاضل زبردست اور خاندان شاہی سے تھا ہر سلطان نے
 احترام کیا لیکن عمر کسی کی چشم عقل پر نفسانیت کا ایسا پردہ پڑا تھا کہ حکیم کی صلاح کسی کو
 نہ آئی اور کسی نے قدر اوسکی باتوں کی نہ کی چھٹین برس کی عمر تک کنگ فوزنی اسی طرح
 سے سلاطین کے یہاں گیا اور چاہا کہ نیک کردار ہو دین اور اہل خا کو اہل خا کے ہونے
 سے قتل نہ کروا دین جب کسی نے نہ سنا اپنے وطن میں گوشہ اختیار کر نیکی قصد سے
 پھر آیا اور چونکہ باپ از کما فوت کر چکا تھا اور شمرہ اسکے علم اور دانائی اور نیکی کی پہچان

دیکھائی دیوے اور اوس سے وہ منہ پھیر گیا سو اپنے ایسی ہی غزیریے اس ح
 سے قانون کے حوالے کرے اور خاوند ظالم اور ناقدر دان کے ساتھ اتنی تک
 حلالی سے پیش آوے اسکاں کیا بلکہ محال ہے لازم ہے کہ ہر شخص اس وزیر کے نام و
 اوس حرکت کو یاد رکھے اور زبان آفرین و تحسین سے اس نقل کو بیان کرے اگرچہ زیر
 اعظم جو کن نے اس گھرائی کو تباہ نہ ہونے دیا اور سونم و انگ کو جسکی جان اپنے لڑکے
 کو نقصان کر کے اوسنے بچائی تھی تخت پر بٹھایا لیکن اقبال چو کے خاندان کا جاچکا تھا
 میہ لڑکا بھی جو بڑا تو باپ کی حالت کو بھول کر ظلم کرنے لگا لیکن حد سے زیادہ نہ گذرا اور
 اوسکا بیٹا جو سند پر آیا اوسنے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا اور ایک فاحشہ کے ہاتھ
 میں زمام طبیعت کو حوالے کر دیا اور اوس عورت کی عادت میہ تھی کہ نہ کسی مسکراتی ہنستی
 تھی اور خود مغرور دیوانہ تو تھا ہی تھا ہزار ترکین اوسکے ہنسائی کی کرتا تھا لیکن اوسکے منہ پر
 سطلق تبسم کا نشان نہیں آتا تھا اور سلطنت کے امورات سب چوڑ چاڑ کر اوس احمق
 کی شب و روز بھی فکر تھی کہ معشوق منہ سے آخر کار ایک بات ایسی خود بدولت کو
 سوچھی کہ وہ زندگی تو ہنسی لیکن دونوں کے روئیکے جو نوبت اوسے سب سے آئی
 سو آئی مگر اونکی جان بھی اوسے کے نتیجے سے گئی تھا میں دستور ہے کہ جب غنیم کی یوژن کا
 خوف ہوتا ہے تو دارالامارۃ کے قریب جتنے ٹیلے ہوتے ہیں اون پر بڑے بڑے
 الالو جلاتے ہیں تا دور کے لوگ مطلع ہوویں اور مدد کو آویں غرض ایک روز مغرور نے
 خواہ مخواہ ٹیلوں پر آگ لگا دینے کا حکم دیا اور جب امر اور سپہ سالار اور دوسرے لوگ گہرا
 خطر بڑا اے چاروں طرف سے دوڑے آئے اور بعض گر پڑے اور بعض بے اختیار بھا
 ہر کر خبر لوچنے لگے تب وہ بلا سے روزگار جو جھڑو کو زمین میں بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے
 کھل کھلا کے ہنس پڑے اور قہقہہ سارے محل میں بچا اور میان مغرور بھی خوش ہوئے او
 کہنے لگے کہ جو کچھ ہو کر دیکھو تو ہسی میں نے معشوق کو کیسا ہنسیا لیکن اتنی غفلت کسان تھی کچھ

جو ایک راہ ہے مسدود ہوتی ہے تو قباحۃً عظیمہ جلد وقوع میں آتی ہے اور اس کو
 سمجھنے کے یا تو اور نشان اور ٹیوٹے نے حکم عام دیا اور بار بار فرمان جاری کیا اور درود و
 پرگھٹہ لٹکایا تھا کہ لوگ آویں اور شکایت کریں اور امور مملکت میں اصلاح دیویں بلکہ شہر
 کو بھوکے کی اجازت تھی اور مورخون اور اخبار نویسوں کو بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی رائے
 کے بے تکلف کہنے کی ممانعت نہ تھی اور اب حضور نے باوجود رعیت کی ناراضی
 کے اس کے خلاف عمل میں لانا شروع کیا ہے دیکھیے کیا پروہ غیب سے امروز
 فردا ظہور میں آتا ہے ہر چند اسطر سے وزیر اعظم نے فقور کو سمجھایا لیکن مطلق اس
 نے خیال نہ کیا اور آگے سے زیادہ غلم پرست ہو ا غرض ایک روز دفعتاً بالکل رعایا
 نے حربہ اوٹھالیا اور فقور کو قتل کرنے کے قصد سے دو تھانے کے دروازوں کو توڑ کر
 محل کے اندر داخل ہوئے اور پادشاہ کی تلاش ہر طرف کرنے لگے اسے نہ پا کر
 وزیر اعظم سے اون لوگوں نے ولیعہد طلب کیا تا کہ وہ بھی مارا جاوے اور فقور کی قطع
 نسلی ہووے اسپر وزیر گھبرا بلکہ بدحواس ہوا اور اس نمک خوار کو جب دوسری
 صورت ولیعہد کے حفاظت کی نہ سو بھی لاچار اوسنے اپنے بیٹے کو لا کر اون لوگوں
 کے حوالے کر دیا اور کہا کہ بھی ولیعہد ہے یہ سنتے ہی سب دفعتاً اوس بچے پر جھک
 پڑے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب اس حرکت سے غصہ اونکا کم ہوا فقور کی تلاش
 سے باز رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے لیکن اوس ظالم کو اوس ہی روز ہمیں بد لکر چلاے
 وطن اختیار کرنا پڑا اور آخر کو سنے میں آیا کہ مغلس اور پریشان ہو کر یا بان میں مر گیا اس
 وقت اس کے پاس ایک آدمی تھا کہ چٹو بھر پانی پلاتا راتم یہ دعویٰ کر کے کہتا ہے
 کہ کسی تاریخ میں شمال اس نمک حلائی کے چو وزیر ہو گئے سے صادر ہوئی نہیں ہے
 اور نفسانیت کے خلاف اس طرح کا امر آج تک وقوع میں نہیں آیا کہ ایک شخص محض دنیا
 دار و روزگار پیشہ وزیر اعظم کو انبوه دولت اور تخت شاہنشاہی نامی کی صورت خود بخود

کا برا اور صاغر بنونا پسند بلکہ سب کو اس سے گزند حاصل ہوتا ہے اور لوگ
 کہتے ہیں کہ عاصب خواہ وہ پادشاہ خواہ غلام ہو لوٹیرا ہے اور قابل اس کے کہ تمام عالم
 دفعتاً اس کا دشمن ہو جائے اور اس ڈاکو کو سزا دیوے حال لوگوں کے دلون کا
 یہ ہے کہ اگر مرضی مبارک میں جو بہتر ہو وقوع میں آوے اس کا کھکھک وہ نکلے اور چکارا
 لیکن پادشاہ کو مطلق عبرت نہ ہوئی بلکہ اس رہت گو کو دربار سے نکال دیا اور اپنی
 طبیعت کے موافق دوسرے شخص کو بجال کیا جس نے نئی ترکیب رعیت کو صدمہ دینے
 اور روپیہ لینے کی نکالیں اس شخص کے خزانچی ہونے کے ساتھ ہی رعیتوں کی
 شکایتیں زیادہ ہوئیں اور اسباب انقلاب رفتہ رفتہ آمادہ ہوتے چلے جب
 فقور نے یہ دیکھا تو کئی ساحروں کو بلوا کر حکم دیا کہ ہمارے دشمنوں کی شجست
 و اور ان کے نام سے ہلو اطلاع دو بعد اس کے ادن بدر دارون نے حبس کیا
 بند ہوا دیا اور پادشاہی غضب کی بھیہ ہیت پیدا ہوئی کہ شکایت کرنے کی بھی جرات
 کو باقی نہ رہی لیکن سب کے دلوں کا عجب حال ہوا تب پادشاہ نے اپنے وزیر اعظم
 چوہ کو ہنس کر کھا کہ تو نے دیکھا کہ میں نے کیا مقول ترکیب ٹھہرائی کہ سب کی زبان
 بند ہو گئی اس وقت اس مرد نیک خوں نے کہا کہ خداوند جان بخشی ہو تو حضور کو جواب
 با صواب دیوین فقور نے جب اجازت دی تو گن نے کھا کہ حضور بھیہ نہ سمجھیں اور
 اسپر تکیہ کریں کہ جس کی زبان بند ہوتی ہے اس کی تسکین خاطر کی وہ علامت ہے اور
 حضور یا در کھیں کہ پانی کے توڑ کے دھارے کو یکایک رکوا دینے میں اتنا حوش
 نہیں ہے جو رعایا کو لازماً ان کر دینے میں ہے جس طرح تیز اور بھتا پانی جب بند ہوتا
 ہے تو زیادہ جوش و خروش پیدا کرتا ہے اور جب پھر پھوٹتا ہے تو سیلاب
 ہوتا ہے اور ہر چار طرف تباہی لاتا ہے اسی طرح سے رعایا کی زبان جب
 اور غصہ جو گنے جھکنے سے دہما ہوتا ہے اس کے کرنے کی

دشمن دوست ہو گئے اور ایسے جان نثار بنے کہ اپنے خاص آدمیوں سے زیادہ توقع انکی ذات سے تھے اور اغلب ہے کہ یہ تدبیر دل پسند چونگ و زر کی تھی اس لیے کہ سواے نیکی کرنے اور خلق کو آرام پہنچانے کے دوسری بات اوستہ نہیں سوچتی تھی جس وقت اوستہ انتقال کیا بادشاہ کے دیکو بڑا صدمہ پہنچا اور مدت بہت افسردہ خاطر رہا لیکن خوش نصیب ایسا تھا کہ دوسرا وزیر ویسا ہی باتدبیر حلد ہاتھ لگا اور اوستہ نے پچھلے ختامین پیسے کی رسم نکالی لیکن سکے کی صورت نہ جب تھی نہ اب ہے اور فقط ایک سو راخ بیچ میں رہتا تھا اور ڈوری پر پہنا کے لوگ رکھتے تھے چنانچہ اب بھی وہی حال ہے پچاس برس کی عمر میں اس بادشاہ نیک صفات نے وفات پائی بعد اسکے کام وانگ اوستہ کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھٹین برس کی ریاست کے بعد مر گیا اور قائم مقام پد چو وانگ ہو کر اکاؤن برس صاحب تخت رہا اور ایک ہزار دو برس قبل حضرت عیسیٰ کے گذر گیا اور چونکہ ان دونوں کے عہدوں میں کوئی بات قابل یاد رکھنے اور لکھے جانے کے وقوع میں نہیں آئی اس سبب سے مختصر اسی قدر معرض تحریر میں آیا ہے چنگ وانگ کے پرستے مووانگ کے عہد میں پھلی دفعہ قوم تاتار نے خایون کو ستیا یا لیکن کچھ ایسا صدمہ انکی یورش سے نہیں پہنچا جو قابل ذکر کے ہو وے اسبطر سے چار بادشاہ ایک بعد دوسرے کے مطابق سلسلہ تخت نشین ہوئے مگر کوئی بات ایسی جسکے بیان سے کچھ فائدہ متصور یا بطور ذکر خیر بھی ہو وے نہیں وقوع میں آئی غرض جب لئی وانگ کا وقت آیا جو دسواں فقور بعد بانی خاندان کے تھا تب چاؤ کے گھرانے میں پچھلے رخنہ پڑا اور وہ ماجرایون ہوا کہ لئی وانگ شدت سے حریص تھا اوستہ سے روپیہ حاصل کرنے کے شوق سے رعایا پر خزانہ بڑھایا اور غربا کو انواع طرح سے ستایا تب ایک وزیر نے جان پر کھیل کے عرض کیا کہ خداوند کی رائے خاص وغامہ اور

چوکنگ کی بدیہی ہر وقت پادشاہ کے آگے کرنی اور چلی کھانی شروع کی اور چوکنگ نے دیکھا کہ بیٹے نے کان دیا دولت سرا سے رخصت ہوا اور گوبے میں جا بیٹھا کئی دن کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ سارا طیار غلہ نقصان ہو گیا جب یہ سنا سمجھ ہوا فقور نے دفتر تاریخ کو کھولا تا رہا کی ترکیب مطابق دستور قدیم معلوم ہووے اتفاقاً ایک کاغذ ملا جس میں اوسکے والد مرحوم کے مرگ کا حال لکھا تھا اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ چوکنگ نے اپنے بھائی یعنی فقور سابق کی جان بچانے کے لیے اپنے کو فدیہ کرنے کو مستعد ہوا تھا غرض یہ دیکھ کر بادشاہ کا جی کھل گیا اور فوراً چوکنگ کے گھر پر جا اپنے ساتھ دولت سرین لے آیا اور پھر وزیر اعظم بنایا تائی مورخ کہتے ہیں کہ جو نہیں چوکنگ اپنے سابق عہدے میں بحال ہوا ابرچٹ گیا اور آفتاب نے اپنا رخ دکھایا اگرچہ ممکن ہے کہ ایسا ماجرا جس اتفاق سے وقوع میں آوے غرض اوسکو سب سے سمجھا چاہیے جب چوکنگ کے اور بھائیوں نے دیکھا کہ پھر اوسکو عود ہوا وہ جا کر اوکنگ پسر چوکنگ جس سے خاتمہ شاہک کے فقورون کا ہوا تھا اے اور اوسکو ترغیب دی کہ تو اپنے باپ کا عوض لے اور تخت حاصل کرنے کا قصد کرنا تجکو واجب ہے اور وہ ناسپاس بھی اوسکے فقورون میں آن کر علم بغاوت کا استادہ کیا لیکن سبھوں پر بادشاہ فتح یاب ہوا اور چونکہ عقل اور حیم اور باپ کا سامراج رکھتا تھا اوسنے بعد شکست دینے کے یہ فرمان جاری کیا کہ بوسے کے شریک جو تھے اور شاہک کے خانوادے سے محبت رکھتے ہیں وہ اگر چاہیں تو سب ملکر ایک ہی شہر میں بود و باش کریں اوسکے ساتھ ہکو کچھ پر خاشش نہیں ہے اور جب ایک شہر خاص میں سب طرفدار شاہک کے جا رہے تو فقور نے ایسی دجوئیان اون لوگوں کی شروع کیں کہ چند روز و نہیں

آؤ وانگ اسکے حسن عالم فریب پر عاشق ہو جائے گا مگر اوسنے فوراً قتل کر ڈالا
اسلئے کہ اکثر حرکتیں جو فقور نے کی تھیں اسی کم بخت کی تحریک سے ہوئی تھیں

پانچواں باب

خاندان چو کے بیان میں

جب آؤ وانگ دو تلخانہ شاہی میں پہنچا تو جو کچھ مال و زر اوسنے پایا فوج میں لٹایا اور
محل سرزمین جتنی عورتیں تھیں سب کو اوسکے گھروں پر باغرت بھجوا دیا اور یہ فرمان
جاری کیا کہ میں شانگ کے نیک فقوروں کے احکام اور قوانین کو رد اور منسوخ
نکرنے بلکہ انکو بخوبی اجرا دینے کو آیا ہوں اور تاکہ تمام نیرتات ہووے کہ شانگ کے
خاندان کا وہ دشمن تھا اوسنے چوسینگ کے بیٹے اوکانگ کو ایک صوبے کا ناظم
بنایا جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا ہے اس پادشاہ نے اپنی دانست میں اچھا کیا جب
اون امر کو سلطان کا خطاب دیا اور علیحدہ علیحدہ جایدا اور زبیداری بخشی اور اپنے
اپنے عہد میں سرخو دینا جنہوں نے فوج یازر کی مدد چوسینگ سے لڑائی کے وقت
اوسکو دی تھی لیکن اسکا نتیجہ برا ہوا اور انہیں سبہوں نے سلطنت میں بار بار ختم
والاد ملک گیری کے بہت خلاف اس طرح کی عنایت و کرم ہے بقول سعدی کے
وہ درویش در گلیمے بخسند و بادشاہ در اتلیے بگنجد سات برس اوسنے
سلطنت کی اور ترانوے برس کی عمر میں اور ۱۳ برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اوسکا بیٹا چینگ وانگ باپ کے بعد
صاحب سند مقرر کیا گیا مگر نہایت طفلی میں تخت نشین ہوا اس سبب سے اعیان
دولت نے اوسکے چچا چوکنگ کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے بہتجے کی التیمی کی
اور راہ پر ہر گاری اور ملک داری کی ایسی بتلائی کہ بیاباں سے بہتر نکلا لیکن
جب اسکے باپ کے اور تین بھائیوں نے مارے رشاک اور حد کے

تین باتوں پر نیکی ختم ہے ایدھر اس وزیر نے انتقال کیا اور او دہر ہوا ہوتا من کے صوبے
 میں شمع ہوا اور پی کان ایک وزیر نے فقور سے کھا کہ ایسا ماجرا ہے تدبیر جلد کیجیے
 اور باپ دادوں کے تحت کو سنبھالیے ورنہ چندے اگر بھیہ حال رہا تو سمجھیے کہ زوال
 آیا اوس نمک خوار نے تو یوں خیر خواہی سے کھا مگر وہ خونخوار بد کردار تھا ہوا اور اہل بارگاہ
 سے کھا کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص بہت دانا اور پیش میں ہوتا ہے اوس کے دل میں
 سات سوراخ رہتے ہیں اب پی کان کا پیٹ چروا کر دیکھا چاہیے کہ بھیہ بات حقیقت ہے
 یا نہیں اور غالب ہے کہ سات سوراخ اسکے دل میں بھی ہو وینگے اس لیے کہ اپنے
 کو بہت عاقل سمجھتا ہے غرض بھیہ لکھنؤ آا اوس نمک حلال کا پیٹ اوس نے چاک کر ڈالا
 اور دل کو ہاتھ میں لیکر سبھوں کو دکھلایا اور کھا کہ یہ احمق تھا دیکھو اوس کے دل میں
 سوراخ نہ نکلے جب بھیہ حال دیکھ کر دوسرے وزیر نے سر جھکایا اور جواب نہ دیا تو اوپر
 بھی خفا ہوا اور غلامی کا داغ کا لون پر گرم ٹوہے سے دیکھے قید شدید میں ڈال دیا اور
 آؤ وائنگ کو فوج لیکر سرکشوں کی طرف بھیجا لیکن جب اوس نے دیکھا کہ سارا عالم اوس موذی
 کا دشمن ہے اور امیرون نے آنکر تنگ کیا اور دربار کا نقشہ ایسا بد ڈول پایا کہ صلاح
 کار نمک خوار پر پھلے غضب آتا ہے اوس نے پھر کر فقور سے لڑائی کی اور ایسی شکست
 دی کہ بادشاہ اوس ہو کر محل میں آیا اور سب چواہرات اور خزانہ اور عیون کو اپنے
 ساتھ کوٹھیر میں بند کر کے آگ لگوا اوسی میں خاک ہو گیا اسپر اوس کے بیٹے آؤ وائنگ نے
 کیا کام کیا کہ اپنے پانون میں بیڑی ماتھ میں ہتکڑی اور گلے میں طوق ڈال ایک تابوت
 ساتھ لے چکڑے پر بیٹھ کر آؤ وائنگ کے سامنے آیا لیکن اوس نے گلے سے لگا لیا
 اور بیڑی ہتکڑی کو تابوت جلا دیا اور جب خود تخت پر بیٹھا تو اوس کو ایک صوبے کا
 ناظم بنایا القصبہ بعد اس فتح کے جب آؤ وائنگ دارالامارت کی طرف چلا تو راہ میں
 وہی عورت ٹانگی ملی اور اپنا خوب ہی بناؤ سنگار کر کے اس امید سے آئی تھی کہ

ہو جاوین اور پتیل کا ایک موٹا گول ستون چربی سے لپیٹ کے انگاروں پر رکھوا دیتی
 تھی اور جس بیچارہ مظلوم پر خلی ہوتی تھی اوس ستون پر تنگے پانوں دوڑاتی تھی اور
 وہ جو نہیں قدم اٹھاتا انگاروں میں گر پڑتا تھا ایک دفعہ فقور نے ایک حاملہ عورت کا
 پیٹ فقط اس لیے چروا ڈالا تاکہ بچے کو رحم میں دیکھے اور ایک مرتبہ ایام سرمایہ میں جب
 شدت سے پالا پڑا اور کئی آدمیوں کو اوسنے تنگے پانوں برف کے اوپر سے جاتے
 دیکھا اونکو بلوایا اور جلا دون کو حکم دیا کہ ان سبھوں کے پانوں پھلی سے کاٹ ڈالو
 میں اوسکے تلون کے مغر کو دیکھو نکا کیونکہ بڑی طاقت اوس میں ہووے گی جو ایسے
 بیدھڑک اس برف پر چل سکتے ہیں اور سچ مح اوس موذی نے اون بگیا ہون کا پانو
 کٹوا ڈالا اس حرکت پر جب اوسکے وزیر اعظم وانگ وانگ نے عرض کیا کہ خداوندان
 حرکتوں سے حضور فتور پر فتور برپا کرینگے اوس وقت چوہسن نے مقید کیا لیکن جب وزیر
 کے بیٹے او وانگ نے ایک نازنین دلربا کو بھیجا اور اوسکی معرفت عرض باپ کی
 خلصی کی کروائی پادشاہ نے رہائی دی غرض باوجودیکہ فقور اسطرحی پیش آیا
 اور وزیر نے تمام سلطنت میں بلوایا عام کا نقشہ دیکھا اور سب ناظمون کو از حد
 برخلاف پایا اور اکثر وں نے بھیہ ہی چاہا کہ وہ خود بغاوت کا علم کھرا کرے اور تخت کو
 چین لیوے لیکن اوسنے خاوند کی خیر خواہی اوسپر بھی چاہی اور سلطنت میں فتور کو
 ظہور پانے نہ دیا جب مرنے لگا اپنے بیٹے او وانگ کو پاس بلوا کر کہا کہ سنو میری
 آخری نصیحت کو اور سفینہ دل پر تین باتوں کو لکھو پھلی بھیہ کہ جب کوئی موقع نیکی کرنے کا
 ملے فوراً کرو اور کہی اوسکی وقت کو نہ ٹل جانے دو دوسری بات بھیہ کہ اپنے میں
 جو بدیان دیکھو قصد اوسکے دفعیہ کا کرو اور دوسروں کا عیب جو نہوا اور جب برائی
 کسیکے نفس میں پاؤ تو بنظر عفو اوسے دیکھو اور اپنے رزائل کو یاد رکھو اوسے
 معاف کرو اور تیسری بات بھیہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ موقوف کیجیو غرض نہیں

کرنے لگا اسی عرصے میں ادھر اونا زوال شدوع ہوا اور دوسرے گھرانے کا
 اقبال رفتہ رفتہ بڑا میاں تک کہ تخت خا پر چوکی نسل قائم ہوئی اور شاہک گھرانے
 سے سلطنت چھن گئی اور اسکی صورت اس طرح ہوئی کہ کوکنگ اسکے کسی فقور کے
 خاندان کا ایک امیر بہہ صفت موصوف صوبہ شن سی میں جاگیر دار عالی وقار تھا
 اور چونکہ اپنی رعیت کے ساتھ فرزند کی رعایت اور محبت سے پیش آتا اور ہر
 طرح سے سلوک ہوتا تھا چند روز کے عرصے میں تین لاکھ باشندے اس کے
 نئے شہر میں بسے اور بہت آرام سے رہنے لگے اور دن بدن جو جو فقور کی
 سلطنت میں علامتیں زوال اور ناپایداری کی نمود ہوئیں وہ وہ اس سردار
 کے خانوادے کی بزرگیان ظہور میں آنے لگیں قصہ مادہ ایک گھر کے زوال اور
 انتقال کا اور دوسرے کے اقبال کا رفتہ رفتہ جمع ہوتا تھا کہ اس عرصے میں کوکنگ
 کے پوتے و آن و انگ نے فقور کے بھان خدمت لی اور جب ہمک حلالی اور
 دانائی اور اسکی ثابت ہوئی عہدے میں اسنے ترقی کی میاں تک کہ وزیر اعظم ہوا اور
 اس کے اقرباؤں کو بھی فقوروں نے بلو کر ہر طرح سے سرفراز کیا لیکن اطوار اور ضائع
 ہر فقور کے اس کے پیشین سے بدتر ہوئی اور خاتمہ خاندان کا چوسن نے کیا جس کے
 برابر خونخوار اور فاسق و فاجر کوئی کم ہوا ہے اور جس طرح سے فقور کی اپنے مشق
 متوجہ کی تا بعد ارمی کرتا تھا یہ بھی ایک عورت پر می زاد مگر بد بھاد کے اوپر فدا ہوا
 اور جو اس کم بخت نے اشارہ کیا بجالایا اور وہ بھی بربتہ اتم سنگدل تھی اور بے
 رحمی کی باتیں اسے ہر وقت سوچتی رہتی تھیں چنانچہ جب اس فاجرہ نے دیکھا
 کہ عہد شاہی کا رعب لوگوں کے دل سے اٹھ گیا اور ہر شخص بنظر حقارت فقور کو
 دیکھنے لگا اسنے بادشاہ کو کہا کہ نہر این سخت اور پراہذا اگر رواج پاتین یہ باتیں وقوع میں
 آتین اسلئے ایک طرف لوہے کا اسنے ایسا بنایا کہ مجرم کے ہاتھ اس میں کباب

ہونے لگیں تب امی بن اوسکے والد بزرگوار کے وزیر نمک خوار نے بہت سمجھایا اور
باب کے اوضاع اور طریق کو یاد دلایا غرض جب مطلق شہوانہوا اوسنے مجبوری سے
فیذ کیا لیکن سوا تخت پر نہ بیٹھنے دینے اور محل میں بند رکھنے کی ذلت کے دوسرا
آزار کسی طرح کانہ پونچا یا غرض جب بہت رویا اور دقت یاد سے اپنے اعمال کا ذکر دہویا
اور توبہ کی اور قسم کھائی تب اوس وزیر نمک تدبیر نے پھر اوسکو مسند نشین کیا
اور بادشاہ نے بھی اوسے اوسے سابق اوضاع اور اطوار کو ترک کیا اور جب
مرگیا اوسکا بیٹا اوٹنگ قائم مقام ہوا اسی بادشاہ کے وقت میں انتقال اوس وزیر
کیا اور شاہنشاہی اہتمام اور کدو فرسے دفن ہوا تمام مملکت نے اوسکے غم میں لباس
ماتم اختیار کیا اور تدفین کے شریک رہا اور چھ غرت اوسے کے قابل تھی کسی اور کے
لیے نہ ہوئی بعض خنائی مورخون کا بیان ہے کہ بعد چنگ ٹانگ کے سترہ شخص
تخت پر بیٹھے اور اکثر بد اطوار نکلے اور یا کیا جو آخر میں بیٹھا سب سے بد ہوا اوسکی
حرکتوں سے لوگ ایسے عاجز آئے کہ اوسکے خانوادے کا استیصال چاہنے
لگے اسمین اوسکا بھائی پون گنگ جو قائم مقام ہوا فوراً لقب خاندان کو تبدیل کر کے
پن کے لقب سے مشہور کیا اور چونکہ یہ نہایت خوب اور عادل شخص تھا دارالامان
کی رعیت خوش ہوئی اور دوسرے صوبوں کے باشندے بھی بلوے کے قصد سے
باز آئے اور اکثر بھی سمجھے کہ دوسرا خانوادہ تخت کا مالک ہوا تھا کیونکہ ہر خاندان کے
پھلے فقور سب مثل پون گنگ کے نیک ہوتے تھے اور تبدیل لقب سے
زیادہ اونکو یقین ہوا غرض اس واقعہ سے بعض کی روایت مختلف ہے اور اونکا
بیان ہے کہ تبدیل لقب مطلق نہ ہوا اور چونکہ گنگ تک جو خاتم خاندان ہوا لقب
شاہنک یا چانم کا برابر برقرار رہا بہر حال اسمین کچھ قباحت نہیں کیونکہ بعد پون گنگ
کے جو تخت پر بیٹھا ایک سے ایک بدتر ہوا اور سلطنت کا ضعف دن بدن ترقی

جیسے چنگ ٹانگ تھا اور اس امر متحقق کو ہر شخص اگر یاد رکھے تو جب کسی ملک کے حکام کی عادت بگڑتے اور راہ راست سے لغزش کرتے دیکھنا تو عیش گوئی ہے کچھ سیکھا کر ان کے عہد دولت کو کیا قیام ہو گیا اس بادشاہ کے عہد میں ایک دفعہ ایسا قحط آب ہوا کہ ندی نالے بھیل تالاب کو آب خشک ہو گیا اور سات برس تک پانی نہ برسا لیکن چنگ ٹانگ نے ایسا متحمل بندوبست پھلے سے کر رکھا تھا کہ غلہ وغیرہ رعیت تک کو پہنچا اور کسی بات کی کمی تھی اور نہ کسی کو تکلیف ہوئی عرض جب ساتواں سال ہو گیا اور پانی ایک قطرہ نہ برسا تب چنگ ٹانگ نے کہا کہ مقرر میرے گناہوں کی سزا میں پروردگار عالم نے باران رحمت سے محروم رکھا ہے اور مجھے کھاد پکڑا پھڑتا سر پر خاک ڈالتا برہنہ پا اور برہنہ سردار اٹھلا سے پیادہ پا نکلا اور میدان میں ایک ٹیلے پر جا کر رونا اور آہ بھرنا اور چہاتی اور سر ٹپنا شروع کیا اور مالہ زن ہوا کہ اسی کریم و رحیم میں خاکسار بڑا گنہگار سب سزاؤ کا سزاوار ہوں لیکن میری مصیبت کو موجب تمام خلق کی ایذا کا کیوں ٹھہرتا ہے اور اپنے بندوں کو تباہ کرتا ہے اگر میں نے گناہ کیا ہے تو فقط میری ذات پر غضب نازل کر اور اپنے بندوں کو اس عذاب سے رٹائی بخش مجھ کچھ رہا تھا کہ مورخ حقا کا بیان ہے راست دروغ اسکی گردن پر کہ ابر گھڑ آیا اور پانی بامراد برسا پادشاہ کو رعایا نے اسی روز خطاب غریبہ کا دیا چنگ ٹانگ نے رعیت اور ملک کے حق میں بہت بہتری کی اور ادنیٰ مالگذاری میں اتنی کمی کی کہ سب کو سہولت معاش ہو گئی اور آبادی بڑھانے کی یہ صورت اس نے کی کہ خشک اور زراعت و مندر زمین کو لاخراج کر دیا اور وہاں کا محاصل رعایا کو ہمیشہ کے لئے بخش دیا بعد اس پادشاہ غریبہ کے اونکا بیٹا تخت پر بیٹھا لیکن وہی کے گنہگارین شیدمان ہوا اسکی تمام حرکتیں باپ کے جب خلاف

و رہا پس اوسکے اپنی اپنی فریاد لیگئے اور اوس مرد نیک طبیعت نے پہلے نہیں
 چاہا کہ فقور سے لڑائی کرے لیکن جب لوگ اوس ظالم کی حرکتوں سے تنگ
 آئے اور خاص و عام نے اوس امر کو چاہا اور اصرار از حد کیا تب فوج لیکر بھیج دی ^{فوج} ^{میں}
 پر چڑھ گیا اور پادشاہ پر ظفر یاب ہو جب فقور گرفتار ہو کر سامنے آیا اور دست بستہ
 ہو کر امان مانگی اور جان بخشی چاہی چن ٹانگ نے کھا کہ اگر تو قسمیہ اقرار کرے کہ آج
 کی تاریخ سے اپنی بدیوں سے تو باز رہے گا اور اپنی رعیت پر ظلم نہ پہنچائے گا
 تو تیرا تخت جگو مبارک ہو مجھے اوس سے کچھ درکار نہیں میں فقط مظلوموں کی داد لینے
 آیا تیری دولت اور حشمت کا خواہاں نہ تھا یہ کھ کے اور اوس سے اقرار لیکر چن ٹانگ
 نے پھر اوسے تخت نشین کیا اور اپنے ملک میں پھر گیا لیکن ایام زوال اوس خانوادہ کا
 آچکا تھا فقور نے آگے سے زیادہ ظلم شروع کیا اور چن ٹانگ کو کہلا بھیجا کہ دیکھیں
 تجھے سمجھنے کو آتا ہوں غرض جب اوس نے مجھ سنا اور آگے سے بدتر حال دیکھا پھر
 اوسے سامان سے جا پہنچا اور فقور کو دوبارہ شکست دی اس مرتبہ تو زیادہ خونریزی
 بھی نہیں ہوئی کیونکہ خود پادشاہ کی فوج غنیمتوں کو دیکھتے ہی حربہ رکھر بھاگ گئے لقمہ
 چن ٹانگ تخت پر جا بیٹھا اور باہنیمہ اوس نابکار بد کردار کو قتل کیا غرض ملک سے
 نکال دیا اور اوسکے تخت نشین ہونے سے شانگ کا خانوادہ جسکو بعض مورخ
 بلقب چام مشہور کرتے ہیں خاکی سلطنت کا مالک ^{۶۴} قبل حضرت عیسیٰ کے ہوا

چوتھا باب

شانگ یا چام کے گھرانے کے بیان میں

ہر ملک کی تاریخ میں نظیرین ہیں کہ اپنا تخت و تاج کھونے اور خانوادہ مٹا دینے
 والے ایسے ہی پادشاہ ہوتے ہیں جیسا کہ تھا اور جنھوں نے اپنی عزت کی
 افزائش چاہی اور منزلت بڑھائی اور سلطنت بھی کی وہ ایسے ہی ہوئے

۲۰
 اور نہ بخیر جب اوسنے دیھا سلطنت چلی تب امیرؤ لوٹنا شروع اور اپنے
 سے بل کرتے دیکھا اوکو سید ہارنے لگا ایک امیر کیر جس سے ناراض تھا اوسے
 خراب کرنے کا جب قصد کیا اوس سردار ہوشیار نے اپنی خوبصورت اور بدست
 بیٹی موصی کو فوراً حضور میں بھیجا اور جو سمجھا تھا وہی ہوا دیکھنے کے ساتھ ہی فقور اوس
 حور پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جو اوسنے فرمایا بجالایا یہاں تک بیٹھ
 نا اوسکے بس میں ہو گیا کہ وہ عورت بقول مستورات کے اوسے کان پکڑ کے
 بٹھاتی اور ناک پکڑ کے اوٹھاتی تھی اور مطابقی باپ کے اشارے کے
 فرمائشیں ایسی بیڈی بیڈی کرتی تھی کہ اوسکے بجالانے میں فقور کے سے صاحب
 مقدور کو بعض دفع تردد ہوتا تھا اور ادنیٰ سی ایک خواہش اوسنے ایک دفعہ یہ
 تھی کہ ایک مکان زبرد کا بنے اور اوس میں جتنا اسباب رہے سب جڑاؤ جو
 پادشاہ اوس فرمائش بجا کو بجالایا اور اوس جگہ کو عیش گاہ قرار دیا اور وہاں شانہ
 روز عجب طرح کے چرچے شہد پنپے کے رہتے تھے کہ اوسکا بیان کر بھیصیت
 میں گرفتار ہونا ہے ایسے خاموشی کو ایسی تقریر سے عاصی نے بہتر سمجھا اور اتنے
 ہی مختصر کیا خیر جب بیٹھ حال پہنچا اور ملک ہر طرح سے تباہ ہونے لگا تو وزیر اعظم
 نے چاہا کہ پادشاہ کو سمجھا دے اور ان حرکتوں سے باز رکھے لیکن جو نہیں اوسنے
 اسباب میں منہ کھولا پادشاہ نے سر کو تن سے جدا کر ڈالا اور بولا اب جو کنا،
 اس ظلم پر دوسرے شیر دولت نے خانہ نشینی اختیار کی اور تمام رعیت
 برہم ہو گئی اور چرن ٹانگ نے بلو اے عام کے ارادے سے سب مظلوموں اور
 بیغیوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی زمین پر ا زمین بسایا اور چونکہ بیٹھ امیر اوسنی خانہ
 سے تھا جکا ذکر اس دفتر کے پچھنے باب میں ہوا کہ نام ہوا نگ بی رکھا تھا اور بت
 ۲۱
 حد مشہور کیا گیا یہی دوسرا سب ہوا کہ لوگ زیادہ اوس سے متوجہ ہوئے

اور اوقات بسر می کے لیے ایک صوبہ دار کے باور چھانے میں اوس بادشاہ زاد کو دیکھ شوئی کی نوکری کرنی پڑی لیکن اتفاق سے ایک روز ناظم جو رکاب دار خانگی طرف آیا تو اوس لڑکے کو دیکھا اور اوسکی صورت اور قیافے سے سمجھا کہ یہ خواجہ امیر زادہ فلاس زدہ مصیبت کا مارا میھان آیا ہے اور بیھ دلمین سمجھ کر بادشاہ زادے کو بلوایا اور حال اوسکے وطن اور باپ مان کا پوچھا جب اس سخن کے سنتے ہی لڑکے نے بے اختیار ڈارہین مار کر رو دیا تو ناظم زیادہ متحیر ہوا اور اوسکی مان کو بلا کر جب تفتیش حال کی تب اوسے پہچانا مگر اوسکے باپ کے قاتل اور تخت و تاج کے غاصب کے خوف سے اپنے میھان نہ رکھا اور بیابان کو فن کی طرف روانہ کر دیا غرض جب بادشاہ زادہ خراب و خستہ و مان پھنچا اور رہنا اختیار کیا تب رفتہ رفتہ بعض بعض قدیم نمک حلاوت پر اوسکا راز کھلا اور اوسکی صورت اور سیرت و شیریں گفتاری دیکھ کر سب کو اوسکے حال پر رحم آیا اور ان لوگوں نے نگہی ناظموں کو ملایا اور مان نش پر چڑھائی کی اور شکست دی اور اوس ستم دیدہ مصیبت زدہ کو باپ کے تخت پر بٹھایا قصبات میں برس تک اوسنے پادشاہت کی راوی کہتا ہے کہ اس عرصے میں کوئی بات خلاف عدالت اور رعایا پروری کے اوس سے سرزد نہ ہوئی غرض اوسکے بعد جو جاتے گئے ایک سے ایک برے کھلے اور ان لوگوں کی بدیون سے سلطنت کے وجود کو بہت صدمہ پہنچا آخر کار سفلگی اور بدعہدی اور بد اطواری اور ظلم اور ایذا رسانی کا خاتمہ اوس کسبت پر ہوا جس نے خاندان ہی کا خاتمہ کروایا اور نام وہ شیطان بصورت انسان کے رکھتا تھا راوی کا بیان اس نابکار کے باب میں بہت کچھ ہے جسکو زبان پر لانا چاہیے غرض بندے نے ایک فقرے میں بالکل روایت کا لب لباب مطلب بھیہ نکالا ہے کہ جب قدر مرتبہ تو کا سبب نیکی کے اعلیٰ تھا اوسقدر درجہ اوسکا برائی کے سبب سے

اس درد سر کو قبول ہے بعد میں
 اس کا بیٹا بیٹا بیٹا اور جا
 ذات اور بدی پر سیر تھا لیکن ضعیف العقل ایسا نکلا کہ کئی طائفے بد معاشوں اور
 زمین کے رفتہ رفتہ ایسے بڑے اور نڈر ہوئے کہ دن دوپھر کو لوٹنا اور تاخت اور
 تاراج کرنا شروع کیا جب فقور اون سے عاجز ہوا تو اسی صوبہ دار نے جا کر اون کو
 ونا بوڈ کیا جس نے اون کے چچا ٹی کینگ کو بے تخت و تاج کر کے اون کے باپ کو مسند پر
 بٹھلایا تھا خیر جب امی پھر تو نہایت مددغ آیا اور فقور کو یہ سب سمجھ کر بلوا کیا اور خاوند کو
 شکست دیکر چاہا کہ خود پادشاہ ہو دے لیکن جب فقور نے وزیر اعظم او سے بنایا او
 اختیار رکھ دیا تو کچھ صلاح وقت سمجھ کر فقور کو تخت سے نہ اتارا لیکن اور جو کچھ اختیار تھا
 سب اپنے قبضے میں رکھا اور ٹی سنگ کو مثل شطرنج کے پادشاہ کے سمجھا لیکن
 چونکہ تخت پر بیٹھنے کی ہوس اس کے دل میں از بس تھی اس نے ایک اور نمک حرام
 سے سازش کی اور یہ بات چاہی کہ دونوں ایک ہو دیں اور ملکر فقور کو زک
 دیوین لیکن بقول شغنی کر دہ خویش آید پیش چاہ کن را چاہ در پیش اتفاق ایسا ہوا
 کہ اسے مان ترش امیر نمک حرام نے گھات پا کے امی کو شکار گاہ میں مار ڈالا اور
 اس کے بیٹے سے کہہ دیا کہ تیرے باپ کی جان فقور کے اشارے سے گئی اب
 تم کو لازم ہے کہ عوض کرے اور جان کے بدلے جان لیوے غرض اسی طرح
 سے ورغلان کے امی کے بیٹے سے اس نے بغاوت کروائی اور خاوند کو شکست
 دلوائی جب فقور مارا گیا تو امی کے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا لیکن چونکہ
 خدا کی مرضی اس طرح پر تھی کہ یوگا گھر انا چندے اور بھی سلطنت کرے فقور مقتول کی ننگو
 بی بی حاملہ تھی اور جب دارالامارۃ میں ہل چل پڑی اور شوہر کے مارے جانے کے خبر
 پہنچ کر کبھی طرح سے نکل بھاگی اور جنگل میں جا چھپے اور بعد ازاں اسے ایام جب اس کا
 آٹھ برس تک چھپایا اور بعد اس کے کوہستان کی طرف چلی گئی

کی پرستش جب ہوتی ہے تو فقور کے سوا دوسرا کوئی امامت نہیں کرتا ہے القضاہ آٹھ
 برس تک بعد شن کے انتقال کے یوں نے بادشاہت کی اور سو برس کی عمر جب ہوئی
 اس جہان سے اٹھ گیا لیکن نام اوسکا اب تک جیتا ہے اور تاقیامت اوسکی نیکی اور
 دانائی کی شہرت عالم میں رہے گی اور اگر ملک تھا خدا خواستہ ویران اور برباد بھی
 ہووے اور دفتر کائنات کا وہ جز پریشان ہو جاوے لیکن یاؤ اور شن اور یو کا
 نام جو جریدہ عالم پر لکھا ہے بھت ہی مٹے گا جب اوس کا ساز بے نیاز کی مرضی ہووے
 گی کہ بھت نقشہ عالم کا مثل نقش آب کے باقی نہ رہے بعد یو کے اوسکا بیٹائی کی مسند
 نشین ہوا دواہر ایک سے ستانوے برس قبل حضرت عیسیٰ کے ریاست نو برس
 اوسنے کی اور اوسکی نہ ایسی نیکی نہ ایسی بدی مشہور ہے لیکن ٹی کینگ اسکے بڑے
 بیٹے نے اپنے عہد میں شکار کا ایسا ذوق بڑھایا کہ رعیت کا بڑا نقصان ہونے لگا
 اور زراعت میں بھی اوس جہت سے بربادی شروع ہوئی اس لیے کہ بادشاہ مع
 جلوس جب شکار کے تعاقب میں چلے تو ہزاروں کہیت پامال ہو گئے جب اس حرکت
 کی کثرت شروع ہوئی ایک صوبہ دار بنام امی فقور کے حضور میں رعیت کی طرف سے
 نالہ زن ہوا اور جب اوسنے مطلق خیال کیا اور ٹھٹھے میں اوسکی باتوں کو اوڑا دیا تب
 صوبہ دار نے چار و ناچار فوج جمع کر کے فقور سے لڑائی کی اور شکست کامل دی اور
 اوسکے بھائی چنگ کنگ کو اوسکے عوض تخت پر بٹھلایا اور بھیا بادشاہ قابل سلطنت
 کے تھا اس لئے کہ مثل یو کے اوسنے گھنٹہ در دولت پر لٹکایا اور رعایا کو بلوایا اور فرمایا
 کہ جبکہ امورات سلطنت میں صلاح دینی اور تدبیر بتلانی منظور ہووے وہ در قصر پر
 اور گھنٹہ بٹھلے اور دوسری بات اس بادشاہ نیک خو کی بھتھی کہ جب تک اوسکا
 بھائی تخت و تاج کیا ہوا زندہ رہا اوسنے شاہنشاہی خطاب نہ لیا اور نہ تخت
 پر بٹھیا اور بھتی کھتا تھا کہ بڑے بھائی صاحبکی تخفیف تصدیع کے لیے بندھے نے

موم ہو جاتا ہے اور بعد اسکے جو نقش پڑتا ہے رومی تو جاتا ہے اس
 طاسی اس بادشاہ دانا اور بنیانے موسیقی کا خود شوق کیا اور حکم دیا کہ رعایا میں یہ سپینے
 رواج پاوے لکین اپنے وزیروں اور اہل کاروں کو بھی کھتا تھا کہ ہر وقت ہوا
 اور آرام طلب ہو اور عیش سے کنارہ کرو اور حکما کی صحبت رکھو اور خلق کے خلاف رائے
 نہ کرو بخلاف ماکروگے اور زک اوٹھاو گے اس بادشاہ نے اپنے در دولت پڑا
 وایا اور یہ حکم دیا کہ جسکو کسی امر میں درخواست کرنا یا کچھ کہنا منظور ہووے
 اے اور گھنٹہ بجاوے اسی وقت باریاب ہوگا اور اسکا حال سنا جائے گا
 در علاوہ اس گھنٹے کے دیوان خاص کے صدر دروازے پر لوہے کا ایک پتھر کھا
 رہا تھا پیچھے مضمون او سپر کھو دا ہوا تھا کہ جسکو کسی عہدہ دار سرکار پر نالاش کرنی منظور ہووے
 بے تکلف جلد آوے فریاد اسکی سنی جاگی اور داد او سکون خوبی ملے گی اور دروازی کی دوا
 طرف پتہ آوے سیے کے بڑے بڑے پتھر تھے جن پر اس مضمون کے نقوش تھے
 کہ جس شخص عالم یا شاعر یا غیر کو کوئی بات صلاح دینے کی خیال میں آوے تو حضور میں
 مصراہی کی راہ سے تشریف لاوے اور اپنی رائے کو بیان میں لا کر بادشاہ کو کہا
 کرے اسی بادشاہ نے مہکت کے نو پر گزین نقشہ پتیل کے گھڑوں پر کودا کے
 اپنے پاس رکھتا تھا اور اسی سے ثابت ہے کہ علم جغرافیہ میں اہل حق کو اس ایام قدیم
 میں بھی کچھ دخل تھا یونہی نے یہ رسم پھیلے نکالی کہ جو مالک تخت ہووے وہ اپنے عہد پر
 مجتہد دین رہے اور مہکت اس میں بھی تھی کہ عوام الناس کی آنکھوں میں شاہی رستے کو تری
 ہووے اس لیے کہ جمال دین کی طرف ساتھ نہایت تعصب کے مائل ہیں اور جب سمجھتے
 ہیں کہ ایک ہی شخص کی تابعداری میں دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے تو لامحالہ منزلت
 ویسے شخص کی اونکی آنکھوں میں ہر وقت ترقی کرتی رہے گی غرض اسی عہد سے
 ایسے بادشاہ ہوئے اور آج تک اسی طور پر رہی ہے اور نشان ٹی یعنی یورو ڈال

میسر اباب

ہیا کے گھرانے کے بیان میں

جب شن نے انتقال کیا تو یو او کے مشیر اور شریک نے چاہا کہ شن کا بیٹا تحت
 نشین ہووے لیکن یو نے ایسا ایسا کام کیا اور نیک نام ہوا تھا کہ رعایا نے جبراً او
 بٹھایا اور فقور مغفور کے بیٹے کو محروم رکھا اور حقیقت میں خود شن نے یو کو اپنا ولیعہد
 کیا تھا اور جب تحت پر اپنے ساتھ بٹھلایا تھا تو بیٹھ فرمایا تھا کہ سن امی یو تو حکیم منش اور
 نیک کردار ہے اور تو نے بڑا بڑا کام کیا ہے اور جب اپنے کو تو نے ایسا نیک نام
 بنایا اور اپنے گھر کو اوس خوبی سے رکھا ہے تو بے شبہ قابل سلطنت کرنے
 کے تو ہی ہے اور اگر اسی طرح سے تو نیک رفتار رہا اور اس حکومت اور جاہ
 و شمت نے جو میں نے اب عنایت کیا ہے تیرے مزاج کو نہ بگاڑا تو بعد میرے
 یہ تحت تیرا ہے اور ذات با برکات اس شخص کی ایسی تھی اور عفت اور عدالت
 اور شجاعت اور حکمت اوسکی ایسی ہی مشہور ہوئی کہ یو اور شن کا مرتبہ اوسکو حاصل
 ہوا اور لقب ٹاکا جو حنائی زبان میں بنی نیک ہے اوسکو دیا گیا اور حنائیون کو بہت
 سی اچھی باتیں اوسنے سکھلائیں اور کشت کاری کی ترکیب بتلائی اور ہر قسم کے الہج
 بونے اور کاٹنے کے ایام سے آگاہ کیا اور علم موسیقی کا اوسنے بہت چرچا اپنے
 پھلایا کہ گانے بجانے کا شوق پیدا ہونے سے آدمی درست ہو جاتا ہے اور رحم پیدا
 ہوتا ہے اور حقیقت ہے کہ اوس وقت میں عین انسب تھا کہ راگ اور رنگ کی کیفیت
 لوگوں کے دل و زمین حاصل ہو اس سبب سے کہ یہ خلقت اوجہ اور بے تربیت تھی
 اور آپس میں موافقت اور محبت پیدا ہونے کی بھی صورت تھی کیونکہ ایک کی خواہش
 دوسرے کو تب ہی ہوتی ہے جب کوئی بات دل لگی کی اوس سے متعلق رہتی ہے
 اور کثرت صحبت کا نتیجہ محبت ہے اور جب دل میں انس گہر کرتا ہے تو سنگدل کا

کیا تو دیکھا کہ بی بی کے ساتھ بیٹھا ہوا شہنشاہ ستار بجار رہا ہے تب تو یہ سخت گھبرایا اور بدحواس
 ہو کر کہنے لگا کہ یہاں صاحب میں آپ کو دیکھنے آیا تھا اور شہر مندھو کر آیا گیا لیکن شہنشاہ
 جا کر اتنے پکڑا اور کہا مجھ سے قصور ہوا معاف فرماؤ اور چلو کوئی عہد سلطنت میں اپنے لئے
 تجویز کر کے لو اور آخر کو جلیل القدر عہدے سے اوس سنگدل بہائی کو سرفراز کیا اور کبھی اوس
 حرکت کا ذکر زبان پر نہ لایا غرض انہیں سب بہتوں سے شہنشاہ کی خدا پرستی اور رحم دلی اور انواع
 طرح کی خوبی مشہور ہے اور سولے ان باتوں کے ملک کی بہتری اور رعایا پروری اور
 بہت کی اور چونکہ بیشتر جگہ پر زمین نامہوار اور دلدل تھی شہنشاہ بہت حکمت اور محنت سے
 اوسے چورس اور برابر کیا اور کشت کار کیو تو تحریک دی اور جس طرح یاؤ نے شہنشاہ کو
 سلطنت کیا تھا اسی طور شہنشاہ نے ایک شخص کو بلوایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور
 ہر طرح سے اپنے برابر بنایا ایک دستور شہنشاہ نے یہ مقرر کیا تھا کہ جس کا جی چاہے سائے
 آئے اور احکام اور اطوار وغیرہ جو اعتراض واجب سمجھے مڈھو کر کرے اور جو اس طرح
 کرتا تھا شہنشاہ کو اپنا دوست گنتا اور دوست سمجھتا تھا کیونکہ دوست وہی ہے جو تلخ
 سنا تا ہے اور سخت لکڑی سے باز رکھتا ہے ایک مشہور قول اوسکا یہ بھی ہے
 کہ جب بادشاہ کے وزیر اور شیر سب بد ہوتے ہیں تو بادشاہ مثل لنگڑے لنگڑے
 کے بیکار رہتا ہے اسیلئے کہ نوکر گویا ماتھ پانوں میں اور جب یہی نہ کہی ہوئی تو بادشاہ
 ناچار بیٹھا رہتا ہے اسی لحاظ سے ہر بادشاہ کو لازم ہے کہ نیک اور ہوشیار اور تجربہ
 کار لوگوں کو ساتھ رکھے اس لئے کہ فقط بادشاہ کے نیک کردار ہونے سے معاملہ
 درست ہوتا بلکہ بدنامی اٹھاتا ہے ایک عمارت عالیشان بنوا کے شہنشاہ نے جا
 تمام ملک کے بڑے دہان رہین اور جب امور سلطنت سے فراغت ملتی اور طبیعت
 راحت طلب ہوتی تھی تو انہیں پیر مردوں کی صحبت میں جایٹا تھا اور ہر ایک کی باتیں
 غرض اسی طرح سے یہاں برسر حکومت کی اور ایک سے بارہ برس کی عمر میں

بعد یائو کے انتقال کے شن نے نچا ہا کہ یائو کا بیٹا تخت سے محروم رہے اسی خوشی سے
 تین برس تک اندوگین اور گوشہ نشین رہا لیکن امر اور زغایا سب نے زبردستی لا کر شن کو
 تخت پر بٹھایا اور یائو کے بیٹے کو جلوس کرنے نہ دیا کیونکہ نابکار محض تھا یائو نے اٹھانوے
 برس پادشاہت کی اور اسی کے عہد میں مورخ ختا کتا ہے کہ ایک طوفان ایسا آیا کہ سیلا
 نے پہاڑوں کو چوٹیوں تک چھپا دیا تھا اور اغلب ہے کہ طوفان فوج کا یہ ذکر ہے لیکن
 غلطی یہی ہوئی کہ مورخ نے یائو کے عہد دولت میں اس طوفان کی آمد کا ذکر کیا ہے
 اس لیے کہ توریت شریف سے ثابت ہے کہ اس طوفان میں دنیا غارت ہوئی تھی
 اور جب یہ سانحہ ہوا تو ختا بھی بعد اس طوفان کے آباد کیا گیا اس لحاظ سے البتہ مورخ نے
 غلطی کی جب اس حادثے کے حدوث کو یائو کے زمان سلطنت میں لکھا ہے
 شن کی پدر و مادر پرستی کی بہت سی نقلیں ہیں جس سے ثبوت اس امر کا ہے کہ بہادر اور
 ولی تھا چنانچہ حیب او سکی سو تیلی ما اور بہائی نے باپ کو بھی اوسے پرستہ کیا تب ہی وہ اپنے
 ادب اور نیکی سے نہیں گذرا اور باوجود اسکے کہ خود فخور یائو نے اپنی دو جملہ بیٹیاں تھین
 اور شریک اپنی حکومت اور شہرت کا کیا تھا لیکن اس شائستہ اور نیک کردار بیٹے کو ہمیشہ ہی
 غم رہا کہ بزرگوں کی ناخوشی بلکہ عداوت جانی اوسکے نصیب ہوئی نقل ہے کہ اوسکے اپنے
 ایک دفعہ فرمایا کہ تو فلا نے ہوسیلے کے اوپر چڑھ جا وہ چڑھ گیا اور جب اوپر پہنچا اپنے
 سیڑھی الگ کر لی اور ہوسیلے میں آگ لگا دی لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ شن بچ گیا اور اوس
 دفعہ سو تیلے بہائی نے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا اور کسی بہانے سے ایک باولی میں قمار
 دیا اور اوپر سے بٹی داناشہ شروع کیا لیکن قدرت حافظ حقیقی ایسی تھی کہ اندر ہی اندر شل سر
 کے نکل جانے کی راہ شن کو ملی غرض بہائی نے جلدی جلدی مٹی سے کوسے کو بھر
 اور جلدی سے قدم اوٹھا کر گھر میں آشن کے مال و قمار کو باٹنا شروع کیا اور بعد اوسکے
 پاپا کہ شن کی بی بیوں کو بھی اپنی خدمت میں لاوے لیکن اس قصد سے جو نہیں عمل میں

مملکت ختالی اقبال مندی اور مہبودی موجب اور باعث وہ بھی یاؤ کو جب تخت ملا کر فرما
شاہی کو اودھنے اختیار نہیں کیا اور سیدھی سادی وضع اپنی رکھی اور نہ کہیں تکلف کی
پوشاک پہنی اور نہ لذیذ غذا کھائی اور ہر سال اپنی تمام ریاست میں گشت کرتا تھا اور رعایا
کی ناش و فریاد کو آپ ہی پہنچتا تھا بوڑھے جوان چھوٹے بڑے سب شبانہ روز
دست بدعا رہتے تھے کہ خدا سے برقرار رکھے اور روز اجل نہ دیکھا دے ایک
روز کسی شخص نے یاؤ کے منہ پر بیجھ دعا دی کہ اے بزرگ خدا تجھے دولت دے
اور پیری دکھا دے اور بہت بے بیٹوں سے تیرا دل شاد کرے اسکا جواب
شاہ نے دیا کہ اے شخص میں تیری دعا کا مقبول ہونا نہیں چاہتا اس لیے کہ جس
بادشاہ کے بہت بیٹے ہوتے ہیں اوسکو اوس قدر خوف رہتا ہے اور جان
زیادتی دولت کی ہوتی ہے وہ ان فکر بہت رہتی ہے اور پیری کے ساتھ ذلت
و خواری ہے نہیں ایک نقل دیکھنی کافی ہے کہ یاؤ کی بزرگی اور دانائی ایسی ہی تھی جیسے
نوس نے بیان کیا ہے جب یاؤ نے دیکھا کہ تمام سلطنت کا بار اٹھانا دشوار ہے
اور کام کا بھی بخوبی انجام ایک سے ہونا مشکل اوسنے شن کو اپنے ساتھ شہر بیک
اور نصف مملکت کا مالک بنایا اور حقیقت میں شن اسی قابل تھا اس لیے کہ نیکوئی اور پرہیز
و مادر پرستی اسکی مشہور تھی اور اوسکی قومی و طہارت اور پرہیزگاری کی شہرت تمام سہلی
ہوئی تھی اگرچہ شن غریب کا لڑکا اور کچھ دھوم دھامی حسب و نسب نہیں رکھتا تھا لیکن نقطہ
اوسکی نیکی کی اچھی رائے اوسے سمجھی کہ انواع طرح کی سرفرازیان اوسنے کیں اور اپنی دونوں بیٹیوں
اوسکو دین بھدش بخشش اور رعایت اور قدر دانی کے اٹھائیں برس تک یاؤ اختیار رہا اور
شن بصورت حسن اوسکو اپنی صلاح و مدد دیتا تھا بلکہ بادشاہت کرتا رہا لیکن یہ نہیں ہوا
اپنے خاوند سمر کی زندگی بھر کسی نے حضور شن کو شاہنشاہ کہا ہوا اور اس بات کا
شاعر نے کیا تو شن وق ہوا اور لغت اور ملامت اوسکو کرنے لگا

ی گورین میں چھرو بادشاہ گنام کے بعد ٹی کو تخت نشین ہوا اور مدارس کی بنا ٹرکون کی تعلیم کے لئے اسی جیسے ہوئی اور کثیرالازواج ہونیکا رواج اسی نے نکالا کیونکہ تمنای اولاد میں چارہ جو روین اوسنے کین لیکن جب اسپر ہی مدت تک محروم دلا دلدرما تو شان ٹی یعنی پروردگار عالم کی پرستش شروع کی اور چند دن میں چارون سے ایک ایک بیٹا ہوا اور ان میں سے دو شانک اور چاؤ گھر انیکے بانی ہوئے لیکن بڑا بیٹا نام ٹی جی باب کے بعد بیٹھا عرض عیاں اور بد اطوار نکلا اور جیسا لانی نصیحت کر کے دیکھا کہ اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہیں آتا اونہو نے ملکر اوسے بے تخت و تاج کیا اور اوسکے بہائی یاؤ کو بھلایا اور بھیہ وہ یاؤ ہے جسکی تحریر حایون میں تاقیامت رہے گی اور جسکی بھیہ منزلت نیکوئی کی تھی کہ جب کسی مغفور کی مدح میں شاعر مبالغہ کر گیا تو یہی کہیگا کہ تو مثل یاؤ کے ہے فقط * * * * *

دوسرا باب

یاؤ اور شن نامے مغزور دیکھے بیان میں

شاعر کے قلم کو نہ یہ قدرت اور نہ تحریر کو یہ وسعت ہے کہ ان دونوں مغفوروں کا تمام حال لکھ سکے حکیم گنگ فوسی نے اونکی مدح میں کتاب مسمی شوکینگ لکھی ہے اور تعریف بیان تک کی ہے کہ ارباب علم سے بعض یہ کہتے ہیں کہ تو ہم کر کے کھسورت مرد نیک حصال کی حکیم نے کہنچی ہے یا اگر اونکی حقیقت سے بھیہ تعریف کچھ نسبت رکھتی ہی ہو تو مبالغہ کو دخل دیا گیا ہے اور حد سے زیادہ بڑھا گیا ہے لیکن جنکو بھیہ ایرادین سوچتی ہیں جو صدر میں مذکور ہوئیں اون صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر تاریخون میں ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ جس شخص سے کہ بنیاد کسی خانوادہ شاہی کی ہوئی ہے وہ ان دونوں صاحبوں میں سے ایک کے سبب مدوح تھا یعنی وہ صاحب شمشیر اور تدبیر تھا یا عادل و ولی نشتا اور تیسرے کسیکو آج تک بھیہ رتبہ نہیں ملا عرض جب یہ امر واقعی ہے تو البتہ حکیم گنگ فوسی نے ان دونوں مغفوروں کے حق میں جو بیان کیا قابل اعتبار کے ہے اس لیے کہ

میں مصروف ہوئی اور کثرت آبادی کے سبب سے کئی گروہ آدمیوں کے اوسنے پتھلی کے
 صوبے کی طرف سیجے اور اوسے آباد کیا پہلی عمارت اینٹ کی ختاین اپنے رہنے کے
 لیے اسی نے بنوائی اور بعد اوسکے شہر دن میں بھی مکانات کی بنا ہوئی اس بادشاہ
 ختائی مورخ اتنی ایجادیں منسوب کرتے ہیں کہ اگر اوس روایت کو قبول کیجیے تو دوسرے
 کسی کی کچھ حقیقت نہیں باقی رہتی ہے چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ ہوانگ ٹی نے مرصد
 بنوایا اور تقویم کو درست کیا اور حربے اور چکرے اور گاڑی اور رتھ اور ایک قسم
 کے باجے کی ایجاد کی اور روپے پیسے کا رواج دیا اور نرخ اور مول تول وغیرہ کا تعین
 کیا سوائے اسکی جو دت طبیعت کے اسکی سلیم ہی علی ہذا القیاس بہت ذکی اور زیرک
 تھی اور ریشم کے کپڑے کو پالنا اور ریشم پیدا کرنا اور اسکے تھان بنانا اور پوشاک
 بنانا سب اوسی کا کام تھا لیکن غالب ہے کہ بہت سی ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے منسوب
 کی گئی ہیں ان میں اور دن کا بھی حصہ ہے اور یہ قیاس بعید العقل نہیں اس لیے کہ
 عادت ختائیوں کی یہی ہے کہ جو بات قابل نہایت تعریف کے ہوتی ہے وہ وقت و مکان کو
 اوس کی ایجاد سے مدوح کرتے ہیں ایک قیاس اور یہی ہے کہ چونکہ وہ خانوادہ
 سب سلاطین کے جو ایک ایام میں مالک بعض صوبوں کے تھے اور مغور سے کبھی
 باغی اور کبھی ملے ہوئے رہتے تھے جنکا حال آگے معلوم ہو گا ختائی تاریخوں میں لقب و اسمی
 سلطان کا رکھتے تھے اور اصلی مغوران چین کا خطاب ہوانگ ٹی یعنی مالک رومی زمین
 اس سبب سے بالکل ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے متعلق معلوم ہوتی ہیں اوس سے مطلب
 راویوں کا یہی ہے کہ خاص مغوران چین کے خانوادہ میں ایجادیں ہوئیں تھیں انصاف اسکی بعد
 مٹا اوس کا بیٹا اور نام شاؤ ماؤ تھا اور بچہ اوسکے کوئی کام اوسنے نہیں کیا کہ باڈرین کے
 درباری لباس میں جو کلاتوں کے نقش بنے رہتے ہیں وہ اوسی کی تجویز سے ہے اور وہ
 قدیم قبرین ختائی ہنوز دیکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ بٹی یعنی ہوانگ ٹی اور شاؤ ماؤ

اہل ہند اور اہل ختمین اس قدر سنہ یعنی ایک قوم جو بصورت شتم ریشدار سے ہے
 اور ایک بد صورت شتم بے ریش سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں ملک کے
 لوگوں کو ایک ہی نسل سے قرار دینا درست نہیں اور مختلف روایتیں جو اس باب میں ہیں
 فاضلون کے فقط تفرس ہیں اور جسکی عقل نے جہا تک رسائی کی اور علم نے بھی بد
 پہنچائی اوسنے ویسا ہی قیاس کر کے بیان کیا ہے اور سوامی قیاس کے ایسے ہی
 مقام نازک پر قطعاً کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے خیر جو کچھ ہو غرض اتنا تحقیق ہے کہ شن شی کاخو
 اصلی باشدون سے آباد ہوا اور غوی نے سخت چین یا حسن پاجین بسایا اور اپنی
 رعیت کو آدمیت سکھائی اور بیودہ وحشی عادتوں سے پاک کیا کہتے ہیں کہ ایک ستون
 برس کی عمر اوسکی ہوئی اور جب موت آئی ہر شخص کی آہ اوسکی لاش کے ساتھ گئی سنا
 روایت ختا کے موسیقی کی بنا غوی سے ہے اور دلو نرم کرنے اور آدمی سے
 آدمی کو انس دلانے کے لئے اوسنے چند باجون کی ایجاد کی بعد غوی کے بعض مورخین
 بیان ہے کہ پندرہ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سبکی ریاستوں کا قریب شاہ
 غرار برس کے تھا مگر اس روایت کی ابطال اسی تعین مدت میں پائی جاتی ہے اور
 زیادہ کہنا ضرور نہیں غرض ان سب کے بعد کہتے ہیں کہ شن تنگ تخت پر بیٹھا اور
 زراعت کی بنا اوس سے ہے اور طبابت بھی اوس نے شروع کی اور بازار مارٹ
 میلاد وغیرہ کی بھی بنیاد ڈالی غرض اکیسویں برس کے بعد اوسنے انتقال کیا اور اوسکی
 نسل سے سات شخص صاحب تخت و تاج ہوئے اور آخر میں ٹی گونگا نامک اوسکی خالواد
 کا جب عیاش نکلا اور بلواسے عام ہوا تو ہونگا ٹی تخت پر بیٹھا بیچہ شخص وارث تخت
 و تاج نہ تھا اور ہمیشہ شن تنگ کے وارثوں سے لڑا کیا مگر خطر یاب نہوا لیکن جب ٹی گونگا
 کا لنگ ایسا بد اور ناقابل ریاست نکلا تو اوسنے تخت چھین لیا اور جسے مقابلہ کیا اوس
 سے لڑا اور شکست دی غرض جب امن و امان ہوا طبیعت اوسکی ستھری ملک کی تہی

عوض و معاوضہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں اور بھیہ حال اہلیت کا تب ہی ہوتا ہے
 جب ورنہ جانور سب جنسے انسان کے ساتھ ہمیشہ ریاست کے لیے شروع
 آبادی ملک میں لڑائی خوب ہی ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہیں اس لحاظ سے ابتدا
 سے ایام شروع آبادی بعد شکست ورنہ دونوں کے لغایت رواج علوم اور تحریر تاریخ
 عرصہ ہزاروں برس کا ان دونوں عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے
 کہ اکثر ملکوں کی قدیم تاریخوں میں نجایت شکوک رہتے ہیں خصوصاً اس مقام پر جہاں پہلی
 آبادی اور پہلی باشندوں کی خبر دی جاتی ہے اور اسکی مثالیں بھت ہیں چنانچہ ایک
 یہی جو خانی سب اپنے ملک کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ شروع میں آسمان
 جسکو مذکر یعنی قوت فاعلی کہتے ہیں اور زمین جسکو مؤنث یعنی ہیولہ سے ناقص جانتے
 ہیں بھیہ دونوں وصلی وارتے اور جب جدا ہوئی تو خاکی سر زمین پر آسمان اور زمین کی
 اول اولاد نمود ہوئی اور وہ مرد تھا اور پان کو کہلایا اور اوس سے نوع انسان کی بنا
 ہوئی غرض حاصل اس نقل بے اصل سے اتنا ہی ہے کہ خانی قوم اور خا کا ملک سب
 سے بزرگتر ہیں اور بڑا کے باشندے اور ہنود بھی اس اس طرح کی نقلیں قدامت
 کی اپنے اپنے ملک اور قوم کی بڑائی میں بیان کرتے ہیں غرض جو ویٹ فرے کے
 پادریو کا یقین ہے کہ پان کو اور حضرت آدم ایک ہی شخص بنام مختلف ہیں لیکن بعض علما
 سمجھتے ہیں کہ بھیہ اشارہ طرف اوس عالم ہیولانی یا ہیولہ اولی کے ہے جو قبل خلق ہونے
 کائنات کے موجود تھا آسمان ہوام کا گھر انہ مطابق خانی موزون کے پہلا خانوادہ پادشاہ
 ہے اور بنیاد اسکی ایک شخص بالقیب قوسہ سے تھی جسکو بعض علما و فرنگ قیاس کرتے
 ہیں کہ شاید اشارہ طرف حضرت نوح کے ہو غرض اسی نے شن شی کے صوبہ میں چین کا
 شہر بسایا اس لحاظ سے بعض مورخ کی روایت ہے کہ شاید تمامین جو طائفہ آدمیو کا
 ان کے ہندوستان سے نقل ممکن کر کے وہاں گیا غرض مبانت صورت کی

فلانی جگہ پر بسی کیونکہ جب شروع سے ہر قوم کی تاریخ لکھی جاتی تب یہ بات حاصل ہو سکتی تھی غرض معتبر مورخوں کا قول یہ ہے کہ جب حضرت نوح کی اولاد کوہ ارا^ر واقعہ ملک ارمن کی گردنواح میں بکثرت ہوئی اور سبب اونکے گھون کے پرہنے کے ایک وسیع علف گاہ کی حاجت ہوئی اور شرقی کی طرف سفر کر کے ملک سنار میں پہونچی اور گستاخی سے اونے اوس برج کی ساخت شروع کی جسکے سبب سے خداوند عالم نے اونکو روی زمین پر پرگندہ کیا تو اوس تفرقہ اندازی میں یافت بن نوح جو مشہور عربی اور دوسری شرقی تاریخوں میں بلقب ابوالترک یا جدا قوم تاتا رہے وہ اپنی آل و اولاد کو ساتھ لئے دو سے برس بعد طوفان نوح کے کنارہ دریائے اہل جکو انگریزی میں وانگا کہتے ہیں انکو مقیم ہوا اور اڈائی سو برس کی عمر کے بعد وقت مرگ اٹھ بیٹے چوڑ گیا چنانچہ ترک جو جدا قوم تاتا رہا ہوا اور چرس اور سقلاب اور جدا قوم روس اور سنیاک اور زوین جدا قوم چین اور کامادی اور تاج چونکہ یافت نے اپنے ہر بیٹے کو اوسکی ہم لطینی بہن سے نکاح کر کے ایک ایک سمت کو حضرت کیا تو زوین ملک چین میں اپنے گروہ کو لیکر بسا اور باد یہ پیاٹی سے جب اوسکو نصرت ہوئی تو کشت کاری کی بنا ڈالی اگرچہ خداوند عالم نے آبا و اجداد انسانی عمر کو اولاد کی جلدی ترقی کے لئے زیادہ کیا تھا لیکن پھر بھی رسم دنیا کے موافق اونکی نسل رفتہ رفتہ بڑھی اور ایک مدت گذر گئی ہوگی جب کہیں ایسی زیادتی ہوئی کہ اونکی جاے بود و باش کو یا خود اونکو کسی نام خاص یا لقب سی شہرت ملی چونکہ تاریخ نویسی کا فن غایت علم سے تعلق رکھتا ہے اور علم غایت اہلیت اور انسانیت کے عہد میں پیدا ہوتا ہے اور اہلیت تب ہی ایک گروہ خلق میں آتی ہے جب آپس کے اتفاق اور کسی عاقل زبرد کی صلاح سے وہ کسی مقام کو گھر دروازے آباد کرتے اور بستی اور شہر کی بنا ڈالتے اور کشتکاری میں مشغول ہوتے ہیں اور پروس کے لوگوں سے رسم تجارت اجناس کے

مقیم ہیں کیونکہ ان دونوں میں شبابہت کی مناسبت زیادہ ہے غرض وہ کوہستانی سب
خطہ چین کے بنیادی رہنے والے خواہ ہوں یا نہ ہوں لیکن اسباب ظاہر خصوصاً بہت
کے باعث سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ ختائی فرقہ آثار سے ہیں اور چونکہ بادیہ پٹائی اور کوہ پسند
آئی اور انہوں نے گہر بنا کے سکونت ایک جا پر اختیار کی اور انکی اولاد کے سوا دوسری
قوم آثار کی شکست کھائی ہوئی جس نے انکے قریب پناہ لی تھی اور انہوں نے بھی وہی طریق اوقات
بیسری کا اختیار کیا تھا اور حالانکہ کتب تاریخ ختائین ذکر نہیں ہے کہ اوس ملک کے
باشندوں کی اوقات مثل آثار یوں کے بادیہ پٹائی کی تھی لیکن دو سب سے قیاس بھی چاہتا
ایک یہ کہ دشت گردی کی اوقات خواہ مخواہ اون لوگوں کی ہو دیگی جنکی غذا خانہ پروردہ
جانوروں کے گوشت اور دودھ پر موقوف ہے کیونکہ جب لاکھوں گاہے میل بکری
بھیڑی گھوڑے گھاس چرے کے کھائیں گے تو تھوڑے عرصے میں انکے مالکوں کو تبدیل
مکان کرنا سبب کفایت کرنے چرائی کے واجبات سے ہے اور دوسرے یہ کہ اگر اکثر
کوئی معتبر تاریخ قدیم موجود نہ ہوتی اور صورت دنیا کی بعد طوفان نوح کے اور حالات اور
اوقات اور حرکات آبا و اجداد اقسام نبی آدم کی روایت تحقیق سے دریافت میں نہیں
آسکتی تاہم غرض اور نفیس کو قوت بلکہ سہولت ملاحظہ سے اون قوموں کے اطوار اور
اون ملکوں کے آثار کے حاصل ہوتی جہاں پر ہزاروں برس سے ایک ہی حال ہے اور
ملک بیا بان یا وسیع کھدست میدان میں وحشی باشندے خمیوں میں رہتے اور گلہ
ہزاروں خانہ پروردہ جانوروں کا چراتے پہرتے ہیں اور اوسے گوشت اور دودھ پر
اوقات بسر کرتی ہیں اور ملک ترکستان و آثار عربستان کے بعض ملک اور اکثر قوموں
میں مثالین اوس وضع کی اوقات بیسری اور بادیہ پٹائی کی جتنی ہیں جو اوائل نوآبادی دنیا
میں ہر ملک میں کم و بیش موجود تھیں اس مشکل کو حل کرنا امکان سے باہر ہے کہ کس قوم کا
مکان اولین کون مقام تھا اور کدھری وہ آئی اور کدھری کوئی اور کتنے تبدیل مقام کر کے

کیا چاہیے کہ نوع انسان کی تین علیحدہ قسمیں ہیں جنکی آپس میں مغایرت اور مباہنت استعدائے
کہ فلاسفہ اہل دھرم نے اس سبب سے اعتراض قوی اوس حدیث پر کیا ہے جس میں بیان ہے
کہ بالکل اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنی حضرت آدم کی ہیں غرض ان تین اصلی قسموں کو
بسیب اسباب و علامات مغایرت کے کرنل ہلٹن اسمٹ صاحب جو عالم زبردست اور
یکتا می روزگار علم خواص الاشیا کے تھے یوں نامزد کرتے ہیں پھلی بلقب قسم ریش دار
دوسری بلقب قسم بے ریش تیسری بلقب قسم مرغولی یعنی پھدہ موے اگرچہ انکی فروعات
صد ہا ہیں لیکن اصل بھی تین ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ قسم بنی آدم قسم ریشدار ہے اور
اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادون خلایق قسم پھدہ موے ہے چنانچہ ایران اور
ہندوستان اور کشمیر اور عرب اور افغانستان اور فرنگستان وغیرہ میں اقوام ریشدار ہیں
اور وہ بزرگیان جن سے انسان کو رتبہ نعل لائی کا حاصل ہے انھیں لوگوں میں زیادہ تر
پائے گئے ہیں اور دوسری قسم بے ریش ہے چنانچہ اقوام تاتار اور تیسری قسم پھدہ موے
کہ وجود اسکا درمیان حیوان مطلق اور انسان کے مثل برزخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان
تین قسم اصلی کی بسیب آپس کی خلط اور آمیزش کے بہت سی ہیں اور بعض میں علامتیں
و قسموں کی اور بعض میں تیون کی پائی جاتی ہیں لیکن پھر بھی علامات اصلی اس قدر جہان
ہیں کہ ان تین اصلی قسموں کو جدا کرنا ممکن ہے الغرض قوم خانی قسم بے ریش کی ایک فرع
اور نسبت اور دو اصلی قسموں کے اس قسم میں باب راہ و رسم کے مسدود رہنے سے
خلط کثرت واقع ہوا ہے چنانچہ تمام ملک چین اور تاتار کے لوگوں میں یہ بات پائی جاتی ہے یعنی کہ ریش
کم بلکہ اکثر مطلق نہیں نمایان سر کے بال سیدھے اور موٹے اور سخت اور چنڈھے انکھ چٹنی ناک
کلمہ بھاری ہر شخص میں پائے کا مقام گفتگو کا ہے کہ آیا اصلی باشندے خطہ چین کے بھی لوگ
تھے جواب خانی کھلاتے ہیں یا وہ کوہستانی سب جواب کئی مقام واقعہ صوبہ جات
سے چوان اور کوئی چو اور ہونکوئن اور کوئنائی وئی اور صوبہ کوئنائی ٹانگ کی حدوں پر





باب اول

حقا کے پہلے شاہنشاہوں کا احوال اور اس مملکت کی بنا

اور پہلی آبادی کا بیان

اخبار ایام ہاضیہ اور قدیم تاریخ معتبر اور روایات متداولہ سے جو سینہ بسینہ اور پشت
پشت ملت سے چلی آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں قریب پانچ ہزار
کے پادشت گوہی گئے گرد فوج میں مسیح اور سرزمین کے جو کوہستان ہالا
کے شمال کی جانب واقع ہے خدا تعالیٰ نے آدم کی بنیاد کو اوائل میں قائم کیا تھا
درمیان اہل دھر اور حکامی دین کے اس باب میں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں اور بڑی
بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں غرض ان سب باتوں کا بیان اس مقام پر موقع ہے اور مختصر آتا
ہی کہنا کافی ہے کہ بعد اس قدر رد و کد کے ثابت ہوا کہ کتاب توریت مقدس میں جو
کہ نوع انسان کی پیدا ہونے اور طوفان نوح میں شربت موت پینے اور بعد اویسے
کہ اراکات کے چاروں دامن میں پھر آباد ہونے کا ہے درست ہے دریافت

تیارخ ممالک چین

جہاں تمام ممالک توابع مغفورین کے حالات آئین میں طوین

بابان حضرت نوح علیہ السلام ابوبکرؓ آت ۸۴۲ء کہ سلاطین و حکمران

تصنيف فصيح مان عبد السلام جيمز کارکن صاحب موعوم

و بعد صدر عدالت و انجمن حاکم

مصنف جوہ اخلاق مرکزہ جلاشہ آباد

۱۰۸

معروف

موسم صبح سہیل جمع سن مئی

٤١٨٤٣

تیسرا دفتر

نیچ بیان ادین ملکوں اور قوموں کے جو باجگزار فقہور کے یا زیر نگین مالک چین ہیں

۲۵۰	بیان عادات اور حرکات و سکنات در رسوم و قواعد و جمیع اوقات اقوام ترکستان	پہلا باب
	بیان چین کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازاں ضعیف ہو کر دو قسم	دوسرا باب
۲۵۹	ہو جانے اور ایک تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا	تیسرا باب
۲۶۲	بیان شاہ آئینیل کی لڑائیوں کا اور پہلی ویرش اقوام تاتاری ملک فرنگ پر جو	چوتھا باب
	اوسنے کی اور قوم چین کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے کا	
۲۶۰	زیادہ تر بیان اقوام تاتار اعداؤں فرقوں اور شخصوں کا جنہوں نے قبائل ترک	پنجم باب
	اور نقل اور صاحب حق اور ازبک وغیرہ میں برسی شہرت پیدا کی ہے	
	احوال ادین قوموں کا جو تاتاریوں اور خانیوں سے فرق ہیں لیکن ختا میں	تیسرا باب
۲۹۶	برز و باش کرتے ہیں	
//	بیان قوم سیغان کا	
۲۹۶	لوگوں کی قوم کا بیان	
//	میادسی کی قوم کا بیان	
۲۹۹	احوال جزیرہ نمائی وان کا جسکو اہل فرنگ غار مرسا کہتے ہیں	چہتر باب
۳۰۲	احوال کمریا کی سلطنت کا جو باجگزار خٹا کی ہے	پانچواں باب
۳۰۴	احوال ملک باچین کا جو باجگزار خٹا کی ہے	چھٹا باب
۳۱۰	ملک تبت کا احوال	ساتواں باب
۳۲۱	حامی کی بادشاہت کا احوال	آٹھواں باب
۳۲۳	لوچے کے جزائر کا احوال	نواں باب

فہرست جلد دوم تاریخ چین

صفحہ	مضمون	الہام
	دو قمر اہل	
۲	ختا کے پہلے شانہ نشا ہون کا احوال اور اس ملک کی بنا اور پہلی آبادی کا بیان	پہلا باب
۹	یاد اور تشن نامی فقہورون کے بیان میں	دوسرا باب
۱۳	ہیسا کے گھرانے کے بیان میں	تیسرا باب
۱۹	شانگ با جام کے گھرانے کے بیان میں	چوتھا باب
۲۵	خاندان چو کے بیان میں	پانچواں باب
۳۶	چین کے گھرانے کے بیان میں	چھٹا باب
۴۶	ہوان کے گھرانے کے بیان میں	ساتواں باب
۶۶	سین کے گھرانے کے بیان میں	آٹھواں باب
۶۹	ٹینگ سین کے خاندان کے بیان میں	نواں باب
۷۴	سنگ کے خاندان کے بیان میں	دسواں باب
۷۷	سی کے گھرانے کے بیان میں	گیارھواں باب
۷۹	لی آنگ کے خاندان کے بیان میں	بارھواں باب
۸۱	چین کے خانوادے کے بیان میں	تیرھواں باب
۸۳	ٹانگ کے خانوادے کے بیان میں	چودھواں باب
۸۹	سنگ کے خانوادے کے بیان میں	پندرھواں باب
۹۳	مغل کے خانوادے کے بیان میں	سولھواں باب
۱۳۳	ینگ کے گھرانے کے بیان میں	سترھواں باب
۱۴۸	پانچو تار کے خاندان کے احوال میں	اٹھارھواں باب

دوسرا دفتر

۱۸۲	بیان میں دستور اور رسم تجارت اہل ختا کے	پہلا باب
۱۸۶	بیان میں قوم ولندیز اور ان کی لڑائی کے ساتھ اہل ختا کے	دوسرا باب
۱۸۹	بیان میں تجارت درمیان اہل روس و اہل ختا کے	تیسرا باب
۱۹۰	بیان میں تجارت درمیان اہل فرانس اور ختا کے	چوتھا باب
۱۹۳	بیان میں تجارت درمیان اہل امریکا اور ختا کے	پانچواں باب
۱۹۴	بیان میں اوس تجارت کے جو انگریز اور ختا کے مین شروع ہوئی تا بہ شروع لڑائی درمیان دونوں ملکوں کے	چھٹا باب
۱۹۴	بیان لڑائی کی ترقی کے وقت سے تا بہ ختم اور وقوع عہد و پیمان	ساتواں باب
۲۱۴	درمیان ملک ختا اور انگلستان جو مشہور بلقہ عہد نامہ ناگین ہے	

داخل نہ کیا اور حکما رخت کے دستورات کو پسند کر کے بالکل ویسا ہی بجالا رکھا ہے لیکن مزاج
 اپنا اونہون نے نہیں بدلا ہے اور چونکہ بالکل صحرائی خصوص سپاہی لا وہاں مسرت زرو مال
 ہوتے ہیں اور انہیں وہ عادت سمائی ہوئی ہے اور اصلی ختائی جس شوق سے روپے جمع
 کرتے ہیں مانتا اپنی جمع کو اوڑا دیتے اور غم فردا نہیں کھاتے ہیں اور ختائیوں کی نسبت
 زیادہ فیاض اور سیر خشم اور آشتا پرست ہوتے ہیں اور جب قدر تامل اور خوض ختائیوں کے
 مزاج میں ہوتا ہے کہ بے گمال خوض اور غور کے ادنیٰ سے امر کو نہیں کرتے ہیں اور
 بالعکس مانتا کے مزاج میں جلدی اور لا پرواہی ہے یہاں تک کہ غفور کے جو مشیر سلطنت
 قوم مانتا سے ہیں وہ معاملہ دریافت کر نیکی ساتھی اپنی اسے کا اظہار کرتے ہیں مگر
 جو ختائی وزیر ہیں وہ بعد ہفتے عشرے کے صلاح دیتے ہیں اور اوپر بھی چاہتے ہیں
 کہ زیادہ عرصہ خوض کے لیے ملے تو جواب با صواب دیا جاوے * * * *

جلداول تمام شد



ڈھنگ رکھتے ہیں اور مقدمہ باز بھی ایسے ہو سکتے ہیں کہ مدعی بن سے جلد باز نہیں آتے
 ہیں اور جب تک سکت باقی رہتی اور جہاں تک رسائی جب طرح سے ہو سکتی ہے اپنے کو پہنچا
 اور دعویٰ کو مسترد حتی الامکان نہیں ہونے دیتے ہیں یہ گویا اونکا شوق بلکہ خاصہ فطرت
 معلوم ہوتا ہے اور بعض کو اسکی لت ایسی ہو جاتی ہے کہ گھر بار بیچ کر نالاش کی تدبیر کرتے
 ہیں اور یہ عیب بہت بڑا ہے اس لیے کہ جب قدر جلد و طرح کا گھر برباد ہوتے دیکھا ہے
 تیسرے کو نہیں پایا چنانچہ ایک تو وہ خانہ نشا ط جہاں ہمیشہ ناسخ و رنگ کا چرچا رہتا ہے
 اور دوسرے وہ گھر جہاں اکثر معاملہ پیدا ہوتا ہے القسمہ ہی کنی رزائل خدائیوں کے
 ایسے ہیں کہ بنام خاصیت قوم مشہور اور معروف ہیں لیکن مثل اور خلافت کے اقسام ط علی
 بیان یہ لوگ کرتے اور اوسکا حساب محاسب حقیقی سمجھ لیں گے اور گنگار کی عیب جوئی کرنی
 معصیت عظیم ہے اور سوخ کو اتنا ہی لازم ہے کہ جتنے رزائل کثرت خلق میں مروج ہو ہیں
 اور اوس قوم کے خاصہ نفس سے علاقہ رکھیں فقط اوسیکابیان تاریخ نویسی کی حد میں داخل
 کرے اب رزائل کا تذکرہ ہو چکا لازم ہے کہ اس قوم کے فضائل ذکر کیے جاویں لیکن
 یہ تاریخ خبیکہ ملاحظہ سے گذری ہے وہی ہر تعریف کے موقع پر اوس قوم کی مدح دیکھ چکے
 ہونگے مگر اسپر بھی ایکجا سب کو جمع کرنا ضرور ہے تاکہ انکی سیرت کا حسن و قبح چشم بنیا کی
 نظر سے دفعہ گذرے بے اہل خامودب اور مہذب بہت ہوتے ہیں اور ہوشیاری
 اور پرہیزگاری اور سنجیدگی اور خصوص محنت کشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں اور کفایت
 شعاری اور قائم مزاجی اور دور اندیشی میں علیٰ ہذا القیاس کیتا ہے روزگار میں بے اور زیری
 اور تیزی ذہن اور خواہش حصول کمال میں بے مثل و امثال ہیں اور والدین اور اپنے
 بڑوں کی اطاعت اور دوستوں کے ساتھ محبت اور غیروں پر شفقت کے باب میں بھی بڑا ہر شبہ
 رکھتے ہیں بے قوم تا تاریکی طبیعت اور عادتوں کا بھی کچھ احوال لکھا چاہیے اس لیے کہ
 مالک خدا کے بہت دن سے یہ ہیں اور باوجود اسکے کہ آئین مملکت میں انہوں نے مطلق

مطلق عم نکلیا الغرض انہیں سب جہتوں سے خودکشی کے برابر کوئی لغو حرکت نہیں ہے اور چونکہ اسکا بہت رواج ختامین ہے راقم پر واجب ہوا کہ ختائیوں کی عیوب کے سر و قرار غیب کو لکھے اور انہیں قابلِ نفرین کے ٹھہراوے۔ یہ سبب اس قسم کی حفاظت کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب ختامین کوئی شخص اپنے کو ہلاک کرتا ہے تو سرکار کی طرف سے حد زیادہ تدارک کیا جاتا ہے اور جیسپر شبہ ہوتا ہے کہ اس کے آزار دینے سے اس کو کجی نے خودکشی کی اور سپر نہایت تنبیہ ہوتی ہے اور جب دلیل کامل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے کو ایسا ستایا کہ اس نے تنگ ہو کر اپنے کو ہلاک کیا تو مجرمِ خونی ٹھہرایا جاتا اور قرار واقعی سزا پاتا ہے بلکہ کبھی کبھی خون کا بدلہ خون ہوتا ہے اور یہی بات ہے کہ جب اور کوئی صورت دشمن سے انتقام لینے کی نہیں دیکھتے تو لوگ اپنے کو اکثر ہلاک کرتے ہیں اور مردوں سے زیادہ رنڈیاں اس حرکت کو کرتی ہیں اور آئین مذکور سے اس حرکت کو سرسبزی ہوتی ہے بلکہ تحریک دیجاتی ہے اور یہی بات رہسکی جب تک کوئی قانون اس وضع کا نہ نکلے کہ جو اپنے کو ہلاک کر گیا اس کی لاش کفن دفن نہ پاگی بلکہ چلے کوونکے لیے میدان میں پھینک دیا جائے اور غالب ہے کہ اگر یہ بات وقوع میں آوے تو اس جہالت میں کمی ہووے اس لیے کہ خاندانی شہوار میں دفن پانگی تمنا ختائیوں کووند سے زیادہ ہوتی ہے اور اس سے محروم رہنے کا خوف سازے یہودہ ختائیوں کو بھی رہسکا اور صد ہا کی جان کی حفاظت کا موجب ہووے گا۔ اس عیب کے سوا ختائی سب اکثر کجی جوتے اور جب دشمن کو پاتے ہیں بڑی طرح سے پیش آتے ہیں اور اس طرح کا بغض تمام بڑوں مقتضائے طبیعت ہے اور جو ان مردوں کو اس سے نفرت ہے چنانچہ اگر یزیدوں کو دیکھتے کہ بہادری کی جبلت میں ہے اور سامتی اسکے کہ قدر رحم اور مروت مزاج میں ہے اور ان پر کیا موقوف جس قوم کا بہادر دیکھیے گا اس سے خواہ مخواہ صاحبِ درد اور غم پانگا۔ اس کے ختائی سب زریں رست ہیں اور روئے کے حاصل کرنے کے عجب

اہم تک دنیا میں شاید سوا آدمی ایسے نہیں ہو سکے کہ ان کی تمام مرادیں پوری ہوں اور باوجود
 اسکے کہ ہر فرد بشر کو ہوش سمہانے کے وقت سے دم مرگ تک بہت سی تمنائیں دل میں پیدا
 ہوتی رہتی ہیں لیکن عمر بھر میں شاید ایک بھی نہیں ملتی ہے غرض روپے جو ہاتھ کا میل ہے
 اور نوکری جو تار کی چھان ہے اسکے نہ ملنے کی کوفت میں خود کشی کرنی محض حماقت ہے
 اور سوا اسکے یہ پوچ حرکت نامردی کی علامت اس لیے ہے کہ راحت میں رہنا کون سا
 تکلف ہے کیونکہ یہ سبھی کو پسند ہے غرض پریشانی کی سختی کو لوگ کمتر برداشت کر سکتے
 اور بیشتر بدحواس اور لغزہ زن ہوتے ہیں اسی سبب سے مصیبت اوٹھانی عین مردی
 اور جو شخص کہ اس کی آگ میں ٹھہرا اور مفلسی جو مرد کی کسوٹی امتحان ہے اس کے مس کرنے
 پر بھی بطور سابق رہا وہی مثل کندن کے سچا اور کھرا ہے کیونکہ اہل دنیا سب گویا ملمع
 کیے ہوئے ہیں اور فقط اونکا ظاہر ہی ظاہر ہے اور جب آتش مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں
 ساری قلعی کھل جاتی ہے اور بعد اسکے جب دیکھتے ہیں کہ وہ ساری بازاری بھرک اوڑ
 گئی تو خود کشی کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کہیں کہ واہ واہ کیا صاحب غیرت فلاں تھے
 جو مر گئے لیکن جو مرد عاقل اور اولی لغزم اور تجربہ کار ہوتے ہیں جو نہیں اون سے فلاح
 رحمت ہوتی اور فلاکت گھر میں آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ع چنان نامد چنیں
 نیزم نخواہ ماند کیونکہ جب خود کائنات بے ثبات ہے تو اس کے ایک خبر لینے
 مفلسی کو کیا قیام ہو ویکا اور اوسی امید پر بیٹھے رہتے اور ایک ہ نہیں بھرتے ہیں
 اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے جو خصوصاً اہل علم اور کمال کے وقوع میں اکثر آتا ہے کہ دنیا
 برابر بنا ساز رہتی ہے تب بھی اونہیں غم اور فکر نہیں زیر کرتی ہے اور افلاس کے پیوند
 کپڑوں کو وہ خلعت پر تکلف اس لیے جانتے ہیں کہ ارباب کمال جنہوں نے اپنی
 راست بازی نہ چھوڑی اور امیرون کی چابو سی نکی اونکا لباس بیشتر اسطرح کا تھا اور
 چونکہ ایمان اونکا نہ بگڑا اور حرص و ہوس نے اونکو گمراہ نہ کیا تھا اس سبب سے اونہوں نے

غرض انصاف شراب سے کہ مجلس اور تباہی جیاتی ہے تو دل کو تپھر کر دیتی ہے اور کوئی
 رشتہ اس وقت باقی نہیں رہتا ہے اور پیٹ کی بھوک محبت کو بھی نوک مہم بگاڑتی ہے
 چنانچہ سیکڑوں اعلیٰ ترین کہ ہندوستان اور فرنگستان میں قحط کے ایام میں ماں اپنے
 بچہ کو کھا گئی ہے۔ نفیس چونکہ ہر کارخانہ انسان میں ہے اس خدائی دستور میں فقیر
 واقع ہوا ہے کہ اس دارالترتیب میں اگر لوگوں کو حکم لڑکے کو علانیہ دن کے وقت کھ
 آنے کا ملتا تو اس قدر نقصان جان کا چوبشب کو سڑکوں کے کنارے پر لڑکوں کو رکھ دینا
 ہوتا ہے وقوع میں نہ آتا غرض یہ خطا باوجودیکہ ذمہ سرکار میں معلوم ہوتی ہے لیکن
 کسی سلطنت کے آئین کا گلہ لے دریافت کیا کہ نکرنا چاہیے کیونکہ قدر عافیت وہی جانتا
 جو مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور کیا در دوسراو سے ہوتا ہے جو حکومت کی شراب
 پیتا ہے کچھ وہی بہتر جانتا ہے اور کوئی ایسا ہی سبب ہو گیا جس سے غفور مجبور ہے
 وزہ ممکن نہیں کہ جب غفور نے اپنی رعیت کے واسطے دارالترتیب مقرر کیا تو اتنا غیب
 اون کے ساتھ رکھا ہے القصہ طفل کشی کا گناہ کبیرہ جو خانیوں کے نامہ اعمال میں بغضِ رخ
 درج کرتے ہیں اس کی حقیقت اتنی ہی ہے جو راقم نے عرض کیا ہے لیکن خود کشی کی عادت
 جو خانیوں میں بہت ہے اس باب میں راقم اپنی طرف سے کچھ عذر خواہی نہیں کر سکتا ہے
 کیونکہ کسی مذہب میں اپنی جان کو ہلاک کرنا جائز نہیں ہے اور علما وہ اسکے اپنے کو ہلاک
 کرنا محض نامردی اور نردلی اور بیوقوفی کی نشانی اس لیے ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کرتا ہے
 جو زندگی سے عاجز ہوتا ہے اور جینے کا مزا اوسیکو باقی نہیں رہتا ہے جسکو آرزو حکومت
 اور مراتب عالی یا روپے پیسے کی یا اور ہوس دنیوی کی تھی اور اوسکی کوشش میں مایوسی
 حاصل ہوئی یا امیر سے گدا ہو گیا یا اور مکر و بات زمانہ میں گرفتار ہوا غرض ایسا ہی آدمی
 مایوس اور بدحواس ہو کر نہر کھالتا یا ڈوب مرنایا اور طرح سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے لیکن
 ان لوگوں سے زیادہ اول تو کوئی بیوقوف نہیں اس لیے کہ حضرت آدم کے وقت سے

چونکہ مسافر تھے اور ادھر ادھر اوپر ہی اوپر دیکھتے پھرتے تھے اور تحقیقات کرتے
 اور نفس الامر کے سمجھنے کی فرصت قلت اوقات سے نہ تھی اور سکونت بھی ختامین کم
 کی اس سبب جب اونہوں نے دیکھا کہ ہر صبح گو گجروم کاریان آتی تھیں اور سرکاری آدمی
 راہوں کے کنارے سے لڑکوں کی لاشیں اٹھا لیا جاتے تھے تو اونہوں نے سمجھا کہ کچھ کشتی
 اس سلطنت میں روا ہے اس لیے کہ اسکی نہ نقیض کیا جاتی اور نہ مطلق پر مشتمل ہوتی تھی
 اور سرکاری عملے سب جیسے آتے ویسا ہی لاشوں کو اٹھوا کر لیے چلے جاتے تھے غرض
 اس امر میں اگر وہ صاحب سب زیادہ تحقیقات اور جوہر کرتے تو دیکھتے کہ غربا اور ادول
 خالق ختامین دوسب سے بچوں کی لاشوں کو شب کو رستے کے کنارے پر پھینک
 دیتے ہیں اول یہ کہ مفلسی اس امر کے مانع ہوتی ہے کہ کفن اور دفن حسب حیثیت کیا جاوے
 کیونکہ ایسے واقعہ میں بہت خرچ ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ بچارے سب
 لاش کو کپڑے میں لپیٹ کر سڑک پر شب کو رکھ دیتے ہیں تاکہ سرکار کی طرف سے اسکی
 تدفین ہووے اور دوسرا سبب اس دستور کا یہ ہے کہ چونکہ گورستان شہر کے باہر حصہ
 ہوتا ہے تو وہاں جانا اور لاش کو گاڑنا اور پھر آنا ڈیڑھ دو روز کی منزل ہوتی ہے اور
 اون لوگوں کے پاس ایسا پس انداز نہیں ہوتا ہے کہ اپنے پیسے کو دور درگاہ تک لے کر
 اونہیں انواع طرح کی تنگی بلکہ فاقہ ہووے پس انہیں دو وجہوں سے مجبور ہو کر خانی غریب سے
 یہ حرکت صادر ہوتی ہے والا اپنے بچے کو کون ایسا سنگدل ہووے گا کہ خواہ مخواہ مار ڈالے
 غرض راقم اس بیان سے انکار مطلق ختامین طفل کشی ہونیکا نہیں کرتا ہے کیونکہ نیک اندر
 و بد اندر نیک سب جگہ ہوتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شخص اپنے لڑکے کو بے وجہ
 مار ڈالتے ہیں چنانچہ دنیا میں ایسا دیکھنے اور سننے میں آتا ہے اور حامل اتنی تقریر کا
 یہی ہے کہ ختامین طفل کشی نہ رسم عام سے ہے اور نہ سرکار اور سکوروں رکھتی ہے لیکن
 پھر بھی دفر زندگی کا جو مقتضی ہے اوس سے بعید فرزند کو اس طرح پر ترک کرنا معلوم ہوتا ہے

احوال کیا لکھتے ہیں جو پہلے کرتے ہیں اور بعض مورخ کسی ملک کو گویا مشوق قرار دیکر اس کے
 رزائل کو بھی فضائل ٹھہراتے اور سچے تعریف کے کچھ بیان ہی نہیں کرتے ہیں غرض یہ دونوں
 طریق تاریخ نویسی کی شان کے خلاف ہیں اور مورخ کو چاہیے کہ جو اصل حقیقت ہے اس سے
 کم و بیش نہ بیان کرے اور اس کا لحاظ اگر بعض صاحبوں کو رہتا تو خفا کے احوال کے بیان
 میں وہ یہ نہیں کہتے کہ خانیوں میں بغل کشتی کی رسم ہے اور غفور اس امر میں اختیار رعیت کو
 دیتا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بعض غربا کثرت اولاد اور مفلسی کے سبب جب لڑکا پیدا
 ہوتا ہے تو اسے راہ گماٹ پر شب کو رکھ دیتے ہیں لیکن اس کی ہلاکت کے قصد سے
 نہیں اور یہ حرکت اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ سرکاری عملے جو اسی بات
 کے لیے مقرر ہیں وہ بچے کو اسی گھر میں اٹھا لیجاؤ گے جو مخصوص اس واسطے ہے
 اور وہاں پر دائی دوا اور اطباء اس کی پرورش اور علاج کریں گے اور سب طرح سے اس کی
 خدمت میں حاضر رہیں گے اور دستور قدیم سے ہے کہ ہر شہر میں ایک سرکاری مکان
 عالیشان رہتا ہے اور بہت سی دایان اور خواتین اور طبیب سب اس سے متعلق ہوتے
 ہیں اور جس شخص کو اپنے لڑکے پالنے کا مقدور نہیں ہے وہ شب کو اس مکان کے
 دروازے پہ چپکے سے آتا اور شیر ہیون پر لڑکا رکھ کر ٹپا گھنٹا جو وہاں رہتا ہے اسے
 بجا کر چلا جاتا ہے آواز کے ساتھی اندر سے لوگ آتے اور اس بچے کو لیجاتے اور دائی
 کے حوالے کرتے ہیں اور جب وہ بچے کو پیانے ہوتے ہیں تو مسلمان اور عیسائی سب
 اکثر دن کو لیجاتے اور اپنے اپنے مذہب کا طریق سکھلاتے ہیں اور چند لڑکوں کو وہ
 لوگ بھی لیجاتے جو لاولد ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اپنے بعد کوئی شخص مثل فرزند کے
 رہے جو رسوم اموات ادا کرے اور اس کے لیے غم زدہ رہے اور چونکہ خانیوں کو
 اس کی بڑی تمنا ہمیشہ رہتی ہے کہ بعد اپنے کوئی روئے والا ہو وہ اس لیے جو فرزند
 ہوتے ہیں وہ ایک لڑکے کے سیطرے میں رہتے ہیں * اغلب ہے کہ بعض اہل فکر

بعد اسکے مع تابوت جلائے ہین اور خاکستری کو دوسرے تابوت میں جمع کر کے مقبرہ میں دفن کیا
 طاقون پر رکھ دیتے ہین + لاش کو خنایین غسل نہیں ہوتا ہے اور یہی بات البتہ مکہ و مدینہ
 دیتی ہے غرض یہ سمجھا چاہیے کہ ہر ملک و ہر رستے پہ قبل اسباب کو تمام کر کے ایک بات
 جو عجائبات سے ہے اوسکا مذکور مناسب ہے تاکہ خنایین کا احترام مرد و عورت کے لئے نکلا
 ہو وہ اور یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ باوجودیکہ خنایون میں ہر طرح کے بدحاش ہین لیکن
 کفن چوری چہ اکثر ملکون میں ہوتی ہے اوس ملک میں کہی نہیں سنی گئی حالانکہ مقبرون میں
 اسباب اور سونا چاندی کے ظروف اور بان جلائے اور دوسری رسومات کی ادا کے لئے
 ہمیشہ رہتے ہین اور خنائی سب حسب حیثیت سیم و زر تابوت میں مرے کی پائنتی میں آئے
 رکھ دیتے ہین کہ اگر روح کو احتیاج ہووے تو صرف کرے اور سوا اسکے سچی شہری روپری
 پنی کے گھوڑے ہاتھی بیل گائے بکری وغیرہ بناسکے وہ لوگ تابوت کے پاس جلائے
 اور ڈک جو گلہ کے رہ جاتے اوسکو لاش کے بغل میں رکھ دیتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ ملک
 عدم میں کہ ہوشاموت کے جانور سب سچ چم کے ہو جاتے ہین اور روح کی خدمت میں حاضر ہوتے ہین
 انغرض جب رسم یہ شہری تو طہر ہے کہ گورستان میں بڑی دولت مردون کے ساتھ
 گاڑی جاتی ہے لیکن آج تک سننے میں نہیں آیا کہ کسی چوٹے نے قبر میں ہاتھ ڈالا یا کچھ نکالا ہو
 اور اوسکے بالعکس اور ملکون میں ہوتا ہے جہاں کہ چوٹون کے ہاتھ سے کفن تک نہیں چھتا

سوال و جواب

خنایون کے فضائل اور زائل کے بیان میں

جس طرح بعض مصور جب کسی تصویر کھینچتے ہین تو خوشامد سے چہرے کے نقص کو چھپاتے
 اور اصلی حسن کو دونا کرتے ہین اور بعض جب دشمنی پر کمر باندھتے ہین تو نقص کو بڑھا دیتے
 بلکہ سانگ کے طور پر خسارے کو نباتے ہین اوسے طریقے بعض مورخ ملک کے حالات
 اور دستورات کو کج غمی یا بدگمانی اور دشمنی سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بناتے اور

ہوتا اور اونکی ذالیان اور پتیاں مثل مڑجائی چوئی موئی کے ہمیشہ قبر پر چبکی ہوئیں گویا غم
 اور الم میں۔ رنگوں رستی ہیں اور سوا اس کیفیت کے جو معاد دیکھتے ہی دل پر اثر کرتی ہے قبروں
 کے سرمانے اور پائنتی آدمیوں کی صورتیں سر و قد لابی مرمر اور شی کی بنی غم زدوں کی طرح ہوتی
 ہیں اور اون میں سے کوئی پتہ آنکھوں پر رومال کھڑکتا کوئی پھاتی ٹٹکتا کوئی سکتا کر عالم میں جیسا کہ
 شدت غم سناٹا میں غمزدہ آجاتا کھڑا معلوم دیتا ہے الغرض سمجھو کہ اس کے لیے اتنا ہی بیان کافی ہے
 کہ ختامین مردے کو جس احترام کے ساتھ کفن اور دفن کرتے اور دفن کو جس تکلف سے آراستہ
 کرتے ہیں دوسرے کسی ملک میں دستور نہیں ہے اور تہذیب ختائی جو مشہور ہے زندگی
 کے بعد بھی۔ توفی کے حق میں کم نہیں ہوتی یہاں تک کہ دفن کے احترام اور غم کے اظہار کے
 علاوہ ایک مکان ہر امیر اور متوسط بھنے آدمی کے گھر میں اسی بات کے لیے مقرر ہے
 کہ باشندگان خاک کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور حیات میں جو حرمت اونکی تھی اوسی بزرگی
 کے مطابق بلکہ آگے سے افزائش منزلت ہووے۔ اگر کوئی شریف ختائی اپنے وطن سے
 فاصلے پر انتقال کرتا ہے تو اس کے بیٹے یا اور عزیز اقربا پر واجب ہوتا ہے کہ لاش کو
 وے لے آویں اور خاندان کے ہر وارثین دفن کریں اگر بیٹے کے رہتے یہ بات وقوع
 میں نہ آوے اور باپ جہاں مرے وہیں گڑے تو بیٹے کو لوگ اپنی صحبت سے خارج
 کر دیتے ہیں اور منحوس سمجھتے ہیں غرض اسی سبب بعض دفعہ دو دو سو کو س سے لاش آتی
 اور باپ دادوں کے مقبروں میں گرتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا جاسیے کہ تابوت سے کچھ بوجھ
 پھوٹی ہے کیونکہ جس قسم کی لکڑی سے تابوت بنایا جاتا ہے وہ اس قدر سنگین اور خوشبو
 ہوتی اور تختوں کے جوڑا سطر چیر وصل کیے جاتے ہیں کہ تابوت میں لاش جس حالت پر
 رہے لیکن مطلقاً بدبو نہیں پھوٹی ہے اور یہ بات اگر ہوتی تو لوگ کیونکر لاش کو تین برس
 تک گھر میں رکھتے اور وہیں خود بھی رہتے چتا کے بعض بعض صوبوں میں جہاں زمین
 قی ومان مردے کو تات میں چند روز تک میدان میں رکھتے اور

کر گیا تو راوی راست گویا و سوقت دار الامارۃ پچپن میں موجود تھا کہ کتاب ہے کہ ساٹھ ہزار
 مزدور صرف سورت اور تھے خبازے کے آگے لگے تھے اور جب امر انتقال
 کرتے ہیں تو کثرت خلوس سے پہرون راہین بند رہتی ہیں کیونکہ ختائی کیسا ہی غریب و گنا
 مگر ایسے وقت اپنے مقدور سے دونا خرچ کر گیا اور ساری عمر کی کمائی اور تمام گھر کی جمع اپنے
 باپ مان کے دفن میں بھونک دیو گیا اور اسی سے سمجھا چاہیے کہ جب امیر کبیر مرتا ہے تو کیا
 تکلف ہوتا ہے غرض جب بادشاہ عصر مرتا ہے تو تمام مملکت غم کرتی ہے اور سوز و زنج
 چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب ظاہر ترک لذات کرتے ہیں اور سپید گری کا لباس پہنتے ہیں
 اور چوٹی کھولے رہتے ہیں اور حجامت اور کنگھی نہیں کرتے اور اس عرصہ میں شادی اور عروسی
 ناپاچ و رنگ گانا بجانا سب ایک قلم موقوف رہتا ہے۔ اسی جلد کے پہلے دفتر کے چپٹی باب
 میں سیہو کی جھیل کے بیان میں راقم نے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ ختا میں شہروں کے اندر
 قبر گاہ نہیں ہوتی اور اکثر ٹیلوں پر مقبرے بنتے ہیں اور ہر شخص حسب مقدور تکلف کرتا ہے
 اور حقیقت ہے کہ کسی ملک میں یہ بات پائی نہیں جاتی جو یہاں لہور میں آتی ہے اور ختائی
 گورستان میں قدم رکھنے اور اسباب غم جو وہاں مہیا رہتا ہے اوسکے دیکھنے کے ساتھ ہی
 بے اختیار آہ اٹھتی ہے اور ایک صورت غم کی ایسی نمایاں ہوتی ہے کہ بے اختیار دل پر
 اوداسی چھا جاتی ہے کیونکہ سر کی قطار چاروں کنار پر ہوتی ہے اور اس درخت کو بجز
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی آزاد دنیا کو چھوڑے ہوئے سامنے کھڑا ہے اور
 بہار اور خزان میں ایک ہی حال پر رہتا ہے اور نہ کبھی شل اور نہ بات کے خلعت نو بہاری
 پہنتا ہے اور نہ خزان میں اپنی حالت کو بدلتا ہے اور ہمیشہ سبز رہنا اوسکا مداومت پر دلالت
 کرتا ہے اور اوسکی پتیوں سے ہوا بھی آہ بھرتی ہوئی گذرتی ہے اور سنو اس درخت کے
 جسکی دید ہر اہل تصور کے لیے دل کی تنگی کا موجب ہے بنید مخجون اور دوسری قسم کے درخت
 بھی ہر قبر کے گرد ہوتے ہیں جنکی صورت پر اوداسی برستی ہے کیونکہ اون میں پھول نہ پھل

اشناتمی لباس گلے میں ڈالے چلتے ہیں اور جبکہ بعد اوس مردے کے محل کی
 مستوراتین کا رویوں میں رہتی ہیں اور بعض دفعہ ایسی چھین مارتی ہیں کہ سن کی تاب باقی
 نہیں رہتی غرض اسے طور سے قبر گاہ میں لیجاتے اور جب وہاں پہنچتے ہیں تو ہمارے اور جلوس
 کو تابوت کو پھر سجدہ کہتے اور گویا لاش سے رخصت ہو کر فرنگیوں اور مسلمانوں کی طرح
 زیر زمین دفن کرتے ہیں اور چونکہ رونے کے بعد بھوک لگتی ہے قدرے قلیل واپس ترناؤں
 کے اپنے اپنے گھر دوست آشنا چلے جاتے ہیں لیکن اوس متوفی کا بیٹا اور چند عزیز اقربا
 قبر کے آس پاس گھانے لگے گھر بنا کے چلے بھر وہاں رہتے اور گوشت مچھلی اور دوسری کوئی
 لذیذ چیز نہیں کھاتے اور نہ شراب پیتے ہیں لیکن جب وہاں سے اقربا اپنے گھر آتے تو
 جو چاہتے سو کرتے ہیں غرض بیٹے کو تین برس تک ترک لذات کرنا ہوتا ہے اور اگر کسی
 عہدہ رکھتا ہے تو رخصت لیکر اپنے گھر بیٹھتا ہے اور اس عرصہ غم میں نہ کسی شادی اور
 نہ دعوت میں جاتا ہے اور نہ اپنے گھر میں کسی طرح کی خوشی کرتا ہے اور نہ نئے کپڑے پہنتا
 اور نہ بالوں میں کنگھی اور نہ حجامت کرتا ہے اور خالی چٹائی پر بے گدیے یا رضاع کے
 سوتا ہے اور جس حال میں کہ باپ کی لاش تین برس تک گھر میں رہتی ہے تو بیٹا تابوت
 پائنتی لگ کے ایکٹری چٹائی پر سوتا ہے اور دن بہر تابوت کے پاس مورچوں کے لیے
 بیٹھا رہتا ہے اور دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہیں رکھتا ہے یہ قدیم الایام سے یہی دستور
 ختامین ہے اور سوا اون لوگوں کے جو عہدہ جلیلہ سرکار میں رکھتے باقی تمام لوگ اس طرح
 غم کرتے ہیں غرض جب سے دوبارہ تار کا دور ہو اسے کار می نو کردن کے لیے صرف روز
 ماتم مقرر کیا گیا اس لیے کہ اگر دستور قدیم کے مطابق غم کیا جاوے تو سلطنت کے کام
 میں ہرج پید ہووے یہ سامان جو راقم نے بیان کیا ہے متوسط درجے کے آدمیوں
 تدفین کا طور ہے اور جب قدرت متوفی کی اس سے کم بیش ہووے گی جلوس اور خزانہ
 رکشتر مردم میں کمی اور زیادتی پائی جاوے گی چنانچہ جب فقہور کا نماز کا ہونا

غل میں پھولوں کے ہار کا ڈھیر کر دیتے ہیں اور دوست اور اقربا سب تابوت کو اپنی اپنی باری
 سے سجدہ اور سلام کرتے اور اوسیطر کے ادب اور آداب کے پیش آنے میں جیسا کہ زندگی میں
 دستور تھا لیکن بیٹا اوسکا ایسا ماتم زدہ اور سینہ زن اور نصرت خوان ہوتا ہے کہ اوسکی
 عمر کتنی دیکھ کر ہول اٹھتا ہے اور حقیقت میں حال اوس غمخوار کا شدت غم سے متغیر ہو جاتا
 اور مکاری میں یہ نوبت نہیں پہنچتی ہے کہ زندہ مثل مردہ کے ہو جاوے اور جب تک لاش
 دفن نہیں ہوتی یہی طور اوسکے ماتم کا رہتا ہے اور اقربا اور دوست آشنا سب جب تک
 کہ خاک کے حوالے خاک نہیں کیجاتی ہے اوسکی گھر میں بود و باش اختیار کرتے ہیں لیکن جب
 ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بیٹا اپنی مرضی سے چاہتا ہے کہ تین برس تک جو والدین کی وفات
 میں ایام غم مقرر ہے لاش کو گھر میں وہ رکھے اور ماتم کرے تب سارے لوگ خست
 ہوتے ہیں اور اپنے اپنے گھر پھر جاتے ہیں اور مہینے میں دن میں ہمیشہ آتے اور لاش کو
 سلام کر جاتے غرض جب دفن کی طیار ہی کیجاتی ہے لوگوں کی جمعیت ہوتی اور قبر گاہ کی
 طرف لاش اسطور سے اٹھائی جاتی ہے کہ پہلے بہت سے مزدور شیر اور گھوڑے اور
 اقسام جانوروں کی مورت اور تیلے لیکر سب سے آگے جلوں میں قطار بندی سے نکلتے
 ہیں اور اونکے بعد دونوں جانب کو بہت سے مزدور سب ایک کے پیچھے ایک ہاتھوں
 میں چھڑیاں جن پر روغن کیے تختے چڑے ہوتے لیے رہتے ہیں اور اون تختوں پر مرد
 کی صفوں کا بیان اور نمک حلائی اور سرکار کی طرف سے مہربازی کا ذکر بڑے حرفوں میں
 لکھا رہتا ہے تا خاص و عام کو اطلاع اوسکی بزرگی کی ہووے اور ان سب کے بعد سازند
 باجا جاتے ہیں اور اونکے پیچھے تابوت کو ایک نہایت پر تکلف گنبد دار خانے کے اندر
 رکھ کر چوٹسٹھ کھار کے کا ندھوں پر لیجاتے ہیں اور متوفی کا بیٹا چوٹی کر کے بال بکھرے
 سفید گزنی کا کرتا اور پاجامہ پہنے سر پر بنہ اور ننگے پائوں عصا لیے اور سر جکائے ایک
 مخبون کی صورت بنائے لاش کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور اوسکے ہمراہ اقربا اور دوست

جب کوئی مرجھاتا ہے اس کے اقربا و قرابت قریب رکھتے اور دوست و آشنا سب جمع ہوتے ہیں اور لباس ماتمی گلزمین ڈال کے اس کی مصفین اس کی لاش کے پاس ہاتھ بکے بیان کرتے اور دوست قریب غرض شروع سے اس کا بیان کرنا لازم ہے کہ احوال تمام و کمال اس تاریخ کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو۔ جب کوئی شخص مرتا ہے تو بعد و ایک گھڑی کے اس کا کپڑا بنایا سب سے جزیرہ تر عزیز ہوتا ہے وہ لاش کو اچھے سے اچھا کپڑا اور لباس فاخرہ پہنایا اور اگر وہ شخص سرکاری عہدہ رکھتا تھا تو اس کے سب عہدے بھی حسبِ حصہ زندگی میں او رہتی تھیں اس حال میں بھی اس کے تاقیے جاتے ہیں اور اس کے بعد تابوت میں لٹا دیتے اور صبح والا ان میں فرشتہ چمکت چمکتا اور تابوت کو رکھ دیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تابوت کو ہر شخص مدتوں سے خرید کر کے اپنے گھر میں رکھتا ہے تا موت کے وقت ایسا اتفاق نہ ہونے کے تابوت سے بے موافق نہ ملے اور اہل بخارا سی ایک بات سے دریافت کریں کہ خانی عجیب و غریب قسم، کہ ہر وقت اپنی موت کا خیال ہر شخص کو رہتا ہے اور اس کی طیارہ سالہا سال آگے سے کرتا ہے یہاں تک کہ ایک نفیس تابوت کی خواہش سکورہتی ہے اور اس سے مول لیکے اپنے گھروں میں ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں اور موت کی آمد ناگزیر اور لابد سمجھتے اس سے مطلق خوف نہیں کرتے بلکہ تدریج موت سے آشنائی کرتے ہیں تاکہ جب اس کے حوائی کے جاوین تو گھبراہٹ اور پریشانی حاصل نہ ہو جس طرح قدیم دوست کے گلہ کوئی لگ جاتا ہے اور صرف اسی ایک رسم کے سبب سے اگر خانیوں کو تلامیہ حکما کیے تو بجا اور بجا مدد و لائل کے یہ امر بھی ثبوت اس بات کا ہے کہ عادت کی تاثیر خلقت میں فرق لاتی ہے اور باوجودیکہ ہر شے حیوانی خصوص ذات انسانی فنا سے خائف ہوتی ہے لیکن اس رسم خانیہ موت کو ناخیز محض نھرایا ہے اور جو دل گیری کا اس کی یاد سے لازم ملزوم کی نسبت رکھتی ہے وہ عادت کے وسیلے سے دور ہو گئی ہے الغرض اس کھ کے یاروں طرف سے ہوا میں حالات اور ہانے یا سنتی اور دونوں

کہ ہمیشہ زیادہ تر خوش مزاج اور خاوند کی فرمانبرداری سے اور عادت نیک اختیار کرے
 بلکہ خیالات سے کنارہ کرے اور ماکولات لطیف کا استعمال کرنا اور مطالبہ استیلا سے
 پوشاک پر تکلف کا ہمیشہ معصوف میں لانا ضرور ہے تاکہ لڑکے کی طبیعت کی بنیاد نیک اور لطیف
 ہووے اور بد مزاج اور حریص نہ بن سکے غرض جب چہ برس کا لڑکا ہوتا ہے تو اس کے
 حساب کے عدد سب جو اکثر استعمال میں آتے اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے نام
 سکھلاتے ہیں اور آٹھ برس کا جب ہوتا ہے تو تہذیب ظاہر اور سجدہ اور سلام کے طریق
 سکھاتا ہے اور دس برس کے سن میں محلے کے مکتب خانے میں جا بھیجتا ہے اور تیرہ
 برس پندرہ برس تک موسیقی سکھاتا اور کلمات پند و نصائح کو خوش الحانی سے ادا کرتا
 ہے بعد اسکے تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری میں تعلیم پاتا ہے اور اسی سن میں حسب
 او کی طبیعت مائل ہوتی ہے خواہ سپاہ گری کے فنون یا تحصیل علوم میں مشغول ہوتا ہے
 مستورات کی تربیت یہ ہوتی ہے کہ پیدا و نصیحت حفظ کیا ہوے اور خاموشی اور تنہائی کی
 بہتری اور عفت اور عصمت کی بھلائی سے آگاہی رہے یہ چونکہ حکیم گنگوڑی نے اپنے
 تلامذہ کو یہ نصیحت کی تھی کہ حسب طرہ سے زندگی میں آدمی کی قدر کرتے ہو ویسا ہی بعد مرگ کے
 بھی کیجیو اوس روز سے آج تک حکیم کے قول کو بجا لانا خانیوں نے واجب سمجھا اور یہاں تک
 اوس حکم کو رسم و رواج میں رفتہ رفتہ دخل دیا ہے کہ بالفعل بعد مرگ کے جو عزت بخشی اور ان
 کی قدر ہوتی ہے اوس شخص کی زندگی میں اوسکی چوتھائی نہیں ہوتی تھی اور میرزا محمد علی صاحب
 کا قول بجا معلوم ہوتا ہے مگر گرچہ امر مرزا زرعونیت سرفروند آر دہن چاک چون
 گروم فلک محراب میسازد مراد و حقیقت میں یہ راست ہے کہ پرنیت کی قدر بعد زوال
 کے ہوتی ہے اور جب تک آنکھوں کے سامنے آدمی رہتا ہے نفرتیں کرنے والے بہت
 ہوتے ہیں اور آخرین دینے والے کم ملتے ہیں لیکن جب نظروں سے وہ غریزہ گزر جاتا ہے
 تو اس کا غیب بھی اکثر مہر ٹھہرایا جاتا ہے اور خانیہ بھی علی بن ابی القیس بھی حال ہے کہ یہ

تو نامہ نہ پیام اور تحفیات کی دونوں طرف سے آمد و شد شروع ہوتی ہے اور دولہن کے والدین ساعت اور لگن دیکھ کر روز عقد کا مقرر کرتے ہیں الغرض روز محین کے دن دولہن ایک بالکی پر سوار ہوتی اور دروازہ اوسکا مقفل ہو کر کبھی کسی ایک ٹکنوار یا اعتبار کے سپر کیجاتی ہے اور دولہن دھوم دھام کے جلوس سے اور شادیانہ بجا ہوا اور جہیز کا اسباب ہمراہ اور وہ قدیم جا کر ساتھ اپنے ایک درولہ کے دروازے پر جب پہنچتی ہے تو دولہہ بلباس فاخرہ مقبلا کر کے بالکی کی کبھی اوس نوکر سے لے لیتا ہے اور دروازہ کھول کر دولہن کو غور تمام سے دیکھتا ہے اور اگر خلاف اوس اظہار کے جو مشاطہ فی بیان کیا پاتا ہے تو اختیار کرتا ہے کہ فوراً پیچہ دروازے کو بند اور مقفل اور اوس نوکر کو کبھی واپس کر کے دولہن کو اوس کے مان باپ کے گھر بھیجا دیوے اور جو کچھ تحفے کی طریق سے آگے دے چکا ہے وہ سب پھر پاتا ہے جو عورت کہ اسطر سے مقبول ایک کی ہنیں ہوتی تو ایسا واقعہ کوئی سبب مانع دوسرے کے ساتھ شادی کا نہیں تصور کیا جاتا ہے الغرض جس تقدیر میں دولہن کی قسمت پہلے ہی دفعہ میں یا دہری کی اور اوسکی صورت اور شاہت مطبوع طبع ہوتی تو دولہہ پر وہ گمراہ کے اوسکے اپنے گھر میں لیجا تا ہے اور دالان میں دونوں شخص پہلے چار سجدے فی تین تینے پروردگار عالم کی درگاہ میں بجالا کر ایک دوسرے کو دو سجدے کرتے ہیں اور دولہہ مردوں کی دولہن عورتوں کی مبارکبادیاں پا کر مرد سب ایک دالان میں جمع ہو جاتے ہیں اور دولہہ اوسکی ضیافت میں مشغول ہوتا ہے اور دوسرے دالان میں عورتیں جمعیت کر کے دولہن کے اہتمام سے کہاتیں اور پختیں ہیں بعد اسکے سارے مہمان خست ہو جاتے ہیں چونکہ اسی دفتر کے ساترین باب میں قوانین کے جملے میں ختایوں کی خانہ داری اور طلاق وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے اس لیے زیادہ تصریح بیان پر بے فائدہ اور فضول سمجھی جاگی ہے حکماء ختائے کتب دستورات میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی کی تربیت اور تربیت جب عورت کو یقین حاصل ہو جائے اور اوسکی دل سے اوسکو چاہیے

مشرقی سمندر کے بندرون میں جو ملکی ناخدا یا ملاح تھا آلہ قطب نما کی خاصیت سے آگاہ تھا
 حالانکہ اس وقت تک کوئی جہاز فرنگستانی اس سمندر میں کبھی نہیں آیا تھا اور یہی دلیل ہے
 کہ ان ناخداؤں نے فرنگستانیوں سے اس بات کو حاصل نہیں کیا اور بیشک عربوں نے
 اور نہیں بتلایا کیونکہ اعرابی سب ختا میں نشہ مسیحی سے جایا آیا کرتے تھے اور اطراف کے ملکوں
 اور ان جزیروں میں جو مشرقی سمندر میں واقع ہیں خرید و فروخت کے لیے اونکی آمدور
 تھی اور اغلب ہے کہ جہان جہان یہ پتھر سے دہان اس راز کو انہوں نے اظہار کیا والا
 دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ مشرقی سمندر کے ملاح آلہ قطب نما سے آگاہ ہوتے اور اہل
 پرتگال ان لوگوں سے دریافت کرتے * * * * *

پندرہواں باب

بیہ کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور انجم اور

غم کے بیان میں

جس طرح مسلمان اور یہود اور یورپ کے ملک کی بعض قوم میں بڑولہ اور دولہن سے
 بیہ کے آگے ملاقات نہیں ہوتی ختا یوں میں بھی وہی دستور ہے لیکن فرق یہ ہے
 کہ چین میں اگر مشاطہ اور درمیانی لوگوں نے دولہن کے سن یا شکل و صورت کو دولہ
 سے خلاف راستی کے بیان کیا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ دولہن کو دیکھتے ہی طلاق
 دینے کا ارادہ کرے اور حکام شہر کے حضور میں متغیث ہو کر تجہیز لوگ کہ بانی اور درمیا
 ہیں سب کو سزا دلواوے غرض حال یہ ہے کہ جب کسی کے بیہ کی تجہیز ہوتی ہے تو مشاطہ
 لڑکی کو دیکھ سن کے جاتی اور لڑکے یا ادسے والدین سے بالکل حالت اور شکل اور صورت
 اور رنگت اور شہادت دولہن کی بیان کرتی ہے اور اگر اونکے پسند ہوتی ہے تو مقدار
 زر کی جو او کو دولہن کے لیے دنیا منظور ہوتا ہے دریافت کر کے دولہن کے بزرگوں کے
 پاس جاتی اور سارا احوال کہتی ہے غرض جب دونوں طرف سے گفتگو طے ہوتی ہے

تین ہینچا کئی فرنگستانی سودا گروں کو اس راز سے بھی آگاہی دی اور ان لوگوں نے
 اپنے ملکوں میں جا کر بعض بعض شخص کو جو مطلع کیا چند ایام کے بعد یہ مشہور ہوا کہ فرنگستان
 میں آلہ قلب نامی ایجاد ہوئی چنانچہ تین چار قوم فرنگستانی نے اپنا دعویٰ علیحدہ کیا اور
 انگریزوں میں بھی ایک حکیم بنام راجر میکن صاحب اس آلہ کا موجد نادانوں کے نزدیک
 مشہور ہوا غرض یہ سب جملے فخر بیودہ سے پیدا ہین اور قابل سماعت کے نہیں کیونکہ
 جو دلیلین بعض بزرگ لاتے اور قصد اپنے اپنے دعویٰ کی اثبات کا کرتے ہین وہ ظاہر اور
 ناقص ٹھہرتے ہین اور بالکس اسکے خاتیوں کا دعویٰ ایسا ہے کہ جون جون امتحان کی کوئی
 پرکینچا جاوے تیوں تیوں برق نکلتا ہے اور یہی ایک دلیل کسی زبردست ہے کہ اوٹھ
 نہیں سکتی کہ فرنگستان میں فقط چھ سے برس سے آلہ قطب نامی دست ہوئی ہے اور
 ہتائین گویا ساف سے چلی آتی ہے کیونکہ بعض مورخ معتبر کی روایت ہے کہ تحقیق نہیں
 معلوم کہ کس عہد میں اسکی ایجاد ہوئی غرض یہ لاعلمی قدامت کی دلیل ہے اور بعض کی
 روایت ہے کہ قریب پونے تین ہزار برس کے ہوئے ایسے سال قبل حضرت عیسیٰ کے
 غفور اؤ آن کے بھائی حکیم چوکان نے اس آلے کی ایجاد کی غرض اس بات میں روایات
 مختلف ہین اور منجملہ کئی غفوروں کے جو اس کے موجد ٹھہرائے گئے ہین غفور منہنگا ٹی
 کو زیادہ تر افراد کرتے ہین اور بعض علماء فرنگ نے یہ ثابت کرنا کیا قصد کیا ہے کہ
 حضرت آدم اور غفور ہوانگ ٹی ایک ہی شخص بنام مختلف تھے اور انہیں سب باتوں کے
 ملاحظے سے خاتیوں کو دعویٰ ایجاد کرنا حق بجانب ہے کیونکہ جو لوگ کہ ہزاروں برس
 سے ایک شے سے واقفیت رکھتے ہوں اور دوسری قوم صرف چہ سے برس سے
 مطلع ہوئی ہوں ان دونوں میں ظاہر ہے کہ سبقت ایجاد کو حاصل ہے سو اسکے
 تاریخ فرنگ سے ظاہر ہے کہ جب اہل ہرکال سب سے پہلے اسی میں افریقہ کی جنوبی حد
 پر کیے گئے۔ گڈ ہوب کہلاتی ہے طے کر کے آئے تو ان لوگوں نے یہ ت سے دیکھا

ایسے باریک بین اور نزاکت رس ہیں کہ کسی اور ملک میں کمتر ہیں اور چھوٹی اور زلفت اور مخمل اور طلسم اور پیلام اور شافہ اور اقسام رشیم کے ایسے خوش رنگ اور پادار اور ناز بنتے ہیں کہ باوجود فرانسس اور انگریزی صنعت اور کل کی حکمت اور مدد کے ختا کے رشتیوں کا بازار ہمیشہ تیز رہتا ہے یہ غرض بعد علم طبع کے جسکی ایجاد بھی ختائیوں سے ہے حالانکہ وہ نزاکت اور کمال جو انگریزی طبع کو حاصل ہے اونکو نہیں وہ ایجاد جسکو بحر طبع کے دنیا کی سب صنعتوں اور ایجادوں پر شرف ہے جسکے باعث سے جہاز رانی تو ایسی قوت ہوئی کہ پردہ زمین کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہاں ناخداؤں کے علم نے اونکو نہ پہنچایا ہے وہ یعنی آلہ قطب نما کی ایجاد ختائیوں سے ہے اور واہد علم کسوقت سے اس ملک کے علمائے کرام کی خاصیت سے کہ اگر سوئی سے اوسکو س ہووے اور اثر اوس سنگ عجیب کا ہے میں تاثیر کر جاوے تو وہ سوئی دونوں قطب کی طرف ہمیشہ رخ کرگی اور کسی حال میں اپنی نو پیدا خاصیت کو نہیں چھوڑگی آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ کئی ہزار برس سے اس خاصیت کی دانست ختائیوں کو ہے باوجودیکہ خود ان سمجھوں کو فائدے اپنی ایجاد سے اس قدر نہیں حاصل ہوئے جو عرب اور فرنگستانوں کو ہوئے اور وجہ اوسکی وجہ ہے کہ ختائی سب نہایت بزدل ہیں اور سمندر سے ایسے خائف کہ دور ملکوں کا سفر کرنا ملک عدم کا راہ گیر ہونا سمجھتے تھے اور خلاف اسکے عرب اور فرنگستانی اللہ پر توکل کرکے قطب نما اور چند آلات ناخداؤں کی مدد سے بڑے بڑے بحر و خا رتند اور موج اور تیرہ و تہ دار کے پار ہوتے اور اجنبی لوگوں میں جا کے اپنے مال کو فائدہ کثیر سے بچتے اور ایک روپے سے بیس پیدا کرتے تھے القمہ دلائل قوی سے یہ ثابت ہے کہ اعرابیوں کے ساتھ چونکہ ختائیوں کی تجارت قبل مسیح سے تھی تو اعرابیوں کو پہلے یہ آلہ قطب نما ختائیوں سے حاصل ہوا اور جہاں جہاں یہ اعرابی گئے اسکا شہرہ پھیلاتے گئے آخر کو بحر قلم مٹے کر کے قسطنطنیہ کے اطراف کے ملکوں میں جو انکی کوٹھیاں تجارت

سواجرمی بوئی کے معنیات کا مطلق استعمال خٹائی طبابت میں نہیں ہے اور دباؤن کو
 کسی طرح صرف میں لانا نہایت مضر ٹھہراتے ہیں نہ علم موسیقی میں ختائیوں کو دخل ہے
 غرض سوا سے ختائیوں کے دوسرے شخص کو اون کے راگ اور لے اور سر بھلے نہیں معلوم
 ہوتے اور نہ اول لوگوں کو اور ملک کا گانا بجانا پسند آتا ہے اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں
 کیونکہ ہر جگہ یہ دستور ہے کہ اپنے اپنے وطن کی رسومات کو ہر شخص اوروں سے بہتر سمجھتا
 ہے اور سب پر ترجیح دیتا ہے اور دونوں سب اسکے ظاہر میں کیونکہ خود بینی اور خود
 پرستی انسان کی خلقت میں ہے اس لیے ہر فرد اپنے کو افضل نوع انسانی جانتا ہے
 اور دوسرے یہ کہ عادت طبیعت ثانی ہے اور جس چیز کو بچپن سے آدمی دیکھتا سنتا
 پیری کو پونچے گا وہی اسکی نظروں میں بھلی معلوم ہووے گی چنانچہ ختائی سب انگریزی
 ارگن اور سیلا اور بانسری اور ہندوستانی سارنگی اور ستار اور رباب کو پوچھتے اور اپنے
 ملک کے کان بھاڑنے اور مغز پریشان کرنے والے باجون کو پسند کرتے ہیں ۔ باج
 اقسام طرح کے ختائین میں لیکن قابل ذکر کے عجائبات کے باعث سے فقط ایک ہی ہے
 جسکا بیان دفتر اول میں اکثر ہو چکا اور جسکو پتھر سے وسے بناتے ہیں اور جو کچھ خاصیت
 اس سنگ کی ذات کی یہی ہے کہ ضرب مارنے سے آواز خوش دیوے ختائیوں نے
 مثل حیرت انگیز اور حقیقہ کو اسکی آواز نہایت شیریں ہی خاص قسم کے پتھر ختائین پیدا کرتے ہیں لیکن
 سب سے بہتر تو کہلاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے ۔ اس مملکت کی صنعتوں کا حال دفتر اول
 میں راقم نے ہر شہر کے احوال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے غرض اس جگہ پر یہ کہنا ضرور ہے
 کہ ریشم کے پیدا کرنے اور کاتنے کی دانست ایرانیوں نے ختائیوں سے حاصل کی ہے
 اور اون سے رومیوں نے اور اون سے اہل فرنگستان اس راز سے آگاہ ہوئے لیکن
 موجود ریشم کے بیشک ختائی ہیں اور ریشم کے کثیروں کی نسل بھی ان لوگوں کے ملک سے
 سب جگہ گئی ہے اور چونکہ مدت سے ریشم کے کثیر و نگار و اج ختائین بچھا رہے کاریر کے

نے ایک طور ایسا نکالا ہے کہ اگر کوئی کسی کو گھونسنوں سے یا سوٹے یا اور حربے سے مارے
 گاڑ دیوے اور بعد عرصے کے خون خفتہ بیدار ہووے تو لاش کو جس حالت میں ہونچا
 اور سر کے سے خوب او سے نہلاتے اور ایک غار قد آدم لایا اور کٹرا اور ڈیوہاتہ پھڑا کو
 اور او میں گھاس اور لکڑی اور کوہلا جلاتے ہیں اور جب وہ گڑیا خوب گرم ہو جاتی ہے تو
 اک کو چاول یا شہد کی شراب سے بھجاتے اور لاش کو پیچھے کے ٹھنڈے پیرے ال کے او سے
 غار کے منہ پر رکھ دیتے ہیں اور ایک کپڑے سے لاش اور غار کے منہ دونوں کو ایسا بند
 کر دیتے ہیں کہ تجارت نہیں نکلنے پاتے اور لاش میں سہاگت کرتے ہیں اور بعد دو گھنٹے
 نجومی کے جب کپڑے کو اوٹھاتے ہیں تو بالکل داغ چوٹ کے صاف عیان ہوتے ہیں
 یہاں تک کہ گھونسنے کے نشان دکھائی دیتے ہیں اور اس قدر یہ ترکیب کار کرے کہ
 اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہو گئے ہوں تو فقط ہڈیاں جمع کر کے اس عمل کو
 کرتے ہیں اور اگر زخم کاری یا چوٹ ایسی تھی کہ اس سے آدمی مر گیا تو ہڈیوں پر نشان
 ملتا ہے باوجود اس زیر کی اور ہوشیاری کے جراحی میں خانیوں کو کم دخل ہے اور
 وجہ اس کی صرف تشریح کی لاعلمی ہے کیونکہ بغیر اس کی دانت کامل کے ہڈی اور رگ اور
 پٹھون کے جوڑ توڑ اور وجع مفصل کی ترکیب سے آگاہی ناممکن ہے غرض خفیہ امروں
 میں جسطرح سے کو کہہ یا کلائی یا شانیکا اوکھڑ جاتا ہے اور اسی قبیل کے دستوری قضا
 میں وہ رہ نہیں جاتے ہیں لیکن وہ مقامات سب جہاں سوک انگریزی طبی کے دوسرا
 کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا وہاں یہ سب مجبور رہتے ہیں چنانچہ جب لارڈ مکارٹنی بہادر
 سفیر شاہ انگلستان ختامین تشریف لے گئے تھے ان کے ساتھ کے اطباء انگریز نے
 ایسے ایسے امراض متعلق جراحی کے اچھے کیے کہ خانی سب گھبرائے اور انگریزوں کی
 قابلیت کے قائل ہوئے القصہ خانی اطباء مرہم پی خوب کرتے اور وہاں ایسی کھلاتے
 ہیں تا زخم یا چوٹ ریم یا ورم نہ پیدا کرے اور اس طرح اکثر اچھے بھی ہو جاتے ہیں

کرنے سے وہ سزا نہ تھی جو مردے کو اذیت دینے سے مجرم کو ہوتی تھی ختامین بھی علی ہذا
القیاس لاش کو اس حفاظت اور احترام سے رکھتے ہیں کہ تشریح کا کوئی موقع کہنہ بنی
ملتا ہے اور یہی سبب اطباءے خاکی خامی کا ہر غرض من اور تجربہ ان لوگوں نے ایسا بہم
پونچایا ہے کہ فرنگستانی ڈاکٹروں کو حیرت ہوئی ہے جب اونکی تشخیص مرض کو اونہوں نے
ملاحظہ کیا ہے ختامین فارورہ نہیں دیکھتے اور صرف مرتضیٰ کی صورت اور جلد کی رنگت اور
آواز اور خصوص نبض سے مرض کو پہچانتے ہیں اور نبض دانی اطباءے خاکی ایسی برکت
ہے کہ اونکی دست کا حال سننے سے تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے
جب طبیب نبض پاس آن بیٹھتا تو بے تفتیش حال کہہ دیتا ہے کہ مرض یہ ہے اور عیاش
اوسکا وہ ہے اور جس فور سے شروع ہوا دن بدن اوسکی صورت یوں ہوئی تھی اور اب
حال اسطور پر ہے اور بعد فلانے دن کے اوسکا حال یوں ہوگا اور بیشتر اونکا حکم صحیح ہوتا
اور اگر حاملہ عورت کی نبض دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ حمل اتنے دن کا ہے اور فلانے
مہینے میں بیٹیا یا بیٹی یا تو ام پیدا ہو گیا اور زچا کی صورت وضع حمل کے وقت بشرطیکہ
امرنانگہانی واقع نہویہ ہوگی اور انصاف سے اگر دیکھیے تو اس شناخت کے مقابلے میں
ملک کے اطباء کو نہ لایا جاسیے اور باوجودیکہ ختامین تشریح نہیں ہے لیکن خون کے
ہر عضو پر محیط ہونے اور دور میں رہنے اور جسم میں ہر جگہ گردش کرنے کی دست پہلے
بتائیں ان کو ہوئی اور بدتوں بعد انگلستان میں ڈاکٹر حاربی صاحب نے اس امر کو ثابت
یا لیکن قدیم سے اسکا علم خانی اطباء کو تھا اور دلائل ہیں کہ خون کی اس خاصیت کو پہلے
انہوں نے پہچانا باوجودیکہ خود بقراط اس شکل کو حل نہ کر سکا اور اسی شبہ میں مر گیا ایک
اور امرین اطباءے خاکیوہ شناخت ہے کہ سن نے سے حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ
حالانکہ مردے کو چیر بھاڑ کے انگریزی طبیب وجہ موت بتلا سکتا ہے لیکن اگر لاش سرجا
اور تھپا استخوان باقی رہے تو وہ ان پر اونکی بھی کوئی تدبیر نہیں چلتی لیکن خاکی کے لمبیدو

وطن کی صورت جب لکھتے تو نہایت صحیح بناتے تھے اور قدیم اگلے زمانے میں جب خاتین ملوائف الملوک کی بنا تھی لیکن کئی بادشاہ تھے تو ہر ایک کے ملک کا نقشہ پتیل کے گھڑوں پر کھداریتھا تھا اور عوام الناس میں یہ مشہور تھا کہ جسکے گہرائی میں جب تک بادشاہت رہتی ہے نقشہ اس کے ملک کا اس کے پاس رہتا ہے اور جب خاندان سلطنت کو زوال آنے والا قریب ہوتا ہے تو وہ پتیل کا گٹر خود بخود اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے اگرچہ یہ بات قابل سماعت کے نہیں غرض اس سے یہ بیشک ثابت ہے کہ سلف سے جغرافیہ میں خاتینوں کو دخل ہے لیکن حسب طرہ سے اس کے اور علوم میں رنگ لگا ہے اس میں بھی علیٰ نذر القیاس وہ بڑا قی نہیں ہے جو انگریزی جغرافیہ کو حاصل ہے بلکہ علم تواریخ کا بڑا چرچا ہمیشہ سے اس ملک میں ہے اور چونکہ اس کے عالم کو عمدہ جلیلہ ہمیشہ سرکار سے عنایت ہوتا ہے ہر طالب العلم اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور حسب قدر تاریخ نویس خاتین ہو کر ہیں کسی اقلیم میں شاید ہو سکے ہونگے اور صرف دو ہزار برس میں اس سے مورخ نامی پیدا ہو جنہوں نے اپنے ملک کا احوال لکھا ہے اور یہ لوگ بعد اس ایام کے ہوئے کہ جب چنگو اتی مغفور نے تمام کتابیں چین کی مع کتب خانہ شاہی سب کو ایکجا جمع کر کے جلا دیا اور بہت سے فاضلون کو اس لیے مار ڈالا کہ شہنشاہ کے حکم کو اونہوں نے رو کر کے بعض کتابیں نہیں دی تھیں اس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم کے دفتر اول میں موقع پر مذکور ہو گا اور اس کے چھپنے سے حال اس کا بخوبی معلوم ہو ویکان غرض بعد اس کے بھی اتنی جلدیں تاریخ کی لکھی گئی ہیں کہ اگر کوئی مشتاق کتاب بینی کا بھی اونہیں ایکجا جمع دیکھے تو اغلب ہے کہ اس طومار کے ملاحظہ سے گھبرا جائے بلکہ علم طب کو خاتین بہت رونق ہے وہاں کے اطباء کسی ملک سے اپنے فن کو نہیں لائے بلکہ اپنی طبابت کے موجد وہ آپ ہی ہوئے ہیں اور حسب طرح یونان اور مصر میں تشریح سے بڑے بڑے طبیبوں کو لایا گیا تھی بسبب اس کے کہ لاشوں کی ایسی قدر کی جاتی تھی کہ زندہ شخص کو مجبور

نے پایا اور وطن میں جا کر اوسکی ایجاد کی نسبت اپنی طرف منسوب کی اور سوا باروت کے کہنے
 کی روشنائی بھی انہیں لوگوں میں پہلے ایسی شفاف اور بایدار اور روشن بنی کہ باوجود علوم اور
 صنعت انگریزی کے وینسی چیز نہ نکلی علاوہ اسکے چینی باسن کی ایجاد انہیں سے ہے اور اگر
 علم کیمیا گری سے انہیں کما حقہ آگاہی نہوتی یا سنون کی مینا کاری آگ پر کیونکر ٹھہرتی اور
 نہیں جل کے اس شغافی اور نزاکت کے ساتھ باقی رہتی اور علیٰ ہذا القیاس سیکڑوں فلزی چیز
 ایسی انکی ایجاد سے ہیں کہ ہر ایک کا وجود دلیل کامل ہے کہ جب قدر ان لوگوں کو قدیم میں
 اس علم کی معرفت تھی یونانیوں اور مصریوں کو اوسکی چوتھائی نہ تھی بہ جسطرح علم ادب
 اور شاعری اور تاریخ دانی اور حکمت علمی کی قدر کی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کہ اس قدر کمال
 بھی صنعت کے حصے میں نہ آیا اور خاتیوں کے ذہن انتہائی کو امید انعام و کرام کی نہ دی گئی
 اور کیمیا گری جیسی چمکی تھی ترقی نہ پائی غرض اس ناقدری پر بھی مہوسوں نے اپنے فائدے
 لیے اوسکا چرچا ایسا بڑھایا کہ سیکڑوں نادانوں کو دام فریب میں پھنسا یا اور غریب مسکین
 کو سونے چاندی کی طرف متوجہ کر کے قرار واقعی لوٹا اور امرا اور فقہور و مین اکسیر بھاگ دوڑ
 پھیلایا اور صدائے مال کے سوا جان بھی گنوائی اور اکسیر بقا حقیقت میں کھائی کیونکہ عدم
 جو گویا تو وہیں رہے اور ہمیشہ کے واسطے قیام کیا اس تاریخ کی دوسری جلد میں جو انشاء
 اقدس تہا لے سال آئندہ میں چھپے گی اوسمیں بہت سی نقلیں راقم نے لکھی ہیں اس سبب سے
 کہ کئی فقہور اسمیں موسے لیکن یہ گھرا نا مانچہ تا آتا کہ جو ایک سی سیاسی برس سے خفا کا ملک
 ہے ان لوگوں نے اس سکاری پر مطلق خیال نہیں کیا اور اکسیر بھاگ کھا کے اپنے کو کسی نے
 تمام کیا غرض مہوسی کا شوق خاتیوں کو باقی ہے اور مکاروں کے دام میں اب بھی
 ہزاروں احمق پھنستے ہیں یہ علم جغرافیہ میں بھی خاتیوں کو ہمیشہ سے دخل ہے لیکن اپنی
 مملکت کے سوا انہیں غیر ملکوں کی حالات سے آگاہی نہ تھی اس سبب سے جب سنی سنائی بانو
 کے اعتبار پر انداز سے دوسرے ملکوں کے نقشے یہ سب کھینچے تو غلطی کر کے غرض سے

تبت و جوئے نہ حاصل ہوتی جو اس ملک کی کئی کئی جاری ہوتی لیکن چون کہ حکماء سے خفا کا
 قول اور نصیحت ہے کہ حکمت نظری سے جب اپنا مطلب حاصل ہو تو صرف واسطے اظہار اور
 کے زیادہ غور کرنا محض تصدیق اوقات ہے اس کے عوض حکمت عملی کی طرف جب قدر رسیدان طبیعت
 ہو مفید ہے اس لیے خانیون نے عمل ہیئت میں زیادہ فکر نہیں کی ہے اور جب کسوف اور
 خسوف اور منطقة البروج اور منطقة محروقة اور معتدله اور مرتبہ و وہ اور خط نصف النهار اور
 سبعہ سیارہ کی گردش وغیرہ افکی دریافت میں اتنی زیادہ فکر اونہوں نے لا حاصل کی ہے کیونکہ
 فقط تقویم کی درستی اونہیں منظور تھی تاکہ پر عیدون کے اوپر ستشون کے دن چاندن
 اور سورج گہن اور شادی بیاہ کی سکھ لگن وغیرہ ٹھہرائے جائیں اور اجرام فلکی کے مقامات
 دریافت میں آوین اور سوا اتنی معرفت کے علم ہیئت کو مبصر سمجھا اور غرض زیادہ نکلیا
 علم ہو ایسے ہوا کے تولنے اور غور کرنے اور ترتیب اور خواص جاننے کی معرفت جس سے
 متعلق ہے اس کی بھی دانست خانیون کو قدیم سے ہے اور غبارے کی بنا انہیں سے
 ہے چنانچہ روایت معتد ہے کہ بعض قدیم مغفوروں نے غبارے پر بیٹھ کر ایک شہر سے
 دوسرے شہر تک سفر ہوا کیا اور گانے بجانے والوں کو ساتھ لیکر شب کو جو چرچا ہوا پر
 پھیلایا تو ایک ہوا ایسی سبہ گئی کہ خلق افتد سمجھی کہ ارواحین اسپہین رنگ یلیان مجاہدین
 اور خوشیاں کرتی ہیں اگر بالفرض کئی تاریخ معتدین بھی اس کا ذکر نہوتا تو قیاس سے بعید
 نہیں کیونکہ بالفعل انگریزوں نے قصد ایک جہاز بنانے کا کیا ہے جو ہوا پر ایک ملک سے
 دوسرے ملک تک جایا کرے علم کیمیا گری یعنی دھاتوں کے گلانے اور خالص بنانے
 اور تمام مرکبات ارضی کے اجزاء کے جدا کرنے کا علم ہی خانیون کو ہمیشہ سے اچھی طرح معلوم
 ہے حالانکہ فرنگستانیوں نے جو اس میں کوششیں اور بالفعل ایجادیں کیں ہیں اس کے برابر
 کا ایک حصہ اونہوں نے نہیں حاصل کیا غرض اتنی معرفت اس علم کی اونہیں ہمیشہ سے
 تھی کہ باروت کو پہلے خانیون نے ایجاد کیا اور اغلب ہے کہ اونہیں کا کوئی نسخہ غیر ملکی ہوا

اور یہ دلیل رہ گئی کہ علم ریاضی اور خصوص جبر افعال اور علم آب روانی کے یہ لو سہارون برس
 مالک میں دہندس یہ ہمیشہ سے ہیں اور بعض فاضلون کا گمان قوی ہے کہ مثلث متساوی اضلاع
 شکل حکیم فیثاغورث نے ختا کے ہندسوں سے سیکھی تھی اور جب سیر و سیاحت سے فرصت
 کے یونان کو پہنچ گیا تو اپنے تلامیذ کو سکھایا اور چونکہ اپنی ایجاد مشہور کی خود اسکو شہرت ملی
 اور اپنا نام جریدہ عالم پر اوسنے لکھوایا اور بعض کاملون کا گمان ہے کہ ملک مصر میں حکیم ند
 ہند سے کی اس شکل کو دریافت کیا کیونکہ وہاں فیثاغورث نے چند سے درس حکماء
 سے لیا تھا اور مصر میں ہند سے کاچر چاڑھا تھا اور زودیل کی سیلابی کو باعث اس کی
 ایجاد کا بیان کرتے ہیں الغرض ان روایتوں میں اگر پہلی کو نا درست فرض کیجئے تو بھی ختایہ
 وجود کی لطالت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ پرع چنانہاں شد چیز کے مردم نگویند چیز باد اور
 بیشک ختاین اس علم کا زیادہ رواج تھا تب ہی اون فاضلون نے یہاں تک گمان کیا ہے
 حکیم فیثاغورث کے سے شخص کو وہاں سے کچھ حاصل ہوا تھا علی ہذا القیاس علم ہیئت میں
 بھی ختائی قدیم سے کامل تھے اور کُرہ مساوی کی شکل جیسے کو اکب ثوابت و سیارہ اور تمام متعلقات
 اسانی کے مقاموں کا نشان تھا مغفورشن نے چار سہار ایک سے ایک برس ہوئے کہ بنوایا
 اور یہاں تک صحیح او سوقت کے حساب کسوف اور خسوف اور گردش کو اکب کے تھے
 تین سہار برس کے حساب کو جو فرنگستان کے ریاضی دانوں نے بالفعل دیکھا اور اپنے
 حساب سے مقابلہ کیا تو مطلق فرق نہ پایا اور یہ کیسی شری دلیل ختائیوں کی عقل اور ادراک
 ہے کہ بغیر اون آلات ستارہ بینی کے جواب میں کہ جسکی مدد اور سبب سے ہیئت کے حساب
 درستگی اور آسانی سے ہوتے ہیں اون لوگوں نے بغیر اون مددوں کے یہ کوشش او
 لیاقت بہم پہنچائی تھی اور فرنگستانی حکماء اور مورخون نے اس راسخ اتفاق کیا ہے کہ علم
 اکوچہ رونق ختاین تھی کسی قدیم ملک میں نہ ہوئی اور اغلب ہے کہ جس طرح سے ہیئت وہاں
 اگر ہمیشہ اوسکی ترقی کی فکر ختائیوں کو رہتی تو آج کے روز فرنگستان میں بھی وہاں

کیواسطے سہرا انجام آوے اور اس وجہ سے مشکلیں وہ گونی ہوئی ہوگی لیکن ختائیوں کی حکمت
 اور استقلال اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ ترک
 زمین پر کوئی یا دو کار انسان کی اولوالعزمی کا اسکے مقابلے میں نہیں ہے بجز اوس نہر بگ
 کے جو ختائین تین سے بیس کوں تک بنائی گئی ہے اور جسکے لیے قبلہ خان خلیفہ کے پوتے
 کی عقل اور ختائیوں کے علم اور ثابت قدمی پر لاکھ لاکھ درود بھیجا مقتضائے انصاف ہے
 اوسکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی پہاڑ نہر کی راہ میں ملا تو سطح آب کے برابر تراشا گیا اور جہاں
 جھیل اور تالاب آیا تو کاریگریوں نے اوسے پاٹ دیا اور زمین کو رنجیت کر کے دونوں پہلو
 پر لٹے باندھ کر نہر کو اپنی منزل مقصود کی طرف جاری ہونے کی صورت پیدا کر دی ہے اور
 بعض جگہ جہاں نہر لوں زمین کو بذاتہ زیادہ نشیب تھی وہاں نہر کی بنیاد نیچے اور سمکڑوں
 بات بلند اوٹھائی گئی ہے اور شیعہ ان کے بیچ سے نہر بہتی ہے اور مطلق سطح آب کو اپنی پستی
 تین سے بیس کوں تک کہیں نہیں ہے باوجودیکہ اس عرصے میں زمین کی پستی اور بلندی
 سے صد ہا جگہ موانع پیدا ہوئے ہیں غرض یہ سب تو کمال اور فنون نے کیا ہے لیکن باوجود
 حیرت کا مقام وہ ہے جہاں بڑی پرانی گہری جھیلیں دس اور بارہ اور پندرہ کوں کے
 طول اور عرض میں ملتی ہیں اور اوسکے بیچ سے اس نہر کو ختائی کاریگر سب لینگے ہیں اور
 قعر جھیل میں سنگین تلے ڈال کے وہاں سے کرشی اوٹھائی ہے اور جھیل کی سطح آب سے
 وہ کئی بام بلند ہے اور اوسپر دو بغلی لپٹی باندھ کے نہر دوڑائی ہے الغرض اگر اس نہر کی
 وسعت کم ہوتی تو اسقدر حیرت ہوتی لیکن اوسکا نام ہی فقط نہر ہے والا مثل بحر ہے اور
 شہروں کے قریب جہاں بڑی تجارت گاہ ہے وہاں یہ نہر نہر اگر چوڑی ہے غرض برابر
 تین سو بیس کوں تک اتنی وسعت ہے کہ سندھو ستانی سو پٹیلے پھلو بہ پہلو اوس سے گزر
 کرین تو آپس میں ٹھوکر کھائیں القصہ غور کیا چاہیے کہ کس محنت اور حکمت کا یہ کام تھا ختائیوں
 سے انجام مچا اور دیوار ختیا اور نہر ختیا کی برابر ہی میں دوسری صنعتیں انسان کی کیا مقابلہ کر سکی

وہاں کی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بے مرمت رہنے لگی مگر کئی باتیں عجیب و غریب
 اس دیوار کی ساخت میں ہوئیں کہ خانیوں کی حکمت اور قدرت اور قتل مزاجی کی دلیلین
 میں چنانچہ اول یہ کہ ہماری کے سرانجام اور بڑے بڑے تختے پتھروں کے ان لوگوں نے
 آدھ آدھ کوس کے بلند پہاڑوں پر پہنچا ہے جہاں چڑھنے کا کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا اور
 کرارے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑھائی لامکن نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز
 ہے کہ سمندر میں جہاں تباہ کم اور جوش و خروش بجز خار کا زیاں ہے وہاں کس طرح سے
 ڈالی گئی کہ دو ہزار برس سے ہلی نہیں باوجودیکہ خبا کے سمندر میں ایسا طوفان دس بیس دفع
 ہر سال ہوتا ہے کہ صد بار جہاز اور ٹھینا بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ انہیں طوفانوں میں
 ہلاک ہوئے ہیں اور زور و شور ہوا کا ایسا ہوتا ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند
 کامیابان اسطور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی جہاز کی گلی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار
 نقارے وقت بجا لگے جاتے تو اسی جہاز کے پتوار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے اون
 کراتوں کی آواز کوئی شخص نہیں سن سکتا الغرض جس سمندر میں ہر سال دس بیس مرتبہ یہ قیامت
 برپا ہوا وہیں اس دیوار کا قیام عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدمی خلقت
 سے زیادہ اسکی طیاری میں مطابق فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تھی لیکن پانچ برس کے
 عرصے میں اس دیوار کا تمام ہونا تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب
 کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجوں کی ساخت میں اس قدر اسباب معماری کا صرف ہوا
 کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی عمارتوں میں جو خرچ ہوا ہے شاید اس کے مقابلے میں بہت کم
 شلیکھا اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار میں کس قدر اسباب صرف ہوا ہوگا اور چوتھی بات
 افزایہ ہے کہ جس ناکے پر یہ کھینچی ہے وہاں سے منزلوں تک نہ لبتی نہ انسان کی نشانی
 ستمی اور آٹھ سے کوس تک فقط صحرا اور کوہستان اور جنگل تھا اور وہاں پر اس کا رخانے
 کے لازم اسکا کہ سیکڑوں کوس سے مزدوروں اور کاریگروں کے لیے رسد اور دیوار

بڑی نہر جو سپہو یعنی شہنشاہ کا دریا کہلاتا ہے انہیں دونوں کی ساخت کا بیان کافی تھا
 کیونکہ انسان کے کارخانے میں ایسی کوئی چیز کبھی نہیں بنی ہے اور دونوں کی بزرگی اور
 دشواری جب ملاحظہ سے گذرتی ہے تو قیاس کبھی اس بات کا مقتضی نہیں ہوتا کہ انسان
 نے اسے بنایا ہے اور قدرت کاملہ الہی پر گمان لاتا ہے اور ڈاکٹر سمیل جانسن صاحب
 جو انگریزوں میں فاضل متبحر اور کامل عصر اور منشی گری اور تجربہ کاری میں یکتا ہے روزگار تھا
 اوسکا قول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سے کہے کہ اوسکے دادا نے دیوار خا کو دیکھا ہے تو اوسکی
 بزرگی بجا ہے اگر غرض یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کی لا بنی ہے اور سرحد خا اور تاتار پر
 واقع ہے اور وجہ اوسکی طیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوسطوں سے بار بار پرش
 کر کے خانیوں کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو مضطرب کرنے کی نہیں سوچی تب اس دیوار کی
 بنائی گئی اور غفور جنگ وائی نے دو سو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسے شروع کیا
 اور عرصہ قلیل یعنی صرف پانچ برس میں یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا یہ ہے کہ نہ پہاڑ نہ دریا
 کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھ سو کوس تک جو موانع سامنے آئے سب کو دفع کرتی
 ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پہنچی ہے اور کئی مقام پر آدہ آدہ کوس کے اونچے
 پھاڑوں کی چوٹی پر سے یہ دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلوں
 کے اوپر سے یہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے سچے شروع اس طرح ہوئی
 ہے کہ صد ہا زچھرون سے لے ہوئے ڈبا دیئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد قائم ہوئی
 ہے اور آٹھ سے کوس تک تیس گز اونچی اور سفید چوڑی ہے کہ چھ سو ارب پلو بہ پلو فرخت
 سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سہ منزلہ برج بنے ہوئے ہیں
 اور جب تک کہ تاتاریوں نے اپنی دولت کی بنا خا میں نہیں ڈالی تھی تب تک ہزاروں تین
 اوپر چڑھی رہتی تھیں اور وہ لاکھ فوجوں کی تقسیم تمام برجون میں تھی غرض جسے نقصان
 فلکی سے دی لوگ جنگی یورش کے سبب سے یہ دیوار بنی تھی خا کے مالک ہوسے ہے

اور سوا انسان کے جس قدر نفس حیوانی اور نفس نباتی اور جمادی کی پیدائش ہوتی ہے ان دونوں کی سازش سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی نے بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی نوع کو شروع کیا اور وہی سلسلہ چلا جاتا ہے لیکن پیورہ گار کا بھی وجود اس کا رخا نہ کائنات کی بقا کے واسطے چاہیے اور بے ماور کے دم مارنے کے باوجود ساکن کو حرکت نہیں ہوتی غرض اسی انداز کی تقریر حکماءے ختائی اس بات کی اثبات میں ہے لیکن ایک فرقہ فیلسوفوں کا بھی گذار ہے کہ وہ دہریہ ہے اور وجود واجب الوجود کا انکار کرتے ہیں مگر ان کی تقریر محض اور کجی معنی ہے جس طرح سے لمحدوں کی ہوتی ہے اور اوسکا بیان وضع اوقات کرتا ہے اور قابل تھا کے بھی نہیں ہے القصہ علم موجودات کا ایک نکتہ مطابق ختائی حکماء کی تحقیق کے راقم نے عرض کیا اب ایک ایک شتمہ اونکی حکمت نظری اور دوسرے علوم کا اس باب میں داخل کرنا ضرور ہے تاکہ حکمت چمن و حجت بنگالہ کی جو مثل مشہور ہے اوسکی وجہ تسمیہ معلوم ہو و غرض حکمت چمن کی جیسی بنیاد پڑی تھی اگر ویسی ہی برابر جاری رہتی تو قریب قیاس کے ہے کہ اندون اوسکو وہی رونق ہوتی کہ جواب حکمت فرنگستان کو ہوئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑھتی ہے یہاں تک کہ جب خطا اور اخبار اوس ملک کی منہدین پونہچتی ہیں تو ایک نہ ایک نئی ایجاد کی بات ہمیشہ سچ میں آتی ہے غرض حکمت ختائی ایک ہی جگہ کچھ چھوڑ سے فخر کی باقی ہے کہ کئی چیزوں کی ایجاد وہاں ہوئی اور اوسکی ترکیبیں اور ملکوں نے اونے سیکھی ہیں علم ریاضی کے سب اصول سے وئے قدیم سے واقف ہیں علم منہدین اور حساب اور ہست اور موسیقی سب کی معرفت اونہیں ہی ہے اور علم ریاضی کے کئی فروع کے بھی یہ کامل ہوئے اور خصوصاً علم جبر افعال و نیز نباتات میں کمال حاصل ہوا اگر علم جبر افعال اور جبر المار یعنی آبکشی کے نکتے اور اسرار یہ لوگ انگریزوں کی سی فصاحت اور بلاغت اور ادب سے نہیں بیان کرتے لیکن غایت اور کیفیت اون علموں کی سیدہ طور سے ویسے ہی حاصل کی اور کوئی تیسری دلیل ان کی حکمت کی ہوتی تو دیوار ختائی اور

ہمیشہ رہے غرض اسخارج فضول کسی مغفور نے نہیں کیا لیکن شوق باغات کا چھوڑنا
 کے لوگوں کی جبلت میں ہے اس سبب سے شہنشاہوں نے کم و بیش اوسکو نبایا ہے
 اور بعد اس طول بیانی اور زیادہ گوئی کے انکے لئے کہ راقم کے قدر دانوں نے اوسے قول
 کو بجا سمجھا کہ باغات کے درست کرنے اور چمن آرائی کی ترکیب بمثل خانیوں کے رچنے
 زمین پر کسی قوم کو حاصل نہیں اور یہ توکل کی بات ہے کہ انگریزوں نے خاتین جا کروہا
 چمن کاری اور باغ آرائی اوسیکہ کرکچ کرکچ اپنے ملک میں رواج کیا اور اہل فرانس نے
 انگریزوں کی پیروی اس بات میں کی ہے ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

چودھواں باب

علوم اور حکمت ختا کے بیان میں

حکماء ختا نے قدیم سے علم موجودات اپنے طور پر نکالا ہے ایسے جس طرح سب علم اور
 ملت کے دانشمندان نے اپنے نزدیک جو وہیں اس بات میں معقول سمجھی ہیں بیان
 کی ہیں اوس طرح ختا کے فیلسوفوں نے بھی اپنی رائے کو ساتھ دلائل کے جواو کی
 دانت میں کامل ہیں ظاہر کیا ہے لیکن چونکہ فن تاریخ کو بحث حکمت سے کچھ علاقہ
 نہیں ہے عاصی کلام کو زیادہ طول اسمقام پر نہیں دے سکتا غرض دو ایک شتمہ بیان
 کرتا ہے تا اس تاریخ کی سیر کرنے والوں کو محض لاعلمی اس باب میں نہ رہے کہ تمام موجودات
 کی بنا بقول اونسکے اسطور پر ہوئی ہے کہ خدا نے جب چاہا کہ کائنات کو موجود کرے تو مادے
 پر اوس نے سانس کھینچ کر پھونک دیا اور مٹا اوس حرکت کے ساتھ ہی مادے نے جوش کھایا
 اور روشنی اوس سے پیدا ہوئی غرض ایک اپنی ذات سے متحرک اور دوسری محض ساکن
 بعد اوسکے اوس کا ساز بے نیاز نے دونوں شے کو خمیر کیا اور جب پھر اوس پر دم کو پھونکا
 تو تین چیزیں پیدا ہوئیں یعنی فلک اور زمین اور زلزلہ مرد انسان اور یہی سب باعث
 تمام موجودات کے اس طرح ہے کہ فلک کو قوت فاعل اور زمین کو قوت فاعل اور انسان کو قوت فاعل

بن من کا باغ پچاس برس میں لیار ہوا اور صرف زر و ہوا معلوم ہین عرض ۔
 حساب ہے کہ اوس سے ایک شتمہ سمجھ میں آسکتا ہے اور وہ یہ کہ دو سو نیکے اس باغ میں ہین
 اور ہر ایک کے اندر اور باہر کی طیاری میں پچاس لکھ روپہ خرچ کیا گیا ہے اور اسکے علا
 ہذا ورنالاب سب کے کھودنے اور ہزاروں مرمر کے پل بنانے اور نیلا اور پہاڑ اونٹھانے اور
 نشیب و فراز کرنے اور سبزہ اور پھول لگانے اور وشتون میں ریت بچھانے اور دوسرے
 رخانے میں واسطہ علم کتنے پدم روپے صرف ہوئے ہین بلکہ تار کے عہد دولت
 میں باغات کا خرچ بہت کم ہوا ورنہ اصلی خدائی جب اپنے ملک پر قابض تھے اس خرچ
 سے جو بیان ہوا وہ نامہ گو نہ آرائش باغ میں کیا جاتا تھا چنانچہ فقور نیٹی جب کاسن جلوس
 چھہ سو پانچ سیجی ہے اوسنے اپنے باغ میں ایک جھیل دو کوس کے دوڑین بنوائی اور اوس
 رے کنارے قطار پاروں کی پونے دو سو کراوچی اور اونکی چوٹیوں پر ایسے لیشا
 مکانات بنوائے کہ دس ہزار کمرے اونہیں تھے اور ہر ایک کمرے کی آرائش جدا اور
 ہر ایک کی طیاری لاکھ روپے کی تھی اور اونہیں میں رند یوں کو لیکر عیش کرتا تھا اور اون
 سی ایک بات یہ ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر باغ کی سیر کے لیے محل سے نکلتا تھا تو
 دو ہزار چوکر یاں جمیلہ اور خوش آواز مردانہ لباس پہن کے اوسکے جلوس میں گھوڑوں
 سوار اور نشاط کے ساز ہاتھوں میں لیے گاتی بجاتی ساتھ رہتین تھین اور علی ہذا القیاس
 جب کشتیوں میں اوس جھیل پر پھرتا تو وہی رندیاں اپنی پوشاک بھنے تالے سر سے گاتی
 بجاتی کشتیاں کھیتین تھین غرض اس فقور نے عیش میں جو کچہ برباد کیا اسی ایک نکتے
 سے قیاس کیا جاسیے کہ دس خزان کا جب شروع ہوتا تھا تو سارے باغ کے درختوں میں
 ریشم کی پتیاں بنتی تھین تاکہ جب اصلی پتیاں جھڑ جائیں تو ڈالی ننگی نہ ہین اور سپر پاد
 یہ تھا کہ جس پتے یا پھل میں اصلی جو ہو ہوتی نقل میں بھی وہی ہو مصالح اور عطر سے ویجاتی
 تہ آگے کی طرح خوشبو آوے اور فرق نہ ہوے اور ہزار کی قیمت

حکم ہوتا ہے اور وہ ہر شے اور ہر فن کے آدمیوں کا لباس اور آلات لیکر اوسی شہر میں
 جاتے اور بعض دوکان لگاتے اور بعض خواجے سر پر رکھ کے گلی گلی بھیجتے پھرتے ہیں اور
 بعض لوہار یا سار یا چار کا کارخانہ کرتے اور اپنے اپنے پیشوں میں مشغول ہوتے ہیں اور
 دوسرے دیکھتے تو دو شخص لڑائی کرتے اور پکڑے جاتے اور ماڈہرین کے سامنے مار کھاتے
 ہیں اور اوہ خیال کیجئے تو برات چلی جاتی ہے اور دوسری جانب سے تابوت کو قبر گاہ
 کی طرف ساتھ جلوں کے لیے جاتے ہیں غرض سیٹور سے اصل شہر کے سارے کارخانے
 کی نقل بیان کرتے ہیں اور اوس بازار مصنوعی میں غفور کے محل کی مسورات سودا خیز
 اور دیکھتی پھرتی ہیں اور جس شب کو غفور کے جی میں آتا ہے کہ تمام باغ میں روشنی ہووے
 اور آتش بازی جیوئے تب یہ حال عجب کیفیت کا ہوتا ہے کہ تھریر و تقریر سے باہر ہے
 کیونکہ بزرگ بزرگ کی روشنی اور آتش بازی کی ساخت جو خانی جانتے ہیں اوسکا سولہواں
 حصہ سارے عالم میں کسی قوم کو نہیں معلوم ہے اور جب غفور کی فرمائش سے روشنی اور
 آتش بازی کی طیاری ہوتی ہے تب اوسکے بنانے والے اپنی تمام کاریگری صرف کرتے ہیں
 اور اوس تالاب کے نیچے میں غفور بیٹھ کے کیفیت دیکھتے ہیں اقصیہ تالاب اور عمارتیں
 میں من میں کے باغ کے بیچ بیچ میں ہیں اور رقم نے اوس باغ کے فقط ایک کونیکا حال
 لکھا ہے غرض چاروں طرف سے ویسے ہی صورت ہے کہ کہیں صحرا اور چشمہ اور کہیں
 سبزہ اور ٹیلا اور کہیں دشت اور کہیں کھسار اور آتشبار اور ندی اور نالہ سب ساختہ اور
 کہیں بے گلے اور پھولوں کے تنکے کی کیفیت ملتی ہے اور جو کمال اور غایت چمن آرئی
 کی ہے اوسے خانیوں نے حاصل کیا ہے اور جتنے بڑے باغ خاتین میں سب میں
 یہی کیفیت مطابق ہر ایک کے عرصے اور وسعت کے ہے اور نقل طبعی کی ایسی ہی
 بے ساختگی سے کی جاتی ہے کہ روح کو دمان جانے سے فرحت ہوتی ہے لیکن مبالغہ
 کثیر خرچ ہوتے اور مدت مدید گزر جاتی ہے تب ایسے ایسے باغ بنتے ہیں جیانیچہ

برے تو پارتی کی کیفیت نظر آئی اور وحشی جانور ہرن کی قسم سے وہاں اسطور پر دیکھنے میں
 آتے ہیں کہ خوبصورت پھولوں کی چھوٹی چھوٹی جھوڑوں کے بیچ میں وہ کھیلے مچھرتے اور
 نرم نرم ووب کو چرتے ہیں اور اوسکے عجیب آگے بڑھے تو سنبر سنبر اور بلند ٹیلے جیسے انواع
 و اقسام کے پھولوں کے تختے کھلے اور چوٹیوں پر مرمر اور صندل کے پرتکلف شکے بنے دکھائی
 دیتے ہیں اور ٹیلوں کے نیچے سے ایک چوڑی گہری نہر بہتی ہوئی اور ہر ایک ٹیلے کے گرد
 گھومتی اور بعض کو ادھر سے اور بعض کو ادھر سے اپنے پیٹے میں گھیرتی ہوئی اوتار سے
 د. کی طرف جاری نظر آتی ہے اور بعد اوسکے جب باغ کے بیچ میں پونچھے تو ایک مالا ب
 وسیع بلکہ ایک جھیل کو سبھر کے پاٹ کی ایک جانب کو ہے جس میں باغ کی تمام نہروں کا پانی
 پڑتا اور اوسکے بیچ میں ایک صنعتی پہاڑ بہت کاریگری سے بنا ہوا ہے اور اوسکے اوپر ایک
 بنگلہ واقع ہے کہ جسکی طیاری کا حال بیان کرنیکی قدرت زبان انسان کو نہیں ہے اور اس
 مالا ب کے چاروں گرد عمارتیں خوش رنگ اینٹ اور گونا گون مرمر کی قطار سے بنی ہوئی
 ہیں جس میں فغفور جب اس باغکی سیر کو آتا ہے اپنی محل العین کو لیکر رہتا ہے اور ان عمارتوں
 باہر اور بھیت کی طیاری اور آرائش جسے دلیلی اوسکی زبان سے یہی بات بے ساختہ
 کہ لاریب یہ قابل ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بود و باش کے ہے اور ان عمارتوں کی
 پشت پر ٹیلے ہیں جیسے سیوجات کے درخت اور پھولوں کی کیاریاں اور روشیں اور متہنا
 شب ماہ میں ٹیٹھنے کے لیے بنی ہوئی ہیں اور انہیں ٹیلوں کے بعد ایک شہر کی نقل ہے
 جس میں مکانات اور شرکین اور دوکانیں اور چوک اور بازار اور گلی کوچے اور چارو
 شہر بناؤ کی دیواریں کھینچی ہوئی ہیں اور دروازے اور ڈیوٹیاں بنی ہوئی سب ہو ہوا
 شہر کی طرح ہے غرض قلیل انداز اور تھوڑی وسعت پر یہ نقل بنی ہوئی ہے اور یہ نقشہ
 اس لیے تیار ہوا کہ محل کی عورتیں اصل شہر کا حال دریافت کریں اور جس دروازوں کو گونا
 گونا کہ اہل شہر کی خرید و فروخت اور آبادی کی نقل کروائیں تو خواجہ سداون کو

اور دوسرے کے واسطے سے بتایا جاتا ہے اور ایک خط یا سین کی طرح نظر آتا اور اوسکی
 رُو اُٹھاتی اور پل کرتی ہوئی ایسی ہوتی ہے کہ طبعی معلوم ہوتی ہے غرض جب اُس کے آگے
 بڑے تو بلند بلند درخت ہر طرح کے میوے کے جا بجا اون ٹیلوں کے پیچھے نظر آتے ہیں
 اور اُن کے درمیان سے چوڑی سی نہر بہتی ہے جس پر آبی نباتات کی بلبلیں پھیلی دکھائی دیتی ہیں
 اور اوس نہر کو مرمر کے ایک پل سے طے کر کے جب آگے چلے تو ریت کا میدان ملتا ہے
 اور جا بجا کیٹیلے اور ببول کے درخت اور چشمہ آب زلال کا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ دشت عرب
 اور افریقیہ جس نے دیکھا یا اوسکا حال سنا ہے اوس پر یاد آتا ہے کہ اونہیں جگہوں کا یہ گھنا
 ہے اور اوس سے طے کر کے جب قدم اونٹھا تو سنہرا اور پھولوں کا تختہ اور ہر شے پر ایک بنگلہ
 خوبصورت لکڑی یا اینٹ کا بنا اور رنگ رنگ کی کھچریوں سے چھایا اور اندر بہت گنت
 سے سجادہ فتنے سامنے آتا ہے اور جب آگے بڑے جھیل اور تالاب آبی نباتات سے بھرے
 گونا گوں پھولوں سے لدے دکھائی دیتے اور اوس کے کنارے کی سڑکوں پر ہر رنگ کے
 پتھر کی کنکریاں بچھی اور بے ساختگی کی راستی سے سچی ہوئی نظر آتی ہیں اور درمیان
 بعض بعض جھیلوں کے پتھر کے ٹکڑے اور جزیرے جس پر مندل لکڑی کے بنگلے بنے
 ہوئے ہیں اور جب اس کیفیت کو دیکھا آگے چلے دفعۃً سنگی پہاڑوں کی قطار اور ہر پہاڑ
 اکتار اوپر سے زمین کی طرف زور و شور کے ساتھ جاری دیکھنے میں آئے اون ایشیا
 کی نہرین دھن کسار سے نکلی ہیں اور کچھ اور لطمہ کی کیفیت اون نہروں میں حاصل
 ہوئی ہے لے بڑے بڑے ٹکڑے پتھر کے کنارے کنارے ایسے موقع سے جہاں گئے
 ہیں کہ پانی جو ہیں اوپر سے کرتا اور توبہ نکلتا ہے تو اون پتھروں کا ایسا ٹکڑا ہوتا ہے کہ بوج
 ہوتا اور گرداب اور جھنجھوڑ ہوتا اور اشد تباہی لگتا اور پل کرتا چلتا ہے اوسوا اسکے تمام کنارے
 کنارے چھوٹے بڑے پتھر اس انداز سے ڈال دیئے گئے ہیں کہ وہ نہرین اور سینا
 جاری نہروں کے تیزی اور تندی اور زور و شور سے بہتی ہیں اور اوس کے آگے جب

اپنے اپنے د سے پوچھنے سے معلوم ہووی العرض چو مطرت لوبع السان میں یہ بات ہے
 صحرائی وید کا اشتیاق شہری کے دلمین پیدا ہوتا ہے اور شہر کے دیکھنے کا شوق صحرائی
 دل میں جگہ پاتا ہے اور ان قسموں کے آدمی کو جب اپنی رغبت کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں
 انکی خواہشیں برآتی ہیں الغرض باغ کی بنائیلے اسی سبب سے ہوتی کہ جہاں گل و سنبل و غور و
 وہاں قصداً اوسے پیدا کیجیے تاکہ صحرا اور شہر کی کیفیت ایک دفعہ حاصل ہو سکے اور غایت باغ لگا
 اور چمن آرائی کرنے کی یہی ہے اور یہ غایت مرتبہ کجسنت تب ہی پہنچتی ہے جب صحرائی نقل
 مطابق اصل کے کیجاتی ہے اور چونکہ کمال چمن کاری کا یہی ہے بیشک خانیون کو اس باب
 میں سارے جہاں پر فوق دنیا چاہیے بد تائید دعوی ثابت ہووے چند کتبے ان کی چمن آرائی
 راقم کو بیان کرنے ضرور ہیں غرض اسی تاریخ میں آگے موقع سے اوسکا ذکر بھی آچکا ہے
 اور اغلب کہ اس حقیر کے قدر دانوں کی خاطر شریف میں رہا ہوا لاکھ زبان اردو میں میری
 تقریر ایسی ہنہیں کہ مضامین رنگین اور متین لفصاحت و بلاغت ادا ہووین ماور قابل یاد کے
 سمجھے جاوین غرض باوجودیکہ ختا کے باغات کا کچھ کچھ حال برسبیل تذکرہ لکھا بھی جا چکا
 اور اب جو تفصیل بیان میں آتا ہے تو اسی وجہ سے کہ ختا کی چمن کاری کا بیان مثل قندلر کے
 ہے بد خاتمین ایک باغ جو حقیقت میں سجا ہوا اور آجک آباد ہے اوسکی صورت حال لکھتہ
 علم تصویر رقم لکھینچتا ہے تاکہ چمن آرائی کی حقیقت معلوم ہووے بدین متن جو غفور کا
 زمانہ اور دارالامارۃ چیمپین کے سوا د شہر میں واقع ہے اوس سے آراستہ تر غفور کے
 باغات میں دوسرا باغ ہنہیں ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب اوسکی حد میں کوئی چمنی
 پونچتا ہے تو قیاس کرتا کہ دیات شروع ہے اور میدان سبب وسیع کے درمیان سے راہ
 میں اور جا بجا نشیب و فراز کی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور باغ چند سیکھے کے چھوٹے
 چھوٹے ٹیلوں پر موسم کے پھولوں کے تنخے لکھے ہوئے اور ان ٹیلوں کے درمیان
 میں آلال کا مہین و بار کوئی چار پانچ قد حیرا ایک کے پیٹے سے بٹھا ہوا آتا ہے

رانجیوری کثیف ہوتے ہیں لیکن جب عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے تو وہ اوگ بدون
 راہیت کثیف نہیں رہتے ہیں چنانچہ خاتین باوصف اسکے کہ زمین اور معماری کے سرانجام
 فراطے سے ہیں اور ضروری قلیل ہے لیکن اکثر عذاب کے گھروں میں ایک ہی کو ٹھہری جاتی ہے
 اور اسی میں زن و مرد اور لڑکے بادلے اور سوریکرے اور گدھے اور دوسرے جانور خانہ
 پرورد سب ایک ساتھ ملے جلے رہتے ہیں اور غریبا جڑے کو اس ترکیب کا شتہ ہیں کہ
 پنے گھروں کے صحن کو اونچا بناتے لیکن نیچے خالی رکھتے ہیں اور ایام سرمایہ میں میدان سے
 لکڑیاں چن لاتے ہیں اور صحن کے نیچے جلاتے اور اسی پر کھال بچھا کر شب کو سارے
 مرد و لے ایک ساتھ سو رہتے ہیں اور گرمی اوس صحن کی ایسی ہوتی ہے کہ اوڑھنی کی احتیاج
 قاتی نہیں رہتی اور صبح کو کھال اوٹھا کر چٹائی بچھاتے اور اسی پر تمام دن کھانا پینا اور نشست
 کرتے ہیں غرض لکڑی ہر وقت جلتی رہتی ہے اور دم بھر بجھنے نہیں پاتی ہے اور اس عبت
 صحن کے سولہ سارا گھر مثل حمام سرد کے گرم رہتا ہے لیکن امیروں کے یہاں پتھر کے کوئلے
 انگلیٹھوں میں سلگتے رہتے لیکن عیب یہی ہے کہ دیوین کے نکلنے کے لیے چھت سے
 کوئی راہ خانیوں نے نہیں نکالی اور اس باب میں انگریزوں نے اونکی حکمت کا دیوانہ اور
 دیا اور وکوش اس خوبی کے ساتھ نکالا کہ انگلیٹھی کی تمام کیفیت بے اذیت حاصل ہوتی ہے
 اور تعجب ہے کہ باوصف اس عمل و ادراک کے خانیوں کو خود نسوجھی لیکن اسکے عوض باغ
 لگانیکا نقشہ انگریزوں کو اوٹھون نے سکھایا اور لاکھ لاکھ آفرین اونکی لطیف طبیعت
 اور نازک خیالی پر ہر صاحب شوق کو بھیجا چاہیے دریافت کرنا ضرور ہے کہ باغ طیا
 کرنے اور چمن لگانے کی غایت کیا ہے اور جب علت غائی اوسکی سمجھ میں آئی تو اوٹھون
 کی خوبی خود بخود خاطر پذیر ہو جائیگی انسان کی جبلت میں تلون ہے اور آدمی کا حیح طرح
 بطرح اور رنگ بزرگ چیزوں پر ہر وقت دوڑتا ہے اور اوسکی مثالین دینی فضول ہیں کیونکہ
 جب یہ عادت خاص عام کی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہیں تو اوسکا حال کرسکیو

استدھک کہ چہرے کے رونگٹے بخوبی نظر آتا ہے اور فرس پر مسوں میں پائیان بھی رہتی ہیں اور جڑوں میں عمدہ عمدہ پٹنیں قالینوں کا رواج ہے اور جہاز و فانوس کی غرض کا غذا اور ابر کی تمذیلین ایسی خوش قطع اور خوب رنگ لگتی رہتی ہیں کہ پانچ ہزار کے شیشے کے جہاز پر اکملہ واسے کی نظر پہلے نہ پڑے گی مگر اونسپر کہ دوسرے جمال باکمال کی تعریف میں زبان بیان لال ہے پختائی بجز بھول اور چڑیا اور اپنے معبودوں کی تصویر دیکھ دوسری شین لگا کے لکڑی کا اور شہر کے سپہ اور فصاح اور لطیف مضامین سپید سائن پزیریلی زوشانی سے لکھی ہوئی جانجا بنز اور تصویر دیواروں میں لٹکائے جاتے ہیں اور والان میں دیوان اوس سب مان کے درمیان ہر وقت چلتا ہے اور چار کونے میں مرجان کے بڑے بڑے جہاز رکھے رہتے ہیں اور میزوں پر دنیا کے عجائبات جمادات اور نباتات اور حیوانات کے اقسام سے قابل اہل غور کی دید کے چنے ہونے ہوتے اور امر اپنی حیثیت کے موافق تکلف صوفیانہ کرتے اور مکانات سنگین ہیں چٹے اور چمکے خانیوں کو ہر طرح کی دستکاری میں کمال ہے بڑے بڑے اور دیوے تختے سنگ کے وہ اس صفائی سے ملائے ہیں کہ بعد نظر غور کے بھی تمیز نہیں ہوتی کہ جو کھان اور تختے سے تختہ پتھر کا کس جگہ ملا ہے اور اینٹ ایسی خوبصورت بناتے ہیں کہ صاحب شوق اور حسن پرست کے نزدیک منی کو سونیکا رتبہ ملتا ہے اور اینٹ کی دیوار توڑ جوڑ کر کے نقشہ ہاسے گوناگون کے ساتھ اس طرح چرہاتے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سحر ہے یا نظر بند ہی ہے اور پٹیل یقین میں نہیں آتا کہ یہ سارا کارخانہ اینٹ کا بنا ہے اور سیطر حیر اگر گھر خالی اینٹ کے اند سے باہر تعمیر ہوئے ہیں اور چوڑے کا علاقہ مطلق نہیں رہتا لیکن ایسا حسین ہوتا ہے کہ چھکارتا ہے غرض جب قدر وسیع اور پاکیزہ امر اور بنجا کے مکانات ہوتے ہیں اور سید قدر غریبا کی چھوٹا یا تنگ اور کثیف ہوتے ہیں اور شمال ملکوں کے دہاتوں میں غریبوں کے اینٹ کی دیواروں اور پتھروں کی چھاؤنی کے ہوتے ہیں اور جنگستان کے قریب جو موضع تمام مکانات بنتے غرض پتھر کی نہ ہو جگہ بڑی ہے پتھر ملک کے

لباس اونکے مرد کی طرح ایسے ڈھیلے بنتے ہیں کہ ظاہر کے اعتبار سے کسی عضو کا حسن اور قبح دریا
 بہنیں ہوتا ہے اور پوشاک جس رنگ کی چاہتیں ہنستیں ہیں لیکن پیرہیوں میں سیاہ اور نازمانی کا
 رواج ہے۔ مردوں میں صفائی کم ہے لیکن مستورات ہر روز غسل کرتی اور پوشاک بدلتی ہیں اور
 گنتوں سنگار کرتی ہیں اور جیڑے فرنگستان کی بعض عورتیں گالوں اور لبوں پر ایک
 خیر کو جسے روڑ کہتے ہیں خوبی کے لیے ملتیں ہیں اور ہندوستان میں مٹی اور سرمہ لگاتیں
 اور پان کا لکھوٹا جاتیں ہیں خاتین بھی رنڈی اپنی صفت ذات سے باہر نہیں اور انواع طرحی
 دلفریب بناو کرتی ہے اور بلبل وچ کے عاشق کرنے کے لیے اپنے رخسار مثل گلاب کے پھول
 کے بناتی ہے اور طبیعت کے بھونرے کو بوجھانے کے لیے لبونکو کلی کی طرح رنگتی اور جلد پر ایک
 قسم کی مٹی سے سپیدی نہایت خوش نمائند کرتی ہے اور ایک نبات کے پتوں کا عرق ملائی جس
 سے کھلائے گلاب کی پتی کی رنگت تمام جلد میں پھیل جاتی ہے اور تکلف اس رنگ کا یہی ہے
 کہ پانی سے ہی ہنیں چھوٹا اور نہ دھوپ میں مطلق تبدیل ہوتا ہے۔ بہت قسم کے روغن اور
 اُبٹن جلد کو ملین اور بویا کرنے کے لیے عورتوں میں صرف ہوتے ہیں خصوصاً قسام عطر اور
 خوشبوئی سے خاتیوں کو بہت ذوق ہے اور جسکو کچھ بھی مقدور ہے اس کے یہاں شب
 روز اپنی حیثیت کے موافق صندل یا اور کم قیمت خوشبو لکڑیاں سلگتی رہتی اور سارے
 گھر کو معطر رکھتے ہیں۔ حمام کا رواج آگے خاص و عام میں تھا لیکن بقبر رفتہ موقوف ہو کر
 اب فقط غفور اور اونکے عزیزوں اور امراء کے کبار کے محل سراؤں میں رہ گیا ہے۔ ہاں کے
 گھرانے کے غفور بڑے عیاش تھے اور اونکے محلوں کے حمام اور حوضوں کی عجیب
 نقلیں ہیں چنانچہ غفور یا گنڈی جو ایک سواٹھا ساسی برس قبل حضرت عسیٰ کی آمد کے تحت خاہر
 بیٹھا تھا اس کے محلوں میں سنگ مرمر کے تالاب تھے اور اس میں مچھلیاں اور بطین گل کی
 بنی ہوئی چوٹی رہتی تھیں اور نہرا روں رنڈیاں خوشبو اُبٹن مل کر نہاتیں اور مچھلیوں اور
 لطلوں کے سہارے سے پیرتی پھرتیں تھیں اور انکے غسل کے وقت تمام دارالائتہ

لیکن غراب کے لیے ایک قسم کی بیل سے بالاپوش بناتے ہیں اور اس سے موم جاسے کی طرح بنی
 سے حفاظت ہوتی ہے اور امیر موم جاسے کے گھیردار ٹوپیاں پہنتے ہیں غریب اوی گت کی ٹوپیاں
 ٹوپیاں بناتے اور برسات میں پہنتے ہیں۔ اسی فصل میں راقم نے لکھا ہے کہ لباس کارنگ
 مطابق قانون کے ہر وقت کے آدمی کے لیے مروج ہے۔ غرض ٹوپی بھی قسم قسم رنگ اور
 تیار کی ہر قسم کے لیے معین ہے لیکن ٹوپی پر ایک گول گھٹا ہی اور ہیرا شیش کے لمبے
 کالال جھبا آویزاں ہوتا اور چاروں طرف چشکار ہوتا ہے یہ تو سب خاص و عام کے لیے
 لازم ہے لیکن سائن کی ٹوپیاں صرف امر اور ارباب علم کے لیے اور چٹائی اور چپیلی کی خوام
 کے واسطے مقرر ہیں۔ قبل مانچو تارکی پوشش کے خانی تمام سرین بال رکھتے تھے جس طرح
 گمچہ اور ہر ماجور اباد ہتے ہیں غرض اسے دور میں تارائیوں نے اور پنہی بستور جاری کیا جالا
 اور دستورات خا کے ہر طرح سے جو متاخذ ہوئے لیکن اس بات میں ان کو ایسے ہی ضد
 آگئی کہ بال کے پیچھے لاکھوں کے سر رکھ گئے اور خانیوں نے بھی جب دیکھا کہ اپنی رسم کے
 موافق بال رکھنا وبال بھورنا ہے۔ اس لیے بال لاوال بستے ہیں اور دونوں سے چاروں
 طرف سر ہڈی کے چوٹی رکھی اور بعد چند روز کے ایسی قدر اوٹھ گئی کہ پیرا دھچک کی شریزا
 چوٹی کاٹنے کی ہوئی اور بال بشل تار کے اعلیٰ خانی لڑکے اور نوجوان لال مبارک سر چوٹی
 کو گوند بستے اور لال بچھنا نکالتے ہیں اور بوڑھے اور ستھ سب زیادہ میانہ کی رسم ہوتی ہیں
 اور ایام غم میں جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے خانی چوٹی کو کھوسے رکھتے اور نہ ہمارے
 ہیں اور نہ تیل دیتے ہیں اور گوند بستے ہیں۔ پسیدہ لباس خا کا مٹی لیا سٹا اور ہوا کے کسی
 انتیابین کر کے اور اس وقت ٹوپی میں سے سرخ جھبا نکال لیتے اور کپڑوں میں موٹی گھٹیا
 نکالتے اور کرتے اور پاجامہ اور کمر بند ہوسے ڈھکے پہنتے ہیں اور اس یا مہینہ اس اور غفور کے
 اقربا اور غور غفور بھی اگر ایسی والدہ کا انتقال ہوے سو اس کی گڑھی کے کوئی فیڈیشم کی خین
 مختص + خوشکے خانی عورتیں اسے بدن بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں کو دبا پتین ہیں اور

گالوں میں گلاب کے پھولوں کی رنگت اور لطافت ہوتی ہے۔ مردوں کی پوشاک کی قطع یہ ہے کہ ڈھیلے پاجامے پانوں میں اور اوپر سے امرامحل یا ساٹن کے موزے چڑھاتے ہیں لیکن غرض بد قطع جو تان موٹے موٹے تلیوں کا پہنتے ہیں اور چوٹے بڑے سب پیراہن کے طور پر ایک کرتا گھٹنوں کے نیچے تک لگتا ہوا پہنتے ہیں غرض استینوں میں فرق ہے کیونکہ امیروں کی استینیں چوڑی چمکی گھیردار ہوتی ہیں اور اہل حرفہ اور دوسری قسم کے غربا کی استینیں چست ہوتی ہیں اور ستورات کا بھی لباس اسی قطع کے قریب قریب ہوتا ہے مگر کمزب کاروں اور فقط مردوں میں ہے اسکی رنگت اور وضع خاص عام میں شناخت ہے اہل حرفہ اگر لیشیم کا پٹہ پھینک تو مار کھاتیں اور کے واسطے سوتی چاہیے اور بڑے آدمیوں کے کمزبوں سے ایک بینی پاک اور غذا کر نیکی قمچیان ہاتھی دانت کی اور چھرا جسکا میان پرتگلف اور سیاہ ہوتا لگتا رہتا۔ گرمیوں میں بڑے آدمی لیشمی کپڑے اور متوسطین سوتی پہنتے ہیں اور غربا فقط پاجامہ اور سروپا بھرہ نہ پھرتے ہیں اور جازوں میں امرامحور کے لبادے اور لیشیم کے گدیے پہنتے ہیں اور غربا بھٹری کے روٹین والے چمڑے کے اندر روٹی بھرواتے اور جازانجوبی کاٹتے ہیں۔ عید اور خوشی کے اور ایام عبادت کے سوا لباس تکلف کا پہنا واجب التفریہ ہوتا ہے غرض درباری پوشاک جو جلوس کے روز امرامحور پہنتے ہیں وہ بہت قیمتی اور قابل دیکھنے کے ہوتی ہے لیکن ہم لوگوں اور سندوستانیوں کی آنکھوں میں ان کے تمام لباس کی قطع بد نما معلوم ہو گی جس طرح ختائی سب انگریزی پوشاک کو دوکھتے اور حیرت کرتے ہیں کہ اس چست لباس میں ہم سب کس طرح چلتے پھرتے ہیں اور اسی سے ثابت ہے کہ انسان کی جبلت میں خود پسندی ہے اور بڑے سے بڑا شخص اوروں سے آپکو اچھا جانتا ہے۔ بارش کے ایام میں امرامحور شرفا ایک قسم کا نہایت خوبصورت چمچولی کے موم جانے کا لبادا دوسرے کپڑوں پر سے اوڑھ لیتے اور فرنگستان میں جولیا دا اسی مصرف کامر وچج او سکا نمونہ ختایہ نامہ آیا ہے اور پانی سے حفاظت کے لیے اس سے بہتر ترکیب کم ہے غرض یہ چیز قیمتی ہے

مچھانکے نخل سر امین یہ ہے کہ لڑکی جب ہوتی ہے اس کے دونوں پانوں پر دھبی لپیٹ کے ہمیشہ باندھ رکھتے ہیں اور ولادت سے تالیقوت بلکہ جب تک تھوٹ نامیہ باقی رہتی ہے تب تک کپڑے کی نئی چڑھی رہتی ہے اس تدبیر کا حاصل یہی ہے کہ جوان عورتوں کے پانوں چار پانچ انچ نخل سے زیادہ کبھی بڑھتے نہیں غرض چلنے پھرنے سے ایک نوع معذور ہو جاتی ہیں اور بے تکلیف شدید کے کیا دخل کہ جلد یا بے سہارے کے چل سکیں لیکن باوجود عمر بھر کے چلنے کی معذوری کے اس امر کا ایسا جھٹاؤ نکو ہے کہ عورتیں نجوشی تمام سب گوارا کرتی ہیں اور غریب غربا کی بہوشیوں اور گانوں کی دہقانہ عورتوں کو اس لیے حقیر جانتی ہیں کہ ان کے پانوں بہتور حیوانات موافق اندازہ تو اسے جسمانی کے ہوتے ہیں اور جب طر سے چوٹے پانوں اشرف عورت کا نشان ہے اور اس پر مردوں میں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں کو چار یا پانچ انچ بڑھانا گویا شیر کا چنگل دکھانا ہے نجابت ہے اور ارباب علم اور امر اس کے ناخن بڑھے رہتے ہیں تاکہ ظاہر ہووے کہ وہ اہل حرفہ سے نہیں ہیں کیونکہ محنت کش لوگ جو دستکاری کی روٹی کھاتے ہیں وہ لائے ناخن نہیں رکھ سکتے یہ دستور یعنی پانوں کو چھوٹا کرنا قدیم سے ہے اور سبب اس کی بنیاد کا گو ملو ہے اور بعض صاحب تصنیف کچھ کہتے اور بعض ارباب تاریخ اختلاف روایت بیان کرتے ہیں غرض مندے کی عقل ناقص میں یہ ہے کہ عورت کو زیادہ بے پرواہ اور بیت و پار رکھنے کے لیے داناؤں نے یہ حکمت رکھی ہے القصد اس طرح کے پانوں خانی بہت جبین جانتے ہیں اور بعض لڑکیوں کے پانوں پھول اور پک کر سر بھی جاتے ہیں لیکن ان کی مائیں بچکا باندھنا موقوف نہیں کرتیں اور کتنی میں کہ جان جاوے مگر شرافت میں بٹانہ آوے پچو کہ مملکت خا بہت وسیع ہے اور اب دہوا اور تاشیر سرزمین میں اختلاف ہے اس لیے وہاں کے باشندوں کی رنگت میں بھی فرق ہے چنانچہ دکن کی جانب کے ملکوں کے رہنے والے چمپئی رنگ کے ہوتے اور شمال کے باشندے مثل فرنگستانیوں کے نہایت سرخ و سفید ہوتے ہیں اور چودہ پندرہ برس تک لڑکوں

سناہین دلچسپ اور رنگین علی الخصوص نصیحتیں مختصر و متین پائی جاتی ہیں وہاں وصف اس کے
کہ تاریخ میں ایسا ضرور نہیں کہ کسی ملک کے حالات کے بیان میں وہاں کی زبان کی صورت و بیچ
کی تصریح کی جاوے لیکن راقم نے اس باب کو اتنا طول دیا تاکہ کسی اق کو خواہ اندہ کو چاہے

پیرہوں کا بیان

خٹائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی آرائش اور باغات

اور چین وغیرہ کا بیان

خداوند عالم کی حکمت اور کریمی کی یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ طبعات مخلوقات مختلف ہیں
سبب سے ہر ملک کے لوگ اپنے وطن کی طبعی چیزوں کو سب پرستیت دیتے اور ہمیشہ و نظیر
سمجھتے ہیں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو افسردگی و نا صبری سب کے دھنکیر حال ہوتی جتنی اپنے گائے
رنگ کو دیکھتا اور کڑھتا اور ایرانی اور فرنگستانی کہ سرخ و سفید بدن کو دیکھ کر رشک کرتا غرض ہر دور
کی یہ غایت اپنے حال پر ہے کہ فرنگی کی رنگت زنگی کو اتنی بد دکھائی دیتی ہے کہ شیطان کی
تصویر جب دیکھتے ہیں سپید رنگت میں اور سیرح انگریز بھی زنگی کی صورت و رنگت میں
کو دیتے ہیں غرض اس طور پر خٹائی سب چوٹی چنڈھلی آنکھ اور چوٹی ناک اور بڑے کان کو
حسین جانتے ہیں اور ایرانی و فرنگستان اور ارمن اور ہندوستان کے جمال کو نا پسند کرتے ہیں
چنانچہ اونکا قول ہے کہ مرد کے واسطے حسن نہیں ہے کہ پیشانی بلند اور وسیع کلا بھرا اور باری
ناک نہایت چوٹی اور چوٹی اور دونوں کان بڑے بڑے اور لٹکے ہوئے اور جسم میں گہرا پن
پیٹ تندرلہ اور ہاتھ پانوں بڑے بڑے ہوئیں اور عورت کا کمال جمال یہ ہے کہ آنکھ چوٹی
لیکن سیاہ اور چمکتی ہوئی ہو اور بال اور بھوین سیاہ ہوں سر میں بال گھنے اور لمبے لیکن بھوین
میں کم اور اس انداز سے کہ کمابین معلوم ہوں اور قد منجھولا اور جسم گداز پیشانی اور دھانا متوسط اور
ناک چوٹی اور چمکتی اور آنکھیں فاصلے پر اور کان بڑے بڑے لیکن پانوں نہایت چوٹے ہوئے ہو
تاکہ خوبصورتی ایک طرف اور فقط چوٹے چوٹے پانوں کو ایک طرف سمجھتے ہیں دستور امر اور

جو ایک ختائی فاضل نے حروف اصلی اور ہند راہی جمع کر کے ترتیب دی ہے وہ اہل کیا ہے تاکہ شروع تفصیل کے دوسرے ہی روز مبتدی کو ختائی عبارت سے بغیر جانتے زیادہ حروف کے آگاہی ہووے جسوقت کہ مبتدی سلسلہ حروف کو جو ہم نے مقرر کیا اسطرح یاد کر گیا کہ معاکسی مرکب حروف کے دیکھتے ہی پہچان لےوے گا کہ کسی قسم علامت صوت سے وہ ہے تو بعد اس کے مبتدی وسیلے سے ہمارے قاعدہ علامات صوت گذار کے اول حروف مرکبہ کو جنکو جاننا باقی رہ گیا کچھ جواب و سوال سے جو کسی سہل کتاب میں موج بہن تلاش کر کے کمال لیو گیا اور اگر چہ بعض حروف مجموعہ جلد سمجھ میں نہ آویں اور انکی تصریح کے لیے ایک شرح چاہیے طویل تراوت سے جو ہم نے اس کتاب میں دی ہے تو مبتدی کو لازم ہے کہ کسی بری لغت سے رجوع کرے بایں ہمہ صلاح ہماری یہ ہے کہ اقسام علامات صوت گذار کی طرف توجہ کم نہونے پاوے کیونکہ ہمیشہ اگر انکالحاط مقدم رہ گیا تو استناد جو علامات صوت گذار کے تلفظ میں واقع ہوتے ہیں اور مناسبات معنی کے جو کہ در میان اول حروف کے جو ایک ہی علامت صوت سے شروع ہیں پائے جاتے ہیں رفتہ رفتہ ذہن نشین ہو جائینگے علاوہ اسکے ہماری صلاح یہ ہے کہ مبتدی روزمرہ کے جملوں کے سوانح لکین اور متفقہ یاد کرے تاکہ تقریر کرنے میں طاقت اور کتاب پڑھنے میں سہولت ہووے آخر الامر اس سے زیادہ کوئی بات مفید نہیں کہ پادری گنسا لونیر صاحب نے ختائی زبان کی جو صرف و نحو لکھی ہے اس کے دفتر دوم کا درس ہو کیونکہ اس سے بہتر کوئی کتاب اچکے زمانہ تک نہیں چھپی الغرض اسطریقے پر عمل کرنے سے محکومین ہیں کہ متوسط طبعیت کا آدمی بھی چار پانچ برس کی محنت میں ختائی تصنیفات کے ترجمہ کی لیاقت پیدا کر سکتا بلکہ بعض ختائیوں سے زیادہ حروف کے مناسبات کی شناخت حاصل کر گیا ہ پادری صاحب مدوح کی اس عبارت سے جو اراقم نے اوکی لائین کتاب سے ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل ہند کو خصوص ناظرین تانیخ چین کو ختائی زبان کی فصاحت معلوم ہووے صاف ظاہر ہو گیا کہ ختائیوں کی تحریر اور تقریر حاصل کرنا امر دشوار ہے غرض جنہوں نے حید و جہد و شقت شاقہ سے حاصل کیا ہے مداح ہیں کہ اوکی کتابوں میں

ختائی حروف کے بالکل اجزاء تھے ایک جانی ہو دین سوائے اسکے فہرست اصلی حروف کی
 ہم نے اپنی کتاب میں داخل کی ہے سب سے بہتر سلسلہ ہے کیونکہ تدریج کے ساتھ وقتیں پیش کی جاتی
 ہیں اور سوائے ان حروف کے جو صد ہا مرتبے کتابوں میں ملتے ہیں درج ہونے کے بسا
 نادر مقصد نہا جگہ باہم مرکب ہونے سے تمام حروف کی ترکیب دی جاتی ہے اس میں موجود ہیں
 اس امر کے لیے ہمارے استاد گنسا لونیر صاحب کا حروف تہجی زیادہ مفید رہیں کیونکہ اس میں
 اتنے حروف قسم دوم کے اس طوالت کے ساتھ ہیں کہ ان کو یاد کرنے میں بہکاوہ و یقین ہے کہ کوئی
 ثابت قدمی سے اخیر تک نہیں سیکھ سکا یہ تیسرے یہ کہ جبوقت شکل ہر حرف کی یاد کی جاتی ہے
 تو ساتھ ہی اس کے کسی ختائی عالم سے اس کا تلفظ بھی سیکھنا چاہیے غرض زیادہ اعتماد نہ اس کی قوت
 نہ اپنی دانست پر کرنا چاہیے کیونکہ کتر ختائی ہیں جو اپنی زبان کے بالکل الفاظ کے تلفظ کو ساتھ
 منجھ صحیح کے ادا کرتے ہیں اور اہل فرنگ سے شاید ایسے لوگ ہیں جو ختائی حروف کی ترکیب سے
 آگاہ ہیں اس جہت سے مبتدی کو لازم ہے کہ ہم نے جو قاعدہ تہجی کا مقرر کیا ہے اوسی پر عمل کریں
 اور ہمیشہ ساتھ غور کے دیکھے کہ درمیان ہر لفظ کے بسا لٹا صوت نما کے اور وہ حروف جو علامت
 صوت ہیں نسبت درست مطابق قواعد جو اپنی تصنیف کے نوین باب میں ہم نے درج کیے
 واقع ہے یا نہیں جو چوتھے یہ کہ جب کوئی حرف سیکھا جائے اس کو ختائی قلم سے لکھنا ضرور ہے
 اور بعد اس کے مطابق لکیر و ن کی ترتیب کی یاد سے اس کی تحریر کرنی چاہیے ورنہ جلد اس کی سہو
 ہو جائیگی بلکہ کبھی اس سے اچھی طرح واقفیت نہیں ہو ویکی پانچویں یہ کہ تحصیل کی ابتدا میں
 سطر درست سمجھنے اس امر کے کہ کن لکیر و ن سے کوئی حرف مرکب ہے مبتدی کو لازم ہے
 رنی مثالیں جو چھٹے باب میں لفظ سے کیا تری کے ہم نے دی ہیں انہیں سے ہدایت کیوں
 لفظ سے سنری کے اوسے باب میں جو حروف درج ہیں ان کو نہ پڑے کیونکہ اکثر ان کی
 میں ساختہ اور قاعدہ سے زیادہ ہوتی ہیں چھٹی بات یہ چونکہ خوش آئین نہیں ہے کہ ہر
 عروف بغیر مرکب معنی کے پڑے جاوے اس سبب سے ہم نے اسے سلسلہ لفظ جملہ

مشکل ہے جبکہ تعجب کی ہے کہ باوصف اسکے کہ اہل ختا ہمیشہ سے علم کے راغب ہیں لیکن یہ بد طور پڑھنے کا قدیم سے آج تک عروج ہے غرض جبکہ خود فرنگستان میں بہت سے عیوب تحصیل علوم کے طریق میں ہنوز موجود ہیں تو کمنا دشوار ہے کہ یہ دونوں طریق بد کے درمیان کسپر جبل کا اطلاق زیادہ کیا جاسکتا ہے الغرض درمیان اہل فرنگ کے جو ملک ختا میں داخل ہوئے تحصیل زبان کے جاتے ہیں کئی طور پڑھنے کے مقرر ہیں لیکن اکثر درست نہیں چنانچہ کوئی شخص تحریر قبل تقریر کے سیکھتا ہے اور بعض برعکس اسکے تقریر حاصل کر کے حروفون کے لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بعض شخص کتابی حروفون کی صرف صورت سے آشنائی کرنی کافی جانتے ہیں و بعض برعکس اسکے کتابی حروفون کی تتبع حد سے زائد کرتے ہیں اور بعض جو حروف کو اپنے نزدیک نہایت کم استعمال جانتے صرف او نہیں کو یاد اور سہجہ استعمال کرتے اور بعض برعکس اسکے قصداً لکل لغات کی یاد کر لیتا کرتے ہیں اور بعض پہلے دو سو چودہ حروف بمصدری نوک زبان کر کے قصداً ختائی لغات کی مدد سے ترجمہ کرنے لگی کتاب ختائی زبان کا انگریزی میں کرتے ہیں الغرض پڑھنے کے انہیں بد طریقوں کے باعث سے ختائی زبان میں فضیلت کمتر لوگوں کو ہوتی ہے اور اسکی تحصیل میں شکلیں پیش آتیں ہیں ہر قاعدہ اس زبان کی تحصیل کا کہ جواب ہم بیان کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں اور استاد پادری گناؤنیز صاحب سیکھا ہے اور اس میں جو تغیر اور کم و بیش لیبب اپنے اور دوسروں کے تجربے کے مناسب معلوم ہوا ہے کیا گیا ہے غرض جب پڑھنا شروع ہوتا لازم ہے کہ تحریر اور تقریر ایک ساتھ ہی سیکھی جاوے تاکہ مقبیدی اور لفظوں کو جو پڑھتا ہووے تحریر کر سکے کیونکہ تجربے سے ظاہر ہے کہ الفاظ اور ان کے معنی سب اگر او کی علامت ممیز کے نقوش ذہن میں رہیں خوب یاد رہتے ہیں اور سہی طرح اگر نقوش سے خوب آشنائی ہووے گی تو معنی سے بھی آگہی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ کسی مخصوص حرف یا لفظ سے شروع کرنا چاہیے بلکہ اس سلسلہ حروف سے جس میں بصورت اجماع

اوس ترتیب کے ہے جسکے مطابق پادری صاحب ممدوح نے اپنی تصنیف کو مرتب کیا اس لحاظ سے مولف تاریخ مذکور نے اوسکا ترجمہ لایفیع سمجھا عرض بارموان باب قابل ملاحظہ ناظرین تاریخ چین تصور ہوا اور اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ واسطے زیادہ ترقی کرنے بیچ تحصیل ختائی زبان کی تحریر یا تقریر کے ضرور ہے جیسا کہ دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ اول ہین اور دوسرے محنت اور توجہ تحصیل میں کیا وے اور چونکہ طریق پڑھنے کا ترقی جلد یا دیر پا کا باعث ہو سکتا ہے اس واسطے چند باتیں قابل غور و التفات کے بیان کرنا چاہیے پختائی مکتب خانوں میں لڑکوں سے کسی چھوٹی کتاب کے حروف کی نقل درستی کے ساتھ پہلے کروائے ہین تاکہ قبل آگاہ ہونے اور انکے تلفظ یا معنی سے آشنا اونکی شکل و صورت سے ہو وین جب حروف کو صفائی سے وے لکھ سکے ہین تو تلفظ سیکھتے ہین اور موافق معلوم عبارت بتلانے کے اوسیکو کئی بار لکھتے اور پڑھتے ہین جب کہ شکل اور تلفظ خوب معلوم ہوتے تو معنی سے آگاہ کیے جاتے اور وہی چھوٹی سی کتاب جسکی کئی دفع نقل ہوئی اور جو یاد کی گئی تھی ترجمہ ہوتی ہے عرض بعد اوس کتاب کے دوسری ایک جہین چند حروف سے ہین اوسطر حسدر میں آتی ہے اور یہی طریقہ عام ہے لیکن جس حالت میں کہ طالب العلم کو ارادہ مرتبہ فاضلانہ حاصل کر نیکا ہوتا تو اوسکو بہت سی کتابوں کا درس پڑھنا پڑھنا ہوتا تاکہ زیادہ حروف سے آشنائی اور مضامین بلند سے آگاہی پیدا ہو وے بعد اس طریقے کے عیوب کو ثابت کر نیکی لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اولاً اوس تین دفع کے پڑھنے اور نقل کرنے میں اوقات بہت ضایع ہوتی ہے دوسرے یہ کہ لڑکوں کو صرف حروف اور اونکے تلفظ کو بغیر معنی کے اتنے دن تک پڑھانے سے طبیعت بسبب معطل ہونے حصول مطالب سے خواہ مخواہ کند ہو جاتی ہے اور تیسرے یہ کہ ترتیب حروف میں ابجدی قاعدہ کے موافق ترقی ساتھ تدریج کے نہیں کیا جاتی ہے اور اکثر دفع مشکل اور پیچیدہ حروف لڑکوں سے روز اول میں لکھائے جاتے ہین اور اونکے لیے یہ بات بسبب واقع نہونے اول اجزاء سے تعبیر سے جن سے حروف مرکب ہین زیادہ تر

فاما پسند کے سبب لیکن اسی سبب سے ابہام کو جگہ ملی اور نسبت ابجد کی حاجت ہوئی
 اور خواہم کے ذہن رسائین بنائی جاسکی اسطر سے رفتہ رفتہ تبدیل حرفوں کی معنی مفرد سے
 معنی اجمالی کے ساتھ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ خاصیت ختائی زبان کی جو اوائل میں مفرد لہجے
 تھی بدل گئی اور اس سبب سے اجزائے تنجی ہر کلمے میں کثیر ہوئے اور اسطر حکا تغیر ایک
 نتیجہ سے بہت سی بچوں تک اول شرقی زبانوں میں زیادہ تر نظر آتا ہے جنکو اپنے
 باخود و مبع سے زیادہ دوری ہے اور خشکے بولنے والوں میں جہل باقی نہیں رہا ہے
 بہر کیف آیام آخرین خانیوں نے اکثر دو کلمہ مفرد لہجے کو لا کر استعمال کرنا شروع کیا یعنی
 ایک حرف کی جگہ میں دو حرفوں کو واسطے بیان ایک مقصد مفرد کے استعمال کیا اور جو
 ایسا ہی ہے کہ دو حرف اجمالی سے وہی معنی نکلتے ہیں جو انکو جدا کرنے سے ہر ایک کا
 معنی مہتا ہے اور اس صورت میں سمجھا جا ہے کہ دونوں حروف تصریح ایک دوسرے کی
 کرتے ہیں لیکن چونکہ اکثر ایسا ہے کہ دو حرف اجمال کو جدا کرنے سے ہر فرد کے معنی کو
 اجمال معنی سے نسبت نہیں رہتی ہے اس سبب سے دعویٰ ہمارا ہے کہ اسطرخ کے
 مجمل حروف کو الفاظ و تہجہ اور لا ممکن التفریق کہنا چاہیے چونکہ خانیوں کی زبان تحریر
 اوپر زبان تقریر کے معنی سے اس جہت سے کیسا ہی اجمال حروف کا کیوں نہ ہو
 اور ان لوگوں کو وقت سمجھنا میں نہیں ہوتی ہے برخلاف اسکے اہل فرنگ اور دوسرے
 غیر ملکیوں کو جو زبان تقریر سے واقف نہیں انکو تمیز کرنے میں درمیان الفاظ و تہجہ
 اور ایک تہجہ کے بہت سی دقیق سبب ہونے علامات تمیز و فارق کے پیش آتی ہیں اسی
 سبب سے اکثر ترجمہ سبب جو ختائی کتابوں کا موجود ہے انہیں بہت سے مقام پر حصف
 کے ساتھ کے الفاظ ہیں اور میں حال میں موافق بھی ہوتا تو انداز عبارت کا انوکھا اور
 انداز سبب فقرات یہ ہے اور اس کے سلسلہ میں کیا ادا قیامت شرح کی طرف نہ کہ اصلی ذہن
 ختائی کے غرض یہ ہے کہ زیادہ تر ختائی کے الفاظ اس سے ہیں کہ انکو تہجہ و شہین با سبک بیان

اس طریق ابجدی ہے جو کہ حروف کی تقسیم درست جاننے کے واسطے ضرور ہے اپنی کتب لغت میں بہت سے حروف کو خلط ملط کیا ہے اور صرف اسی وجہ سے کہ اول میں خطوں کی عدد برابر ہے ایک جگہ پر اوںکو جمع کیا ہے لیکن اسی سبب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو سو حروف ایک قسم کے خواہ مخواہ دیکھنے پڑتے ہیں تب کہیں جن حروف کی خواہش ہے نظر آتا ہے اور اگر اوس تلاش میں ذرہ سی طبیعت ہٹ گئی یا شمار کرنے میں خطوں کے سہو ہو سے تو اپنا مطالب فوراً خبط ہو جاتا ہے جب کہ یہ حال ہے تو تعجب نہیں کہ بہت کم تر لوگوں کو استعداد فاضلانہ ختائی زبان میں ہوتی ہے اور وہ بھی محنت مشاقق سے اوسکو حاصل کرتے ہیں یہاں تک راقم تاریخ چین ہذا نے پادری صاحب مدوح کی کتاب کے آٹھویں باب کا ترجمہ کیا اب لازم ہے کہ ایک باب جو ختائی حروف کے معنی کے بیان میں اونہوں نے لکھا اور اپنی تصنیف میں دسواں باب قرار دیا ہے ترجمہ ہووے پادری صاحب مدوح یہ فرماتے ہیں کہ مخفی تر ہے کہ اکثر ختائی حروف کے دو معنی ہوتے ہیں ایک وہ معنی مفرد جو ہر فرد حرف سے متعلق ہے اور دوسرے وہ معنی اجماعی جو دو یا تین یا چار حرفوں کے ایکجا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اگر قدیم کتابیں ختائیوں کی دیکھی جاویں تو ظاہر ہووے گا کہ اوائل میں ہر حرف کا ایک معنی خاص یعنی حقیقی اور غیر مجازی مطابق ختائی حروف کے قاعدے کے جو حقیقت میں قاعدہ نقش معنی یا صوت گذار ہے مشہور تھا لیکن جس حال میں ختائیوں کی طبیعت شاعرانہ تھی نبل دوسری شرقی قوموں کے نفرت سیدھی سا وہی تقریر سے کی تو حرفوں کے معنی حقیقت سے گزر کے طرف مجاز کے رجوع کیے گئے اور بعض حروف کا استعمال یہاں تک کہ اوہ معنی میں کیا گیا کہ قسم صوت گذار سے وہ متعلق تر ہے غرض یہ خاصیت مفردی اور مجازی حروف کی جو قدیم ایام کی وجہ تقریر سے پیدا ہوئی حقیقت میں عیش دوس صحت اور قوت اور تقریر کی رونق کا ہے جو ختائیوں کے قدیم مذہب کا کتابوں میں

الغرض جیسا کہ مذکور ہوا ترکیب میں پہلی جگہ ا و ن حروف کی ہے جو ابجد کے پہلے
 خط سے شروع ہونے میں اس جہت سے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ خط ۱ ا و ن جو
 جن میں غالب معلوم ہووے جو حجاب میں چھپتے ہیں قبل دوسرے سب خطوط کو لکھا جاوے
 دوسرے درجے میں و ن حروف کو لکھا جائیے کہ جو ابجد کے دوسرے
 خط سے شروع ہونے میں اور اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ کون سے
 خط کو دوسری جگہ میں لکھا جائیے یہ ضرور زمین کہ موقع ہر حرف
 کا نسبت میں ہر قسم حرف کے جسمیں خطوں کے عدد برابر ہونے دیکھا جاوے بلکہ دیکھنا
 چاہیے کہ وہ خط کون سی جگہ نسبت اور حروف ا و ن کی قسم کے رکھتی ہے یعنی سچ ا و ن
 حروف کے جن میں ایک علامت سب کے لیے عام ہے چنانچہ چھپتے حروف کے جملے
 جن کا شروع خط ۱ سے ہے آٹھ حروف میں دوسرا خط ۲ ہے اور آٹھ حروف میں دوسرا خط ۳ ہے
 پانچ حروف میں دوسرا خط ۴ ہے اور چار حروف میں یہ خط ۵ ہے اور ایک میں دوسرا
 خط ۶ ہے غرض اسی طرح جملے سے اکیس حروف کے جو شروع خط ۱ سے ہیں تین حروف
 میں وہی خط ۱ - موجود دوسری جگہ میں بھی ہے اور تین حروف میں دوسرا خط ۲
 ہے اور دو حروف میں خط ۳ کو دوسری جگہ ہے اور تیرہ حروف میں دوسرا خط ۴ ہے
 اسی طرح سے نسبت میں تیسرے خط کے صرف وہی حروف آٹھ میں مثلاً ب سمجھے جائیں
 جن میں پہلے دو خط ا و ن کی قسم ابجدی میں عام ہیں چنانچہ جملے سے آٹھ پہلے حروف متعلق
 قسم ۱ کے ساتہ حروف میں تیسرا خط ۱ - ہے اور صرف دو حروف میں یہ خط ۲ ہے
 الغرض اسی وضع کی تقریر سے وہ ترتیب جس کے مطابق دوسرے خطوں کو لکھنا چاہیے
 معلوم ہو جائیگا اور غیر دیار میں بھی اصل حقیقت طریقہ تحریر کا جو ختم میں صرف مشق کروا
 سے سکھایا جاتا اور جسے نسبت خوش وضعی اور خوبصورتی بلکہ اگر کہتے تو نسبت حقیقی ختم
 حاصل ہوتی دریافت میں آسکتا ہے اور خود اہل خاں بسبب بخیر ہونے

آتش کے دوسرے حرف ت کے قاعدہ ابجدی میں ہے اس طرح سے ختائی حرف ۛ
جو ۛ کی طرح اپنی خط شروع ہوتا ہے لیکن اس کے قبل لغت میں اس لیے درج ہے کہ
پہلے لفظ کا دوسرا خط قاعدہ ابجدی میں قبل دوسرے لفظ کے دوسرے خط کے واقع ہوتا ہے
اگر دو فارسی لفظ کے دونوں پہلے حرف ایک ہی ہو میں تو موافق تیسرے حرف کی تقدیم
کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ ابنوس کے لغت میں اس لیے درج ہوتا ہے
کہ لفظ ابرو کا تیسرا حرف ر قاعدہ ابجدی میں لفظ ابنوس کے تیسرا حرف ن کے قبل ہے
اور بعینہ یہی حال ختائی زبان میں ہے غرض دو لفظ فارسی میں اگر تیسرا چوتھا اور پانچواں
حرف ایک ہی ہو تو چوتھے پانچویں چھٹے حرف سے آگے بڑھتے ہوئے آخری حرف
تک دیکھنا ہوتا ہے جب تک حرف فارق نہ ملے اس طرح سے جب ختائی حروف کی
ترکیب میں دو حرف ایسے ملتے ہیں جن کے تیسرے یا چوتھے یا پانچویں خط ایک ہی ہو
تو چوتھے یا پانچویں یا چھٹے خط انعامیت خط آخر دیکھنا چاہیے تاکہ خط کی تقدیم موافق
قاعدہ ابجد کے مستنبط ہووے جس طرح فارسی زبان کے تمام الفاظ کی
قسمیں میں یعنی اصلی تقسیمیں شمار میں موافق عدد حروف ابجد کے ہیں اور اس طرح سے
ختائی زبان کے بالکل حروف کی سات قسمیں بسبب اسکے ہیں کہ ابجدی خطوط میں
کہ اوںکا آغاز ہے جے میں سات ہیں ختائی حروف کو ابجدی ترتیب میں انتظام
دینے کے واسطے ضرور ہے کہ ترکیب اوںکی تحریر کی خوبی معلوم ہووے اور اس سے
صرف علماء واقفیت رکھتے ہیں لیکن جبوقت کہ ایک قسم واقف کے حروف کی ترتیب
موافق قاعدہ ابجدی کے دی گئی اسوقت صرف اوس کی مدد سے اور بغیر کسی استعارہ
کی استعانت کے ترکیب تحریر کی معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ حجلے سے فہرست حروف
صوتگذار کے جسکا سیکھنا مبتدیوں پر اہم اور واجب سمجھتا ہے میں وہ قسم ہے جس میں
دس خطوط ہیں اور یہ قسم حروف کی اٹھارویں صفحہ سے اکتیسویں تک مطبوع ہے

آپسین اندک مختلف ہیں لیکن اصل شکل و صورت میں مغائرت نہیں ہے چونکہ صرف تعریف
 صحیح شکل و شمار سفر و خطوط کی بیان کرنی اور ترتیب جہین حروف کو لکھنا چاہیے واضح دیکھائی
 اور نگاراجدی کے دستور پر حروف کو لغت میں تنظیم دینی کافی تھی اس سبب ضرور ہوا کہ سوا
 جمع کرنے خطوط کو علاحدہ قسموں میں ہر خط کو جو جگہ بے تبدل اپنی قسم میں علی التسلیل چاہیے
 معین کیا جاوے یعنی بطور سلسلہ ایجی کے ایک خط کو اپنی قسم میں پہلی جگہ ملے اور دوسرے
 خط کو دوسری جگہ دی جاوے اور ہر خط سے ہر خط کی جگہ موافق سلسلہ کے مشخص ہووے
 جس طرح حرف الف فارسی زبان میں قبل حرف با کے ہے اور ب قبل حرف پ کے
 واقع ہے۔ الغرض اکمل الفضل یعنی صاحب مدوح نے یہ سرشتہ مقرر کیا اور ذیل میں جو
 قاعدہ تبجی کا ادھار نکالا ہوا مندرج ہے چاہیے کہ مبتدی اوسکو خوب یاد کرے اور طحطیح
 کے تلفظ جو ہر خط کے ساتھ ہے زبان کی لوگ پر رکھے یعنی ۱۔ چو۔ ہوا۔ کیوزی ح ای
 اکوین اکیوے ہ فی ۱۔ نا۔ اب بغیر وقت کے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس قاعدہ تبجی کی مدد
 سے ختائی حروف موافق ترتیب ترکیبی کے جو فارسی زبان کے الفاظ کے لیے مروج ہے
 انتظام پایہ یکتہ ہیں اور ایسی محتویات ترتیب سے ایک طریق او کو ترکیب دینے اور تحریر کرنا کثرتاً
 درستی کے ساتھ ہو سکتا ہے چنانچہ کتاب لغت فارسی میں لفظ ابرو قبل لفظ باری کے
 اس لیے درج ہے کہ حرف با جس سے ابرو کی شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی میں قبل حرف
 با کے ہے چہ جس سے باری کی پہلے شروع ہوتی ہے اس طرح ختائی حروف میں لغت
 میں قبل حرف با کے ہے اس لیے کہ وہ خط جس سے اوس حرف کا شروع ہے وہ
 قاعدہ ابجدی مذکورہ بالا میں قبل خط چھ کے ہے جس سے یہ حرف شروع ہوتا ہے۔
 جب دو فارسی لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہیں تو دیکھا جاسکتا ہے کہ دونوں کا دوسرا
 حرف کون ہے اور موافق دوسرے حرف کی تقدیم کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ
 ابرو قبل لفظ آتش کے لغت میں درج ہے اس لیے کہ ابرو کا دوسرا حرف ب تسل

بابل ہے اس جہت سے واسطے تحقیق کرنے اس امر کے کہ کیونکر بغیر معلم کی مدد کے ختائی حروف
 سکے جاسکتے ہیں اور نہیں عقل کی حاجت تھی اور اسکا طریقہ ایجاد کیا ہوا اکمل لفظاً جناب
 پادری گنہگار صاحب کا ہے حالانکہ انہوں نے بیان تصریح جیسا کہ چاہیے نہیں کیا ہے
 غرض اس طریقے کی تین ترکیبیں ہیں اول یہ کہ تعریف صحیح اول لفظ کی جسے ختائی حروف
 مرکب ہیں بیان کرنی ضرور ہے اور دوسرے یہ کہ طریق معہودہ و مشروطہ جو ختائیوں میں نسبت
 پیہم آنے ایک بسط بعد دوسرے کے جو مطابق طریق ابجدی کے مروج ہے دریافت
 کرنی چاہیے اور تیسرے یہ کہ مطابق طریق جو مذکور ہو ختائی حروف کو انتظام دینا چاہیے کیونکہ اگر
 ختائی حروف کے بابت لے وہ خط سب جسے ہر نقش کی ترکیب ہوتی ہے غور سے
 ملاحظہ کیے جاویں تو محض ناواقف شخص کو بھی صاف معلوم ہوگا کہ یہ لفظ صرف ایک
 قسم کے نہیں ہیں اور اقسام جداگانہ اول سب خطوں کے کیے جاسکتے ہیں علمائے ختائی
 بہت سا قصد تفریق اور نامزد کرنا کیا ہے لیکن ایسے امر سہل ہیں بھی اور انکو اتفاق نہیں
 اور بعض کہتے ہیں کہ خط کی چہرہ قسمیں ہیں بعض جزو ث فرقی کے قرنگی پادریوں نے
 بیان انہیں چہرہ قسموں کا موافق قدیم علمائے ختائی اسے کیا ہے لیکن متاخرین اس
 راے کو اسوجہ سے باطل کرتے کہ بعض خط جو علیحدہ اول چہرہ قسموں سے ہیں شامل اور
 نہیں اور بعض علمائے ختائی اسے یہ کہ خطوں کی آٹھ قسمیں ہیں اور جنکی پھر تیسرے نامی قرب مشابہت
 اعتبار سے کی گئی ہے غرض یہ راے مشہور ہوئی اور اندون علمائے ختائی اسکو درست جانتے ہیں لیکن
 اس سے تسکین اور تشفی خاطر اس شخص کی نہیں ہوو گی جو ہر چیز کے رنگ و ریشے کو جدا کر کے
 اجزا کو اصل پر تقسیم کرنا عادی ہوو گیا کیونکہ اس تقسیم میں دو قسم بعض خطوں کی کی گئی ہے
 جو حقیقت میں ایک ہی ہیں اور بعض جو جدا ہیں ایک میں شامل ہوئے ہیں بعض غرض بعد
 نہایت واقفیت کے جناب پادری گنہگار صاحب نے تشریح کر کے صحت کے ساتھ یہ مقرر
 کیا کہ مفرد خطوط یعنی لفظ مرکب جو نہایت متفرق ہیں تو قسموں کے ہیں اور حالانکہ بعض

صرف تلفظ سے نکلتی ہے کیونکہ ہر کلمہ جسکی ایک سہجے میں لینے جسکا مخرج زبان کی یہ حرکت سے پیدا ہے اکثر تفریق پذیر نہیں ہوتا لینے او سکے لفظ جدا ہو کر اپنی اصل پر قائم نہیں کیے جاسکتے غرض ویسے کلمہ کی ایک مرکب علامت ہوتی ہے جسکے لسانیات کثرت متعلق صوت سے نہیں ہے سوائے اسکے نگار ابجدی میں چونکہ حروف علی التواتر ایک سیدھی سطر میں ترکیب لفظ میں لکھے جاتے ہیں اس جہت سے واسطے دریافت ترتیب حروف بیچ ہر کلمہ کے حاجت صرف شروع سطر کو قرار دینے کی ہوتی ہے لیکن خلا اسکے خدائی حروف کی شکلین اکثر تدویر یا مربع ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اوس زبان کا مبتدا لسانیات مرکب کی ترتیب از خود نہیں دریافت کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے اہل فرنگ جو نوآموز اوس زبان میں ہیں اور طریق صحیح خدائی حروف کے لکھنے کی نہیں جانتے ہیں وے اکثر لسانیات ترکیبہ کو اسی نام معقول ترتیب سے مرکب کرتے ہیں جیسا کہ تمثیلاً بیچ لفظ خوشی کے مذکور ہوا ہے اور وے حروف خدائی کو بسبب نادستی تحریر کے ایسا منسوخ کر دالتے ہیں کہ او کی شکلون پر خدائی جھلاہنتے اور علما بنظر حقارت دیکھتے ہیں چونکہ نزاکت و سلاست خدائی تحریر کی متعلق او پر معقول دانست ترکیب لسانیات کی ترتیب کے ہے اس سبب تمام مملکت چین میں ایسا شخص کم ہے جو حروف کی تحریر کی طریق مروجہ کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے اور طالعہ علیون کو یہ طریق معلم بہت کوشش اور توجہ کے ساتھ سکھلاتے ہیں اور حالانکہ اسکی وجہ کو اونہوں نے خواہ غور و در مشکلات کے سبب خواہ صدور اعلاط کے احتمال سے کہ نہیں لکھا ہے ۔

۱۔ لڑکوں سے موافق طریق عام کے حرفون کی مشق کرواتے ہیں اور بچہ قواعد تحریر جو یہ لوگ سکھاتے ایک یہ ہے کہ کسی حرف کو نیچے سے یاد اپنی طرف سے شروع کرنا نہیں چاہیے بجز حروف مربع کے کہ جو دائرے پہلو سے شروع ہوتے ہیں بد الغرض اہل فننگ کی طبیعت چونکہ طرف تلاش اور ہر چیز کے اجزائے مرکبہ کی تفریق کرنے کے

میں لایا چنانچہ بڑے بڑے ادیبوں کے قولوں کا خلاصہ یہی ہے جو مذکور ہوا اور اب
 اس امر میں خاتمہ تقریر کا اسی پر کرنا چاہیے کہ کتاب زبان لائین جو پادری کا کیری صاحب
 قواعد اور حقائق ختائی زبان میں تصنیف کیے ہیں اس کے کئی باب کا ترجمہ بیان پر درج
 کیا جاوے تاکہ کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو وے اللہ اللہ تعالیٰ الغرض باب ششم کتاب
 مذکور کا بیچ بیان بساط حروف ختائی کے ہے اور بعد ایک دو جملہ تمہید کے پادری صاحب
 ممدوح اسطور پر فرماتے ہیں کہ اوپر خاص وہام کے ظاہر ہے کہ بالکل اقسام نگارہ فی
 میں ایک قاعدہ بہ نسبت اوس ترتیب کے مقرر ہے جس کے مطابق واسطے مرکب کرنے
 کسی کلمہ کے ایک حرف بعد دوسرے حرف کے علی التواتر لکھا جاتا ہے یہ طور نگارہ
 سلیس ہے کیونکہ اس کی ترتیب مطابق حروف کے تلفظ کے ہے اور بعض زبان میں ترتیب
 حروف کی ترکیب لفظ میں دہنی طرف سے اور بعض میں بائیں طرف سے شروع ہوتی ہے
 چنانچہ انگریزی ولایتین و فرانسسین وغیرہ کا قاعدہ چپ سے راست اور عربی فارسی وغیرہ
 میں راست سے چپ کی طرف ترکیب لفظ شروع ہوتی ہے غرض اس قاعدہ کی سہولت
 ایسی ہے کہ کیسا ہی کون کیوں نہ ہو لکھ کر لکھو یا چنانچہ فی مثل اگر خوشی کا لفظ
 لکھنا کوئی چاہے تو پہلے خ اور بعد اس کے و اور پھر شش اور آخر کو می بشک لکھیں
 اور یہ ترتیب نہیں دیکھا کہ پہلے شش اور بعد اس کے خ اور پھر می اور بعد اس کے و تحریر
 ہو وے الغرض اس سطر سے زبان ختائی کی نگار میں بھی دستور بہ نسبت ترتیب پانچ
 حروف کے ترکیب لفظ میں مقرر ہے لیکن با اینہم در میان قواعد اقسام نگارہ سجدی
 کے اور قواعد ختائی نگار کے بہت فرق ہے چنانچہ نگارہ سجدی کے حروف کی مقدار
 نسبت ساتھ لفظ کے ہے کہ کسی کلمہ کے مرکب بساط کو علی التواتر تفریق کرنے سے
 فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کلمہ میں کون ترتیب حروف کی درست ہے غرض نگار
 ختائی اس کے عین برعکس ہے اور جس ترتیب سے حروف کے لفظ کی ترکیب چاہیے

بیشک صوت گذارین اور تکلف یہ ہے کہ جن خدائی حکیم کے سخن پر فرنگستانی علمائے بنیاد اپنی قوا زان
 کی ڈالی ہے اسی سخن میں ایک ایسی قوی دلیل اس امر کے ابطال میں موجود ہے اور یہاں تک ہمارے
 یہاں کے علماء اس بات پر یوں رہے کہ انہوں نے نہایت کوشش اور سعی سے خدائی
 حروف کے شبیہ سے معنی کنایہ نکالا ہے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے کس طرح سے
 صورت و صفت میں مشابہت پائی غرض ہم سے جاہلون کو کچھ تمیز نہیں ہوتی ہے۔
 الغرض اس تقریر کو طول دینا اور خطائیں جو اکثر علمائے نسبت زبان کی ہیں خست و جہ
 سے نکالنا زیادہ مشکل نہیں ہے غرض چونکہ تاریخ کا ضابطہ یہ ہے کہ منجملہ اور حالات ملک
 کے کچھ مختصر مذکر وہاں کی زبان کا بھی ہونہ کہ دفتر کا دفتر اس باب میں لکھا جاوے
 اس لیے مناسب ہے کہ فقط اپون سو صاحب کے قول کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ
 ولایت امریکامین وے اسل الفضلا تھے اور انہوں نے بہت سے علماء کے اقوال
 بنسبت خدائی زبان کے جمع کر کے یہ فرماتے ہیں کہ قاعدہ خدائی تحریر کا حقیقت میں نقش
 مقصد گذارینین ہے جیسا کہ لوگوں نے تصور کیا ہے بلکہ اس کو نقش کلمہ گذارنا چاہیے
 اور نقش مقصد گذار ایک چیز خیالی ہے اور چونکہ اکثر امور کی ادا اس کے ذریعہ سے ممکن
 نہیں ہے اس جہت سے اس کو نقش قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ انسان کو قوت نا
 ہے اور نقش اس کو کہہ سکتے ہیں جو کہ زبان استعمالی پر دلالت کرے نہ کہ اس کو جو
 مثل نقش مقصد گذار کے خیالات کو صرف مدد کرے تاکہ زبان استعمالی سے رسائی
 دیوے الغرض جسے اقسام نقش کے دنیا میں مروج ہیں سب نقوش و علامت بسا لیا
 نطق کے ہیں جنکی تین قسمیں ہیں یعنی علامت کلمہ کی اور علامت بند کلمہ کی اور علامت
 بسا لیا کلمہ کی اور پہلی قسم نقش کلمہ گذار ہے اور دوسری قسم نقش بند نا اور تیسری قسم
 نقش ابجدی ہے الغرض اس تاریخ کے راقم نے جو کچھ کہ ارباب سخن کی خدمت میں عرض
 خدائی نقوش کے بیان کیے ہیں صرف مطابق اپنی عقل ناقص کے قیاس کے نہیں بیان

عام ہیں چنانچہ ایک نقش واحد آفتاب کے اوپر اور دوسرا مہتاب کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اگر یہ دونوں نقوش مرکب ہووین تو ایک نقش با معنی عام ہوتا ہے اور روشنی پر دلالت کرتا ہے ایسے نقوش کو اس ختائی نے نقش معنی زیادہ کن نامزد کیا ہے اور چوتھی قسم میں اس حکیم نے اون نقوش کو دخل کیا ہے جو لفظ سے متعلق ہیں اور اونکو نقوش صوت گذار کے نام سے نامزد کیا ہے اور پانچویں قسم میں وہ نقوش ہیں جو معنی لغوی سے گذر کے بعض دفعہ معنی مرادی سے اور کبھی مجاز و استعارہ سے متعل ہوتے ہیں اور بعض اوقات معنی مخالف پیدا کرتے ہیں فی المثل جو نقش جسکے لغوی معنی پادشاہ ہیں وہ استعارہ میں معنی ظالم پیدا کرتا ہے اور جس نقوش کے لغوی معنی دل ہیں وہ معنی عشق میں متعل ہوتا ہے غرض اس قسم کے نقوش کو اس ختائی نے ملقب بالفاظ گیرندہ معنی ساختہ و لباسی کیا ہے اور چھٹی قسم کے وہ نقوش ہیں جو اگر ذرا بھی کج یا متقلب کیے جاوین تو اصل معنی کے ضد جو معنی ہے وہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جس نقش کے معنی اوپر ہیں وہ لٹ دینے سے نیچے کے معنی کی طرف دلالت کرتا ہے اور جس نقش کا معنی پیر مرد ہے اگر متقلب ہو تو مرد مردہ پر دال ہوتا ہے اور اس قسم کو حکیم مدوح نے حروف تغیر پر و قابل انقلاب قرار دیا ہے الغرض اجناس حروف ختائی کی اس تفریق کو فرنگستانی علما متعمول تصور کر کے اس بات کی بنیاد قرار دی ہے کہ ختائی حروف کو نقوش مقصد گذار کہنا چاہیے اور یہ نہ سمجھے کہ خود اوس ختائی عالم نے چوبیس ہزار نقوش سے خیکے جنس کی یہ تفریق کی ہے اون میں سے پانچ قسم کے حروف یعنی نقوش پیکری اور نقوش مقصد کنایت نما اور نقوش معنی زیادہ کن اور نقوش گیرندہ معنی ساختہ و لباسی اور نقوش تغیر پر اور قابل انقلاب جملہ میں صرف دو ہزار ہیں لیکن فقط صوت گذار کی قسم کے نقوش بائیس ہزار ہیں غرض ظاہر ہے کہ جب کسی زبان میں نقوش پیکری و معنی کنایت نما صرف دو ہزار ہووین اور حروف جو لفظ سے متعلق ہیں بائیس ہزار ہووین تو اوس زبان کا حرف

وہ سب ہیں برہبط سے اخراج ہوئے جیسا کہ اور زبانوں کے حروف سے ممکن ہے
 لیکن تاکہ برہبط کے معنی جداگانہ کو دریافت کر کے ایک معنی مجمل ہر نقش سے جو کہ مرکب
 اولیٰ با لٹ سے ہے پیدا ہووے تیسرا یہ کہ صورت عجیب جو ختائی نقوش کی ہے
 اور جنہیں جتنی کشین ہیں وہے اگر جداگانہ ملاحظہ کیا وین تو بعض کشن سے فی الجملہ
 ایک طرح کا مقصد اور ہوتا ہے لیکن وہی کشین جب جمع ہو کر کسی ایک نقش میں داخل
 ہو تین ہیں تو مجمل ہونے سے کسی کشن واحد کے معنی باقی نہیں رہتے ہیں اور وہ کشین
 جمع کی جاتین ہیں تاکہ موافق رسم خط کے ایسے میں بصورت اعراب داخل رہنے سے انشا
 طر کے ملے ہووین چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہے کہ ایک ختائی عالم نے اپنی زبان کے
 بالکل نقوش مروج کی چھتھیں مطابق جنس کے جو کہین تو فرنگستانی علما نے اوس تفریق کو
 بنیاد قرار دیکر ختائی نگار کو مقصد گذار قرار دیا حالانکہ اوس تقریر سے ثابت ہے کہ اگر تقریر
 درست سمجھیں تو وہ ایک بڑی قوی لیل ہے کہ ختائیوں کے نگار کو صوت گذار اور لفظی
 چاہیے اور فرخا اگر اس تفریق سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بقول علمائے فرنگ کے
 ختائیوں کے نقش و نگار بالکل مقصد گذار ہیں تو ایک عالم واحد کی راے کا کیا
 اس ختائی حکیم نے جو اپنی زبان کے نقوش مستعمل کو موافق جنس کے تفریق کیا تو ایک
 تمام نقوش یکیری ملقب کیا اور اس قسم میں وہ نقوش تصویر نامہ میں جو کسی چیز پر شبہ
 وسیلے سے دلالت کرتے ہیں چنانچہ آفتاب و مہتاب کی تصویر کے نقوش سے
 مشبہ پر دلالت ہوتی ہے اور دوسری قسم میں وہ نقوش ہیں جنہے خاصیتیں اشیاء کی
 معلوم ہوتی ہیں اور جو دلالت اوپر اول چیزوں کے کرتے ہیں جنکی تصویر نہیں کھینچی
 جاسکتی چنانچہ احدیت کی علامت باعتبار یک رنگی کے خط راست ہے اوسکو اوسی
 بزرگ نے نقوش مقصد کبنا یہ ناما مزو کیا ہے اور تیسرے قسم میں وہ نقوش ہیں جو
 دامن یا محل یا زیادہ نقش واحد سے ہیں اور ترکیب میں اوس نقش مجمل کے ایک معنی

رتے ہیں لیکن بالفعل و عیناً پادری علماء با کمال و فضلاء بے مانند و شمال نے
 ملک چین میں جا کر رہایت غور سے جو دریافت کیا تو دیکھا کہ ختائی نگار کو نقش صوت نکالنا
 لازم ہے اور پادری کو نسا لوئر صاحب نے ان کے نقوش میں علامت گویائی موجود پا کر
 ایک کتاب ختائی زبان کے حروف پنجی کی بنائی ہے اور ان کے شاگرد رشید پادری کالیری
 صاحب نے ایک کتاب زبان لائین یعنی روم قدیم کی زبان میں جو پیشتر ماخذ زبان انگریزی
 ہے اور بدون اوسکی دریافت کامل کے انگریزوں میں کوئی شخص عالم نہیں کہلا سکتا
 تصنیف کی ہے اور اوس کتاب میں صد ہا دلیلون سے اوس فاضل کامل نے ثابت
 کیا ہے کہ اوسکے اوشاد پادری گون سا لوئر صاحب نے جو نقشہ بنایا ہے اور علامت
 صوت یعنی حروف جو ختائی زبان میں پایا ہے سب درست ہیں چونکہ یہ امر نہایت
 وحشت آور ہے کہ وہ بزرگ سب جو ملک ختا میں جا کر رہے اور وہاں کے خبر و حال
 کو لکھا اور کوئی عقدہ نقیر و قطبیر کا بے حل کیے نہیں چھوڑا ہو پھر یہ راز نہیں کہلا اور جو
 چینی زبان سیکھنے اور اوس میں کمال حاصل کر نیکی اون لوگوں سے زبان کی چھت کے
 بیان میں یہ غلطی صادر ہوئی اس واسطے اونکی غلط فہمی کے باعث اور جو نو لکھنا چاہے
 اور اس مقام پر راقم اپنی کوئی دلیل نہ لکھتا ترجمہ بعض مقامات پادری کالیری صاحب
 کی کتاب لائین کا واسطے تشفی خاطر ناظرین تاریخ چین کے درج کرتا ہے پادری
 صاحب مدوح فرماتے ہیں کہ کسی سبب اس غلط فہمی کے ہوئی پہلا یہ کہ فرانسیسی پادری
 سب جو اوائل میں ملک ختا میں گئے اور وہاں کا احوال لکھے وے اکثر چیز کو جو اس
 سرزمین سے متعلق تھی نادور و عجیب قیاس کرتے تھے دوسرا یہ کہ چونکہ علماء فرنگ
 کے ذہن کا مقتضا ہے کہ ہر شے کے اجزا کو جدا کر کے ہر جز کو جداگانہ ملاحظہ کریں
 اور جہاں تک کہ ذہن کو رسائی ممکن ہے تلاش کو وسعت دیوں اس سبب سے اون لوگوں
 نے بسا اوقات حروف ختائی کو جداگانہ ملاحظہ کیا مگر اس واسطے نہیں کہ صوت جسکے علامات

تحریر پڑنے لگی لیکن تنجانون اور مقبروں میں مقصد کی ادا کے لیے نقش پکیری اور منسی
 کیا یہ نامستعمل ہوتے تھے الغرض نقش حرفی یا صوت بسیط گذار سب کے نہایت بہتر ہے
 لیکن اس میں بھی حاجت زیادہ تر سہل کر نیکی باقی ہے اور جب تک سبب اختصار علامت
 کلمات یا حروف کے تحریر میں سرعت تقریر کی بلکہ برق رفتاری خیال کی نہیں پیدا ہو سکتی
 خامی رہ جائیگی کیونکہ مضامین کے صرف لکھنے اور قلمبند کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اس
 عرصے سے سو گونہ زیادہ ہے جو آید مضمون میں ہوتی ہے اور قیاس سے بعید نہیں ہے
 کہ اس کی تدبیر جیسا کہ چاہیے کیجائیگی کچھ کی طرح مختصر تحریر بارض نویسی اہل فرنگ میں جاری
 ہے اور اس کے ذریعہ سے تقریر کے ہر لفظ کو معارف زبان سے نکلتے ہی لکھ لیتے ہیں چنانچہ
 مشہور ہے کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں جو صلاح امور مملکت کی واسطے ہر شہر کے کارگذار
 کا مجمع خاص ہے جب کسی امر عظیم میں اول لوگوں میں گفتگو ہوتی ہے تو ہر شخص کی تقریر
 جو نہیں شروع ہوتی ہے مختصر نو لیس لکھ لیتا اور پانچ چار جملے کا پرچہ ہر کاروں کے ہاتھ
 چھاپے خانے کو روانہ کرتا ہے اور وہاں چند لمحہ میں چھپ جاتا ہے اور اس طرز سے
 سو پچاس صاحبوں کی تقریر جو ادھونوں نے شب کو کی تھی کیونکہ رات ہی کے وقت
 اہل پارلیمنٹ کی جمعیت ہوتی ہے وہ لفظ بلفظ صبح کو اخبار کے کانڈ میں چھپی ہوئی نظر
 آتی ہے الغرض مختصر نویسی کے جب یہ فائدہ ہے میں اور نقش بسیط گذار یعنی ابجدی باوجود
 اس اختصار کے قابل اصلاح کے ہے تو خانیوں کی تحریر کو کیا کہنا چاہیے کہ بعض لفظ
 کے نقش میں ساٹھ یا ستر کشین قلم کی صرف ہوتی ہیں سو اسے اسکے جو شخص دوسرے
 ملک کا جیسا کہ فرنگستانی یا ہندوستانی ان کی زبان کو سیکھا چاہے تو انواع طرح کی دقتیں
 و پریشانیں اور طبیعت کو پریشان کرتی ہیں خصوصاً اکثر فرنگستانیوں نے جو خانی
 زبان کی خاصیت اور نقوش کی وضع کو بیان کیا تو یہ لکھا کہ نقوش الفاظ مانجا و سکھ میں
 بعض نقش پکیری اور اکثر نقش سب ادا کا کنا لوان سے

آتمین الغرض قسم نقش مقصد گزار کی یہ دو تقسیمیں یعنی نقش پیکری اور نقش کنایتی ہیں۔
 دوسری فصل جو استادوں نے تحریر کی بنائی ہے اس کو نقش صوت گزار یا صوت لفظی
 کہنا چاہیے اور اس کے وسیلے سے صوت کی نمائش ہوتی ہے اور ہر لفظ جو زبان کی حرکت
 کے ساتھ ہے گویا ایک ہوائی وجود پاتا ہے اور صرف کان کو اس کے وجود کی خبر ملتی ہے
 اس لفظ کی علامت تحریر کی جاتی ہے یعنی صوت مجسم دکھائی دیتی ہے غرض نقش صوت
 کی تین قسمیں ہیں پہلی کو نقش کلمہ گزار یا نقش کلمہ نما کہا جاتا ہے اور اس سے ایک کلمہ
 تا متر بغیر نظر اور ہر حرف ابجدی کے جس سے اس کی ترکیب دی ہوئی ہوتی ادا کیا جاتا
 چنانچہ علوم ہندسہ و میت وجہ و مقابلہ اور دوسرے فنون میں جو علامتیں ہیں ان کے
 نقش کے ایک معنی خاص ہیں اور ان کی صورت دیکھتے ہی فوراً جو مخصوص معنی اس سے ہضم
 ہوتا ہے اس میں آتے ہیں اور اس نقش کلمہ نما میں چنی زبان کی تحریر ہوتی ہے۔ دوسری
 قسم نقش صوت گزار کو نقش تفصیلی کہا جاتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ ایک حرکت
 زبان سے صرف ایک ہی منہج ہوتا ہے اس ایک خروج صوت کی نقش کو نقش بند کہنا
 مناسب ہے غرض اہل جاپان اور اس کے اطراف کے جزائر میں تحریر کی یہی صورت ہے
 اور قدیم ہندوستان میں اس کی ترکیب کی ہے۔ تیسری قسم نقش صوت گزار کو نقش حرفی
 یا نقش صوت بسیط گزار یا نقش ابجدی کہا جاتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ بسیط
 کلمہ یعنی بسیط لفظ کا نقش ہوتا ہے اور ہر نقش کا نام حرف ہے غرض زبان عربی و
 پارسی و انگریزی اور دوسری زبان کی تحریر نقش ابجدی ہے۔ غالب ہے کہ ابتدا
 آبادی دنیا میں جب جہل کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اس ایام میں حالانکہ گفتگو کرنے
 الفاظ کلمے سے مطلب کو ادا کرتے تھے لیکن جب کوئی بات قابل یادداشت کے ہوتی
 تو اس کو نقش پیکری یا نقش کلمہ مقصد گزار سے قلمبند کرتے تھے اور بعد اس کے جب
 چرچا علم کا کچھ پھیلنا تو نقش کلمی اور نقش تفصیلی میں کتابوں کی اور دوسری چیزوں کی

ملی کی جلی ہے اس لحاظ سے اس کی تصویر دیکھتے ہی خیال اس کی عادتوں کا ہوتا ہے سید علی
 سے تیر و کمان اور تلوار آلات جنگ و پیکار میں اس کی تصویر سے خیال جنگ کا فوراً ذہن میں
 گزرتا ہے چنانچہ ایک نقل نہایت بر محل راقم کو اس وقت یاد آئی کہ جب ایک تاریخ جو یونانی
 زبان میں لکھی ہوئی ہے مطالعہ میں آئی اس کی چوتھی جلد کے ایک سو پینسویں باب میں یہ حکایت
 دیکھی کہ جب دارشاہ ایران ملک تاتاریں یورش کرنے کے قصد سے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا تو سردار
 تاتار نے اپنے ایلچی کی معرفت ایک چڑیا اور ایک چوہا اور ایک میڈک اور پانچ تیر دار کے
 پاس بھیجے غرض معنی اس سوغات کے یہ تھے کہ اگر شل چڑیا کے تم ہو امین اور جاسکویا
 شل چوہے کے زمین جا چھو یا شل میڈک کے پانی میں غوطہ مار کے تہ آب ٹھہر رہو تو
 تمہاری خیریت ہے ورنہ تاتاریوں کے تیرون سے ہلاک کیے جاؤ گے چنانچہ ایرانی فوج میں
 جو داناستھے او تھون نے سوچ کر یہی مطلب نکالا اور دارا کی خدمت میں یہاں تک گزارش
 کی کہ وہ ناخست سے باز آیا اور صلح کر کے دارالامارت کو بچھ گیا۔ اس نقل کو راقم نے تاریخ ہیرا
 جو یونانی زبان میں ہے دیکھا ہے۔ الغرض نقش ایمانی کی صورت یہی ہے اور قدیم ملکوں میں
 مقبروں پر نقوش ہر وضع کے دیکھنے میں آتے تھے اور علم علی مخصوص غافل اس کے معنی
 اس طرح پیدا کرتے ہیں مگر بعضے نقش کے مطالب کا سمجھنا نہایت دشوار ہے یا بہت فکر
 سے مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ جتنے کی ساخت میں ظاہر نہ شروع نہ آخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ
 جو ردیکھنے میں نہیں آتا ہے غرض اس کی تصویر گویا علامت مداومت اور لا انتہائی کی ہے
 اور چشم انسان کا نقش اگر درمیان ابروؤں کے ہیے تو خداوند عالم کی ہمہ دانی اور علم کامل
 کا معنی نکلتا ہے الغرض یہی دو طور نقش پیکری اور نقش کنایہ نمائی نہایت قدیم ہیں اور مصر
 و ختا اور ہندوستان اور دوسرے مقاموں پر جہاں انکے بادشاہوں اور ایرانی سنی
 شاہی سلطنتوں کے خرابہ ہیں اور انکے یہ آثار اگر نہ ہوتے تو ان کے وجود پر لوگ شک کرتے
 مگر ان ملکوں میں ہر طرح کے نقش معنی نمائندہ اور ایرانی عمارتوں پر دیکھتے ہیں

واسطے لوگ اپنے دوست آشناؤں کے ساتھ دنیا کے اوس کنارے سے گفتگو
 کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوتا ہے سوائے اسکے جو بات معقول یا غیر
 معمول کہ کسی کی نظر سے گذرتی یا اور طرح سے احاطہ علم میں آتی ہے سبکی خبر عالم میں پھیلتی ہے
 غرض فلاسفہ یونان و فرنگستان اور عرب اور ہندوستان نے اوس ایام کا جس میں تحریر کی بنیاد
 ہوئی بہت سا تفحص کیا لیکن کچھ معلوم نہوا اور بیان تک یہ امر معدوم الخبر ہے کہ بعض حکما
 بہت سی تلاش کتب تاریخ اور تذکرون میں کر کے اور مختلف روایتیں اور عجیب و غریب حکایتیں
 ہر جگہ سے پاس کے آخر کار جب کہیں ٹھکانا نہ لگا حیران و لاچار ہو کر اسی بات پر قصہ کوتاہ کیا
 کہ ابتداء سے آبادی دنیا میں کسی بزرگ کو الہام ربانی ہوا تھا اوسکی یہ ایجاد ہے غرض باوجود
 اسکو کہ شروع اسکی معلوم نہیں لیکن معقول بات یہی ہے کہ یہ امر غیبی نہیں ہے بلکہ کے خاص و عام
 ایک نوع کا نقش جاری ہو جسکو استعمال میں تحریر کہتے ہیں اس نقش کی سب قسموں کو استادوں نے فصلوں
 میں جمع کیا ہے پہلی فصل کی دو اور دوسری فصل کی تین قسمیں مقرر کیں غرض پہلی فصل کا نام صفت کے
 اعتبار سے نقش معنی نما رکھا اور اوس قسم کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ اوس نقش کے دیکھنے
 سے جس مقصد کی گزارش منظور ہوتی ہے فوراً بوسیۃ بنیائی فہم میں آجاتا ہے اسطور کے
 نقش کی پہلی تقسیم کا نام معنی کی اعتبار سے نقش پکیری ہے اور اوسکی صورت یہ کہ گھوڑے کی
 تصویر دیکھتے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مقصد اوس نقش کا یہی ہے کہ گھوڑا کیا خیال و
 میں گذرے غرض اس طرح جس چیز کی تصویر نظر آتی ہے اوہیں فوراً اوسکا خیال گذرنا
 و نقش معنی نما کی دوسری تقسیم کا نام نقش ایمائی ہے اور اوسکا حال یہ ہے کہ اپنے مقصد کو
 اوس نقش کے وسیلے سے ادا کرتے ہیں لیکن جس چیز کی صورت کھینچی جاتی ہے اوسکی حیثیت
 یا جلی عادت یا اور کسی کیفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ خاص و عام کو معلوم ہے کہ
 شیر ایک درندہ منحور ہے اس لحاظ سے شیر کی تصویر دیکھتے ہی خیال اوس جانور کی
 بے رحمی کا فوراً ذہن میں آتا ہے اسی طرح چونکہ معلوم ہے کہ خیانت کرنی اور عداوتی

جنہوں نے جنگاہ میں اپنی نمود کی تھی غرض رفتہ رفتہ اونکی اولاد میں تقسیم ہوتے ہوئے اب
 اونکے پاس کچھ باقی نہیں رہی سوائے اسکے ہر قوم میں سپاہی لاواں و بنیکر ہوتے ہیں اور چونکہ
 غایتہ اونکے پیشے کی موت ہے۔ اسلئے اونکا قول ہے کہ جان رہے جان رہے اور جو دم
 گزرے ہنستے کھیلتے گزرے غرض اونسے اور مرگ مفاجات سے ہر وقت سامنا رہتا ہے
 الغرض اہل تاتار بھی محض لاواں اور عیش طلب نسل اور سپاہیوں کے ہوتے ہیں اور جب انکو
 مزاج کا یہ حال ہے کہ جو خیال ہے سو حال ہے اور آئندہ کا مالک خدا ہے تو پھر دولت سے
 اور اون سے کمان علاقہ باقی رہا کیونکہ زور و فکر تو امہین + چونکہ تیسرے درجے کی رعیت علما
 اور طلبہ علم ہیں اور کسی نے طالب العلم یا عالم کو کمتر امیر دیکھا ہے اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ یہ بیچارے حسب قدر علم سے رغبت رکھتے ہونگے اتنی ہی مفلس ہوتے ہونگے غرض چوتھے
 درجے والے رعایا لامہ اور خادمان دین ہیں یہ بے شک دولتمند ہیں کیونکہ تفرقہ اور نہیں نہیں ہے
 اور جان سے جو حاصل کر کے لاتا ہے ایک جگہ جمع کرتا ہے اسلئے اونکی قوم میں جو دولت ہے
 ختامین کہیں نہیں ہے غرض فتنہ و فساد برپا کرنے اور مملکت میں ہرج و مرج پیدا کرنے کو خصوص
 ختمائے ملک میں جان سرکاری جاسوس گھر گھر بچھرتے ہیں اسطرح کی دولت کار آمدنی نہیں ہے
 کیونکہ اہل مرعظیم کے حاصل کرنے کے لیے پوشیدگی چاہیے اور جان سب کو بیان تک کہ تو
 عام ہے اور چھپ نہیں سکتا و مان کا احوال گویا بازار کا چرچا ہے اور کھیتی کرنے والے جو
 پانچویں درجے کے رعایا ہیں حالانکہ سرکاری شفقت اور عنایت بادشاہی اونکے حال بہت
 ہے لیکن یہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کسی پاس اتنی زمین نہیں ہے کہ کشتکاری کر کے
 معاش پیدا کرے اور چونکہ خباہت زرخیز اور تھوڑی سی زمین میں بہت سا حاصل پیدا ہوتا ہے
 اس سبب سے اتنی خالصت کی گدازان اوقات ہوسکتی ہے علیٰ ہذا القیاس اہل حرفہ اتنے
 میں کہ خوب قوت بلذو سے آٹھ آنہ روز حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فن میں بہت چالاک اور کا
 ہیں اور انہیں سے اکثر ایسے مفلس ہیں کہ لوگوں کا کام فقط دو وقت کے کھانے پر کرتے ہیں

خادم پانچویں کے زراعت پیشہ چھٹے کے اہل حرفہ اور ساتواں سب سے چوتھا رتبہ ارباب تجارت کا ہوتا ہے سواختہ کے ہر ملک میں سو پچاس آدمی ایسے دولت مند ہوتے ہیں کہ پادشاہ کو ضرورت کی وقت قرض دیتے ہیں لیکن حکماء خزانے دنیا کو محل خطر اور اہل دنیا کو مایہ سہ سے بدتر سمجھ کر ایسے قاعدے مقرر کیے ہیں کہ کسی رعیت سے سلطنت کو خطرہ نہیں پہنچتا۔ مذکور کیا ہے کہ ختامین موروثی امارت نہیں ہے اور یہ بڑا سبب ہے کہ دولت کسی شخص کے گھر میں قیام نہیں کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اولاد کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور چونکہ دستور ہے کہ ترکہ آبائی سب لڑکوں کو برابر ملتا ہے کسی کے ہاتھ باپ کی سب دولت نہیں آتی ہے تیسری وجہ رعیت کے پاس زیادہ دولت نہ ہونے کی تب معلوم ہووے جب تفصیلاً سرورجے کی رعیت کی حقیقت حال بیان کی جاوے چنانچہ اول درجے کے مانڈین ہیں اور ان کا حال آگے مذکور ہو چکا ہے یہ سب غرباء کے لڑکے ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے گھر سے کچھ لیکر نہیں آتے جو کچھ برسوں میں حاصل کرتے ہیں وہ نوکری کے وسیلے سے اُسپر بھی اگر دستبرد ہوتا کہ اپنے وطن یا اس کے قریب کسی ضلع میں خدمت ملتی تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے جانا کی ضرورت نہیں ہوتی تب اپنے گھر میں ماہ بامہ کچھ بھرتے اور زمینداری مول لیتے اور رفتہ رفتہ معاش کو بڑھاتے لیکن جب مسافت بعید پر انہیں جانا پڑا اور سارے گھر کو ساتھ لے جانا پڑا تو اس بیگانہ جاگیر میں معاش غیر منقولہ کر نہیں سکتے اور معاش منقولہ ناپایدار ہوتی ہے اور فرض کیا کہ مانڈین نے روپے بھی جمع کئے لیکن اتنی فراغت کیو کہ حاصل نہیں ہوتی کہ زیادہ پس انداز کرے اور اگر کسی مرتشی نے کچھ لیا بھی تو جاسوس سرکاری فوراً خبر دیتا اور وہ سارا مال چھین جاتا اور خزانے میں داخل ہوتا ہے ہر حال اگر ایک مانڈین نے جمع بھی کیا اور مر گیا تو اس کے لڑکوں کو فقط باپ کی جمع پونجی کرنا ہوتا ہے اس طرح گنج قارون بھی بیٹھے بیٹھے آدمی تمام کر سکتا ہے اب دوسرے درجے والے اہل سیف کا حال سمجھ لیجئے کہ وہ کون سی صورت معاش کی رکھتے ہیں جس ایام میں مانچو تارنے ملک خٹا کو سر کیا جاگیرین اول سرداروں اور سپاہیوں کو ملین کہ

گھٹا کے اوکے منصب سے اوسکو گرا دیوے اور جبکی خفت اور تنگ غرت اسطرچہ ہوتی ہے
 اوس بیچارے کو اپنے پروانوں کا سرنامہ اس عبارت سے خود لکھنا ہوتا ہے بین فلان شخص
 غلام نے درجے سے غلام نے رتبے تک نازل کیا ہوا حکم ناطق یون اجرا کرتا ہوں غرض جس غیر سے
 کو دوش میں نعرہ روز اسطرچہ سیروانہ لکھنا ہوتا ہوگا تو ہر دفعہ ایک صدمہ روح کو پہنچا ہوگا آخر
 جب کوئی اسطرچہ ذلیل کیا گیا اور اسکے بعد نیکنام ہوا اور ناظم نے اوسکی تعریف حضور میں
 لکھ بھیجی تو پھر اوسے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور حالانکہ دستور ہے کہ کسی حاکم کو اوس شہر
 یا موضع میں جہان کا وہ باشندہ ہوے یا جہان اور اسکے بہت سے خویش اقربا ہوں خدمت
 سرکاری میں ملتی لیکن جب کسی شخص نے مدت تک نیکنامی سے نوکری کی اور تنگ حلالی میں بیٹھا
 بال سفید ہو گئے تو اوسکو اپنے وطن کا عہدہ ملتا ہے اور یہ بڑی سرفرازیوں میں داخل ہے کیونکہ
 جو شخص پیری میں اپنے گھر رہتا اور پوتوں اور نواسوں کو ہر گھڑی اپنی آنکھوں سے دیکھتا کرتا
 اور آخر عمر میں اپنے بچانوں کو اپنا آرام جو اور خدمت گزار پاتا ہے اوسکے برابر نصیبورکون ہے
 جس طرح اہل قلم کے لیے جہاں سرفرازی ہے اوس طرح اہل سیف کیواسے سخت شہرت و سیاحت
 اونکے کردار کے ظہور میں آتی ہے جب فتنوں کی فوج لڑائی پر جاتی ہے وہ فی تنخواہ سبکو ملتا
 تا اونکے آل و عیال کو کھانے پینے کی پریشانی نہوے اور دستور ہے کہ اگر کوئی ماں باپ
 اکیلا بیٹا یا کدو سکی بیوہ مان ہووے تو اوسکو لڑائی پر نہیں بھیجتے اور جو بہادری کر کے مارا
 جاتے ہیں اونکی بڑی قدر کی جاتی ہے اور اونکی چور و اور بیٹے کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے
 اوسکے ہتھیار گھر بھجوائے جاتے ہیں تا بنبرگوں کی قبروں کے پائین دفن ہووے یہ عوام
 کیواسے ہے لیکن سرداروں کے لیے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور اونکی لاش کو مصالح دیکے اور
 گھر بھیج دیتے ہیں اور اونکی حرمت کے موافق ویسے ہی شان اور تکریم کے ساتھ اونکی لاش رو
 بہتی ہے و ختامین رعایا کی سات قمین با درجے ہیں اول درجے کے فضلا یا اہل قلم و
 تہ کر، اسف، کٹا، علم جو تھے کے لاما اور دیورون کے دوسرے فرقوں

پاہا کہ ایک قلم موقوف کیجیے اور سپر حکام اون سے نہ لیجیے اور مجلس امن مطلق جانے نہ دے
 اور چند روز مستورات اون کے عہدوں پر متعین رہیں لیکن جب کام کے انجام میں خلل واقع ہوا مجبور
 سے خواجہ سزاؤن کو پھر دخل دیا لیکن نہ ویسا جیسا کہ آگے تھا پھر ہی بیگمات کے سبب سے ایک
 اون میں ایسا پیش رہتا ہے کہ وزیروں کی خیر او سکون ملائے رکھنے سے ہے اور جب تک وہ جہا
 رہتا ہے یہ بگڑے نہیں غرض یہ بنیادوں کی ایسی بل گئی کہ اب اون کا قائم ہونا محال ہے اور
 نام ختامین چہ سات شہر خواجہ سر اسہنگے اور عمدہ اور کوشنغور اور اسکے عزیزوں کے یہاں
 فغات اور گورستان کی داروغگی اور مجلس کی درباری اور درباریان مرد و عورت کے درمیانی ہونیکا
 ہے دارالامار پچپین میں ہر سال فقور کی طرف سے جہتہ می جیتی ہے اور اس تقویم کو در
 بکو عیسائی پادری مقررین اس میں خسوف و کسوف کا ذکر ہوتا ہے یہ تو سال بسال چلتی
 ہے لیکن چپین میں روزانہ ایک اخبار پچاس ورقوں کا جاری ہے اور فقور کے حکم اور
 ام اور حکام کے ہر ضیاع اور اون کے نقشوں کی صورت حال اور ہر موضع اور شہر کی کیفیت اور
 وقتے بڑے اندر سون کی بجالی اور مغربی اور سرکاری کی چہین اور تمام خبریں نیک
 ملک کی اس اخبار میں چپتی ہیں چہر صوبہ دار کا خطاب آو سو ہوتا ہے اور وہ اپنی
 سید میں مثل بادشاہ کے فرمان روا ہوتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو پانچ چہر ہزار لوگ
 ایک جادو میں ہوتے ہیں رعایا گھٹنے کے محل سے پھر کولش کرتے ہیں جیسا کہ فقور کے
 حور میں مقرر ہے تمام تحصیل اوکے پاس داخل ہوتی ہے اور وہ اپنے سب محکوموں کا
 جو غم کر کے باقی کو سرکاری خزانے میں بھیج دیتا ہے اور چنی کچہریاں اور ایک کار صوبہ
 میں سب اوکے تابع ہوتے ہیں جیسا کہ چہتا ہے گھٹانا اور جیسا کہ چہتا ہے بڑا ہوتا ہے
 جہد خونی کو واجب قتل تجویز کرتا ہے فقور سے اجازت منگوا کے قتل کرتا ہے اور یہی
 تامل و میں جاری ہے چہتا کے اہلکاروں کے درجے ہوتے ہیں مثلاً اگر ایک شخص
 قتل کیا اور اپنے فریاد میں وہی درجے کا ہوا تو انتہائی کم ہے کہ اس سے نہیں یا چار درجے

اور چالوسی کر کے خضر تک پہنچا تب شہنشاہ کی ایک حرم نے جبکہ نام پوس تھا اور غفور ایک سو
بہت غریز رکھتا تھا اس خواجہ سرا کے وسیلے سے بادشاہ بگم کی ایسی برائیاں غفور کے کان تک
پہنچائیں کہ اس نے مرید نے بیچاری کو طلاق دے اور اس کے عوض آپسی سے نکاح کر کے شاہ
بگم بنایا غرض جب اس کی مراد ملی اسی خواجہ سرا سے ناسزا کو اس نے محسوس کا بالکل اختیار دیا
گویا نواب ناظر پہلے وہی بنا اگر فقط اسی ایک نکتے تک یہ عہدہ رہتا تو اتنی بلائیں خفا پر نازل
نہو تیں لیکن رفتہ رفتہ اسی بد ذات عورت نے تمام بڑے بڑے عہدے خواجہ سراؤں کو دلوے
سیان تک کہ خود غفور شطرنج کے بادشاہ کی طرح بادشاہی کا فقط نام ہی رکھتا تھا اور یہ سب جہ پچا
سو کرتے تھے جب روز بروز ان کا اوج ہوا اکثر دنیا پرستوں نے قطع آلت کرنا طالع کی یاوری
سمجھی اور لڑکوں کو خریدا اور خواجہ سرا بن کر غفوروں کے سرکار دخل کرنے لگے یہاں تک کہ بہت
امیر اپنے چھوٹے بیٹوں کو خواجہ سرا بن کر غفور کو نذر کرتے تھے تاکہ مزاج سلطانی میں زیادہ دخل
ہو سکے اور اپنا آدمی ہر وقت بادشاہ کے پاس رہے بعد چند روز کے خواجہ سرا محاسب کو چاہتے
نہنور بناتے اور ہمیشہ اپنی قوم سے ایک کئے وزیر اعظم کرتے تھے حسب وقت اس تاریخ کی دوسری
ملاحظہ سے گذریگی مفصل معلوم ہو گیا کہ کیا فوراؤں لوگوں نے خاتین برپا کیے غرض
اس تمام کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ جب مانچوتا رجب مالک ملک ہو سکے خواجہ سراؤں
کی دولت اور اقبال کا آفتاب شروب ہو گیا اور روز سیاہ اوبار کا ان کے دیکھنے میں آیا اور
مانچوتا رجا کا دوسرا غفور کان جی جب کم عمر تھا اور نائب سلطنت اس کے اہل قرابت میں
امیت شمس تھا اس وزیر نے اسی ہزار خواجہ سراؤں کو مخلوں سے نکال دیا اور تانبے کی بڑی
مجارسی ایچ پر ایک قانون لکھ دیا کہ اتنا رے عہدہ دولت میں خواجہ سرا کو عہدہ جلیا کبھی نہ
یہ پتہ ہنوز موجود ہے جب غفور بالغ ہوا اس نے اپنے نائب کے قانون کو بحال رکھا اور
مناسب جہ بکر خواجہ سراؤں کو زیادہ ٹوڑا اور اپنے لڑکوں کو اس باب میں بھیایا کہ اس کی اولاد
ہرستہ کر اس باب کو ہمیشہ شریعت نہیے غرض بعض بعض غفوروں نے

رکھا جائے اسی لیے جو صاحب زراعت ناموری حاصل کرتا اور سر فراز ہوتا ہے، اوسکا
 ام اوس مکان میں بعد مرگ کے لکھکر رکھا جاتا ہے اور غفور وہاں جا کر اوس تختی کو سجدہ کرتا
 اور وہاں جلاتا ہے جس طرح سے اپنے بزرگواروں کے نام پر رسومات کو ادا کرتا ہے، وہ غلام اور
 نوٹدی خریدنے کا دستور ختامین آگے نہ تھا مگر چھ شخص ہر قبائون کی رو سے غفور کے
 بند بچلے میں داخل ہوتا وہی غلام ہوتا تھا لیکن جب غربا کی اولاد کثرت سے بڑھی اور غلیبی منکر
 حال ہوئی غلام و کنیز کی خرید و فروخت شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ پھیلی یہاں تک کہ دستور ہو گیا
 اور جب حکمائے دیکھا کہ بائع اور مشتری دونوں کو آرام ملنے لگا اور آقا نے اپنے بندوں کو مثل
 فرزندوں کے پالنا شروع کیا تو انہوں نے بھی جائز رکھا مگر یہ قانون جاری کیا کہ اگر غلام زر خرید
 کو آقا کے آگے لاوے تو آزاد ہونا اوسکا ممکن تھا لیکن جب تاتاریوں کا دور ہوا تو یہ قانون سوخ
 ہوا اور اب جو غلام ہوتا ہے مدت العمر ویسا ہی رہتا ہے جس نے خاکی قدیم تاجمین نہیں
 دیکھیں اوسے کسی اور ملک کی تاریخ سے نہیں معلوم ہووے گا کہ خواجہ سرا کی بنیاد کب سے
 اور اگر کسی تذکرے میں کیسی نظر سے گذرا ہو تو خیر لیکن نامہ نگار نے کہیں نہیں دیکھا حالانکہ اوقاف
 اپنی دس برس کے سن سے چھپیس برس کی عمر تک جواب ہے تاریخ بینی میں صرف ہوتی
 انحضرت یونان قدیم اور روم قدیم کی تاریخوں میں اور پیمبروں کی حدیثوں میں خواجہ سراؤں
 کا حال سبجرا ایک دو مقام کے دیکھنے میں نہیں آیا اور چونکہ اون لوگوں کا دور ایک وقت میں
 ملکوں میں ہوا ہے اور خصوص ختامین اون کے نجات کا سارا کئی باج چکا ہے اس واسطے اور
 حال کو اس جگہ پر تفصیلاً لکھنا چاہیے کہ قریب ساڑھے چار ہزار برس کے ہوا کہ ختامین عضو
 تناسل کاٹنے کی سزا زانی اور سرکش کے لیے مقرر ہوئی تھی اور جو اوس افیت کے بعد زندہ
 رہتا غفور کے محل سراؤں میں خاک رونی اور داربانی اور دوسری پوج خدمتوں میں مقرر ہوتا
 اور یہ لوگ مدتوں اسی صورت پر رہے غرض جب حضرت عیسیٰ کے سات سو چالیس برس پیشتر
 غفور یونان میں بھیجا اور عورت کا مطیع اور فرمان بردار بہت ہوا ایک خواجہ سرا زبانی اونچی

میں اور شاوی سیاہ میں سب کو تکلف کر سکی اجازت ہے لیکن اور دونوں میں جہاں کوئی دستور کے
 احاطے سے باہر گیا سزا کے دائرہ کے اندر آیا چ ساخت مکانات و عمارات میں علیٰ ہذا القیاس رابطہ
 ضبط ہے اور اپنے اپنے مرتبے کے برابر سبکو مکان بنانا ہوتا ہے اور جو تکلفات معماری میں تجاویز
 میں کیے جاتے ہیں فقور اپنے دو تہانے میں نہیں کر سکتا۔ باب سابق میں بیان ہوا ہے کہ کشکول
 میں بڑی عزت ہے چنانچہ فقور کو مل جوتے میں ننگے عارضین ہے اور اس فرتے کے آدمیوں کو
 ہوتا ہے دوسروں کی نسبت دوئی سزا جاتا ہے اور اگر کبھی کسی خراج نے نالش کی کہ اس کی مصیبت
 کے وقت شہر کا حاکم خبر گیران نہیں ہوا تو موافق دستور کے مقدمے کے فیصل ہونے تک کس کا
 عہدوں سے معطل کیا جاتا ہے یہ نہ سمجھا جاوے کہ حسب طرح اور ملکوں کے کشکول اکثر جاہل اور اوش
 ہوتے ہیں اور بعض طرح ختامین بھی ہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ علم کے حاصل کرنے کے لیے متعدد
 مکتب ہائے سرکار کی طرف سے ہرکانوں میں مقرر ہیں اور تمام امیر و غریب کو سب علوم کیسا تعلیم
 کیے جاتے ہیں اسکے بعد میں فقوریان چین نے تمام صوبہ داروں اور حکام شہر و فرمان حصار
 کیا کہ جنگی تخت میں جو شکار نیک نہاد اور زراعت کا سلیقہ یوں سے بہتر جانتا ہوا دیکھی اور
 حضور میں ہر سال کیجاوے تاکہ وہ سرخراز ہووے اور دوسرے لوگ سرکار کی شفقت و عنایت
 دیکھ کر سبقت کریں اور حقیقت میں ایسی سزا ہی ہوتی ہے کہ غریب صاحب آبرو کے واسطے
 بادشاہت کا مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ سبکو سرفرازی ہوتی وہ ناظموں اور حاکموں کے برابر
 چاہی سکتا ہے اور مانڈیرن کا لباس پہنتا ہے اور جب تک جتیار رہتا ہے وہی عزت پاتا
 اور بزرگ کے بعد اسکے تابوت کے جلو میں امر چلتے ہیں اور اسکا نام ساتھ خطاب کے لوح پر لکھ کر اوس
 مکان میں جہاں خانی اپنے بزرگوں کا نام تختیوں پر لکھ رکھتے اور ہمیشہ جا کر سجدہ کرتے اور
 لبان جاتے ہیں رکھا جاتا ہے چونکہ ہر ایک خاندان واسلے چھوٹے بڑے اپنے اپنے بزرگوں
 نام تختی پر لکھ کر ایک جہی مکان میں رکھتے ہیں اور فقور کے دو تہانے کے قریب ایک
 مکان مخصوص اس واسطے ہے کہ جو لوگ نمود پیدا کریں اور کانا نام بعد موت کے ان میں لکھ

اول تو شاید ہزار قلم سے لکھی نہیں جاسکتی اور اگر لکھی جاتی تو مثل افسانہ کے مغایم ہو دیکھی
 حاصل یہ ہے کہ فقور اپنے مالی و مالی کے ساتھ اوس روز نماز کے لیے صدر مسجد میں جاتا ہے اور
 چونکہ تمام رعایا کا قبلہ گاہ ہے مسجد میں بیرون سبکی طرف سے رہتا اور دعا مانگتا اور سب کا قصور
 اپنے ذمے لیکر معاف چاہتا ہے جب فقور وہاں سے پھر کر دو تھانے میں آتا ہے ناچ اور ننگ
 اور کمانا پینا شروع ہو جاتا ہے اور تمام شہر میں عیش و عشرت کی دھوم مچتی ہے اور اسطوریہ قریب
 مذہب کے موافق تہائی یعنی پروردگار کی نماز اس سلطان کے ایام میں ایک دن ہوتی ہے
 دوسرا دستور قدما کا تھا کہ اوس ملک میں اسطور پر جاری ہے کہ شروع بہار میں فقور ہل جاتے
 اور کھیتی کر نیکو سیانک یا ننگ یعنی قدیم کشت کاروں کے میدان میں جاتا ہے اور اوسکا سامان
 اسطرح چھوڑتا ہے کہ جب تین دن اوسے باقی رہے فقور تین اقربا اور نوامیر دن کو حکم کرتا ہے
 کہ دس روزہ اور پندرہ گاری اور عبادت کر کے قابل رسومات کی شرکت کے ہو دیں اور خود
 فقور اس ریاضت شاقہ کو سب سے پہلے اختیار کرتا ہے اور جب روز کہ اس رسم کی ادا کی صبح
 ہوتی ہے فقور کی سواری اوسے دھوم اور تکلف سے نکلتی ہے جو پیشتر مذکور ہوا ہے اور
 عند مسجد کے قریب وہی میدان جسکا ذکر ہوا چار دیواری سے گھیرا ہوا اسی رسم کی ادا کے
 لیے مخصوص ہے فقور اوسکے اندر داخل ہو کر بہت سامان سے تہائی یعنی پروردگار عالم
 کی نماز کرتا اور بہت سی خیرین پھل اور اناج کی قسم سے نیاز دیکر اوس رسم کی ادا کرنے میں متوجہ
 ہوتا ہے چائیس کھیتی کرنیوالے فقور اور اقربا کے ہاون کو لیے رہتے ہیں اور جب فقور
 ایساں شاہانہ اوتارا اور زراعت کرنیوالوں کی پوشاک پہنی تو ایک ہل سامنے آتا ہے اور
 فقور اپنے ہاتھ سے ہل کو تمام کر مثل اون لوگوں کے جو تہا شروع کرتا ہے اور انہیں امر
 دو شخص تخم زریزی کرتے ہیں جب کھیت کے ایک کونے کا دیو پھر اسطرح چھوڑتا ہے فقور
 ہل کو چھوڑ کر کنارے بیٹھتا اور اونکے قینوں اقربا ایک ہل لیکر جوتے اور بوتے ہیں جب اونکی
 باری ہو جیتی ہے جتنے فزارع کہ وہاں جمع رہتے ہیں اور وہ لوگ لاکھوں ہی ہوتے ہیں سب

لذت چیزوں سے پرہیز کرے اور پارسا اور محتر ز رہے اور سوا عبادت کے کسی کا دنیوی من
 مغول نہ ہووے اور قطعاً ترک لذات کرے تاکہ داخل حسنات ہووے اکثر لوگ اس پر عمل کرتے
 ہیں اور غفور و ربّار کے تمام امور ات خانگی اور ملکداری کو معطل رکھ کر تین شبانہ روز گوشہ گزین
 ہو کر وظیفہ اور دعا پڑھتا اور سوا اوبالی چیزوں کے کچھ نہیں کھاتا ہے جسے وزیر باز ہوتی ہے
 لی اصباح غفور کی سواری نہایت دیوم و دام سے نکلتی ہے پہلے کئی ہزار نشان بردار پر
 پوشاک زربان پہنے اور سونکی مرصع اور جواہر نگار چھڑیوں پر نشان اور رائے دور و قریب
 اور اونکی قطار کا طول چار ہزار قدم سے زیادہ ہوتا ہے اونکے بعد ماہی اور مراتب والے اور
 سیا دل اور ہزاروں برجھی بردار زرین نگار برجھیاں لیے ہوئے نشان برداروں کی قطار
 کے پیچھے چلتے ہیں اور اونکے بعد غفور ہوا دار جواہر نگار پر سوار رہتا ہے جسکے اوٹھلنے والے
 اوبائی تین ہزار کمار ہوتے ہیں اور قیمتی کجواب اور اطلس کا لباس اونکے گلے میں ایسا ہوتا ہے
 کہ وہ معلوم ہوتے ہیں غرض شہنشاہ کی سواری کے پیچھے شانہ دار ہے اور غفور کے غریزہ آواز
 ایک سے ایک اپنے کو آراستہ و پیراستہ کئے ہوئے پیادہ پادشاہ آہستہ آہستہ قدم قدم پا رکاب
 میں رہتے ہیں اور بعد اونکے وزرا اور امرا اپنے اپنے مرتبے کے موافق نزد جواہر سے لے
 ہوئے اوسے چال سے اقرباے غفور کے بعد جلو میں چلتے ہیں اور سبکے پیچھے لاکھوں اہل شہر
 چھوٹے بڑے اپنے کو تھے الامکان نبائے ہوئے جلوس کے ہمراہ رہتے ہیں غفور کی سوا
 کے آگے باجا بجا جاتا ہے اور سیکڑوں خوش گلو تال ٹھٹھالے ہوئے ایسی خوش انداز شیریں
 آواز سے لاتے ہیں کہ مرغان سحر کے چھپوں کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور یہاں تک خوش
 آوازوں کی جادوگری کام کرتی ہے کہ اوس جمعیت میں کہ کئی لاکھ آدمی کی ہوتی ہے ایک
 آواز خل انداز کہیں سے نہیں آتی اور جب موقع موقع سے گانا بجانا ایک دولہے کے لیے ہوتا
 ہوتا ہے اوس بڑی جمعیت میں بیابان کا شائہ ہو جاتا اس طرح سے دل بہوں کا محو ہو جاتا ہے
 اور کان اوں صداؤں کا مشتاق اوس طرف متوجہ رہتا ہے الغرض اس جلوس کی کیفیت

خرید کر کے اپنے مذہب میں لائے الغرض اہل اسلام کی بڑی کثرت ختمین ہے اور بہت سے
 شہر صرف انہیں سے آباد ہیں اور کسی غیر مذہب والے کو اپنے جوار میں بسنے نہیں دیتے لیکن
 جب طرح سے ہندوستان ملی مخصوص بنگالے کے عوام مسلمان سب صحبت ہنود کی تاثیر کے
 سبب سے بہت سی باتیں ہندوؤں کی اخذ کرتے ہیں اور محبوب نہیں جانتے اور سیطرہ سے
 یہ مسلمان ختمی بھی بودھیوں کی بعض رسمیں بجا لاتے ہیں۔ دانشمندیوں کے روبرو رافتم کو تاثیر
 صحبت ہنود کے باب میں جو ہند اور بنگالے کے عوام مسلمانوں میں ہوئی ہے احتیاج ہندو
 نہیں ہے غرض کج طبع اور نا فہم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ باوجود حکم شریعت محمدی کے
 بنگالی و ہتھانی مسلمانوں میں اوس عورت کی جسکے شوہر نے بچپن یا جوانی میں انتقال کیا ہو
 مثل ہنود کے پھر شادی نہیں ہوتی سوا اسکے ہر قسم کی شادی اور بیاہ میں ڈھول اور تاشے کا
 بجانا اور کچنیوں کا بچوانا مانند ہنود کے ہے ہولی کھیلنا اور عبیر اور زانا اور جتنے کے ایام
 میں عورتوں کا فاقہ کرنا اور پھل پھلہری سے روزہ کھولنا منسا کی بار کرنی جو کہ بنگالے میں رواج
 ہے ماریاہ کی پوجا اچھے مسلمانوں کی بہو بیٹیاں کرتیں اور مثل عورات ہنود کے دودھ پیرا
 چڑھاتی ہیں اور اس سے زیادہ ترک کر کیا ہے کہ اکثر خاص عام اہل اسلام کے ستیلا کی پتیش
 کرتے ہیں الغرض اس طرح سے ختمی مسلمان بھی نصف بودھی ہیں اور مثل بعض ہندوستانی
 مسلمانوں کے صرف زبان سے کلمہ محمدی پڑھتے ہیں۔ حالانکہ کئی فرقے بت پرستوں کے
 ختمین پھیلے ہیں لیکن قدیم مذہب کی بہت سی باتیں منسوخ نہیں ہوئیں چنانچہ اس اطران
 ایام میں مغیر مطابق رواج قدیم کے اپنے جلو میں تمام اقربا اور وزرا اور امرا اور چھوٹے بڑے
 عہدے والوں کو لیکر چپین کے صدر معبد میں جانا اور پروردگار عالم کی پتیش کرتا ہے اوس
 معبد میں کسی بت کا دخل نہیں ہے اور وہاں صرف ادسی واجب الوجود کی پرستش ہوتی ہے
 جو جو کل عالم پر محیط اور موجودات اور لاشریک ہے۔ تین روز قبل اس نماز کے منادی
 روز و رکھے اور گوشت اور مچھلی اور دودھ اور ٹھکانی اور شراب اور کباب

اؤنکو اگر اذیت پہنچے گی تو ہماری جان جانیگی حاصل کلام یہ ہے کہ اون لامون نے اوس
 عورت کو یہ فریب دیکر اور رورو کے یہ جگہ اوس کے دل میں کی کہ اوس نے لبطون کو اوس کے حوالے
 کر دیا فوراً دے گئی سجدے شکرانے اور ادا اب فرزندانہ کے ادا کر کے لبطون کو بغل میں ڈبا کر
 لیکئے اور شام کو کباب لگا کر کھا گئے ۛ بوڈہ پرستون میں برخلاف ہندون کے ذات کا
 امتیاز نہیں ہے اور اگرچہ ایک خدا پر ایمان لانا موافق اوس کے اصل طریقے کے واجب ہے
 لیکن جو صفتیں ذات پروردگار کی عیسائی اور مسلمان اور یہود کی کتابوں میں مذکور ہیں یعنی
 کریم و رحیم اور پیدا کنندہ موجودات اور باقی بذات خاص ہے اور ہر چیز کی بقا و فنا پر قادر
 ہے یہ صفتیں بوڈہی بیان نہیں کرتے کیونکہ بقول اوس کے یا نک نے کسی کو پیدا نہیں کیا
 اور کوئی شے کیسا ہی بد کیوں نہ ہو اوس کا ایک خبر ہے اور اوس کی ذات سے فرق
 صرف بسبب اوس مقدار میوئی کے ہے جو اوس کے ظاہر وجود کی ترکیب میں صرف ہے اور
 اسی لحاظ سے آفتاب اور آتش اور ہوا اور روح انسان بلکہ ہاتھ کی جان سب نازلہ خدا
 ہیں الغرض بوڈہی سب کا فرمطلق ہیں اور بسبب اس کے کہ وہ ہر چیز کو خواہ پاک خواہ
 پلید ہووے خدا کے وجود کا ایک خبر و جانتے ہیں اؤنکو پست پرست کہنا بجائے ہے جو ملکیت
 ختامین اسلام بھی جاری ہے اور نو سویحی میں اوس مذہب کا رواج اوس دیا میں ہوا
 اور کئی بڑے بڑے شہر صرف مسلمان ختائی سے آباد ہیں اور تحقیق ہے کہ تین سو برس
 فقور ان ختا کے حضور میں مسلمان سب مہندس اور مہنت دان تھے اور زانچہ اور تقویم
 وغیرہ تیار کرنے کے لیے مقرر تھے معلوم نہیں کہ کس طور سے ختامین پہلے اسلام شروع ہوا
 لیکن تحقیق ہے کہ کتنے دنوں آپس ہی میں شادی بیاہ کر کے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی
 بعد اوس کے غربا کے لڑکوں کو خرید کر کے ختنہ کروایا اور اوس طرح سے کافروں کے لڑکوں کو
 لیکر اون سے بیاہ کر دیا اور ایک دفعہ جب قحط سالی کے سبب صوبہ شاکت ٹانک میں
 وہ حالت تنگی کی ہوئی کہ ان باپ نے اپنے لڑکوں کو بیچنا شروع کیا مسلمان ختائی اولاد کو

اکہ بندہ کے ایک نشست سے بغیر کسی عضو کی جنبش کے بیٹھے رہتے ہیں اور جو کہ یہ ریت
 نین برداشت کر سکتے مگناجے کا دم لگا کے مہوت درخت کے تلے بیٹھے رہتے ہیں چون کہ
 بودھی خانیو کا یا ایک بقول اون کے نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ کچھ خواہش رکھتا ہے اس طرح
 اکثر اون کے آبا بیئے اوس مذہب کے فقرا ترک علاق کر کے خانقاہ میں اسیوں کما کے غوط
 میں بیٹھے رہتے ہیں اور عوام الناس جانتے ہیں کہ اوس وقت اون کو بودہ سے قرب حاصل
 انقض حاصل ہوا بودہ کے مذہب کا تاسخ ہے اور مثل ہنود کے یہ لوگ بیان کرتے ہیں
 کہ مرگ میں صرف خاکی وجود چھوٹ جاتا ہے اور روح دوسری صورت کی کسی شے میں ہمارے
 ہو کر اوس کو جان دیتی ہے اور انسان اگر مرتے دم تک بدی کرتا اور گناہوں میں آلودہ رہا
 تو بہائم کی ناجیز اور ادنیٰ قسموں میں سے کسی میں داخل ہوتا ہے اور جس مدت تک اوسکی مصیبتوں
 کی سزا کی سی عذاب پوری نہیں ہوتی ایک حیوان کے جسم سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں
 وہ روح ماری پھرتی ہے غرض اسی تاسخ کو جو اکثر آما ایک وسیلہ معقول عوام الناس کے
 شگے کا مقرر کرتے ہیں چنانچہ ایک نقل قابل سننے کے یہ ہے کہ دولاما جو سیر کرتے ہوئے
 ایک تمول دیہاتی کے دروازے سے گزرے تو کئی لطیف معنی تازی قابل کھانے کے
 نظر آئیں اونہیں دیکھتے ہی یہ دونوں آما سجدہ میں آئے اور آہ و زاری کرنے لگے گھر والی
 نے جو یہ صورت دیکھی فوراً اون کے پاس آئی اور فحش حال کرنے لگی اون دونوں مکاروں
 نے انسو پونچھ کر جواب دیا کہ ہمارے والدین کی ارواح میں انہیں بطون میں ہیں معلوم نہیں
 کہ تم کب سن وقت انہیں مار کے کھا جاؤ گے اور ہم اس رنج سے ہلاک ہو جاؤ گے اوس حالت
 سادہ دل نے رحم کہا کہ جواب دیا کہ حقیقت میں میرا ارادہ ان بطون کے بچنے کا تھا اگر یہ
 ہمارے والدین ہیں تو میں اونکو بہت حفاظت سے رکھوں گی اور کیوں مارنے یا بچنے نہ لگی
 بچہ کہ یہ قندہاؤ گناہ تھا اونہوں نے جواب دیا کہ اے بی بی تم عورت ہو اگر تمہارے شوہر
 نے اون کو جبا کرنے یا کھا جانیکے باب میں خند کی تو تمہاری بات کب پیش رفت جائیگی اور

اور شیراز اور استخر وغیرہ کی شکاروں میں اسے خاص خاص نکاحوں اور اپنی زبان سے کراہی
 عجیب اوقات میں کچھ شخص کے خجک احوال تمام دنیا میں مشہور ہوئے اور جس پر کہ ویران
 اومی ایمان لائے ہیں وہ سب ایک ہی عہد میں پیدا ہوئے چنانچہ کہ تہا اور وہ حکیم فحشیا فیروز
 اور باسندلیہ منست سہا مہارت کا اور حکیم گنگ فوسی کی پیداہش اور ان کے طریقے کا دل
 پانچا دیوانہ و بہت جہند اور اطراف و جوانب کے ملکوں میں ایک ہی عہد میں ہوا انھیں
 ختامین ابوود کا مذہب اب خاموش عام کا طریقہ ایمان ہے اور سوا چند باتوں کے آئین اور
 پندتوں کے پیدا اور شاستر کے احوال میں بہت سی مناسبت پائی جاتی ہے اور حاصل اور
 اصل و اصول اور سکا وہی ہے جو مذہب بنو دکان حاصل اور اصل اصول سے لینے صرف کی
 روح ہے جو جو جو جمع مکملات ہے لیکن بیوی کے اقسام میں ساری ہو کر اوکلی تفریق اتنی
 صورتوں میں ہے جسکو موجودات کہتے ہیں چنانچہ دو اصل سبب ہمیشہ سے ہیں ایک کو
 پروشا و دوسرے کو پرتی کہتے ہیں اور پرتی کہتے ہیں جو پروشا اسے ناقص ہے اور پروشا
 وہ جو بیوی میں ساری ہو کر اسکو اقسام مکمل و صورت میں تفریق پیدا کر دیتی ہے
 یہاں تک مشابہت ہے کہ اوس میں کو زبان منسکرت میں پروشا اور خانی زبان میں پاک
 کہتے اور بیوی کو اوس زبان میں پرتی کہتے اور خانی زبان میں کہتے ہیں اور دونوں
 زبان کے لغت میں لفظ پروشا اور پاک کے معنی قوت فاعلی ہے جو ایجاد موجودات کا
 پیدا باعث ہے اور پرتی کہتے ہیں اورین سے مطلب قوت الفعالی ہے جو کہ گوین کائنات
 کا دوسرا سبب ہے سوا اسکے بنو و قوت فاعلی کو لنگ کہتے ہیں اور خانی یا پاک کہتے ہیں اور
 ان دونوں لفظوں میں زیادہ فرق نہیں ہے ایک امر اور بھی قابل ذکر کے ہے تاکہ وہ
 بنو و کے اصل میں کے جو پیدا شاستر کا ہے اور پرودہ کی حالت کے مشابہت معلوم ہووے
 بقول پندتوں کے سہا پروشا نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ خوش رکھتا ہے اسی وجہ سے
 جو کی اور سناسی سب جو جنگوں میں جا بیٹھے ہیں آہستہ آہستہ یہ غارت کرتے ہیں کہ وہ

شاستر کا سرگودہ زبان حال میں ہوا اور کلکتے میں فورٹ ولیم کالج میں علم سندھ کے کاتبانیت
 تھا اور اسکی تصنیفات سے ایک تاریخ ہندو راج ملی ہے اور میں وہ لکھتا ہے کہ گوتما پادشاہ ہونکا
 گھرانہ گمراہ یعنی ہندوستان کی سندھ ریاست پر چار سو برس تک تھا اور اسی عہد میں اہل دنیا کی
 بدالحواریوں کے سبب ایک فرقہ ناشک یعنی کافروں کا پیدا ہوا جسکا لقب بودہ پرت
 ہوا یہ عبارت پندت جی کی ہے اور اونکا بیان اہل سیلان اور برما اور سیام کے تو لوں کے
 موافق ہے کیونکہ وہ اپنے دیوتا کو گوتما یا گودما مشہور کرتے ہیں اسی لحاظ سے یقین ہے
 کہ شیخ جس بودہ گوتما کے خاندان سلطنت سے تھا حالانکہ کبھی تخت پر نہیں بیٹھا اور کسب علوم
 اور مراقبے سے زیادہ شوق رکھتا تھا وہ اسکے باب میں اوس مذہب والے یہ مشہور کرتے ہیں
 کہ اپنی مان کے لطن سے نکلا نہ طریق معین سے کیونکہ اوخلائق کی طرح پیدا ہونے میں اوسکی
 بتک آبرو ہوتی غرض اوسکی مان فوراً مگرتی اور جتنے روز عالم تھی ہمیشہ یہ خواب دیکھتا کرتی تھی
 کہ ایک سفید ہاتھی اوسکے پیٹ میں تھا اور اسی سبب سے شاید سفید نیل کی پٹری قدر ہندو
 میں ہے باوجودیکہ بیشتر لوگ انہیں سے بودہ پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن اسپر بھی اوسکو دسواں
 اونار سمجھتے ہیں پھر غرض پیدا ہونیکے ساتھی بودہ اوٹھ کھڑا ہوا اور سات قدم چل کر آواز بلند
 پکارا کہ عرش اور فرش کے درمیان میرا سناہ کوئی بزرگ نہ قابل پرستش کے ہے شرہ برس
 کے سن میں اوس نے تین جو رہیں کیں اور ایک کی طرف سے بیٹھا ہوا جسکو ختائی ماہو لو
 کہتے ہیں جب انیس برس کا بودہ ہوا اگر دروازہ چھوڑ کر بیابان میں چار مریوں کو لکھا چلا
 گیا اور تیش برس کی عمر میں توسل مہا دیوتا کے ساتھ ایسا ہوا کہ بودہ نے حکم اپنے مذہب کے
 اجرا کا دیا الغرض تاسخ کا بانی مہا بانی بودہ تھا اور حکیم فیثاغورث نے یونان سے جب سفر
 ہندوستان کا کیا اسی ملک سے تاسخ کا مذہب اپنے دیار میں لے گیا اور جاری کیا جب وہ
 نے انتقال کیا اوسکے مریوں نے مشہور کیا کہ استاد نے اوصورت پکری اور اسطرح سے
 لگے آج یہ کہتے ہیں کہ اوسکو موت نہیں آئی حالانکہ آٹھ ہزار دفع پیدائش ہوئی ہے

خراب اور بد راہ کرنا اور ایک فقرہ کافی ہے اور صرف مہوسی کو دیکھیں کہ اگر انہیں خراب کو اور سکا
 کیا خطا ہے کہ ہزاروں عالم اور فاضل اور ہوشیار نے اسکے شوق میں اپنا گھر بار چھوڑ دیا
 کھلا دیا اور کچھ نپایا غرض جبکہ صرف مال و زر کا لالچ انسان کو اتنا ہے تو اس چیز کی جو جان و مال
 اور دماغ و ترکیب بدن ہووے کیسی خوش ہووے گی اس لحاظ سے تعجب نہیں کہ اکسیر انسان نے
 خدا کے بہت سے پاک بندوں کو بہشت تک پہنچایا اور غرض بہشت پرستی کی پہلی بنا خدا میں سے
 ہوئی اور اس درویش حکیم لاؤرمی کی باتوں کو استادوں نے شکار کی شئی بنا کے اور اس کے
 پیروکاروں کے اہل چین سے یہ خطا کروائی بعد چند روز کے اس حکیم کے قول اور نصیحت کے جو
 استادوں نے تازے تازے فقرے درست کیے اور اپنے علوم میں تجوید اور قرآن اور تفسیر
 اور طبابت کو دخل کر کے ایسا حصار کر لیا ہے کہ اب تک تاریخ تک اس مذہب کے سرگروہ کو
 مائذین کا خطاب ملتا اور امرامہ کبار میں وہ محسوب ہوتا ہے یہ دوسرا طریق بہشت پرستی کا ہے
 سے ختامین مہرج ہوا اور اس کو وہ مذہب کہتے ہیں سنہ مذکور میں چند مختارین سے اس مذہب
 گیا کہ خاندان بان سے ایک فقور کے بھائی جس کا نام منگتی تھا اس کو سوطاوسی کے مذہب کے
 عالموں نے روح مقدس کی ملاقات کا امیدوار کیا تھا اتفاقاً اس نے جو سنا کہ ہندوستان
 بڑا دیوتا ہے جس کا نام بودہ ہے فقور کو راضی کر کے بہت سے لوگوں کو بھیجا کہ وہ جاؤ
 اور دیوتا سے کہیں کہ وہ خاتون پر مہربانی کرے حاصل کہ جب ہندوستان میں آئے
 بودہ کے خادم ایسے ملے کہ وہ اس کے ہمراہ ملک چین میں جانے کے متعہ ہووے غرض کہ
 جب وہ اپنے دیوتا کی کئی تصویریں اور مذہب کی چند کتابیں ساتھ لے گئے اور وقت بودہ کے
 مذہب نے ختامین رواج پایا اور اب ایسا پھیلا ہوا ہے کہ خاص طریقہ ایمان کا یہ ہے
 حالانکہ اس قدر تحقیقات کے ساتھ جس کا مذکور تاریخ میں ضرور ہے ثابت نہیں ہوا کہ بودہ کون تھا
 اور وہ کس عہد میں ہوا لیکن اغلب یہ ہے کہ ملک گدہ یعنی صوبہ بہار میں جب گوتما کے گھر
 کے بادشاہ سلطنت کرتے تھے اسی ہنگام میں یہ مذہب ابتدا ہوا ہے

وزیر نک حلال اور دشمن کو نہایت غم ہوا اور جب کہ بادشاہ کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا
اوس نے ایک روز کیا کام کیا کہ چہنیں خواص اکسیر کا پانی ^{Drinking} زمین آیا اور پانی کا قصد
کیا وزیر نے فوراً اوس کے ہاتھ سے چھین کر خود پے لیا اس گستاخی پر بادشاہ کا منہ غصے سے لال ہو گیا
اور پیش میں اگر حباب کو بلوایا اس حرکت پر وزیر سکا ایا اور کہ ^{Drinking} اعلام نے بقا کی دار و پی ہے
تعجب ہے کہ حضور نے مار ڈالنے کا حکم دیا کیونکہ اگر خدا ^{Drinking} دوست ہے تو یہ حکم بجا ہے
اور فدوی پر کیا امکان کہ تلوار اثر کرے اور اگر آج ہی کے ^{Drinking} سے حضور نے اس مکاری
کی حقیقت دریافت کی تو اتنا کہ چہنیں گیا اور اب منہ بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ اس جان نثار کو
مار ڈالیں اور جب غریب شمشیر سے سرا لگ اور دھڑلگ تڑپنے لگے دریافت کریں کہ فدوی نے
جو بار بار اس مکاری کے باب میں عرض کیا درست ہے یا غلط القصد غفور نے اوس وزیر کی
جرات اور عقل کی تعریف کی اور عزت بڑائی لیکن اوس پر بھی اوس کم سخت کو ہوش نہ آیا اور چند روز
میں اوس نے کو پی پی کے اپنے کو ہلاک کیا صرف اسی ایک غفور کی یہ نوبت نہیں ہوئی بہت
سے اسی بقا کے نسخے کے استعمال میں اور ہمیشہ جینے کی آرزو میں مر گئے اور اخیر کو ایسا ہوا کہ جب
کسی غفور نے شرارتیں شروع کیں تب خواجہ سرا اور وزیر انہیں شاگردان لاؤزی میں سے
کسی ایک کو مار کر غفور کو ایک حتماً اکسیر کی پا کر حضرت کر دیتے تھے باوجود ان سب باتوں
کے کہ کئی غفور اور بزرگواروں امیر اور لاکھوں چھوٹے بڑے اسی اکسیر کا کو پی کر فنا ہو گئے لیکن
خامن عام کا اعتقاد ایسا بڑا کہ کیا بڑے حکیم لاؤزی اور ان کے خاص مریدوں کی تصویر
اکیر اکر پونجے کے واسطے تمام مملکت میں بنے اور اوس مذہب کے عالموں کے بڑے بڑے
مرتبے ہوئے اور فی انزوی لینے بشتی حکیم کے خطاب پاسے اس جنب کو خائون کے حق
ایل نہ سمجھا جاسے کیونکہ حضرت انسان کی جہالت کا یہ خاص مقتضی ہے کہ جس طرح سے
ہے کہ ایک بیٹھریا سو گدہ ہون کو آگے رکھ کر جنگل میں اکیلا لیجاتا اور ایک ایک کو گرا کے مار
دا ^{Drinking} سب اکسیر سے مرہتہ اور پانچ ماہ تک ^{Drinking} اور یہ طرح سے عوام الناس کے

ہند روزہ ہے اوسکو آرام اور خوشی میں کات دینا چاہیے اور تاکہ یہ بات حاصل ہو تو ترک
 علائق قطعاً واجب ہے کیونکہ جب فکر اپنے کو بربانی یا دوسرے کے گھٹانے کی یا جو
 روپے کی پیدا یا صرف کرنیکی و انگیر حال رہی یا اور طرح کے دروسر میں اوقات کئی تو بیشخصیت
 ہو جاتی اور آرام روح کو جواب ملتا ہے سوا اسکے جس شے کو اہل دنیا عیش جانتے وہ حقیقت
 آرام نہیں ہے کیونکہ اچھا کھانے پینے پھنے اور دینے لینے کے لیے فکر چاہیے اور آرام کی سطح
 فکر حرام ہے غرض ترک علائق ترک فکر ہے اور بے فکری خاتمہ عیش و نیوی کا ہے الغرض
 اس طور کے مسئلے اس انسان فاضل اور درویش کامل کے تھے اور اوسکا علم عمل کے ساتھ تھا
 بعد عمر دراز کے وہ مر گیا اور بعض بعض اسکے شاگرد روپے پیدا کرنیکے لالچ سے یہ بندشیں
 کرنے لگے کہ بالفرض اگر آدمی تمام شے سے بے فکر ہو لیکن موت کا کھٹکا نہیں جانیکا ایسے
 استاد نے اکیر کے ایک نسخہ کا اشارہ کیا تھا کہ اوسکے استعمال سے فدا انسان کے نزدیک
 نہیں آسکتی تھی جب یہ بات مشہور ہوئی ایک عالم کہ اوسکی خواہش پیدا ہوئی حضور ابراہیم اور
 رشتیوں کو کیونکہ جینے کی آرزو زیادہ انہیں کو ہوتی ہے غرض لاکھوں آدمی انسان صورت
 و بہائم سیرت ان بندش بازون کے مذہب کو اختیار کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اوس نسخہ
 بقا کا موجب خود فنا ہو گیا تو پھر اوسکے نسخے کا کیا اعتماد تھا بعد چندے کے حکیم لاؤری
 کے شاگرد سب چھوٹے چھوٹے بت استاد کی شبیہ کے بنا کر جینے لگے اور لوگ علیٰ اچھو
 بڑے آدمی جو اکثر چھوٹے دل کے ہیں اوسکی پرستش کرنے لگے اور اس ابلہ فریبی کی
 بندش کو جب قدر عرصہ زیادہ ہوا اوس مذہب کو اوسقدر پایداری ہوئی اور جب اوس
 ایام کے قفقوس سب خود اوس بقا کے نسخے کے طالب ہوئے اور حکیم کی شبیہ کو سجدہ
 کرنے لگے تب عوام الناس صاف مغلط میں آگئے اور یہاں تک لوگ بے بصیرت
 ہو گئے کہ دشمنان کو حیرت ہوئی اور جب ایک فغفور جب القاب آئی تھا اوس مذہب
 کی پیروی میں ہمہ تن مصروف ہوا اور ہر روز اوس اکیر بقا کو استعمال کرنے لگا تو ایک

کر لے کیا محتاج نہیں یعنی ذات پروردگار کی صفوں سے ادنیٰ صفت جو بذاتہ ہی اور تمام موجودات کی
 تعریف و جو بغیر اپنے موقوف باریتعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ یہ غرض اسلئے اس طرح کے باتیں قدیم ہی کتابوں میں ہیں
 اور کئی ہزار برس تک اسطرح خانیوں کا ایمان درست رہا لیکن حضرت عیسیٰ کے چہ سو برس
 پیشتر ایک شخص پیدا ہوا جسکے شاگردوں نے ثابت پرستی کی ہوئی اور اسکا احوال اور حقیقت اس
 سبب بالغہ کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ محض بعید القیاس ہے غرض مختصر یہ کہ ایک نوکر کسی امیر کا جب
 شہر برس کا ہوا چاہا شادی کرے تا موت کے وقت کوئی لڑکا دے کہ رسوم بعد مرگ کے
 بجالاوے یہ سوچ کر اوس نے ایک چالیس برس کی عورت سے شادی کی غرض ایک روز اسکی
 جو رو کسی گوشہ میں ٹہری تھی کہ دفعۃً آفتاب کی ایک شعاع اوس پر نازل پڑی اور اوسنی آن سے
 حاملہ عورت کا نشان اوس میں ظاہر ہونے لگا جب ایک برس گزر گیا اور لڑکا پیدا ہوا لوگ
 متحیر ہوئے اور جبکہ دو برس ہو گئے وہ سمجھے کہ بیماری ہوئی اور اسطرح کئی برس جو گزرے
 شوہر نے طلاق دیا اور وہ بیچاری صیبت کی ماری جنگل کی جھربیری کھاتی جس سے نہ سیری
 سہوتی اور نہ جی بھرتا تھا درختوں کے تلے اوقات صرف کرتی پھرتی تھی اتفاقۃً بینتالیس برس
 یوں گزر گئے اور اوس مدت کے بعد ایک بیٹا جنگل میں پیدا ہوا جسکے سر کے بال او بدن کے
 رنگئے سب سفید تھے یہ حال دیکھ کر لوگوں نے اوسے لاؤ دی یعنی پر نابالغ کا نام دیا جب
 پرنے کے دن آئے آفت کا پر کالہ نکلا اور چند سال میں بالکل علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا
 اور شہنشاہ نے اوسکے علم کا شہرہ منکر پوچھا اور اپنے کتب خانہ کا داروغہ مقرر کیا الغرض جس طرح
 محبوب کے کو دسترخوان چاہا اور پیاسے کو سرچشمہ معلوم ہوتا ہے اویسی طرح طالب العلم
 کو کتب خانہ موجب حجت ہوتا ہے اور لاؤزی کو جب کتابوں کے انبار میں خلل ملا گویا کتاب کا ٹیلہ ہو گیا
 چند روز میں خٹاکا فلیٹ ہو گیا اور ہر طرف سے شاگرد رجوع لائے اور کئی کتابیں اوس نے تصنیف
 کی ہیں غرض ان سب میں بہتر ایک رسالہ پانچ ہزار آئے کا حکمت عملی میں ہے جسکے وسیع
 اوس حکیم کا نام تانیہ قیامت باقی رہ گیا اور مذہب اوسکا یہ تھا کہ انسان کی زندگی چون کہ

بقول عوام کے کہتے تو سہی کہ جس دیا ربین درخت نہیں ارشد کو کیا کہتے ہیں اور انہوں نے
 کہ جواب دیا درخت تب میں نے کہا کہ سجان اللہ کیا خوب آپ نے فرمایا اب ارشاد دے کہ
 میں اتنا بھی بند و بست اور حکمت عملی کی اتنی بوجہ پاس پائی جاتی ہے جس قدر ملکیت خدائے
 کے کے بیان سے ظاہر ہے اگر ہے تو حقیر کے قول کو باطل کیجیے ورنہ اسکو غنیمت جانیے
 بیس کرو آدمی کے گروہ میں اتنی بھی تہذیب اور مدبری ہے سوا اسکے ملاحظہ فرما۔ یہ
 ہی بڑی سلطنت کو اتنی قدامت جس باعث سے ہوئی اس سبب کی بڑی قدر کیا جاتی ہے
 تیسرے یہ کہ حکمت کا علم خبکو ہے وہ خود او سپر عمل نہیں کرتے چہ جائیکہ چھتیس کروڑ بست
 ست کامل کے عامل ہووین چوتھے یہ کہ حکماء عیسوی مذہب سلیم اور ہنود کے قول پر ان کے
 یرومین سے ہزار آدمی عمل نہیں کرتے ہونگے برعکس اسکے خدائے اکثر لوگ حتی الامکان ہی
 پر پڑیں جو اس ملک کے قدیم حکماء نے نشان دی ہے اس سہلو کی جب تقریر بندے نے
 شاخ ہو کر ان کی خدمت میں عرض کی محجوب ہوئے اور راقم نے بھی ہنمون گفتگو کو اس باب
 کے اخیر میں درج کر دینا مناسب سمجھا تاکہ حرف گیروں اور شک کرنے والوں کا جواب با صواب
 بھی اس قصیدہ کی تقریر کے شامل رہے ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

وسوان باب خدائوں کے مذہب اور

طریقہ کے بیان میں

قریب چوبیس سو برس کے ہوئے کہ بت پرستی کی بنا خدائوں میں ہوئی لیکہ حضرت نوح کے پوتوں
 کے ایام سے اس وقت تک خدائی موجود تھے اور ذات واجب الوجود کو حاضر و ناظر و کریم و
 رحیم جانتے تھے چنانچہ تاریخوں میں اسکا ذکر ہے اور حکماء اور قدیم شہنشاہوں کے اقوال سے
 ظاہر ہے کہ خداوند عالم کی پرستش کو وہ لوگ مقدم اور وسیلہ نجات اور بہتری دونوں
 عالم کی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ آفرینندہ جن و انس و وحوش و طیور ہے اور کریم و
 رحیم و قادر و غیور ہے اور شریک نہیں رکھتا اور باقی ہے اور غیری کی قیاد و بقا پر قادر اور انہی

ملک کو زوال و انتقال سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ سیاست مدن کو زیادہ ثابت کرنا ضروری نہیں
 عرض کوئی نکتہ گذارش کیا چاہیے تاہم نہ گمان ہو کہ راقم دہان کے اوصاف میں مبالغہ کرتا ہے
 اگلے زمانے میں جب ختائین اہلی مغفور تھے اتنا انتظام نہیں تھا جو تاتار کی وقت سے ہوا ہے
 اور جب سے یہ آئے ہیں اہلی ختائی کو ہمیشہ اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اگر دو
 مائیدین ایک تاتار اور ایک اہلی ختائی دونوں ایک ہی قصور کریں تو تاتار کو ختائی سے وہ گونہ
 زیادہ سزا ملتی ہے اور قابل غور ہے کہ کس عقل و دراندیشی بلکہ انصاف کا یہ منشا ہے اور
 ملاحظہ میں آیا ہو گا کہ کس حکمت سے ہر گھر کے مالک کو جواب دہ اپنے گھر کے اندر کی نیکی و بدی کا
 کیا گیا اور ہر محلے کا مالک اور اسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ میر محلہ مقرر ہوا اور ہر شہر کا مالک
 اور اسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ حاکم شہر ہے اور ہر صوبے کا مالک اور اسکی نیکی و بدی کا
 جواب دہ اوسکا ناظم ہے جب یہ حال ہے کہ جس گھر میں جو تیس ہے وہ اپنے احاطے میں
 حتی الامکان برائی نہیں ہونے دیو گیا اور نہ میر محلہ اپنے محلے میں اور نہ حاکم اپنے شہر میں اور
 نہ ناظم اپنی قلمرو میں پس جس اقلیم میں سطر حکم سلطنت ہو وہاں اگر تہذیب نفس و تدبیر منزل
 اور سیاست مدن نہ ہو تو گویا حکمت کا وجود معدوم ہے نہ بندے نے یہاں تک اس باب
 لکھا تھا کہ اہل ہند سے ایک دوست صادق اور محبے اثق راقم کی ملاقات کو آئے اور پوچھنے
 لگے کہ کس شغل میں اوقات کتنی ہے تب راقم نے انکو یہ بات سنائی چونکہ طالب العلم تھے اس امر
 میں اوجھون نے تقریر کی کہ آپ نے چند باتوں کے سبب ختائیوں کی سلطنت پر یقینوں باب
 حکمت علی کے ختم کر دی اور یہ نہ سمجھا کہ صاحب اخلاق جلالی اور ناصری اور دوسرے حکما تہذیب
 اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدن میں کیا فرماتے ہیں یہ کہتے ہی وہ غریزہ سادہ لوح سید
 اپنے مکان کو چلے اس ارادے سے کہ حکمت کی کتابیں لائے اور اس انگریز سے مقابلہ
 کیجیے اس پر ماحی نے بات پکڑ لیا اور کہا کہ قبلہ ذرہ ساتاں فرمائیے اور پہلے میری کچھ سن لیجیے کہ
 آپ کو بترا معلوم ہے کہ بندہ نہ عالم نہ منطقی نہ حکیم ہے کہ آپ سے فیلسوف کا مقابلہ کرے

اس واسطے اجنبی کو جب دیکھتے ہی خیال کرتے ہیں کہ اس شخص نے مفارقت وطن کی بے سبب
اختیار نہیں کی میر محلون کو اس امر کی تاکید ہے سوا اسکے اگر محلے میں بدکاری یا جو کہ بد چالوں
کی جگہ کے لیے موضوع ہے کسی جگہ پر ہوا تو فوراً مجلس کو برہم اور صاحب خانہ کو قید کرنے کا
میر محلہ کو اختیار ہے الغرض ہر گھر اور ہر محلے کا ضبط و ربط یوں نہیں ہے اور اس خانہ اور محلے
کے اوپر کو تو ال اور حاکم شہر معین ہیں اور انکی کیفیت ماہانہ پچھپن کے صدر محکمون میں لکھی
جاتی ہے اور اگر زیادتی تقصیرون کی معلوم ہوتی ہے تو غفور کی درگاہ سے عذاب آتا ہے
اب منصفی کرنی چاہیے کہ میر سے دونوں قول اسی ایک بات سے ثابت ہیں کہ اور مالکون
میں دستور ہے کہ مجرم کو سزا دینی کافی ہے اور کچھ ایسی تدبیر نہیں ہوتی کہ جس سے جرم کشی
راہ بند ہو و غرض ختا میں تکلف ہے کہ مرغ خا کو ہمیشہ بے بال و پر رکھتے ہیں اور جان
اوسنے ذرہ سا اور سنے کا قصہ کیا تو مقراض سیاست نے فوراً اوسکو لٹا کر دیا اور یہ بات
نہیں کیونکہ جس صورت میں ہر خانہ کی نیکی اور بھی صاحب خانہ سے چھو جاسے اور ہر محلے کی
جو اب بھی میر محلے سے متعلق رہے تو وہی کرنیکی فرحت کب کیوئے اور چین کے بادشاہوں سے
ہمیشہ اوس سال کو کہ جہین مجرم کم سزا پائے ہیں اپنے اہمال نیک میں گنت ہیں اور شایان
کرتے ہیں اور تکلف ہے کہ اس نظم کمال کو حکماء نے غلامانے صرف و غفلتوں پر تنکنا چڑھایا
نہر گواران سے منحصر کیا ہے اور اوس کے دوسرے قول کا یہ ترجمہ ہے کہ زمین اور آسمان
دو قوتیں مونس اور مذکر ہیں اور ان دونوں کے باعث سے موجودات کی بنائے اور قوت
کہ پہلے زمین و آسمان تھے اور جہاں سے تو اونکا پلوٹا بنیا تھا کہ پلوٹا بنیا تھا اور پلوٹا
کھلایا اور اس قرار سے غفور خداوند عالم کا بیٹا ہے اور غفور کے اُس کے پاس غلامانی جہاں
اور جہاں کہ ہے بیچون کو خردوں پر نبرد کی حاصل ہے دلیا ہی حکام شہر اور دوسرے
و غورین غفور کے ہیں اور دوسرے رعایا کے ہے جہاں اور اس سب سے قابل و جہاں
کے ہیں جہاں ان حکماء سے تھے ان دونوں کو پس ان حکماء کی بنائی ہے اور

عاقل کے نزدیک ثابت ہے زیادہ کوئی کچھ ضرور نہیں۔ دوسرا قول اس سچیدان کا یہ ہے کہ
 تدبیر منزل ختا کے برابر کسی ملک میں نہیں ہے اور سچیدان کی سببوں کے برابر سبب والدین کی
 اطاعت ہے کہ ان کے وسیلے سے تدبیر منزل ختنے وہاں خوب رونق پائی ہے اور اسکی دلیل
 اس کثرت سے ہے کہ گنجائش اسکی اس کتاب میں نہ ہو سکے اور سیاست میں بھی اسی رسم کی بدولت
 ساتھ کمال انتظام کے منظم ہے ان دونوں امور کو ایک ساتھ ثابت کرنا انبہ ہے سمجھنا
 چاہیے کہ جسوقت حکما سے ختا نے گھرانے کے بزرگ کو اپنے لڑکے بائے اور نوکر چاکر کے اوپر
 حاکم کیا تو اس گھرانے کی نیکی اور بدی کی جو بدی بھی اور شعی شخص سے متعلق رکھی اور جسوقت
 اطاعت بزرگوں کی خردوں پر سب سے پہلے واجب ہوئی تو پھر یہ دوسرا امر بھی سہل ہوا اور عیشہ
 سے ختا میں سطر حکلی ذمہ داری رئیس خانہ سے منتقل رہی ہے اور ہر محلہ میں ایک شخص میر محلہ
 ہوتا ہے جسب سے ہندوستان اور بنگالے کی ادنی قوموں میں ایک شخص چودہری کے
 لقب سے مشہور ہے اور اسکو اختیار ہے کہ اگر کوئی حرکت کسی فرقے سے اس کے پیشے
 کے خلاف عداوت ہو وے تو مجرم کا حقہ پانی بند کر دیوے الغرض ملک ختا میں میر محلہ سے
 تمام محلہ کی خیر و عافیت کی کیفیت حکام شہر کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس شخص معتبر کو اختیار
 ہے کہ اگر اس کے محلہ میں کوئی اجنبی آن کر کسی کے گھر اور تراتواو کے وطن اور بود و باش اور نام
 و نشان کی امتیث کرنی واجب ہے اور اگر تحقیقات میں کچھ شبہ واقع ہو تو تھانہ دار کے حوالہ
 کر دے اور نظر بند رکھے جب تک کہ اس شخص کے آنیکا سبب اور وطن خاص کے چورنے
 لی وجہ کما حقہ دریافت نہ ہو وے دستور اور ملکوں کے لوگوں کو ناگوار معلوم ہو گیا لیکن ختا میں سکا
 خیال کوئی نہیں آتا کیونکہ ختا میں کو حب وطن بہت ہے اور انکو اپنے بزرگواروں کے
 فراروں سے نہایت محبت ہے کبھی کوئی انہیں سے اپنی خوشی سے ترک وطن اختیار نہیں کرتا
 اور اگر کسی شخص نے کسی سبب سے ایسا ارادہ کیا بھی تو لوگ اگر نافع ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ
 اپنے بزرگواروں کو جیسے ہوئے اور یہ تیار ہونے والا ہے ان کے گھر برباد اور ویران ہو جائے

ہو کر یا سر کو آئے ہیں اور جب تک مغفور پہلی ڈیوڑھی کے باہر نہیں پونچھا پیادہ پارہتا ہے
 غرض جب مغفور اپنی ماں کے حضور سے رخصت ہوتا ہے اوسکی بیابنتابی بی اپنے سامان کو فر
 کے ساتھ سانس کے حضور میں حجرے کو حاضر ہوتی ہے اور اوسی طور پر سجدہ کرتی اور بعد اوسکے
 اور بھوین اور خرین اور خواہین محل کی اور ستورائیں اپنے اپنے مرتبے کے موافق آتین اور سجدہ
 کر کے جائیں ہیں اور جب وقت غورین سلام سے شرفیاب ہو تین اور اس سعادت خاص سے
 سعادت دارین حاصل کرتین ہیں اسی عرصے میں مغفور اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوتا اور اقربا و
 امرا ورجہ بدرجہ مجھ کرتے ہیں ان غرض جب ملک میں خود بادشاہ اپنی والدہ کی اگر جلتی رہی یا کہ
 اوسکے باپ کی پہلی بی بی جو ہوسے اوسکا اسطرحہ احترام کرتا ہے تو رعیت کو بھی اویطرح
 لازم ہے کیونکہ الناس علی دین ملوکہم ایک اور دستور خاتین ہے کہ اوسکے باعث سے باپ
 اور ماں کی تعظیم اور تواضع کا آوازہ ہر ملک میں پونچا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بیٹے کا نام
 نشان پیدا کیا اور کوئی منصب اوسکو ملا اور اوسکا باپ زندہ ہے تو امرائین داخل کیا گیا اور
 بیٹے کے لیے جو خطاب مناسب اس باپ کو ملا اور اگر فوت ہو گیا ہو تو لوح مزار کو بدل دیتے
 ہیں چنانچہ ایک نقل ہے کہ زبان قدیم میں چچان کسی مرغریب اور گم نام نے جب فوت کی
 اوسکے بیٹے نے مغفور وقت کے حضور میں درخواست دی اور اپنے والد کے لیے خطاب
 چاہا اگر باپ کا کچھ حق سرکار میں نہ تھا لیکن بیٹے نے بہت خدمتیں کی تھیں اور جبکہ بادشاہ
 اولی میں کہ منجملہ کسی ساطنوں کے تھی جو اوسلایم میں ملک ختامین قائم ہوئی تھیں سنا
 و جرات اور عدالت اور حکمت کے سبب منصب وزارت کو حاصل کیا تھا اور قحط میں لاکھوں
 لاکھوں میں انج اپنے مال سے غریبوں کو کھلایا تھا اور جبکہ سلاطین اطراف نے متفق ہو کر
 ایک بار اوسکے خاوند کے ملک پر یورش کی تھی اوس وزیر نیک تدبیر نے خاوند کی خبر خواہی
 میں اپنی جان اور عقل ایسی لڑائی تھی کہ اوسکی بادشاہی سچ گئی غرض چونکہ ان نیکامیوں
 کے سبب ہر کار شاہی میں اوسکا بڑا حق تھا اس لیے جب کہ اوسکے خاوند نے اوسکے والد

برسوں رہتا ہے اور تاتو طلباء میں امتحان میں نہیں دیتے دوسرے علم و فراہمی کے لیے
 اور یہ کہ علم کے عمل میں کیونکہ ملاحظہ کیا جاسیے کہ خود فقور کس طرح عمال پر ہوتا ہے اور بی بی صادق کے
 روز درباری امر چوتھے بڑے دیوان نام میں حاضر ہوتے ہیں اور فقور کے تحت کے سامنے دو روپے اپنے
 موافق کھڑے رہتے ہیں اور خانہ میں نشان اور اسامان تہ شاہنشاہی کا جو در تہا اور چوتھے فقور
 اپنے محلہ سے برآمد ہوتا ہے اور سب مجر کرتے ہیں اور وہ ہوا اور پر سوار ہوا کہ اپنی ماں کے سلام کو جاتا ہے
 جب باہر کی صد ڈیوڑھی پر پہنچتا ہے سواری سے اتر کر پیادہ پانڈ کی طرف قدم بڑھاتا ہے دوسری
 ڈیوڑھی پر لکانہ ولبت فقور کا ساتھ چوڑ کر اپنے اپنے درجن پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب
 فقور آگے بڑھتا ہے دوسری ڈیوڑھی تک غریزہ اور اقربا ہوا ہوئے ہیں چوتھی پر جب پہنچتا ہے
 دروازے پر کھڑا ہو کر خواجہ سرا کی زبانی والدہ کی حضور میں عرض کرتا ہے کہ خدوی مجر کے لیے
 حاضر ہو کر اسید سرفرازی کی رکھتا ہے اس وقت اس کی ماں تخت پر جاوے کر کے پروانگی حاضر
 ہونے کی دیتی ہے اور جو نہیں پردہ اوٹھا اور فقور سامنے آیا خواجہ سرا جو دارو غدیو انخانہ ہے
 باوازل بند پکارا کہ سجدہ کرو فقور سنے کے ساتھ ہی والدہ کے مقابلے میں تین سجدے متواتر کر دیا
 اور اپنی اپنی جگہوں پر اقربا اور روز باہر کی ڈیوڑھیوں پر تین دفعہ سجدے میں آتے ہیں اور جب
 یہ تین سجدے ہو چکے میر بار لینی داروغہ دیو انخانہ پکارتا ہے کہ اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تڑا
 دفعہ سجدہ کرو اس وقت فقور گردن نیچی کیے ہوئے اوٹھتا اور تین قدم آگے بڑھ کے پھر تین سجدے
 بجا لاتا اور تیسرے سجدے میں سر زمین پر سے نہیں اوٹھتا جب تک کہ میر بار نہیں پکارتا کہ
 اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تین دفعہ سر کو زمین سے لگاؤ یہ سن ہی فقور اور اس کے غلام جاوے اپنی
 اپنی جگہ پر سجدہ کرتے ہیں اور سجدے کی وقت خواجہ سرا بیگم کے حضور میں دوسری عرضی
 مضمون کی دیتا ہے کہ شاہزادے کو اب رخصت عنایت ہوا اس وقت وہ اوٹھ کر اندر جاتی
 اور غفور سجدہ گاہ سے سر اوٹھتا کہ اپنی والدہ کے خالی تخت کی طرف منہ کیے ہوئے پس پا
 نکلتا ہے اور سب اقربا ساتھ ہوتے ہیں بعد اس کے امر اور فوراً

کبھی بیان نہیں کرتے اور صرف ایک سخن میں مختصر کہہ اوسکو قاصدہ کلیہ سمجھا چاہیے زبان سے
 نکالے تہمین اور ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اوسکی شرح کر لیتا ہے حسب طور سے موقی سے کہ وہ اپنے
 اپنے اوصاف کے بیان میں گونگہاں اور خواہندہ و جوئیدہ کی قدردانی پر اوسکا مول موقوف
 رہتا ہے اس لیے راقم نے اس فقرہ لطیف کے یہی اپنی عقل کے موافق پیدا کیے ہیں کہ بڑا بچہ
 کا ذکر لب گور کا تذکرہ ہے اور اند ہے کہ اسے کا نام کوئی کبھی چاہ سے نہیں سنتا ہے چنانچہ
 مثل مشہور ہے پیسیری و صد عیب چنین گفته اند ہاں خرد و بر تین سفته اند یہ اس لحاظ سے
 اوس موسم خزان کا ذکر زبان پر لانا بچہ دل کو خار خار کرنا اور آزار دینا ہے جب تحصیلان کچھ
 گئیں اور انگلیں ترمو کے بہنے لگیں سینہ ڈبلا اور پیٹ موٹا ہوا حرص کی آگ دل میں بھڑکی اور
 ساتھ ہی اوسکے با یوسی کی سردی عضو عضو میں پھیلی اور حسب وقت بیماری پیش خدمت ہو کے آئی
 اور بیماری خاص ہو کے سر ہانے بیٹھکے سردا بنے لگی اور بقیاری پانیتے کی طرف چلی کو بڑھی
 فکر نے قصہ خوانی شروع کی اور ہوا و ہوس نکلا کر کے جل کی گرمی دور کیا کرتی زیادہ تر خرس آسنگ
 پر معاہدہ بقیاری کا کرتا ہے اسی کو پیری کہتے ہیں چنانچہ نظامی بھی کہ گنجو بخوری تھا فرماتا ہے
 بیت دریا کہ عید جوانی گذشت بہ جوانی مگو زندگانی گذشت بہ الغرض ایسے وقت کا ذکر
 کرنا حقیقت میں باعث ہلال و افسردگی اور خلافت راحت و عشرت زندگی ہے کیونکہ ذکر رنج کا
 نصف رنج ہے جیسا ذکر عیش نصف عیش مشہور ہے اور نگسار ہی ہے جو رنج کو بھلا دے
 نہ کہ یاد دلا دے بدختمین ہزاروں کتاب میں والدین کی اطاعت کے باب میں لکھی گئی ہیں اور
 اول نصیحتوں کی اگر صرف فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر ہووے لیکن ایسی تحریر کے
 پڑھنے میں زیادہ اوقات صرف ہووے اور جاہل کے واسطے تفسیر چاہیے اور عاقل کو
 یہ اشارہ کافی ہے کہ جو قواعد و آداب غرت و حرمت والدین کے باب میں مرقوم ہیں اونہیں
 کوئی بات فرو گذاشت نہیں ہوئی اور تطبیق و تکریم کرنے اور وعدہ و ات پروردگار کے ادا کرنے
 بزرگ چاہنے میں کوئی نکتہ فرو گذاشت نہیں ہوا اور ہر دور میں اس مرقوم کے پاس

یونہی ہے کہ والدین اگر خود بڑے ہو ورنہ لیکن اپنی اولاد کو حتیٰ الزام کان آپ سناہیں نہ دیتے
 کیونکہ قاعدہ دینیہ متعلق فضیلت محبت سے یہ ہے کہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اپنے پیارے
 علی الخصوص کہ آوازہ فرزند و لبند کے آفرین نہ نفرین کا زبان خاص عام پر جاری رہے علاوہ
 اسکے عادت طبیعت ثانی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک میں آبادی دنیا سے آج تک کروڑوں خلقت
 افراد انسانی کے ہر فرد بشر کا بادشاہ سے غلام تک یہی دستور چلا آتا ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت
 کو ہر امر میں مقدم سمجھے وہاں کے لوگوں میں ذائقہ اور عیوب بہت کم ہوتے تیسرے خا کے حکما
 قییم نے والدین کی قدر کرنے کے باب میں ششہ بقدر میں عجب خوبی سے گوہر نصیحت کو پرویا ہے
 اور اون بزرگواروں کے ایک قول کے معنی یہ ہیں کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت کا دم بھرتا
 وہ اگر اونسے جدا بھی ہو تو انکو اپنے نزدیک بلکہ اپنی آنکھوں کے سامنے سمجھ کر حاضر و غائب
 اذکی نصیحتوں پر عمل کرتا ہے اور اسی ایک حال پر رہتا ہے اور دوسرا ایک قول کا ترجمہ اگرچہ
 طویل ہے لیکن اس کے مطلب کا لب لباب اقم نے یہ نکالا ہے کہ فرزند مثل پروا نے کے اور والدین
 مانند شمع کے اور جب سطر سے پروا نہ شمع کی لپٹ درود و نون کو کیساں جا کر محبت کے دھڑکے
 میں مرکز کے مانند ایک حال پر رہتا ہے اس سطر سے والدین کے حضور اور غیبت میں فرزند عیال
 کی رافت اور اطاعت کا ایک ساحل ہوتا ہے اور ایک حکم یہ ہے کہ جب والدین کے گھر میں
 رنج ہووے تو بیانا کہ سیکو مدعو کرے اور نہ آپ دعوت میں جاوے اور جب کو بیمار یا لبند
 ہووین تو فرزند پر خواب و خور حرام ہووے سوا اسکے کہ جب حکم حکما کے یہ رسم ہے کہ فرزند شام
 شام و سحر والدین کے کہہنے کی جا پر جانے اپنی آنکھوں سے ویکوتا اور کانوں سے سنہا ہے
 کہ اونہیں کس چیز کی ضرورت ہے اور قبل گھر سے باہر جانے اور بعد پھر آنے کے ہر شخص
 کو واجب ہے کہ اپنے والدین کو رسم ملک کے موافق سلام کرے اور آداب بجالاؤ اور خیر و غایت
 پر چھے اگر فرزند یہ ایک حکم عجیب حکماختا کی نازک خیالی پر وال ہے کہ فرزند کو لازم نہیں کہ
 بڑا پٹے کا ذکر کرے چونکہ حکماختا اپنے کسی قول میں وجہ یا کسی کوئی

اور حالانکہ بعد سو برس کے جب خانیوں نے پلواسے عام کر کے مغلون کو نکالا اور اپنے ملکین
 میں سے پیر یا دشاہ بنایا تب اس کے ایک سو پچتر برس ہوئے کہ پانچو تار کے سردار نے تختِ حاکم
 چھین کر اپنی سلطنت کو قائم کیا چنانچہ آج تک اسکے گہرائے میں سلطنت و فرمانروائی قائم ہے
 باوجودیکہ یہ سب کچھ طور میں آیا اور فقر کا دفتر پریشان ہو گیا لیکن جس طرح پانی کا سیلاب
 آتا اور بہ جاتا ہے اور زمین جیسی تھی ویسی رہتی ہے اوس طرح خانیوں میں باوجود کئی بار کے تفرقہ
 کے قدیم رسومات و دستورات جو بیخ و بنیا و سلطنت ہیں ان میں کہیں بھی فرق نہ آیا اور تاری
 جو آئے باوجود اسکے کہ مالک ہوئے اور چاہتے تو اصلی باشندوں کے درمیان اپنے اطوار و رسومات
 جاری کرتے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ مغلوب غالب کی سی نہ کتے سنتے کیونکہ فوج اسے اکتا
 علی دین ملو کہم اس امر میں ناطق صادق ہے لیکن قبلا خان مغلیہ تار کے سردار نے اور چچی
 پانچو تار کے فرمان فرمائے بھی ختا کے رسومات اور دستورات کو ایسا بہتر جانا اور اپنی حکومت
 کا قیام اس طرح اور کئی موافقت سے متعلق سمجھا کہ غالب نے مغلوب جن میں مارگریہ اور آزار دہندہ
 کی نسبت ہوتی ہے مثل شیر و شکر کے مل گئے یہاں تک کہ اگر ختا میں اصلی باشندوں اور تاروں
 میں تمیز کرنی چاہیے تو کیا مجال بلکہ محال ہے الغرض جہاں اور دستور خانیوں کے اہل تار
 نے اختیار کیے ہیں افضل اور مقدم اور کا حق شناسی والدین کو بلجوڑ رکھنا ہے اور جو کہ راقم نے
 اس باب کے عنوان میں لکھا ہے کہ حکمت کی تینوں قسمیں تہذیبِ اخلاق اور تہذیبِ منازل اور
 سیاستِ مدن ختا پر ختم ہے سب اس کا یہی ہے اس واسطے اسکے لیے دلیل و برہان کی ضرورت
 نہیں ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ سلب و اہل اور کسب فضائل سے تہذیبِ نفس حاصل ہوتی ہے
 اور جس قوم میں فرزند کے حق میں حق گذاری والدین کی دفتر سعادت و کرامت کا جبرِ اعظم
 یہاں تک کہ فرزند کو لازم ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو نبرگواروں کی مرضی پر منحصر رکھے
 اور اسکو اس چارہ نہ دے تو ممکن نہیں کہ وہان رویت کی عادت ہووے اور حالانکہ دنیا
 میں بعضی بہائم مثل انسان کے اپنے فرزندوں کو چوری اور اپنی شرارتیں سکھاتے ہیں لیکن اکثر

اور اسکی وجہ کو بوجہ حسن سعدی نے لکھا ہے کہ رباعی پسندیدہ بہت بختایش و لیکن
منہ بر لیش خلق آزار مرسم پندانت انکہ رحمت کرد بر مار کہ آن ظلم بہت بر فرزند آدم لیکن
اگر کسی بڈھیا کا صرف ایک ہی بیٹا رہے کہ اسکی ضعیفی کا تکیہ ہووے یا کوئی بزرگ زادہ کہ
جسکے باپکے نام پیدا کیا ہوا ہو وروہ چشم و چراغ دو دمان و وارث اپنے خاندان کا ہو کہ جسکے مرے
اوسکا گہر اند میرا ہو جاوے تو ایسے ایسے مقام پر مغفور کو جب عرضی گذرتی ہے تو معاف
ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہووے کہ مقتول اپنے گھرانے کا لیتا اور قاتل بھی اپنے خاندان
کا رئیس ہو اس حال میں قصور کو درگزر نہیں کئے کیونکہ انصاف اور عدل کا مقتضایا یہی ہے کہ ظالم
کا حال مظلوم سا کیا جاوے * * * * *

توان باب

ہپان میں معرفت حق پوری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تہذیب منازل و سیاست کے
ہر اقلیم میں دیوانی امور کے قوانین ہیں تاکہ ہر شخص کو حق و ناحق کی شناخت ہووے اور قتل و
سیاست کے باب میں آئین ہیں تاکہ ہر شخص کو کسب فائدل کے نتیجے دریافت کرنے سے عبرت
ہووے اور تیسری قسم کا دستور العمل ہجرت کے اور کہیں نہیں کیونکہ وہاں حق پوری و مادری
بھی مثل قانون کے بلکہ مذہب کا رکن اور دنیا و عقبی کی بہتر کیا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور اس ملک
کی بزرگی اور پاداری کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ تہذیب نفس اور تہذیب منازل اور سیاست
کا کمال اسی ملک پر ختم ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک کے رہنے والوں کے آثار و افعال تمام
حکمت عملی ہوں تو اس ملک کا نتیجہ ہوا ترقی اور آبادی اور پاداری اور استواری کے کیا کیا
مترتب ہوگا اور مخفی نہ ہے کہ خاتین والدین کے حق کی معرفت اور فرزندوں کی اطاعت اور
محبت ہزاروں برس سے چلی آتی ہے اور حالانکہ کئی بار ایسے بابوے ہوئے کہ شاہنشاہ خانانہ
بالکل متاصل کسا گیا اور دوسرا وارث تاج و تخت کا ہوا اور پہلے دفعہ قبل خان قوم مغلیہ تاج
برہوئی کے سوبرر تہک لے سکے اور اسے خاتین شہنشاہی کی

خاوند حاکم کے پاس تعینت ہوے تو توفیق و نصرت پر اوں کے ایسی لگتی ہیں کہ مہینوں چلنے پھرنے سے معذور نہ رہتی ہے زنا کاری میں طرفین پر پائس کی مار پڑتی ہے اور دیوثوں اور کشتوں اور شہرہوں اور بد معاشوں کی اوسیط پر خدمت کی جاتی ہے جھوٹے جھپٹے جو رباڑ اور لڑا کر تاشاد کہنے والے اور بیلے وغیرہ سب کا علاج حکام خفا ایسی کرتے ہیں اور کف پاکی ایسی مار مارتے اور وہ لعنت اللہ علی الکاذبین کی بانگ کا ایسا شور و غل مچاتا ہے کہ سننے والے عبرت کی انگلیاں کانوں پر دھرتے ہیں علی ہذا القیاس راشی اور مرتشی دونوں کو منکر مطلق ہے کیونکہ راشی اسی ارادہ پر حاکم کو کچھ دیتا ہے جو حق نکرے اور حاکم رشوت ستان بے ایمان ہوتا ہے بد زندان کی سزا خفا میں نہیں ہے کیونکہ جو شخص مجبوس ہو اور ایک زندان میں قید رہا لوگوں کو اس کے جرم پر آگاہی اور سزا سے عبرت نہیں ہوتی ہے اس لیے تشہیر کا رواج زیادہ ہے غرض جب تک مجرم زیرِ تجویز ہو تب تک وہ ایک خاص جگہ میں نظر بند رہتا ہے اور کسی چیز کی تکلیف نہیں پاتا اور اس کے عزیز و اقربا اور دوست و آشنا سب کو حکم اوسکے پاس جانا اور صلاح دینے اور جی بھلانی کا ملتا ہے بد خفا میں یہ بھی دستور ہے کہ مجرم کی سزا کو اس کے بدلے اگر کوئی دوسرا شخص آپ قبول کرے تو جائز ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ باپ کی سزا کو بیٹے نے اپنے اوپر لیکر باپ کو رہائی دلوائی ہے اور غھوڑے دن کی نقل ہے کہ ایک خنائی کو جو حقیقت میں مجرم خطا کار تھا تلوون کی سزا دی جاتی تھی کہ اتنے میں اوسکا بیٹا پانچ یا چھ برس کا ایک بیکالہ بچہ تھا اور اس حال کے دیکھتے ہی بتیاب ہو کر فریاد اور غل مچایا کہ باپ کی سزا مجھے دو اور اوسکی عوض اگر تمہارا جی چاہے تو فوج کرو اور اپنے باپ سے لپٹ گیا اور مار کھانے نہ دیا اور حاکم سے کہا کہ نہیں صرف پچاس ضربیں مارنے سے مطلب ہے پس جب قدر باپ کیو واسطے تجویز ہو مجھے مارو لیکن باپ کے چھوڑ دو غرض اوس بچے کی محبت اور حرارت کی قدرانی حاکم نے کی اور اس کے باپ کو فوراً رہائی بخشی اور غھوڑے جب یہ ماجرا سنا اوس لڑکے کو بلوا کر بہت پیار کیا اور بادشاہی مکتب خانے میں اتالیق معتبر کو سوپنا اختیار غھوڑے کو ہے کہ جس مجرم کو چاہے معاف کرے لیکن حکمانے یہ اجازت دیکر پھر یہ حکم کیا ہے کہ اس طرح کا جرم بہت کم کرنا چاہیے

ونگستان میں امرار کبار سے جبے فی قتل کیا جاتا تو سر کو تن سے جدا کرتے ہیں اور پھانسی کی پوت
 کو بے غرق کی موت جانتے ہیں اس جہت یہ سیاست عوام الناس کے لیے مقرر ہے اور اہل خباہت و عیسائی
 سمجھتے ہیں اور حق ہے کہ ہر ملکہ و سر سے اور دس ہزار لکڑے کر نیکی ہزار ایسے جرموں میں سے جیسے کہ
 کو نہر دنیا یا اوکسیطرسے انکو ہلاک کرنا یا فقہور کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا مثلاً بلوایا قندہ بر پارنا یا
 اور نکلے ہلاک کا قصد کرنا ایسے مجرم کو بر سر بازار لاکے ایک گھمبے سے باندھ لکھ کر کرتے ہیں اور قوت
 جلا دھوئی پشانی کی کمال چھیل کر جبرے پر ڈال دیتا ہے اور ہر جسم کی بوٹی بوٹی کاٹ کر چیلوں
 اور گوشتوں کے کھلانے کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور جب دیکھا کہ اس صدمے سے ہلاکت کے
 نزدیک یا تو بڑے بڑے اعضا کو گرہ گرہ اور بند بند سے جدا کرتا ہے اور آخر کو سر کاٹ ڈالتا ہے
 بعد اسکے مقبول کے سر کو تلم کے نوک پر رکھ کے ہر گلی اور کوچے اور راہ گھاٹ میں لیے پھرتا ہے
 اور اس کے جرم سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اور چونکہ اہل خاشنشاہ کو باپ سے زیادہ ماتے اور اپنے
 خاص والدین کو فصل بنی آدم سمجھتے اور ان کے گناہ کار کے لیے تمام دنیا کی سزا کم سمجھتے اس لحاظ سے
 جو نہیں جلا داسکے بالکل اعضا کے تراشنے سے فارغ ہو کر سر کو نیزہ پر لیکر لاش سے جدا اور
 شہر میں کوچہ کوچہ لے گشت کرنے اور لوگوں کو دکھاتے کے لیے روانہ ہوتا ہے فوراً ہر ایک خلعت
 گوشت کی بوٹیوں پر جبک پڑتی اور چیلوں اور کوٹوں کو کھلا دیتی ہے اور اگر کوئی خون کرے یا دے
 لڑائی میں کسی کو مار ڈالے تو مجرم کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں لیکن اپنے اقربا کے قاتل کا سر
 تن سے جدا کرتے اور اگر کسی طبیب کی دشمنی سے مریض ہلاک ہو جاوے اور اس کی نالاش ہووے
 اور وقت نہایت تحقیقات ہوتی ہے اور عند الثبوت دشمنی کے طبیب قتل کیا جاتا ہے اور
 اگر نادانی سے دوا خلاف مزاج یا مرض کے دینا ثابت ہو تو وہی لکڑی جیسا مذکور ہوا ہے اس کے
 گلے میں فی الی جاتی ہے اور دراز میعاد مع جرمہ سنگین کے اس کی نسبت مقرر ہوتی ہے والدین اپنے
 لڑکے بالوں کو تلوں کی سزابے دست اندازی حکام کے دے سکتے ہیں اور شوہر اپنی جورو کو اگر
 ناپسند کرے تو اس کی داد و فریاد نہیں ہے لیکن اگر عورت شوہر پر اتنا اٹھا دیا گالی دیکو اور

اور ایک داستان طویل نصیحت اور ملامت کی سنا کر اوس غذا سے رہائی دیتے ہیں اور اگر کبھی
 اوس طرح کے جرم میں گرفتار ہوئے تو میعاد زندہ ہوتی ہے اور دس منسپری کی لکڑی گلے میں آوی
 ڈال دی جاتی ہے اوس وقت اوسکی پوری کتے کی موت ہوتی ہے اور اگر ایسا گ جان ہو کہ سب
 بلا کو ٹھیل اور نصیبت جھیل کر جیا تو پشانی اور دونوں گالوں پر گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں
 اور گناہ کبیرہ کے لیے جلائے وطن کی سزا مقرر ہے اور جو مجرم اس قابل ہوتا ہے تو اوسکو
 ملک تار کے کسی اجڑے دیار میں بھیج دیتے ہیں اور اوسکو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال
 کو ساتھ لیجاوے اور وہاں خانہ داری کرے اس سزا کو ختمانی بہت سخت جانتے ہیں کہ چونکہ
 آبا و اجداد اور بزرگوں کی قبریں اونکے جانے سے برباد ہو جاتی ہیں اور انکی پاتی میں پانوں پھیلا
 آرام سے سو رہنے کی امید جاتی رہتی ہے سوا اسکے **پیش** خشت وطن از تخت سلیمان خست
 خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر اور کسکا جی چاہتا ہے کہ اپنے یگانے دوست اشنادت کی
 صاحب سلامتی اور راہ گھاٹ کے ملاقاتی دغہ چوٹ جاوین اور پھر انکی صورت دیکھے اور
 دوستی کا دم بھرنے اور اپنے بخشینوں اور یار و نہیں بیٹھ کر دل لگی کر نیکی امیدیں بالکل منقطع
 ہو جاوین اگر دسے بچا کر انقلاب روزگار کو برحق جان کر سفر و حضر کو کیسا سمجھیں تو جہان پر
 جا بیٹھیں اوسکو اپنا گھر جانیں بقول سعدی شہر مند خاطر خود را بہر بیج یار و دیار کہ بر تو
 فراخ است و آدمی بسیار اس سمجھ کے آدمی کو جلائے وطن سے کچھ رنج نہوے اور فراق
 کلی سے ایک ایک دن قیامت کی طرح نگزرے لیکن حکیم مطلق کی حکمت کی بڑی دلیل ہے
 کہ طبائع مختلف ہیں ورنہ اگر تمام اہل دنیا کی طبیعتیں ہماری طرح وارستہ و آزاد ہوئیں تو کارخانہ
 انہی میں منور واقع ہوتا اور انتظام خلایق کا درہم و برہم ہو جاتا نہ ختامین قصاص تین طرح مروج
 ہے اول سنیہ کو قسم سے ایسا تنگ باندھتے ہیں کہ دم گھٹ کر جان نکل جاتی ہے اور دوسرے
 سر کاٹ ڈالتے ہیں اور تیسری طرح میں دس ہزار ٹکڑے کرتے ہیں اور اول طرح کے قتل کو اہل
 ختمات و باحرمت سمجھتے ہیں مگر سہ کو دھڑ سے جدا کرنا بدترین طرح سے مرنہا جانتے ہیں لیکن

رو برو بانس کے پھرنے رکھے رہتے ہیں اور ہر ایک میں عدد دس میں وغیرہ تانے لگے رہتے
 ہیں اور حاکم طرفین کی سنکر جس پھرنے کی طرٹ اشارہ کرنا اور سکوپا دے اور ٹھالیتے مجرم کو بڑا
 پر لٹاکے تانے پر مارتے ہیں اور دس ضرب سے پچاس تک چھوٹے قصور وں کی سزا اور پچاس
 سو تک جرم سنگین کے لیے مقرر ہیں اور ایک قاعدہ ختامین الیا مروج ہے کہ اگر اور ملکوں میں واج
 پاوے تو کسی پر کوئی تہمت نہ کر سکے اور وہ یہ ہے کہ جب ناش میں افترا ثابت ہوا تو حاکم کو اختیار
 ہے کہ منتہری وہی سزا پاوے جو مجرم کو ملتی اگر قصور ثابت ہوتا اس سے ختامین افترا و ہتان
 بھست ٹھہرا ہے ہتلون پر مارنے کی سزا ختامین بہت مروج ہے اور اسکی مار جیسپر ٹپتی ہے
 اگرچہ ایذا اوب سے بہت سی ہوتی ہے اور چنڈے چلنے پھرنے اور ٹھٹھے بٹھننے سے معذور رہتا ہے
 لیکن اسکی عزت میں فرق نہیں آتا اور چونکہ غفور اپنے وزیر وں کو اکثر اسطرح تنبیہ کرتے ہیں
 اس لحاظ سے خانی اوس سزا کو سیاست پوری سمجھتے ہیں ہ ایک قسم کی سزا گناہ کبیر و کیواسطے
 یہ ہے کہ ایک تختہ مربع چار ٹکڑوں کا ہوتا ہے اور اوسکے چ من ایک سولخ آہی کے سر کے
 جانیکے موافق اور دو چھید بازو کے لیے دو کونوں پر بنائے جاتے ہیں مجرم کی گردن اور دونوں
 بازوؤں میں ڈالکے کسی صدر جگہ میں جیسا سر بازار یا چور یا مایا تجانہ یا شہر کے صدر دروازے پر او
 کھرا کرتے ہیں اور ایک پرچہ کاغذ پر اوسکا جرم لکھ کر تختے میں لگا دیتے ہیں اور او کو میعنا
 شبہ روز اوس تختے کو نہیں کہوتے اسطرح وہ ناچار بازار بازار گلی میں لعنت کا ہار شہہ در گرسنہ
 سر و بار ہنہ لوے پارہ پارہ مارا پڑا پھرتا ہے اور اگر کسی نے کھانے پینے کو دیا تو کہا پی لیا اور
 اپنے ہاتھوں سے معذور سونے سے مجبور سب طرح سے لاچار و خوار و زار و دوہشتے اور کھچی چھ
 اور اٹھ اور کبھی دس اور بارہ ہفتے یونہی رہتا ہے سوا اسکے جیسا جرم ویسا ہی وزن اوس
 لکری میں ہوتا ہے غرض پانچ پئیسری سے کم اور دس پئیسری سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن بہت
 قیدی اس سزا کی میا و سنگین میں ہاک ہو جاتے ہیں غرض بچنے اور میا و تمام ہونیکے بعد حاکم
 قہن اور اوس لکری کو گنگے سے اوسکے اوتار کر انس کی بیض میں مارنے ہیں

و حال دریافت کر کے اسامی و فریادی کو مع گواہان طرفین کے حاکم کے آگے ایچاٹے ہیں اور
 سیوقت خواہ رات خواہ دن ہو تجویز شروع ہوتی ہے اسلئے عین مملکت میں حکم ہے کہ جو داد و
 کیے لیے آوے اسکی داد دے اور انصاف کرنے میں دیر نہ دے کیونکہ مظلوم کی فریاد سننے
 و داد دینے میں جب قدر دیر ہووے گی اوسے قدر اوسکو زیادہ ایذا پہونچے گی اور مارے ہوئے کو
 ربا اور ستم رسیدہ کو اذیت پہونچانا خاتمہ مردم آزاری کا ہے۔ صرف داد بخشی اور انصاف
 ستری کے لیے ہر صدر محکمہ کے خصوصاً مغفور کے دولت خانہ کے دروازہ پر نقارہ رکھا رہتا ہے
 جس گھڑی فریادی آتا ہے بلا تامل نقارہ پر چوب دیتا ہے اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ فریادی
 کے چوب مارنے سے خود بدولت آپ ہی داد دینے کو نکل آتے ہیں اور جس محکمہ کے قابل مقدمہ
 کو سمجھتے وہیں بھیج دیتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ چلا آیا ہے چنانچہ قدیم الایام میں کسی مغفور نے
 اپنے دولت خانہ کی صدر ڈویژن ہی دروازے پر کیوار نہ لگوائے وزیروں نے سبب پوچھا فرمایا
 کہ میرے گہرا و میرے دل کو کشادگی چاہیے تاکہ میری رعیت کو مجھ تک پہنچے اور میرے داد
 ہونے میں تامل نہ ہو قصہ جس وقت فریادی حاکم کے حضور آتا ہے زمین پر دو زانوں ٹھیکتا
 اوسوقت اوسکی سب گزشت سنتے کے اور بالکل حقیقت سمجھنے کے بعد حکم مناسب دے رہتا ہے
 لیکن قبل سیاست کرنے کے اسامی سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تقصیر کے موافق سزا ملی
 اور تمہارا انصاف ہوا یا نہیں اگر اوسنے جواب دیا کہ میں نے جیسا کیا ویسا پایا تو اوسوقت
 حاکم اپنے سامنے اقرار لکھوا کے گواہوں کو بلوا کے سب ماجرا سناوے سزا دلاتا ہے اور
 اگر مجرم نے اوس انصاف کو نہ مانا اور اپنے کو باوجود ثبوت گناہ کے بگناہ ٹھہرایا تو اوسوقت
 مقدمہ کی نتھی حکام اعلیٰ کو سپرد کیجاتی ہے اور اسامی یا فریادی کو اختیار ہے کہ مغفور تک اپنے
 معاملہ کو پہنچا دیں غرض ہر قدر تردد و صرف بڑے امور میں کیا جاتا ہے جسکی سزا قتل یا شہر
 یا جلا سے وطن تجویز ہو لیکن چھوٹے چھوٹے مقدمات کہ جس میں صرف زد و کوب مناسب ہے
 تو اوس میں مائثرین فوراً سزا دلاو سکتا ہے ختم میں زد و کوب کی سزا یوں دیجاتی ہے کہ ہر حاکم

تھا کہ وہ سب گناہوں سے باز ہیں وہ سوان قانون یہ کہ ہر شخص کو ظاہر و باطن کی تہذیب حاصل
 کرنی چاہیے کیونکہ ایک سے دنیا کی بھلائی اور دوسرے سے عقیقی کی رزائی حاصل ہوتی ہے۔
 گیارہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو اپنے فرزندوں اور چھوٹے بھائیوں کو اچھی طرح سے تربیت کرنا چاہیے
 کیونکہ اگر ان کی تعلیم میں کمی ہوگی تو وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ بُری طرح پیش آؤنگے۔ بارہواں قانون
 یہ کہ کسی پرستان نہیں کیا چاہیے کیونکہ بہتان کا شیطان کا ہے۔ تیرہواں قانون یہ کہ اپنے
 گھر میں کسی مجرم بد نما و شہر بد رکھے ہوئے کو لانا یا کسی طرح سے اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا نیکوں کے
 ساتھ بُرا کرنا ہے بقول سعدی **طیبت باکوبی بابدان کردن چنان است** کہ بدکردن بجائے
 نیک مردان۔ چودہواں قانون یہ کہ جب کا جو خزانہ قرار ہے اس کا حسبِ معمول ادا کرنا چاہیے
 کیونکہ مغفور قبلہ کا ہر عیال کا ہے اور چونکہ اس کا چرخ رعیت کی آؤ خزانہ پر موقوف ہے لہذا اس
 امر میں غفلت کرنی گویا اپنے والد کو ایذا دینی ہے۔ پندرہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو حاکمان
 شہر کی مدد کرنی چاہیے تاکہ پورا وچکے اور ٹھائی گیرے جیب کترے گرہ کئے اور ہر طرح کے بد معا
 اپنے پیشہ کو نہ کرنے پادین اور جو فعل بد کریں اس کو گرفتار کر دیوے کیونکہ ایسے امر میں حاکم کو مدد
 دینی اپنی بھلائی کرنی اور اون مردم آزاروں کے ظلم سے سب کو بچانا اور اپنی جان و مال کو محفوظ
 رکھنا ہے۔ سواہواں قانون یہ کہ جو شخص لگام سرکش گھوڑے کے حوالے کرتا ہے مارا پڑتا ہے
 اسی طرح سے مملوب غیبت کا ہونا اور توسل و بیعت خود کام کی لگام مانتے سے چھوڑ دینی نامناسب ہے
 الغرض اسی طور پر تمام مملکت تمام قوانین دیوانی امیرین جاری ہیں راقم نے ان میں سے بعض کے موافق سبکی
 وجہ تسمیہ بیان کیا ہے فقط۔

آٹھواں باب

فوجداری قصص و ن کی شرح اور ان کی سزا دینے کا بیان

ملک تمام جب کوئی شخص ارادہ فریاد کا کرتا ہے اپنے شہر کی فوجداری کچہری کے دروازے
 پر جا کر جو تقارہ باہر و ہزار ہا ہے اس پر جواب مارتا ہے فوراً مابذریں کے پیادے کے کل سے

سری طرف جنبش نہ کرے کیونکہ بزرگوں کے حکم کو خدا کی مرضی قیاس کرنا چاہیے اور چونکہ خدا کا
 کیا غفور ہے اور تمام لوگ غفور کے ٹرکے ہیں اور خدا کا حکم غفور ماننا ہے اس لیے غفور کا حکم
 سب رعیت مانتی ہے اس لحاظ سے ہر بزرگ کی مرضی کے موافق کام کرنا عین خداوند تعالیٰ خدا کو
 شہم بجالانا ہے اور جو شخص اس امر کا منقاد و مطیع ہوا دنیا و عقبیٰ میں فاسخ رومی حاصل کی کیونکہ جو اپنے
 بزرگوں کی مرضی پر چلا وہ خطا و قصور سے بچا اور خدا کا پیارا ہوا اور جس نے بغاوت کی اس سے
 طاس زرد ہوئی اس کے عوض یہاں جو سزا ملی ہو ملی اور عاقبت بھی بری ہوئی اور اس کی شان پر
 خیر الدنیا والآخرۃ صادق آیا۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ اپنے بزرگ جو جہان فانی سے گذر
 لئے ہیں ان کی یاد ساتھ کریم و تعظیم کے رکھئے اور ان کی قبروں کی رسومات بجالانے سے نشان
 سعادت مند ہی کا ہے اور جس کو ان باتوں کا خیال رہے گا وہ بزرگوں کی نصیحتوں کو مانے گا اور خطا
 نہیں کرے گا۔ تیسرا قانون یہ کہ لڑنا یا جھگڑنا اور دوسرے کے قصصہ کو مٹانہ دینا بُرا ہے۔ چوتھا قانون
 یہ کہ گسان اور ریشمی اور سوتی کپڑے کے بننے والوں کی زیادہ قدر کیا چاہیے کیونکہ غذا و پوشاک
 جس سے مستفید ہیں انہیں دو فرقوں سے ملتی ہیں۔ پانچواں قانون یہ کہ پزیرگاری اور کفایت
 شعاری ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ ایک سے سلامتی جان کی اور دوسرے سے حفاظت مال کی
 متعلق ہے۔ چھٹا قانون یہ کہ مدارس اور تعلیم گاہوں کی ترقی کی تدبیر کرنی ہر شخص کو لازم ہے
 کیونکہ اگر لڑکے بے تربیت رہے تو برباد ہووے۔ ساتواں قانون یہ کہ ہر شخص اپنے بزرگوں کے
 پیشہ کو اختیار کرے کیونکہ ایک آدمی سے ایک ہی کام خوب ہوتا ہے اور ایک ہی فن کی تکمیل میں پیشہ
 چاہیے۔ آٹھواں قانون یہ کہ جو شخص طرز جدید و مذہب خلاف دستور بزرگوں کے جاری کرے اس کو
 فوراً نیست و نابود کرنا چاہیے کیونکہ اس نے بزرگوں کی عقل کو سچ جانا اور ان کی وضع و دستور پر چلنے
 کو ننگ و عار سمجھا اور کیا انہیں یہ بات نہیں سوجھی تھی جو اس کی عقل کی محتاجی رہی تھی پس اس
 شخص نے خطا کی اور خاطیوں میں نامزد ہوا۔ نوں قانون یہ کہ چونکہ سزا کے خوف سے عوام بدی
 نہیں کرتے اس لیے خاص کو لازم کہ ہمیشہ ان لوگوں کے روبرو غفور کے غضب و زہر کا ذکر کریں

بڑا بیاباں کے ذہن کا اہتمام کرتا ہے اور تین برس تک ماتم کے رسومات بجالاتا ہے۔ باپ کے مال
 و متاع کا وارث بننا ہوتا ہے لیکن اگر سرکاری عہدہ باپ کے ذمے قبل مرگ کے تھا تو اس کا مستحق
 بیٹا نہیں کیونکہ خاتین علم و فضل کی قدر ہے اور جسکی جو بات اویسی کیساتھ ہوتی ہے اس دستور کو اصل
 کمال تعریف کرتے اور بے سہرید جانتے ہیں لیکن دراصل حکمائے عقل اور دراندیشی کو اس قانون میں
 جگہ دی اور جہاں دوسرے اسباب مملکت خفا کی بقا کے ہیں وہاں اس دستور کو بھی سب سے بزرگ سمجھا
 جا رہا ہے۔ خاتین بلوغ کا کوئی سن مقرر نہیں کیونکہ باپ کے جتنے جی سب لڑکے اگر سو برس کے
 بوڑھے ہوویں تو نابالغ سمجھے جاتے ہیں اور باپ اپنے وصیت نامہ میں جسکے حق میں جو لکھ جاوے
 وہی ظہور میں آوے۔ لیکن بے وصیت کیے اگر مرے تو سب بھائیوں کو برابر حصہ ملتا ہے تو بڑی
 غلام کی خرید و فروخت خاتین جائز ہے لیکن صرف زر خریدہ پر خریدار کا اختیار ختم ہے اور اگر
 کوئی شخص اپنے غلام کی جو روٹی پر ہاتھ ڈالے وہ جب اقل تصور ہوتا ہے اور سب سے زیادہ
 انصاف کا یہ قانون ہے کہ بونے اور کاٹنے کے موسم میں کسان کو کسی طرح کے قرض کی بابت
 کوئی گرفتار نہیں کر سکتا اور ایسے ایام میں اگر قرض لے لیا تو غفور کا بھی فرمان آوے تو ٹل جاوے
 سو ان قوانین دیوانی کے جو راقم نے مختصر عرض کیے سولہ اور قانون ہیں جو بطور انصاف
 جاری ہیں اور چونکہ یہ قوانین استحکام و پایداری مملکت کے لیے بنیادی ہیں و بنیاد کے ہیں لہذا
 شہر پر حکم ہے کہ پندرہویں روز برسر بازار خلافت کو جمع کریں اور ان سولہ نصیحوں کو سنا دیویں
 اور سب حقیقت کی شرح کریں اور انکے عدول کرنے اور نہ ماننے کے مفاسد اور بچالانے کے
 فوائد بیان کریں تاکہ عوام الناس ترک رذائل و کسب فضائل کریں اور ان قوانین کی پیشانی
 یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے باپ ماں اور بڑے بھائی یا جو بزرگ خاندان ہو وہ اسکی تابعداری
 برابر دینی میں اس طرح سچا لانا چاہیے کہ اولیٰ مرضی سے اپنی نشست و برخاست متعلق ہووے
 اور جس طرح انسان کے بدن میں روح کے ارادہ سے جسم کے حرکات و سکنات ہیں اور جس طرح
 ہر شخص کو لازم ہے کہ بزرگوں کی مرضی کو گویا اپنے تن کی جان سمجھے اور بے رضا بزرگوں کے

اور داک والوں کی حفاظت ہووے اور جب ملک میں کچھ خستہ پیدا ہوتا ہے تب دن کو
وے نشان اڑاتے اور راتوں کو شعل جلاتے ہیں سبب اس کا یہ ہے کہ ایک جگہ کی خبر دوسری
جگہ فوراً پہنچ جاتی ہے اور اسی وقت قلعوں سے مدد آتی ہے + دریا اور تری کا سفر جو کرتے ہیں
وے گھاٹ گھاٹ کے ماحی کو بلا کر اپنی چیزیں لنگر بار برداری کی اجرت کی چمکتی کر کے اوس کے
حوالے کر دیتے ہیں تب وہ شخص کشتیوں پر اسباب چڑھانے کے مترل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور
وہاں پر جب ایک ایک چیز لنگر مالک تک پہنچا لیتا ہے تب اوس کو کرایہ دیتا ہے بہت سی باتیں جو اوس
ملکت میں خلق اللہ کے آرام کے لیے مقرر ہیں اوغین سے ایک یہ ہے کہ بھاریا ب تجارت کے
مسافر کی کشتی سے محصول نہیں لیا جاتا + تواریخ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب اڑھائی ہزار
برس کے ہوئے کہ ختامین سب ملکوں سے پیشتر ڈاک کی بنا ہوئی لیکن عیب یہی ہے کہ جب طرح
فرنگستان اور ہندوستان میں جو شخص جس ملک کو خطر روانہ کیا چاہے تو پہنچ سکتا ہے
اوسط چہرہ بیان نہیں اور سوا سرکاری ڈاک والوں کے دوسرے اوس ملک میں نہیں ہیں اور
نظام اور ماڈرنیون کے مہری خط کے سوا دوسروں کے خط جانے نہیں پاتے مگر بڑے شہروں
کے جو ایسے ارباب تجارت کا اونکی بزرگی اور ملک حلائی کا اعتبار حکام پر گنہ پر ظاہر ہوا اونکے خط
فراغت سے معرفت ڈاک سرکاری کے دوسری جگہ پہنچائے جاتے ہیں + دفتر اول میں ان کے
پیچین کی کو تو انکی کا حال بیان ہوا ہے کہ تھوڑی رات گزرنیکے بعد دروازے شہر کے بند
ہو جاتے ہیں بلکہ ہر گلی کے جو پچھاگ ہیں وہ لگائے جاتے ہیں اور بھر طبع کے دوسرے کی آمد
ورفت شام سے موقوف ہو جاتی ہے الغرض یہی حال ملک ختا کے ہر شہر بلکہ ہرستی میں ہے
کیونکہ قباخ خانی حکما کے دن دن سخت محنت کے اور رات دن سخت راحت کے ہے + اوس ملک میں انکی سے اہلی لگت
تام رہنے دہند میں مشغول رہتے اور رات کو آرام سے سوئیں اور چپکا ڈرون اور گیدون کی طرح انکو
شب پر دازی اور شب گزی سے کچھ کام نہیں نکوبی تر لہون اور چوراہوں اور سڑکیوں
سرجو کیداری پاسانی کرتے رہتے ہیں اور اگر کسی انبی پر اونکی نگاہی

میں جاتے ہیں اور وہاں کے حکام تجویز کر کے غفور کے حضور میں اطلاع کرتے ہیں پھر محمد مجاہد دوم
 ہو پو کو کہلاتا ہے اور غفور کے داخل اور مخارج کا حساب کتاب اس محکمے کے دفتر سے رہتا ہے
 اور سرداران جنگی اور دیوانی اور افواج وغیرہ کی تنخواہ یہیں سے ہوتی ہے چونکہ انبار خانے وغیرہ یہیں سے
 متعلق ہیں اس لحاظ سے جتنے لوگ کہ پیدا ہوتے یا کہ مر جاتے اور کس مقام پر کس قدر مقیم ہیں یہ سب
 اسم نویسی کے کاغذ میں داخل ہوتے ہیں اور اس محکمے کے بھی تابع چار چھوٹی کچہریاں ہیں پھر
 صدر محکمہ کی پوٹینے فقہ اور تہذیب کا ہے آدابین کے اور سرین وینا کی اسی محکمہ کے متعلق
 ہیں اور بیان کے حکام کو یہی خیال ہر وقت رکھنا ہوتا ہے کہ جو کچھ حکیم گنگ فوزی فیلسوف اعظم
 نے مملکت ختامین ہرامر کے قاعدے مقرر کیے ہیں اول میں ہر موقوف نہونے پاوے اور علیٰ غایت
 سے تابہ غفور سب کی نشست برخواست اور جس سے کا جو شخص ہووے اس کے ساتھ ہر سیکہ
 اپنے مرتبے کے موافق جس اب سے پیش آنا جاسیے سب کا دستور سکھانا اور نہیں لوگوں کا
 کام ہے اور غیر ملکوں سے جو سفیر اور ایچی کہ غفور کے حضور میں آتے ہیں ان کی خاطر داری اور
 رخصت کا سامان اسی محکمہ سے متعلق ہے اور چار چھوٹی کچہریاں اسکے زیر حکم ہیں پھر چوتھا صدر
 بیچین کا میں پو کہلاتا ہے اور بالکل فوج کی سپاہ اور سرداروں کی بجالی اور برطرفی اور کوچ و
 مقام اور رسد اور سلاح خانہ وغیرہ سب اس محکمے کے تابع ہیں لیکن افواج کی تنخواہ دوسرے
 محکمے ہو پو سے متعلق ہے اور چار کچہریاں اس محکمے کے بھی تابع ہیں پانچواں صدر محکمہ میں پو کا
 صدر نظامت اور دیوانی عدالت ہے اور جہان تک چوری و سہر زوری و داد و ستد کے
 مقدمات و پیش ہوتے ہیں اسی جا پر فیصلہ پاتے ہیں اور مثل دوسرے محکموں کے چار
 کچہریاں اسکے بھی زیر حکم ہیں پھر چھٹا ان صدر محکمہ کا پنوکا معمار خانہ سے متعلق ہے اور غفور
 کے دولتخانے محل سرائین اور کل عمارات شاہی کی تعمیر و ترمیم اسی محکمہ کے تفویض ہے سو
 اسکے سرکار کے جہاز جنگی اور تجارتی کی ساخت اور مرمت اور اونکے ملاحوں و ناخدا یوں کی
 بجالی برطرفی اور شاہرہ یوں کی حفاظت اور خبر داری اور پلوں کی بندش اور تیاری اور چھوٹوں

اگرچہ آتشبازی بنانے میں ایسی ایسی ایجادیں اور تحفگیان نکالی ہیں کہ اس فن کے کمال کا بخاتمہ
 اونہیں پہنچ چکا۔ سواروں کی ماہواری تنخواہ سات روپیہ سے کچھ زیادہ ہے اور پیادوں کی
 پانچ پانچ روپیہ اور سرکار سے ادھی تنخواہ کا چاول اور باقی روپیہ ملتا ہے سواروں کو سرکار سے
 گھوڑے اور انکی خوراک و پوشاک ملتی ہے اور دونوں قسم کی فوج کے اسباب و آلات جنگ
 اور سال میں ایک جوڑا وردی کی پوشاک کا سرکار سے عنایت ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

پانچواں باب

خدا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محسبون کا بیان

دارالامارہ پچھین کے چھ صدر محکمون ہیں فغفور کا دیوان عام سب پر حکم کرتا ہے اس دیوان کا
 میں پائنت کے وزرا اور چھپوں صدر محکمون کے حکام اعلیٰ جج ہو کے باہم مصلحت اور مشورہ
 امور سنگین میں کرتے ہیں اور فغفور اپنے خاصوں سے ہمیشہ مشورہ کرتا ہے خدا کے چھ صدر محکمہ
 کو پوکھلاتے ہیں اور پہلے محکمے کے حکام سے خلیل القدر عدوٹ کے سرداروں کی بجالی اور برنی
 متعلق ہے اس محکمے کے حکام کسی ناظم یا سردار کی نیک اطواری یا بد اطواری کی کیفیت جس طرح
 فغفور کے حضور میں پیش کرتے ہیں اس شخص کے واسطے خبر اسناد اسی طور پر مقرر ہوتی ہے
 اور اس محکمے کے تابع چار کچہریاں ہیں پہلی کچہری کے عملے اول فاضلون کی حیثیت و لیاقت
 کا حال لکھتے ہیں جو کہ درخواست سرکار کی نوکری کرنے کی رکھتے ہیں دوسری کچہری کے عملے
 اونہوں سے نظام اور ماڈروں کے اطوار و کردار کا احوال استفسار کر کے لکھتے ہیں اور
 تیسری کچہری سے سب ماڈرینوں کو اپنے اپنے عہدے کی مہرین ملتی ہیں اور جب جو بجات
 سے اونکے کاغذات پہنچتے ہیں مہروں کا مقابلہ اسی محکمے میں ہوتا ہے اور جب راستہ لے
 کم و کاست ٹھہرتے ہیں صدر محکمے میں پیش کیے جاتے ہیں اور چوتھی کچہری میں اول فاضلون
 امتحان انہیں تین تین میں جو دستو مقرر کے موافق امتحانوں سے فراغت کر کے
 قبیل غرض اول چار کچہریوں کے کاغذات جمع ہو کر صدر محکمہ

کہ اوس سے گزرنا دشوار ہے مگر ایک روس کا ملک کہ اوس طرف سے یورش ممکن ہے لیکن سقدہ
 وسیع بیابان و ریگستان فیما بین تھا و مملکت روس کے واقع ہے کہ لشکر کشی اود ہر سے کرنا اور
 رسد و پانی پہنچانا قریب القیاس نہیں الغرض انہیں کسی جہتوں سے غنیم کا اول تو ختامین جانا
 دشوار سو اس کے اگر پہنچا بھی تو مآخت و تاراج کر کے اپنے ملک میں پھر جانا شاید سہل ہوے
 لیکن تمام ملک پر قابض قادر ہو کر جبکہ بیٹھ جانا اشکال سے بلکہ محال سے ہے اس لیے
 مملکت خٹاکو دشمن کا خوف بہت کم ہے اور جب سے کہ تاتاریوں کا دخل ہوا اور وہ اصل ختائیوں
 کے ساتھ مل گئے اور پشتین کی عداوت دور ہو کر شل شیر و شکر کے اختلاط و ارتباط ہو گیا تب سے
 اور بھی اس کی صورت پیدا ہوئی ورنہ غفور کی فوج ایسی جبار و قہار نہیں کہ فرنگستان کے کسی
 ایک پادشاہ کا پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرے اکثر وں کے علاوہ سپاہی جتنے ہیں شہر یوں
 کے شمول میں گئے جاتے ہیں اور حکم ہے کہ جب سرکاری کام میں متعین ہو وین تب ہی اپنے
 ساز و سامان و ہتھیار کے ساتھ باہر نکلیں ورنہ اور شہر یوں کی طرح ہزار وں میں بھرنے والے
 پلٹنوں کی وردی اکثر حصوں میں فرق ہے کہیں نیلی کڑیوں کے حاشیے سرخ اور کہیں آبی
 کڑیوں کے حاشیے زرد کہیں نیلی مہریوں کے پایجامے اور کہیں کھٹنے کے نیچے بنے پائیا
 اور کہیں جاموں کا ہستور ہے تیر انداز نیلے جامے پھن تے ہیں اور کمز میں پرتے جسکی دہنی طرف
 بخلاف اور ملکوں کے تلوار پڑی رہتی ہے سر پر موٹے چمڑے کے خود اور او سپر سے لائے
 لائے سرخ بالوں کی چوٹی لٹکتی رہتی ہے اور طرفہ تریہ ہے کہ کہیں سپاہیوں کے ہاتھوں
 میں ہتھیار کے ساتھ پیکھی بھی رہتی ہے اور عربے اونکے تیر و کمان و تلوار اور توڑے دار
 نبد و قین ہیں تو پین بہت ہیں لیکن اون سے ایک گولہ زور پر بغیر نیاز ماننے کے نہیں بھینچا اور ہوا
 شلک چھوڑنے کے خونریزی سے وہ بیچارے باز رہتے ہیں حالانکہ موجد باروت ختائی
 ہیں اور مخفکی باروت ختائی ہر بلا و اقلیم میں مشہور ہے چنانچہ شورا اکثر ت سے وہاں پیدا ہوتا ہے
 یہ خبر قدیم تاریخوں سے ملتی ہے لیکن ختائیوں نے ہمیشہ توپ و تفنگ کی طرف کم توجہ کی ہے

ناخص کے مادہ میں چند شفاؤں سے لکھنا مناسب ہوا اور وہ یہ ہیں: * اسندی گوید
 سیت چنین کردگار سپاہ کہ دو ہند پدرو کن خواب را و نداری ز خون سپاہان دریغ *
 ی کار فرما و خشنده تیغ پنجختین دہ انجام کار ترنگ بدیر ایشان چنان زن کہ برگہ کرگ *
 انی دران بوم سالی تمام کہ کاشکر کران گیر دازنگ نام کہ گرت بگذر و چار و سوئم دران بد و فرہنگ
 و مردی نیابی نشان * القصہ اس جہت سے تاندی سپاہ سے بھی و اچھی و اچھی اسید ہادی
 لی رکھا چاہیے حالانکہ سپاہ گری کے سب فن و شین شکن میں سینے تیر اندازی بلکہ بازی بھالا گھما
 تلوار مارنے گولی لگانے میں خوب طاق اور مشاق ہیں لیکن کڑی چوٹوں کے آگے رن میں کن
 اور نکات سے ہوا کی طرح شن سے نکل جاتا ہے اور اپنے گھوڑوں کی دم دینے چوتروں کو کھاتے
 خبگوان کی طرف پیٹا بوجاتے ہیں مقام عبرت کا ہے کہ یہی تاندی اولاد ادو نہیں پادشاہوں
 کی ہیں کہ جنہوں نے اپنی ضرب شمشیر سے شاہیٹس پادشاہوں کے تخت کو اولٹ دیا اور
 ہمالک ایران و توران و روم و مغرب و شام و مصر و عراق و عرب و حجاز و اندلس و
 کیا آنا تھ و سرون نامتھ و آذربایجان و فارس و خراسان و وشت قیاق و خوارزم و جہن و
 کابلستان و باختر اور زمین ہندوستان کے پادشاہ ہوئے تھے حق ہے کہ خداوند عالم کیا
 جب دولت وقبال چھین لیتا ہے تب اپنی تمام نعمتیں روحانی اور جسمانی سے محروم کرتا
 چونکہ قدیم الایام سے خدایں کسی غیر ملک کے لوگ آئے نہیں پاتے کہ سب جگہ کی قلعہ بندی اور
 راستہ گھاٹ دریافت کریں اور ملک بھی اس قدر وسیع ہے کہ اگر فغفور کی فوج کی مانند کسی اور
 پادشاہ کی فوج کثیر ہوتی تو البتہ بعد فتح پانی کے ہر جگہ کی رعیت دیانی جاسکتی اور قابو میں رکھی
 جاسکتی اور چونکہ بحر محیط چہرہ دونوں کی حفاظت اس طرح کرنا کہ کوئی بڑا جہاز کنارے کے قریب
 بسبب کم ہونے پانی کے آئینہ نہ سکنا کہ فوج اور غارتی سے آوے اور یکم کی طرف پر اس قدر
 کوہستان بے پایاں کہ انسان کی کیا جرات بلکہ حیوان کی کیا حقیقت کہ اس کی طے کرے *
 اور اس نگہ بیان حقیقی نے ایسا حصار پیدا کر

اوس ملک کے تخت پر بیٹھا اور دیوار ختائی دونوں طرف کا ملک سے ہاتھ آیا اور وقت سے لڑائی بڑھائی
 کا اتفاق کم ہوا ہے اور جب تک کہ اصلی ختائی اور تاتاری قوم ایک نہیں ہوتی تھی تب تک تاتاریوں
 کے خوف سے فوجیں ہر وقت تیار رہتی تھیں چونکہ اب وہ بات مٹ گئی ہے نصف فوج سے
 زیادہ تمام مملکت میں سطر چھپر چلی ہوئی ہے کہ جن پر گنوں میں جن سپاہیوں کے گھر ہیں جن
 کے تھانوں میں اور دوسرے مقاموں کی چوکی پھر میں وے سب تعینات ہیں اس طریق
 سے اونھیں بھی لڑکے بائے گھر دروازے کی قربت آرام ہے اور سرکار کا بھی کام بند
 رہتا اور حفاظت ملک کے لیے جتنے قلعہ میں سب میں انہیں فوجوں کی بھرتی ہوتی ہے
 لیکن تاتاری سپاہی سبب بیکانگی اور عتماد کے خطرناک جگہوں میں ہمیشہ متعین رہتے ہیں
 اور اصلی ختائی سے جواہل سیف ہیں اونہیں کاموں میں مقرر ہوتے ہیں جنکا ذکر کیا گیا اور سوار
 جوہن وہ بھی علی بن القیاس اپنے پر گنوں میں سرکار کی ڈاک لیجانے اور دوسرے کام کرنے میں
 مقرر ہیں یہ دو قسم اٹھارہ لاکھ فوج قلمبند درماہر پاتی ہے لیکن کچھ سو بعض بعض صوبوں میں
 جہان کے باشندے قوی اور بہادر ہیں وہاں پر رعایا کو لاخراج زمین دی گئی ہے تاکہ ضرورت
 کے وقت زراعت کو چھوڑ سہیاد اور اٹھا کے سرکار کی جان نثاری میں موجود ہو وین حقیقتاً
 کثرت سپاہ و رعیت کی خدشہ سے باہر ہے مگر پھر بھی کہہ نہیں کیونکہ اصلی ختائی ایسے نامزد
 اور کم ہمت ہوتے ہیں کہ بیان نہیں کیا جاتا اور اہل تاتارا اگرچہ شجاعت و مردانگی میں اون سے
 بہتر ہیں لیکن جب سے کہ ملک ختاکا اون کے زیر حکم ہوا ہے تاثیر سے آب و ہوا کی اور معاشر
 و مصاحبت سے اہل ختاکا کی اوکی ذاتی جرات میں کمی آگئی ہے مشہور ہے کہ صحبت اور عادت
 اور تاثیرات آب و ہوا کو اسکان ہے کہ فطرت اصلی میں فرق لاوے اور جبلت ذاتی میں
 اختلاف کلی ڈالے چنانچہ ختاک تازی ملک الملوک نے مملکت ایران سے جب وقت کر شہ
 نامے ایک سپہ سالار کو مہم ہندوستان میں گیل کیا اسکے حق میں پادشاہ نے جو نصیحت
 کی تھی اسناد اسکے نے اوسکو نظم میں لکھا ہے اس جا پر آب و ہوا کی تاثیر اور تبدیل فطرت

اور چونکہ اول و دونوں کا ایک ہو جانا اور فساد پر کارنا ممکن ہے اس لحاظ سے دو ماڈرین منسدر
 رہتہ میں اور جب تک اول چار شخصوں کی اسے موافق نہیں ہوتی کوئی بات وقوع میں نہیں آتی
 اسکے سوا یہ سب ماڈرین ہر امر سنگین کو اس محکمے کے حکم پر موقوف رکھتے ہیں جو بین پوکھلا اسے
 اور دارالامانہ کے دیوانی محکموں میں پانچواں مرتبہ رکھتا ہے حالانکہ اس محکمے میں دیوانی ماڈرین سمیٹتے
 لیکن تمام خلعت کی فوج کے امور کی تجویز وہی لوگ کرتے ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ طریق خلاف
 رسم و نبوی کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اہل سیف کے معاملہ کو اہل قلم کا سمجھنا دشوار ہے لیکن اس
 بندوبست میں حکماءے ختائے عجیب طرح سے عقل کو خرچ کیا ہے اور فتنہ کو بیدار ست و پار کھا حالانکہ
 جنگی ماڈرین اور افسران خور و کلان سب ملائے تراٹوئے ہزار ہیں اور دیوانی ماڈرین فقط نوٹ
 ہیں لیکن قدر و منزلت انہیں ہوں کی زیادہ ہے کیونکہ ایک پیشہ عقل اور دوسرا پیشہ جہل ہے

چوتھا باب

افواج ختاء کا بیان

طالب علمی کے عہد میں جب راقم اگلی تاریخوں سے قدیم پادشاہوں کی کثرت فوج کا احوال
 دریافت کرتا تھا اور دارا و کیکاؤس اور بابل کے پادشاہوں کی فوج کا شمار میں آتا تو
 بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر سپاہ و سہ کمان سے جمع کرتے اور ہر دگاہ میں مقابل دشمن کے
 لاتے تھے اور چونکہ ان کے نام کے سوا کوئی دوسرا نشان پردہ زمین پر باقی نہیں ہے خیال ہوتا
 کہ ان کے وقت کے مورخوں نے خوش آمد اوڑھا دے کی راہ سے اپنی روایت میں مبالغہ کو دخل
 دیا ہے لیکن جب غفور کی فوج پیاوہ و سوار کا شمار اوی راست گو و صحیح البیان کے تذکرے سے
 معلوم ہوا اس وقت کیانیوں کی فوج کا بیونا تصدیق ہوا اور تعجب نہ رہا کیونکہ دس لاکھ فوج پیاوہ
 اور آٹھ لاکھ سوار غفور کی سرکار میں آج کی تاریخ تک تنخواہ دار ہیں غرض یہ بجا جاسیے کہ جہاں
 انگریزی فوج سواجنگ اور حفاظت ملک کے دوسرا کام نہیں کرتی اس میں طرح غفور کی پیشین بھی
 جتنی ہیں کیونکہ جیسے کہ تاتار دوبارہ خستہ میں آئے اور سردار ماجو تاتار کی قوم کا

اور پانچویں درجے کے مانڈرین ہر صوبے کے فوج کی نگہبانی کرتے ہیں اور درجہ شہر کے مانڈرین اکثر شہر کی شاہ راہوں کی ساخت اور مت پڑھتی تھے ساتویں درجے والے ہر صوبے کے دریاؤں کے باندھ اور پل بند ہوتے ہیں اور آٹھویں درجے کے مانڈرین ہر بندر کے کناروں کے باندھ بند ہوتے اور سودا گروں کے ہمارے مفید محصول اور گاہ میں ان غرض جہان تک کہ سرکاری عہدے ملک ختامین ہیں سب پر سوا فاضلوں کے کوئی بحال نہیں ہوتا اور جب قدر علم و فضل و دانائی میں ترقی کرتے ہیں اور نیک اطواری کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں اور سید فخر کے دریا سے فیض و قدر دانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ ایسے ستور کا کیا کہنا ہے اور جب تک جاری رہیگا ختا کی سلطنت کو قیام و استحکام ہو گیا کیونکہ جب تمام مملکت کے مافق عالم سرکاری عہدوں پر مقرر ہوں اور ہر طرح سے اور نفاذ اندہ فرمان بردار و جان نثار رہیں۔ مشہور و باہمی بیوکر ہوں اور خوف سلطنت کو رہتا جب کہ ارباب فضل و دانش کو پریشانی رہتی قبول مثل کے بھوکے بھلے آدمی سے ڈرنا چاہیے اور سلطنت میں رخنہ ڈالنے والے خواص ہونے جو اپنے کو قابل جانتے اور محروم دیکھتے اور حاکم ملک اور امر کو بھانڈ بھگتے کے قدر دان پاتے ہیں عوام الناس جل پیشہ جو خبر کھانے اور سوسرہنے کے کچھ فکر نہیں رکھتے سرگزشت نہیں کر سکتے ہیں۔

تیسرا باب

سرداران فوج کا احوال

جو طالب علم کہ جوان وجہ اور شہ زور ہوتا اور سکھ سوا علوم کے سپاہ گری کے تمام فنون میں جب کامل ہوتا اور ارون میں بھی تین درجے فضیلت کے طے کرتا تب فوج میں عہدہ ملتا ہے جس طرح فوج انگریزی میں سرداروں کے درجے ہوتے اور سید چر ختامین بھی دستور ہے اور چونکہ اصلی ختامیوں کو رغبت سپاہ گری کی طرف کم اور اہل تاتار کو زیادہ ہوتی ہے اس سبب جنگی مانڈرین نے سرداران فوج اکثر قوم تاتار سے ملوان راجائی دیوانی مانڈرین زیادہ ہوتے ہیں۔ ختا کی سلطنت کو جس پہلو سے دیکھتے عقل سے سر تا پا آراستہ معلوم ہوتی ہے ہر لین کے سپہ سالار کے شرک ایک مانڈرین دیوانی ہوتا ہے اور لڑائی کے حکم احکام اور خواہ کا دنیا اوسی سے متعلق رہتا ہے۔

ہر جہ سے بلے میں ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار اور بعضے میں قریب اڑھائی ہزار طالب العلم کے نام لکھے
 ہوئے ہیں جو سال سال فضیلت کے درجوں میں ترقی کرتے اور قابل عہدہ داری کے سمجھے جاتے ہیں
 طالب علمی کے درجے سے کسی شخص نے جو تحصیل سے فراغت پائی تو مولوی کے رتبے کو پہنچا اور
 کیونکہ کھلایا اعداؤ کے جب یہ صفت شافہ کر کے کسی برس کے بعد مولانا ہوا اور سن سے خطاب
 تب وہ بڑے شہر و نواح کا حاکم ہو سکتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد مولوی ہونیکے بعض کو خدمت
 شہروں کی حاکمی کی ملتی ہے لیکن وہ شہر چھوٹے اور تیسرے درجے کے ہوتے ہیں اور پہلے درجے
 حاکم سوائے مولانا کے کوئی نہیں ہوتا جب کسی عہدے شہروں میں حاکمی کے خالی ہوتے ہیں تب
 فقہور اور ان شخصوں کو طلب کرتا ہے جنہیں خطاب مولانا کا ملا ہے اور خدمت سرکار میں بھی قدامت
 کا پایہ ہے اور بزرگی و نیک کرداری اور فضیلت کا بھی مایہ ہے اعداؤ کے ایک طرف میں کاغذ کے
 چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر نام ہر ایک شہر کا جان خا ت خالی ہے لکھ کر ڈال دیتا ہے وہ طرف
 اتنا اونچا رکھا رہتا ہے کہ اگر کوئی ماتہ سر سے اوپر اٹھا دے تو اوپر سے پھٹے تب ہر ایک مولانا
 جا کر اوپر سے ایک ایک ٹکڑا کاغذ کا نکال لیتا ہے اور جسکے ماتہ میں قضیہ اتفاقی سے جو ٹکڑا
 آجاتا ہے وہ اسی شہر کا حاکم ہوتا ہے اس دستور کے جاری رہنے سے کسی طرح کا لگاؤ و رشوت
 یا پاس خاطر کا نہیں ہوتا اور اپنے اپنے مقصوم کا بداسب کو ملتا ہے بختا میں آٹھ درجے
 ماڈرین یعنی امریکہ میں اور ان میں سے جو فاضل فقیر کا خطاب رکھتے ہیں امورات دیوانی کے
 متعلق ہوتے ہیں اور پہلے درجے والے کو لاؤ کھلاتے ہیں اور اول میں جو سب دانا اور دنیا و بزرگی
 ہوتا اس کو وزیر عظم کا عہدہ ملتا ہے اور فقہور کا محرم راز ہوتا ہے اور اسی درجے کے فاضل
 مشیر اور نظیر مملکت و دارالامارہ چھپن کے صدر محکموں کے حاکم اور فوج کے بڑے بڑے سردار
 ہوتے ہیں اور دوسرے درجے کے ماڈرین سب معوجات کے حکام اور ہر ضلع کے صدر محکموں
 کے حاکم ہوتے ہیں تیسرے درجے والے ماڈرین فقہور کے حضور میں میر منشی ہوتے ہیں اور چوتھے
 درجے کے کوہر صوبے کے ڈاک خانے اور سرکار میں سب کا عاقلہ ہوتا ہے

مستعدین کے ہر فاضل اور سر عالم ملکہ ہر طالب العلم کو اختیار ہے کہ مخفوف سے اگر کچھ بڑے دستور نامور ہیں
میں وجہ یہ کہ اس حکم کو خلاف عدل سمجھے اور سپر اعتراض ساتھ وجوہات کے حضور میں پیش
کرے اور اپنی دانت میں جو کچھ کہ مناسب اور اس امر کے عرض کرنا ہو سو عرض کرے اور اگر دستور
کا سبب یہ ہے کہ ایسے احوال کی اخبار کہ جس سے پادشاہ کو اپنی حرکتوں پر کاہلی ہو مثل فرنگستان کے
خاتین مہول نہیں لیکن یہ تصور کہ مخفوف کو جو چاہے تنبیہ کرے خلافت کی خیر خواہی اور نیک اندیشی سے
ہے عرض بدی سے ٹوکنا اور نیک کامیابی کو اختیار ہے اور اس پر عمل کرنا مخفوف مختار ہے

باب دوم خدا کے امر سے اہل قلم اور اہل محکمات کی بیان میں

صدیجیت کہ علم و فضل کی جو قدر مخفوف کرتا ہے اوسکا نصیب بھی اور ملکوں کے پادشاہ یا امرا
نہیں کرتے پادشاہ کے مخفوف کو تا ترشید و جانتے ہیں اور اپنے کو قابل اور کاملین کے قدر دانوں
ہیں گئے ہیں بے ازل سے ایک ملوک کی دشمنی دولت کو علم اور فضیلت سے ہے اور اوسکی وجہ کو
اکیڑوں کی بیڈلتوں کی مجلس میں اقم سے ایک بزرگ نے پوچھا اوسوقت چونکہ علی شاستر کے
جہن تھے اوسکی روایت سے عامی نے یہ جواب دیا کہ سب عالم کے غریب ہونیکا شاید یہ ہے
کہ لکھی اور سرستی اندون آلیس میں سو تین ہیں اور سو تون کی دشمنی مشہور ہے جس پر سرستی مہربان
ہوتی ہے اور اپنے خزانہ لازوال سے اوسکو علم اور فضیلت عطا کرتی ہے اوس سے لکھی بار اعز
ہوتی ہے اور اس طرح سے جو شخص کہ لکھی کا لاڈ لا ہوتا ہے سرستی کو اوسے بخش رہا ہے بے اہل
بات کو اہل سخن نے پسند فرمایا اور خوشی سے تبسم کر کے راستی سخن پر سبکا چہرہ بکاش ہوا انھیں
اوس جواب پر اگر قوانین صحیح گوئی انکا چہرہ تا تو نیدے کے قول پر اعتراض کرتا کیونکہ اوس ملکیت پر
تین سو کا قاضی کے دو سر کسی کو عہدہ سرکاری نہیں تھوڑے ہوتا پس ملکیت خاتین قول عافیت بھی
مستعدین و اہل شریعت و کتاب و قندہست و قوت و دانا ہما انھوں جگر مے نیم و صاف و ہوتا
کیونکہ خاتین تھے سرکاری عہدے دیوانی اور جنگی میں سو افاضل و ملکوں کے کیونکہ نہیں ملے اور

استعد ہوشیاری ہے وہاں اوسنے کی کون سی جگہ مل سکتی ہے۔ فیلسوف اعظم لکک فوسلی کی عقل
 کی اگر کوئی دوسری دلیل نہ تھی تو اسی بات سے جبریدہ عالم پر نام اوسکا سر دفتر حکم لکھا جاتا کہ تختہ
 کا پیشوا سے غم سب فغفور ہے چونکہ دین و دنیا دونوں اوسکے ہاتھ سپرد کیا اور خطاب شنیک چو لینے
 خزانہ مقدس اور شنیک زری لینے پسر پروردگار کا دیا ہے۔ ہر برس میں کئی دن مقرر ہیں کہ فغفور پیشوا
 دین کی پوشاک گلے ڈال کر نہایت حشمت اور جلال کے ساتھ بڑے بہت خانے میں جا کر لو جا کر تیار
 سواے ان دنوں کے تختہ اور خشک سالی اور وبا کے ایام میں فغفور اوسی طور سے بتخانے میں جا کر
 اپنی ساری رعیت کی طرف سے ایلچی ہو کر معروض حال کرتا ہے اور مناجات گریہ و زاری سے
 سبکے لیے ربائی مانگتا ہے فغفور جب دربار عام کرتا لباس روہنتا ہے کیونکہ بقول خانیون کے
 آفتاب فلک کا لباس روہنتا ہے اس لیے آفتاب زمین لینے فغفور کو بھی ہی رنگ مزید ہے جسوقت
 موسم بہار میں فغفور ایک تاریخ معینہ کو محل سے ساتھ نکلتا اور شرم کے برآمد ہوتا ہے اور کھیت میں
 جا کر لپٹے ہاتھ سے ہل تھام کے زمین جوتا ہے اوسوقت دیکھنے والے کا دل حید کرتا ہے اور
 بے اختیار رو رو پڑتا ہے کہ دنیا میں کشتکاری سے کوئی چیز قدیم تر اور فاضل تر نہیں ہے کیونکہ
 ایسا عالمی مقداد شاہ روزگار اوسکی ایسی قدر کرتا ہے یہ احوال تفصیلاً آگے چل کے کھلیگا نشان
 ابنت لکک فغفور کے برابر کوئی بادشاہ خیر اور رعایا پرور نہیں اور قبلہ عالم کا خطاب اوسکی زریب
 دیتا ہے چنانچہ راقم نے پہلے دفتر میں بیان کیا ہے کہ قحط میں پرگنہ آفت رسیدہ کا سارا خزانہ منٹ
 ہونیکے سوا سرکار سے روزانہ انج ثبات ہے اور جب تک تنگی رہے انبار خانے کا دروازہ کھلا رہتا ہے
 غرض جبکہ اوسکا دستور اہل سطور پر ہے تو رعایا خواہ مخواہ جان و دل سے ہمیشہ نیکی خواہ اور فرمان راز
 رستی سے اس واسطے فغفور کی اسے حسب طور پر عمارت ہوتی ہے رعیت کو ہر آئینہ اوسے بیکار نہیں
 ملک ختامین کیسکو قتل اور قصاص بجا فغفور کے نہیں ہو سکتا اور حالانکہ نظام ذی قشام بہت
 ہیں اور ہر ایک ان میں سے اور ملکوں کے بادشاہوں کا ہمہ معلوم ہوتا ہے اور کرور با خلقت
 عباد اور گنہ شمار بر اختیار کرتا ہے لیکن انی سے شخص کو قتل نہیں کر سکتا بلکہ ملک ختامین میں

اکثر ہوا ہے کہ جب انھوں نے اپنی دولت کی ترقی دیکھی بادشاہ کے تحت فتاح پرانگہ ڈالی اور
 بادشاہ نے اوکلی تو نگری اور دولت کا حال شکر حسرت کی آہ بھری اور رفتہ رفتہ مخالفت ظاہر
 ہوئی تب دنوں سے ایک کو تباہی آئی اگر اقبال موافق رہا بادشاہ نے اس کے گھر کو بالکل بران
 کیا اور اگر اقبال اس کی یاوری نہ کی اور امیر غالب رہا تو تخت اولٹ گیا اور بادشاہ کے خانوادہ سے
 ریاست منتقل ہوئی اور اس امیر کے بیان جا پہنچی انقلاب روزگار اور ملکوں میں زیادہ لیکن خدائے
 کم ہوتا ہے کیونکہ موروثی امیر کوئی نہیں ہے اور غفور کے خاندان سے جو لوگ مستحق تخت کے ہو سکتے
 ہیں ان کی غرت اور تعظیم اور تواضع بہت کیجاتی ہے لیکن زرجو کہ امور دنیوی میں ویسا رتبہ رکھنا جیسا
 جان غالب انسان میں وہ اون کے پاس نہیں ہوتا اور غفور سے اون کو خور و پوش کے واسطے بقدر عزت
 اور مرتبہ کے سالانہ مقرر ہوتا ہے لیکن اتنا نہیں کہ ہمارے ہمت کے شہسپہن زور ہو جو بلند پروازی
 کرے اور خواہش نشست تخت کی پیدا ہو وے بعد اون کے اعیان بارگاہ اور امرائے عظام کم نہ
 فرنگستان میں مانڈرین کہلاتے ہیں اور بڑے بڑے رتبوں کو پہنچتے ہیں لیکن ان میں سے موروثی امیر
 کوئی نہیں کہ علاقیات اون کے ہوں یا باپ دادا کے پونجی کے بھل کو دیکھنا نہ کریں کیونکہ دستور خدائے
 ہے کہ باپ کا عہدہ یا منصب بیٹے کو سرگز نہیں ملتا اگر باپ کی سی لیاقت اور اعتبار اس نے بہم پہنچا
 او سپر بھی شکل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کو وہی عہدہ ملے پس جبکہ بیٹے تک باپ کی حکومت نہیں آئی
 تو اگر باپ نے بھی کچھ مایہ حاصل کیا ہو تو بیٹے کو اس سے اتنا ہی فائدہ ہو کہ گوشہ میں بیٹھ کر آرام سے
 زندگی کاٹی اور اگر تیسری پشت میں کچھ بچی بچائی دولت رہ گئی چوتھی پشت تک خیر صلاح ہے کیونکہ
 بقول شخصہ آدمی بیٹھے بیٹھے سونے کی دیوار کھا جاتا ہے اور اول ہی پشت میں ایسی جا یاد کم حاصل
 ہوتی ہے کہ ہمیشہ کو کفایت کرے اور جب کوئی امیر کسی عہدہ پر بحال ہوتا ہے تو کتنے دنوں کے بعد کہ
 اس کی ایک مدت مقرر ہے وہ امیر منصب واجب لطلب حضور میں حاضر ہوتا ہے اور ایک ایک
 کا محاسبہ اس سے لیا جاتا ہے علاوہ اس تاکید شدید کے جس امیر کے سپر کچھ فوج ہے سپاہ کی تنخواہ
 دینی اس سے متعلق نہیں اور جس کے ہاتھ سے تنخواہ ملتی ہے اس کا اختیار ایک نفر سپاہ پر نہیں ہوتا جہاں

ن کی یہ دلیل ہے کہ جبوقت قبلخان سردار مغلیہ تاجاوجاوا نکل میں مالک تخت اور تاج خا
 تاجاوجاوا نکل میں مالک تخت اور تاج خا
 ملک پر قابض اور تصرف ہوئے ہیں اسوجہ سے کسی شخصکو کسی طرح کی چیز میں ملکیت خاص نہیں ہے
 لہذا تم لوگ جو تاجاوجاوا نکل میں مالک تخت اور تاج خا
 دوسری وجہ قیاس میں راقم کے یہ ہے کہ فقور ان خا کی نیک نہادی اور خوش اطواری نتیجہ اس
 تربیت کا ہے کہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک کو اس ملکیت باصفت میں حاصل ہے علم کی قدر اور حکومت پر
 عمل کرنا فاضل کو مرتبہ باند دنیا اور حکیم کی صحبت کو پسند کرنا نیک اطوار کو عالی مقام بنانا اور بد نہاد
 کو ذلیل اور خوار کرنا خا کے دستور میں اس جہت سے ہمیشہ مرد با خدا سب فقور ہیں اور قریبی
 وجہ عقل ناقص کو شہنشاہوں کی نیک اطواری کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ فقور اپنے ولیعہد مقرر کرنے
 میں اسقدر اختیار رکھتا ہے کہ اگر کسی غیر کو چاہے تو وارث تخت تاج کا بنا دے اور اپنے بیٹوں
 کو محروم رکھے اور اپنی اولاد سے جبکو قابل ریاست کے سمجھے اسکو ولیعہد لیے سرفراز کرے
 اور اسکی نظیرین جلد دوم کی دفتر اول میں ناظرین تاریخ چین کی خدمت پیش کی جائیگی اور اس
 دستور پر قاعدہ یہ ہے کہ بچہ بادشاہ اور وزیر اعظم کے دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتا کہ ولیعہد کون
 مقرر ہوا اور اسی باعث سے ولیعہد کو خشت کا غرور اور امید سلطنت کا سرور عقل کو زائل اور
 طبیعت کو طرف بدی کے مائل نہیں کرتا ہے اور ہر ملک کی تاریخ میں لیلیں ہیں کہ شاہان نیک کردار
 اکثر وہی ہوتے کہ جبکو سلطنت دفعۃً بغیر حشد و شہادت کے حاصل ہوئی اور چونکہ غرور اور رعایا کے
 غم اور شادی کا حال انکے تجربے میں آیا اس لحاظ سے ان باتوں کا خیال ایسے بادشاہان
 فرج فال کو ہمیشہ رہا الغرض جب اسی دفتر میں تیون قسم کی حکمت یعنی تہذیب نفس اور تہذیب منزل
 اور ریاست بدن کا بیان جسطور سے کہ اہل خا کا معمول ہے کیا جاگتا ہے یہ نکتہ میں کو
 فقور ان چین کی عدالت اور مروت کا سبب خود بخود دکھائی دیکھا ہر ملک میں گھرانے امیر
 کے

اور نائب پروردگار قرار دیتے ہیں اور جبکہ مرتبہ اوسکا یہ ہو تو اوسکی رضامندی اور خرسندی سے
 کچھ چارہ نہیں غرض ایک عہدہ احتساب کا ہے کہ اوس منصب پر کتنے علما اختیار زمانے کے مقررین
 اور کام اونکا یہ ہے کہ غفور سے جو حرکت برخلاف دستور اور انصاف کے سرزد ہوتی ہے تو وہ لوگ
 دیتے ہیں اور اوسکو اوس حرکت سے باز رکھتے اور کبھی ایسا ہی اتفاق ہو جاتا ہے کہ لالچ اور خوش آمد
 سے اغماض کر کے فسق و فجور سے مانع نہیں ہوتے ہیں لیکن اکثر تو نہیں ہوتا ہے کہ اپنی جان پھیل
 کے غفور کو اوس خواب غفلت سے پیدا کرتے ہیں اور اوسکی سطوت و جلالت پر نگاہ نہیں کرتے
 لیکن اس بات سے غفور کی خود مختاری میں کچھ فرق نہیں ہوتا اس سبب سے کہ وہ اپنی ساری رعیت کی
 جان اور مال کا مختار ہے باوجود اقلیت کے مملکت خاتین بہ نسبت اور ملکوں کے گنتی کے کئی
 بادشاہ خونخوار مردم آزار ہوئے ہیں والا سب ایک سے ایک ایسے عدالت کر گئے ہیں کہ جرید
 روزگار پر اونکی مدح لکھی ہوئی قیامت تک رہیگی اس بیان سے حقیر کی یہ غرض نہیں کہ دنیا میں
 خدا کے بادشاہ بیخدا اور بے مثل ہوتے ہیں اور اپنی رعیت کے حق میں کبھی بدی نہیں کرتے اگر
 بیان واقعی چھوڑ کر عاصی ہر طرح مبالغہ کرے تو سخت گنہگار ہووے اور حکمت کے پایہ سے
 گنہ رجائے او فضولی و لغو کا گمان اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ بالذات انسان کی طبیعت ذائل
 کی طرف زیادہ تر مائل ہے اور کسب فضائل بہت سی ریاضت اور انواع محنت و مشقت کرنے
 سے حاصل ہوتا ہے القصد غفور سب جو اکثر تنیک ہوئے ہیں تو اس سبب نہیں کہ ولی تھے اور
 ہو او حرص او نہیں نہ تھی کیونکہ نوع انسان طبعاً طرف بدی کے مائل اور رجوع سے اور دلوت
 بہر طور ممد و مددگار احباس ذائل کی ہوتی ہے غرض باوجود ان باتوں کے بادشاہان محتاج
 ممدوح تھے شاید اس باعث سے جو مقتضائے قیاس راقم ہے کہ خاتین جہان تک مال اور
 اسباب اور زمین جو کچھ کہ قسم منقولات یا غیر منقولات سے ہے سب رتی رتی غفور کی ملک
 خاص سے متعلق ہے اور جس شخص کے قبضہ تصرف میں جو چیز ہے صرف اونکی عنایت و شفقت سے
 ہے والا سوا غفور کے سب محتاج ہیں ظاہر ایسی سبب سے کہ کسی پر زیادتی نہیں ہوتی اور قیاس



جس شخص کی چشمیت و جلالت ہو کہ در با خلقت او سکی تا بعد از او رسلاطین عالی وقار او
 با جبار اور امر سے ذی اقتدار فرمان بردار ہو وین اگر ایسا شخص ظلم پر کمر باندھے اور اپنی
 رعیت کی بہتری نہ سمجھے تو بجز خدا تعالیٰ کے کون باز پرس کر سکتا ہے لیکن باوجود اس سطو
 و شوکت اور دولت و قوت کے غفور خا اپنے تئیں قبلہ گاہ رعایا اور برائیا کا سمجھتا ہے اور
 اونکے آرام اور چین کو اپنی سعادت جانتا اور اونکے دکھ کو اپنے ناتہ اعمال میں گناہ کبیرہ
 ذیل میں داخل کرتا ہے اور او کی دلیل یہی ہے کہ آیام قحط و وبا و خشک سالی یا اور کسی طرح کی
 بد حالی میں غفور لباس ماتمی پہنتا اور گریہ و زاری و گریان چاک کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اختیار
 کرتا ہے اور باد و زردنک و رور و کر خباب باری میں عرض کرتا ہے کہ اے خداوند کریم تو نے
 میرے گناہوں کے باعث سے اپنی خلائق پر غضب نازل کیا اور میرے عوض اون سے انتقام
 لیا اب جبکہ قصور ہے اوسیکو سزا دے اور او نہیں مائی بخش مجھ سے سمجھ لے واللہ اعلم
 بالصواب خا کی تاریخوں میں خبر ہے کہ سیطرح غفوروں نے اکثر خباب احدیت میں صدق
 دل سے التجا کی اور او کی دعا مقبول ہوئی نہ خا میں والدین کی بزرگی کو بعد خدا کے خوب جانتے
 ہیں کہ دستور اس ملک کا ہے کہ غفور کو لوگ سجدہ کرتے کیونکہ قبلہ عالم اور فضل آبی

مقدم جلد اول تاریخ ممالک

نکلتی ہیں اور ہر ایک میں پانچ پانچ پتیاں نہایت رکدار اور پُر سبز اور نیچے دہانی رنگ کی ہوتی ہیں یہ خست کوئی ماتہ بہرا و بچا ہوتا ہے اور باوجودیکہ تخم ہی اسکے پھل سے نکلتا ہے لیکن بونے سے نہیں ہوتا اور از خود ہر سال پیدا ہوتا اور خشک ہو جاتا ہے لیکن جڑ قائم رہتی ہے اور ہر سال نئی شاخیں پیدا ہوتی ہیں جس طرح میں اسکی پیدائش ہے گوہستان و صحرا اور بیابان ہے اور اس جڑی کی گویا خاصیت ہے کہ جہاں قدم انسان نہ پونچ سکے وہیں بر پیدا ہوتی اور اکثر جوف پہاڑ میں جہاں تپش آفتاب نہیں جاتی وہیں پرتی ہے فقہور کی طرف سے دس ہزار فوج ہر سال چھ مہینے جنگلوں میں متعین اس جڑی کے جمع کرنے کے لیے ہتی ہے اگرچہ افراط سے تاثر میں ملتی لیکن ہمیشہ سونے کے مولوں کی ہتی ہے ایک قسم کا پتھر چین میں ہوتا جس سے ایک صد خوش مثل رباب کے نکلتی ہے اور ختائی اوسکا ایک باجانباتے ہیں اور اکثر یہ پہاڑ کی ندیوں میں ملتا ختائی زبان میں یو کہلاتا ہے اور ہر قدر روزنی ہوتا کہ ایک ٹکڑا جوڑ کے کے اوٹھانے کے قابل معلوم ہوتا ہے اوسے چار جوان نہیں اوٹھا سکتے اسکی کئی قسمیں بھیجی گئی ہیں کوئی نیلیگون کوئی دہانی کوئی نافرمانی کوئی نہایت ملائم اور کوئی اسقدر سخت ہوتا ہے کہ لوہے کی دھار اوسکے کانٹے سے مڑ جاتی ہے غرض جو پتھر سونے کے رنگ کا ہوتا ہے اوسپر زد دینے سے آواز جھانجہ کی نکلتی اور صوبہ بن نان میں بہتر قسم اس پتھر کی ملتی ہے اور نہایت قیمتی ہوتی ہے ایک شجر قسم صنوبر سے لولیا ننگ کہلاتا ہے اور دیوار ختا کے اوتر طرف پیدا ہوتا ہے اس میں کئی باتیں عجیب و غریب ہیں یعنی موسم خزان میں اسکی سب پتیاں گر پڑیں اور اسکی لکڑی نہایت سخت ہوتی ہے اور اس اوسکا زہر قاتل ہے اور اسکی جڑ کو اگر کاٹ کے پانی میں ڈال دیجیے تو فوراً پتھر ہو جاتی ہے حالانکہ صورت تبدیل نہیں ہوتی لیکن مثل سنگ کے وزن ہوتی ہے چنانچہ ختائی لوہار و سونار آلات کو اوسی پر تیز کرتے ہیں اور یہ سن نے میں آیا ہے کہ کسی پتھر کی سلی پر پتھیا کو اسقدر تیزی نہیں ہوتی ہے۔

دفتر اول تمام شد

چنان لیتے اور غل بھینک تے مین اور اوس عرق کو مٹی کے ایک باسن مین جھین ہی روغن حبکا
ذکر ہوا لگا رہتا رکھتے مین اور شب بھر مین یہ بالکل جھ جاتا ہے عرض جب اس کا فور کو زیادہ خاص
کیا جاتے تو پانی دیوار کی مٹی سفوف کر کے تانبے کے باسن مین ایک تہ رکھتے اور اوس کے اوپر ایک
تہ کا فور کی جاتے مین اور پھر اوس کے اوپر مٹی کی تہ دیتے اور اس طر سے ایک تہ کا فور اور ایک تہ مٹی
سجا کر کے اوپر ایک درخت جو نو ہو کہلاتا اوس کے پتون سے ڈھانپ دیتے مین اور اوپر سے تانبے
کی رکابی دیکر منہ کو ایک قسم کی گیر و مٹی سے بند کر دیتے مین اور آگ پر دوبارہ مٹی آنچ دیکے بعد
خند گندہ کے اوس دیکھی کو ٹھنڈی جگہ مین رکھ دیتے مین دوسرے روز جب سر پوش اوٹھاتے مین
جو سر کاغذ کو جھانپا مین اور اگر زیادہ خالص کر سکی ضرورت پیش ہوتی ہے تو اس میں ہر کراؤسی طرح سے مٹی کے
ساتھ تہ تہ جاتا ہے پھر مین اور وہ غلط جو اگر کہتے کہ کا فور گوند کی طرح چوتھا ہے یہ حال ان کے بقا نہیں
ہے کہ جن سینکڑوں جڑیں بیان ہو کہ ملکہ ملکہ تار مین اس کی پسیدہ آری سے میان پرناہ ملک خیار احوال
ہوئے لیکن جیسے یہ قدر طر سے ہے کہ اس کی قدر مین چین کے عجائبات لکھا جا چکا ہے اور یہاں کے شان کرنی
نامناسب ہے نہ نوئی طبائے خائفے و ہر کر کے دوسرے دفتر اس خبری کی تصریح مین لکھا ہے اور خوار
اکیر عظم کا بیان کیا ہے اور بعض پادریوں نے جو اوس کا امتحان کیا تو دیکھا کہ حقیقت مین بجا لکھا
جو کچھ اسکی صفت مین لکھا ہے اور اس تصریح کے ساتھ کہ لکھا ہے مثالب مند سے نہ یہ مثال لکھا کہ اس کے
استعمال سے پیر نو سالہ کو شروع شباب کی طاقت اور بخت تہ بہت اور قوت نہم اور ہر طرح کی
کیفیت جو اوس مین سے متعلق ہے ظاہر ہوتی ہے اور اسی خبری کی فروخت سے یہ غفور کو بخار
کثیر ہے کیونکہ ہندو گر ان باسے کہ آدھی چٹانک خبری پاو بھر چاندی کو کبھی سے اور وہ بڑی قدر
قسم کی نہیں ہوتی اور صرف غفور کے خرچ خاص کے لیے جو بہتر مٹی مین باقی ہے وہ اہیت
اور کایتی نیا کتہ مین لکھا کہ ایک ایک مین ایک پادری نے لکھا کہ بہت توش
سے نکالا اور خواص اوس کا ویسا ہی پایا جو ترکستان کی جن سینکڑوں کا مین مین آیا ہے اسکی
خبر یہ راہ کر گری اور تہ نہایت ملائم اور گول بزرگ خون ہوتا ہے اور اوس مین سے کئی ایسا

چمن کے کہیں پیدا نہیں ہوتا نکلتا ہے یہ درخت ختائی زبان میں مٹی جو کہلاتا ہے اور نہ ہی
 پھولتا نہ پھلتا ہے اور دس بارہ ہاتہ بلند اور ڈیڑھ دو ہاتہ چوڑا ہوتا ہے اسے گرمی کے دن میں
 پاتے ہیں جیسا کہ تاڑکے درخت کو تراش کے بڑی بڑی کونڈیاں لگا دیتے ہیں اور اس سے تمام
 رات عرق ٹپکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے اور شب بہر میں نہر درخت سے تخمیناً دس سیر
 روغن نکلتا ہے اور جب وقت کہ یہ چوتا ہے ایسا تیز و تند ہوتا کہ اگر بدن میں لگ جاوے تو سارا
 جسم بھول کر مثل کورہ کے پٹ جاے لیکن چوانے والے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ کئی درختوں
 کی چھال جوش دیکے اوس میں نہاتے اور سور کی چربی کا ایک روغن تمام جسم میں ملے ہیں اور
 ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں موزے چمڑے کے چڑھالیتے ہیں گویا تمام جسم میں چمڑے
 کی پوشاک پہنتے ہیں اور منہ پر ایک چمڑی کا نقاب ڈال کے صرف دو سوراخ انگوٹھ کے جابجاستے ہیں باوجود
 اس حفاظت کے بے پیٹ بھر غذا کھاتے درخت کے قریب نہیں جاتے کیونکہ ہمارے تائثرات
 ہر چیز کے خلاف معدہ کے باعث جلد اثر کرتے ہیں اسی لیے حکیموں نے حکم دیا ہے کہ کوئی مریض کے
 پاس یا کسی عفونت کی جگہ بے غذا کھاتے جانا مناسب نہیں القصہ جب ایام اس روغن کے
 بننے کا ہو جاتا تو سوداگر سب چھان کر چھوٹے چھوٹے پیوں میں بہر کے جتے اور یہ وہی روغن
 ہے جو ختائی میز اور کرسی اور کھلونے اور ٹوکری وغیرہ میں لگا رہتا ہے اور مثل آئینہ کے ہمیشہ
 چمکتا رہتا ہے کافور کا درخت بھی خاص اقلیم ختائی کے لئے خلق ہے سو سو اسو ہاتہ بلند ہوتا
 ہے اور بعض کی جڑ اس قدر موٹی ہوتی ہے کہ بیس آدمی کے گونچنے میں نہیں آسکتی ہے اور جب پرانا جانا
 شب کو خود بخود اوس سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں لیکن اون میں طاقت جلانے کی نہیں ہوتی ہے
 اس درخت کی نرم نرم ڈالیاں ختائی کاٹ لاتے اور اون کے نہایت چھوٹے ٹکڑے کر کے تین
 شبانہ روز ٹھنڈے پانی میں بھگو تے ہیں جب وہ خوب بھگتے تو ایک دیگ میں سبکو ڈال کے
 جوش دیتے ہیں اور جب تک کھولتا رہتا ایک شخص بید مجنون کی ڈالی سے ہلاتا رہتا ہے اور
 جب معلوم ہوتا کہ اوس ڈالی میں کافور کی ڈالیوں کا رس مثل پسے کے جم گیا اور وقت تمام عرق

اور جب بالکل نئی باقی نہیں رہتی پوروں میں بند کر کے رکھ دیتے اور ایک برس تک نہ بیچتے نہ ہتھکڑا کرتے کیونکہ جب تک چاکال خوردہ نہیں ہوتی منشی رہتی اور غنہ دگی پیدا کرتی ہے چھبڑ سے انکڑ پائے کو گرم پانی میں بھگاتی ویسا ہی ختائی کرتے لیکن بے دود اور میٹھے کے پتے ہیں بہت متعدد قلعہ اس صوبہ میں ہیں اور پچیس شہر اور نوے لاکھ باشندے اور فقور کے خزانہ میں بعد وضع خرچ نظامت و دیوانی متن لاکھ ترانوے ہزار نو سو چار سی روپیہ کمپنی بابت ارتفاع زمین اور تیسرا آئٹم بیویں پیہ با فروخت ملک انچاس ہزار دو سو اڑتالیس روپیہ یا محصول چار تھکارت سالانہ داخل ہوتا ہے فقط

خاتمہ و فتراول

حالانکہ صوبہ جات ختا کے اناس جہادی و نباتی و حیوانی کا مال بالا جمال معرض تحریر میں آیا ہے لیکن چند عجائبات و غرائبات قسم نبات اور جادو سے ایسے ہیں کہ اونکا حال لکھنا ضرورت ہے ہوتا کہ کوئی نکتہ ارباب تاریخ کے ملاحظہ سے چھوٹے اور بندے کو داتا یح نویسی کی سطح الغرض ایک درخت عجیب و غریب ختائی زبان میں چربی کا درخت کہلاتا ہے حقیقت کہ اس کے پھل کے اندر سے جو کھلی نکلتی اوپر گودا بھینہ چربی کی رنگت کا ہوتا اور بوباس وغیرہ چھیت میں بھی وہی نسبت پائی جاتی ہے ختائی اسے نکال کر تیلی کے تیل کے ساتھ آمیز کر کے ساچے میں ڈھالتے اور تیان بناتے ہیں یہ درخت قد میں شل درخت شاد دانہ کے ہے شاخیں اوکی شیر ہی شیر ہی ہوتی ہیں اور پتے بشکل دل نہایت سرخ ہوتے ہیں اگر ختائی چربی صاف کرنے کی ترکیب جانتے جو انگریزوں میں ہے تو واسطی طرح سے اسکو صاف کر کے یقین ہے کہ شل انگلستان کی چربی کی تیلی کے اسکی تیلی بنتی ہو۔ * شمع صورت بلور ہوتی صاف یہ ہے اور حلیم بہت شفاف یہ ہے اتلی ختا سے ایک روغن آتا جس سے لکڑی اور چمڑے کو جلا دیتے ہیں اور اس قسم روغن کو انگریز اور ہندوستانی جاپان کہتے ہیں بہت دن تک ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ ختائی اس روغن کو ایک نسخہ خاص سے بناتے اور اسکی کیفیت و ماہیت سے کسیکو آگاہ نہیں کرتے تھے لیکن آخر سبکو معلوم ہوا کہ شل گوند کے یہ روغن ایک قسم کے درخت سے جو سو

اسکے دخت کو خانی زیادہ بلند نہیں ہونے دیتے اور جب چوٹا رہتا ہے تو اسے ہم کرتے ہیں تاکہ تپتی خنکے وقت
 لیت ہووے اور دوسری قسم کی چا صوبہ فوگینگ میں پیدا ہوتی اور بوقت چاہ اس جہت کے کھلاتی اور جسے شکرنگ
 نیک فوین جہاں اس چاک کی کثرت ایک ہزار مشہور طبقہ ہے اور اس پر اس وقت خود بخود پیدا ہوتا ہے
 اس قسم کو سپر تیرگی برگ کے سیاہ کہتے ہیں اور تمام مملکت میں سبز چا سے پسندیدہ کیونکہ اس میں ہر مساک اور
 نمی نہیں ہے اور وعدہ زیادہ قبول کرتا ہے حالانکہ صرف سبز چا کا استعمال وادوں میں کیا جاتا اور بعض اوقات
 میں ثابت مفید ہوتا لیکن چند روز اگر کثرت پیے میں آئے تو عیشہ پیدا کرتی ہے غرض سیاہ چا
 ساتھ انیر کرنے سے ذائقہ اور نفع دونوں حاصل ہوتے ہیں القصد اوہنیں دو قسموں سے ہیں اور
 طرح کی چا نکلتی ہے اور فرق اون میں دو وجہوں سے ہے اول سبب احتیاط پیون کے چنے میں
 اور دوسرے یہ کہ ایام پیون کے چنے کا خاص ہر وہ چنا چوب سے نکلتے اور وقت اوہنیں سے
 بڑی زیادہ نرم ہوتے ایک ایک کر کے چن لئے جاتے ہیں اور وہی مالو چا کھلاتی ہے جو صرف غفور
 کے لیے جاتی ہے اور دوسری قسم کہ بعد چند روز کے جب پتے کچھ سخت ہوتے چنے جاتے اور وہی
 بہتر ہوتی چا ہوتی جو کچھ ان قیمت کو کہتی ہے اور صاحبان کے مصرف میں آتی اور تیسری قسم
 وہ کہ جب پتی پڑانی ہوتی جمع کی جاتی اور عوام الناس مقورے دامون کو لیتے ہیں تیسری قسم
 چاک کی لوگنان چا کھلاتی اور گویا سبز چا کی چھوٹی رس ہے لیکن مثل سبز چا کے یہ حار اور مسک نہیں ہے
 اور ذائقہ بھی اس قدر تیز ہے غالب کہ دونوں ایک ذات کی ہیں اور سر زمین کے اختلاف نے
 اپنا اپنا رنگ پیدا کیا ہے چوتھی قسم چاک کی اسی صوبہ میں ہوتی جسکا بیان ہو رہا ہے اور صوبہ بنیان
 میں بھی مثل بیان کے ہے تر و پیدا ہوتی اور اسکی خاصیت بہتر ہوتی ہے لیکن بوا اور ذائقہ
 اکثر لطیف ہے الغرض یہی چار قسمیں چاک کی اصل ہیں اور باقی میں آمیزش انہیں چاروں کے
 برگ کہنے کی ہوتی ہے اور غربا کے ہاتھ بکتی ہے جب دختوں سے چا کے پتے چن لیے جاتے
 تو گرم پانی کا بھاپ دے کے تانبے یا لوسہ کے چور سے چور سے تیز زین پر پچھا کر نیچے سے
 کو سیلے کی آنچ دینے اور ہاتھ سے پیون کو بلانے سے جب تک کہ خشک ہوئے اور ہر چا

موقع پر واقع ہے کہ نین صوبوں کی راہ اوسی کی طرف سے ہے اس جہت سے کوئی چو اورین نان
 اور کو انکسی کے صوبوں کی کنجی نیلک گملاقی ہے اور اطراف سرزمین اس شہر کی اور ملکوں سے زیادہ
 زرخیز اور آباد ہے اور قریب کے کوستانی نیک مناد اور تجارت پیشہ ہوتے ہیں اور مذہب تاسخ رکھتے
 ہیں سیاب اور شجرف کے بہت معدن یہاں ہیں چن یوئی اور لون لی کے شہروں کی اطراف میں
 بہت انیس چاہوتی ہے اور چونکہ اس بوئی کا کچہ بیان اتبک عاصی نے نین کیا حالانکہ کئی حد تک
 احوال معرض تحریر میں آیا وہاں چاکی پیدایش ہے لہذا سب کی کسریاں شائی جاتی اور اس مقام پر
 جو کچہ قابل دست ناظرین تاریخ چین کے سمجھا ظم زدہ ہوا چہ فرنگستان کی کئی زبانوں میں چا کو انک
 تغیر و تبدل کے ساتھی کہتے ہیں لیکن تحقیق لفظ ختا میں چا ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے
 بعض پرگنوں میں لوگ خطا چا کو ان کہتے ہیں اور صرف اونہیں سے پہلے پہلے فرنگیوں سے راہ ہی
 اس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سننے میں آئی اور بلا فرنگ میں مشہور ہو غرض چا کے کا درخت کچہ
 مخصوص اقلیم چین میں نین خلق کیا گیا اور ضربہ جاپان اور جاوا اور پاجین اور کشمیر اور امریکا
 اور رسا نگ اور کامرو و آشام میں بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ سبز چاے جو مشہور ہیں کچہ دو قسم
 کے درخت سے حاصل نین اور صرف خاصیت برقیہ میں اور تراکیب چنے اور خشک کرنے سے
 فرق ہوتا ہے الغرض کنکر ملی زمین میں اور دس کوہ اور پارتی میں اول قسم کی چاے پیدا ہوتی
 اور دوسری قسم رتی میں ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مال بڑوٹی میں ملتی ہے اور ایک
 خاصیت اور چاے کے درخت کی ہے کہ جہاں لگایا جائے شرط ہے کہ دھن کی ہوا کی رکاوٹ
 نہ ہو والا درخت مر جاتا ہے اور بعد تین برس ہونے کے جب تین سارے تین ہاتھ بلند ہوتا وقت
 پتی قابل توڑنے کے ہوتی ہے اور شل مہدی کے یہ پتی ہمیشہ سبز اور شکل بھی ویسی رکھتی ہے اور
 درخت بھی ہو ہوا اسی انداز پر ہے ختا کی چاکی کئی تقسیم کرتے لیکن چار قسمیں اصل میں ہیں اور
 صوبہ گینگ نام میں ایک پہاڑ سا گنگ کو گملا تا اور اسکے اوپر اور اوکی پاروں طرف وہ قسم کی
 ملاقا اور بریک سبب نری تیا مشہور سبز چاے ہے اور صرف

اسکے دخت کو خانی زیادہ بلند نہیں ہونے دیتے اور جب چوٹا رہتا ہے تو ہم کہتے ہیں تاکہ تپتی خنہ وقت
 لست ہووے دوسری قسم کی چا صوبہ فوگینگ میں پیدا ہوتی اور بونتی چاہ اس جہت کھلاتی کہ سرد سہریا
 نیک فوین جہاں اس چا کی کثرت ایک پہاڑ مشہور طبقہ میں ہے اور اس پر آؤ گشت خوب بخود پیدا ہوتا ہے
 اس قسم کو سپیر کی برگ کے سیاہ کہتے ہیں اور تمام ملک میں سبز چا سے پسندیدہ کیونکہ اس میں ہر مساک اور
 لمبی نہیں ہے اور وعدہ زیادہ قبول کرتا ہے حالانکہ صرف سبز چا کا استعمال وادوں میں کیا جاتا اور بعض امراض
 میں نایت مفید ہوتا لیکن چند روز اگر کثرت سے پیے میں آئے تو عیشہ پیدا کرتی ہے غرض سیاہ چا
 ساتھ آمیز کرنے سے ذائقہ اور نفع دونوں حاصل ہوتے ہیں القصد اوہنین و شمول سے تین اور
 طرح کی چا نکلتی ہے اور فرق اول میں دو جہوں سے ہے اول بسبب احتیاط پتوں کے چنے میں
 اور دوسرے یہ کہ ایام پتوں کے چنے کا خاص ہووے چنانچہ جب نئے نکلتے اور سوخت اوہین سے
 بڑی زیادہ نرم ہوتے ایک ایک کر کے چن لئے جاتے ہیں اور وہی مالو چا کھلاتی ہے جو صرف غفور
 کہلے جاتی ہے اور دوسری قسم کہ بعد چند روز کے جب پتے کچھ سخت ہوتے چنے جاتے اور وہی
 بہتر ہوتی چا ہوتی جو کچھ گران قیمت کو کہتی ہے اور صاحبان کے مصرف میں آتی اور تیسری قسم
 وہ کہ جب پتی پڑانی ہوتی جمع کی جاتی اور عوام الناس مقورے دامون کو لیتے ہیں چتیسری قسم
 چا کی لوگوان چا کھلاتی اور گویا سبز چا کی چھوٹی ہیں سے لیکن مثل سبز چا کے یہ حار اور مسک نہیں ہے
 اور ذائقہ بھی اور متعدد تیز ہے غالب کہ دونوں ایک ذائقہ کی ہیں اور سرزمین کے اختلاف نے
 اپنا اپنا رنگ پیدا کیا ہے چوتھی قسم چا کی اسی صوبہ میں ہوتی جسکا بیان پہر ہا ہے اور صوبہ بنان
 میں بھی مثل یہاں کے ہے تیز و پید ہوتی اور اسکی خاصیت بہتر ہوتی ہے لیکن بواور ذائقہ
 کمتر لطیف ہے الغرض یہی چار قسمیں چا کی اصل ہیں اور باقی میں آمیزش انہیں چاروں کے
 برگ کہنے کی ہوتی ہے اور غربا کے ہاتھ بکتی ہے جب وختوں سے چا کے پتے چن لیے جاتے
 تو گرم پانی کا بھاپ دیکے تانبے یا لوسہ کے پوڑے چوڑے سے پیر زدن پر چپکا کر نیچے ہیں
 کو سبیل کی آنچ دینے اور ہاتھ سے پتوں کو ہلانے سے جب تک کہ خشک ہونے اور چھڑک

موقع پر واقع ہے کہ زمین صوبوں کی راہ اوسی کی طرف سے ہے اس جہت سے کوئی چوادرین نان
 اور گوانگسی کے صوبوں کی گنجی یہ جگہ کہلاتی ہے اور اطراف سرزمین اس شہر کی اور جگہوں سے زیادہ
 زرخیز اور آباد ہے اور قریب کوہستانی نیک نماد اور تجارت پیشہ ہوتے ہیں اور مذہب تسنخ رکھتے
 ہیں سیاب اور خجرف کے بہت معدن میان ہیں چن یوئی اور لون لی کے شہروں کی اطراف میں
 بہت انیس چاہوتی ہے اور چونکہ اس بوٹی کا کچہ بیان اب تک عاصی نے نہیں کیا حالانکہ کئی وجہ نکا
 احوال معرض تحریر میں آیا وہاں چاکی پیدائش ہے لہذا سب کی کسریاں مثالی جاتی اور اس مقام پر
 جو کچہ قابل دست ناظرین تاریخ چین کے سمجھا فلم زد ہوا فرنگستان کی کئی زبانوں میں چکاوندک
 تغیر و تبدل کے ساتھ لکھتے ہیں لیکن تحقیق لفظ ختا میں چاسے ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے
 بعض پرگنوں میں لوگ خطا چا کوٹا کہتے ہیں اور صرف اوہین سے پہلے پہلے فرنگیوں سے راہ ہی
 اس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سننے میں آئی اور بلا و فرنگ میں مشہور ہو غرض چاسے کا درخت کچ
 مخصوص اقلیم چین میں نہیں خلق کیا گیا اور خبرہ جاپان اور جاوا اور پاجین اور کشمیر اور امریکا
 اور سانگ اور کامرو و آشام میں بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ و سبز چاسے جو مشہور ہیں کچہ دوم
 کے درخت سے حاصل نہیں اور صرف خاصیت برہین اور تراکیب چنے اور خشک کرنے سے
 فرق ہوتا ہے الغرض کنکریلی زمین میں اور دان کوہ اور پارتلی میں اول قسم کی چاسے پیدا ہوتی
 اور دوسری قسم رتی میں ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مائل بزرگوشی میں ملتی ہے اور ایک
 خاصیت اور چاسے کے درخت کی ہے کہ جہاں لگایا جائے شرط ہے کہ وہاں کی ہوا کی رکاوٹ
 نہ ہو والا درخت مرجاتا ہے اور بعد میں برس بونے کے جب تین ساڑھے تین ہاتھ بلند ہوتا وقت
 پتی قابل توڑنے کے ہوتی ہے اور شل مہدی کے یہ پتی جیشہ سبز اور شکل بھی ویسی رکھتی ہے اور
 درخت بھی ہو ہوا اسی انداز پر ہے ختانی چاکی کئی تقسیم کرتے لیکن چار قسمیں اہل میں ہیں اور
 صوبہ گوانگ نان میں ایک پہاڑ سانگ کو کہلاتا اور اوس کے اوپر اور اوسکی پاروں طرف وہ قسم کی
 چا پیدا ہوتی جو سانگ کو چا کہلاتی اور ہر جگہ کبھی شامہ ہنسے چاسے سے اور صرف

یہ کوہستانی بھی اپنے پہاڑوں پر دیکھی مارے پڑے رہتے تھے اور جان دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا وقتاً
 مار پیٹ خون خرابہ مچا کر بالکل اٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختانیوں سے بھر بھاگ جانے
 اور جان بچانے کے کچھ نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان باشندوں
 سے کہیں مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں غرض غفور مذکور نے چیدہ چیدہ پلٹنیں بھیج کر ان کے ایسے قاتل
 تنگ کیے کہ مجبوراً حلق اطاعت کا قبول کر کے اپنی شرارتوں سے باز رہے۔ چشہ حسد موقوف
 انکا ایسا ہو گیا کہ فتنہ بیدار گویا سو گیا۔ اس صوبہ کے پہاڑوں پر جنگلوں میں عمدہ قسم کی لکڑی
 ملتی ہے اور طلا اور نقرے کے بہت معدن ہیں اور شاید کسی دوسری جگہ پر اس قدر سیما حاصل
 نہیں ہے اور ٹوہیان ایسے تیز رفتار اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہیں کہ صوبہ میں نان کا جانور
 حالانکہ بہت جیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس طرحے دیار پر بھی صد آفرین ریشم بیان کم ہے لیکن
 قسم گہا سے ایک کپڑا بنا جاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیوں میں بن پر سرد
 رہتا اور فرحت بخشتا ہے۔ کوئی یان فو کا شہر اس صوبہ میں بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندوں
 کو اب تک بھی کوہستانیوں کا خوف غالب ہے وہ شہر گوارا ستہ نہیں کرتے اور نہ حویلیاں بناتے
 ہیں غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے۔ سب سے چو فو کے شہر کے اطراف میں سیما اور شہر بہت
 اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہیں۔ چھی سیس فو کے شہر کو بعد کوہستانیوں کے تالبدار ہونے کے
 اوسے غفور کے گھرانے کے بادشاہوں نے آباد کیا اور سیما کے بہت معدن اوسکی اطراف
 میں ہیں اور ایک بات یہاں عجیب ہے کہ شاید تمام ختایں اوسکی نظیر نہ وہ یہ کہ اس شہر کے اگر شاہ
 یکدم لکھنا پڑنا نہیں جانتے اور لکڑیوں پر چہرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہیں کیونکہ
 علم کا اس قدر چرچا مملکت ختایں ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام لکھنا
 جو کہ نہایت زریں ہیں انکو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑھنے کی قوت ہے۔ ٹون کین فو
 کے شہر کے قریب کئی معدن سونے کے ہیں اور اوسکے اطراف میں وہ گہاں متعدد ہوتی
 ہے جسکا مذکور ہو چکا کہ گرمی کے ملبوسات میں صرف ہوتی ہے۔ پانگان چو کا شہر ایسے

سیان تک اوسین معدن طلا ظاهر ہوتے ہیں کہ اوسکو سونیکا پہاڑ گنایا بادشاہ جن کا دینیہ قرار دیا
زیادہ مبالغہ نہیں ہے پتی کیاں فوکا شہر تبت بزرگ کے قریب ہے اور سرزمین اوس ملک کی خیر
اور ندی نالون میں سو ————— نے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ بے زیادہ محنت
اور دوسرے معیشت حاصل کرتے عیش طلب اور آرام جو ہوتے ہیں سوانچ و رنگ کے دنیا و نہی
کی کچھ خبر نہیں رکھتے لیکن طبائع انسان مختلف ہوتے ہیں بعضے بعضے اوس میں سے سواری آپ
اور تیر اندازی میں کامل کہلاتے ہیں غرض گفتگو میں کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے
اور جان کلیہ کا لفظ درمیان میں آتا افراط پر طلاق کرتا ہے یاں جان فوکا شہر بہت پُرانا و
وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اوس کے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سہراب اور زرخیز کرتا ہے
اور سونکی ریت بالو سے ملی ہوئی بہت ملتی ہے چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے
بہت سے قلعہ محکم اور دکن کی طرف واقع ہیں اور سپاہ اور اسباب و آلات جنگ سے ہمیشہ
مہیا رہتے ہیں غرض پانچین اور کیگو دو جنگی شہر ہیں اور اہل سیف سے آباد اور یہ سپاہی سب
قلعہ بند پلٹنوں کے سوا ہیں اور ضرورت کی وقت اونکی طلبی ہوتی ہے ان دو شہروں کے
علاوہ تینتیس شہر چھوٹے بڑے اس صوبے میں ہیں اور اسی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہیں
اولیٰ دفعہ اخراجات نفاسٹ دیوانی چھ لاکھ تین سو ہزار چار سو تیر ہزار پانچ سو تیس ہزار تین سو تیس ہزار

سوالہو ان باب

گوتی چہ کے صوبہ کے بیان میں

ملکیت ختم کیا یہ پند یہ جوان اور وسعت میں سب سے چھوٹا صاحب ہے اور کوئی ایک ہزار برس
 ہوئے کہ گویا او سکامہ جو گنتی میں آیا پے مغفور کہیں لون نے اس صاحب کے پڑوسی کو ہستانیوں
 کو سر کر کے امن و امان بخشا یہ نہ ۷۹ء کے قبل یہ چھوٹا اونگہ زیادتیوں کے سب سے ویران تھا
 اندر سے رہتی نیچے کی طرف اُلی لگائے رہتی ہے اور جہاں اپنی غذا
 رکھ لیا جاتی اور پھر اسی نشین پر بیٹھ کر کھاتی ہے عالمی اہلیا

بہ کو ہستانی بھی اپنے پہاڑوں پر دیکھی مارے پڑے رہتے تھے اور جان دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا وقتاً
 مار پیٹ خون خرابہ مچا کر بالکل اٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختانیوں سے بجز بھاگ جانے
 اور جان بچانے کے کچھ بن نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان باشندوں
 سے کہیں مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں غرض غنفور مذکور نے چیدہ چیدہ پلٹنیں بھیج کر اونکے ایسے فائدہ
 مانگ کیے کہ مجبوراً حقوق اطاعت کا قبول کر کے اپنی شرارتوں سے باز رہے۔ ششہر غدر موقوف
 انکا ایسا ہو گیا کہ فتنہ بیدار گویا سو گیا۔ اس صوبہ کے پہاڑوں پر جنگلوں میں عمدہ قسم کی لکڑی
 ملتی ہے اور طلا اور نقرے کے بہت معدن ہیں اور شاید کسی دوسری جگہ پر اس قدر سیما حاصل
 نہیں ہے اور ٹوہیان ایسے تیز رفتار اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہیں کہ صوبہ میں نان کجاؤں
 حالانکہ بہت حیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس جڑے دیار پر بھی صد آفرین رشیم بیان کم ہے لیکن
 قسم گماں سے ایک کڑا بنا جاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیوں میں بدن پر سرد
 رہتا اور فرحت بخشتا ہے۔ کوئی یاں فو کا شہر اس صوبہ میں بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندوں
 کو اب تک بھی کوہستانیوں کا خوف غالب ہے وہ شہر گوارا ستہ نہیں کرتے اور نہ حویلیاں بناتے
 ہیں غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے۔ سستی چو فو کے شہر کے اطراف میں بیابان اور شہر بہت
 اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہیں۔ سستی فو کے شہر کو بعد کوہستانیوں کے تالدار ہونے کے
 اسی غنفور کے گھرانے کے بادشاہوں نے آباد کیا اور سیما کے بہت معدن اسکی اطراف
 میں ہیں اور ایک بات یہاں عجیب ہے کہ شاید تمام ختانیوں اسکی نظیر نہ وہ یہ کہ اس شہر کے اگر شاہ
 بیکلم لکھنا پڑنا نہیں جانتے اور لکڑیوں پر چہرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہیں کیونکہ
 علم کا اس قدر چہر چا مملکت ختانی ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام لکھا
 جو کہ نہایت زریں ہیں او کو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑھنے کی قوت ہے۔ ٹون کین فو
 کے شہر کے قریب کسی معدن سونے کے ہیں اور اس کے اطراف میں وہ گماں متعدد ہوتی
 ہے جسکا مذکور ہو چکا کہ گرمی کے ملبوسات میں صرف ہوتی ہے۔ باوکان جو کا شہر اسے

میان تک اوسین معدن طلا ظاهر ہوتے ہیں کہ اوسکو سونیکا پہاڑ کنایا بادشاہ جن کا دھینہ قرار دینا
 زیادہ سبب الغہ نہیں ہے۔ پتلی گیان فوکا شہر تبت بزرگ کے قریب ہے اور سرزمین اوس ملک کی خیر
 اورندی نالون میں سو ————— نے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ بے زیادہ محنت
 اور درد سر کے معیشت حاصل کرتے عیش طلب اور آرام جو ہوتے ہیں سواناچ وزنگ کے دنیا و مہیا
 کی کچھ خبر نہیں رکھتے لیکن طبائع انسان مختلف ہوتے ہیں ایسے بعضے اوس میں سے سواری آپ
 اور تیر اندازی میں کامل کہلاتے ہیں غرض گفتگو میں کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے
 اور جان کلیہ کالفظ درمیان میں آتا افراط پر طلاق کرتا ہے یاں جان فوکا شہر بہت پُرانا و
 وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اوس کے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سہراب اور زرخیز کرتا ہے
 اور سونکی ریت بالوسے ملی ہوئی بہت ملتی ہے۔ چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے
 بہت سے قلعہ کچم اور دکن کی طرف واقع ہیں اور سپاہ اور اسباب و آلات جنگ سے ہمیشہ
 مہیا رہتے ہیں غرض باقیین اور کیگو دو جنگی شہر ہیں اور اہل سیف سے آباد اور سپاہی سب
 قلمبند پٹنوں کے سوا ہیں اور ضرورت کیوقت اوسکی طلبی ہوتی ہے ان دو شہروں کے
 علاوہ تینتیس شہر چھوٹے بڑے اس صوبے میں ہیں اور اسی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہیں
 اولیٰ وضع اخراجات نظامت دیوانی چھ لاکھ نانوائے ہزار چار سو تیر پچاس ملین فغفو کو خزانہ میں

تولہوان باب

کوئی چو کے صوبہ کے بیان میں

ملکت خٹاکا یہ پندرہواں اور وسعت میں سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور کوئی ایک ہزار برس
 ہوئے کہ گویا اوسکا وجود گنتی میں آیا پغفور کین لون نے اس صوبے کے پڑوسی کوہستان
 کو سر کر کے امن و امان نبھا کر نہایت اعلیٰ کے قبل یہ صوبہ اوکئی زیادتیوں کے سبب ویران
 اور سطر سے چیل بندی پیشی ہوتی نیچے کی طرف ملی لگا رہتی ہے اور جان اپنی غذا
 لاکھ لاکھ پختی ہے فوراً چھپتا مار کر لجاتی اور ہر اوسی شہر پر چھپ کر کھاتی ہے غلامی

چین کیا مک فو کے شہر میں سوئی قالین بہت تحفہ بنتے اور گران قیمت کہتے ہیں اس شہر کے چاروں
 طرف بہت تالاب اور جھیل اور ندیاں ہیں اور ان میں اقسام طرح کی مچھلیاں ہیں خصوصاً ایک
 جسکے پتے سے کبجلی کی دوا بنتی ہے اور روایت یہ ہے کہ جو ہتھمال لکیدفعہ کرے اسکو تمام
 کبجلی اور امراض جلدی نہیں ہوتے ہیں۔ مومن ہوا فو کے شہر کے گرد حسب قدر آہوے مشک
 ملے اوتنے اور کسی صوبہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس جہت سے یہاں کے لوگ نافہ سے نفع
 بہت کرتے ہیں تھوڑی دور اس شہر کے اوتپر ایک پہاڑ اس بات کے لیے مشہور اور خانیوں
 میں بلبق گوش فلک معروف ہے اور حال ہاں کا یہ ہے کہ اگر اسپر کوئی شخص چڑھ کر نہایت
 آہستگی کے ساتھ ایک لفظ زبان سے نکالے تو اس صفائی کے ساتھ اسکی صدا کان تک پھیر
 آتی ہے کہ خود بولنے والے کو حیرت ہوتی ہے کین تان فو کے شہر کے چاروں گرد پہاڑ ہیں جن میں
 کئی معدن چاندی کے ظاہر ہوئے ہیں یہاں کے باشندے بہت سے عادات میں خانیوں
 کے خلاف امر پیگو کے لوگوں کے موافق ہیں کیونکہ پیگو کے ملک سے اسکا ملک متصل ہے
 یا تان فو کے شہر کے اطراف میں اوس ذات کی نیل گاؤں کی پیدائش سے جو بہت بزرگ ہیں
 ہوتا ہے اسکی دم گران بہا آتی ہے اور خانیوں سے اسے نشان لٹکائے اور خود میں بنتے ہیں اور
 اسکی لپیٹ کے قالین اور ایک قسم کا لپیٹینہ بہت خوب بنتا ہے اور طبوسات میں صرف ہوتا ہے
 خاصہ اور بھی ایک اوسکا یہ ہے کہ پانی مطلق اتر نہیں کرتا۔ شہر یا مکان عموماً آہوے مشک
 کی کثرت کے باعث سے مشہور ہے اور ایک جھڑنا شور پانی کا کوہستان کی طرف ہے جس میں
 تمام صوبہ کے خرچ کے موافق سپینک پیدا ہوتا ہے۔ پھوگین فو کے شہر میں قالینیں بہت
 نصین بنتی ہیں اور اطراف میں آہوے مشک کی کثرت ہے اس شہر کے رہنے والے قوی
 اور بہادر بے بدل ہوتے ہیں بر خلاف اور خانیوں کے جو بے چھانے اور نپکھے کے کبھی
 گھر سے باہر نہیں نکلتے یہ لوگ اس کے عوض تیر اور کمان اور تلوار ہر وقت ہاندھے رہتے ہیں
 اس شہر کے تحت میں ایک پہاڑ ایسا ہے کہ چڑھنے سے چوٹی تک گویا سونے کا مینار ہے یعنی

پہاڑوں میں ہیں چٹانوں کا بھی شہر غدار اور عظیم الشان ہے اطراف کی سبز زمین زرخیز اور دریاؤں
 سے سیراب ہے پہاڑ تلیوں میں اور اکثر کنکر ملی خلیوں میں پائے کی بہت پیدائش ہے اس شہر
 کے پچھم طرف ایک پہاڑ کی غریب تالیس کوس کا دائرہ رکھتی واقع ہے اور اسکی سترہ چوٹیاں
 بادلوں میں چھپی ہیں اور آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور انکی سچ ایک جھیل اس قدر گہری ہے کہ
 تنہا اسکی آجک نہیں ملتی اور اس پہاڑ میں اسی مہر کے بہت سے کان ہیں جسکا مذکور تالیف
 کر چکا ہے کہ خود بخود اسکا عالم تصویر کا ہے اور جسکی تعریف باہر از تحریر و تقریر ہے چاہیں تو
 شہر اس صوبہ کے سچو سچ میں واقع ہے ایک پہاڑ اسکی پچھم طرف پر ایسا خوبصورت ہے کہ ہر
 صاحب مذاق کو اسکی بیان سے عجب طرح کی فرحت حاصل ہوگی اور عوام الناس پر بھی مسکائی
 کیفیت ہے لطف نہیں سمجھے جاگی لذت اس پہاڑ پر سبز دروب گھاس کے جنگل اور درخت
 نہیں ہوتا اور زمین سے تانبہ پھنگ باروں میں یہ سبز لہکتا رہتا ہے اور سو فواروں سے سونالے
 پانی کے سوطوں سے بہا کرتے ہیں اور اس سبز کے درمیان سے ان نالوں کا بہکے نیچے آنا
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا پہاڑ ایک ٹکڑا زمرہ کا ہے اور چاند سے کے معدن اندر سے
 لکھلکے کے سوجھ سے پھوٹ کے بہ نکلتے ہیں اور اپنا مرغ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اگر سپر ہو تو
 اوسی جا پر اور جاتے اور وہاں نان خشک پر اوقات بسر کیجیے اور دوسری جگہ کی عیش و آرام
 اسکو فوقیت دیکھیے اور اگر موت آوے تو دوستوں کو وصیت کر کے وہاں مدفون ہو جائے
 کیونکہ وہاں کی نیند خواہ سچا، ٹھنڈی اور میٹھی ہوگی کہ سرمانے اور پانی سے سبز لہکتا ہو اور پھولوں
 کی خوشبو سے مہکتا ہو اور دونوں پہلو پر چھبر نا آب خوشگوار کا بہتا ہو۔ **مولف**
 زمین ہے روضہ فردوس اکبر پہاڑ سر بچرخ میگا اوسی پر لباس سبز یا سے اسکی تاسہ
 طراوت اسکی ہے امتداد اکبر روان ہے سر سے اسکی آب روشن ہے کہ چونکیم گدازاں تابندہ
 صفائی آب جن مہتاب تابان ہے ویسا ہے چشمہ خورشید رخشان ہے صد آب کتنی بسکی دائم و موز
 ان بھی مہش کو پاوے کہ گشتان ارم کو بھول جاوے

اور جتنی خاصیتیں لوہے کی ہیں سب اس لکڑی میں پائی جاتی ہیں چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی
 لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی میں ڈالے تھے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بٹھہ جاتی ہے اور جتنے کام
 لوہے سے نکلتے سب اس سے حاصل ہوتے ہیں بلکہ لوہے سے شریف ترین لکڑی معلوم ہوتی ہے
 کیونکہ اسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت میں خطا نہیں کرتی اور ختمائی
 جہاز کے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہیں ایک وحشی جانور مثل گاس کے یہاں جنگلون میں پیدا ہوتا
 اور سینگ اسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہیں کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکار
 جال میں نمک کی ڈھیری رکھ دیتے ہیں اور وہ چاٹ سے چلا آتا اور پھنس جاتا ہے جو مصرف کہ
 ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینگ سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر
 ہلاک کیا جاتا ہے یہ نانین نو کے شہر کے قریب جنگلون میں ہاتھی دکھائی دیتا ہے ختمائی اسے
 گرفتار کر کے سدھاتے ہیں اور لڑائی میں دشمن کے پامال کرنے کے لیے دانو چسکھاتے ہیں گویا
 حیوان کو انسان بناتے ہیں ایک ایسی بڑی ذات کا سا ہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اس کے
 اتھنے لپے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ میں آگرا و بھین چھوڑتا ہے تو تیز نیر پکان از رہ
 گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک میں مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک خیر مثل سوت کے لچھے
 کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اسکی روئی کی سی ہوتی ہے یہاں تک کہ ختمائی اسکو مصرف
 میں لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اس سے بناتے ہیں الغرض ٹھائیں شہر اس
 صوبہ میں ہیں مگر ذکر او بھین کا کیا گیا جسکے اطراف میں کوئی چیز ایسی ہے کہ اسکا بیان ضرور تھا
 تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کروڑ باشندے اس صوبہ میں ہیں اور
 بعد وضع اخراجات نظامت دیوانی کے چھ لاکھ سنانوے سو چار سو تیر و پندرہ خزانہ کے ہوتا ہے

پندرہواں باب

گیل نان کے صوبہ کے بیان میں

دو ہزار پچیس سے زیادہ ہوا ہو گا کہ اس صوبہ کا پادشاہ جو سرخو تھا سر کیا گیا اور سلطنت کی

ہوتا ہے اور سوا مغفور کے خاندان کے دوسری جاسف نہیں ہوتا۔ چونکہ اوچو فو کے شہر میں
کئی دریا ملے ہیں تجارت یہاں اچھی ہوتی ہے اور وہ درخت جس کے گودے سے روئی بنتی ہے
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گندہ وغیرہ اطراف کے جنگلوں
کو آباد رکھتے ہیں خصوصاً ایک فالت کا میلو بہت قد آدم اور شکل پیر مرد یہاں ملتا ہے اور اس کی لہری
زرد و ڈاڑھی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے۔ چچین چو فو کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس
پیدا ہوتی ہے جس سے ختائی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ داموں کو چیتے ہیں صفت اوہین
یہ کہ ریشم سے مضبوط ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس رنگ میں ایک عجیب غریب نرکت و ملاح پائی
جاتی ہے جبکہ بگا اس دیار میں ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہرے کی ہے اور بخنے
اقسام سم کے ہیں خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہوں سب کے لیے اس سے بہتر
تریاق ختائیوں کے تجربے میں آج تک نہیں آیا حالانکہ کوئی تریاق ایسا ہوتا ہے کہ صرف کفیم
کے سم کو کھینچا اور اگر زہر معدن کو مارتا تو زہر نباتاتی میں اسکا استعمال مفید نہیں ہوتا اعلیٰ انداز القیاس
بعض تریاق فقط زہر حیوانی میں کارگر ہوتا اور معدنی اور نباتاتی کو ضائع نہیں کرتا لیکن اس زہر دھمی کے
آگے کوئی زہر نہیں ٹھہرتا پس اسکو محفوظ جان لہاں و حیوان مافر و کیا چاہیے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ جس شخص کی آنکھ میں ہوتا یا نیک کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے لہذا **مجموعہ** اگر کمیہ
گویم این خاک را بنایا پاک تشبہ دہم پاک را ہی یاد دارم من این دستان ہوتا کہ اگر گفتہ پان
کی کو در رہنہ شستی مدام کہ در دور عیسی علیہ السلام ہوتا کہ نہ زہر دہان کو لیتا ہوتا
مرد گفت عیسی علیہ السلام ہوتا کہ خواہی بیان کن شرح تمام ہوتا کہ من چشم خواہم ہی ہوتا کہ مراد خود از تو
بجویم ہی ہوتا کہ چو بشیند عیسی فرخ سیر ہوتا کہ مہربان شد بران بے لہر ہوتا کہ زب کر د خاکی ہوتا وقت تر ہوتا
بمالید در چشم آن بے لہر ہوتا کہ ہا فوقت ان کو بنفندہ شد ہوتا کہ ستایش کن آفرینندہ شد ہوتا کہ ببادے
کہ شاید در آنجا وزید ہوتا کہ از ان خاک بہری و بخار رسید ہوتا کہ زمین ہوتا کہ خاک پر گزشت ہوتا کہ شد این خاک میں
بک لکری چلو ہوتا کہ لکری ختائی زمان میں کلماتی اس طرف میں پیدا ہوتی ہے

اور جتنی خاصیتیں لوہے کی ہیں سب اس لکڑی میں پائی جاتی ہیں چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی
لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی میں ڈالتے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بیٹھ جاتی ہے اور جتنے کام
لوہے سے نکلے سب اس سے حاصل ہوتے ہیں بلکہ لوہے سے شریف تر یہ لکڑی معلوم ہوتی ہے
کیونکہ اسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت میں خطا نہیں کرتی اور خانی
جہاز کے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہیں ایک وحشی جانور مثل گاسے کے یہاں جنگلون میں پیدا ہوتا
اور سینگ اسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہیں کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکار
جال میں نمک کی ڈبھیری رکھ ڈیتے ہیں اور وہ چاٹ سے چلا آتا اور بھینس جاتا ہے جو مصرف کہ
ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینگ سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر
ہلاک کیا جاتا ہے۔ نانین فوکے شہر کے قریب جنگلون میں ہاتھی دکھائی دیتا ہے خانی اسے
گرفتار کر کے سدھاتے ہیں اور لڑائی میں دشمن کے پامال کرنے کے لیے دانو چسکھاتے ہیں گویا
حیوان کو انسان بناتے ہیں ایک ایسی بڑی ذات کا سا ہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اس کے
اتھ لپے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ میں آگراو بھین چھوڑتا ہے تو تیز نیکان از رہ
گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک میں مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک چیز مثل سوت کے لچھے
کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اسکی روئی کی سی ہوتی ہے یہاں تک کہ خانی اسکو صرف
میں لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اس سے بناتے ہیں الغرض اٹھائیس شہر اس
صوبہ میں ہیں مگر ذکر او بھین کا کیا گیا جسکے اطراف میں کوئی چیز ایسی ہے کہ اسکا بیان ضرور تھا
تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کرو رہا شدے اس صوبہ میں ہیں اور
بعد وضع اخراجات نظامت دیوانی کے چھ لاکھ سنانوے ہزار چار سو تیرہ روپے اخذ خزانہ کے ہوتا

پندرہواں باب

پیلان نان کے صوبہ کے بیان میں

دو ہزار پچیس سے زیادہ ہوا ہو گا کہ اس صوبہ کا پادشاہ جو سرخو تھا سر کیا گیا اور سلطنت جیتا کی

ہوتا ہے اور سواغفور کے خاندان کے دوسری جا صرف نہیں ہوتا، چونکہ اوچو فو کے شہر میں
کئی دیر لمبے میں تجارت یہاں اچھی ہوتی ہے اور وہ دخت جس کے گودے سے روتی بنتی ہے
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گندھا وغیرہ اطراف کے جنگلون
کو آباد رکھتے ہیں خصوصاً ایک ات کا یہ بھو بہ قد آدم اور شکل سپر مرد یہاں ملتا ہے اور اس کی لہبی
زرد و اڑھی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے، چچین چو فو کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس
پیدا ہوتی ہے جس سے ختائی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ داموں کو بیچتے ہیں صفت اس میں
یہ کہ ریشم سے مضبوطا نہیں ہوتا ہے اور اس رنگ میں ایک عجیب و غریب نزاکت و ملاحظ پائی
جاتی ہے جبکہ اس دیار میں ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہرے کی ہے اور قبضے
اقسام سم کے ہیں خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہوں سب کے لیے اس سے بہتر
تریاق ختائیوں کے تجربے میں آج تک نہیں آیا حالانکہ کوئی تریاق ایسا ہوتا ہے کہ صرف کچھ قسم
کے سم کو کھینچتا اور اگر زہر معدنی کو مارتا تو زہر نباتاتی میں اس کا استعمال مفید نہیں ہوتا اور علیٰ ہذا القیاس
بعض تریاق فقط زہر حیوانی میں کارگر ہوتا اور معدنی اور نباتاتی کو ضائع نہیں کرتا لیکن اس زہر و مٹی کے
آگے کوئی زہر نہیں ٹھہرتا پس اسکو محفوظ جان لیاں و حیوان نافرود کیا چاہیے اور یہ بھی شہور ہے
کہ جس شخص کی آنکھ میں ہوتا بند کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے لہذا قہمہ اگر کیا
گویم اس خاک را بہ ناپاک تشبیہ دہم پاک را بہی یاد دارم من این دوستان ہانا کہ از نقشہ پستان
یکی کو در رہنمائی مدام کہ در دور عیسیٰ علیہ السلام چو گندہ شت یکروز روح آکہ بنزد وہان کو رجائتا
بدو گفت عیسیٰ علیہ السلام چو خواہی بیان کن شرح تمام چو گفنا کہ من چشم خواہم ہی چو مراد خود از تو
بجویم ہی چو بشنید عیسیٰ فرخ سیر چو بسے مہربان شد بران بے لہر چو زلب کرد خاکی ہا فوق تر چو
بمالید در چشم آن بے لہر چو ہا فوق آن کو بپندہ شد چو ستایش کن آفرینندہ شد چو ببادے
کہ شاید در آنجا وزید چو از ان خاک بہری در بخار سید چو زمین ہاں خاک پر گمرست چو شد این خاک میں
کیمیایا خاصیت چو ایک قسم کی لکڑی چو لوہا لکڑی ختائی زمان میں کہلاتی اس اطراف میں پیدا ہوتی ہے

ترجمہ ہندی میں ہے اور اس شہر کے اطراف میں افراط سے ہوتا ہے اور اسکی خوشبو کو سقندر
 تیزی و پاداری ہوتی ہے کہ ساری سرزمین کو سون تک معطر ہوتی ہے۔ خصوصاً ایک پہاڑ
 بلند عین شہر کے کونے پر اس پھول کے دختوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے بسبب منزلوں تک
 جاتی ہے ایک عالم کا دل و دماغ کو قوت بخشتی ہے لہذا قحطہ زمین ست از گل کوئی گلستان
 یہ فصل بہار ان فرستان پھران و پیشگاہش ز دروئے نسیم از خندش فرخندہ خوتے
 نظرش چون وز باد بہار ان پھطر و شست گرد ہم بیابان پھچوروتے بہ جینان در طراوت
 نصارت بخش و چشم بصارت پھسحر چون چاک گرد اند گریبان پھبلند گرد و صدائے غزل بیان پھپی
 پران و گریان و چپ و راست پھدگرد رطیدن بے کم و کاست پھیکی مجنون گشتہ لیلے گل پھیکی
 در کوئے الفت پاسے در گل پھولیکن بہت نزد شہر یک کوہ پھفلک از عظمتش گشتہ در اندوہ پھ
 ز دامن تا بفرش آشکارا پھکشاید گر کسے چشم نظار پھگل کوئی در و صد جا شکفتہ پھرخ خود ز آب
 شبنم پاک شہتہ پھکنڈ معلوم کو کوئی ست از گل پھتھماے شانہ پذیرفت منزل پھکہ چون پیک
 نسیم صبح کا ہی پھنغم سیر گر گرد و چو راہی پھزمین تا آسمان گرد و معطر پھدماغ زہر گرد و عطر
 اس دیار میں چریان ایسی خوش رنگ ہوتی ہیں کہ ختائی ایک قسم کا ریشمی کپڑا ان کے پروں سے
 لگا کر بناتے ہیں اور انکی خوش رنگی اور چمک دنگ کے سببے اس کپڑے کو جلا ہوتی ہے یعنی
 اس ترکیبے ختائی اون پروں کو داخل کرتے ہیں کہ لعل فرزد سے زیادہ زینت پوشاک
 کو حاصل ہوتی ہے لیوچو فو کے شہر کے قریب پہاڑوں میں جڑی بوٹی بہت طرح کی پیدا ہوتی ہے
 چنانچہ اس صوبے کے تمام اطباء یہیں سے دوائی منگاتے ہیں ایک جمیل اطراف میں ہے ہان
 شنگے ایسے شکر نفیس ہے کہ دیکھنے والے کی طبیعت نہایت مسرت پاتی ہے اور عیش و عشرت کے سامان
 بے پایان ہر مہیاں مہیا رہتے ہیں اور قاعدہ یہ کہ تمام روز چھوٹے بڑے دنیا کے کاروبار میں ضرور رہتے ہیں اور
 شام کو یہاں کے اشتر کرتے ہیں پھین کو فو کے شہر کے قریب اس م کی بڑی پیشش ہوتی ہے جسکا
 در قبل کے مای کرچکا کہ پلا کھلاتا اور بے دھوان کیے جلتا اور بہت سی صفتوں سے موصوف

بود و باش کرتے ہیں اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی بیالیس لاکھ دو ہزار چار سو چھیانوے
روپیہ بابت خراج زمین اور ڈیڑھ لاکھ بابت نمک اور پچاس ہزار بابت محصول اجناس تجارت
بطور پس انداز فقور کے خزانے میں اس صوبے سے جاتا ہے * * * * *

چودھواں باب

کنواسی کے صوبہ کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے اور صوبوں کے مقابل میں چھوٹا سمجھا جاتا ہے اور نہ ان کی طرح یہ وسیع
ترخیز ہے کیونکہ قریب نصف ملک پہاڑوں اور جنگلوں سے آباد یعنی برباد ہے لیکن باہم
کشتکاری بفضل جناب باری خوب ہوتی ہے اور اس قدر شاداب و سیراب دریا اور نہروں سے
ہے کہ اس کے حاصل سے بعض بعض ایام میں گوانگ نانگ کے صوبہ کو فیض پہنچتا ہے ورنہ
اس لایت میں خرچ چاول کا سبب کثرت باشندوں کے بہت ہے اور اس جنس کی پیش
اوس قدر نہیں کہ کفاف کرے گوانگ سی کے پہاڑوں میں معدن سونے اور چاندی اور تانبے
اور تین کے ہیں اور ایک قسم کا درخت اس سرزمین میں ہوتا ہے جسکے گودے سے لوگ روٹی بناتے
اور کھاتے ہیں اور مشہور ہے کہ نان گندم کا مرادیتی اور کمال مفید ہوتی ہے دندے جانو یہاں
ہیں اور گینڈا بھی کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے اور اقسام طرح کے خوش رنگ اور خوش آواز پرندوں سے
جنگلوں میں شادی سدا مچی رہتی ہے * * * * * لفظ خوشا بیشہ دران روئے زمین است *
چہ بیشہ رشک فردوس برین است * دران مرغان خوش رنگ ہوائی * زائینگ نوا جان در بانی *
اقالی اند مرغان نوا سا * صدائے ارغنون گوئی در آواز * چو مطرب و طرب بانغمہ و ساز *
بہر زم آشیان نشستہ طنائی کی منتظر المیان نمود * و صورت بخودی سامان نمودہ * کی چون
بہرہ درغہ سازی * دل صاحب دلاں آرد بیازی * ہزاران بانہراران ساز و ساز * کہ چون آود
کشتہ غمہ پر از * اگر ارباب وجد آسنا نشیند * گمان از گلشن وحدت بچینند * کوئی کہین نو
پسے تخت اس صوبے کا ایک پھول کے باعث سے نامزد ہوا اور کوئی کا جنگل اس شہر کے نام

اور ختائی سوداگر کانٹان کے دہان جا کر خرید و فروخت کرتے ہیں تیرہ شہر اس خبر پر سے مین ہیں
 اور اوسکی دوسو چالیس کوس کے دائرہ میں اتنا محاصل ہے کہ سارے صوبے کا مقابلہ یہ اکیلا اگر کرے
 تو شاید سبقت لیجاے درمیان اس خبریری کے کوہستان ہے اور دہان ایک نیم خوشی قوم رہتی ہے
 جو نہ فقور کو خراج دیتی نہ اوسکا حکم مانتی ہے اور قدیم الایام میں سارے خراسان پر اونکا اختیار تھا
 لیکن جب ختائیوں نے چربانی کی سیدان میں غفور کی فوج کا مقابلہ یہ لوگ کرنے سکے تو کوہستان میں
 جا چھپے اور وہاں کی گھاٹی ٹو ایسا روکا کہ لشکر سرکار وہاں داخل نہ ہو سکا لیکن اگلے دنوں میں یہ لوگ
 سال بھر میں دو دفعہ پہاڑوں سے اوتر کے ایک جاے مقرر پر سونا اور صندل اور انواع طرح کی قیمتی
 چیزیں لاتے اور ختائی سوداگروں سے کپڑے کی عوض دے جاتے اور یہاں تک سے صادق لقمہ
 تھے کہ ختائی سوداگر بے اندیشہ اپنا مال اونکو دیتے کچھ خیال مال نہ کرتے اور وہ روز مقرر پر یہاں
 ساعت کے کم و بیش وہاں پھر جاتے اور جس چیزوں کی فرمائش تھی جسکے عوض کچھ انہوں نے لیا
 موافق قول کے رتی رتی پہنچا دیتے تھے یہ ایک دلیل منجملہ ہزار دلائل سے ہے کہ بیابانی اور دیہاتی
 آدمی اکثر باایمان ہوتے ہیں الغرض صوبہ دار کو انسان اور اونکے افسروں کو فائدہ کثیر کا موجب
 اونکا کاروبار تھا مگر غفور کانٹہ نے فرمان قضا تو امان جاری کیا کہ اگر کوئی شخص اون جنسیوں سے
 اتفاق رکھیکا بیشک قتل کیا جائیگا اور مطلب اونکا یہی تھا کہ کپڑے کی حاجت اون لوگوں کو شہر
 کانٹان میں لے آئیگی اوسوقت کچھ خراج کا اقرار کروایا جائیگا لیکن انھوں نے اپنی سرخوردگی کو غفور
 کی تالباری سے بہتر سمجھا اور زیادہ تر کشیدہ خاطر ہوئے اوسوقت سے عوامیہ تجارت نہیں
 ہونے پائی مگر استاد سب کب چوکنے والے ہیں وہ اپنا کام کر ہی لیتے ہیں اور چوری سے
 منفعت کثیر کھینچتے ہیں اوس خبر پر کے باشندے نہایت بد شکل اور پست قد اور تانے کی
 رنگت کے ہوتے ہیں اور ایک نیلگوں چادر کمر سے گھٹنے تک پہنتے اور باقی جسم کو برہنہ کیے رہتے ہیں
 اور عورت بھی اسطرح کی پوشاک پہنتی ہیں اور نیل کے گودنے انکے سے ٹھنڈی تک گدائی ہیں
 سنیش شہر اس صوبہ میں ہیں اور دو کوروس لاکھ باشندوں سے زیادہ اسکی حدود میں ہیں

انبوس کے رنگ سے کچھ فرق نہیں ہے۔ نہ ان ہیانگ نو کا شہر بڑی تجارت کا ہے اور اس کے
 اطراف میں ایک قسم کا پتھر ملتا ہے جسکی کلبازی اور دوسرے آلات لکڑی چیرنے پھاڑنے کے
 بننے میں اور شیل لوہے کے یہ پتھر تیز اور مضبوط ہوتا اور اسی طرح کا مٹا ہے۔ چاؤکنگ نو کے
 شہر میں صوبہ دار صوبہ کو ایک ٹانگ اور کو ایک سی کا رہتا ہے اور اقسام طرح کی خوشبو اور قیمتی لکڑی
 اس کے قریب کو بہتان کے اطراف سے کٹ کے آتی اور بڑے داموں بکتی ہے کاو جو نو کا شہر
 بہت سیراب اور پرفضا جگہ میں واقع ہے اس کے اطراف میں ایک عجیب طرح کا پتھر بڑے قسم مرمر
 پیدا ہوتا ہے کہ اوسمیں بذاتہ نقشہ دریاؤں اور پہاڑوں اور باغوں اور درختوں اور پھولوں کا بنا
 ہوا ہوتا ہے اور تکلف زیادہ تر یہ کہ جس چیز کی صورت بقلم قدرت کھینچی ہوتی ہے اوسمیں ہر چیز کی
 مناسب رنگت ظاہر ہے اوس پتھر کی بڑی قیمت ہے اور امر کے یہاں اوس منیر بنائی جاتی ہے
 لمولہ منقش کی مرزا پیدیدہ بنقشے کہ نقش چین خط کشیدہ درو نقشہ باغ و فصل بہار و شگفتہ
 گلان ہر طرف صد قطار و درخان خوش قامت و سر بلند بدین ہاں ابسی ارچمندہ درو نقشہ
 کوہ و بحر و رازہ منقش شد از قدرت بے نیازہ اور اس سے طرفہ تر ایک قسم کا کیکڑا جو یہاں ہند
 کے کنارے پر پکڑا جاتا ہے اور حال اوسکایہ کہ جو میں پانی سے نکلتا پتھر ہو جاتا ہے اور گوشت
 پوست وغیرہ سب میں خاصیت سنگ نمود ہوتی اور مویہ تاثیر پیدا کرتی ہے۔ لمولہ
 چو سرطان مروں آمید از قرآب ہو چون خرید سنگ گرد و شتاب ہو چون سنگ خارا شود
 گوشت او نہ ہاں استخوان و ہاں پوست او کہ آگاہ ہزار ہندوستان نہ نہ حائل نشہ کس از
 پستان ہو مورخ بے زیر گل حقہ اندہ بلکہ عدم بے خبر رفتہ اندہ کنون کا کرن گفت حاش تمام
 خایا و راکن بے نیک نام ہو چین چو نو کا شہر قریب سمندر کے ہے اور کچھوے بہت بڑے بڑے
 بیان کرے جاتے ہیں اور انکی کھوپری سے کملو نے اور لنگھیاں اور بہت سی اچھی اچھی چیزیں جتنی
 بناتے اور بیچتے ہیں اور گوہر بیان پیدا ہوتا ہے ایسا کہ تمام ملکات میں پسند کیا جاتا ہے جہان کا
 جزیرہ اس صوبے کی تحت میں داخل ہے اور کین جو نو شہر اکبر اوس جگہ کا معتدل تجارت کا ہے

وین و سیاب و تانبا و شورے کے پہاڑوں میں ہیں سوا اسکے کوہستان کے کچھ گھٹنوں سے
 آبنوس و معدل و کچی قسم کی خوشبو دیتی لکڑیاں میسر ہوتی ہیں و مسندین گوہر پیدا ہوتا ہے اور
 مچھلیاں اسل فرط سے ہیں کہ باوجود اسکے کہ لاکھوں لاکھ گہیریں پر تالین کثافت نہیں کرتیں مگر
 ریشم و سوت و مسری و نمک بھی بہت بنتا ہے الغرض جتنی چیزیں امیر کی خواہش آرام کیو اسکے
 اور غریب کی رفع احتیاج کے لیے ضرور ہیں فاضل انردی سے یہاں سب موجود ہیں اگرچہ گرمی یہاں
 شدت سے پڑتی ہے مگر لطافت ہوا سے امراض متعددی نو اور ات سے اور با شدرے یہاں
 چر ضرور قوی اور سال و زارتک ساتھ صحت و سلامتی کے رہتے ہیں کو ان چوٹو کا شہر اس صوبے
 کا پاس تحت ہے اور فرنگ تائینوں کی اصطلاح میں کان کان کہلاتا ہے اور ایسی تجارت کا
 عظیم شاید جہاں میں کم ہوگی مشہور ہے کہ آٹھ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کے مال کی اس شہر سے
 فقط فرنگستان کے ملکوں میں رفتی ہوتی اون میں سے صرف ایک قہرچہ کی کم و بیش پونچھ لاکھ
 سائیس ہزار ہیں ہے کہ ہر سال فرنگستان کو ارسال ہوتی اور معرض بیع میں آتی اور وہاں سے
 تین کروڑ کے اسباب تجارت کی آمدنی یہاں ہوتی ہے عرض کان کان کا شہر ایک خطہ بزرگ سواد
 اعظم ہے کہ شہر میں کہ پندرہ لاکھ آدمی مقیمان شہر سے اس جا پر بود و باش کرتے سوا اسکے
 موسم تجارت میں جب غیر ملکوں سے سفائن و جہان کی آمدنی ہوتی ہے تب کچھ ٹھکانا نہیں کہ اس قدر
 اور کس و وضع اور رنگ و روپ کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں حد ہر نظر کیجئے پہلو پہلو فرنگی و
 حبشی و ختائی و ملائی و ہندوستانی و مغل عرب و رومی و کھائی و تہہ ہیں گویا نوح انسان کا ایک
 باندہ ہو دکھائی دیتا یا عالم زندگی میں حشر برپا ہوتا ہے اس تاریخ کے ناظرین کی خدمت میں عرضی اور
 مقام بصری کر چکا ہے کہ ملک ختم کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں یہ قاعدہ ہے کہ لکھا آجی
 و ریامین کشتیوں کے اوپر رہتے ہیں شہر کان کان میں بھی علی بن اقصیاس سیطر چہرے اور شہر کے
 سامنے چوراسی ہزار سے زیادہ اوسیطر حلی کشتیان لگی جتنی ہیں راویا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص
 انک فاصلہ سے زمین کی طرف دیکھے تو سوا سے جہازوں اور کشتیوں کے نہ دریا نہ شہر عادم ہو

مغفور کی فوج میں داخل ہوتی رہے اور تنخواہ کے ساتھ زمین لاءراج بھی تھوڑی سی عنایت ہوتی رہے
 پرجب اونکی ضرورت فوج میں ہوتی بل کو رکھ کے تو اور اٹھائیشے ہیں اور آیا صلح میں اپنے گھر
 چلے جاتے اور مغفور کے حق میں بیٹھے ہوئے وعادتیں ہیں اور جب طاقت جسمانی اور جلاوت باطنی
 سے وہ بہت متعل ہوجاتے ہیں اونکے اہل عیال کی گذران کے موافق سرکار فیض اشار سے زمین ملتی
 ان چار شہروں کے سوا اس صوبے میں اٹھائیش شہر چوٹے بڑے ہیں اور دو کروڑ ستر لاکھ باشندے
 ہیں بعدینع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ نوے لاکھ بیس ہزار روپیہ بابت خراج
 زمین اور نوے ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے خزانے میں سالانہ داخل ہوتا

تیسرا بیان

کو ان مان کے صوبے کے بیان میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک سو کیارہ برس پیش اس صوبہ میں بادشاہ سرخ و تھا اور اس کے
 خاندان مان کیو کہلاتا تھا مغفور چین کی کچھ ایسی پروا اسے نہ تھی کیونکہ اونکا ملک باد اور خراج
 معور عیت سرخ و حال افواج کثیر و بہادر تھے جب مان اس طرح اس کے ساتھ سید ہا تھا تو اگر مغفور
 سے ٹیر ہے رہے اور اونکی اطاعت قبول نہ کی حق بجانب تھا عرض سنہ مذکور میں دن اور بار
 آئے مغفور ہوا ملک فی برہم ہو کر ایک فوج تیار و لشکر جبرائیل ہو کر اس خانوادے کو یکبارگی بنیاد
 متا صل کر کے اس ریاست کو ملک ختم کے شامل کیا اس ملک میں بسبب عہدہ دار اس
 اور محاصل بر و بکر کی کثرت سے پائے تخت چھپین کے امرار کبار میں سے ایک شخص عالی وقار
 معتبر دیانت دار والا اگر اس صوبہ کا عہدہ جلیو صوبہ داری میں مقرر ہوتا ہے اور جس ملک میں
 کریت وہ واقع ہے درجہ بدرجہ سمندر کے کنارہ تک ایک قلع کو ہستان اور ایک قلع میدان ہے
 اور نیزہ کار کی ایسی عنایت ہے کہ اسکے دونوں قسم کی سرزمین سے ٹیری آمدنی ہے اور چونکہ سمندر
 اسکے تحت میں آیا ہے یہ بھی ایک محاصل کثیر کا باعث ہوا ہے اور زمین کشکاری کی ہمت
 اشاداب و سیراب ہے کہ سال میں دو فصلیں براناج کی ہوتی ہیں اور ماون سونے و جوا

حفاظت مملکت کے لیے بنے ہیں اور اس کے قریب چلی سی ان کے شہر میں ہیاس کے شاہی خاندان
کا بانی سبانی فغفور یو پیدا ہوا تھا اور جس دم اس شہنشاہ عالی وقار کی کیفیت لکھی جائیگی پر سے وہ
یہی کہیں گے کہ ایسے شہنشاہ مافیل مدبر کے پیدا ہونے سے بنیاد تھا کو ایسی پادشاهی ہوئی کہ آج تک
پادشاہی شاید بقا سے زمانہ تک رہیگی **لمولفہ** از قدوم سمجھو شاہ بافرین پگشت طاسر و ہما
بنیاد چین و از کمال دیش و تدبیر شاہ و درختا آمد پدید این پایگاہ و تا ابد باقی ماند لازوال و شاید
این تقدیر رب ذوالجلال و شکست جمشید و فرغ بقیاد و وقت کیخسرو شہ والا شاد و پاک و وادشہ
نوشیروان و تازہ بودے وقت عدش انجیان و دولت پرویزان شاہ شہان و بادگشت و نسبت
زان دولت نشان و گر کسے جوید از انشاہان خبر و کے توان یافت از فانی اثر و ملکشان بر بادگشت
و دورشان و لیک قائم ہست چین تا این زمان و کیا سن چو کا شہر اسطرح پشیل خبر از کے واقع
ہے کہ ہر ہلو پر پا تو دریا جھیل یا ندی ہے اور جہان کی سرزمین ایسی شاب و سیراب ہو و اسکی
زرخیزی میں کوک گفتگو کر سکتا ہے سب قسم کا اناج مہیا علی الخصوص چاول فراط سے پیدا ہوتا
اور یہاں کے متصل پہاڑوں پر آہوان مشک بشمار ملتے ہیں **لمولفہ** آہوان مشک
رستہ میں بدم و کو ہسارون پر یہاں کے لاکلام و کرتے ہیں او کو شکاری صید جب و نافہ ہا
غریبے ہینگے تب کیو چو کا شہر تجارت گاہ عظیم ہے اور اس کے قریب ایک بہت بلند پہاڑ پاؤ گھٹا
مشہور ہر جگہ یہ ہے کہ آدمی کو کسی ہی تپ ہو او سپر چڑھنے سے ہوا او سن بلندی کی ایسی موافق
نراج ہوتی ہے کہ چار پانچ پہر میں تپ چھوٹ جاتی اور پھر نہیں آتی ہے اس سبب جس شخص کو
مرض لاحق ہوتا ہے وہاں جا کر شفا پاتا ہے **لمولفہ** نسیم موافق سے اس کوہ کے پہرین
و سب تپ کے اندوہ سے و ہوا او سکی ہے خوش زیاد و شمال و ہوا کیا ہے وہ ربکی فضل کمال
بھر طرف فضل حق باد ہو و رہن اس سے بیمار شاد ہو و خدا کی عنایت ہوئی جب عیان ہو
ہوا رشک باد و جان و ہوا چون نسیم و لکشا و ہوا چون دم عیسوی جان فزا و اس صوبے
ن چار شہر ایسے ہیں کہ فقط سپاہیوں کی آبادی اول میں ہے اور رعایا و ہاں کی پشت پشت ہے

کیونکہ بان و جہان اونسے متعلق ہے ازین قبیل اور بھی اکثر ابلیمین ہیں لیکن اونکے ذکر کرنے سے
 اس عبارت کو طول ہو گیا اور حکمت بہ لقمان آموختن کمال گیا اس لحاظ سے جن بزرگوں کی نظر سے
 یہ تاریخ گزریگی اونکو اتنی اشارت کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن چونکہ ایک موقع بندے کو ملا اتنا ذکر
 بھی معرض ارقام میں آیا الغرض اس شہر کے اندر جبکا ذکر ہوتے ہوتے یہ جملہ معترضہ درمیان آیا
 نہرین بہت ہیں اور اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤں سے سیراب ہے پاپائین نو کا شہر
 کیا تین کے دیارے کنارے پر واقع ہے اور آجہو سے مشک اسکے اطراف میں بہت شکار ہوتا
 اور پھاٹکا قطار میں ایک پہاڑ اچھا کھلتا ہے اوہ میں اقسام طرح کے جواہرات ملتا آتے لیکن وہ اتنی
 بلند ہے کہ سخت مشکل سے چڑھائی ہوتی ہے اور جواہر اوسیتدیکھتا ہے حتیٰ گہری کھائی ہوتی ہے
 گویا یہ پہاڑ جواہر ہشیار کا انبار ہے۔ اوس شہر کے درمیان سے ایک ندی بہتی ہے اوسکے دونوں
 کناروں پر از خود ایک قسم کا پھول باغبان ازل کا مقبول ایسا پیدا ہوتا ہے کہ رنگے بوسے
 اوسکے دماغ جان خور سند ہے اہل ختا کو نہایت پسند ہے کوئی چو نو کا شہر دیکھے گیان پر
 واقع ہے اور بڑی تجارت کی جاسے اور سوداگری کی جتنی کشتیاں اس میں دے میں داخل ہوتی ہیں
 اسی جا پر شہر کا محصول ادا کرتی ہیں اور اوسکے اطراف کی سرزمین کی زرخیزی اکثر شہروں میں
 قریب و دور مشہور ہے اور اصناف میوہ جات و انواع پھل پھلاری کی یہاں کثرت ہے خصوصاً
 نارنج و چکوتہ و جہ پھولتا ہے اتہناز سے نسیم سحری کے راتھ خوش اوسکا اطراف و اکناف ملکات
 میں کوسوں تک پہنچتا اور دماغ خلاق کو مضر رکھتا ہے یہاں کے پہاڑوں میں ایک قسم جشیون
 کی فوڈ باش کرتی ہے اوسکے عادات و حرکات و شکل و شباهت میں شہر والوں سے بہت شبہ
 و معانرت ہے وہاں مشک یہاں کے پہاڑوں پر پیدا ہوتے اور نمک کے چبچے بھی ہیں پر
 جا بجا کھو دے جاتے ہیں اور نہراؤں میں نمک حاصل ہوتا ہے۔ اون مکان نو کا شہر اس صوبے
 میں اوس نام کے پر ہے جہاں سے اون تاراؤں کی پوشش کا خطر شام و سحر مل اٹھوں پھر
 رہتا ہے جو بہت بزرگ کے قریب و جوار میں رہتے ہیں اس سبب اسکے قریب کئی شکار قلعہ

وفیر وزہ اور سنگ متھاپیس و مشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے ہاں لحاظ اسکی سرزمین سے
 بہت دُور کے مابان نزدیک میں گھوڑے نہایت عمدہ جنگلوں سے آئے ہیں خریدار فروشنده
 دونوں فائدہ پائیں لال مفت مالامال ہو جائیں اور گنا ایسا نفیس و شیریں ہوتا ہے کہ اسکی تعریف
 و توصیف میں لگ بگتکو بند کھانے والے کو ارحم پسند ہے اسکی چینی ایسی تحفہ ہوتی کہ صل علی کس سے
 تعریف ہوتی ہے اور اگر لذیذ ٹھانی کھا ہو کے سے خدا نخواستہ کوئی بیمار پڑے تو ریونڈ چینی جو ہر ملک میں
 بہت پراثر پیدا ہوتی ہے کہ استعمال سے دم بھر میں فساد بیمار کو دور کرتی ہے یہ صوبہ سمندر سے
 بہت فاصلہ پر ہے اس لیے نمک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے اور اگر قدرت کاملہ کی طرف
 سے یہ بات نہوتی تو باشندوں کو نمک کے لیے بڑی تکلیف ملتی چونکہ فو پائے تخت اس
 صوبہ کا ایسا وسیع و غدار و شہر عالیشان ہے کہ مملکت ختا کے بڑے شہروں میں اسکی
 گنتی ہوتی ہے اور حسب وقت بعض شہنشاہ اس میں تشریف رکھتے تھے اون دنوں ایسی راسخ
 اور درنگی اسکی تھی کہ باوجود اسکے کہ جب فتور نظام ملک میں سن سولہ سو چالیس مسیحی میں
 آئے چوتار کی یورش کے قبل ہوا تھا اس شہر پر بڑی تباہی ہوئی تھی لیکن اب تک بھی ولق
 بالکل نہیں گئی ہر چند کہ نہایت کم ہوئی ہے اس تارخ کے ناظرینوں نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اکثر
 شہر ختائی نہروں سے اندر اور دریا باندی جھیلوں سے باہر سیراب ہیں اور اگر دوسری کوئی
 دلیل ختائیوں کی دشمنندی اور لطافت طبیعت کی نہوتی تو یہی بات بس کافی ہے کہ اپنے
 شہروں کو اسطر حیرانخون نے بنایا ہے اور ایسی ایسی جا پر واقع کیا ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا
 اور شفاف پانی کے برابر کوئی خیر دنیا میں لذیذ نہیں ہوتی اور نہ اس کے کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر
 ہے بنیاد جو جس پہلو کو دیکھیے فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ تجارت میں ولسمی سہولت ہوتی
 ہے کہ مال کی کشتیاں بازاروں کے عین درمیان بکتی ہیں اور سوا اسکے ہوا جو پانی سے
 س کرتی ہوئی آتی خشکی اسکو لامحالہ حاصل ہوتی ہے اور اگر اخرا فساد کے شریک ہوتے
 تو پانی میں کچھ چھوٹ جاتے ہیں اور سوا اول و فایدوں کے جو دنیا میں سب سے بڑے ہیں

خانیوں کی روایت ہے کہ مغفور فوجی جو پہلا پادشاہ چین کا تھا اوسکی یہ قبر ہے اور اگر یہ بات فی الواقع ہے تو روئے زمین پر اس مزار کی سی قدامت کیسکو نہیں ہے کیونکہ ہمارے یہاں سکے بعض مورخوں نے حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایام مغفور فوجی کا جو ختائی تاریخ میں مذکور ہے وقت حضرت نوح علیہ السلام کا تھا اسکے سوا کئی اور وجوہات صاحبان دانش نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور مغفور فوجی ایک ہی شخص تھے اور اوسکا حال زیادہ تر جلد دوم کی فصل اول میں بیان ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ چلن ناو فو کے شہر کے قریب دیوار ختاتمام ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہاں کا قلعہ نہایت مستحکم ہے اور پہاڑوں سے جو ندیاں بہکراتیں ہیں اون میں نگرے طلانی پرجا کے بہت میسر ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے کے معدن کئی ہیں اور ایک ذات کاشیہ اطراف میں مارا جاتا ہے اوسکا چمڑا نہایت خوش رنگ اور ملائم ہوتا ہے اور بڑے داموں سے بکاتا ہے چکین بان فو کا شہر قلعہ کہلاتا ہے اس لحاظ سے مورچے نہایت مضبوط اور کھاتیاں نشدت چوڑی اور گہری ہیں اور چونکہ ناپ کے پر ہے کوش کے خوف سے فوج بھی زیادہ متعین رہتی ہے اور عمارتیں اس شہر کی بہت پاکیزہ ہیں اور دوویر شور اطراف میں ہیں جنہیں بکثرت سیاہ نمک پیدا ہوتا ہے چلبیب قرب دیوار ختاکے کئی قلعہ نہایت مستحکم اس صوبے میں ہیں اور سوا اونکے اٹھائیس شہر جمپوٹے بڑے واقع ہیں اور تین کروڑ باشندے اس صوبے کے دو تقسیم میں رہتے ہیں اور وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ابد پانچ کروڑ آٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت خراج زمین اور دوا لاکھ چالیس ہزار بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے خزانہ میں سالانہ داخل ہوتا ہے

بارہواں باب

سیچو این کے صوبے کے بیان میں

اس ملک سے حاصل بہت ہے اور انواع اقسام کی قیمتی چیزیں طبعی اور صنعتی یہاں میسر ہوتی ہیں بشیم کی پیدائش اس صوبہ میں کمال ہے اور توہا میں اور سیسے کی کان ہیں کہہ رہا

مضمون واسطے یادگار کے کھودا گیا تھا شہنشاہ نے ایک معبد گاہ میں اوسکو رکھوا دیا اور
 اس مکان پر جب بیت پرستی نے پھر سر اٹھایا ویرانہ اور خرابہ ہو گیا اور وہ پتھر بھی زمین کے نیچے
 ب گیا بالفعل کھود کے نکالا گیا اور لوگوں پر اوسکا مضمون ظاہر ہوا ہے * ہاں چان فوکا شہر
 پتھر ملی اور کنکر ملی زمین میں کوہستان کے نزدیک واقع ہے لیکن دامان کوہ کی زرخیزی ایسی ہے
 کہ اور جگہوں کی اوسرائی کا عوض ہو رہتا ہے اور پہاڑوں میں مشک کا ہرن پیدا ہوتا اور اوسکا
 ناز میر آتا ہے اور شہد و موم اس قدر میسر ہوتا ہے کہ لینے والوں کے ہاتھ تھک جاتے ہیں مگر انہیں
 کمی نہیں آتی اور کئی معدن شجر کے بھی ہیں * اس شہر تک ایک شکر کئی منزلوں سے آئی ہے
 اوسکا حال سننے سے دل کو سخت حیرت ہوتی ہے روایت یہ ہے کہ ختائی فوج کو ایک دفعہ کئی سپاہ
 اور جنگل اور دریا کو طے کر کے اتفاق آئیکا ہوا کوئی راہ نہ تھی ایک لاکھ مزدور رستہ آراستہ کرتے
 مصروف ہوئے اور ہر روز ایک منزل کی راہ بناتے فوج کے آگے آگے چلے آئے اگر یہ رستہ
 میدان سے ہوتا تو کچھ زیادہ تعجب کا مقام نہ تھا لیکن جب خیال کیجئے کہ صد ہا پہاڑوں کو دبا کے
 دامان کوہ کو پا دیا اور ہزاروں برس کے جنگلوں کو صاف کیا اور عمیق اور چوڑے دریاؤں پر پل
 باندھا یہ کارخانہ چند مہینے کے غرضے میں تمام کیا تو بیشک یہ نہایت عجوبہ معلوم ہوتا ہے اوس راہ
 کی مرمت ہوا کرتی ہے اور چوکی پھرے جا بجا خطرناک مقاموں پر آٹھوں پہر مقرر ہیں اور چھوٹی
 چھوٹی لہتیاں بطور سرائے کے مسافروں کے سمجھتے کے لیے چار چار کوس پر لسی ہوئی ہیں *
 پن لیان فوکا بھی بڑا شہر ہے اوسکی سرحد کی زمین زرخیز آب و ہوا لطیف اور خوشگوار اور اوسکے
 قریب کی ایک جگہ ایسی گہری اور پانچ گوس تک برابر خندق اس قدر عمیق ہے کہ آفتاب کی روشنی
 دو پہر دن کو وہاں نہیں پہنچتی غرض اوسکے اندر سے بھی ختائیوں نے راہ بنائی ہے اور اندھیرے
 کے باعث سے روز و شب مسافر مشعل روشن کر کے راہ چلتے ہیں * کون چان فوکا شہر درمیان
 کوہستان کے واقع ہے اور بسبب پہاڑوں کے شہر مذاقہ ایک قلعہ اور یورش سے محفوظ ہے کیونکہ
 پہاڑ کی قطار اس قدر بلند اور جھٹیلی ہے کہ اوسپر سے گذرنا ممکن ہے اس شہر میں ایک مزار ہے اور

اہل خافقہ و فساد سے بری شیرازہ بند رہتی و دوستی نہایت یم الاخلاق عمیم الاشفاق ہوئے۔
 لہذا لفظ نے انسانیت عبارت ہے + وہاں ہر ایک کی وہ عادت ہے + پاک نیت خجستہ
 خصلت ہیں + ہر طرح سے وہ سب غنیمت ہیں + تحصیل علوم و فنون کی طرف اکثر رجوع کرتے
 سی تھان نوکا شہر چونکہ ایک زمانے میں تخت گاہ مغفوران چین تھا اور اب ناظم کے رہنے کی
 جاسے ان دو سببوں سے بہت آباد اور دل پسند جگہ ہے شہر نیاہ کی چار دیواری مثل قلعہ کے
 مورچوں کے بنی ہوئی اور زبردیوار گہری اور چوڑی کھائی کھدی ہوئی ہے اور جگہ جگہ قطار سے
 مورچوں کے اوپر اونچے اونچے برج مثل ہندوستانی امیرون کے نوبت خانوں کے بنے ہیں اور
 اون میں سپاہی پہراچ کی دیتے رہتے ہیں اور دارالامارت پچپین کے بعد اس شہر کا تہہ بسبب
 مضبوط ہونے اور سامان جنگ سے مہیا رہنے کے سمجھا جاتا ہے اور شہنشاہی فوج کی وہ تقسیم
 جو طرف شمال حفاظت سلطنت کی واسطے مقرر ہے اس شہر میں مقیم رہتی ہے اس کے اطراف
 کی رعایا اور خانیوں سے بہادر و محنت کش اور قد آور و وجہ ہوتے ہیں + اس شہر کے اطراف
 میں ایک قسم کا باؤڑ بہت بڑا پیدا ہوتا ہے اس کا گوشت ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ ذائقہ اور
 ماہیت میں حلو ان فریبہ پر اس کا بڑی حیرت دیتے ہیں + سن سولہ سے پچیس سیاحاتی میں اس شہر کے
 اطراف میں ایک لمبا تختہ سنگ مرمر کا زمین سے کھود کے نکالا گیا اس پر یہ مضمون کھدا ہوا تھا
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ملک یو دین پیدا ہوئے تھے تو آسمان میں ایک نیا
 ستارہ جو قبل اون کے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا دکھائی دیا اور شرق میں کئی بادشاہوں نے او
 ملاحظہ سے نذر دینے کے لیے ملک یو د کی راہ لی اور وہاں پہنچ کر اس طفل مقدس کو نذرین گذرا
 اور ایک شخص عیسائی مسیحی آپس میں چھپ چھپتے سیاحاتی میں درمیان چین کے آیا اور غنیمت
 نے اس کے مذہب کا حال دریافت کر کے اس کو راست سمجھا اس کے حق میں فرمان جاری کیا
 اس پھر کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ترقی مملکت چین میں از ابتدا سے
 سنہ ۶۰۰ء چھپتے سیاحاتی مسکن سات سو لیس سیاحاتی تک تھی اور اسی سال میں اس پھر پر

بابت نمک تین لاکھ ترستھہ ہزار سات سو بارہ روپیہ بابت محصول اجناس تجارت مغفور کے
خزانے میں برسم مالگذاری سالانہ داخل ہوتا ہے * + * + *

گیارہواں باب

چٹن سی کے صوبے کے بیان میں

یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور بعض مورخوں کی یوں روایت ہے کہ اسی جگہ سے خٹا کی آبادی شروع
ہوئی اور قدیم مغفوروں نے یہیں سکونت اختیار کی تھی اس بیان کے خلاف اوصوایوں کے
باب میں یہی بات بعضے راوی نقل کرتے ہیں لقصہ اگر یہ سرزمین پہلے نہ آباد ہو کر دوسری
آباد ہوئی تو اس سے کچھ قباحت واقع نہیں ہوتی اور اگر وہ بزرگی نہیں حاصل تو یہ مرتبہ بیشک
اوسکو دیا جاتی ہے کہ شہنشاہوں نے اوس سرزمین کو نہایت پسند کی تھی اور مدتوں اسی طبقے
میں سلطنت رہی لہذا رتبہ باند کیوں نہوا اوس سرزمین کا یہ مسکن یہاں تھا مدتوں مغفور چین کا
یہ اس صوبے کی تقسیم ہیں آگے تین ناظموں کو یہاں کی صوبہ داری سپرد تھی لیکن چند روز
سے ایک موقوف ہو گیا چاول کی فصل یہاں اچھی نہیں ہوتی اس جہت سے کہ پانی کم ہوتا ہے
گھٹا کے دیکھنے کو دل ترستا ہے کسی عنوان سے اکثر مقام پر حسب ضرورت پانی میسر نہیں ہوتا
غرض اور اقسام اناج کی افراط سے باشندوں کو قحط کی شدتیں لاحق حال نہیں ہوتیں اکثر تھاق
ایسا ہوتا ہے کہ ڈیان ویران کر جاتی ہیں لیکن اوسکے عوض خٹائی اونہیں پکڑ کے کھا جاتے ہیں
لقول شخصے عوض معاوض کلہ نذر تو انکی شکایت کرنی زیادتی ہے یہ اس صوبے میں ریونہ چینی
ومشک وشخرف وموم وشہد وصندل ونسکی کوتیلہ اور اقسام ادویات کثرت کے ساتھ ملتے طلا کی
کئی کان ہیں اگر وہ کھودی جاوین تو لقیں ہے کہ سیکڑوں من سونا پیدا ہو لیکن مغفور کی رعیت
ہے اونکا کھونا وقت ضرورت پر موقوف رہا غرض مذیوں اور جھنوں میں اوسکی ریت جو
بکے آتی ہے اوسکے جمع کرنے میں صد ہا آدمی کی اوقات بسر ہوتی ہے اور سیاح جو اس
ملک میں گئے ہیں انکی روایت یوں ہے کہ اس صوبے کے باشندے سلیم الطبع حلیم الوضع

تجارت ہے پشینے کے کپڑوں کا بازار گرم ہے اور ساری مملکت کے سوداگروں کا لینون کی
تھنگی پر لوٹے رہتے پانوں پڑ کے سر کے بھل ایجا تے انکا ذکر عاصی کر چکا کہ رشک ایران دروم
ہوتے ہیں پین یاں فواس صوبیکادوسراشہر اس بات کے لیے مشہور ہے کہ مغفور یو ملکیت
ختا کے پہلے پادشاہوں میں تھا اوس نے اسی شہر کو اپنا پائے تخت قرار دیا تھا اوس عالی ہمت
مرتب شجاعت شمار دبر روزگار عادل بعیدل کا ذکر اس تاریخ کی جلد دوم میں کیا جا گیا اس جگہ
اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ برسی سلطنتوں کے بانی ایسے ہی شخص ہوتے جیسا کہ یہ تھا کہ مولفہ
عادل ہو تو ایسا ہو جو سلطان ہو تو ایسا ہو وہ مقل ہو تو ایسا ہو خاقان ہو تو ایسا ہو وہ اس کے
قریب ایک جھیل شور اکیس کوس کے دائرے میں اوس ہے اوسکا پانی کھاری مثل سمندر کے ہے
اوس میں نمک افراط سے پیدا ہوتا ہے پین چو فو بہت پرانہ شہر اور معقول تجارت گاہ ہے
اطراف کی زمین حالانکہ کوہ سار ہے لیکن کسانوں نے ریاضت کے زور سے اوسے ایسا زرخیز
کیا کہ بڑے فائدہ کی جا ہے کتنے چشمے آب گرم کے اوس کے قریب میں نزلوں سے لوگ آ کے
وہیں جمع ہوتے ہیں ایک قسم کا مالچ نمشی وہاں تیار ہو کے اور اوصوبوں میں بھی جاتا ہے او
سرورہ ذالیقے اور قوت کی بہت تعریف ہوتی ہے پانی نون فو کا شہر دیوار ختا کے نہایت
قریب ہے چونکہ قوم تاتار کی یورش کرنے کی جگہ ہے اس لیے شہر کے موضع بہت مضبوط ہے
اور کئی سزار سپاہ بیان ہمیشہ متعین رہتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں فیروزہ اور سنگ مرمر کی
کان ہیں اور ایک قسم کا زبرجد ملتا ہے جسکی سپیدی اور چمک شیم کے مانند ہوتی ہے اور جنگلوں
میں جڑی بوٹی بہت اقسام کی میسر آتی ہے غرض چھوٹے بڑے اٹھائیس شہر اس صوبے میں
ہیں اور سیکڑوں قلعے دیوار ختا کے قریب جا بجا واقع ہیں تاکہ تاتار کی یورش ملک میں نہ پائے
اور مولفہ رہیں سب لوگ ہمیشہ راحت سے بیچ پہنچے نہ دست آفت سے اس صوبے
میں دو کروڑ تیر لاکھ باشندے ہیں اور بعد وضع اخبارات نظامت اور دیوانی کے ایک کروڑ
ایک لاکھ ستہ سزار نو سو بیس روپے بابت خراج زمین اور سولہ لاکھ چوبیس سزار چار سو بیس روپے

اس صوبے کی آب و ہوا بہت اچھی اور زمین بھی نہایت زرخیز ہے سوائے چاول کے
 ہر قسم کا اناج یہاں کثرت سے پیدا ہوتا ہے ہر چند یہاں کے لیے پانی بہت چاہیے مگر بسبب
 قلت نہرو تالاب پانی بقدر احتیاج دستیاب نہیں ہوتا لیکن مشک اور سنگ سماق اور سنگ مرمر
 اور سنگ زبرجد اقسام رنگ کا نکلتا ہے فیروزہ اور بلور بھی اس صوبے کے پہاڑوں کا ہے
 کان آہن و شورے کی کئی معدن ہیں اور اوس ملک کے بعض پہاڑوں کی چوٹی پر میدان
 وسیع اس طرح کا ہے کہ کو سون تک جسکا حساب نہیں اوسپر کشتکاری کی جاتی ہے فصل
 افضل افضل حقیقی معقول ہوتی ہے باوصفیکہ بجز باران رحمت وہاں پانی کا نام نہیں اس
 صوبے کے باشندے بڑے مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں اور مطابق قاعدہ کلی کے حلیم و
 سلیم مشہور ہیں مگر عدسے زیادہ کون وابلہ ہوتے ہیں کسی علم سے مطلق شوق نہیں رکھتے اور
 مستورات یہاں کی حسینہ اور جمیلہ ہوتی ہیں اور اس طبقے میں انکو ربا لفظ نہایت تحفہ
 اس طرح کا پیدا ہوتا ہے کہ شاید رو سے زمین پر کہیں میسر نہیں آتا اگر یہاں کے خٹائی چاہیں
 تو شہر میں ایسی کھینچ سکتے کہ قابل جام جمشید میں بھرنے کے ہوں لیکن او جڈگنوار اوسکو سکھلا
 کے کشمش بناتے ہیں **نظم** حماقت سے پر مغز ہیں و کیشف کہ بد کرتے ہیں کیا عدائے
 لطیف بے کوتیلے کے معدن بھی یہاں بشت ہیں اور اوسکی تنگی یہ ہے کہ انکارے بہت
 صاف و شفاف ہوتے ہیں دیر تک رہتے اور دھوان نہیں دیتے ہیں اور فرش فروش
 کے لیے قالین یہاں ویسی عمدہ اور خوبصورت بنتے جس طرح ایران اور روم میں ہوتے ہیں
 کم ولفہ بلکہ اوپر فوق رکھتے ہیں یہ بعض کام میں **مشتر** نام نکالتے کشمیر و مصر و شام
 میں بے تین فوا اس صوبے کا پاس تخت ہے کیوقت میں شاندار تھا جب پادشاہ کے
 عزیز و اقربا نے یہاں سکونت اختیار کی تھی لیکن جب کہ وہ خانوادہ بلیٹ گیا یہاں کا
 بھی طبقہ اولٹ گیا **بقول شاعر** پردہ داری میکند و قصر قصر عنکبوت بد بوغم تو
 میرند برگیندا فراسیاب بد غرض لو ہے کے باسن اور آلات اور ہتیار جنگ کے یہاں

سے نہ خون روان رہے اور سکا عکس نہ ملے چہ اس سخی سے رشک جلب کرنے کی جاسے۔
 ایک فقرہ ہے اوصاف سے یہ اسکے لکھا ہے۔ اس صوبے میں ایک قسم کا کثیر اشل کملہ کے
 پیدا ہوتا ہے اور اسے مونارلیم نکلتا اور ایک طرح کا ریشمی کپڑا نہایت گت اور مضبوط بنتا ہے
 ہر طبقہ بنجوازش لیا جاتا ہے۔ میں چو فودہ سراسر اس صوبے کا درمیان دو بڑے دریا کے درمیان
 ہے اس سبب سے آب ہوا اس سرزمین کی نہایت لطیف ہے اور پل اسی شہر میں بہت عظیم
 ایک سواستی گر لکنا ہے ایسا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا اور اس شہر کے تحت میں کیوفیون کا شہر
 ہے جس میں فلیوف اعظم حکیم کرم کامل زمان حاذق دوران حکیم گنگ فوسی کے کئی یادگار نمودار
 از طرف سرکار اور بعض نسیان حجتہ کردار بنے ہوئے ہیں حالانکہ حکیم ممدوح شہر جوہن میں جو
 اسکے قریب ہے پیدا ہوا تھا۔ ٹانگ چینگ فو کا شہر بڑی نہر پر چونکہ واقع ہے اس جہ سے
 تجارت گاہ عظیم ہے نہر بارہا ہر ہیشہ وہاں لگے رہتے ہیں اور کئی معقول عمارتیں شہر میں ہیں
 خصوصاً ایک ثبت پل اور بہت بلوک کا منار اشل منار نان کنیگ کے ہے اور اس طرح چینی کا
 بنا ہوا ہے اور باہر گھنٹے اسی انداز سے لٹکے ہیں اور ہوا کے بہنے سے صدا سے خوش آواز
 پیدا ہوتی ہے۔ چتین ہو فو اور لی چو فودہ شہر کسی اور بات کے لیے مشہور نہیں بجز اسکے کہ دونوں
 میں ایک ایک قلعہ بہت مستحکم بنا ہے اور لشکر شاہ حفاظت ملک کے لیے اون میں متعین ہیں
 اور جنگی جہاز بھی گہبانی کے لیے موجود ہر جہاز حد و دین رہتے ہیں حاصل کلام اٹھائیس شہر چھوٹے
 بڑے اس صوبے میں ہیں اور قریب اڑبائی کروڑ کے باشندے ہیں اور بعد وضع اخراجات
 نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ بارہ لاکھ چارانوے ہزار دو سو اٹھ روپے بابت خراج
 زمین اور چار لاکھ چھبیس ہزار اٹھ سو سولہ بابت نمک اور اٹھانوے ہزار چار سو چھیانوے
 روپیہ بابت محصول اجناس تجارت اس صوبے سے فقہور کے خزانے میں سالانہ جاتا ہے

دسواں باب

صوبہ شان سی کے بیان میں

وغیرہ سے مرتبہ اوسکا سبقت کے کیا اسی صوبے میں پیدا ہوا تھا عرض اس حکیم نے بدل کا
 تذکرہ دفتر ثانی میں لکھا جائیگا اور جہاں شنشایان فرخ فال کا حال درج کیا جائیگا وہاں اس
 صاحب کمال عدیم اہمال کے اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ کا ذکر زبان قلم پرائیگا
 چونکہ صرف اسی ہٹا و فیلسوف کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے
 خٹا کی ریاست کو اب تک بچا ہے حالانکہ کیانی اور روم قدیم کی سلطنتیں بٹ گئیں نشان تک
 بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر خٹا پر باوجود یورش
 تار مطلق ادا بار نہ آیا اس صوبہ میں پانی کم برستا ہے لیکن اسکی عوض اتنے دریا اور نہر اور حویل
 اور تالاب ہیں کہ زراعت میں نقصان نہیں آتا چھٹا کی سب سے بڑی نہر جو شنشایان کہلاتی اس
 ملک کے درمیان سے بہتی ہے اور شاہی انبار خانوں میں بھی اناج کی کشتیاں اس طرف سے
 دارالامارتہ چین کو جاتی ہیں او کی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گزرا ہے اور گیارہ بارہ
 ہزار سے کم بھی نہیں جاتیں چچی نانگ فوکا شہر پائے تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار
 ہے اطراف میں بسکے جھیلین اور تالاب کثرت سے ہیں نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ
 بلب رہتی ہیں چوری و عسقیق میں ہزاروں من کی کشتیاں شہر کے ہر بازار میں لگی رہتی ہیں اور ان
 نہروں پر نفیس پل راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوئے ہیں اور چونکہ
 ایام قدیم میں کئی شنشاد خٹا اور باج گدار ملکوں کے پادشاہ سب یہاں سکونت کرتے تھے
 اور ان کے فرار شاندار پہاڑوں میں ہیں اس سبب سے اس شہر کی بڑی غرت خٹائیوں کی
 آنکھوں میں ہے **لمو لعمہ فی الحقیقت** شہر ہے یہ پرفضا کیجیے تعریف جو کہ ہے بجا پر
 اولوالباب خطا ہے پر صواب پر کرتے ہیں عظمت جو اسکی حجاب ہے اس شہر کے قریب
 بن چنگ کا شہر ہے وہاں ایک قسم کا شیشہ لہانازک بنتا ہے کہ اگر تہ ہوا میں رکھ دیا جائے تو
 اوسکے صدمے سے فوراً آسیب آئے یعنی صاف شرق جاتے یعنی والا سواے حیرت کہ
 نہ پا خاک پر گڑے گڑے دیکھ کر آئینہ دل چور چور جگر میں ہزاروں ناسور شکل خانہ زنبور نمایاں شیشہ

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھ روپے بابت
خراج زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ بابت محصول پانس تجارت انفقور کے خزانے میں لائے داخل ہوئے ہیں

آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخوں کا اسپر اچھا ہے کہ جب
ابتداء میں سلطنت خٹا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین
کنہ آبادوں کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت گاہ و تون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جگہ
اب وہ فصاحت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابل بخوشی زندگی کر
اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہ ان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل
اور اس قدر شاداب ہے کہ بھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں
میں ہل جتوا اناج بوٹے ہیں۔ لکھنؤ سرزمین ایک لطیف و آبادان ہے۔ آپ جو باغ میں
روش پہ روان ہیں جب گلوں میں بہاؤ گلشن ہے۔ رشک گلشن بانگا گلخن ہے۔ گل سہیل
کے ڈھیر میں ہر جا۔ بلبلوں کی جیسے میں ہر جا۔ لب غنچہ جہان کہ خندان ہے چشم
بابل وہاں پر گریان ہے۔ سرو جس جا کہ بر لب جہ ہے۔ لب قمری پہ شور کو کو ہے عیش
بازار ہر طرف ہیں لگی۔ ہین خریدار شوق سے پھرتے۔ عشرت آرام ہر جگہ موجود۔ شہر کیا
بلکہ خانہ بہبود۔ اور جب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی روسے واجب ہے کہ
اوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہو وینے کیلئے
کلیہ ہے کہ جہاں سہولت معاش ہے وہاں عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہاں کے
لوگ بالخاصہ ان صفتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں
سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت انسان
کی طبیعت ہمیشہ راحت و دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جب وہ جد کوشش و سعی ہی کو

میرے مرتبہ اوسکا سبقت کے گیا اسی صوبے میں پیدا ہوا تھا غرض اس حکیم بے بدل کا
 رہ دفتر ثانی میں لکھا جائیگا اور جہاں شہنشاہان فرخ فال کا حال درج کیا جائیگا وہاں اس
 صاحب کمال قدیم ایشال کے اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ کا ذکر زبان قلم پر آئیگا
 بلکہ صرف اسی ہٹاؤ فیاض کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے
 سما کی ریاست کو اب تک بقاء ہے حالانکہ کیانی اور روم قدیم کی سلطنتیں مٹ گئیں ایشال تک
 بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر خفا پر باوجود یورش
 آثار مطلق دوبارہ آیا اس صوبہ میں پانی کم برستا ہے لیکن اسکی عوض اتنے دریا اور نہر اور جمیل
 اور تالاب ہیں کہ زراعت میں نقصان نہیں آتا چھتا کی سب سے بڑی نہر جو شہنشاہی کہلاتی اس
 ملک کے درمیان بہتی ہے اور شاہی انبار خانوں میں بھی انچ کی کشتیاں اس طرف سے
 دارالامارہ چھپن کو جاتی ہیں انکی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گزرا ہے اور گیارہ بارہ
 ہزار سے کم بھی نہیں جاتیں چچی نانگ فوکا شہر پاسے تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار
 ہے اطراف میں بسا کہ جمیلین اور تالاب اکثریت سے ہیں نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ
 بلبل رہتی ہیں چوری اور عسکریں ہزاروں من کی کشتیاں شہر کے ہر بازار میں لگی رہتی ہیں اور ان
 نہرین پھرنے میں راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوئے ہیں اور چونکہ
 ایام قدیم میں کئی شہنشاہ ختا اور باج گدار ملکوں کے پادشاہ یہاں سکونت کرتے تھے
 اور انکے مزار شاندار پہاڑوں میں ہیں اس سبب سے اس شہر کی بڑی غرت ختانیوں کی
 انگھوں میں ہے **پہلو اصرہ** فی الحقیقت شہر ہے یہ پرفضا کیجیے تعریف جو کچھ ہے بجا پڑا
 اولوالباب خطا ہے پر صواب پڑ کرتے ہیں عظمت جو اسکی حجاب ہے اس شہر کے قریب
 بن چنگ کا شہر ہے وہاں ایک قسم کا شیشہ لہانا رکھتا ہے کہ اگر تند ہوا میں رکھ دیا جائے تو
 اوسکے صدمے سے فوراً آسیب لے لے بغیر صاف ترقی جاتے لینے والا سواے حیرت کچھ
 نہ پاؤگا پھر ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر آئینہ دل چور چور جگر میں ہزاروں ناسور شکل خانہ زنبور نایا چشم

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھ روپے باہت
خران زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ باہت محصول جناس تجارت فقہور کے خزانے میں لاناہ دخل ہوگا۔

آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخوں کا اسپر اجماع ہے کہ جب
ابتداء میں سلطنت خٹا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سر زمین
کنہ آباد و ہان کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت کا وہ ٹون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جگہ
اب وہاں فصحت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابلِ بخشش زندگی کر
اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل
اور اس قدر شاداب ہے کہ پھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں
میں ہل جتوا اناج بیٹے ہیں۔ لہذا وہ سر زمین ایک لطیف و آبادان ہے۔ آپ جو باغ میں
روش پہ روان ہے جنگلوں میں بہار گلشن ہے در شگ گلشن و بانگا گلخن ہے پگل گل
کے ڈھیر میں ہر جا پبلبلوں کی بجیڑ میں ہر جا پلب غنچہ جان کہ خندان ہے چشم
بابل وہان پر گیان ہے۔ سرو جس جاکہ بر لب جو ہے۔ لب قمری پہ شور کو کو ہے پیش
بازار ہر طرف ہیں لگی ہیں خریدار شوق سے پھرتے عشرت آرام ہر جگہ موجود ہے شہر کیا
بلکہ خانہ بہبود ہے۔ اور جب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ
اوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طبعیت لطیف طبعیت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہووین کیونکہ
کلیہ ہے کہ جہاں سہولت معاش ہے وہاں عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہاں کے
لوگ بالخاصہ ان نعمتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں
سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت انسان
کی طبعیت ہمیشہ راحت و دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جو وہم و کوشش و سعی ہی کو

کرتے جو فکر معیشت میں دلگیر اور زنجیر تنگدستی میں پابند و اسیر ہیں تر و دوہی کرتے جنگی اوقات
 پر تر و دوہی کیے نہیں بنتی اور بارگراں وہی اٹھاتے جبکہ او سکے بن اٹھاتے تلاش معاش کے
 فوج سے سبکدوشی حاصل نہیں ہوتی * **لمو لھو** مالور محنت سے کوسون دور میں * محنتی
 اس مرض میں زنجیر میں * سنگ غم سے روز و شب صبح و مساپیل شیشہ پتھرون سے چور میں *
 اس صوبے کا پائے تخت کیفونگ فو ہے اور یہی ایک نئی بات اس دارالریاست کی مشہور
 ہے کہ شہر کی کرسی خاکہ ریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کے لیے گلیوں پر اونچے
 لٹے اور باندھ کی حاجت ہوتی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک میں فتور واقع
 ہوا اور سرکشوں نے اس شہر کو بارادہ تختیر محاصرہ کیا تب شہر والوں کی مدد کو غفور کی
 طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک
 بری ترکیب سوچھی کہ اسے اپنی ہی طرف زیادہ ہلاکت ہوتی یعنی دریا کے لٹے کو اس نے
 تڑوا ڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانچہ عظیم میں تین لاکھ آدمی سے زیادہ شہریت
 موت سے جام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند
 ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سر نو اجڑا ملک آباد ہوا مگر پہلے کی رونق پہر نہ ہوئی اور نہ
 پُرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلوں کے ساتھ جاتی ہے * **لمو لھو**
 عالم فانی کی یار و چال دیکھی ہے عجب * اس جہان سے جو گیا و لیا نہ آیا پھر کوئی نہ باز پئے
 دنیا کی ہر ہر ڈالون میں اسے ہمیشہ * کھو دیا ہاتھوں سے جو لیا نہ پایا پھر کوئی نہ کوئی
 دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و غدار ہے اور اس صوبے کے اور شہروں سے یہ شہر اچھی
 تجارت گاہ ہے اس کے اطراف میں باغ بہت با وسعت اور اقسام میو جات کی کثرت
 ہے اور یہاں ایک جھیل ہے جسکے پانی کی تاثیر سے رشیم میں آب و تاب اور چمک و مک اور
 مضبوطی اور ملائمی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑوں منزل سے جولا ہے جاتے اور اس پانی میں
 رشیم کو دھوئے ہیں اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پرور ہیں کہ ہر چند

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھ روپے باہت
خراج زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ باہت محصول جناس تجارت فقہور کے خزانے میں لانا داخل ہوتا ہے

آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخوں کا اسپر اچھا ہے کہ جب
ابتداء میں سلطنت خٹا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین
کنہ آباد و ہان کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت کا وہ ٹون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جگہ
اب وہاں فصحت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابلِ بخشش زندگی کر
اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل
اور اس قدر شاداب ہے کہ پھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں
میں ہل جتوا اناج دیتے ہیں۔ لہذا سرزمین ایک لطیف و آبادان ہے۔ آپ جو باغ میں
روش پہ روان ہے جنگلوں میں بہار گلشن ہے درشک گلشن و بانگا گلخن ہے چکل سہیل
کے ڈھیر میں ہر جا ہے بلبلوں کی بھیر میں ہر جا ہے لب غنچہ جہان کہ خندان ہے چشم
بابل وہان پر گیان ہے۔ سرو جس جاکہ بر لب جو ہے۔ لب قمری پہ شور کو کو ہے پیش
بازار ہر طرف ہیں لگی ہیں خریدار شوق سے پھرتے عشرت آرام ہر جگہ موجود ہے شہر کیا
بلکہ خانہ بہبود ہے اور جب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ
اوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہووین کیونکہ
کلیہ ہے کہ جہاں سہولت معاش ہے وہاں عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہاں کے
لوگ بالخاصہ ان نعمتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں
سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت انسان
کی طبیعت ہمیشہ راحت و سست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد و کوشش و سعی ہی کو

رتے جو فکر معیشت میں دلگیر اور زنجیر تنگدستی میں پابند و اسیر بن کر رہ جاتے جنکی اوقات
 بے ترو ویکے نہیں بنتی اور بارگراں وہی اٹھاتے خنکواو سکے بن اٹھاتے تلاش معاش کے
 بوج سے سبکدوشی حاصل نہیں ہوتی * **لمو لھہ** مالور محنت سے کوسون دور میں * محنتی
 اس مرض میں زنجیر میں * سنگ غم سے روز و شب صبح و مساپیل شیشہ پتھرون سے چور میں *
 اس صوبے کا پائے تخت کیفونگ فو ہے اور یہی ایک نئی بات اس دارالریاست کی مشہور
 ہے کہ شہر کی کرسی خاک دریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کی گنجائش
 لٹے اور باندھ کی حاجت ہوتی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک میں فتنہ واقع
 ہوا اور سرکشوں نے اس شہر کو بارادہ تخیر محاصرہ کیا تب شہر والوں کی مدد کو غفور کی
 طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک
 بری ترکیب سوچ بھی کہ اسے اپنی ہی طرف زیادہ ہلاکت ہوتی یعنی دریا کے لٹے کو اس
 ٹروڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانحہ عظیم میں تین لاکھ آدمی سے زیادہ شہریت
 موت سے جام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند
 ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سرنواجر ملک آباد ہوا مگر پہلے کی رونق پہر نہ ہوئی اور نہ
 پُرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلون کے ساتھ جاتی ہے * **لمو لھہ**
 عالم فانی کی یار و چال دیکھی ہے عجب * اس جہان سے جو گیا و لیا نہ آیا پھر کوئی نہ باز ہے
 دنیا کی ہر ہر ڈالون میں اسے ہمیشہ * کھو دیا ہاتھوں سے جو لیا نہ پایا پھر کوئی نہ کوئی
 دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و عدار ہے اور اس صوبے کے اور شہروں سے یہ شہر اچھی
 تجارت گاہ ہے اس کے اطراف میں باغ بہت با وسعت اور انقسام میو جات کی کثرت
 ہے اور یہاں ایک جھیل ہے جسکے پانی کی تاثیر سے لشیم میں آب و تاب اور چمک و گل اور
 مضبوطی اور ملاہی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑوں منزل سے جولاہے جاتے اور اس پانی میں
 لشیم کو دھوئے میں اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پرور ہیں کہ ہر چہ

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھ روپے بابت خزان زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ بابت محصول خالص تجارت فقہور کے خزانے میں لاندہ داخل ہوتا ہے۔

آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ ملک ختا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخوں کا اسپر اجماع ہے کہ جب ابتدا میں سلطنت ختا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین کہنہ آباد و مان کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت گاہ و تون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جگہ اب وہاں فصحت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابلِ بخوشی زندگی کر اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور و مان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل اور اس قدر شاداب ہے کہ بھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں میں بل جتوا اناج بیٹے ہیں۔ لہذا سرزمین ایک لطیف و آبادان ہے آپ جو باغ میں روش پہ روان ہے جنگلوں میں بہار گلشن ہے درشک گلشن بانگا گلخن ہے پگل پینل کے ڈھیر میں ہر جا ہے بلبلون کی بجیہ میں ہر جا ہے لب غنچہ جان کہ خندان ہے چشمہ بابل و مان پر گریان ہے۔ سرو جس جا کہ بر لب ہے۔ اب قمری پہ شور کو کو ہے پیر بازار ہر طرف ہیں لگی ہیں ضریر شوق سے پھرتے عشرت آرام ہر جگہ موجود ہے شہر کیا بلکہ خانہ بہبود ہے اور جب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ لوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طبیعت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہو وین کیا کلیہ ہے کہ جہاں سہولت معاش ہے وہاں عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہاں لوگ بالخاصہ ان جہتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں سوداگری نہایت سرز اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت ان سال کی طبیعت ہمیشہ راحت و دست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد کوشش و سعی ہی کو

سے اشجار اور نباتات کی جڑیں آن ملی ہیں اور مثل جال سنگین کے بل کھا کھا کے لپٹی ہوئی ہیں کہ ان پر
 تہ متی کی ایسی موٹی جھمکتی ہے کہ قریب القیاس نہیں کہ کبھی پانی او سپر غالب ہو ویگا اور ہر چند کہ ظاہر
 میں نقش بر آب مثل حباب اور تھرک مانند سیلاب ہے مگر حقیقت میں مستحکم مثل الفت احباب ہے
 چانگ چافو ایک اور شہر سرزمین کی سیرابی کے لیے مشہور ہے یہاں تک کہ اگر تمام مملکت میں سب
 قحط کے غلہ کا نشان تک نہ ملے تو بھی بیان کی فصل کبھو نہ جلے اور متعدد دندی اور نہر کے سبب سے
 پانی کی تکلیف کبھی نہیں ہوتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں کئی معدن شجرف کے ہیں *
 ہینگ چوفو کا شہر دریائے جبریرے میں واقع ہے اور اگرچہ اطراف کی زمین سنگی اور بلند ہے
 لیکن کسی جنس کی کمی نہیں اور سہولت معاش بدرجہ ہے اور پہاڑوں میں نقرے کے معدن
 ہیں اور باشندے بانس کے کاغذ بہت بناتے ہیں * چانگ فو ایک شہر ہے جس کا عرض
 طول کم مگر نہایت زرخیز ہے اور کوہ لیمو افراط سے وہاں ہوتا ہے اور ایک قسم کا پیو بھی ملتا ہے
 کہ جباروں میں جب ایام دوسرے لیمو کا ہو جاتا ہے تب اس کے درخت بامراد ہوتے ہیں اور یہ
 لیمو نہ تو نر تک میٹھا اور معطر اور خوش رنگ ایک رنگ پر رہتا ہے اور کچھ نیرنگی نہیں دکھاتا
 اور اس شہر کے اطراف کے پہاڑوں میں فیروز کے کئی معدن ہیں * چن چوفو ایک شہر پہاڑوں
 میں معمور ہے اور معدن سونا اور چاندی اور سیلاب اور فیروزہ کے اطراف میں ہیں اس شہر
 کی سرحد میں پہاڑوں کے درمیان ایک قوم جنگلی آدمیوں کی رہتی ہے جسے ختائیوں کی نر زبان
 نہ چال نہ چلن نہ گفتار نہ رفتار ذرا بھی ملتی ہے اور اہل چین کی روایت یہ ہے کہ کتے اور آدمی
 کی نسبت ان کی نسل ہے لیکن یہ بات صریحاً جھوٹ ہے اور دشمنی اور ناجنسیت وجہ اس ملا
 کی ہے * انخر جن کہ صوبے کی دو تقسیم میں چون شہر میں اور کئی ہاں تقسیم یعنی ہونی میں قریب پڑھ کر
 باشندے ہیں اور دوسری تقسیم ہونان میں تخمیناً ایک کروڑ اڑتیس لاکھ باشندے ہوویں گے اور ہونی
 کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ نوے لاکھ روپے بابت خراج زمین اور
 تیس ہزار روپے بابت محصول چناس تجارت دارالامارہ چین میں بھیجا جاتا ہے اور ہونان

بھنکری اور ایک قسم کی سبز خیز جسکو خستائی مصور بڑے مولوں سے تصویر کی رنگ آمیزی کیلئے
 خریدتے اور سب کے معدن اونہیں پہاڑوں میں واقع ہیں زمین کا ان فوشر ہے جسکی سرحدیں
 ایک قسم کا موم پیدا ہوتا ہے جسکی تینوں کا صرح سوا شہنشاہ اور ان کے عزیز جو قدرت قریب ہے
 دوسری جگہ منع ہے اور اس موم کے کئی خاصہ ہیں یعنی سپیدی اور چمک باور کی سی ہوتی ہے اور
 اسکی تہی دھوان نہیں تہی اور روشنی کی صفائی اور تانندگی مثل مہتابی کے ہوتی ہے اور دو این
 بھی اوسکا خراج ہے چنانچہ ہول لکیوا سٹے نہایت مفید ہے اور خستائی دکلا اور جو لوگ کہ
 درباروں میں غرضبگی ہوتے ہیں اس موم کا ایک ٹلا ایلے کملایا کرتے ہیں کہ قوت دل زیادہ ہو
 اور دربار کے دببے سے مرعوب نہو جاویں اور اس موم کو ختامین پلاکتے ہیں اور ایک فالت کا
 درخت ہوتا ہے جسکی ٹبر میں ایک قسم کا چھوٹا سا کیرا چکا دینے سے وہ اوسکارس کہاتا اور
 فضلا جو چوڑا اوس سے یہ موم ہوتا ہے اور اسکی ایسی قدر ہے کہ سونے کے وزن سے بکتا
 اور حقیقت میں وہ ایسی ہی چیز کسیر خاصیت ہے کہ سونا اوسکے آگے مٹی ہے ہوا انگ چوڑا
 شہر نہایت وسیع اور غدار اور شہور بند ہے اور ماتحت کے ایک شہر میں جھڑنا ہے جسکے
 پانی میں چائے کو جوش دینے سے بہت لطیف ہو جاتی ہے اور اس شہر کے قریب ایک خیرہ
 پی گوا کے کہاتا اور لوگ اس خبر سے کہ باب میں ایک نقل کسی سپاہی کی کرتے ہیں کہ جب
 دشمنوں نے اوسکو دریائے دال دیا ایک سفید کچوا اوسکی مدد کو آیا اور اپنی پیٹھ پر چڑا کر اون
 پہنچا دیا یہ بات قریب قیاس کے نہیں غرض حقیقت یہ کہ اس خبر سے اس خیرہ سے چھوٹی ذات کا
 سپید خود بصورت کچوا اکر جاتا اور امیرون کے یہاں باغون اور حوضون میں ملتا ہے اور
 تھوڑے عرصے میں اسقدر رام ہوتا ہے کہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں اور جو فو
 کا شہر بہت وسیع وغدار اور سرزمین بھی اسکی نہایت زرخیز ہے اور پہاڑوں میں معادن فیروزہ
 میں اور یہ شہر لون میں ہوگی جھیل کے کنارے پر واقع ہے اور اس جھیل میں ایک خمیر عجیب
 اس کے نیچے سے ہمیشہ پانی بہتا ہے گیارے پر کھا ہوا اور پتہ اور اسکی یہ ہے کہ چار

۴۴
 مالگداری ہر سال مغفور کے خزانے میں جاتا ہے اور اس مبلغ میں زمین کا خرچ پچانوے کے
 ایک تالیس ہزار آٹھ سو روپیہ سکہ اور نمک کی بابت سولہ لاکھ پانچ سو ساٹھ روپیہ اور اجناس
 تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول پانچ لاکھ چار سو تالیس ہزار آٹھ سو بیس روپیہ سکہ ہے * * *

ساتواں باب

صوبہ ہو کو انگ کے بیان میں

چین کا چھوٹا صوبہ ہو کو انگ کہلاتا اور اس مملکت کے عین درمیان آسٹریچ واقع ہے کہ
 آٹھ صوبے اسکے چاروں گرد ہیں اور چونکہ یانگ زی کیا نگ کا دریا اسکے درمیان سے پورب کی
 طرف پچم سے بہتا اسی اوس صوبے کے دو حصے ہوئے ہیں اور یہ دونوں کی زرخیزی اتنی ہے
 کہ ضرب لشل ہو گئی چنانچہ ختائی کہتے ہیں کہ کیا نگ سی کے سال بھر کا محاصل اگر اکٹھا ہو تو چین کے
 پندرہ صوبوں باشندوں کے لیے ایک وقت کا ناشتہ ہو سکتا ہے لیکن ہو کو انگ کی ایک فصل
 زراعت پر ساری مملکت کے باشندوں کا مدار اوقات برس روز نگ ہو سکتا ہے اور سوا اکثر
 محاصل اس صوبے کے سوتی کپڑے اور پہاڑ کی جڑی بوٹی اور معدنیات سونا چاندی لوہا بین
 بلور کے مشہور ہیں اور یہاں پر نہایت شفاف موم میسر ہوتا اور لباس کا کاغذ کثرت سے بنتا ہے
 بوچا نگ فو پائے تحت اس صوبے کا بڑی تجارت گاہ اور نہایت کیفیت کی جا ہے اور دولت اور
 عالیشانی اور غداری میں مملکت خطا کے اکثر شہر سے کم نہیں اور چونکہ یانگ زی کیا نگ کا دریا اس
 شہر کے نیچے بہتا ہے اس سبب پوچانگ فو ایسا بڑا بندر ہے کہ دس بارہ ہزار جہاز شہر کے سامنے
 پانچ چار کوس کے عرصے تک اکثر لنگر کئے رہتے ہیں اور اسے سمجھا جائے کہ کس قدر خرید و فرو
 اور ساکنان شہر کے سوا صرف مسافروں کی کس قدر جمعیت ہوتی ہے * سیانگ ناگ فو ایک
 اور شہر ہے جسکے اطراف کے پہاڑوں میں سعادون سونے اور چاندی کے مین مگراون کے
 معدودے کی ممانعت ہے لیکن چھرون اور زلیون میں جو ریزے طلا اور نقرہ کے کوہستان
 اطراف سے بہکے آتے ہیں اوسپر کیا اجارا نہیں اور جسکا جی چاہتا چن لاتا ہے فروزہ اور

اوسیلے سے چوہنگ کی گویا شاہراہیں نہرین ہیں لیکن باوجود اس کے فصیلت ختائی شہر
 کو ہے کیونکہ چوہنگ کی نہروں کا پانی شیریں اور خوشگوار ہے اور نویں میں شورابہ اور شہر
 بندت ہے شہر چوہنگ کے باشندے بڑے مفری شہر ہیں اور قوانین میں اس قدر دخل
 رکھتے اور اتنے ذی ہوش اور چالاک اور مقدمہ دان ہوتے ہیں کہ اکثر بڑی سرکاروں میں
 یہیں کے رہنے والوں کو مخبری اور مٹی گری کے عہدے تفویض ہوتے ہیں یہاں سے
 دیر کو سفاصلے پر شہر کے اطراف میں فقوریو کی قبر ہے اور یہ شخص پہلے پادشاہوں میں
 مشہور ہے اور بقول ختائیوں کے ایسا شخص سارے آفاق میں پیدا نہیں ہوا اور فضائل
 ثلاثہ یعنی عفت اور عدالت اور شجاعت میں اس کے برابر عرصہ زمین پر کوئی نہیں آیا اور کیا
 وجود کا نہیں پناہ اس قدر تعریف صاف مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات تحقیق
 ہے کہ اگر نہایت ذی شعور و دور اندیش و نیک نہایت تواتر تہری سلطنت کا انتظام اہل
 حال میں کر سکتا فقوریو کا یا کمال احوال بندے نے اسی تاریخ کی دوسری جلد کے پہلے ذکر میں
 لکھا ہے جان ختا کے تمام پادشاہوں کا تذکرہ نوآبادی دنیا سے ۱۷۷۸ء تک درج کیا ہے
 ہو چو کا شہر بھی بہت بڑا اور کوہستان کے قریب واقع ہے اور اس کے اطراف میں ایسے
 جنگل ہیں کہ آدمی کو وہاں گزرنا سخت محسوس ہے اور وہاں کی خبر جو جان پر کھیل کر لاتے ہیں
 کہتے ہیں کہ جنگل میں صنوبر کے درخت خرمہ کے قریب اس قدر موٹے ہیں کہ اگر چالیں آدمی
 اس کے تنے کے گرد بٹھیں تو فراغت سے جگہ پاویں الغرض جی کیا نگ کے صوبے میں
 انھارہ قلعہ مثل شہر کے وسیع اور آباد ہیں اور ان کے علاوہ تیس شہر نامزد ہیں بعض تجارت یا
 صنعت کے سبب اور بعض فصاحت یا زرخیزی کے لیے لیکن بندے نے سب کا ذکر
 بیفائدہ سمجھا اور ختائی نہایت مدوح پایا انہیں کا خاصہ احوال لکھا ہے جی کیا نگ کے صوبے
 میں دو کروڑس لاکھ باشندے ہیں اور نظامت کے کارخانجات جنگی اور دیوانی کے
 اخراجات کی وضع کے بعد ایک کروڑ سترہ لاکھ تائیس ہزار ایک سو اسی روپیہ کے برسم

ہوتی ہے انہیں دو سببوں سے صاحبان انگریز نے جب غفور سے عہد و پیمان بالفعل کی
 لڑائی کے بعد کیا تو اس بندر کو چار اور شہروں کے ساتھ اپنے جہازوں کی آمد و شد کے لیے
 ٹھہرایا اور شرائط صلح میں وہاں کی تجارت کا اذن اپنی مرضی کے موافق قبول کروایا اور
 اس کے قبل سوائے کانٹون کے شہر کے دوسرے بندر میں کوئی قوم فرنگستانی نہ جانے
 یہ تجارت کرنے پاتی تھی تیرہویں اکتوبر ۱۸۴۱ء کو انگریز ہیمپو کے شہر میں دھلیاب ہوئے
 اور چونکہ چنگی کا قلعہ جو کہ ختائیوں کے زعم میں مفتوح ہونیوالا نہ تھا چھین لیا گیا اس
 سبب سے انگریز کا رعب شہر والوں پر اس طرح غالب ہوا کہ بے لڑائی بھڑائی نینگپو قصبہ
 میں آیا ہر چند کہ سمندر کے متصل یہ شہر واقع ہے لیکن سرزمین بسبب نہروں کے
 اور خاصیت خاص کے اس قدر زرخیز ہے کہ ہر سال وہاں دو فصلیں ہوتی ہیں پستی
 تھان اقسام طرح کے یہاں بہت پاکیزہ طیار ہوتے اور دور دراز سے سودا گرسب اس
 خریدنے کے لیے آتے ہیں خصوصاً جاپان کے ملک میں ختائی تاجراں اس رقم کو بیچاتے
 اور سونا چاندی تانبے سے عوض کرتے ہیں اس شہر سے اٹھائیس یا انیس کو س
 کے فاصلے پر مشرق کی طرف چوآن کا خبریہ واقع ہے جسکو صاحبان مالیشان نے
 چوتھی جولائی ۱۸۴۱ء کو ختائیوں سے چھین لیا تھا لیکن صلح کے بعد واپس کر دیا غرض اس جگہ
 کی بد آب و ہوا سے جب قدر فوج انگریز کی نقصان ہوئی اسکا ایک حصہ تمام لڑائی میں صرف
 شمشیر سے مارا نہیں گیا چونکہ اس تاج کی دوسری جلد کے تیسرے دفتر میں اس لڑائی کا
 احوال لکھا ہے جو انگریزوں اور ختائیوں کے درمیان ۱۸۴۰ء میں شروع ہوئی تھی اور
 ۱۸۴۱ء میں اختتام کو پہنچی اس سبب سے نینگپو اور چوآن کے باب میں زیادہ بیانی ضرور
 نہیں چوہننگ بھی ایک شہر اس صوبے کا بسبب ندرت اور نو طرزی کے قابل تعریف
 کے ہے کیونکہ میدان وسیع اور مسطح میں واقع اور فرنگستان کے شہروں کے مانند
 ہے یعنی جس طرح سے وینس میں اتنی نہریں ہیں کہ لوگ کشتیوں پر گلی کوچے میں پھرتے

قاعدہ زیارت کرنے والوں کا ہے کہ جب اوس خزاں پر لو بان جلائے اور پھول کی کرسی چڑھانے آتے ہیں تو کنکری اٹھا کے اون مورتوں کے سر پر پارتے ہیں اور اونکی حرکت سے نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ ہو چو بھی ایک شہر اسی صوبے کا نہایت پاکیزہ اور عالیشان ہے اور خاص شہر میں اور متعلق بستیوں میں اسقدر رشیم کا کاروبار ہے کہ تمام ملک میں نامزد اور مشہور ہے اسکے علاقے کا ایک چھوٹا شہر اس جنس سے یہاں تک معمور ہے کہ وہاں کا یہ دو توبے کہ پندرہ لاکھ اونٹنیں اس پر روپے کے تھان کجواب اور زلفت کے بدستور مالگذاری سرکار شاہی میں ہر سال دیے جاتے ہیں اور اسی سے قیاس کیا چاہیے کہ فقط ایک چھوٹے سے شہر میں کس قدر مال تیار ہوتا ہوگا جبکہ بعد سودا گروں کے ماتہ بیچنے اور وجہ معاش کر نیکی اتنا پس انداز رہتا اور خرانے میں دخل کیا جاتا ہے اگر ختا کا یہ دستور ہوتا کہ سیم روز کے سوا غلہ اور اجناس وجہ مالگذاری میں نہ لیا جاتا تو اکثر صوبوں اور شہروں کے لوگوں کو نقصان عظیم ہوتا کیونکہ بعض جگہ اسقدر افراط بعض چیزوں کی ہے کہ بیچنے اور صرف میں لانیکی بعد نہایت باقی رہ جاتی ہے کہ جس کا کوئی خا ہاں نہیں ہوتا ہے لیکن سرکار غفور کو رعایا پر موی اور غریب نوازی اسقدر منظور ہے کہ ہمیشہ سے سلطنت کا یہ دستور ہے کہ جو چیز کشتکاری اور سوداگری کی قسم سے پس انداز رہے بازار کے نرخ دام کر کے مالگذاری میں دخل کیا جاوے غرض اسکا حال تفصیل سے مقام پر مذکور ہوگا اس جگہ اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ کیا کنک ایک شہر اس صوبے کا بہت خوش وضع اولیٰ جی جگہ پر واقع ہے اور نہایت دلکش اغرض فضائیت اور پاکیزگی کے سوا دوسری کسی بات میں مشہور نہیں اور شرکین سنگ کے چورے تختوں سے بچی ہوئی ہیں اور دوریہ قطار درخت سایہ دار کی اس خوبی کے ساتھ لگائی گئی ہے کہ اونکے سامنے سامنے راگیر جاتے اور بارش و تمازت آفتاب سے متعلق ایذا نہیں پاتے ہیں پاسے تخت ہانگپو کے اعب۔

ہانگپو کا شہر اس صوبے میں نہایت خوبصورت اور بہت آباد ہے اور مخصوص وجہ سے تجارت کے لیے بہت مناسب ہے ایک توبہ کہ دریا گھر اور چوڑا شہر پناہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے اور دوسرے یہ کنہر پناہ کی پیدائش اسکے قریب ہوتی ہے اس لیے خریدنے اور بیچنے والوں کو نہایت بہت

مغفور کی عیش گاہ سنگ مرمر کی ایسی نظر آتی ہے جس طرح حسہ زمرہ کی تختی پر الماس کے پتے جڑے
 معلوم ہوتے ہیں اور پہاڑوں کے نیچے اور جھیل کے کنارے زمین ایسی ہموار ہے کہ روشین اور
 چمن بندی برابر ہے اور صد ہا قسم کے پھولوں کی بہار نمودار ہے غرض حاصل یہ کہ اگر دنیا کے
 شجر اور اس مقام و لہریب پر جمع ہو کے فقط جھیل اور اس کے اطراف کی تعریف کرنے میں اپنے
 میں اپنی ساری عمر صرف کریں تو یقین ہے کہ مضمون سب خراج ہو جاوے اور تمام جہان کی
 سیاہی اور کاغذ بھی اکتفا کرے۔ جن پہاڑوں کا ذکر کیا گیا کہ جھیل کے تینوں کنارے پر واقع
 ہیں وہاں شہر مانگچو کے لوگ دفن ہوتے ہیں اور چونکہ دستور و رسم ختائیوں کا ہے کہ ہر شخص امکان
 کے مطابق اپنے عزیزوں کے دفن کرنے میں تکلف اور آراش کرتا ہے اس جہت سے قبریں نہایت
 بلند اور خوبصورت ہیں لیکن اس عیش کے مقام میں پھولوں کے درمیان گورستان کا ہونا
 عجیب عبرت افزا ہے اور چونکہ رنج و راحت اور موت و زندگی کا ساتھ دکھلاتا ہے اسلئے دنیا
 کی بے ثباتی کی دلیل چشم بصیرت کے آگے عیان ہوتی ہے اور انسان کی خاک نہادی اور بنیادی
 ثابت کرتی ہے۔ انہیں قبروں کے درمیان ایک وزیر نیک بخت خلاق پرور عاقل عادل کھڑا
 ہے جس پر ہمیشہ اہل ختا ادنیٰ اور اعلیٰ لوہان جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں اور آٹھ سو برس کی
 بات ہے کہ اس شخص نیکو کی برائی اور بدگوئی مفتریوں نے مغفور کے پاس کی تھی یہاں تک کہ پادشاہ
 کی طبیعت اس سے نفور ہوئی اور بچارے کی جان مفت گئی لیکن چند روز کے بعد جب ثابت ہوا کہ وزیر
 بگناہ قتل ہوا تب پادشاہ کا قہراون کینون پر گرا اور بدترین سزا سے انکو مارا اور انکی لاشوں کو
 جلا کے خاکستر کو چراہوں پر پھینک دیا اور ان بد ذاتوں کا یہ حال کر کے شاہنشاہ نے وزیر کے دفن
 پر مزار نکور کو لاکھوں روپے کے خرچ سے بنوایا اور تین برس تک اس وزیر خیر خواہ مقتول بگناہ
 کے لیے غم کیا اور ماتمی لباس پہنا جس طرح والدین کے لیے مٹا کرتا ہے۔ یہ مزار قابل دیکھنے کے
 ہے اور اسکی چار دیواری کے صدر دروازے پر انہیں چار مفتریوں کی موتیں منظر بنی ہوئی ہیں
 کہ سر نیچے کیے گھٹنوں کے بل خاک پر پیشانی لگا دے وزیر کی قبر کے رخ کی سمت سجدہ میں ہیں اور

جب شفا کوئے نظر آتے ہیں اور بانی کے پھول پھولتے ہیں تو عجیب ایک کیفیت نمودار ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کی صورت حال اور ہو جاتی ہے اور کیسا ہی دلگرمی ہو اور اسکا غمخیز دل چل جاتا ہے اور تین خبریں جمیل میں عجب معنی سے تین طرف ایک اور ایک کھن اور ایک بیچ میں واقع ہیں سطح آب سے یہ خبریں بہت بلند اور اونپر کتنے رنگ کے سنگین مکانات اور دیوہرے اور نیچے چینی کے کپڑے کے چھانے پر یوں کی بود و باش کے قابل ایسے ایسے تھوہ باغوں کے درمیان بنے ہیں کہ بہشتِ شدا کی کیفیت جو سننے میں آتی ہے اونکے مقابل میں ایک فسانہ بے حقیقت معلوم ہوتی ہے فقط وہاں کی عیدوں کے دنوں میں جب ختائی امرالباس فاخرہ پہنے ہوئے ساز و سامان عیش و عشرت کے ساتھ پرتکلف سچے ہوئے بوقلوں کشتیوں پر سوار نچ کر وائے ہوئے جمیل میں سیر کرتے پھرتے ہیں تو چاروں طرف لب آب پہاروں کی چوٹی تک اتنے مناظر خوش نما و خورشید طلعت مرسیا جمع ہو جاتے ہیں کہ اونکی دید سے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ **مولفہ** خلق کا جھکنا لب آب پر پسلی نگاہ روئے احباب پر اہل شوق ہزار در ہزار کوئی کسی سے بغلیہ کوئی کسی سے ہلکار کہیں شہی کا جیسا ہو رہا ہے کہیں سخن کا چرچا ہو رہا ہے کہیں فوج شانوش ہے کہ کوئی سرخوش ہے کوئی مہوش ہے کہ کوئی کیسی جھانک تاک میں مشغول ہے کہ کیا داغ جگر پھول ہے کہ کوئی اپنی پوشاک کے پھین پر غور ہے کہ کوئی اپنی بے تو شکلی میں سرور ہے کہیں واہ واہ کا شعر پڑھ رہا ہے کہیں صل علی کا غل پڑا ہے کہیں ناز ہے کہیں نیاز ہے بغرض اون مجموعہ عجیب انداز ہے نامادہ تو اتنا پرفصان بہت براہین ہے ایسے دل کو کسبِ لذت کی از بسکہ سوس اور دنیا و مافیہا سے جیبری اور تحصیلِ عام و ہنرمین کاہلی اور سیری اور بجز عیش اور خیالِ عیش کے سب چیزوں سے نفرت کٹی ہو جاتی ہے۔ سوا اس کیفیت کے جو جمیل کے درمیان میں موجود ہے حالِ انسا سے ایسا ہے کہ اس کے تین طرف پہاروں کی قطار اور ایک سمت پر شہر واقع ہے اور اون پہاروں کے برابر بار تین اور تین خانے اور نیچے اقسام وضع کے بنے ہیں اور باغوں اور درختوں کے چھ سے

چچی گیارنگ کے صوبے کا پاس تخت سے تین ہزار ملکی سپاہ نائب ناظم کے تابع اور سات ہزار
 تاجیک سوار ایک سپہ سالار عالی وقار ہے اس شہر میں حفاظت کے لیے متین ہین تمام
 مملکت خنائین سیحو کی جھیل مشہور ہے اور تانگوچو کے کچم کی طرف شہر سپاہ کے زیر دیوار واقع ہے
 اور تین سو تین کوس کا دائرہ ہے غرض صد افسوس کہ اہل ہندوستان یا ایران کے
 کسی شخص لائق نے اقلیم ختا کی تاریخ نہیں لکھی کیونکہ اکثر شہر اور مقام کا حال قابل اسکے ہے کہ
 کوئی معقول انشا پرداز اسکے بیان میں طبیعت آزمائی اور اپنے فن کی تمام صنعتیں صرف کرے
 چنانچہ اس مقام پر یعنی تانگوچو کے شہر کے احوال میں سیحو کی جھیل کی تعریف ضرور ہے کیونکہ
 وہ بہت مشہور ہے لیکن اپنے پاس منشی گری کا اس قدر مایہ نہیں کہ اسکی کیفیت جیسی کہ چاہیے
 بیان کروں اور یہ جو حال لکھتا ہوں اپنے مذاق طبیعت کے موافق ہے اسی سبب ہر بزرگ
 سے امید رکھتا ہوں کہ میرے سخن کی تفصیل کو وہاں کے دفتر تحقیق کی محض فہرست سمجھیں
 سیحو کی جھیل کا پانی شربت کے مانند شیریں اور خوشگوار اور الماس کی طرح آب و تاب لکھتا ہے
 اور کول اور تہ نشہ اور نیلو فر کا تختہ ہر طرف کھلا رہتا ہے اور ہر پانی موجیں مارتا اور ہر چھوٹوں
 کی بہار سے دل لہراتا تین پتے جھیل کے درمیان سے اس کنارے سے اور کنارے تک
 بنے ہوئے ہین اور چونکہ دو گوشے مثل قنچی کے اور ایک درمیان سے نکلا ہے اس جہت سے
 جھیل کی گویا چھ تہسمین ہین حسب طرح باغ کی کیاریاں روشن سے بنتی ہین اور بڑے بڑے
 ستون جھیل کی تہ میں گرے ہین اور اسی پر پتے سنگ سے چنے ہوئے بنے ہین اور جہاں سے
 کشتی کی آمد و رفت کے لیے راہ رکھی گئی ہے اون مقاموں پر سنگ مر اور رنگا رنگ پتھروں
 کے پل نہایت خوش وضع نمودار ہین اور اوپر نفیس نفیس نیگلہ نشست کے لیے جنکی ساخت
 صندل کے تختوں کی ہے اور چھاوئی او سکی رنگ برنگ چینی کی کھپرلیوں کی ہے اور یہ پتے
 اس قدر چوڑے ہین کہ اونکے بیچ میں گاڑی جانے کی شرک ہے اور اس راہ کے دونوں پہلو پر
 بیڑیوں اور شفا لو اور کیلے کے درخت قطار سے بوئے ہین اور حسب وقت یہ بارور ہوتے مخصوص

کے تھان کے ہیں اور خستہ تھوٹے حق بجانب ہے اس شہر قلعہ اتنی اور اپنے
 رعم میں روز میں پر لاشانی سمجھتے ہیں کیونکہ حسب طوف قدم اور ٹھائیے اور نظر کیجئے سوائے منظر
 خوش کے کراہیت کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی ہے اور مکانات صاف و عمدہ اور ٹکڑی نچتہ
 و پاکیزہ اور نہرین شفات پانی سے بہری ہوئیں اور دور و یہ دو کانوں میں تکلف کی چیزیں ہری
 ہوئیں اور جگہ بجگہ ترپو لیے کس خوبی کے بنے اور نہروں پر صد ہا پل معماری کی صنعتوں سے
 مصنع اور آراستہ حاصل یہ کہ جزو کل پر رونق برستی ہے اور جہنی ایک مرتبہ دیکھا پھر اونے
 دیکھ کر کمالا طبیعت ترستی ہے شہر پناہ سے تھوڑے فاصلے پر چنگ ٹانگ کا دریا ڈیڑھ
 دس چوڑا بہتا ہے اور جزر و مد کا حساب اس میں ہمیشہ پایا جاتا ہے غرض اکتوبر مہینے میں
 سمندر کی طرف سے ہوا اس طرح سے موج مارتا اور شور کرتا آتا ہے کہ کانوں میں قفل لگ جاتا ہے
 اور روایت یوں ہے کہ پانی کا ایک پہاڑ تیرہ ذو خاتین تاڑے زیادہ بلند اور طوفان سے زیادہ
 مذالسی مہیب صفت سے نمود ہوتا ہے کہ کلیجہ دہل جاتا ہے اور اس وقت کوئی شاعر اگر اس
 شور و شر کو سنے اور سبب سمجھے تو یہ تصور کرے کہ قوم جن کے لاکھوں گھوڑے کسی دشمن
 تعاقب میں جوش اور خروش سے ہنہناتے اور اپنی رفتار میں زمین اور آسمان کو تہ و بالا
 تے چلے آتے ہیں غرض حاصل یہ کہ نہ داستان کو وسعت نہ بیان کو قدرت نہ تحریر کو طاقت
 کہ اس کے وسیلے سے اس کی مہابت کا مرتبہ قیاس میں آوے + اس وز چار گھڑی ن
 رہے تمام شہر کے چھوٹے بڑے جوان بوڑھے لڑکے بالے امیر فقیر بیکار باکارب دیا کے
 سے پر جمع ہوتے اور خدا کی قدرت کے اس مظہر بزرگ کا تماشا کرتے ہیں + اس تاریخ
 ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعض امرا کے باغوں میں نقرئی اور لٹائی پھلیاں پر تکلف حوضوں
 میں چھوٹی رہتی ہیں یہ پھلیاں چیا کھوکھو کے شہر میں پیدا ہوتی اور خستہ امیرون اور دوسرے
 ن کے اکابر کے یہاں بڑے دامنوں کو خرید کی جاتی اور بلور و مرمر کے حوضوں میں چھوٹی
 رہتی ہیں یہ شہر قریب ٹانگھو کے واقع اور اسی کی تحت حکومت میں ہے چونکہ ٹانگھو کا شہر

آتا ہے خصوصاً کچھاب اور زلفیت کے تہاں افراط سے بنائے اور پیچھے جاتے ہیں۔ قوت
 کے درخت لگانے میں ختائیوں کا دستور ہے کہ وہ کی طرح زمین ہی پر شاخوں کو پھیلاتے
 اور بلند نہیں بڑھتے دیتے ہیں کیونکہ چھوٹے درختوں کے پتے کی خوراک جب کیڑوں کو پہنچتی ہے
 ریشم کی تحفگی زیادہ ہوتی ہے اور رنگائے میں اگر یہ سلیقہ عمل میں آوے تو شاید فائدہ نہجے۔
 اس صوبے کے ریشمی کیڑے اکثر ملکوں میں مشہور و معروف ہیں اور تمام مملکت ختہ اور تمام
 فرنگستان اور جزیرہ جاپان اور دوسرے جزائر میں ہزار ہا تھان بکتے اور خواہش و رغبت سے
 خرید کیے جاتے ہیں اور اس کثرت کی اس قدر رفتی پر بھی اتنا باقی رہتا اور سستا بکتا ہے
 کہ اس ملک میں کچھاب کے لباس کی تیاری میں اتنا خرچ نہیں پڑتا جو موٹی لہل کے جانے
 کی بنوائی میں ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اس صوبے میں کیا رہ شہر بڑے نامی اور ایکسٹھ
 اون سے چھوٹے چھوٹے ہیں سب میں عالی شان شہر مانگچو ہے اور ناظم صوبے کی بودو
 کے سبک پاخت اور صوبے کا کھاتا ہے اور قبول خطائیوں کے یہ شہر شہت برین کے بعد
 بھشت زرین ہے غرض جن لوگوں نے فرنگستان کے شہروں کو دیکھا ہے ان کے نزدیک
 یہ مبالغہ ہے لیکن یہ راست و بجا ہے کہ ختہ کے اور شہروں سے خوش وضع اور دلکش تر ہے
 اور وسعت و تکلف میں بہتر اور آبادی میں بزرگ تر ہے کیونکہ شہر پناہ کی چار دیواری کے
 اندر دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہمیشہ رہتے اور مکان رکھتے ہیں علاوہ اون لوگوں کے جو
 سوا شہر میں اور دریا پر بود و باش کرتے اور پشت پاشت سے کشتی کے سوا کبھی کنارے
 پر قدم نہیں رکھتے ہیں۔ ختہ کے اکثر شہروں میں علی الخصوص دارالامارہ چچین اور شہر
 مانگچو میں لکھا آدمی کا شہر دریا میں بسا ہوا ہے اور اس جماعت کثیر میں بعض بعض گاہے گاہے
 برس میں ایک دو بار کسی ایسی ہی ضرورت کام کے لئے شہر میں جاتے ہیں ورنہ کشتی ہی پر پیدا ہوتے
 اور ساری زندگی وہیں کاٹتے اور تمام رسومات کو وہیں ادا کرتے اور زمین سے اونکو علاقہ
 تب ہی ہوتا ہے جب مرتے اور گرتے ہیں۔ اس شہر میں ساٹھ ہزار کارگر فقط ایک قلم زلفیت

بازار سے من اور لہو و فہ اخراجات جنگی اور دیوانی کے خزانے میں پتیلیں لاکھ گیارہ ہزار
 روپیہ بابت مالگنداری زمین اور دو لاکھ پچاسی ہزار چھ سے اڑتیس روپیہ بابت نمک
 اور دو لاکھ باسٹھ ہزار چھ سے چھپن روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ اس صوبے
 سے داخل ہوتا ہے ۔

چھٹی باب

صوبہ چچی کیانگ کے بیان میں

چونکہ تہامی راحت کا موجب صحت و مزاج ہے اس سبب اگلے فقہور ب اکثر اوقات
 اسی صوبے میں رونق افروز رہتے اور اس کی ہر زمین کو نہایت پسند کرتے تھے تو کیانگ
 کا صوبہ جسکے احوال باب سابق میں لکھا گیا اسکی کچھن کی طرف واقع ہے اور اسکی آب
 کیانگ گمان کا صوبہ اور پیچیم پر کیانگ سی صوبہ اور پرب کی سمت ہند رہے جو جو چیز کو درج
 طلب کرتی بیان پائی جاتی ہے چنانچہ سمندر کا کنارہ اور امر و نمانظار گل و سنبل کی بہار
 سرسبزی چمن گلزار کشن وین رنگ بزرگ جانوروں کے نئے نئے رنگ ڈھنگ کچھڑ
 ہر جگہ خوشی اور دل لگی کے فسانے میوے عجائب غرائب تر و تازہ درختوں پر تیار پھول خوش
 پھل خوشگوار ہر جگہ آرام کا جلسا جہر و کیوساز و سامان عیش و میا جھیلوں اور تالابوں اور
 نہروں کی کیفیت پانی کی لذت اور لطافت ٹھنڈی ہوا کی راحت یہاں پر بے نہایت حاصل
 ہے اور بخوبی آب و ہوا اور صحت و فساد کے سوا ہر چیز می اور آبادی بے پایاں ہے اور اس
 سرزمین نہایت آسین کی خاصیت لطیف باشندوں کے مزاج سے بھی عیان ہے کیونکہ
 خوش مذاق و ناقابل اور غریب دوست مسافر پر دریا جان و دل ہیں اور ہر علم کا اور اک رکھتے
 اور ہر فن میں چالاک ہوتے ہیں لیکن یہ سخت عیب ہے کہ اپنے مذہب باطل اور عقائد لٹکا
 کو بہت پسند کرتے اور اسکی وہابیات رسوبات کے لیے پابند ہوتے ہیں کہ تعصب کا الزام
 ہے ۔ اس دیار میں رشہ بہت پیدا ہوتا اور انواع طرح سے مشہور

ایک ہندی ہر سال ہتی ہوتی میدان کی طرف چلی آتی ہے اور اس کا پانی رنگت کا نیلا ہوتا ہے
 اور اسکے سوا ایک خاصہ یہ رکھتا ہے کہ جس کپڑے کو ایک دفعہ اوہین دبا ہے خاصا فیروزی
 رنگا ہوا نکلتا ہے اور صرف ایک دفعہ دبانے سے رنگ کو اس قدر خشکی ہوتی ہے کہ کپڑے کے
 تے تہو جاتے ہیں لیکن او اہٹ نہیں جاتی ہے اور اس صوبے کے متعلق جزائر سے ایک
 جزیرہ آسے مائے کہلاتا ہے اور قلعہ اس کا ایک قسم سنگ مرمر سے ایسا استحکم بنا ہوا ہے کہ
 لشکر کی لڑائی میں انگریز کے چوبیس جہاز سے چار گھنٹے تک گولہ اندازی او سپر ہوئی اور شمار
 ہوا کہ چوبیس ہزار گولے صرف دو جہاز سے مارے گئے اور اسی سے خیال کیا چاہیے کہ باقی
 بیس جہاز سے کتنے گولے چھوٹے ہونگے غرض اس قدر باروت اور گولے سے اتنا ہی حاصل
 ہوا کہ بعض بعض جگہ باتہ بھر غار صرف فصیلوں میں ہوا اور باقی دیوار سابق طرح سے ثابت
 رہی اور پتھر کی ایک چٹ نہ اکھڑی اور اس کا حال جلد دوم کے دفتر سوم میں تفصیلاً بیان
 ہو گا یہاں اتنا ہی کافی ہے کہ بعد چار گھنٹے کی گولہ اندازی کے انگریزوں نے دیکھا کہ
 جب حشر برپا ہو گا تبھی یہ قلعہ پامال کیا جا گیا والا تا قیام قیامت قائم رہے گا اور گولے کی
 ضرب سے زیادہ تو سنگین ہو گا حسب طرح چھت کو سپٹ کر مضبوط کرتے ہیں غرض حکم بد کرینکا
 ہوا اور چند اہل فوج نے تھوڑی سی خونریزی کے بعد قلعہ کو چھین لیا اور او سپر انگریز کا نشان
 ڈرایا الغرض یہ جزیرہ استحکام قلعہ کے سوا تجارت کے لیے بھی مشہور ہے اور وہاں پر
 تجارت کرنیکی اجازت انگریزوں نے مغفور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے ایک اور جزیرہ
 نان یا فور موسا صوبے فوکنینگ سے پشیا لیس کوس پر واقع ہے لیکن چونکہ اس کا حال
 تفصیل جلد دوم کے دفتر دوم میں لکھا جا گا یہاں پر اتنا ہی کافی ہے کہ ۱۸۳۳ء تک
 خطا کو اس کا حال بالکل معلوم نہ تھا اور ۱۸۶۱ء میں اذکی عکداری وہاں ہوئی
 رپونگ ہو درمیان خبریے آیاے اور خبریے فار موسا کے واقعہ میں مگر اس کا حال
 مذکور کے نہیں معلوم ہوا۔ القصہ فوکنینگ کے صوبے میں تیس شہر اور ڈٹر کو

فوجوں نے شائبہ ریب اس صوبہ میں سے بہتر شہر ہے اور ملک ختا کے
 دولت خیز اور چونکہ لنگر کا ہون میں کنارسے پر بھی اس قدر عمیق ہے کہ ایک بار کی بے
 وسفینہ کے جہاز سے لوگ خشکی پر قدم رکھتے اس سبب سے تجارت کے لیے نہایت
 ہے اور سودا گروں نے اسے اپنی فرود گاہ مقرر کی ہے۔ اس شہر کے اطراف میں
 فراط سے پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے انگریزوں نے وہاں پر تجارت کے لیے جانے اور
 ان کی شرط مغفور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے اور چونکہ آب و ہوا وہاں کی نہایت
 معتدل ہے اس لیے یقین کہ شہر کانٹانگ سے فرنگی تجارت نقل مسکن کر کے یہیں بود و باش
 اختیار کریں اور جب وقت اس شہر میں جہاز لیجائے اور خرید و فروخت کرنے کے باب میں انگریز کی
 طرف سے گفتگو شروع ہوتی مغفور نے بہت سے عذر نکالے مبالغہ اونیکی یہ کہ چونکہ اس جگہ پر
 سیاہ چائے سمندر کے نزدیک پیدا ہوتی اور مزرع سے جہاز تک کشتیوں میں جاسکتی ہے اس
 لحاظ سے اگر فوج میں انگریز جاویں اور چائے خرید کریں تو شہر کانٹان میں آمد و رفت چھوٹ
 جائیگی اور جو رعایا کہ بسبب چائے کے کھیتوں کی دوری سمندر سے خشکی پر بار برداری سے اوقات
 گذاری کرتے ہیں ان کی وجہ معاش بالکل موقوف ہو جائیگی غرض اصل سبب ہٹھہ کرنے کا وہی
 خوف تھا جو اہل ختا ہمیشہ سے غیار کے ساتھ راہ و رسم کرنے سے رکھتے ہیں الفصہ
 اونیکی بات پیشرفت نہونی اور جب انگریز قجیاب ہوئے اور مغفور کے نزدیک ثابت ہوا کہ
 انگریز سے مقابلہ دشوار مجبواً محفون نے انگریز کی بات رکھی اور اس جگہ کو ان کے لیے تجارت گاہ
 رکھا۔ سی ہن چو کا بھی شہر بہت غدار اور تجارت کی زیادتی اور سڑکوں کی پاکیزگی اور
 ان کی خوبصورتی کے لیے مشہور و معروف شخص کے قریب لیا ہوا ہے جس نے دیکھا تعجب سے نہ
 ہی رہا اور سیکڑن فغہ اگر ملاحظہ کیا تو ہمیشہ انگشت حیرت کو دانستے دیا یا اور صورت اس کی
 کہ تین سو پیل پائے پر اس کی ساخت ہے اور اس کی رکھن کی چوڑائی میں پانچ یا چھ
 گر چہ اس صفت کے ساتھ وصل کیا ہوا ہے کہ جوڑ اور پیوستگی کو غور کرنے میں

کے سیاحت نامہ میں نینن پایا باوجہ اس کے کہ اس تالیف میں اٹھائیس معتبر کتب سپر
 ملا خطہ میں آئے اور حالانکہ ہمارے یہاں یعنی انگریزی حکمت کی رو سے اس ترکیب کے باب میں
 تفصص کرنا ممکن بلکہ آسان ہے مگر امر متحقق کو امر متفرض پر تفوق اور دیکھی ہوئی چیز کو سوچی ہوئی پر
 ترجیح ہے اور ایسے مقام پر عقل لڑائی تاریخ کے داب سے نہایت خلاف ہے قصہ کے مطلع سے
 پہاروں کی چیموں پر دامن کوہ سے پانی پہنچا اور کھیتوں اور زراعتوں کو شاداب اور سیراب
 رکھتا ہے۔ اس صوبہ میں پھل پھلا ہری اور میوے جو لچھی اور لونین اور موگن کی کھلاتی لذت
 میں اکثر میوہ جات پر سبقت لیجاتے ہیں اور انہیں سے لچھی حساب لوگ لچھو کہتے ہیں نہ بکالے
 تک پہنچا ہے لیکن اور دو قسم کے میوے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے غرض جنہوں نے کھایا
 او کی روایت ہے کہ وہ اگر یہاں آوین تو البتہ اہل مذاق کے مطبوع ہووین۔ چونکہ اس
 صوبے کے مشرقی حد پر بحر خت واقع ہے بہت سے لشکر گاہ ہیں جنہیں جہاز اور کشتی لگانے کا
 بہت سہولت ہوتا ہے اور ان میں مچھلیاں انارون پلتر اور خشک کھجائیں اور بہت ملکوں
 میں بکتی ہیں۔ اس لایت کے رہنے والے البتہ بہ سمندر کے علم ناخدا فی اور مرکب پانی
 بہت دخل رکھتے ہیں چنانچہ بزرائل کی طرف میل کرتے اور سمندری ذاکو ہوتے ہیں اور
 ہاتھوں سے سوداگر عاجز رہتے اور الامان پکارا کرتے ہیں اور پہاروں میں لکڑی استقد طقی،
 اگر ایک نفع جہنم نشاء نے خبر یہ جا پائے فوج بھیجے کا قصد کیا تھا تب اس صوبہ کی رعایا
 حسدینہ عرضی کی کہ اگر حکم ہووے تو سمندر پر سے لکڑی کا پل بندھوا دیا جاتے تاکہ
 کشتیوں سے سیرے گذر کر اس خبر سے کو پیال کر ڈالے اور چونکہ اس لایت کے لوگ
 بہت تہمت ہیں اور دور دور تک مال تجارت لیجاتے اور روپیہ کثرت سے پیدا کرتے
 ہیں۔ لیکن اور جبکہ کے رہنے والے اس
 کے لیے کہ وہ سب انوٹھے پھاڑے فقرے ہر شہر میں ہی نئی طرح
 کے دوسرے کی بولی نینن سمجھتے ہیں۔

نظامت و کارخانجات دیوانی وغیرہ بائیس لاکھ اڑتیس ہزار اسی روپیہ بابت خراج زمین بہت
محصول جناس تجارت سات لاکھ بائیس ہزار تین سے چار روپیہ داخل ہوتا ہے اور ساٹھ لاکھ
اسی ہزار من قہام اناج کے بھیجے جاتے ہیں اور باشندے اس صوبہ میں ایک کروڑ نوے لاکھ ^{فقط} _{ہیں}

پانچواں باب

صوبہ فوکنینگ کے بیان میں

ملکت ختا کا چوتھا صوبہ فوکنینگ اگرچہ طول عرض میں اور صوبوں کے برابر نہیں ہے لیکن
دولت خیزی کے حساب سے اونے کچھ ایسا کم بھی نہیں اور تمازت آفتاب کے باعث سے
یہاں کی ہوا میں طاہر انہایت حرارت ہے اور بڑی گرمی پڑتی لیکن باوصف اسکے خاصیت
ہوا کی بری نہیں ہے کیونکہ دبایا امراض متعدی کا یہاں کبھی ذکر تک نہیں ہوتا۔ اسکے شمال میں
صوبہ چی کیانگ اور جنوب میں صوبہ کوآنک تانگ اور مشرق پر بحر چین اور مغرب پر صوبہ کیانگ
واقع ہیں اور مشک یہاں بہتر میسر ہوتا ہے اور معدنیات اقسام چوہا سہرات گران بہا اوٹین اور
پالا اور لوہا یہاں کے پہاڑوں میں ہیں اور جہاں اس قدر افراط معدنیات کی ہو وہاں طلا و نقرہ
کے معدن کا ہونا قیاس سے دور نہیں اور اس دیار کے باشندے بھی سیطرہ خیال کرتے
لیکن وہ انکی تلاش کرنے سے ممنوع ہیں اور شہنشاہ کے فرمان میں اونکا متفحص و کشت
ہے چونکہ یہاں کا لوہا حقیقت میں اچھا ہوتا ہے جبکہ کا لوہا اسکے آگے لوہا مان جاتا اس لئے
وضع کے بہتیار اور اقسام آلات صنعت گری کے تمام ملک ختا میں نہیں جاتے ہیں
ینگ کی ولایت کو ہستان ہے لیکن ختائیوں کی حکمت اور تردد نے کوہسار کو اتنا برابر
ہو کر ڈالا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر زراعت ہوتی ہے اور جس جگہ کاشتکاری ہوتی
سے اکثر مقام پر پانی کئی ہزار ہاتھ میسر ہوتا ہے لیکن ختائیوں نے بانس کے ٹل
ایسی ترکیب کی ہے کہ کھیتوں تک پانی بلا تکلف بخوبی آ جاتا ہے مگر اس حکمت سے
واگاہ نہیں کرتے اس جہت سے بندے نے بھی اسکی تحقیق اس اقلیم کے کسی سیاح

مشغول ہوتے ہیں اور مستورات بھی رنگ پینے میں مستعد رہتی ہیں تو یہ آئین اگر نہ تو اتوبہ مائل
 کو لوٹ اور تالاج کا خوب ہی داؤن ملتا کہ کو الگ فینک کا شہر پہاڑوں کے محاصرے میں واقع ہے
 اور سرزمین اسکی بہت زرخیز اور کوہستان میں بہت ہی شفاف بلور کے معدن ہیں اور کاغذ یہاں
 بہت عمدہ مشہور ہے اور میان موم کی خوب بنتی ہیں یہ شہر ناگ کانگ بھی واسطے چاول اور عوار
 باجرے کے مشہور ہے اور پہاڑوں سے لکڑی بہت عمدہ اور دریاؤں سے مچھلیاں اور اط
 میسر ہوتی ہیں یہ کوگیان مہمور آباد اور بڑی تجارت گاہ ہے یہاں تک کہ کوئی سو ڈیڑھ سو شہر ان
 جنگ یعنی خستانی جہاز سب اس شہر کے بندر میں ان کے اکٹھا ہوتے اور سمندر کی طرف روانہ
 ہوتے ہیں اور یہاں کا دریا حالانکہ ڈیڑھ سو کوس سمندر سے دور ہے لیکن چاند کی پہلی اور چودھویں
 تاریخوں کے جذر و ماہ میں حاصل ہے یہ کنجیاں ساتواں شہر اس صوبہ کا چاول کی تحفگی کے لیے
 مشہور ہے اور نام اسکا خستانی زبان میں سونے کا دانہ ہے اور فقط فغفور کے باور چنانہ میں
 اسکا خرچ ہے اور ایک قسم کی شراب نہایت منشی خوش ذائقہ اور معطر اسی چاول سے تہی ہے
 اور بسبب طبعیت کے بہت گران قیمت کبھی ہے یہ فوج آٹھواں شہر جس کو یہ کا مشہور ہے
 لطیف اور آب خوشگوار کے لئے ہے اور حالانکہ تاتاری یورش سے برباد اور ویران ہو گیا اور
 اب خرابہ کے مرتبہ میں پہنچ چکا ہے تاہم اسکا ذاتی حسن زائل نہیں ہوا اور پہاڑوں نے میان
 بہتی ہیں اور ہری کمانس کے میدان میں ایسی معلوم ہوئی جیسے زمر کی پریوں میں الماس
 کی لہریں یہ اس شہر کے باشندے بہت چست و چالاک اور محنت کش اور زراعت کے فن
 میں بہت کامل ہیں ایک طرح کا چاول اس شہر کے اطراف جو زمین پیدا ہوتا ہے جس کے
 دانے بسبب پیدی اور چمک کے دو سے بلور کے ریزے معلوم ہوتے ہیں یہ فوج و اور چچ
 دو شہر اس صوبہ کے مشہور اس بات کے واسطے ہیں کہ ان کے دریا اور ندی میں سونے اور چاندی
 کی ریت ملتی ہے اور قریب کے پہاڑوں میں فیروزہ اور توتیا اور چمکری کے معدن ہیں لغرض
 اس شہر کا نگہی کے صوبہ میں ہیں لیکن قابل تذکرہ یہی تھے اور شاہ کی سرکار میں بعد وضع ظرا

۱
اچھوڑا انسان فائدہ نرہ ایک کو فائدہ دور سے بہتر سمجھتے اور اُنہ کو کسی پر بھیج دیتے اس سے
عوام الناس کے نزدیک معدنیات کا حاصل زراعت سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ وقتہ ماتہ
آتے اور دوسرا آئندہ سے پر موقوف رہتا ہے اور وقت تخم باشی سے ایام خریفہ تک
انواع طرح کے اندیشے فصل کے نقصان ہونیکے میں اس لیے معدنیات کھودنے میں لوگ مشغول
ہوتے اور زراعت کی طرف چندان توجہ نہ کرتے اور جب آخر میں بایہ معدن کا کم ہو جاتا تو فصل کا
خیال چھوڑ کر پٹیا اور عرصے تک کی افادگی سے زمین ناقابل ہو جاتی اور زراعت بخوبی نہیں
ہوتی الخرض ان سب تصورات سے حکماء چین نے پیش بندی کی راہ سے معدنیات کے
کھودنے سے ممانعت کی ہے اس صوبہ میں چاول اس قدر بہتر ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور امرا
کے بیچ کے لیے ہیکہ ون کشمیان ہر سال روانہ ہوتی ہیں اور دریا اور جھیل اور تالاب میں صیڈ
قسم کی لڑیہ مچھلیاں ملتی ہیں اور چینی کے باسن بھی بہت تحفہ بنتے ہیں اس صوبے میں تیرہ شہر
ہیں اور ان کے نام یہ ہیں شہر نان چان سب سے عظیم الشان اور ناظم کی بود باش یہاں مقرب
ہے چھوٹے چھوٹے شہر ہیں اور دوسرا شہر ہس ہو یہ کا ہے اور چینی کے باسن بنانے والے کھار اس
جگہ پر ہیں اور اس کے پیشہ کو جیسا بیان رونق ہے اور مقام پر کم ہے اور وہاں لاکھ
باشندے اس شہر کی چار دیواری کے اندر بود باش کرتے ہیں اور اسی سے خیال کیا جاتا ہے کہ
نڈا پڑا اور کھدرا باو شہر یہ ہو وگا کہ کین نی جن تیرہ شہر ہے اور اس میں پانچ سو بچے چینی کے برتن
کے بنائے ہیں اور اس کثرت سے اس کی فروخت ہوتی ہے کہ راوی کتاب ہے کہ شبانہ روز یہ بالکل
بھیج دیا کرتے ہیں اور اگر اجنبی شخص دور سے دیکھے تو قیاس کرے کہ تمام شہر اور اطراف میں
آگ لگی ہوئی ہے اور کئی منزل سے دھواں مانند ایک نئے آسمان کے چرخ کمن کے
دکھائی دیتا ہے اور اس شہر میں قاعدہ ہے کہ شب کو مسافر جب تک کہ وہاں کا کوئی معتبر
لوگ اس کی ضمانت نہ کرے رہنے نہیں پاتا اور سب اس کا یہ ہے کہ متعدد روپے وادنی کے
سب پیشگی سے کھارون کو دے رکھتے اور وہ لوگ چونکہ ہر وقت بھٹے پر اپنے کام میں

صوبہ کی انسانی کے بیان میں

اس صوبہ کے نام کے ترجمہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کیا لگنان کے صوبہ کی کچھ طرف پر واقع ہے اور حالانکہ اس کی سرزمین نہایت سیر حاصل ہے لیکن باشندے اس کثرت کے ساتھ بین کہ بری تنگی سے اکثر غربائی گزاران ہوتی ہے اور لوگ چونکہ کفایت شناری کے باعث ست خوراک اور پوشاک میں کم تکلف کرتے ہیں اور گراما اور سرا کی شدت کا دفیہ حسب طرح بن پڑتی کر لیتے اون کے زگیلے پروسی حضرات کیا گیان جن کا ذکر اس باب میں ہوا ہے ان چاروں کی وضع قطع پر پھیتیان کستہ ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تحمل اور بردباری کے ساتھ پھٹے پرانے کپڑے اور نان خشک بنے نمک پر اکتفا کرنا کوس کجواب اور بچن سے ہزار گونہ بہتر ہیں چہ منکر ہیں سے میسر ہوتے غرض اوس صوبے کے باشندے مزاج کے بہت تدبیر ہوتے اور لیاقت تدبیر منازل اور سیاست مدن کی اور بھین ایسی ہوتی ہے کہ امو و سلطنت میں دخل پانے کے ساتھ بلد و درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہیں۔ اس صوبہ کی حد میں جتنے پہاڑ ہیں وہ ان معدنیات سونا اور چاندی لوہا اور سیسہ اور زین کی ہیں اور ان پہاڑوں پر جیری دہنی اقسام طرح کی مٹی اور دوا کے کام آتی ہیں اگر ختائیوں کو علم معدن اچھی طرح ہوتا تو اس جگہ کے پہاڑوں کے معدن میں سہتر یا سہتر کہ پرم ہار و پیہ حاصل ہوتے لیکن ترکیبیں کچھ دے اور باتوں کے فرق کر نیکی نہیں آتی اور یہ لاعلمی اس سبب سے ہے کہ حکماء قدیم جو چین کے دستور العمل کو درست کرتے ان کا حکم یہ تھا کہ سونا اور چاندی کے معدن نہ کھودے جاوین اور فقط زراعت اور دوسری پیدا ایش ملک پر قناعت کرن اور او میں انھوں نے یہ مصلحت سمجھائی تھی کہ چونکہ زمین میں ذرات گویا ایک معدن ہے اور اس کی دولت و گنج ہمیشہ مثل مدفن کے رہ سکتی ہے اگر شکاری اور صنعت میں محنت کرنے سے دو طرح کے فائدے متصور ہیں ایک یہ کہ بسبب محنت بدنی قوت جسمانی اور روحانی دونوں حال ہوتی ہیں اور دوسرے یہ کہ محنت میں ہمیشہ مشغول رہنے سے طبیعت طرف ہڈی کے مائل نہیں ہوتا اور کابلی اور سستی میں انواع طرح کی شیطنت جو جیتی ہے غرض خلاصہ یہ ہے

اور وہ طول و عرض میں اتنا ہے کہ بعض شہزادے وسیع زمینیں ہوتا اور جو ملکات فن باغبانی
 کے ملک خستہ میں معمول ہیں یہاں بھی پائے جاتے اور ضرور مین اوسکا حال بالا جمال معروض
 ارقام میں آویگا۔ گنگا نیکین کا شہر اس صوبے کی ولایت مغربی کا پاسے تخت ہے یعنی تقسیم
 جو بسبب وسعت صوبے کی ان کی گتی ہیں اور بہتر انتظام کے لئے ہر ایک میں الگ الگ
 صوبہ دار مقرر ہیں ان میں سے ایک کی رہنے کی جگہ یہ شہر ہے اور چونکہ تاجروں کی فروگاہ ہے
 ازخیزی اور آبادی میں بھی مشہور ہے۔ چیتپور ایک اور شہر ہے جہاں کے لوگ بہت قانع اور کفایت
 شعار اور راست بازی اور نیک معاشی کے لیے مشہور و معروف ہیں اور ان صفتوں کے جمع ہونے
 سے یہ بات اونھوں نے پیدا کی ہے کہ اون لوگوں کا قول و قرار زبان دو سر شہر والے کے
 روپے سے بہتر ہے اور ان کے یہاں کی چائے اور سیاح روغن اور کھنے کی روشنائی اور چینی برتن
 بنانے کی مٹی ہر جگہ رغبت سے خرید کی جاتیں اور اسکے اطراف میں جو پہاڑ ہیں اون میں معدنیات
 سونا اور چاندی اور تانبے کی ہیں۔ الغرض صوبہ کی ان میں سے تیس شہر چھوٹے بڑے ہیں
 لیکن عاصی نے سب کا مذکور ضرور نہیں سمجھا اور جو نامور ہیں اونھیں کا بیان کیا اور تین کروڑ لاکھ
 باشندے اس صوبے میں رہتے ہیں اور غفور کے خزانہ میں بعد وضع اخراجات جنگی اور ملکی ایک
 کروڑ بابت خراج ملک و ترستھ لاکھ روپیہ بابت فروخت نمک ساٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ
 بابت محصول اجناس تجارت سالانہ پہنچتا ہے۔ اس صوبے کے متعلق سانگ مینگ کا خبر
 تیس کوس کا ہے اور نو کوس عرض میں ہے اور یہ جگہ اوایل میں جنگل اور بیابان تھی جہاں بدھوں
 واسطے بتیہ کے شہر بدر کرتے تھے بعد اسکے چند غریب آدمی سہولت معاش کے لئے وہاں
 بس گئے اسی طرح وہاں کی آبادی بڑھی اور دن بدن ایسی ترقی ہوئی کہ اب اوسمیں ایک شہر
 و چند قانون بہت آباد ہیں وہاں کی اکثر جگہ اسقدر زرخیز ہے کہ سال میں دو فصلیں ہوتی ہیں اور
 یہاں اس قدر بنتا ہے کہ فقط وہاں کی پیداواری نمک سے کمی صوبے کا خرچ متعلق رہتا

بے قال و قیل ہے کہ اگر ڈمکار ڈنی بہادر نے اس شہر کی چوتھائی کی سیر کی تھی حسین چار گھر کی کامل
 گھوڑے کی سواری میں تھے اور اسی جگہ سے امیرون کے محلوں کے لیے حرمین خرید کی جاتی تھیں
 اور بہت لوگوں کا یہی پیشہ ہے کہ حسینہ اور جمیلہ چھو کر یوں کو مول لیکر گانے بجانے نشست
 برناست و آداب محبت میں تعلیم کر کے ختنائی امرائے محل سر میں داخل کرتے ہیں اور تعجب یہی ہے کہ
 ایک ہی شہر میں اس عیش و عشرت کے ساتھ علم و ہنر کا بھی نہایت چرچا ہے کیونکہ علم و عیش سے ہمیشہ
 کی دشمنی ہے اور جب کو ہوا سے شکار و سیر ہے اور سکو علم و ہنر سے بیر ہے سو تک کیا تک ایک
 اور شہر اسی صوبے کا ہے اور ساری ملک ختا کے علاوہ غیر ملکوں میں بھی اقسام طرح کے سوتی کر
 اسی جگہ سے جاتے اور نہایت باریک و مضبوط ہوتے ہیں چوتھا شہر اس صوبہ کا چنگو کہلاتا ہے
 اور یہاں کے پانی کی یہ تاثیر مشہور ہے کہ چاسے جب اس میں جوش دیا جاتی نہایت لذیذ ہوتی ہے
 اور اس کے تحت میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں پر ایک قسم کی پیالی چائنی کے لیے بنتی ہے حسین
 دم بھر رکھنے سے ذائقہ چاکا کا استقدر بہتر ہو جاتا ہے کہ فغفور اور ختنائی امر او سی مٹی کے ظرف
 میں چاسے پتے اور شاید زمرودی پیالی کی اتنی قدر بنیں کہ تہ میں پانچواں شہر قابل الذکر چنگ
 کہلاتا ہے اور چونکہ سمندر کی طرف سے دشمن کی تاخت کی صورت یہاں ہو سکتی ہے اس لیے
 فوج متعدد متعین رہتی ہے اور قلعہ یہاں کا اور شہر نہاد کی دیوار میں خوبصورتی اور مضبوطی میں ہانڈ
 ہیں اور تجارت بھی سبب قرب بحر محیط بہت چمکی ہوئی ہے پانچواں شہر مانڈو جو کے فضا
 اور تکلف اور آبادی کے لیے نامور ہے اور لوگ بھی یہاں کے بہت عیاش ہوتے ہیں اور
 اکثر دن کا پیشہ یہ ہے کہ چھو کر یوں کو تعلیم کر کے اور طریقہ دل فریبی و جان ربائی ناز و انداز ادا
 شمع و عشوہ سحر و کرامات رنر و کنایہ محاورہ روزمرہ ہستی و چالاک کی سیاب و شعی شعلہ مزاجی تراش و
 خراش سخن غرض ساری ضروریات اس فن کے سکھا اور محاسن سیرت سے حسن صورت کو دو با
 بنا امیرون کے ہاتھ پہنچا لیتے ہیں اس شہر کی وسعت و فصاحت آراستگی و سیرتگی اکثر سیاحوں کی
 باتوں سے ثابت ہیں ملک نے تاجروں نے اپنے خرچ سے فغفور کے لیے عیش کا ہانا

اور وہاں کی نقد خوبی کو محکم امتحان سے پرکھا متفق لقول میں کہ روئے زمین پر ایسی جگہ نہیں ہے
اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم و عالمیان نے اس خطہ کو عرضہ شہود پیدا کیا تو خزانہ عجیب
سے اس کے دامن حال کو نقود و صفات خوبی سے بھر دیا کیونکہ سرزمین وہاں کی یہاں تک زرخیز
اور لطافت آمیز ہے کہ جہاں کشتکاری ہوتی ہے وہاں خوشبو اور خوش رنگ پھولوں کا گل
ہو رہتا ہے اور توت کے درخت از خود پیدا ہوتے ہیں اور ہوا یہاں کی لطیف و دلکش اور پانی
تک اور خوش ذائقہ مثل تختہ بلور کے شفاف بلکہ آب گہرے با آب اور صاف ہے اور
ہندوستان کے ایام بہار کا لطف وہاں پر چاروں موسموں میں ملتا ہے کہیں گل پھولا ہے
کہیں غنچہ کھلتا ہے اور غذا و وعیش و عشرت کے اسباب سستے اور کثرت سے پیشہ میسر ہوتے ہیں
لوگ فراخ البال مرقہ الحال مزے سے کھپائی کراڑاں سے سوئے زمین باشندے وہاں سے
خلق خوش مذاق صاحب جوہر ادب اور تہذیب میں طائرانی مکانات شہرے اور عالی
اور شکرین صاف و نچتہ وضع کی نرالی اور صد بانہرین شہر کے بھلون میں آب زلال سے
لبو بہتین اور کشتیان اوہمیں خوش قطع اور خوش رنگ پھرتی ہیں اور ان کے گھیرنے والیان
صد بار نڈیان با حسن و جمال پر ہی تمثال زہرہ جبین شترجی خصال خوش عشوہ انداز سخن و
لطیفہ بازیات باتوں میں ناز طالب نیاز چل بھر میں ہزاروں ذوق دل کو دریا سے محبت سے
پار لگاویں اور صد باسفینہ صبر کو قلم ناکامی میں ڈوبا دیویں اور کشتیوں میں بیٹھے رہتے ہیں
لاڑو مکاتلی بہادر سفیر انگلستان کے مصاحبوں میں ہتھوڑا صاحب ایک شخص بہت لائق و فاضل
تھے وہ اس شہر کے باب میں فرماتی ہیں کہ سوچو کا شہر تعلیم گاہ اصحاب علم و تجارت و ارباب ہنر
حرفت اور مجمع مکن نہوں اور بھانڈوں اور نقالوں اور شعبہ بازوں اور لولیائی کٹانم
ونسرین تمان میں اندام کا رہے اور یہی شہر خیماتیوں کی وضع پوشاک زبان دستور اور رواج کی
کیساں ہے دلیل یہاں کا دستور سندھیاں کی چال ہے غرض ہر بات میں یہ شہر غرور ہے
یہاں کا آدمی ہر فن میں اوستا و صاحب ایجاد ہے اور اس کی وسعت کی یہ ایک شہری دلیل

توان سچوں سے اقسام طرح کی صدا سے خوش بلند ہوتی اور نہایت میٹھی اور سریلی لے نکلتی ہے
 اور روایت ہے کہ قریب سارے پندرہ لاکھ روپے کے اس عمارت دلپذیر کی تعمیر میں خرچ ہو
 تھے مگر اہل اجسارت کے نزدیک اس عمارت کی خوبصورتی پر سے کروڑوں روپیہ تصدق ہے
 کہ جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے معماروں کا رنگ فق ہے **مثنوی** **لہو لہو** ہے سنار کا لکڑا عمارت
 جسکے ہر طرف نور کا ہے ظہور وہاں کی نقشون کو کر گریں گے یاد چین مانگے مانی وہ ہزار دگر
 کرین فکر سے وہ دہن پاک و کچھے اونے نہاوسکا خاکا خاک کہ کہیں اوسکو تو عقل سے ہے
 قرین **ہنی** الحقیقت نگار خانہ چین و چونکہ شہر انگین وہاں کے ملکی بادشاہوں کا دارالامارہ تھا
 اسلئے جب قوم تاتار نے اوس دیار پر فتح پائی وہاں کی عمارات اور شاہنشاہوں کے خرات کو ٹوٹا
 کھنڈوا ڈالا اور اوس آبادستان قدیم کو ویرانہ کر دیا اور سب کچھ اس شہر سے لوٹ کر اپنی بیٹ
 چچین کو آباد کیا لیکن نہروں کا نہر اور جدوجہد پیشہ وران نہر اور اہل علم کے علوم و فنون
 کو وہاں تک نہ پہنچا سکے کیونکہ یہ سب نخبے بیان یہاں کی آب و ہوا کی تاثیر سے متعلق ہیں ایک قسم
 کی لال روئی اس شہر کے گرد و فواح میں پیدا ہوتی ہے جس سے ایک طرح کا کپڑا خوش رنگ اور
 مضبوط بنا جاتا ہے اور وہ ہندوستان میں بھی کہنے کو آتا ہے اور عوام الناس اوسے لالین
 کہتے ہیں اور اس **ہنی** کا عجیب خاصہ ہے کہ اگر اس کے تخم کو سوٹا انگین کے اور کسی جگہ میں
 بونے تو روئی سفید ہوگی اور وہ رنگ مائل بسرخ جو شہر انگین کی اطراف میں سبب تاثیر
 زمین کے روئی میں ہوتا ہے روئے زمین پر کہیں نہیں ہوتا ہے اور یہ انگین وہ شہر ہے جہاں
 سلسلہ اع میں اجاں نام لڑائی کے صلحنامہ در میان والی چین اور اہل برطان کے لکھا گیا ہے
 اور اوسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ و فردوم میں لکھا جائیگا **اجدلس** شہر کے صوبہ کیا تک نانین
 سوچو کا شہر قابل مذکور کے ہے بلکہ ملک خٹائی میں اس لطفت کا کوئی شہر نہ لکھا گیا ہے
 اور خٹائی سب اس بلد آباد مینوسو فوجت بنیاد رشک ارم ذات العباد کے باب میں کہیں
 کہ زمین پر اقل بہشت کی موجود ہے اور جن انگریزوں اور دوسرے اہل فرنگ اس شہر کو کھانے

جو لاپسہ سوئی کپڑے کے بنائے والے رہتے ہیں اور اس صوبے کے باشندے بہت اہل اور
 خلیق اور عقل مند ہوتے ہیں اور علوم و فنون کی طرف بہت رغبت کرتے خصوصاً طبابت یہاں کی
 بہت چمکی ہوتی ہے اور الجیائے کمال اکثر اسی جگہ ملتے ہیں کیا تک نان صوبے کا سب سے بڑا
 شہر انگین کہلاتا ہے جسکا ذکر ابھی ہو چکا کہ ملکی پادشاہ پھون کا دارالامارہ تھا اور ان دنوں
 ساری مملکت میں ایسا خوبصورت اور وسیع اور غدار شہر کوئی نہ تھا اور کوس ایام کی جا چھل
 کا حال ختنائی سب یون بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ مسوار تیز رفتا رکھوڑوں پر ایک دروازے
 سے دم صبح نکلتے اور دہنے بائیں گھوڑے ڈال کر تمام روز تک پٹ دھراتے ہوئے شہر پناہ
 کی دیوار کے نیچے سے جاتے تو غریب کے وقت سے دونوں دوسرے دروازے پر جاتے
 اور باوجودیکہ ان دنوں یہ شہر نسبت آگے کے بہت خستہ حال ہے لیکن پھر بھی یہ احوال ہے
 کہ چوبیس کوس کے عرصے میں جمور اور آباد ہے اور شکرین بہت وسیع اور سنگ بست و رو
 لکھو کہاؤ کا بوجہ مثل چین کے راستہ و پیراستہ میں شہر کے باہر ایک مینار ایک سو پچیس باتہ
 بلند اپنے کا بنا ہوا ہے اور اس کے باہر وہ مصالحہ بجاچونے کاری کے جا ہوا ہے کہ جس سے
 چینی کے برتن ہوتے ہیں اور کاریگروں نے اپنی بختہ کاری سے نیچے سے اوپر تک یہ تکلف کیا ہے
 کہ باوجود نہ طبقہ بونیٹ ایک ذال معلوم ہوتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ نگون سے رنگا
 ہوا ہے اور یہاں تک طلا کا یون سے مٹلا لیا گیا کہ جب آفتاب کا شعاع اوپر پڑتا ہے
 تو نظر اوپر نہیں چھڑتی اور انکھیں چند لاجباتین میں اور عجب ایک عالم نور کا سا طہور میں آتا
 کہ دیکھنے والے نزدیک و دور کو قصہ کوہ طور کا یاد پڑتا ہے اور باوجود اسکے کہ چار سے برس پہلے
 امنیک کے گھرانے کا ایک شہنشاہ نے اس منارہ کو بنوایا تھا مگر آج تک کل کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے
 اور اندر اس کے ہر طبقے پر ایک ایک گھر باریب فر بہت مذہب و مٹلا تصویروں اور
 بتوں سے بھرا ہوا ہے اور باہر کی دیواروں میں صدا ہا طاقچے ہیں کہ جن میں گھنٹے بے شمار
 بالغت و نگار اس انداز سے لٹکے ہوئے ہیں کہ جب کسی طرف سے ذری سی بھی ہوا جاتی ہے

ایک پیسے کو ٹیل کہتی ہے اس حساب سے نامہ گارنے مبلغ مذکور کی مالیت اوس چتر ٹھہرائی ہے تاکہ اس تاج کے ناظرین کو مطلب تک پہنچے میں وقت نہ دے + + + + +

تیسرا باب

گیانگ ناں کے صوبہ کے بیان میں

یہ صوبہ ساری ملکات خطا میں زیادہ زرخیز اور قابل تجارت کے ہے اور چونکہ یہ دونوں صفتیں وہاں باہم جمع ہیں کیا نگنان کے برابر زرخیزی اور آبادی میں کم کوئی جگہ دکھائی دیتی ہے اور اسکی بچھم حد پر صوبجات ہینان اور ہو کو انک اور دکن پر چنگیا نک اور چنگیا نک اور پورب پر سمندر ٹانگین اور باقی صوبہ شان تانک سے متصل ہے جن دنون کہ خطا کی فرائز وہیں کے لوگوں سے متعلق تھی اور شہر یار تار سردار قبلہ خان نے اوس دیار پر پوشش نہیں کی تھی اول دنون اسی صوبہ میں دار السلطنت تھی اور تختگاہ پادشاہ شہر تانگین کہلاتا تھا لیکن جب کہ چنگیز خان کے پوتوں نے ایک عالم کو یہ وبالا کر ڈالا اور قبلہ خان چین میں پہنچا تو شہر پیچین کو اوس نے تختگاہ سلطنت قرار دیا یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور اوس میں چودہ شہر بہت بڑے اور ترانوسے شہر جھوٹے چھوٹے ہیں لیکن سب بہت خاصے اور قابل تعریف کے ہیں اور بڑی تعریف تو یہ ہے کہ ان شہروں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو تجارت کے لیے مشہور نہ ہو اور شتی اور جہاز کی آمد و رفت کی نہایت سہولیت ہے کیونکہ یا نک سے گیانگ جو سب گہرا اور چوڑا دریا خطا کا ہے اس صوبے کے درمیان سے بہتا ہے اور اکثر شہر اوس کے کنارے پر واقع ہیں اور جو کہ فاصلے پر ہیں اول تک پہنچنے کے لیے نہرین کھدیں ہوئیں ہیں اور در اسے تجارت کے ایک اور غنیمت اس صوبے کے زرخیزی کا یہ ہے کہ اہل حرفہ یہاں کے بہت ہنرمند ہیں اور انکی کاریگری کی تعریف ہفت اقلیم میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ سے سوداگر چیزیں خریدنے آتے ہیں اسلئے محصول کے بابت بہت تحصیل ہوتی ہے اور فقط ایک شہر چانگ ہین اور اوس کے متعلق موضوعوں میں دو لاکھ

بہتر ہے کیونکہ جانور جلد مر جاتا ہے اور مشک بگڑنے نہیں پاتا ورنہ اگر کچھ دیر تک اوسکو انڈا ہو
 تو مشک جو حقیقت میں خون ہے سارے جسم میں سرایت کر جاوے اور ناف میں مطلق نہ رہے
 اسی لیے ہرن کے دام میں پھنسنے کے ساتھ ہی شکاری دوڑ کر ریشم کی ڈوری ناف کے گرد اسقدر
 زور سے باندھتا ہے کہ بالکل گون کی راہ مسدود ہو جاتی ہے ورنہ اگر ذرہ بھی کسنے میں دیر کی یا
 اچھی طرح نہ باندھ ہی گئی تو مشک کی صورت دکھائی نہیں دیتی ہے اور گوشت اوسکا تلخ ہو جاتا
 اور مشک کی بو پیدا کرتا ہے اور یہ جانور بھیڑ یا وغیرہ درندوں کے ہاتھ کم انڈا پاتا ہے کیونکہ علاوہ
 چستی و چابکی اور زبردگی کے بذاتہ اوسکو استفد حرم اور دور اندیشی ہے کہ اپنی مینگنی کو بلی کی نا
 خاک میں چھپاتا ہے اور پیشاب کر کے اوسکو چاٹ جاتا ہے تاکہ دشمنوں کو اوسکا پتہ نہ ملے
 غرض حضرت انسان کی خونخواری درندوں سے بھی زیادہ ہے کہ جو جانور شیر اور بھیڑ یا کو اوس
 ترکیب سے بھلاوا دیتا ہے وہ آدمی سے نہیں بچتا پھر زرد رنگ کے چوہے اس صوبے میں افراط سے
 ملتے ہیں اور فرنگستان میں جو چوہے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ اونکو کلکتے میں لا کر بیچتے ہیں اوس
 قسم کے بھی بہت سے صوبہ پیلی میں پیدا ہوتے ہیں اور جادات سے اس صوبے کے پہاڑوں
 میں معدنیات سنگ چماق اور بلور اور سنگ مرمر کے میں پچھیلی کے صوبے میں تین کروڑ
 اسی لاکھ باشندے ہیں اور نظامت کے جنگی کارخانجات اور دیوانی کے اخراجات کے وضع
 کے بعد شہر لاکھ سو لہ ہزار دو سے چالیس روپے سکے خراج زمین کی بابت اور تیرہ لاکھ اڑتیس
 ہزار چار سو روپے بابت فروخت نمک اور ڈولا لاکھ اکیٹالیس ہزار آٹھ سے اٹھانوے
 روپے اجناس تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول سالانہ مغفور کے خزانے میں اس صوبے
 بطور پس انداز کے داخل ہوتے ہیں اور جمع ان مبالغ کی بانوے لاکھ چھیانوے ہزار دو سے
 تیس روپے ہوتی ہے چونکہ ختا میں بحر ایک قسم کے پیسے کے روپے اشرفی کا سکہ جاری
 نہیں ہے اس لیے رواج چاندی سونے کی گلیوں کا ہے اور ہر گلی ایک تولے کی وزن کی ہوتی
 اور ختا میں ٹیل کھاتی ہے اور چونکہ کلکتے کے بازار میں تین روپیہ مرشد آبادی سکے اور ایک آنہ اور

حضرت جانور
 جانور

جانور
 جانور

جانور
 جانور

جانور
 جانور

جانور
 جانور

جانور
 جانور

اور سوا اوسکے گوشت کے دوسری غذا نہیں کرتا اسلئے جب سانپ کو دیکھتا ہے مشک کی
 بو سے اوسکو بیہوش کر کے کھا جاتا ہے غرض یہ بات مثل فسانے کے معلوم ہوتی ہے اور
 اگر سچ بھی ہو تو تعجب نہیں کیونکہ مشک کی بو سے سانپ دیوانہ ہو جاتا ہے اور یہ تحقیق ہے
 کہ کسی کے پاس اگر زیادہ مشک ہووے تو سانپ اوسکو نہیں کاٹتا ہے بہر حال اگر مشک
 کی تین قسمیں ہیں سب سے بہتر وہ جو تھیلی کے اندر مثل سنگ کے سخت جما ہوا ہوتا ہے اور اوسکی
 ساخت یہ ہے کہ اگر سوت کو لٹکن کے گروہ میں مل کر مشک پر ذرہ سا گھیسے تو لٹکن کی بو سے
 سے اور جاگی اور دوسری قسم مشک کی وہ ہے کہ جبین چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں اور
 وہی ہندوستان میں کہتے آتا ہے اور تیسری قسم مثل روغن کے ہے لیکن وہ دوا کے کام نہیں
 اور پہلی قسم کو دوسرے ملک میں لیجانا اور بیچنا نہایت ممنوع ہے اور فقط فقہور کے حضور
 میں پہنچایا جاتا ہے اور اوسکے اقربا کو جو قرابت قریب رکھتے ہیں تقسیم ہوتا ہے اور وں کو اوسکا
 لحاظ محال ہے و نیز طرح سے اس جانور کا شکار ہوتا ہے ایک یہ کہ جب شکار یوں نے دوسرے
 دیکھا یا تپا لگا یا کہ ہرن کسی مقام پر ہے تو تین بانسری بجانے والے شکاریوں کے ساتھ جاتے اور
 کسی گوشے میں بیٹھ کر مٹیھی اور دردناک آواز سے ملائمت کے ساتھ بجاتے ہیں اور چونکہ یہ لطیف
 جانور صدائے خوش کا نہایت والہ و فریفتہ ہے اوسکے سنتے ہی اوسی سمت کو آہستہ آہستہ
 مچتا کرتا ہوا چلتا ہے اور باوجود خوف اور رسیدگی جلی کے یہاں تک قریب جاتا ہے کہ
 بندوق سے اوسے مار لینا سہل ہوتا ہے لیکن بانسری سے زیادہ لڑکوں کے مہل اور ہونہ
 سر کے گانے پر بیہوش کھو دیتا ہے اور بے ساختہ چلا آتا ہے اور جب شکاری بندوق سے شکار
 کیا چاہتے ہیں ان دو ترکیبوں میں سے ایک کو کرتے اور دوسری صورت جال سے پھنسا
 ہے اور تیسری یہ کہ جب وہ پانی پینے کو پھاڑے جھیل میں اوترتا ہے تو پیچھے سے شکاری سب
 بڑے بڑے ڈھول اور جھانچ بجانا اور جشرات مچانا شروع کرتے ہیں اوسوقت دہشت ہے
 گھر کے ہرن پانی میں کود پڑتا ہے اور ڈوب مرنے غرض ان تینوں طور سے بندوق

اس وقت
 اس وقت

اس وقت
 اس وقت

اس وقت
 اس وقت

ہوتی ہے کہ جب وہ ججاتا ہے تو دیوپ میں گھنٹوں بے گنلے رکھا رہتا ہے سو اسے اسکے پا
 شوریت اسی سے ظاہر ہے کہ اگر پانی جوش کیا جاوے تو دو گھنٹہ کے بعد اسکے اندر چار
 طرف سے ایک سفیدہ ملائی کی طرح ججاتی ہے الغرض زمین و آب وہو اسب شورین لیکن
 پھر بھی بُری نہیں ہوتی اور اہل خسا کی جدو کہ اور محنت و مشقت کے آ کے جلی خاصیت زمین
 بھی دوہو جاتی ہے پھر دارالامارہ چپین کے مغرب کی سمت برج بابی یعنی گوشہ شمال میں
 پہاڑوں کی قطار ہے اور اون میں ہرین نافہ دار پیدا ہوتی ہیں اور چونکہ یہ جانور مثل اور ہرن کے
 گلے میں نہیں رہتا اور ایک دو پھاڑوں کی چوٹیوں پر چرتا پھرتا ہے اور ایسے اونچے مکانوں پر
 سکونت اختیار کرتا ہے کہ اوسکی بلندی پرندہ دیکھا نہ جاسکے اور وہاں تک جانے میں ورنہ کا
 کلی جائنہ کو جلائے اور دوندہ کا پانور جا اس جہت سے تحقیقات کما حقہ اوسکی عادات اور
 حرکات کی نہیں ہوتی اور شاید نویں لیکن اہل تبت و تاتار اور خطایون کی روایت یہ ہے اور
 فرنگستان کے پادریوں نے بھی اوسکی صداقت پر گواہی دی ہے کہ ترکیب اس ہرن کی اور
 ہرن کی طرح کچھ ہے اور کچھ بکری کی طرح ہے لیکن سینگ نر اور مادہ کیسیو نہیں اور ڈیل ٹول
 قد و قامت بھی بنگالے کی بکری سے زیادہ نہیں لیکن نزاکت اور چابکی حد سے زیادہ اور سبک و
 اور چالاک و اسقدر ہے کہ ہوا اور بجلی سے اسکی تشبیہ دینی مبالغہ نہیں اور اس ہرن کے مادہ کی فہم
 میں مشک نہیں ملتا اور نر کی ناف پر ایک بھیلی میں مشک ہوتا ہے اب سنا چاہیے کہ خدا
 کریم نے چونکہ ہر جاندار کو اپنی حفاظت جان کی تدبیر سچا دی ہے اس لیے اس ہرن کو سینگ
 کے عوض مشک اوس نے عطا کیا ہے کیونکہ اگر تحقیق ہے کہ جب شیر یا بھڑ پایا اور دوندہ
 خوف اوسکو ہوتا ہے تو مشک کی بو کا بقاء اسے سطر سے چھوڑتا ہوا اگر نر کرتا ہے کہ اوسکا
 من بیخوش ہو کر گر پڑتا ہے اور بعض اوقات اوس بو کی شدت جرات اور بیہوشی سے
 فوراً پھٹ کر مر جاتا ہے اور یہ پہاڑیوں کی روایت ہے کہ غذا حاصل کرنے کے لیے خداوند
 نے اس ہرن کو مشک عطا کیا ہے اور انکے بیان یہ ہے کہ یہ جانور سانپ کو کھاتا ہے

ہنر یا خیر خواہی سرکاری اور کسی امر میں مشہور تھے اور حسب طبع فرنگستان کے شہروں میں ہزار
 وغیرہ ان باتوں کے لیے ہر کار سے یا اتفاق رعایا سے بنائے جاتے ہیں اور حسب طبع خنائین
 ترپولیون کا دستور ہے کہ نام درون کے بقائے نام و نشان کے لیے تیار ہوتے ہیں چونکہ دیوار
 ختا اس جگہ سے بہت قریب ہے اگلے دنوں میں جب چین میں ملکی پادشاہ تھے وہ لوگ
 خوف سے یورش تاتار کے چند قلعے اس جگہ پر حفاظت ولایت کے لیے تعمیر کیے تھے اور
 اب ہر چند بسبب متحد ہونے پادشاہ خطا اور تاتار کے او کی کچھ حاجت نہیں ہے مگر پھر بھی
 وہ عمارت قدیم موجود ہیں اور ان میں بہت سی متعین رہتی ہے کیونکہ دہشتہ ایک بار
 اس صوبے میں ایک اون شہر میں لیکن جنگا ذکر ہوا فقط انھیں کا حال بیان کے قابل تھا
 اس لیے معرض ارقام میں آیا یہ صوبے پچھلی کی سرزمین میں یہ خاصیت زور سے کہ غنصر
 سے تین میں شور ہے یعنی آب و ہوا و خاک میں شوری حد سے زائد ہے چنانچہ بعض پرانے
 میں اگر صبح کی وقت میدان پر نظر کیجیے تو یہ معلوم ہووے کہ ایک سپید چادر کا فرش کو سون
 تک بچھا ہوا ہے اور یہ فقط شوری سے ہوتی ہے جو شب بہر میں جم جاتی ہے اور وہ زمین
 یہ شوری ہے کہ باوجود اسکے کہ غربا نہایت کثرت سے چھوٹے چھوٹے غلیظ اور رنگ کانون
 میں رہتے اور اکثر گھروں میں یہ حال ہے کہ اونکے رہنے والے تمام شب گویا ایک کے اوپر ایک
 پڑے رہتے اور دن کو جب آدھے سے زیادہ اپنے کار بار میں نکل جاتے ہیں تو باقی کو چلنے
 پھرنے کی جگہ ملتی ہے اور باوصف اسکے کہ شہروں کی گلی کو چھ کسافت سے بھرے ہیں
 لیکن با انہم بسبب شوری ہوا کے وبا اور امراض مہلکہ جو دفعۃً اور ملکوں میں دکھائی دے
 اور عالمگیر ہوتے ہیں صوبہ پچھلی میں سچے میں نہیں آتے اور دوسری دلیل شوری ہوا کی
 یہ ہے کہ ہر طرح کے ماکولات پچھین میں بے شرے اور گندیدہ ہووے رہ سکتے ہیں یہاں
 کہ مہلیاں غیر نمک سود دو مہینے تک بازاروں میں فروخت کیو اسٹے رکھی رہتی ہیں اور ہنر
 شرتین تیسری دلیل یہ ہے کہ برس کے نو مہینے پانی شب کو جم جاتا ہے اور اس پانی میں شوری

بھی نسبت اور نابود ہو جاوین اور جس سیاحوں کا یہ بیان ہے کہ حوالی دارالامارۃ کی بستیاں
 میں لاکھوں آدمی ہر سال ایام سرما میں سردی کی شدت سے میر جاتے ہیں اور لباس گرم
 لکھا اور ہنا بچھو انا تک بستر نہیں ہوتا اور نہ کو پلا نہ لکڑی اونکے نزدیک ہوتی ہے کہ اسے
 جلانے کے سختی سرما کو دور کریں اور اگر جنگل میں ہوتا تو وہاں سے غربا لکڑی چن لاتے اور جلانے
 بلکہ سیکڑوں کو اس تک کف دست میدان ریگستان ہے اور علاوہ اس کے چاروں میں مفلسی
 سے اور گرمیوں میں امراض جارہے ہیں کہ جبکہ سبب ظہر اکسافت کوچہ اور تنگی مکانات اور
 ہر گھر میں کثرت باشندوں سے ہے ہزار ہا لوگ ضائع ہوتے ہیں باوجود اسکے آبادی کا وہ
 حال ہے جو مذکور ہوا اب لازم ہے کہ کچھ بیان اول شہروں کا کیا جاوے جو بعد دارالامارۃ
 کے صوبہ چیلی میں قابل تذکرہ کے ہیں یہ واضح ہو کہ دوسرا شہر چیلی کے صوبے میں پوٹین فو
 کہلاتا ہے اور بعد از سلطنت کے اس کا رتبہ معلوم ہوتا ہے اور چیلی کا ناظم ہمیشہ سپہ
 بد و ہاش کرتا ہے اسکی سرزمین بہت لطیف اور زرخیز ہے اور تمام صوبے میں سو اچھپین کے
 ایسی آبادی کسی میں نہیں ہے یہ ہو کین فو تیسرا شہر چیلی کا ہے اور بحر اسکے اس شہر کی کوئی
 دوسری بات مشہور نہیں ہے کہ فیما بین حدود اسی شہر کے تین چن نام ایک دوسرا شہر ہے
 جسکو لازمو مکاری نے بہادر پادشاہ انگلستان کے سفیر نے طول عرض میں برابر لندن کے
 ٹھہرایا ہے حالانکہ خطا کے شہروں میں اس کا رتبہ بہت کم ہے چوتھا عالی شان شہر اس
 صوبے کا چین تین فو کہلاتا ہے اور وہ اس قدر وسیع ہے کہ تین شہر اس کے توابع ہیں اور
 اس کے شمال کی طرف پہاڑوں کی ایک قطار ہے جس میں قہام طرح کی جری بونی پانی جاتی
 دیان میں فو کا شہر قریب بندر کے واقع اور کاغذ وہاں بنتا ہے اور چاروں طرف اس پہاڑ میں
 جس میں تین کے بہتے معدن میں پوشیوں ہوا فو ایک شہر بزرگ اور عظیم الشان ہے اور عمارتیں اس میں
 کثرت سے اور خوبصورت ہیں اور اسے بہت صاف اور وسیع اور ترپو لیے جگہ جگہ نہایت
 پر تکلف ہیں اور یہ ترپو لیے بطور یادگار کے اول لوگوں کے لیے بنے ہیں جو سپا لکڑی یا لکڑی

جگہ جگہ
 لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

لکڑی یا لکڑی

ہر گلی کو چے میں کو تو ال کے پیادے ستین میں تاکہ کوئی شخص فتنہ و فساد اور سپر حلی بے ادبی
 کرنے پاوے اور یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ کمر بن تموارین باندھے اور ہاتھ میں چابک لیے
 کمرے رہتے اور حکم شاہی یہ ہے کہ وہ بے تکلف اور شخص کو مار بٹھین خواہ ادنیٰ خواہ
 اعلیٰ جس سے کوئی حرکت خلاف ادب اور تہذیب کے سرزد ہووے غرض اس نظام
 و انتظام اور ربط و ضبط کے سببے چپین میں یہ امن و امان ہے کہ روئے زمین کے
 کسی شہر میں شاید نہوے اب ذکر سابق سے یہ گمان نکلیا چاہیے کہ چپین میں ہر شخص
 تو گمراہ و رہے یا کسی کو تنگی اوقات نہیں ہے کیونکہ کثرت خلافت کے سببے بیشتر کوئی
 اوقات ایسی ناچاری سے کٹتی ہے کہ غلشی اور تنگ دستی حد سے گزر جاتی ہے چنانچہ خشک
 اور نمک اور کبھی ایک آدھ لسن اور پیانی گره کے ساتھ اونکی غذا برسوں ہوا کرتی ہے اور
 دودھ اور گھی کا ٹوکھا ذکر ہزاروں کی عمر کٹ گئی ہے لیکن روٹی کی صورت اونھوں نے
 نہیں دیکھی بلکہ بعض کے حق میں قحط عام کے ایام باعث مسرت تمام ہو جاتا ہے کیونکہ
 سرکار سے اونہیں کو کھانا ملتا ہے اور اون بیچاروں کی پوشاک کی یہ صورت کہ نیلی مڑائی
 مشابہ غلی کرتے سے موٹی چاک کپڑ کی گلے میں پڑی رہتی ہے اور اوس طرح کا ایک پاجامہ
 اور گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر اور گھاس ہی کا بنا ہوا جوتا چڑھا رہتا ہے اور غالب ہے
 کہ بیان پر سے یہ کرتا اور پاجامہ دم بھر کے لیے برسوں نہیں اور تر تاج تک کہ چھتر و نکی
 فوٹ اور دوسرے جوڑے کی بہت حاجت نہیں ہوتی ہے اور شہر چپین میں گرانی
 ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اہل حرفہ میں سے جو بہت کامل ہیں اونکو اگر آٹھ آنے روزانہ
 کے لیے قریباً ست سچین اور اکثر غریب فقط کھانے کے پڑے پر خدمتگاری کرتے ہیں اور
 یہ سب باتیں غرض سے جو زمین روشن ہیں اسی سببے چانول اور جوار باجرے کے
 سے بہت جاوے بلکہ اطراف ہوا آب کے کانواؤں

بارخانے اوسکے سپرد ہیں جو فسطح کے اندیشے سے ہمیشہ ذخیرہ لائی سے ہم در رہتے ہیں
 دردار الامارہ کے اطراف میں بڑے بڑے دس شہر ہیں جن میں چانول کے گولے بہت
 ہیں اور اور دن کو بھی جمور رکھنا اوسی سردار کے ذمے ہے غرض سچ تو یہ ہے کہ اوس
 حکیم کے پادشاہ کو قبلہ عالم کا لقب تنازیب نہیں دیتا ہے جس طرح خسا کے شہنشاہ کو کیونکہ
 اپنی رعیت کی پرورش اور اوسکی بہبودی کے لیے کوشش کرتے اور سب کاموں سے مقدم
 رہتے ہیں اور اس سے اعظم جانتا ہے اور خط سالی کے ایام میں انبارخانے کے دروازے
 کھلتے ہیں اور لوگ فکر اذوقہ سے رہا اور سب طرح کا خرچ اور خزانہ کی اس سرکار میں
 سے معافی ہوتی ہے اور غنیمت والا شعور یہاں تک اپنی رعیت کے ساتھ فیض خواہندی
 سے پیش آتا ہے کہ خالق کی خشکی کے آثار مٹا دے اور دلی غبار تک نہیں لاتے
 پسین کا ناظم باوجود اس جاہ و جلال کے شہر کو توال کہلاتا ہے اور تمام شب ہرین
 دس کو گشت کرنا ہوتا ہے تاکہ اپنے اپنے پھروں پر سپاہی اور چوکیدار ہو شیار اور اپنے
 کام سے خبردار رہیں اور اسکے تاج کے جتنے لوگ ہیں ایسے ہو شیار اور دیانت دار ہیں کہ
 ان کو کسی طرح کی چوری یا سرزوری کم نہ ہو میں آتی ہے اور اگر کسی نے مہینوں کی بھی اور
 خدمت سے نفرت بھی کہو وہی تو مال کے لیجانے میں سلامت جانا اور جان بچانا محال ہوتا
 ہے پھر رات کے بعد شہر کے سب دروازے جو شہر کے موثر پر واقع ہیں بند ہوتے اور ان پر
 دربان کھڑے رہتے ہیں اور بجز طلب کے یا جو اس کی طلب میں جاتا ہے کسی اور کو مکان
 لیا کہ گذر کرنے دین اور جو لوگ اس طرح جانے بھی پاتے ہیں تو بے شعل کی روشنی سامنے
 اور رست نہیں کرتے پائے اور یہ بھالو روق شہر میں تمام روز شور و غوغا سے جھڑپا کرتا
 ہے کہ بوجہ غوغا و نشان ہو جاتا ہے کیونکہ شاہی پیام ناچ رنگ کھانا پینا محل محاسل و ہر طرح کا
 چوپا پھر شہر کے اوپر ہی تمام ہو جاتا ہے اور بعد دروازوں کے بند ہونے کے کسی کی محال
 نہیں کہ دروازے کے باہر قدم رکھے یا اپنے مکان میں بھی ٹل غوغا مچا دے اور دن کو بھی

بمجرّد ایک ہی نگاہ کے دیا اور صحرا اور کُتبار اور باغ اور چمن اور سنہرا راز اور جہان کے تمام منظر
 حسد کی کیفیت معلوم ہوتی ہے غرض جب دفتر دوم میں چین کے باغوں کی حقیقت
 بیان ہو ویگی اس جگہ کی کیفیت تحریر میں آئیگی۔ شہر چین میں مین لاکھ سے زیادہ باشندے
 ہیں بلکہ بعض اویوں کی روایت ہے کہ تیس لاکھ ہیں غرض اس حساب کو وہ شخص مبالغہ
 نہیں سمجھیکا کہ جو اس شہر میں ایک دفعہ بھی بھرا ہوگا خلاصہ یہ کہ اوس نوکوس کے دائرے
 میں ایک خطائی عورت کی صورت نہیں دکھائی دیتی ہے اور صرف مردوں کی ہفتہ
 کثرت ہے کہ شانے سے شانہ چلتا ہے اور حسب طرح دوسرے ملکوں میں میلے بھیلے
 کے دنوں میں جمعیت ہوتی ہے اور جگہ کی تنگی کے سبب ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے
 چین میں ہر روز ویسی ہی کثرت ہے اور جب کہ اس کثرت میں بجز چند مستورات تیار
 کے کسی اور عورت کی صورت دکھائی نہیں دیتی تو قیاس کے لئے کافی ہے کہ زن مرد
 ملا کے کتنی خلقت ہوگی کیونکہ بجز تبت کے جہاں خلقت مرد کی عورت سے سہ گونہ زائد
 ہے ہر ملک میں عورت کی کثرت مرد سے زیادہ ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہاں بھی مستورا
 نوکوسے زائد ہونگی غرض جب کہ سواری پادشاہی امرایا شہر کے کبرا کی جلوں کے ساتھ شہر
 میں نکلتی ہے اوس وقت خلق کی ایسی بھیر ہوتی ہے حسب طرح چوٹیاں ماند سے نکلتیں ہیں اب
 یہاں کوئی گمہ سکتا ہے کہ ایام قحط میں اس شہر میں بڑی تباہی ہوتی ہوگی کیونکہ جس
 صوبے میں اتنے لوگ ہوں اور وہاں الانج کی سپدائشیں بمطابق خرچ کے نہ تو پھر وہاں کی
 تباہی کا کیا پچھنا ہے لیکن اوسکا جواب یہ ہے کہ فقور نے ہمیشہ کے لئے ایسا بندوبست
 کر رکھا ہے کہ اگر آٹھ برس تک بھی برابر قحط رہے تو چین اور چاروں گرد کی لہتیوں
 باشندوں کو سرکار سے برابر خوراک پہونچائی جاسکتی ہے غرض اس فیاضی کا حال آگے
 چل کے کہلے گا خصوصاً دفتر دوم میں اسکا بیان تفصیلاً مرقوم ہے۔ ماسچو کی قوم سے
 ایک سردار تاروزی شہر عالی وقار توچین کے شہر کی کوتوالی کا عہدہ ہے اور پادشاہی

اور بندوبست ولایت کا دولتانہ فغفور کا واقع ہے ہر چند کہ یہ جگہ عین شہر کے درمیان
 پر صناعی اور کاریگری کی بدولت باغ اور صحراؤں کی فضائیت اور سبزہ اور آب و ہوا
 کیفیت وہاں حاصل ہے چنانچہ ایک نہر فغفور کے دولتانے سے نکلی ہے جو آب زلال
 لبیب بہتی ہے اور دونوں کنارے کی زمین میں کیسی طرف سبزی لہک اور کھین پھولوں
 ہلک کسی جازنگت گل کا ڈھڈھاپاں اور کسی جانب ریحان اور سنبل سے کیفیت چمن اور
 پانی کی لہر سے دل لہراتا اور دہر سبزے کی بہار سے جی بھر جاتا نہر میں پانی کا زور و رختوں
 چریوں کا شور اور ہر شیلے کا مزہ اور او دہر دھن کوہ کی فضا غرض عجب طرح کی کیفیت تمام
 صبح و شام حاصل ہے کہ جسکی تعریف میں کلام نچتون کے بھی خام ٹھہرنے اور بیان
 کا ملون نام دہرے جاتے **لظاہمی** سوادش ز بس سبزہ و مشک بید چو باغ ارم
 نبش صد امید بہشتی شدہ بیشہ پیراش دگر گوشے بستہ برداش پڑتہ و دراج و
 کبک و تدر و نیابی تھی سایہ بید و سرو پگر اندہ بومش بر آسودگی پڑ فروشتہ عماش
 ز آلودگی پڑ ہمہ سال ریحان او سبز شلخ ہمیشہ در و ناز و نعمت فراخ پڑ زمینش با بے غشتہ
 اند پڑ تو کوئی در و زعفران کشتہ اند پڑ خرامندہ بر سبزہ آن زمین پڑ خیالی نیابی بخر خوری
 اور لطیف تر یہ ہے کہ اون سب تکلفات پسندیدہ میں بسیا خستہ پن پایا جاتا ہے اور اس
 بے تکلفی میں بھی ایسا تکلف ہے کہ اوسکی تعریف ہو نہیں سکتی کیونکہ کمال تقلید کا یہ ہے کہ
 ہو ہو اصل معلوم ہو وے اور یہ بات اس چار دیواری کے درمیان اتنی پائی جاتی ہے
 کہ سیکو یہ تمیز نہیں ہونکی کہ لقی و دق شہر کے اندر دھات اور صحرا کی کیفیت فقط حکمت اور
 صنعت کے رو سے میرے بلکہ ظاہر اسباب سے یقین ہی ہوتا ہے کہ ایک صحرا میں
 عمارتیں بنائیں گئی ہیں اور کئی بڑی بڑی جھیلیں آئین کھدی ہوئی ہیں جسکی خوبیان قابل دید
 و شنیدہ میں القصہ ان جھیلوں کے درمیان جو صناعی جزیرے بنے ہوئے ہیں اون پر
 فغفور کی محاسن اور دولت خانے ایسے موقع کے ساتھ واقع ہیں کہ اونکے اوپر سے

مملکت ختائین اس پیشے کے لوگ کثرت سے ہیں اور مردوں کی قدر و تعظیم جو ختائین
 کی جاتی ہے رو سے زمین پر کسی نہیں ہوتی اوسکا حال شرح وارد دوسرے دفتر میں بیان
 ہوگا چچین کے شہر کی دو قسیم کی گئی ہے ایک کا نام ختائی شہر اور دوسرا تاتاری شہر
 کہلاتا ہے اور مورخوں میں اختلاف ہے کہ کس عہد میں یہ دو قسیمین شہر کی ہوئیں بعضوں
 کی روایت یہ ہے کہ جب جس ملک میں مغلوں کی سلطنت تھی اتیرہ سو سچی میں قائم ہوئی
 اوس قوم کے جتنے لوگ تھے اہل چین سے الگ ایک جگہ جدا بود باش کرنے لگے چونکہ
 اوس محلے کی عمارتیں اونھوں نے بنائیں تھیں اس لیے اوسکا مسکن اوسکے نام سے
 نامزد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب مانچو تاتار کا دور ہوا جن کے خاندان میں بالفعل ہانگی
 سلطنت ہے اون کے رہنے کے لیے شہر کا ایک قطعہ ختائیوں سے الگ قرار دیا
 اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چچین کا نصف شہر تاتاری کہلاتا ہے اور ایک دیوار اونچی اور
 چوڑی اوسکے چاروں طرف گھینچی ہوئی ہے تاکہ علیحدگی صاف معلوم ہو اور یہ حصہ
 چچین کے شہر کا نہایت آراستہ اور پرستہ ہے دارالامارۃ کے شہر کی راہ میں چوڑی
 اور سنگی بنی ہوئیں اور دوکانیں بوقلمون ساتھ ایش گوناگون کے سجدی ہوئیں ہیں لیکن گلی
 کو چھ کا حال تباہ ہے یعنی بیشتر مقام پر بستگی کے صرف ایک آدمی کے جانکی راہ
 ہے اور کہیں کہیں ایسی تنگی ہے کہ اگر راہ چلنے والے ادھنے بائیں ہاتھوں کو پھیلاتے تو دونوں
 پہاڑ کے مکانات چھوے جائیں اور چونکہ کلیان کچی میں گرمیوں میں گرد و غبار سے اور
 برسات میں کیڑے لوگوں کو سخت حیرانی ہوتی ہے شہر کے نو دروازے نہایت انداز
 اور اون میں سے جنوب کی طرف تین قریب قریب واقع ہیں اور بیچ کا دروازہ مغفور کے
 رہنے کے قصر عالی اور محل سرا اور دیوان خانے اور محکومات سلطنت کا ہے اور یہ سب
 عمارتیں ایک باہر میں بلکہ مغفور کے ہر طرف کے علاقہ دار اوسی ایک دیوار کے احاطہ میں
 رہتے ہیں اور اوس عرصے میں جو اڑھائی گوس کا ہے سارا کارخانہ نظام انتظام مملکت

ایک چوٹی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اور سارے شہر میں ایک بھی ایسی عمارت نہیں
 کہ جسکی بلندی شہر پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص جنہ
 شہر پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دیجاوے تو یہ سمجھے کہ کسی میدان وسیع میں دیوار کھینچی
 ہے اور بڑے بڑے برج و تہ خانوں کی مانند جگہ بجگہ بنے ہوئے ہیں لیکن جب وقت صدر دروا
 کے اندر قدم رکھیکا تو شہر بارونق اور پر تکلف دکھائی دیکھا عین شہر کے بیچ میں سے ایک
 چوڑی سڑک گئی ہے اور دورویہ دوکانیں ہیں جس میں ہزاروں طرح کی جنس تجارت کی چنی ہوئی
 ہیں اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیل پانے کوئی سنہرے کوئی روپے صیقل کے ہو
 اور اوپر اوسی دوکان کی چیزوں کی فہرست اور بیچنے والوں کی طرف سے اونکی تعریف
 لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دوکانوں کی دیواریں اقسام طرح کے رنگ سے رنگی ہوئیں ہیں
 اور ہر پیل پانے پر جھنڈیاں طرح طرح کی اوڑنی رہتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے
 دونوں سمت کیفیت باغ و بہستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے ششوی
 دوکانیں قطعاً ہر سو نہیں پڑھیںے سے انواع خیرین جن میں کسی سمت میتوں کا بازار ہے
 کسی جا پہ پھولوں کا انبار ہے پھٹھائی کی دوکان پہ کیسے ہجوم پاس شہد پر جیسی کرتی ہے
 رومیان ہے بچپا برگ تان سے جان بے نیچتا جہاں عطر و الون کی دوکان ہے
 مان محط دل و جان ہے پھٹھلوانے عجائب دھرے یکطرفہ غم دل جسے دیکھ
 ت پھو اہر کی دوکان پہ ایسی چمک کہ خود جو ہر دین میں نہیں دیکھ کہیں
 کی پوشاک ہے کہ شائق کا دل اوسپہ صد چاک ہے پھوئی شب تو پھر ہے
 غرض جتنی خیرین دوکانوں میں چنی ہوئی ہیں اون میں سے تابوت
 کے صندوق میں جو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعجب کرتے ہیں

ایک جوہلی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اور سارے شہر میں ایک بھی ایسی عمارت نہیں ہے
 کہ جسکی بلندی شہرِ پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص جناب کو
 شہرِ پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دی جاوے تو یہ سمجھے کہ کسی میدانِ وسیع میں دیوار کھینچتی
 ہے اور بڑے بڑے برج تو بتانوں کی مانند جگہ جگہ بنے ہوئے ہیں لیکن جب وقتِ صبح دروازے
 کے اندر قدم رکھیں تو شہرِ بارونق اور پر تکلف دکھائی دیکھا عین شہر کے بیچ میں سے ایک
 چوڑی سڑک گئی ہے اور دورویہ دوکانیں ہیں جس میں ہزاروں طرح کی جنس تجارت کی جاتی رہتی
 ہیں اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیصلے پانچ کوئی سنہرے کوئی روپے صیقل کے ہوئے
 اور اوپر اوسے دوکان کی چیزوں کی فہرست اور بچے والوں کی طرف سے اونکی تعریف
 لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دوکانوں کی دیواریں اقسام طرح کے رنگ سے رنگی ہوتی ہیں
 اور ہر پیل پائے پر جھنڈیاں طرح طرح کی اوڑنی رہتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے
 دونوں سمت کیفیتِ باغ و بہستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے **مشہوری**
 دوکانیں قطعا ہر سو نہیں دیکھنے سے انواعِ خیریں جن میں کسی سمت میں تو کا بازار ہے
 کسی جا پہ پھولوں کا انبار ہے ہٹھائی کی دوکان پہ کیسے ہجوم پکس شہد پر جیسی کرتی ہے
 جھوم ہٹھائی جو فرما دلہ دھرے تو شیرینی سے دل اپنا کھٹا کرے کوئی
 سخی روپاں ہے بیچتا ہر گان سے جان بے نیچتا جہاں عطر والوں کی دوکان ہے
 تو پھر وہاں معطر دل و جان ہے کھلونے عجائب دھرے یک طرف غم دل جسے دیکھ
 ہو برطرف ہو اس کی دوکان پہ ایسی چمک کہ خود جوہروں میں نہیں وہ دمک کہیں
 طلسم حین کی پوشاک ہے کہ شائق کا دل اوسے صد چاک ہے ہوتی شب بھر ہے
 عجائب سما کہ کیسے منور زمین آسمان پر غرض خوبیاں ایسی اسے دہیں کہ نہ کہیوں کہ آخر
 ہے بازار چین پر غرض جنی خیریں دوکانوں میں جاتی ہوئی ہیں اول میں سے تابوت
 بنانے والوں کے صندوق میں تو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے تمام

اور بیارلیون کا مجمع اور فوسیلہ دریا خصوصاً بذریعہ نہروں کے وہاں تک پہنچنے میں
 وقت اور کلفت کم ہوتی ہے اس سبب سے چھیلی کے لوگ قحط کی صورت بدخواہی میں بھی
 نہیں دیکھتے ہیں اس شہر کے باشندے صاحب علم یا اہل حرفہ کم نکلتے ہیں لیکن لڑائی جھڑپ
 کے قابل خوب ہوتے اور دونوں قوتیں جو سپاہی کو لازم ہیں اور دونوں ان کے سپاہگری
 میں خامی اور ناتمامی رہتی ہے یہاں کے باشندوں میں پائی جاتی ہیں یعنی طاقت جسمانی
 اور قوت طبعی کیونکہ اگر پہلی قوت نہ ہو تو لڑائی کی ضروری ورزشوں میں قصور پایا جاوے
 اور باوا مارنے اور کشش و کوشش کرنیکی توانائی نہ ہوے اور دوسری قوت جب تک
 نہیں ہوتی ہمت اور جفاکشی اور بھوک پیاس کی شدت کی برداشت اور میدان جنگ
 میں زخموں سے بغلیگری اور موت سے چارپیشی کرنی غیر ممکن ہوتی ہے الغرض چھیلی کے
 باشندوں میں یہ دونوں قوتیں ہیں اور جنگ و جدل کی طرف طبیعت ان کی بہت میلان
 کرتی ہے لیکن کسب علم میں توجہ کم ہوتی ہے وازالہ بارہ چھپین کا شہر بہت بڑا ہے اور
 اور شکل میں کجستطیل نوکوس کے عرصے میں ہے اور شہر پناہ کی دیوار میں ہاتھ سے زیادہ
 اونچی اور زبردیوار ایک چوڑی اور گہری کھائی گھدی ہوئی ہے اس دیوار کے اوپر شہر
 گرنے کے فاصلے پر چاروں طرف برج ہیں اور ان کی بلندی دیوار سے ستائیس ہاتھ اونچی ہے
 اور ہر برج کے دو طبقے ہیں پہلے میں تو میں چٹی ہوئی ہیں اور دوسرے طبقے میں پھر چوکی کے
 سپاہی رہتے ہیں شہر پناہ کی دیوار کی نیو شہر ہاتھ چوڑی ہے اور فصیل کے اوپر اتنی ہے
 کہ بارہ سوار ملے ہوئے اوپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں جس وقت کوئی مسافر فرنگستان کے کسی
 شہر کے قریب آن پہنچتا ہے تو بڑی عمارتیں شاندار اور گرجوں کے منار دور سے دکھائی
 دیتے ہیں اور علی بن ابی القیاس اہل اسلام کے شہر چنانچہ سطنطنیہ کے نزدیک جب آدمی پہنچا
 کہ گنبدین اور بالاخانوں کی چھتیں اور مناروں کی چوٹی پہلے دکھائی دیو گی مگر
 اسکے برعکس ہے یعنی جب تک شہر پناہ کی دیوار اور دیوڑیاں طے نہیں ہو

کس ۱۱
جہاں اسے برادر نہ نماذہ کس ۱۱ دل اندر جہاں آفرین بند و بس ۱۱

باب دوم

بعضے مورخ خطا کے ملک کو پندرہ صوبوں میں اور بعض سولہ اور بعض اٹھارہ میں تقسیم کرتے ہیں لیکن اس اختلاف سے کچھ قباحت واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے تحقیق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگوں نے ان باتوں میں تردد کیا انھوں نے یہ کہا ہے کہ حقیقت اس سلطنت باعظمت کی قسمت پندرہ صوبوں میں کرنی درست ہے۔
پہلا صوبہ پچلی کہلاتا ہے اور دارالامارت پچین او میں واقع ہے جسے سردار تارکادو وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کیا کہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطایوں کا بلوہ عام ہو سکے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیل نہوئی مگر موسم گرما میں فغور واسطے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہر جی، ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل جہت آگین سے خطا اٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جارون کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولہا کے پچین میں تشریف لاتے ہیں پھر اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچیم کی طرف صوبہ شان سیا کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کف دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقص و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچین کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

نیز صوبہ پچلی

صوبہ پچلی

صوبہ پچلی

ہے مہتاب ہر چند عالم فرور
چہ خوش گفت گویندہ نیکمرد

وے بے حقیقت ہے ہنگام روز
خدا پنج انگشت یکسان نکرد

الغرض چین کا نام جو اکثر زبانوں میں اندک تغیر اور تبدیلی کے ساتھ مروج ہے فتنہ الون
سے سن نے میں آیا اور بعض خطائی مورخوں نے یہ بھی مذکور کیا ہے کہ فغفور چنگیچ ہو انگلی
نے بنگالے کی طرف ایک جنگی بہر بھیجی تھی اور وہ بہر جن ملکوں سے گئی وہاں شہرت اوسکے
نام کی پھیلی لیکن بنگالے کی کسی تاریخ کی کتاب میں اوسکا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی تذکرے
میں اسکا مذکور ہے اور قیاس سے بھی دور ہے کہ وجہ تسمیہ کا شہرہ اس جہت سے ہو
غرض یہ امر واقعی ہے کہ اوس مملکت عظیم الشان کا نام و نشان ہمیشہ سے نزدیک دور
مذکور ہے چنانچہ ایام قدیم سے حکمت چین اور حجت بنگالہ عوام الناس میں ضرب المثل ہے
خاص ملک چین کی سرحد شمالی پر ملک تاتار واقع ہے اور مشرق پر بحر چین اور مغرب کو ہندوستان
اور صحرا اور بیابان تبت اور جنوب میں بحر محیط اور ملک مانگین اور فتنہ اور دیو اخطا سے
سمندر تک جو شمالی اور جنوبی سرحد میں خاص ولایت چین قریب آٹھ سو کوس طول میں اور
مشرقی سمندر سے سرحد تبت تک ساڑھے ساڑھے سو کوس عرض میں ہے مگر فغفور کی عمارت
کی وسعت اس سے کہیں زیادہ ہے اور وقعت بیان میں نہیں سکتی اور اوسکا حال تفصیلاً
آگے چل کے کھلے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہاں اتنا ہی کافی ہے کہ اسکنہ رومی اور دارا اور
قیصر کے تابعدار اتنے بندہ خدا کہی نہیں تھے اور نہ اس وسعت کا ملک اوسکے زیر فرمان
تھا اور نہ کیسی سلطنت کو ایسا قیام ہوا جیسا کہ اس جہان حادث پر عوالت میں مملکت
خطا کو دوام ہوا **مثنوی مولفہ** دلا ملک دنیا پر مست جی لگا کہ پل بھر ہیں سب کچھ
یہ ہو گا فنا نہ دارا نہ اور نہ وہ داوری نہ وہ حشمت جاہ اسکندری نہ قیصر نہ اور نہ قیصر شہری
نہ وہ ماکت فیروز نہ وہ جی کہ کسی کا نہ ٹھہرا بیان پر قدم نہ کا و سب کسری نہ خسرو نہ جمہور ملک خطا کہ
ایک حال پہ گزرتا دواپ ڈر نہ کہہ اگر اس کا نہ جونی پر اسے تو دم بدم میں کچھ اور ہی کر دکھائے

۱۱
ان اسے برادر نہ مانندہ کس بد دل اندر حجاب ان آفرین بند و بس

باب دوم

میں موج خطا کے ملک کو پندرہ صوبوں میں اور بعض سولہ اور بعض اٹھارہ میں تقسیم
ہیں لیکن اس اختلاف سے کچھ قباحہ واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے
بق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگوں نے ان باتوں میں تردد کیا اور بھولنے
پا ہے کہ حقیقت اس سلطنت باعظمت کی قسمت پندرہ صوبوں میں کرنی درست ہے
ملا صوبہ پچھلی کہلاتا ہے اور دارالامارت پچھن او میں واقع ہے جب سردار تارا گادو
مان ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے
بے رہے اور اگر خطایوں کا بلوہ عام ہوئے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب
وسکی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف مشاجب بھی بیت سلطنت کی تبدیلی
نھوئی مگر موسم گریا میں غفور واسطے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہر جی، ہول واقع
سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے معتدل و
آگین سے خط اوٹھاتے اور شکار کھیل کرتے اور جاڑوں کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولہا کے
پچھن میں تشریف لاتے ہیں پس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں
صوبجات شانٹون اور ہونان اور یورپ کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شان
کے پہاڑوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کف دست کے
برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے
مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے
غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں
بود و باش کرتے ہیں انکی غذا کی صورت ایسی ناقص و ناقابل زمین سے میسر نہوتی
لیکن چونکہ پچھن کا شہر پائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجارت

تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

چین تاریخ دانی کے مفقورون پر واضح ہے کہ ایام قدیم سے مملکت وسعت آگین چین کا نام اور وہاں کی صنعت اور حکمت کا شہرہ تام ہر اقلیم میں تھا لیکن سبب ہونے راہ و رسم اوس ملک کے لوگوں سے کوئی عقدہ وہاں کے نفیر و قطمیر کا کہی کسی پر نکھلا اور جو کہ کہ اچھا نا کہین ظاہر بھی ہوا تو لوگ اوسے فسانہ عجیب حکایت غریب سمجھے یہاں تک کہ عاقل اوسے باور نہیں کرتے تھے اور اہل خبرت اوس پر کان نہیں دہرتے اور چونکہ اہل خطا اجنبی کی صورت سے نفرت کرتے اور خود بھی خطا جہتہادی سے کسی اقلیم کی سیر کو بے کفایت سمجھتے تھے اس لیے اپنے ملک کو جس طرح لشکر کے قلب میں پادشاہ ہوتا ہے عین وہاں زمین میں واقع جانکر بقلب چنگوی یعنی سلطنت درمیانی نامزد کرتے اور کہتے تھے کہ اوس کے ملک کی چاروں طرف اور سب ولایتیں مثل خراسان کے اس بے حقیقتی کے ساتھ واقع ہیں جیسے آفتاب کے گرد ستارے غرض غرور اور جہل اس خیال کے باعث تھے پر جب تجارت کے وسیلے سے اہل خطا کو عرب اور فرنگستان کے لوگوں سے راہ و رسم پیدا ہوئی اور اوان ملکوں کی خوبیاں اوس دیا میں مشہور ہوئیں جب اونکی یہ کج فہمیاں دور ہوئیں ملو لفظ

مہر پر نہ بھول اپنے اسے پر مہر	کہ تو ہے مہر سے بھین بھین
گلستان میں ہیں پھول اقسام کے	مگر ایک سے ایک ہیں کام کے

۸
علمای ہندوستان کی لاعلمی ملک ختا کے باب میں باقی نہیں رہی اور کوئی خبر ضرور
دست کے احاطے سے باہر نہیں چھوٹ جاتی لیکن اگر میرے اتنے خون جگر کھٹکا
بعد بھی کوئی امر قابل الذکر ہو اور خطا مندرج نہ ہو اور اب ادراک کو یہ تاریخ چین
کمترین کی خطا پر چین پر چین اگرے تو غدر بندے کا یہی ہے۔ مصرع کہ ہر سچ نفس لاش
خالی از خطا نبود مگر بس کشور ختا کے بیان میں جو خطا واقع ہوئی ہو عطا او سکون معاف تہا

بیان پر تفصیل وار مکتوب میں پورا ان حالات کے خدائیوں کے علوم اور فنون اور مذہب
 اور حکمت علمی کے تینوں بات تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن جو اس ملک
 ختم ہیں اور علم ریاضی کے تمام اصول یعنی چاروں فن ہندسہ اور حساب اور ہیت اور موسیقی
 اور علم ریاضی کے فروع یعنی علم جبر افعال اور جبر الما و نیر خجائے وغیرہ سب کا احوال اسی
 دفتر میں درج ہے اور فغفور کی افواج خشکی اور بحری اور کوتوالی اور ضبط و ربط کا ذکر تفصیل
 کے کیا گیا ہے اور خاتمہ دفتر دوم کا خدائیوں کے فضائل اور زرائع کے بیان میں ہے لیف
 کی دانست میں کوئی بات ادنیٰ اسی خبریات سے بھی جو قابل بیان کے دکھائی دی ہے
 نہیں چھوٹی اور غالب ہے کہ جو بزرگواران دو دفتروں کو ملاحظہ کریں گے وہ کشور خدائی حالات اور
 دستورات اور کلمات اور عجائبات سے استعجاب و اذیت ہو وینے کے کہ بدون تکلیف سفر و بیخ
 سیاحت ملک خدائی سیرانی آنکھوں سے کریں گے غرض پہلی جلد میں یہ دو دفتر مرتب ہیں اور
 دوسری جلد جو ہال آئینہ میں چھپائی اوہیں تین دفتر مرتب ہیں اور پہلے دفتر میں خدائے
 پادشاہوں کا تذکرہ حضرت نوح کی وقت سے ۱۲۰۰ سال تک ہے اور اوس قدیم ایام یعنی نوابی
 دنیا سے آج تک ہر فغفور کی عادات اور حرکات و سکنات اور مملکت خدائی حالات ہر ایک کے
 خمد دولت میں شرح و اربیان ہے اور اس دفتر میں تاریخ کے سوا چند نصیحت موقع موقع پر
 قلمبند ہے تاکہ کم سن اور ناتجربہ کار پر ہننے والوں کو راہ و دنیا داری کی معلوم ہو وے اور
 اسی خیال سے فغفور کے خانوادوں کی ترقی اور تنزلی کے اسباب با تفصیل مرقوم ہیں اور
 اس جلد کے دوسرے دفتر میں ملک ختن اور تبت اور پاچین اور جتنے ملک اور جزائر کہ
 باج گذار یا فرمان بردار ملک خدائے ہیں کیا ذکر نہیں چھوٹا ہے اور تیسرے دفتر میں اوس
 لڑائی کا احوال ہے جو خدائیوں اور انگریزوں میں بالفعل ہوئی ہے الغرض اس دفتر سے
 ملاحظہ سے اصل حقیقت اس تالیف کی ظاہر اور یہ بات سب پر باہر بیشک ہوگی کہ کستہ
 محنت اور سعی سے یہ نسخہ مرتب ہوا اور اتنی باتوں کا مجموعہ بنایا گیا کہ اسکے دیکھنے سے

کا یہ طرز ہووے تو شکایت کی جا نہیں ہے کہ اتنا عرصہ ہوا بلکہ بعض دوست جو راقم کے عمدہ
 شہرچی کے کثرت کار سے واقف ہیں انکو تعجب یہی ہے کہ کیونکر اتنی بڑی تاریخ اس قلیل فرصت
 میں بغیر کسی شخص کی مدد کر نیکی لکھی گئی یہاں تک کہ چھاپے کی وقت طبع کی صحت بھی جو اکثر دفع
 دوستوں کے ذمے یا چاکرون کے سپرد اہل تصنیف اور تالیف کرتے ہیں راقم سے بالکل متعلق ہی
 ذیل میں ذکر دونوں جلدوں کے مادہ کا مندرج ہے اور اس کے ملاحظہ سے معلوم ہووے گا کہ نام اس
 کتاب کا اختصار کے لئے صرف تاریخ چین لکھا گیا ہے والا تاریخ کے سوا اس مملکت عظمت
 کی بالکل حقیقت اور جغرافیہ شہر اور پرگنہ اور ہر صوبے کا ساتھ تصریح کے مرقوم ہے یہاں تک
 کہ ختائیوں کی زبان جو اس قدر اداق ہے اس کی حقیقت اور محال کر نیکا طریق بیان میں آیا ہے
 حالانکہ تاریخ نویسی سے اور ان سب باتوں نے زیادہ نسبت نہیں ہے جلد اول میں دو دفتر ہیں پہلے
 دفتر میں ختا کے پندرہ صوبوں کا جدا جدا بیان ہے اور ہر صوبے کے نفس حیوانی اور نباتی اور
 جمادی کا احوال اور ہر شہر کی تجارت اور خرید و فروخت اور عجائبات طبعی اور صناعتی کا ذکر
 اور ہر صوبے زمین کی جماعت و قابلیت اور زراعت کی حقیقت اور اس کے پاندون کی طبیعت و جبلت اور وہو
 علم و ہنر کا بیان ہے سوا اسکے مغفور ختا کو ہر صوبے سے جو آمدنی کہ محصول جناس تجارت
 اور خراج زمین اور محاصل ملک ہے سب کا حساب اس کتاب کے پہلے دفتر میں تفصیلاً لکھا گیا
 سوا ان باتوں کے بہت سے جزویات کی خبر دی جاتی ہے جس کا فقط اشارہ اگر کیا جاوے تو یہ
 فہرست زیادہ طول کھینچے اور اپنی حد سے گزر جاوے پہلی جلد کے دوسرے دفتر میں نظام ملک
 اور بند و بست سلطنت کا احوال بالتفصیل ادنیٰ سے ادنیٰ عمدہ دار کے اختیار سے درج ہے
 مغفور کے دستور العمل تک ساتھ شرح و تفسیر کے مندرج ہے اور چہ محکمے جو امر اور وزیر کے
 بین کی حکومت کمان تک ہے اور آئین سلطنت اور ضوابط عدالت دیوانی اور فوجداری
 کی خبر تفصیل تمام زمین مذکور سے علاوہ اسکے ختائیوں کے بالکل رسومات کتدائی اور تہنیر
 اور زمینیں

صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملے کہ توجہ اسکی طرف کی جاوے فسانہ لکھنا ہو تا تو تمام دن کی سرکاری محنت کے بعد اسکی تصنیف میں صرف اوقات شغل صرف وہ تصور کیا جاتا کہ چونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اور سکے بیان میں کرنا دشوار نہیں ہے مگر تاریخ نویسی کی چیز ہی اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اردو میں ہوتی تاہم کوئی ایسی یادہ شکل پیش نہیں آتی کیونکہ جس حال میں کہ اصل سے کبھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اسے ہو تا، اور تلاش اور جستجو کی حاجت یاد دوسری کتابوں کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور بالکل کی روایتوں کو مطابق دینے یا غور و تامل کر نیکی ضرورت نہیں ہوتی ہے غرض اس تاریخ کی ترجمہ کی یہ صورت ہوتی کہ باوجود دیگر راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق اس عالم کا رہا ہے لیکن با اینہما جب قصد مملکت ختم کی تاریخ لکھنے کا حکم ہوا تو اٹھائیس پچیس برس کئی زبانوں میں جنکی بیانیوں سے جلدیں ہیں حج کی کتین اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت تامل کے ایک دفعہ دیکھ کر ملاحظہ ثانی کرتے وقت تین مقامات قابل یاد کے تھے ان کا خلاصہ لکھ لیا گیا اس کے بعد تمام مادہ آمل اور فرع میں تقسیم کیا گیا اور اسکی تحریر شروع ہوئی بغرض اس تاریخ کو ترجیح نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان میں کسی زبان میں نہیں ہے محنت جو اس تاریخ میں راقم نے کی ہے اگر نفع کا حال بیان کیا جائے تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی وقت سے واقف نہیں حل لاف زنی پر کریں گے لیکن چونکہ اہل خرد کے نزدیک حقوق کے انہار میں اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہیں ہے اسوجہ سے جہاں متوالف کو یہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کی وقت کوئی امر ہے تمام تاریخوں سے رجوع کرنے اور اکثر میں تطابق پانے کے نہیں لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخوں میں مذکور ہو نیکی خلاف قیاس کے معلوم ہونے پر نہیں کی گئی اور جس صورت میں کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو ساقی اس کے سبب شک کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل میں وجہ اس امر کو سمجھنے کی باوجود راقم کے شبہ کریں گے تو مجال فکر اور غور کر نیکی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال آجنت کا

اتنا ملکہ اس غیر زبان میں پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت بے ہندوستانی کی مدد کے لکھتا ہوں لازم ہوا کہ ایسی عنایت اور محنت کے عوض میں کوئی ایسا تحفہ ان کے مذکور کہ جس میں اگر دوسرا تکلف نہ پایا جاوے تو اتنا تو ہو کہ مادر اور نایاب ہووے القصہ جو وقت کہ بازیچہ گردون نے مجھے اپنا تماشا دکھایا اور دست تقدیر نے کلکتے میں دوبارہ پہنچایا اسی فکر میں تھا کہ ایک ذریعہ ناچیز صنعت جو ہر خالق و انشئندوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے وہیں کے بچوں کی بوسے دماغ عقل کو معطر کر رہا تھا کہ اتفاقاً ادھر ادھر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان میں کشور خٹا کا ذکر آیا اور وقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اس مملکت بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران و ہندوستان کی کسی بانی نہیں لکھی گئی اس لیے ہندوستان کے علماء و محققین بھی بننے کے حال سے زیادہ غفیت نہیں ہے یہ شے ہی میرے خیال میں آئے کہ اگر کوئی ایسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ سبیل جمال و سلیکے کے جوہر و کمال کو شامل ہووے تو نہایت مفید اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے بہتر کمان نہیں جو کہ سلاطین کے وفیض و کمال کے حضور میں اوسی دیا کہ یہ ادنیٰ اور کم مایہ رعیت مثل پیشکش حاضر کرے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ خطا کا حال بالا جمال نگری زبان میں نہیں ہے اہل فرنگ کی دوسری زبانوں میں جو راویوں کی روایت اور سیاہوں کی سیاحت کے حال میں مرقوم ہو چکا اور نہایت ضرور ہوا اور نہ نقشہ جوہدے نے اس تاریخ کا کیا نام تمام رہتا اور خبر و گل کا بیان نہوتا الحمد للہ کہ اب پہلی جلد چھپ کر اون بزرگواروں کے حضور میں پیش کی جاتی ہے جنہوں نے اشتہار کے چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خریداروں کے زمرے میں داخل کر کے راقم کو ممنون احسان فرمایا تھا غرض چونکہ جب اس کتاب کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سال گذشتہ یعنی ۱۲۷۷ھ کے اکتوبر مہینے میں غالب طبع سے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کہ راستے عرصے کے بعد چھپی ہے اس وجہ سے سبب دیر اور توقف کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے اشتہار اور زونہ کے عشرہ بھی نہیں گذر رہا تھا بلکہ اکثر جاگ رہے ہوئے بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے حکام باہتمام نے راقم کو مدعو و مترجمی میں مقرر کیا اس سبب فرصت کی قلت ایسی ہوئی کہ سب

صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملا کہ توجہ اسکی طرف کی جاوے فسانہ لکھنا ہوتا تو تمام دن کی سرکاری محنت کے بعد اسکی تصنیف میں صرف اوقات شغل حسبِ ہر روز تصور کیا جاتا کیونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اور سکے بیان میں کرنا دشوار نہیں ہے مگر تاریخ نویسی کچھ خیر ہے اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اردو میں ہوتی تاہم کوئی ایسی یادہ مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ جس حال میں کہ اصل سے کبھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اور سکے ہوتا ہے اور تلاش اور جستجو کی حاجت یاد دوسری کتابوں کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور بالکل کی روایتوں کو مطابق دینے یا غور و تامل کر نیکی ضرورت نہیں ہوتی ہے غرض اس تاریخ کی ترقیم کی یہ صورت ہوتی کہ باوجودیکہ راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق اس علم کا رہا ہے لیکن بائیمہ جب قصد مملکت ختا کی تاریخ لکھنے کا صمیم ہوا تو اٹھائیس تین مجتہد کئی زبانوں میں جنکی بیانیوں سے جلدین میں حج کی کیتیں اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت غور و تامل کے ایک فہمہ دیکھ کر ملاحظہ ثانی کرتے وقت جتنے مقامات قابلِ یاد کے تھے ان کا خلاصہ لکھ لیا گیا اور سکے بعد تمام مادہ اصل اور فرع میں تقسیم کیا گیا اور اسکی تحریر شروع ہوئی البتہ اس تاریخ کو ترجمہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان میں کسی زبان میں نہیں ہے محنت جو اس تاریخ میں راقم نے کی ہے اگر نصف کا حال بیان کیا جائے تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقت سے واقف نہیں حمل لاف زنی پر کریں گے لیکن چونکہ اہل خرد کے نزدیک حقوق کے اظہار میں اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہیں ہے اسوجہ سے جرات مولف کو یہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کی وقت کوئی امر بے تمام تاریخوں سے رجوع کرنے اور اکثر میں تطابق پانے کے نہیں لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخوں میں مذکور ہو نیکی خلاف قیاس کے معلوم ہوتے درج نہیں کی گئی اور جس صورت میں کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو ساقی اور سکے سبب شک کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل میں وجہ اس امر کو معتبر سمجھنے کی باوجود راقم کے شبہہ کریں گے ملے تو مجال فکر اور غور کر نیکی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال اعانت کا

اتنا ملکہ اس غیر زبان میں پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت بے ہندوستانی کی مدد کے لکھتا ہوں لازم ہوا
 کہ ایسی عنایت اور رحمت کے عوض میں کوئی ایسا تحفہ ان کے نذر کروں کہ جس میں اگر دوسرا تحلف
 نہ پایا جاوے تو اتنا تہہ نہ کرنا اور نایاب ہووے القصہ حسب وقت کہ باز چچہ گردون نے مجھے
 اپنا تماشا دکھایا اور دست تقدیر نے نکلنے میں دوبارہ پونچایا اسی فکر میں تھا کہ ایک ذریعہ ناچیز صنعت
 جو ہر خلاق دانشمندوں کی مجلس میں میٹھا ہوا بوستانِ دلش کے پھولوں کی بو سے دماغ عقل کو معطر
 کر رہا تھا کہ اتفاقاً ادھر ادھر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان میں کشورِ خفا کا
 ذکر آیا اس وقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اس مملکت بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران و ہندو
 کی کسی بائین میں لکھی گئی اس لیے ہندوستان کے علماء و مجتہد کو بھی ہنکے حال سے زیادہ قفیت نہیں ہے یہ سنتے ہی
 میرے خیال میں آیا کہ اگر کوئی ایسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ سبیلِ جمال و سبک کے جوہر و کل حالات کو شامل ہووے
 تو نہایت مرغیہ اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے
 بہتر کمانِ میسر جو کہ سلاطین کشور و فضل و کمال کے حضور میں اوسی دایرہ کا یہ ادنیٰ اور کم مایہ رعیت مثل
 پیشکش حاضر کرے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ کتاب کا حال بالا جمالِ نگہ نیری زبان میں نہیں ہے
 اہلِ فرنگ کی دوسری زبانوں میں جو راویوں کی روایت اور سیاحوں کی سیاحت کے حال میں مرقوم
 اور نکادیکھا ضرور ہو اور نہ نقشہ جو بندے نے اس تاریخ کا کیا نام رہتا اور خبر و کل کا بیان نہوتا الحمد
 کہ اب پہلی جلد چھپ کر ارون بزرگوار و بکے حضور میں پیش کی جاتی ہے جنہوں نے اشتہار کے
 چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خریداروں کے ذمے میں داخل کر کے راقم کو ممنون احسان
 فرمایا تھا عرض چونکہ چوب اور شہتار کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سال گذشتہ یعنی ۱۲۷۷ء کے
 اکتوبر مہینے میں قالبِ طبع سے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کر اتنے عرصے کے بعد چھپی ہے
 اس جہت سے سببِ دیر اور توقف کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے
 اشتہار اور نوونہ کے عشرہ بھی نہیں گذرا تھا بلکہ اکثر جگہ وہ پونچھا بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے
 حکام با احتشام نے راقم کو عہدہ مترجمی میں مقرر کیا اس سبب سے فرصت کی قلت ایسی ہوئی کہ بجز

بنیت اہل ان راہہ شربت زکلا ب قندست بدقت واناہمہ ازخون جگر می بنیم و ہی
 حال اب بھی ہے اور قیامت تک ہیکہ اور نصیب و مرہی پائیکامربا کھائیکہ اور کوئی گیسہ ہی
 لا دلا عقل اور علم کا کیون نہ وہ فرزندش اور کمال انکوٹھا چوسیگا اور کوئی نہیں پوچھیکا کہ تم
 کس مرض کی دوا ہو الغرض مورخ کو تاریخ دانی عجیبہ حکلی تسکین بخشی ہے اور اسکی صحبت جوان
 اور پیر عاقل اور جاہل مفلس ورتونگر بد اطوار اور نیک کردار کو مفید ہوتی ہے اور غنیمت سمجھی جاتی ہے
 اور جب اس کے پاس یہ لوگ جا بیٹھتے اور احوال تاریخ کا سنتے ہیں تو کم سن کو عجائبات کے بحث
 سے افسانی کا مرام لٹا اور بوڑھے کو دوا یک ماجرا اپنے وقت کا مثال میں یاد آتا ہے اور عاقل کو
 مادہ تصور کا جمع ہوتا ہے اور جاہل بیچارہ بھی اپنے ہمچشمین میں گپے سینکے لئے کچھ سیکھ لیتا ہے
 تو نگر عبرت پاتا ہے جب کارخانجات دنیوی کی ناپایداری کا حال سنتا ہے اور مفلس کا درد
 مایوسی دور ہوتا ہے جب کسی نقل کے سنے سے دریافت کرتا ہے کہ بارہ برس میں گھورے کا
 بھی دن پھرتا ہے اور خدا اپنے بند کو تنبیہاؤ کھ دیتا ہے مگر ہمیشہ مایوس نہیں رکھتا ہے اور بد
 خوف زدہ ہوتا ہے کہ دنیا بازار انتقام ہے جہاں سودا مردست بدست کا حساب اور گناہ کا
 ثمرہ بھین پر لٹتا ہے خصوص اس تصور کا جو مردم آزاری سے علاقہ رکھتا ہے اور نیک کردار کو
 اپنی رفتار پسندیدہ دکھائی دیتی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحائف تاریخ کے مطالعہ سے
 خلائق ہمیشہ نیک کرداری پر تحسین اور بد اطواری پر نفیر کر لگی حاصل کلام ہر شخص اپنے مذاق اور
 استعداد کے موافق مورخ کی صحبت سے لذت یاب اور بہرہ مند ہوتا ہے اور رٹوار تہ اور بلند پایہ
 اس علم کا ہے جس کے وسیلے سے اتنی باتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ہزار افسوس کہ بعض اہل ہند جو
 اور علوم میں فضیلت پیدا کرتے ہیں اسکی طرف کم توجہ کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور اس بات کو دل
 سے اوٹھا دیتے ہیں کہ علم تاریخ سے لاعلم رہنا بہت معیوب ہے کیونکہ قطع نظر اور فوائد سے محروم
 رہنے کے صحبت اور ہم کلامی کے قابل ہر شخص نہیں ہوتا جو اس کو چے کی سیر نہیں کرتا ہے چونکہ
 ہند کے کو علم ہندوستان سے محبت قلبی ہے اور اون بزرگواروں کے فیضان صحبت سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان غور و تامل علم تاریخ کو اکثر علوم پر اسوا سے شرف دیتے اور بہتر سمجھتے ہیں کہ تجربہ کاری اور مردم شناسی کے ملک میں پہنچنے کی راہ ہے اور وہاں کا سفر جسے تھوڑا سا بھی کیا وہ کچھ ہو رہا کیونکہ دنیا کے کارخانہ دار کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بد بھادی اور نیک صفاتی سے آگاہ ہوتا اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اکثر اسور و نیوی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو فراوانی کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سب کے دریافت سے انجام کا حال آغاز حال میں کہہ دیتا ہے جیسا کہ اہل مطلق غریب اور کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں اور نتیجہ نشی سے سب کو معلوم کر لیتا ہے چنانچہ کسی ملک کے حکام اور افسر کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاویں گے تو غائب ہے کہ اہل حال کو بے تامل کہہ دیو گئے۔ یہاں باتوں کے مورخ کا علم موجب اپنی فرحت اور غیر دلی راحت کا ہے اس لیے کہ اہل دنیا کی عادات اور حرکات اور زیر نگین زمانے کی جو ہمیشہ دیکھنے اور شنیدن آتی اور یاد انوکھے دل میں حیرت اور افسوس کو پیدا کرتی ہے اس شخص کو تنہا اور اجنبی معلوم ہوتی ہے کیونکہ دنیا نے اپنی چال نہیں بگاری اور راج کل کی باتوں کی نظیریں سات کے اختتام میں نہج جس ناقد روانی کا شکوہ حافظ شیرازی پانچ۔ ویرس شیر کرتا اور فرشتا کہ

آرین کتابخانہ اشاعت
کتابستان از برہنہ

تاریخ ہمالک چین

بیاض کاغذ روی سونہ خط نستعلیق

تعارفہ خط نستعلیق

پیشہ درجہ اولیٰ

جو اقوام ہمالک توابع مغفوریہ سب کے حالات آئینہ سطوریہ
جسے نیا بعد فان حضرت علیہ السلام آباد ہوئی ۱۸۲۱ء کے مسلمانین و پاکستانین کا بنیاد

تصنیف انصاف نامہ اعلمو جیمز کارکن صاحب جم

اولا عدالت یوانی صد ملکیت کے مترجم عدیل و بعد صدر عدالت یوانی ہمالک مغربی شمالی وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہرہ آفاق

تیکسٹ ضابطہ ایکٹ بیستم سنہ ۱۸۶۲ء سوینسٹا لیس

مطبوعہ مطبعہ مغربی نو کشور ہمالک

۱۸۶۲ء

۹۶	افراج ختم کا احوال	چوتھا باب
۱۰۰	ختم کے صدر محکوم اور شاہنشاہی محکمہ کا بیان	پانچواں باب
۱۰۳	مہربوں اور شہر وں کی تھانہ دار کا احوال	چھٹا باب
۱۰۵	نشاکی قانون دیوانی کے بیان میں	ساتواں باب
۱۱۰	غریب داری تقصیر وں کی مشج اور اونکی سزا دینی کا بیان	آٹھواں باب
		بیان میں معرفت حق پوری اور مادی کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل	نواں باب
۱۱۶	اور سیاست مہن کے	
۱۲۴	نظامیوں کے مذہب اور طریقت کے بیان میں	دسواں باب
۱۳۹	دستورات سلطنت ختم کے بیان میں	گیارھواں باب
۱۴۸	زبان ختم کے بیان میں	بارھواں باب
		حقانی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی ساخت و تیار کیش	تیرھواں باب
۱۶۹	اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	
۱۸۳	علوم اور حکمت ختم کے بیان میں	چودھواں باب
۱۹۴	بیاد کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تہنیز اور تدفین اور ماتم اور غم کی بیان میں	پندرھواں باب
۲۰۵	حقانیوں کے فضائل اور برائیاں کے بیان میں	سولھواں باب

که تا سطر آن از پریشم خلعت
نیز کتابت از شاخه است

تاریخ ممالک چین

بیاض کاغذی سردی است

نگار کاغذی سردی است

میتواند که در این زمانه
میتواند که در این زمانه

جوانم ممالک توابع فغورین
سکه حالات همین مظهرین

جعبه نیاب طوفان نوح علیه السلام آبادی
تا شمع که ختیا و گلستان میں صلح کی بنیاد

تصنیف افصح زبان هر علوم
جیز کار کردن صاحب مرحوم

افلاک عدالت دیوانی صدر کلکته که ترجم بی عدیل
وبعد صدر عدالت یوانی ممالک مغربی شاهی که وکیل

مصنف جوهر اخلاق
برگزیده عالم شهره آفاق

تکلیف ضابطه ایک بستم نه اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی

مطبع مطبع نشانی کسور میسور میسور میسور

